[illegible] بنہ کتاب عقل و شعور موسوم بہ تجلی نور

مؤلف

[illegible] ب و بیب بنیاد | تب میں اسے بیداے خواب [illegible]
کوئی [illegible] بود کوئی بے ستمگار | کسی کو زر دیسہ ہوئی کسی کو زوال
جو [illegible] سرگرم گفتگو ہے دم | جو اہل نطق ہیں اون کی زبان ناطقہ لال
کہا [illegible] بشناسہ اپنا علم و ہنر | کہ ہر میں واقف رمز نکات فضل و کمال
[illegible] مستِ سایہ میں سوفتہ ایمن | [illegible] سے سخن کہولتا ہے اب پر و بال

ایک نسخہ معتبر معنی روشن بیان ملقب بہ زینت رسالہ مطلب مصباح جہان نما بیان کرتا ہے کہ نواح
[illegible] غستان میں ایک شہر دلکش آباد و معروف و مشہور تہا اوس میں [illegible] گیتی پناہ
عالم پناہ تہا جس و ذکا میں طاق فہم رسا میں شہرۂ آفاق سب لوگ [illegible]
اوس شہریار عالی وقار کا ایک فرزند سعادتمند تہا بلند [illegible]
خرد پرور نام شعر بالا سر [illegible]
چار وزیر مشیر ارکان سلطنت [illegible] بہ شعور تخمین کی [illegible] عزم
اور دستور المعظم [illegible] وزیر چہارم بنہ [illegible] جہان [illegible] بار میں
[illegible] اور درجہ بدرجہ موجود رہتے شہر [illegible] وزیر [illegible] دنیا آموز کا [illegible]
[illegible] روز بادشاہ نے دیوان خاص میں دربار عام فرمایا اور روبرو [illegible] کے ہر
[illegible] بولے شہزادۂ خرد پرور کو چہٹا سال ہے تحصیل علوم و اکتساب فنون کا زمانہ آپہونچا تعلیم و تربیت
بتوسط کونسا آدمی تعین کرنا چاہئے وزیر اول نے پایۂ تخت پر بوسہ دیا اور دست ادب باندہ کر
عرض کی مؤلف نگہبان ترا رب داور رہے ✻ جہان آفرین یار و یاور رہے ✻ شہزادۂ عالم کی عمر
دراز ہو مشک جو حضور نے فرمایا میں صلاح ہے تعلیم کی یہی عمر ہوتی ہے چنانچہ والد داغستانی کا قول ہے

قطعہ

والد چو بہ شش رسید سالش | در او شد بدرس اشتغالش
ورشنا بہ شغل درس پرداخت | [illegible] نمونہ کتب سالش

شاہدِ فرماے روزگار | دانشورانِ انجمن آراے روزگار
ستارۂ بختِ جہانیان | روشن ہوا چراغِ تمناے روزگار
اسم کتاب ہے جو بہ دفترِ خرد | ثانی قلم ہے مسکنِ عنقاے روزگار
بہی مہر ہے یوسفِ حسنِ کلام کی | کیونکر نہ مشتری ہو زلیخاے روزگار
لفظ نے قلم سے اوڑے غبار | ہوئے سرمہ بصیرِ نرگسِ شہلاے روزگار
الفاظ ہیں یہ جو تماشا فریب ہے | نقطہ شگفتہ گلہاے روزگار
حروف اسکا معدنِ فضل و کمال ہے | ہر لفظ دانش و خرد افزاے روزگار
یہ دیکھناے مجنون کی آنکھ سے | محمل نشین ہے شاہدِ لیلاے روزگار
شایقانِ زید بشارت ہو مہر کی | صفتِ لطف ہے لطفِ تماشاے روزگار
مژدہ باد خلعتِ عقل و شعور ہے | آراستہ ہو لب سراپاے روزگار

یہہ وہ کتاب ہے کہ جسے بزمِ نظام
دیکھے بغورِ دیدۂ بیناے روزگار

کمترین ناکام نظامِ احقر الانام جو عالم ہے ناظرینِ ہوشمند و شایقینِ دانش پسند کی خدمت والا میں عرض کرتا ہے کہ عرصہ دراز سے یہہ زاویہ نشین حیران کدۂ ناکامی نقاب عزلت میں روپوش تھا باوجود اسکے زبان نامہ روشن ہو تھی پروانہ کرنے شمع کے مانند خاموش رہا ہر مولف کو نسبت کی فائدہ حاصل ہے جہان میں اپنا وجود و عدم برابر ہے ولِ زار کو بہ حیثیت کمالِ باغِ جہان بہار کو اپنی بس کہ صرف حاصل سے چراغِ علم گل ہو گیا اگلے زمانہ آفاق میں اندھیرا ہو گیا بعد عالم میں علوم ہیچ میری برپا ہوا ندیوں کا بہاو تشنگی میں دریا ہوا کہ اصلاح نفس اور کیا کیا علامات کمال جوہر کی غرض سے بہت ساعت کٹ گئی الگ اوٹھکے حالِ غمناک پر سر ہو تو وہ جوان کے جان بلب پہنچا ہو ہم زبان تمام باتین یاد ان کو حکایات دیکھیے یہہ شعر زبان تہا اور بیت دلکشو کہا تو اپنی طبیعت کی تیز زبان پر نسوان کی زبان میں قدر معتبر ہیں * مگر الحمد للہ کہ سرکارِ سلطنت پائدار انگریز علی کے انتظام سے آثار شہرت کی

ہو جاتے ہیں انسان کمینہ اور ذلیل بنجاتا ہے اور خیال کہ جس سے جذبے کی تولید ہوتی ہے اگر
ملقہ کے تخت کو غصب کر لیتا ہے تو خلل اور بدانتظامی جو بدعملی کا نتیجہ ہے تمام ملک مین پہیل جاتی ہے
ہنر آفتاب ہے اوسکی روشنی مستقیم یکسان اور دائم ہے اور خیال شہاب سے مشابہ ہے جو چمکتا ہے
م نہین چلتا مگر بقاعدے پروردگار نے انسان کو قوتِ عقلیہ ایسی عنایت فرمائی ہے جس کے
لے اپنی حقیقت اور دوسرونکی کیفیت بخوبی دریافت کر سکتا ہے اس لحاظ سے اوسکو چاہئے کہ
ے عجیب و غریب کارخانون کو نظر غور سے دیکھے اور ماہیت اور فوائد اور نتیجون کو دریافت کرے بیہودہ
ی مین مصروف نہو بلکہ ہمیشہ اپنے دلمین یہہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ خداوند تعالے نے ہمکو ایک
ی وذی شعور بنایا ہے اور ہمپر یہہ بات فرض ہے کہ اپنی قوتون سے ہمیشہ اونکے خاص خاص
ے زمین چونکہ ہم باتمیز مخلوق مین اسوجہ سے ہمکو اپنی اوقات عزیز حیوانات بے تمیز کیطرح بسر نہین کرنی چاہئے

## فرد

زادہ اگر بخواب است انسان نیست | فرق درجنس ہی آدم وحیوان ادب ہست

الی حالت اور حیوانات کی سی ہین ہے عقل سلیم اسواسطے عطا کیگئی کہ خیالات فاسد سے محفوظ رہے
و ہوس کے برخلاف عقل صالح نہایت عمدہ نصیحت کر نیوالی ہے ہمیشہ سچ باتون اور نیک کامون کی
رتی ہے پس ہمین یہہ بات دریافت کرنی بہت ضرور ہے کہ ہم دنیا مین کس مقصد کیواسطے
ہوئے اور دنیا سے کیا تعلق رکہتے ہین اور عقبی مین ہماری کیا حالت ہوگی

## نظم

نہ شادم نہ محزون نہ خاکم نہ گردون | نہ لفظم نہ مضمون چہ معنیستم من
اگر فانیم چیست این شور ہستی | وگر باقیم از چہ فانیستم من
نوائے ندارم نفس می شمارم | اگر ساز وحدت نیم چیستم من

جے لئے آدمی کو علم حاصل کرنا فرض عظیم ہے بغیر اسکے اپنی زندگی کی حفاظت اور آسایش کا بندوبست
رسکا ہر شخص کو انسان کے طور طریق اور دستورون اور عقل کی ترقی سے واقف ہونا اور خاص
لم ودانش کو ترقی دینی چاہئے جو بڑے بڑے آدمی اگلے زمانون اور تمام ملکونمین ہوگئے وہ ہمارے واسطے
عمدہ ہونے مین ہمکو بہی اوس طریقے کی پیروی ضرور ہے جسکے ذریعے سے اونہون نے بڑی بڑی عزتین
ں دنیا مین صرف دولت اور طاقت اور نیکنامی ہماری پیدایش کا خاص ثمرہ نہین ہے بلکہ عقل کی دولت
ت اور علمی استعداد کے مقابلہ مین وہ محض بے اصل ہے جو لوگ نہایت عالم و دانا ہوگئے اور انہون نے





جو باتین اپنے علم و عقل کے زور سے پیدا کین وہ اونکی فضیلت کی نہایت عمدہ یادگار ہین جو مشکل اور
مصیبت اونکو پیش آئی اپنی عقل کی قوت سے اوسکو مغلوب کیا سقراط حکیم کا قول ہے کہ جسطرح لڑائی کے
وقت لوہا سونے سے زیادہ کام آتا ہے اوسیطرح عقل ہر وقت اور ہر حالت مین سونے سے زیادہ کام آتی ہے
قدیم ہوشمندون نے ہماری طبیعتون مین علوم و فنون کے شوق کا تخم بویا اور فقط اس زمین کے حالات سے آگاہی
حاصل کرنے پر اکتفا نکرکے آسمان اور ستارون کیطرف بھی اپنی توجہ مائل کی اور وہ علم ریاضیات ایجاد کیا جسکے
ذریعے سے ہم اجرام علوی کی حرکت دریافت کرسکتے ہین بعضے آدمی ایسے ہوتے ہین جنکو بالکل ترقی کی
خواہش نہین بلکہ وہ عقلی لیاقتون سے محروم ہوتے ہین اور خود بھی یہہ خیال کرتے ہین کہ ہم کسی قسم کی
قوت عقلیہ نہین رکھتے زمانہ بہت جلد گذرتا جاتا ہے اور دنیا مین ترقی روز افزون ہوتی جاتی ہے زمانہ حال
مین بھی بہت سی ترقیان ظہور مین آئین اور آیندہ بھی نئی نئی باتین دریافت ہونگی اسیلیے وقت ایک
حال پر قائم نہین ہمیشہ بدلتا رہتا ہے وقت سے تمام چیزونکا اندازہ کیا جاتا ہے لیکن [illegible] وقت کا اندازہ
کسی چیز سے نہین ہو سکتا وقت سے تمام باتونکا حال معلوم ہو جاتا ہے مگر وقت کا [illegible] کسی پر نہین کھلتا
نہ کسینے آجتک اسکی ابتدا پائی اور نہ اسکی انتہا کسیکے خیال مین آئی عقل اسکے آگے [illegible] ہٹتا ہے عابو اسکے
ساتھہ رہتا ہے افسوس اسکے پیچھے ہوتا ہے جسنے اسکو دوست بنایا [illegible] سب دشمنون سے بیخوف ہوگیا
جسنے دشمن بنایا وہ اپنے دوستون سے بھی ناامید رہا اکثر آدمی ہم مین سے اپنے اپنے خیالات کے بموجب
آسودہ ہونا چاہتے ہین اور وہ جانتے ہین کہ ہم اپنی عقل [illegible] کے زور سے مراد پر پہونچ جائین گے لیکن انجام کار
بجز مایوسی و تکلیف کے کچھہ نصیب نہین ہ[illegible] [illegible]شان و عظمت کی بے ثباتی کے صدہا ثبوت ہم کو
تواریخ سے معلوم ہوتے ہین بعضے ابتدا[illegible] [illegible]ے ہزارہا سلطنتونکو عروج و زوال ہوا اور کوئی بادشاہ
ہمیشہ اپنی سلطنت کو قائم نرکھہ سکا [illegible] [illegible] کا قول ہے کہ مین نے تمام کوششون مین کامیابی حاصل کی
مگر اب موت کا وقت سر پر آیا [illegible] [illegible]دال سے بآواز بلند یہہ بات کہتا ہون کہ مین [illegible]
اور برہنہ ہی جاتا ہون [illegible] [illegible] [illegible] عدم کا نشان نہین ملتا ٭ خبر نہین کہ گیا اُنسے ہی
دلمین ہر ایک آدمی چاہتا ہے کہ مین [illegible] مار ہون زبان سے کوئی نہین کہتا اور اپنی [illegible]
ہزار ہزار باتین بناتا ہے لیکن ہمارے نزدیک وہی آدمی خوش ہے کہ جسکو جہہ بھی کام کرنا باقی
جو موت کے واسطے ایک بھی بہانہ نہین رکھتا ہر روز مرنیکے لئے تیار ہے [illegible] دیکھیے اس
کیا حباب زندگی ٭ بیہودہ ہے فروغ آفتاب زندگی ٭ جوانی چار دن کی چاندنی ہے تجلا[illegible]
مین اور جائیگا اور عیش کی پریان بھی مجرا کرنا چھوڑ دین گی ٭ شعر ٭ عہد شباب خوب ہوا جو گذر گیا ٭



اکے سے اور تر کیا + اس زندگی مین ہم مسافرون کے مانند ہین اور دنیا مثل بیابان
و شوکت بمنزلہ سراب ہے مصرعہ + جو چمکتا ہے وہ سونا ہی نہین ہوتا ہے + و
بطرح آنکھین بند کرلیتے ہین اور بیساختہ سونہہ کہولکر سیراب ہونیکی امید پر دوڑتے ہین
ہوتا ہست + جہان ہست مانند موج سراب + از وتشنہ دل گئے شود کامیاب +
سکے واسطے نہین بلکہ تمام چیزین ہرایک آدمی کے لئے پیدا ہوئی ہین ہر انسان کو
ور عقلی قوتین عطا کیگئی ہین پس جو شخص اپنے دلکی تہذیب کریگا اوسی کو ثمرہ نیک حاصل ہوگا

مولف

| | |
|---|---|
| ـسہ آتا ہے جو سفید و سیاہ | ہر سہ کار سب کو بایا ہے |
| لکہ سب ہے خوب و زشت و نیا مین | کام کے واسطے بنایا ہے |

ذہص نہایت ہی بدقسمت ہے جو عمدہ صفات اور ہنر قوتون کو اچھی طرح کام مین نہین لاتا
ن کہ اپنی ہمت پست کردین جبتک کسی شے کیواسطے کوشش نکرین پس کیونکر ہم اوسکو حاصل کرسکتے ہین

فرد

| | |
|---|---|
| اروش ہی دی تھی تو بنا نا تہا جام سے | انسان بناکے کیون مری مٹی خراب کی |

ہہ ہی اوستاد کا ایک قول ہے کہ اگر ارادہ ہوتا ہے تو کوئی نہ کوئی طریقہ ضرور پیدا ہوجاتا ہے اگر ہم
سی کام کیواسطے کوشش کرین تو وہ ضرور پورا ہوجاتا ہے گا محنت کا ثمرہ ضرور حاصل ہوتا ہے اور ہم اس
بنا ین صرف اپنی ہی ترقی کیواسطے نہین بلکہ او تخصوص کے فائدہ رسانی کے لئے ہی آئے ہین

فرد

| | |
|---|---|
| رد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو | ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیان |

ضی کی بلاغت اور بیان کی مختلف صورتون سے ثابت ہوتا ہے کہ زمانہ کی برائی اور بہلائی دیکھنے
یواسطے بھلا زمانہ اوسکے مقابلے مین رکہنا چاہئے کیونکہ تمیز اصلی ہمیشہ نسبت سے تعلق رکھتی ہے
یندہ کا حال کسیکو معلوم نہین بعض ناطقہ زمانہ حال مین بہت کم مصروف رہتا ہے ماضی کا خیال اور
یندہ کی فکر ہی مین اسکی اوقات گذرتی ہے ہمارے جذبون مین سے خوشی ہے اور غم محبت اور نفرت
امید اور خوف خوشی اور غم ماضی سے تعلق رکھتے ہین خوف اور امید استقبال کے متعلق ہین اب محبت
اور نفرت باقی رہی اگرچہ زمانہ حال مین شامل ہین مگر انکو بھی ماضی مین داخل کرنا چاہئے کیونکہ باعث
نتیجے سے پہلے ہوتا ہے جو کہ اس زمانہ کی صورت ہے وہ اوسی کا نتیجہ ہے پس خواہمخواہ لازم آیا کہ خواہ ہم

عیش مین ہون یا مصیبت مین اسکے براءت ضرور دریافت کرنے چاہئین تاریخ کا و
سود مند و کار آمد ہے جسمین یہہ بیان ہو کہ نفس ناطقہ کی ترقی کسطرح ہوئی انسان کی ہمت بہت
بلند ہیچ پر پہنچی کس سبب سے ایک علم دوسرے کے بعد آتا رہا اور کس صورت مین علم اور خیال نے جوش
روشنی اور سیاہی سب اسکے لیے کہانے کسطرح علم غارت ہو گیا کیونکر فنون نے پھر نمود کیا اور کہ
کون سے انقلاب عقل کے عالم مین ہوئے اگرچہ یورپ اور ڈرائی کے حال سے واقف ہونا و شاید
تو علوم و فنون سے ناواقف رہنا بھی مناسب نہین اگر اہتمام کرنیکے لئے ریاست ہے تو ترقی کا زینہ
فہم و فراست ہی سو بہہ سے کہنے اور کرکے دکہانین نرا زور ہے نمونہ ہمیشہ غنیمت ہے
ہوتا ہے سپاہی لڑائیون مین بنتا ہے اور مصور تصویرونکی نقل کہینچ کہینچ کر اوستاد ہو جاتا
صورت مین طریقہ حیات جو فقط تصویر سے غرض رکہتا ہے اور طریقونکی نسبت وزیر بلکہ
بہے سو کے تو ہمیشہ ہر ایک دیکھنے مین نہین آتے مگر جسے فنون کا شوق ہے وہ ہمیشہ دیکہہ سکتا ہے
فن کی بدولت کیا کیا ہوا اور مین کس درجہ تک پہونچا کیونکہ صناع کی صنعت امتحان کیلئے کو ہر جگہ موجود
جب کسی کے دیکھنے سے آنکہہ یا قوت متخیلہ پر اثر پیدا ہوتا ہے تو نفس فعل خود صنعت ظہور کو آشکار کر دیتا
اہتمام سے تصور کا اصل کام شروع ہوتا ہے ہم نئے نئے صور علمیہ اپنے علم کی افزائش کرتے ہین ا
شاید وہ فن پیدا ہوتا ہے جو انسان کے نزدیک غارت ہو چکا تہا اور کچہہ نہین تو اپنے وقت کو
پہلے زمانہ سے ملانے مین ترقی دیکہہ کر خوش ہوتے ہین یا تنزل دیکہکر غمگین جو ذرا غور کیا جائے
تو اس تنزل کا نظر آجانا ہی ترقی کی بسم اللہ ہے جو چیز دنیا مین آئی ہے اوسکو ہر دم اپنے قدردانی کی
تلاش ہے اور شہرت کی جستجو جس شے کا قدردان پیدا نہوا اوسکا وجود و عدم برابر ہے اور
مستتر ہو وہ بحکم النادر کالمعدوم زاویہ عدم مین مستتر انسان جسکی طلب مین سرگرم رہتا
وہ شے بہی خود اوسکی طلب مین بہت مصروف ہوتی ہے دریا اسی جستجو مین پہاڑون سے ٹکراتا
اور جوش و خروش اظہار کرتا ہے کہ کاش کوئی غواص پیدا ہو اور میرے موتیون کو جوہریون تک
لیجائے یاقوت اسی لیے جگر خون ہے اور الماس نے اسیواسطے کنی کہائی ہے کہ اس قید سنگین سے
رہائی دینے والا بمشکل میسر آتا ہے چاہ کے دل مین بہی چاہ سمائی ہے کہ کوئی تشنہ لب چاہ وارد ہو کا
تشنگی رفع کرے آئینے کو اسی سبب سے حیرانی ہے کہ کسی صورت آشنا سے کیفیت روشناسی نصیب
علم اسی تلاش مین ہے کہ کوئی قدردان مجہہ سے فیض پائے ہنر اسی فکر مین ہے کہ کوئی اہل جو
میرے دم سے فائدہ اوٹہائے وفرد کرتا ہے کشش دونون طرف جاذبہ الفت تو جسکی طلب مین

وہ ہے بری طلب میں تو اوس شخص کے برابر دنیا میں کوئی نادان اور جاہل نہیں جو یہہ سمجھکر کوشش
سے محروم رہے کہ علم میری قسمت میں نہیں محنت وہ چیز ہے کہ محال کو ممکن کر دکہلاتی ہے اور مشکل کو
آسان ... بے محنت تو کچھ بہی حاصل نہیں ہوتا اور محنت سے سب کچھ ملجاتا ہے ۰ فرد ۰ بہر کار کہ ہمت بستہ گردد
اگر خارے بود گلدستہ گردد ۰ حکایت حکیم ارسطاطالیس نے جب علم نجوم حاصل کر لیا تو ایکروز یہہ خیال آیا
کہ دیکھوں کونسا علم ہے جو میری قسمت میں نہو فوراً زائچہ کہینچکر دیکہا معلوم ہوا کہ علم طلسمات مقدر میں نہیں
نہایت ... افسوس کیا اور سب کام پر اسکو مقدم جانکر تحصیل طلسمات میں ہمہ تن مصروف ۔ انہوں نے
اسمیں ہی وہ کمال پیدا کیا کہ اپنے ہمجنسوں پر سبقت اور فوقیت لیگیا اوس حکیم کا قول ہے کہ جو چیز انسان کی
قسمت میں نہیں وہ بیشک محنت و کوشش اور سعی و تردد اور جستجو و تگاپو سے میسر آسکتی ہے کسی کا یہہ شعر
محنت کی شان میں صادق آتا ہے ۰ شعر ۰ مشکل بتوجہ تو آسان ۰ آسان بتغافل تو مشکل ۰ نہایت تعجب کی
بات ہے کہ اکثر رئیس اور صاحب ملک تحصیل علم پر مطلق توجہ نہیں کرتے صرف سیر و شکار اور ناچ تماشے میں
اپنی اوقات ضائع کرتے ہیں اسکا اصلی سبب یہہ ہے کہ ان رئیسوں کے بہائی بند اور کار مدار اور مختار اور وزیر
اور دیوان اور اہلکار وغیرہ ہرگز نہیں چاہتے کہ رئیس و امیر کچھ بہی پڑہنا سیکہیں اور ذرا بہی عقل و ہوش سنبہالیں
کیونکہ یہہ جانتے ہیں کہ اگر رئیس کو لکہنا پڑہنا آجائیگا اور تہوڑی بہت عقل پیدا ہوگی تو وہ ہمارے قابو میں کیوں
رہیگا پہر یہہ لوٹ کے مال کدہر سے ہاتہہ لگینگے اگر کبہی کوئی رئیس بر تقدیر کسیکی صلاح و مشورت سے حکم دیتا ہے
کہ ... لکہنے پڑہانے کو ایک آدمی مقرر کرنا چاہئے تو بہائی عرض کرتے ہیں کہ حضور ابہی صاحبزادہ
صاحب کی عمر کیا ہے یہہ تو اونکے کہانے پینے اور کہیلنے کے دن ہیں مختار کار عرض کرتا ہے کہ ابہی
... مناسب نہیں ان دنوں خزانہ میں روپیہ بہت کم ہے کوئی پرانا مصاحب کہتا ہے کہ آگے کیا
... حضور نے کبہی پڑہا تہا کوئی خیرخواہ بیان کرتا ہے کہ خداوند اگر آپ لوگ خود پڑہنے لکہنے کی
طرف ... جائینگے پہر ہم لوگ کس کام آئینگے حاصل یہہ ہے کہ سب تو اپنی اپنی بولیاں بول کر بات
... دیتے ہیں اور اس بیچارے لڑکے کا پڑہنا لکہنا مفت میں مٹی میں ملجاتا ہے کار پرداز مزے اوڑاتے ہیں ۰

**فرد**

| | |
|---|---|
| ... کر لکہا نام زمیں پر مٹا دیا | اونکا تو کہیل خاک میں ہمکو ملا دیا |

... کو یاد رکہنا چاہئے کہ چہوٹی عمر تحصیل علم کے لئے ایک بہت اچہا زمانہ ہے اسمیں قوائے عقلی و جسمی
صحیح ہوتے ہیں پس اگر اس عمر میں ہم علم تحصیل کریں تو یہہ امید کر سکتے ہیں کہ ایک وقت میں اپنی محنت

جوانی میں علم حاصل کرنا چاہتے ہیں فوق الواقع اوس دہقان سے مشابہ ہیں جو فصل بہار یہ بات یاد کرتا ہے کہ
ہمینے تخم ریزی کا وقت ضائع کیا ہے اور جبکہ اور لوگ فصل کاٹ کر ذخیرہ جمع کرتے ہین اوسوقت وہ بیج
بونے جاتا ہے شاید کہ اوسکے کہیت مین کچہہ سبزی نمایاں ہوا اور کچہہ عرصے کے لئے نازک ہرے بہی لگے
لیکن افسوس ہے کہ یکجا ئیسے پہلے ہی سردیکا موسم نمودار ہو جاتا ہے پالا اور سرد ہوا اوسکو خراب اور برباد
کرڈالتی ہے ایسا ہی حال اوس شخص کا ہے جو چہوٹی عمر مین خواب غفلت مین بیہوش رہا اور جوانی مین علم
سیکہنا شروع کرتا ہے لیکن پیش ازین کہ اوسکو علم مین اسقدر سرمایہ حاصل ہو چکا جسے [illegible] یہ کا
سر سفید ہو جاتا ہے بصارت گہٹ جاتی ہے حافظہ جاتا رہتا ہے اور قبر مین پاؤن لٹکا دیتا ہے وہ
آپکے وقت تم کو کہیں کے کہیں سجے + اب تم تو فائدہ جب ہم نہیں سجے + اگر جوانی مین بہی علم کیطرف
کرنیکا موقع نہ ملا تو اپنے ہمعمرون مین چہوٹون سے جنہوں نے خورد سالی کو علم کی طلب مین صرف کیا ہے ہمیشہ
شرمندگی اوٹہانی پڑتی ہے جو آدمی کہ جاہل اور ناخواندون پر بزرگی حاصل کرنی چاہے اوسکو لازم
تربیت کے حاصل کرنیمین کوشش کرے استعداد اور عقل و شعور تحصیل کتب اور عالمون اور فاضلون اور
اور عاقلون کے فیضان صحبت سے حاصل ہوتا ہے جو ان باتون سے محروم ہین وہ جاہل رہجاتے ہین کیا
اچہی مٹی ہے اور کسیکو بالکل نہین ہوتی اس باعث سے انسانون مین اختلاف ہوجاتا ہے چنانچہ ایک از [illegible]
سنتی ہے اور ایک چیز اسی قسم کی دو اینٹین ایک تربیت یافتہ ہے اور دوسرا نا تربیت یافتہ مگر اصل مین دونون
وہی ایک انسان ہین اسلئے ممکن ہے کہ ہزارون گنوار اور دیہاتی ایسے گذرے ہون کہ اونکو خدا نے ویسی ہی
عقل بخشی ہو جیسی حکیم ارسطو کو ملی تہی اب کوئی پوچہے کیون ارسطو تو بایں ہمہ حکیم ہوا اور وہ ناتربیت یافتہ مذکور
جہالت ہی مین مر گئے کہ اونکا نام و نشان بہی باقی نہین اسکا جواب یہ ہے کہ ارسطو نے تربیت
پائی تہی اور انہون نے نہین پائی ارسطو نے حکمائے گذشتہ کی کتب و تصنیفات کو ملاحظہ کیا اور اون
گنوارون نے کاشتکاری مین عمر گذاری اور اوسی حالت مین مر گئے اگر ارسطو کے مانند تحصیل کتب وغیرہ برابر
ہم پہنچتا تو شاید وہ گنوار ارسطو سے بہی سبقت لیجاتے سچ کہا ہے کہ گنوارون اور غریبون کے
ذہن و عقل سے کون آگاہ ہوتا ہے وہ مانند اون جواہرات کے ہین جو سمندر مین بہرے ہین اور
پوشیدہ یا مانند اون خوشبودار پہولون کے جو [illegible] ورق مین [illegible] ہین وہان کسی کا گذر [illegible]

**مؤلف**

کب غریبون نے تربیت پائی ۔ کیا [illegible] علوم اور کل دانائی
دشت و صحرا مین کون ہوتا ہے ۔ [illegible] کا تماشائی

اہل یونان تربیت کے فوائد سے آگاہ تھے وہ اپنے بچوں کو تربیت کرنے میں ہمیشہ کوشش کرتے رہتے
چنانچہ بادشاہ فیلقوس نے اپنے فرزند سلطان سکندر رومی کی تربیت کیواسطے ارسطو کو مقرر کیا اور
جیسی تربیت سکندر نے اس حکیم اعظم سے پائی سب پر بخوبی روشن ہے محتاج بیان نہیں حکایت ہندوستان
میں شہاب الدین شاہجہان بادشاہ نہایت بیدار مغز و دانا اور شجاعت شعار و توانا گذرا ہے ایک روز
سعد اللہ خان وزیر نے کہ ہندوستان کے وزیروں میں اعلیٰ حکما صاحب علم و فضل اور فنی استعداد ابو الفضل و
فیضی کی ہم ہیں کہتے دوسرا کوئی وزیر نہیں گذرا ہے شاہجہان سے تذکرہ کیا کہ اگرچہ ولیعہدی کا منصب
فرزند اکبر کے لئے مناسب ہے مگر آپکے خیال میں اسکی لیاقت کونسا شہزادہ رکھتا ہے بادشاہ دولت نے فرمایا
کہ اسکا جواب کل دونگا بعد اس گفت و شنید کے سعد اللہ خان اپنے گھر گیا اوس بادشاہ نے اپنے ایک
معزز معتمد کو ہر ایک شہزادے کا عندیہ لینے بھیجا وہ پہلے شہزادہ دارا شکوہ کی خدمت میں گیا بعد ادائے آداب
اور جب کے تمسخر پوچھا کہ فی الحال غلہ گران ہے بازار ان شہزادے نے کہا یہہ حال کسی نبال سے پوچھو یہ
کذا پوچھا کہ ان دنوں کسقدر فوج یہاں حاضر ہے جواب دیا بخشی فوج سے تفتیش کرو بعد ازاں استفسار کیا
کہ بھلا ارکان دولت اور خوانین سلطنت سے کون کون امیر اس ریاست کے خیر خواہ جان نثار
اور ترقی طلب ہیں فرمایا کہ یہہ حقیقت بادشاہ سے دریافت کرنی چاہئے پھر عرض کی کہ تمہاری
علم دین اور دوسرے ملکوں میں کون کون عامل اور صوبہ عادل اور دوسرے بادشاہوں کی اقلیم کی
کیا کیا خبریں حاصل ہیں ارشاد کیا کہ یہہ اتفاقات وقائع نگار اور خفیہ نویسوں سے پوچھا چاہتے ہو
اس گفتگو سے وہ معتمد شہزادہ دوم سلطان شجاع کے پاس گیا اوسکو بھی اسطرح آزمایا اس امر میں
پھر انہایا پھر شہزادہ سوم صاحب کرم زادہ اورنگ زیب عالمگیر کی خدمت میں گیا اور غلہ کا
نرخ پوچھا اوسنے ہر قسم کے اناج بلکہ ہر ایک کا بیان کیا سپاہ کی تعداد بھی بتائی کہ اسقدر
فوج فی الحال یہاں ہے اور فلانے فلا اتنے خیر خواہ جان نثار اور اتنی فوج ہر گنوں
اور دوسرے ملکوں میں اور فلانے شخص نمک میں اور فلانے ملک کا صوبہ ہمارا مطیع ہے بازوار
اور رعیت پرور و عادل ہے اور فلانا بدسیرت و ہے بادشاہ کی اور اس ملک کی کیفیت ایسے
توران کی یہہ حقیقت فرنگستان کا یہہ احوال روس کا یہہ قال و مقال ترستاوشناہ
اوسے بہت راضی ہوا پھر شہزادہ چہارم محمد مراد کے ورا وسے بھی وہی سوالات کئے
اوسنے شہزادہ اکبر دارا شکوہ اور ملکزادہ دوم شاہ شجاع جواب دئے معتمد کو ہموں آتش کا
نقشہ نظر آیا اس تحقیقات کے بعد اعلیٰ حضرت یعنے شاہ نتیجہ بات میں جاکر سب حال کہہ سنایا

جب سعد اللہ خان وزیر آیا تو شاہنشاہ نے سب شہزادوں کا [illegible] بہت معلوم کرایا ہے
جتایا اور کہا کہ میں دارا شکوہ کو بہت چاہتا ہوں مگر شاہنشاہ حقیقی [illegible] اورنگزیب اور تکمیل
کیا چاہتا ہے اسی سے دارا شکوہ جہانبانی کی کاروائی عطا کی ہے [illegible] یہ ترمس کی کہ اس
میں شک نہیں عالمگیر عالم گیر ہو کا ناظرین پر روشن ہے کہ ایسا [illegible] ظاہر ہے کہ
بیدار مغزی و کاروائی اور حسرت حصول دولت و یاوری بخت کی [illegible]
وراثت طلبی اور علامت شماری بدولتی و نحوست کی علامت ہے [illegible] وکاروائی نے تحصیل
علوم و اکتساب فنون حاصل نہیں ہوتی اسلئے اولاد پسر پروا جب [illegible] کہ اولاد کی تعلیم
عاقل رہیں ورنہ کاہل ہونا والدین کی بے تمیزی پر دلیل [illegible] سادہ پر تو مرمین ناب
کہ شہزادگان والاشان کی تربیت کیواسطے مہذب اخلاق [illegible] اور اتالیق اور خصوصیں اور
ہر علم و ہنر کے استاد کامل مقرر ہوں اگر اتفاقات روزگار سے کوئی [illegible] یہ بہ صفت موصوف
ہاتھ آجائے تو مغتنم شمار کریں [illegible] کلام اس
مقام تک پہونچی [illegible] اس بیان کا اور نتیجہ
اس گفتگو کا یہ ہے کہ [illegible] قاف میں [illegible] نور افشان اور پیر ایک
مرد دانا [illegible] عالم باکمال علوم نگاہ ریاست میں گوشہ گزین [illegible] ضمیر نورانی سے تجلی
حاصل کی اور علم نے اوسکے دل مستقیم سے فیضان کمال پایا [illegible] بہت اور تدبیر
تابع فرمان اگر عرض کریں [illegible] آیات علوی میں تو اوسکے عالم محسوسات میں [illegible]
سفلی میں تو اوسکے ہر اقدام [illegible] علم نے اوسکے دل سے رواج پایا اور عمل نے اوسکے [illegible]
پیدا کیا اوس مؤید ہوشیار کا نام فرزانۂ روزگار ہے جان نثار کو اوس سے [illegible] نسبت [illegible]
حاصل ہے اور یہہ نسبت بعینہ ایسی ہی ہے کہ ذرے کو آفتاب سے یا قطرے کو دریا سے نہیں نہیں بلکہ
یہی نسبت ہے کہ جو ستارہ کو نور کے ساتھ ہے یا ظلمت کو روشنی سے اگرچہ تمام عالم میری نظر سے
گذر چکا ہے بڑے بڑے عالموں اور کامل حکیموں سے لیاقت علمی اور استعداد فلسفی کی
بابت دریافت کر چکا ہوں مگر مصرعہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک + شہزادہ خیر پرور کی
تعلیم و تربیت اور تہذیب اخلاق کیواسطے ایسا کامل شخص بغیر اسکے جوہر پرورکے ہوشیار
اہل [illegible] ہے اس میں حضور کی خدمت سے رخصت ہوتا ہوں آج شب کو
[illegible] کر کے علی الصباح دربار شاہی میں ہمراہ لیکر قدمبوسی حاصل کر

اگرچہ اوس کا تشریف لانا کسیطرح ممکن نہین مگر اس عقیدت مند کی رضاجوئی و دل
بھہ حال تو نظر ہے بہہ کہہ کر شعورِ سخن رس نے عقلِ مجسم سے رخصت ملک کی دربار پر

### مطلع

تاب سے بہی دور اک ملکِ سلیمان اور ہے
ہم ہین دیوانے جہان کے وہ پریشان اور ہے

سیاحِ جہان ہما پیشے ورقِ ذہنِ رسا اسطرح گذارش گر ید عا ہے کہ شعورِ سخن رس دربارِ شاہی مین ہمیشہ
بصورتِ انسان حاضر رہا کرتا تہا اوس روز جدم کہ عقلِ مجسم سے شرفِ رخصت حاصل کر کے فرودگاہ مین
تشریف لایا لباسِ بشری جسم سے علحدہ کیا اور صورتِ اصلی اختیار کر کے چشم زدن مین ایک تو د
کیا خلعتِ جنانی بدن پر سجا دو تہپیر بازوؤن پر مدلگئیے اور یکبارگی بسوے کوہِ قاف سرگرم پر

### مولف

وہ اوڑنے مین مرغِ نظر بن گیا | وہ سیماب جلدی با دِ تحمد بن
کبہی گرم جولان ہوا مثلِ برق | کبہی موج سے تیز تر بن

الغرض ایک ساعت مین کوہِ نورافشان پر جا پہونچا فرزانۂ روزگار سے ملاقات حاصل کی ا
خیر سلامتی کی گفتگو ہونے لگی فرزانۂ روزگار نے کہا کہ اے سراپا شعور ان دنون مین تشریف
لانا ہوا غنیمت ہے کہ ہر دمین ہمارا خیال تو آیا **فرد** + پس از دون راآن سروقامت بر سرا آمد
قالبعد چندین انتظار آمد + شعورِ سخن رس نے کہا حضرت یہہ کیا ارشاد فرماتے ہین **مولف**
آپ دل سے جو دو ستونکو بہلاتے ہیں + ہین ہم تیرے بندے اوبت اگرچہ گور مین خدا تہین
آپ پر بخوبی واضح و آشکار ہے کہ امور سلطنت جس شخص کے دست وابستہ ہون اوسکے لیئے فرصت ممکن
نہین ہر چند دلِ نیاز منزل سوزشِ فراق سے داغ تہا مگر کوئی صورت ایسی نظر نہ آتی تہی جسکے ذریعے سے
ما تنک رسائی ہو سکتی **مولف** نہ آیا مین تو پس تیرے نا آنیکا یہہ باعث تہا + کہ فرصت کارِ بار سلطنت غیر ممکن ہے
روزگار نے جواب دیا **فرد** + زین تالع وچرخ رام تو باد + سروزارت مقام تو باد +
سخن رس واہ کیا کہنا ہے ایسی عمدہ بات کہی کہ دل تسکین ہوگئی بسبب امورِ سلطنت سے مہلت
نہ ملی اگر ملتی تو ضرور آجتک کئی بار تشریف لاتے بہت اسلئے اب دماغ تنی مدارج مین بہی
نہ ہی ہاتہہ سے جاتی ہے **قطعہ** + روزِ وصلِ دوستداران یاد باد + یاد باد آن روزگاران یاد باد
ملاغ انداز یاد ہین + از من ایشان را ہزاران یاد باد + شعورِ سخن رس نے عرض کی حضرت آپ تو

نے لگے اس گفتگو سے میرا یہہ مطلب تہا کہ اپنے منصبِ وزارت کا افتخار منظور ہو بلکہ عدیم الفرصتی
ظر تہا وزانۂ روزگار نے کہا ماہ جناب آپ تو خوب سمجہتے ہین اور الزام ہمارے سر میرا بہی اوس تقریر سے
یہہ مطلب تہا یعنے مین چاہتا ہون کہ کبہی کبہی آپ اسیطرح تشریف ارزانی فرمایا کرین تو میرے حال پر
وارش سے جو بہت نہ اسطرب بہی نہین لازم آئیگا ہے گا ہے + دم بدم لحظہ بلحظہ نہین گاہے گاہے
اونسکو اوسطرف کیون نہ احتمال فرماتین ماشاء اللہ وزیر اعظم تو تیسیم بدو ور عقل بہت تیز ہوگئی ہے

## مولف

مین زمانے مین گر عقل و شعور اسکو رہنے دو نہین ہم تو دیوانے ہی اچہے ہین

ن رہے نے کہا جناب رات دن کے بکہیڑون سے دم بہر فرصت نہین لوگون کو عقل تعلیم کرتے
تنگ ہوگئی ہوش و حواس کہانتک ٹہکانے رہین مین نے اپنی جان دیوانون مین ڈالدی
اس شعر پر عمل کرلیا ہے + دیوانہ باش تا غمِ تو دیگران خورند + آنرا کہ عقل بیش غمِ روزگار بیش +
وزگار نے کہا کہ میرا بہی یہی [illegible] ہے اس عالمِ تنہائی مین ہر دم وحشت و جنون مونس و ہمدم ہے
دیوانگی مین بہی ایک عجیب کیفیت دیکہنے مین آئی ہے فرد + گویند مردمان غمِ دیوانہ می خورند
دیوانہ ہم شدیم و غمِ ما کسے نخورد + آخرکار انتہا کے درجے پر دیوانہ بکارِ خود ہوشیار سمجہکر بار بار دل سے
بہی صلاح کرتا اور دمبدم مضمون اس بیت کا ادا کرتا شعر قیس جنگل مین اکیلا ہے مجہے جانے دو + خوب
گذرے گی جو مل بیٹہین گے دیوانے دو + مگر الحمد للہ کہ آج نتیجۂ دعا جانے اجابت سے رنگین ہوا جو تقدیر کی
تدبیر سے بہر ہم تم باہم ہوئے اور ہنگامِ فراق ایامِ وصال سے بدل گیا فرد + زمانِ خوشدلی [illegible]
کہ دائم در صدف گوہر نباشد + یہہ کہہ کر اپنی جگہ سے اوٹہہ کہڑا ہوا اور شعور سخن [illegible]
بغلگیر ہوا پہر اپنے برابر بٹہالیا اور کہا کہ اے یارِ غمگسار اس عدیم الفرصتی مین یہانتلک [illegible]
وصت کیونکر دستیاب ہوئی ایسے نصیب کہان کہ صرف باُمیدِ ملاقات بے غرض تحریف لائی
غرض ہو بلکہ کچہہ نہ کچہہ مطلب جیتنے کا ہی مطلب ضرور شامل ہوگا مولف آئے مین آپ بری
ملاقات کے لیئے + بہیجا ہے یا کسی نے کسی بات کے لیئے + وزیر نے کہا کہ میرا حاضر ہونا دونون امور پر
دلالت کرتا ہے درجۂ اول مصرعۂ اول سے متعلق ہے اور درجۂ ثانی مصرعۂ ثانی سے حضرت مین نے
وہ تدبیر نکالی ہے جسکو تیر بہدف کہنے مین یعنی کبہی نہ مین آپسے دور رہون اور نہ آپ مجہسے جدا رہین
ہمیشہ کے لیئے ایکہی طور پر ملاقات کا سلسلہ جاری ہو اور یہہ نیازمند ہر روز تماشا حاصل کرتا ہے شعر
زلفین ہٹانے دیجیے رخ سے شبِ وصال + وہ پیچ کیجیے کہ نہ روئے سحر کہلے + وزانۂ روزگار نے

اے شعور سراپا شعور تیری تقریر سے مترشح ہوتا ہے کہ تیری گوشہ نشینی میں ہمت واقع ہوا یا مصیبت میں [illegible]

فرد

وعدہ قیام و تسلیم صحبت ہائے رنگین سند کتاب | گرد و دام یک سرعنہ تنہا نشینی احتجاب

اگرچہ شعور تیری زبان سے کوئی ایسی بات نہیں نکلی جسکے سبب اصل مدعا پر عقل و وہم کارگر ہو مگر دل
[illegible]ہوتا ہے کہ کوئی تازہ واردات سر پر آنیوالی ہے مؤلف نے تمنے تو خبر کوئی سنائی نہیں البتہ
[illegible]ں بہہ دہڑکتا ہے دلِ زار ہمارا + قوتِ واہمہ کو ترقی ہے متخیلہ جوش پر آتا جاتا ہے اور متفکرہ
[illegible]و گریبان شعور سخن رس نے جواب دیا کہ اے فرزانہ ذی فرہنگ آجکے دن بزم شاہی میں شہزادہ
[illegible]کے باب میں گفتگو ہوئی اگرچہ ہر شخص نے بات معقول دی مگر عقل مجسم نے میری تجویز پسند کی اور
[illegible]و طلب فرمایا میں نے بھی اقرار کر لیا ہے کہ صبحدم ہم دونوں موجود ہونگے
[illegible]ہمت کی کیا مرضی ہے میری دانست میں تشریف لیجانا ایک نہایت عمدہ بات ہے

قطعہ

ہر جا کہ رود عزیز گردد | چون ترکِ وطن کند خردمند
گوہر چو ز کانِ خود برون شد | قیمت بودش زیادہ صد چند
چون شیرہ ز نیشکر برآمد | ور جوش فتادہ لیک شد قند

[illegible]ہمت نے کہا دیدہ میں اول ہی سمجھ گیا تھا کہ مجھے کسی بلا میں پھنسانا تشریف لانیکا باعث ہے
[illegible]ہمت میرا اس شعر پر عمل ہے شعر اگر شہرت ہوس داری اسیر دام عزلت شو + کہ در پرواز
[illegible]نام عنقا را + لیکن تو نے مجھے دام میں الجھانیکی خاصی ترکیب نکالی ہے تیری ہی بات
[illegible]کے جالمیں پھنسالوں مگر استغفر اللہ + فرد + عنقا شکار کس نشود دام باز چین + کاینجا
[illegible]ہمیشہ باد است دام را + شعور سخن رس نے کہا کہ اے روشن ضمیر کیا کسی قدردان کا پیدا ہونا
[illegible]فی ہی بار بار جوہر شناس نصیب نہیں ہوتا + فرد + صدف چرا نکند سینہ چاک ماتم
[illegible]جوہر شناس کیاب ست + فرزانہ روزگار نے کہا کہ میں نے روزگار اور اہل روزگار سے
[illegible]ار کیا ہے اول تو مطلب قدردانی محال اور بالفرض کسی دوسرے نے قدر بھی
[illegible]ن وہی ہے کہ اپنی قدر آپ پہچانے دوسرے کی قدردانی کا محتاج نہ رہے بس حق یہ ہے کہ من دائم

فرد

مردم ہمہ جائی را | ہیچ آفت نہ رسد گوشہ تنہائی را






پھر تو وہی مثل ہے کہ مثلِ مرگِ انبوہ جشنے دارد تو آپ کچھ وبال سے نہ ڈرے نہیں میں جو سبکا حال ہوگا
وہی آپکا بھی فرزانہ روزگار نے کہا کہ بڑے ریاضت سے بدرجہ کمال میں ضعیف و نحیف ہوگیا ہوں اور آپکے
قواے جسمی آپکی حسنِ خلق کے سبب سے درجہ اعتدال پر ہیں میں کسطرح اس بارگران کا تحمل نہیں ہو سکتا
اور آپ تو وزیر ہیں بلکہ وزیرِ اعظم لغاتِ عرب ہیں وزیر حمال کو کہتے ہیں چونکہ بارِ ریاست وزیر کے تھم
ہوتا ہے اسیواسطے اوسکو وزیر کہا کرتے ہیں آپسے یہہ بوجھہ اوٹھہ سکتا ہے اور ایسا ویسا تو دب مریگا
ابھی جب مرزا عبد القادر بیدل کا آپ حوالہ دیچکے ہیں اونکا مقولہ ہے شعر ملک تکلیف جابت گرکند
مالِ حمایت زن + کہ غیر از گاؤ نتواند کشیدن بارِ دنیا را + اونے کہا جناب میں ان باتون سے برا نہیں مانتا
بلکہ اپنی سعادت کا وسیلہ سمجھتا ہوں مگر دہلی اسد اللہ خان غالب کہ حضرت کو جسکا کلام پسند آیا ہے اور مثال
میں چند شعر ملاحظہ کیجیے میں ملازمتِ شاہ کو اپنا فخر تصور کرتا ہے اور اپنی سرگذشت کے پیرایے میں حضرت کو
بھی حضورِ شاہی میں تشریف لیجانے کی رغبت دلاتا ہے اور بآوازِ بلند پکار پکار کر سناتا ہے فرد ہوا ہے
شہ کا مصاحب پھرے ہے اتراتا + وگرنہ شہر میں غالب کی آبرو کیا ہے + اور وہی پھر اسی مضمون کو ضمن میں
دوسری دفعہ اظہار کرتا ہے فرد غالب وظیفہ خوار ہو دو شاہ کو دعا + وہ دن گئے کہ کہتے تھے نوکر نہیں ہوں میں
پیر و مرشد شاعروں کے کہنے پر نہ جاو اور مصحوں کے قول کا اعتبار نہ کرو وہ فرشتوں کیطرح باتیں کرتے ہیں گر آدمیوں کی
طرح رہتے ہیں تقریر کو تو بہت گنجائش ہے جب ہمارا آپکا رہنا ایک جگہ ہوگا ہر روز گفتگو کیا کریں گے
اب رات بہت کم ہے کوئی دم میں صبح کے آثار نمودار ہوتے ہیں بادشاہ سلامت کو آپکے اشتیاق میں تمام
[illegible] نہ آئی ہوگی اور نہایت انتظار ہوگا کہ صبح کب طلوع ہو اور میں فرزانہ روزگار سے کسوقت ملاقات
کروں آپ اگر چلنے میں انکار فرمائیے تو اول تو بادشاہ شکستہ خاطر ہوگا اور مجھے تو منہ دکھانے کی جگہ نہ
رہے گی وہ تو مجھکو جھوٹا سمجھے گا اور میں آپکو دلشکن قرار دونگا پھر تدارک مشکل ہے + فرد +
گر صد ہزار لعل و گہر میدہی چہ سود + دل را شکستہ ئی کہ گوہر شکستہ + فرزانہ روزگار نے کہا واہ جناب جب
دیکھا کہ تقریر سے کام نہیں نکلتا تو اب دھمکانا شروع کیا بس چلو تم نے ڈرا لیا اور ہم ڈر گئے شعر +
ہر گز مدان کہ از تو دل آزردہ میشوم + جنگِ مرا چو صلح تو ہیچ اعتبار نیست + آپ مجھے دلشکن قرار دیں
تو مضائقہ نہیں اگر کج اخلاق و تلخ پرور فرمائیں تو گوارا ہے مگر یہہ بات منظور نہیں کہ بادشاہوں کی
نظر میں ذلیل ہو اگرچہ میری نظر میں ذلیل ہی ہو جائے تو کچھ اندیشہ نہ تھا کہ میں خود ذلیلِ جہان ہوں
لیکن بادشاہ جھوٹا سمجھے گا یہہ بڑا غضب ہے اے شعورِ سخن رس میری بات میں ذرا فرق نہ سمجھنا اور
یقین کرنا کہ اگر قطبِ فلک اپنے مقام سے حرکت کرنے مجھے جنبش ممکن نہ تھی اور جو محیطِ عالم حوادثات

سماوی سے تنزل ہونا مین مثل مرکز اپنے موضع سے نہ سرکنا لیکن مجھے تیری خاطر ایسی عزیز ہے کہ نہ
حق مین کثرت کو وحدت اور گمنامی کو شہرت تصور کرتا ہون اور تیرے ہمراہ چلنے پر رضامند ہون لیکن
از دلم یار بیا عاشقان شیدا برون ✦ آدم مانند دست از آستین تنہا برون ✦ شعور سخن رس نے کہا بسم اللہ
تشریف لیجلیے یہہ کہکر اوٹھہ کھڑا ہوا کہ حضرت میری گردن پر سوار ہو جائین اور اپنی آنکھین بند کر لین
فرد ✦ گر بر سر و چشم من نشینی ✦ نازت بکشم کہ نازنینی ✦ الغرض ایک ساعت مین کوہ نور افشان
شہر دانش آباد مین آ پہونچے جسدم وزیرانہ روزگار نے آنکھہ کہولی دیکھا کہ منزلگاہ وزیر اعظم مین نظر آئے آسمان کی
طرف رخ کیا اور کہا ✦ مؤلف ✦ عدم سے عالم ہستی مین لائی وحشت دل ✦ کہان سے آگئے ہم خانمان خراب
کہان ✦ شعور سخن رس نے پیکر انسانی اختیار کیا رخصت سلام مین کر طلوع آفتاب کا منتظر ہوا اتنے مین
نور سحر کا ظہور نظر آیا اسوقت شعور سخن رس افق مشرق کیطرف متوجہ ہو کر یہہ قطعہ زبان پر لایا

**قطعه**

| | |
|---|---|
| کشورم از آفتاب علم شد بیت الشرف | ملک ما ہرگز ندارد احتیاج آفتاب |
| گرچہ تاج آسمان ہست آفتاب آسمان | آفتاب دولت آباد است تاج آفتاب |

اسوقت مہر منیر نے جمال جہان افروز کے شعاع نور سے ساحت گیتی کو منور کیا اہل عالم اپنے اپنے کام
مین مشغول ہوئے بادشاہ نے دربار آراستہ کیا اور سریر سلطنت پر جلوس فرما کر وزیرانہ روزگار کی ملاقات کا امیدوار

**مؤلف**

| | |
|---|---|
| زاہد الہیون سرنگون ہے گوشہ مسجد مین تو | اوٹھہ ہمارے ساتھہ چل بیت الصنم کی سیر کر |
| عالم وحدت جو ہستی ہے تو ہستی ہی سہی | کچھہ دنون کثرت مین آ ملک عدم کی سیر کر |

علی الصباح وزیرانہ روزگار دربار شاہی مین شعور سخن رس کے ہمراہ تشریف لائے مثل نجم کے لب فرش
استقبال کیا بہت تعظیم و تکریم سے پیش آیا اور فرمایا کہ کل کے روز دستور الاعظم کی زبانی حضرت کی تعریف
شریف اور فضل و کمال کی تعریف سنکر دلمین نہایت اشتیاق ملاقات پیدا ہوا اسی سبب تصدیعہ پرواز کی
نوبت پہونچی اور آپکو تکلیف فرمانا لازم پڑا ✦ شعر ✦ للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست ✦ آخر آمد ز پس پردہ تقدیر پدید
وزیرانہ روزگار نے کہا اشعار مشہور ہین عالم مین زکیا ہین ہی کہین ہم ✦ القصہ وے ہو گئے کہ نہین ہم
عشاق سوز و گریم ہیں ازین قصہ ہیچ ✦ عالم ہمہ افسانہ ما دارد و ما ہیچ ✦ اے شہریار عالی وقار علم کا کوچہ بہت دراز ہے
ہر کس و ناکس کی گذر اس کوچے مین سخت دشوار ہے مین صورت مثال مین تقریر کی وہ نقشہ کھینچتا ہون
کہ بادشاہ پر سب حقیقت آئینہ ہو جائے نفس ناطقہ انسانی ایک بحر اعظم ہے اور عقل دریا کمین علم کشتی ہے

عمل ملاح کوشش بادِ موافق ہے غفلت ہوائے مخالف نادانی گردابِ فنا ہے شیطان طوفان فرد ؎ ناخدا در کشتی ما گر نباشد گو مباش + ماخداوارِیم ما را ناخدا درکار نیست + اگر بے سفینۂ علم و ناخدائے عمل اس بحرِ زخار سے کسیفے عبور کا ارادہ کیا اور بازوئے لاف وگزاف سے شناوری کا بھی دم مارا مگر نہنگِ جہل سے جانبری نصیب ہوئی محال شعر ؎ محقق بود نزد دانشمند + چار پائے بروکتابے چند + محقق اور مقلد میں بڑا فرق ہے تقلید رہزنِ تحقیق ہے اور تحقیق رہبرِ منزلِ مقصود مقلد بیان میں سیکڑوں دلیلیں لاتا ہے مگر کسی میں جان نہیں پائی جاتی اسلئے کہ مرتبۂ تحقیق کو نہیں پہونچا ہے طائرِ عقل ہر چند بلند پروازی کرے مگر مرغِ تقلید پستی میں ٹھوکرین مارتا ہے فرد ؎ بامرغ ہوا مرغ سرا گر پرد + پیش از سرِ دیوار نخواہد بودن سخن فہمی کے لئے فکرِ عمیق درکار ہے اور طبعِ دقیق لازم طبیعتِ ناقص کو کمال حاصل ہونا محال ہے ہلالِ ابرو سو برس میں بدر کامل نہوسکے گا اور طفلِ اشک ہزار قرن میں بھی پیری کو نہ پہونچیگا جسکو معلمِ فیضِ حقیقی تماشائے کائنات کا سبقِ عجائبات تعلیم کرتا ہے وہ شخص جب لفظ پر نگاہ ڈالتا ہے اپنے دبستانِ تکمیل کو دیکھ لیتا ہے اور جب حرف پر کان لگاتا ہے اپنی رہنمائی کے معنے فہم میں آتے ہیں طبیعتِ خداداد کو ہر نکتے سے ایک کتاب کے اسرار منکشف ہوتے ہیں اور ہر نقطے سے ایک دفتر کے رموز وا شگاف

**فرد**

ہوش اگر باشد کتاب و نسخہ درکار نیست — چشم وا کر دل زمین تا آسمان فہمیدنی ست

جو بات کہ نسخہ دل سے سمجھے گا اگر ایک نقطہ بھی طوفانِ عمل مردمک اوسکو جاسے بیجا نہیں کرسکتا اور جو خارج سے جمع کریگا ہر چند ایک فن ہو مگر خیمہ زدن میں صفحۂ ہر کاغذ کے مانند برہم ہو جائیگا تکمیل ہر فن متعدد دشوار ہے

**قطعہ**

سر و خردمند ہنر پیشہ را — عمر دو بایست درین روزگار
تا بیکے تجربہ آموختے — با دگرے تجربہ بردے بکار

ایک عمر چاہیے کہ انسان کسی علم یا فن میں دستگاہِ کامل حاصل کرے اشعار

روزہا باید کہ تا یک مشت پشم از پشت میش — زاہدے را خرقہ گردد یا حمارے را رسن
ماہہا باید کہ تا یک پنبہ دانہ ز آب و گل — شاہدے را حلہ گردد یا شہیدے را کفن
ماہہا باید کہ تا یک قطرۂ آب اندر رحم — صفدرے خیزد بمیدان یا عروسے در چمن
سالہا باید کہ تا یک کودکے از لطفِ طبع — عالمے دانا شود یا شاعرے شیرین سخن
قرنہا باید کہ تا یک سنگِ خارا ز آفتاب — لعل گردد در بدخشان یا عقیق اندر یمن

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کہ ہم کو ہر فن میں شرف اور فضیلت حاصل ہے لیکن

[illegible] اپنی طرف [illegible] زیادہ رکھتا ہے اس سبب سے [illegible]

[illegible] کہ ایام طفلی میں الف [illegible] کو [illegible] سے باز رکھیں کہ [illegible]

[illegible] شاید کہ انجام [illegible]

اور [illegible] اسباب [illegible] میں کوشش [illegible] کیونکہ اگر علم حاصل ہو

[illegible] ان میں تو علم سے کچھ [illegible] شعور نہیں کچھ علم سے اور [illegible]

[illegible] کہ [illegible] کو فرزند [illegible] برادر [illegible] کو فرزندوں کے حق میں [illegible]

[illegible] نہیں ہے کہ عہد طفولیت سے [illegible] نہیں اور ایک [illegible]

[illegible] کام میں اور کبھی [illegible] میں مشغول ہوں کہ اوقات

[illegible]

دیکھی زمانہ سے نیک اخلاق طبیعت مین قایم ہوتے ہین تو تمام [illegible] سکے قیام کو زوال نہین ہوتا
یعنی عمر زیادہ ہوتی جاتی ہے اوسیقدر نتیجہ نیک بھی مرتب ہاتے ہین [illegible] عاذ اللہ اگر اخلاق نکوہیدہ
افعال ناپسندیدہ طبیعت مین جاگزین ہوتے ہین تو اونکا دفع کرنا تادم زندگی [illegible] تدریج بہت شوے بد
طبیعے کہ نشست + نرود جز بوقت مرگ از دست + اگرچہ ابجد خوانون [illegible] سطے اوستاد کم استعداد بھی کفایت
رتا ہے مگر اوسمین دو قباحتین لازم آتی ہین ایک تو یہہ کہ اوستاد قاعدہ تمام [illegible] خود واقف نہین ہوتا اسلیئے
طالبعلم کو فائدہ کم ہوتا ہے اور ناقص عادتین اونکی درست نہین ہوتین دوسرے یہہ کہ جب ایک مدت اسیطرح
گذر جاتی ہے اوسکے شمائل و خصائل نامرضیہ اطفال کے طبائع مین نگون ہو جاتی ہین اور غرض تربیت سے یہی ہے
کہ اعمال رذیلہ برطرف اور خصائل جمیلہ طبیعت مین منقیم ہون لیکن استادون مین برعکس نتیجہ پیدا ہوتا ہے اوستاد
ذی علم صاحب استعداد نیک شمائل خندہ خصائل شریف القوم فخر خاندان والا تبار عالی دودمان ہو اور قواعد
تعلیم و دستور تربیت سے خوب واقف [illegible] ہوائے شہریار نامدار علم کیواسطے چند شرائط ضروری ہین اول
شاگرد کو لطف و ملایمت سے نصیحت [illegible] ہے اگر متاثر نہو تہدید و خشم نمائی ضرور ہے یہہ بھی تاثیر نہ بخشے
تو زد و ضرب کہ بقدر حال [illegible] درجہ اعتدال سے بلند سے دریغ نکرین کہ ما حوہ ہوال رکھتے ہے اور جو ضرب
بھی فائدہ نہ دے تو پھر [illegible] ہے شورستان ہرگز سنبلستان نہو اور سنگ رخام لعل و یاقوت کی صفت پیدا
نکرے دوم معنی امر مطلب اسطرح نمایش کرنا چاہیئے کہ حسب دلخواہ ذہن نشین ہو جائے اگر ایکبار سمجھہ مین نہ آئے
تو مکرر سہ کرر [illegible] سبب واولی ہے سوم گوش ہوش سے سماعت کرین کہ عبارت فقرہ فقرہ درست
اور صحیح ہو کہ [illegible] ست وغیرہ غلط نہونے پائے چہارم نظم و نثر مین اگر کوئی مضمون نصیحت طلب آجائے
تو وہ [illegible] م مرکمال کو نشگذار کرین کہ استعداد کو ترقی ہو پنجم سبق باندازہ رغبت و لیاقت پڑھایا جا
[illegible] ذخیر قابل یاد کرنے کے ہو جبتک زبانی یاد نہو جائے ہرگز تازہ سبق ندین ششم بیت
امتحان لیتے رہین اگر یاد ہے تحسین و آفرین کرین کہ دل خوش ہو اور شوق زیادہ بڑھے اور
جو [illegible] ہو گیا تو نفرین و ملامت کرین کہ شرم و غیرت دامنگیر ہو اور دوبارہ یاد دلائین جبتک خوب
[illegible] درست ندین ہفتم مطلب اور مضمون طالبعلم سے دریافت کرین تاکہ وہ بیان کرے اگر مطلب
وا ہو مرحبا کہین اور نادرست ہو تو خود سمجھا دین ہشتم صنائع و بدائع لفظی و معنوی خوب دلنشین
کر دین اور اچھی طرح مطلب مع نظیر و مثال سمجھانا بہتر کہ دل پر نقش ہو جائے نہم تندخوی اور ترشروی
نکرین کہ وحشت اطفال کا باعث ہو اور نہ اسقدر حلیم و سلیم ہون کہ بالکل رعب جاتا رہے دہم
ملحوظ رہے کہ جسکے سبب خود بخود مبتدی کا دل علوم و فنون کیطرف راغب و مائل ہو اور محنت طبیعت کی

رغبت بڑہے تعلیم وتعلم کے باب مین تالیف قلوب ایک جزو اعظم ہے اور شرط یہ ہے کہ شاگرد کیواسطے بہی کئی باتین کہ متابعت اوسکا
لازم ہین **اول** جسوقت اوستاد کی خدمتمین حاضر ہو آداب وتسلیمات بجالاے **دوم** اپنے قرینے سے نہ ہم سبق کے برابر اگر
بیٹہے اور کتاب کے مطالعہ مین مشغول ہو دل کو خیال واشغال سے خالی کرکے ہمہ تن مصروف رہے
**سوم** جب اوستاد درس کے واسطے طلب فرماے تو اوسکے سامنے جاکر سلام کرے اور دو زانو بیٹہے **چہارم** عبارت
اوستاد کی تعلیم کے موافق اضافت اور ترکیب درست پڑہے جو مطلب سمجہہ مین آیا ہے بیان کرے اور نا خواندہ
لفظوں کے معنی اوستاد سے دریافت کرکے قلم ہوش سے صفحۂ خاطر پر لکہے **پنجم** مطلب عبارت اور مراد مصنف
خوب سمجہے جبتک دلخواہ سمجہہ مین نہ آئے دریافت کرنے سے انکار نکرے اسلئے کہ جو فہم مین نہ آئے اوسکو مکرر
سمجہنا عیب نہین اور مطلب نافہمیدہ چہوڑ دینا نہایت معیوب ہے **ششم** جب سبق سے فارغ ہو اوسکی تعظیم
تمام سے اوستاد کو سلام کرے اور وہان سے اپنے مقام پر آبیٹہے **ہفتم** حفظ سبق مین مشغول ہو حافظہ پر اعتبار
نکرے کہ جو ایکبار اوستاد سے سن لیا ہے وہ ہمیشہ بے حفظ کئے ہوئے اسیطرح یاد رہیگا بلکہ جب تک
معانی اور مطالب خوب دلنشین ہون تکرار سبق سے زبان معطل نرہے **ہشتم** جب کوئی مضمون دوبارہ دریافت
کرنا ہو تو جسوقت اوستاد کسی سے مخاطب نہو اوسوقت دریافت کرے کسیکا سلسلہ گفتگو قطع کرکے دخل در معقولات
نہ دے **نہم** اوستاد جتنا سبق پڑہائے اوسی پر قناعت کرے زیادہ کی ہوسکا مناسب نہین اسواسطے کہ اوستاد کو
استعداد کا حال بخوبی معلوم ہوتا ہے وہ لیاقت کے موافق محنت لیگا حکیم افلاطون کا قول ہے کہ لڑکا ایسا
بوتل کے مانند ہے جسکا دہانہ تنگ ہوتا ہے اگر اوس بوتل مین جلدی سے ایکبارگی پانی بہرا جاہو تو ذرا سا
اوسکے اندر جائیگا اور بہت سا باہر گریگا اور خراب ہوگا اگر پانی آہستہ آہستہ اوس بوتل مین ڈالو گے
تو آسانی سے بہر جائیگا **دہم** تحصیل علم کیواسطے حتی المقدور کوشش کرنی چاہیے چنانچہ راتون کو اپنے گہر
مین سبق یاد کرنا اور طبیعت کے رو سے مطالعے کا فائدہ اوٹہانا ترقی ذہن وافزایش استعداد کا وسیلہ
گرامی ہے اور مطالعہ کا طریقہ یہ ہے کہ ہر فقرے کو اول بنظر اجمال ابتدا سے انتہا تک اسطرح دیکہے کہ
تمام معنی اوسکے آئینۂ ذہن مین منعکس اور لوح خاطر پر منتقش ہو جائین پہر دوبارہ اوسپر دقیق نظر ڈالے
اور غور کرے کہ اوسمین کہان کہان اعتراض وارد ہین اور قیدین واقع اور اونکا جواب کیا ہے
بار سوم خوب فکر باریک سے دیکہے کہ اوستاد نے اسمین کیا کیا مذاق اور باریکیان رکہی ہین اگر توہم کی
احتیاج نہین ہے تو اوسپر التفات نکرے اور جو عظیم الشان اعتراض یا خدشہ پیدا ہو تو دو چار بار تامل
غور وتوقف مناسب ہے اگر کوئی مقام حل نہو تو اپنی جماعت کے ہمسرون اور ہم استعداد ون سے مباحثہ
لازم ہے پہر اوستاد سے سبق کے وقت استفسار ضرور ہے تا جب اول سے آخر تک مطالعہ کر چکے تو پہر

یہ کہ سیر اوس مین صحت ہے یا خطا پر اور کاتب کا سہو ہے یا مصنف کی غلطی جب اس ترکیب سے بہی الفراغ
ہو تو دوبارہ اول سے آخر تک اوسی طریق سے کہ پہلے دیکہہ چکا ہے نظر کرے اگر نظر ثانی مین پہر
کچہہ سو باقی رہے تو جسقدر کہ فہم بخوبی کارگر ہو طبیعت پر زور دینا چاہیئے اگر خاطر سے گوارا کر لیا تو بہتر
ہے اوستاد کی خدمت مین درس کے وقت شکوک رفع ہو جاوینگے یہہ تو ظاہر ہے کہ تمام جہان کی کتابین
انسان سبق سبق کر کے پڑہ نہین سکتا اسواسطے چاہیئے کہ اپنے مطالعہ کو وسعت کرے اور ادراک کو ایسی
قوت دے کہ سب قسم کے مضمون خود نکال سکے اور مطالعہ مین **اول** ارادہ شرط ہے یعنی جسطرح ہو سکے یہہ
مطلب مین قطعی نکالنا ہے **دوم** یہہ کہ کس طرح سے مطلب حاصل ہوگا پہر اس کش و پنج مین زمین اور
جہٹ پٹ ہر بات کا تصفیہ کر کے ارادتہ طور پر آپ سوچین اور آپ نکالین اور جو کچہہ سمجہہ مین آئے بیدہڑک
لکہین اور پڑہ کر استادین دوسرے کی صلاح و مشورت کے پابند نہ رہین اسمین دو قباحتین ہین **اول** تو دل کی
اومنگ نکالنی ہے اور اوستاد کی روک ٹوک سے دل جہجک جاتا ہے **دوم** ہر بات کے بتانے سے طبیعت بہانا
ڈہونڈہنے لگتی ہے اور ذہن کا جوش و خروش تنزل پذیر ہو جاتا ہے اطفال خردسال کی مثال ایسی ہے
جیسے نیا پیراک کہ مشک اور تونبے کے آسرے سے یا اوستاد کے ہاتہون کے سہارے سے تیرتا ہے جہان
سہارا چہوٹا پیراک ڈوبا — حتی الامکان اگر — ہم کہ ہمارے سہارے کیلیے
محتاج نہین جب نئی کتاب اونکے سامنے آئے تو اوستاد کے پاس لیکر نہ دوڑین
وہی مطلب ٹہیک ہوگا ہماری سمجہہ مین اوستاد کے بغیر کب آسکتا ہے بلکہ اپنی استعداد و قابلیت
ہی کچہہ نہ کچہہ بہروسا کہنا چاہیئے ایک حکیم کہ علم زبان اور فن انشا مین بڑا صاحب کمال تہا وہ اپنی
ساری ترقی اور علم و فضل کا سبب فقط یہی لکہتا ہے کہ جس مضمون پر مینے قلم اوٹہایا سمجہہ لیا کہ پہاڑ
مضامین کے سامنے ہون تو مین کوہکن ہون اور قلم تیشہ ہاتہہ مین تیشہ فرہاد ہے وہ حکیم کہتا ہے کہ جب
ہمارے ہم جنس بہائیون سے پوچہا جاتا ہے کہ تمہاری تحصیل ادہوری کیون رہ گئی تو وہ فکر معاش اور
پریشانی خاطر وغیرہ مختلف قسم کے عذر پیش کیا کرتے ہین میری دانست مین الموصوف اسقدر کہنا چاہیئے
کہ استعداد کا کیا قصور ہے ہم آپ قصد و ہمت نہین کرتے ہم دیکہتے ہین کہ زمانہ حال مین تحصیل علم کیطرف سے
لوگ بے شوق تو نہین مگر شوق اونکا بلہوسون کی ہوس ہے کہ محنت سے جی چراتے ہین دیکہو علم و
ہنر کے جواہر گرانبہا کے لیئے محنت بمنزلہ قیمت ہے اور بے ادائے قیمت جواہر ہاتہہ آنے محال خالی شوق سے
کیا ہوتا ہے محنت بہی تو کرین مدہا سال ہوئے کہ ایک حکیم نے اپنی کتاب مین لکہا ہے کہ آج کل کے
مطالعہ مین بیصبری و اضطراب ایک ایسا مرض ہے کہ عام ہو رہا ہے کتاب اوٹہا کر دیکہی اور رکہدی کہ

مشکل سے سمجھہ مین آتی ہین اُن کو ہم کہتے ہین کہ یہہ مرحلہ طی نہ کیا ہین ابتک موجود ہے رفتہ رفتہ قدم بقدم ہے اور اسی طرح ہمیشہ پہونچنے کے لیے یہی شاہراہ دہی صبر و سے اشتراق الہام مین چاہتے مین کہ کوئی ایسی ترکیب بتلائیے جس سے محنت کرنی پڑے اور علم و ہنر مفت ہاتھ آئے لیکن جاننا چاہیے اسیر الطلف یہہ ہے کہ ہم ان کیمیا گرون مین سے ایک شخص بی محمد حسین ایک نظر دینے مین اور اوسی پر ادنیٰ بات مین اور جانتے ہین کہ ہم ترقی کرتے ہیں مگر یاد رکھین کہ حقیقت مین یہہ ترقی نہین بلکہ کھیل ہے جس سے منزل مقصود سے دور ہی ایک جگہ کھڑا کھڑا قدم قدم پر جس انداز ہوتی ہے نئے لوگ تو اول ہی قدم بہت اوپر جست کرتے ہیں یا اگر ایک آدھ قدم آگے بڑھتے ہین تو بلا کے اوپر اور اوپر کی شاخون پر ہاتھ لگاتے رہتے ہین اور ترتیب سے مطلب تک پہونچنے کا قصد نہین کرتے یہہ نہین کہ خود ایجاد و اختراع کی قوت حاصل ہو اگر ابتدا مین طبیعت پر جبر کیا جاتا تو چند دن مشکل ہین کام آسان ہو جاتے ہین جب کاوش و غور کا عادی ہو جاتا ہے مشکل تو یہہ ہے کہ علم کو شروع کرتے ہیں اور اسکے نفع اور نتیجے کا انتظار شروع کر دیتے ہین اور چاہتے ہین کہ نتائج و فوائد اس کے ابھی مجسم ہون اور ابھی ہمارے سامنے آ جائین ایسے جلد بازون کی مثال ایسی ہے جیسے بچون کے کھیلنے کی کیاری کہ ابھی زمین مین بیج بویا ابھی ایک دم مین دیکھنے لگے کہ کچھہ اوگا بھی یا نہین ایسا آدمی جو محنت کرتا ہے تو اسطرح اوسکو ضائع کر دیتا ہے پس شائقین کو لازم ہے کہ مطالعہ اور علم کے اکتساب مین غور و محنت اور سرگرمی و استقلال سے مصروف رہین اور اوسکے نتائج و فوائد کے لیے بہ صبر و تحمل انتظار کرین ایک دانا نے مطالعہ کے باب مین صبر و استقلال کا بہت کچھہ ذکر کیا ہے اور ہوتے ہوتے اخیر کو کہا ہے کہ یہی وہ شے ہے جس مین شک نہین کہ اسکے درجے کی ترقی جسکی اصل ہوتی ہے مگر کیا مبارک وقت ہوتا ہے جس وقت کوشش کرنے والون کو تجربہ ملتا ہے ایک طالب علم اسکا وہ مین باریکی مضمون غور و فکر کرتے کرتے جب ایک مطلب تک پہونچتا ہے تو اسقدر خوش ہوتا ہے کہ شاید سکندر ملک دارا کی لیکر بھی خوش نہ ہوا ہو

## مؤلف

اے خوشا وقت ہمایون بنیاد — وے خوشا ساعت فرخندہ نہاد
بسکہ در آئینہ دل — جلوہ پرداز شود عکس مراد
آب و رنگ رخ امکان گردد — آبروے گہر استعداد
کور تا دیدہ بینا یابد — کور چشمے کہ بود مادر زاد
ہمچو لیلی بکنار مجنون — ہمچو شیرین بکنار فرہاد
ہمچو درویش کہ گردد سلطان — ہمچو شاگرد کہ گردد استاد
ہمچو از وصل بتان شاد شود — زار و دل خستہ نظام ناشاد




خلاصہ اس تقریر کا صرف چار باتین ہین اون مین سے دو معلم کیواسطے ضرور ہین اور دو متعلم کے لیے درکار
اوستاد خوش اخلاق و شفیق ہو تو تعلیم و تربیت کا عمدہ طریق ہو طالب محنت با استعداد ہو تو تحصیل علم و فن مین کوشش زیادہ ہو



## قطعہ

| | |
|---|---|
| چار چیز است کہ در سنگ اگر جمع شود | لعل و یاقوت شود سنگ بدان خارائی |
| پاکی طینت و اصلِ گہر و استعداد | تربیت کردن مہر از فلکِ مینائی |

حکمائے قدیم تا بافلاطونِ الٰہی نکاتِ علوم و حکمت زبانی تعلیم کرتے تہے اور بسبب ریاضت و توجہ باطن سے
انکا فیض شاگردون کو سینہ بسینہ پہونچتا تہا مگر ارسطو نے علم کو بذریعہ تحریر سکندر رومی کی خاطر سے یادگار چہوڑا اور
زبانِ یونانی مین بڑی بڑی کتابین اور عمدہ رسالے تصنیف کئے اسیواسطے اسکا لقب **معلم اول** ہے اور اوسکے
وقت سے حکمائے مابعد مین ہمیشہ درس و تدریس کے ذریعے سے علوم نے رواج پایا یہہ علم حکمت ایک زمانہ دراز تک
یونانیون مین رہا پہر ابو نصر فارابی نے زبانِ یونانی سے اون کتابون اور رسالون کو زبانِ عربی مین ترجمہ کیا
اس سبب سے اوسکا لقب **معلم ثانی** قرار پایا اقسامِ علوم مین تحریر ایک بہت بڑا حصہ ہے اسکے واسطے علم حاصل کرنا
ضرور ہے اور بغیر تحصیلِ علم اسکا حصول دشوار اگرچہ تحریر ایک فن ہے مگر علم سے متعلق ہو جانیکے باعث تمام فنون اور ہنر پر
اسکو فوقیت مل گئی یہہ تحریر ایک بڑی کار آمد چیز ہے جسکے وسیلے سے ہم جو بات کہ زبان سے کرتے ہین اوسکو اونہی
اصطلاحی نشانیون کے وسیلے دوسرے لوگونکو بہی سمجہا سکتے ہین اور اون نشانیونکے نام حروف ہین دنیا مین جسطور
زبانین مختلف ہین اسیطرح حروف بہی علحدہ مروج ہین اور ہر زبان مین جداگانہ علوم و فنونکی کتابین بہی
اون ہی لوگونکے حروفِ مقررہ مین لکہی جاتی ہین پس تحریر ایک نہایت ہی عجیب چیز ہے جسکی بدولت ہم ہزارون
کوس کے فاصلے پر دوستون اور عزیزون سے گفتگو کر سکتے ہین اور جو کچہہ وہ کہنا چاہتے ہین ہمکو یہان خبر
ہو جاتی ہے اور جن لوگونکو انتقال کئے ہوئے ہزارون برس گذرے اونکے دلی خیالات بہی معلوم کر سکتے
ہین اسیواسطے پڑہے لکہے آدمی کی عقل ہزارون برس کے برابر گنی جاتی ہے اگرچہ پڑہنا اور شے ہے
اور لکہنا اور چیز مگر ہم اپنی دانست مین ان دونونکو لازم و ملزوم جانتے ہین اسلئے کہ پڑہنا دوسرے شخص کے
دل کا حال دریافت کرنا ہے اور لکہنا اپنے مدعائے دلی کا اظہار پس جو شخص دوسرے کا حال سنے اور اپنا مطلب
ظاہر نکر سکے یا اپنی کہے اور دوسرے کی نہ سنے تو بیشک یہہ بات نقصانِ عقل پر دلیلِ واضح ہے عقلِ کامل
وہی شخص رکہتا ہے جسکو دونون مین کمال حاصل ہو اور جو بعروجِ کمال پر پہونچگیا وہ گویا کہ اہلِ عالم کے حق مین مخزنِ
فوایدِ گوناگون اور معدنِ فیوضاتِ بے انتہا ہے اوسکی ہمنشینی و فیضانِ صحبت کا ثمرہ ہزار طرح کے محاسنِ افعال و تہذیبِ اخلاق کا
میوہ ہے کہنا اوضاع و اطوار اوسکے ایک عمدہ دستور العمل پند و حکمت اور سخنِ پسندیدہ اوسکا واسطے دلِ سخن پسند کے ایک دفتر وعظ و نصیحت



قطعه

| | |
|---|---|
| اگر با مردم دانا نشینی | یعنی از همه بالا نشینی |
| وگر نادان بود همصحبت تو | همان بهتر که خود تنها نشینی |

اور فی الحقیقت انسانکو مناسب ہے کہ جو شخص کسی باتین اپنے سے زیادہ ہو اوسکی صحبت مین رہنا ہی ترقی عقل کا ذریعہ علم تصور کرے

فرد

| | |
|---|---|
| رجوع بہتر ہے جو فرصت شمار | کہ چون باز آوے کم کنی روزگار |

نہ کہ برخلاف اس کے انجمن جہلا مین شریک ہوکر ناوانون کا شیوہ سیکھے اور ارازل مخلوقات مین شامل ہو جاے

قطعه

| | |
|---|---|
| منشین با بدان که صحبت بد | گرچه پاکی ترا پلید کند |
| آفتاب ارچه روشن است اورا | پارهٔ ابر ناپدید کند |

صحبت علما گل و ریاحین سے مشابہت رکھتی ہے کہ مغز جان اوسکی خوشبو سے معطر ہو
اور ہمنشینی جہلا کو آتش سوزان سے مناسبت ہے کہ ہوش و حواس کو خس و خاشاک کیطرح جلا دینے مین کمی نہین کی

قطعه

| | |
|---|---|
| صحبت با عالمان صحبت عطاران | گر نه دهد عطر خویش لیک رسد بوی آن |
| صحبت با جاہلان صحبت آہنگران | گر نه دہد نار خویش لیک رسد اخگران |

جسدم فرزانۂ روزگار یہہ گفتگو تمام کر چکا عقل مجسم نے وزیر اعظم کی طرف مخاطب ہوکر بکمال
خندہ پیشانی و شگفتہ روئی فرمایا کہ مین تہ دل سے تم دونون صاحبون کا شکریہ ادا کرتا ہون
اور صدق نیت سے ہمیشہ احسانمند رہونگا پھر شہزادۂ خرد پرور کو طلب کرکے فرزانۂ روزگار کے سپرد کیا اور یہہ شعر پڑھا

شعر

| | |
|---|---|
| سپردم بتو مایۂ خویش را | تو دانی حساب کم و بیش را |

سکونت اور تربیت کے واسطے ایک قصر عالیشان عنایت فرمایا
فرزانۂ روزگار شہزادہ خرد پرور کو اپنے ہمراہ لیکر
مکان پر تشریف لیگئے دربار برخاست
ہوا

# آغاز عقول عشرہ

## باب اول موسوم بہ عقل دہم

### مؤلف

شریک ہوکے بہم باغبان و گلچین نے
بتادیا مرے صیاد کو نشان میرا

پھنساکے دام مین اور کرکے پائے بندِ قفس
اوٹھادیا چمنستان سے آشیان میرا

سلام و شوقِ ملاقات ہمصفیرون کو
کہ اب تو خانۂ صیاد ہے مکان میرا

ہزار شکر کہ میرے نصیب سے صیاد
ملا ہے طبع شناس و مزاجدان میرا

ذرا نسیم سحر گوشِ گل مین کہدینا
حضور کو بہی ہے لازم خیال میرا

جسوقت یہہ دونون اوس عمارتِ عالیشان مین پہونچے ہر طرح کا سامان ضروری ہر علم کی کتابین ہر زبان کے صحیفے ہر مضمون کے رسالے ہر فن کے نسخے طاقون اور الماریون مین برابر چُنے ہوئے نظر آئے جابجا میزین مرقع سے لگی ہوئین اونپر ہر جنس کی چیزین قلمدان بہت نفیس قلمتراش بہت تیز قینچیان بہت آبدار سیاہی بہت عمدہ کاغذ بہت صاف وصلیان بہت شفاف جغرافیہ و تواریخ کے واسطے کرۂ [illegible] اور تمام روی زمین کے نقشے موجود علم ہیئات و نجوم کیواسطے اصطرلاب اور رصدین مہیا جرِ ثقیل کیواسطے سب طرحکی کلین اور کمانیان تیار ریاضی و حساب وغیرہ کیواسطے پرکار و پیمانے اور ہر قسم کے آلات و اسباب مستعد ایکطرف نہایت تکلف کے ساتھہ ایک مسندِ فضیلت آراستہ اور متصل اوسکے ایک چوبِ تعلیم رکہی ہے وزیر روزگار نے اوسپر جلوس فرمایا اور شہزادۂ خرد پرور کو روبرو بیٹھنے کی اجازت دی یہہ مخاطب ہوکر ارشاد کیا کہ او میان صاحبزادے تم کچہہ دودہ پیتے بچے نہین ہو کہ ہماری بات خیال مین نہ آے ذرا کان کہولکر خوب غور سے سن لو کہ تمہارے والد بزرگوار نے خاص اسیواسطے مجہے طلب فرمایا ہے کہ تمہاری تعلیم و تربیت میرے سپرد کی جاے چنانچہ تمکو میرے حوالے کر چکے اب یہہ حق مجہے تمہارا اختیار ہے اور بادشاہ سلامت کو تمسے کچہہ سروکار نہین پس آج سے اگر بغیر میری اجازت کے تمسے کوئی حرکت صادر ہوئی تو تم کو بہت سزا ملیگی اور جو میری مرضی کے موافق تم کام کرتے رہوگے تو مین تمسے رضامند رہونگا اور یاد رکہنا کہ جو لڑکا اشراف ہوتا ہے اوسکو ایکبار سمجہا دینا کفایت کرتا ہے اور جو کمینہ ہوتا ہے اور شرارت سے باز نہین آتا اوسپر ہمیشہ مار پیٹ ہوتی ہے اور بدن لہو لہان ہوجاتا ہے ہڈی پسلی ٹوٹ جاتی ہے مار کے آگے بہوت

ساکنانِ تہاری کیا حقیقت ہے شہزادہ یہہ تقریر سنکر تہرتہرانے لگا اور دست بستہ عرض کیا
فرمایا وہ مجہے ایسا یاد ہیگا کہ گویا میرے دلپر کالنقش فی الحجر ہوگیا اور والد ماجد نے اگر حضرت کے سپرد کیا
میں بکمال نیازمندی عرض کرتا ہوں کہ حضرت بہی میرے حال پر ...
اور میں حکم عالی کو اپنا دین و ایمان سمجہتا ہوں انشاء اللہ روزگار رہنے دعائے خیر دی اور درس و تدریس میں مشغول

## موءلف

اومیرے غلمان بنایا تو نے مکتب کو بہشت
منصبِ رضوان مبارک ہو ترے اوستاد کو

اب شہزادہ چند روز برروز تحصیلِ علم میں سرگرم ہے اور مدرس علوم نے اپنی رائے سے تعلیم شروع کی اول حروفِ مفردہ کہ جنکو حروفِ تہجی اور حروفِ حمل اور جمل ... بہی کہتے ہیں یاد دلوائے جب شناخت حاصل ہوئی تو سمجہایا کہ زبانِ اردو میں باون حروف مروج ہیں یہ

ا ب بھ | پ پھ | ت تھ | ٹ ٹھ | ث ج جھ | چ
چھ ح خ | د دھ | ڈ ڈھ | ذ ر | رھ ڑ ڑھ | ز
ژ س ش ص | ض ط | ظ ع | غ ف | ق ک | کھ
گ گھ ل لھ | م مھ | ن نھ | و ہ | لا ء | ی

ان میں سے یہہ آٹھ حرف خاص عربی کے ہیں فارسی میں نہیں آتے * ث * ح * ص * ض * ط * ظ * ع * ق
اور یہہ چار حرف خاص فارسی کے ہیں عربی میں داخل نہیں ہوتے * پ * چ * ژ * گ
اور یہہ چہہ حرف ترکی میں ہرگز استعمال نہیں کیے جاتے * ث * ح * ذ * ض * ع * ف
باقی اٹھارہ حرف خاص ہندی کے ہیں عربی اور فارسی اور ترکی میں شامل نہیں وہ دو قسم ہیں **اول**
مفرد تین حرف ہیں ٹ ڈ ڑ **دوم** مرکب جو ہا ہوز سے مخلوط ہوکر دو چشمی کہلاتے ہیں یہہ پندرہ ہیں
بھ پھ تھ ٹھ جھ چھ دھ ڈھ رھ ڑھ کھ گھ لھ مھ نھ * چنانچہ بھبھید بمعنی راز بھول بمعنی گل
پھیلی بمعنی کیسہ ٹھٹھک بمعنی دغاباز جھوٹ بمعنی دروغ چھڑی بمعنی چوب تعلیم دھواں بمعنی دخان ڈھال
بمعنی سپر سرہانا بمعنی بالین فاتحہ بمعنی ریش کھوج بمعنی سراغ گھر بمعنی خانہ چولہا بمعنی دیگدان کمہار
بمعنی کوزہ گر ادھون بمعنی آمان اور معلوم کرنا چاہیے کہ (لا) ایک حرف نہیں بلکہ لام اور الف سے مرکب ہے
اسکا سبب یہہ ہے کہ جسوقت (ل) ملفوظی لکہنے میں تو اوسمیں الف داخل ہے اور (ا) ملفوظی تحریر کرنے میں
تو اوسمیں لام موجود پس بسبب اتحاد قلبی کے یہہ دونوں حرف ملکر ایک ہوگئے اور اوسکے سبب الف کا

فقد و کمل کیا کہ ہمیشہ ساکن رہتا ہے اور بغیر جھٹکا دینے ادا ہوتا ہے (م) وہی الف ہے مگر متحرک ہوتا ہے
اور ہمیشہ جھٹکے سے بولا جاتا ہے اسواسطے قلم کے جھٹکے سے لکھتے ہیں الف متحرک کو ہمزہ اور ہمزہ کو الف بھی
کہتے ہیں اور بعضے محققین کے نزدیک ہمزہ کا وجود قابل تسلیم نہیں اور لام الف کے بجائے خاص اسوجہ سے لکھا جاتا ہے
بصورت ترکیب یعنی اثبات ہمزہ کا مثنی ہوسکے ہر حرف اصل میں اپنے نام کا حصہ اول ہوتا ہے ہمزہ در اصل
ء ہے مگر باعث قرب مخرج کے الف کو تائے ہوز سے بدل دیا ہر حرف کا مخرج علیحدہ ہے اور حرف چھہ مقام سے
پیدا ہوتے ہیں اول حلق دوم بن زبان سوم میان زبان چہارم کرانہ زبان پنجم سر زبان ششم لب
انکا جھگڑا بہت طول و طویل ہے جب تمیز ہوگی تو خود سمجھہ لوگے کہ کونسا حرف کہاں سے نکلتا ہے سب حرف
حقیقت میں سہ حرفی ہیں اور اونکی تین قسمیں ملفوظی مکتوبی مسروری مسروری وہ حرف ہیں کہ اونکے
آخر میں ہمزہ پوشیدہ ہے جیسے بار تار وغیرہ مگر یہہ ہمزہ نہ لکھنے میں آتی ہے نہ پڑھنے میں وہ بارہ
حرف ہیں با تا ثا حا خا را زا طا ظا فا ہا یا عربی میں پوشیدہ بات کو سر کہتے ہیں اور مسروری اوسی سے
مشتق ہے ان حروف میں الف آخر کو یائے مجہول سے بدلکر بے تے ثے حے خے وغیرہ بنالیتے ہیں
اور اس قاعدے کو امالہ کہتے ہیں ملفوظی وہ ہیں کہ اونکے تینوں حرف لکھنے پڑہنے میں آتے ہیں جیسے
الف جیم دال ذال سین شین صاد ضاد عین غین قاف کاف لام یہہ تیرہ حرف ہیں مکتوبی اون
حرفوں کو کہتے ہیں کہ جو سیدھے اور الٹے یکساں ہوتے ہیں وہ تین حرف ہیں میم نون واو انکو شاعر
اپنی اصطلاح میں مقلوب مستوی کہتے ہیں اس صنعت کا حال ہم علم بدیع میں مفصل بیان کرینگے جس حرف
نقطہ ہو اوسے معجمہ اور منقوطہ اور نقطہ نہو تو مہملہ اور غیر منقوطہ اور نقطے اوپر ہوں تو فوقانی اور نیچے
ہوں تو تحتانی کہتے ہیں مگر اصطلاح صرف میں ب کو موحدہ اور ت کو مثناۃ اور ث کو مثلثہ اور بڑی
ح کو حائے حطی اور چھوٹی ہ کو ہائے ہوز یا ہائے مدورہ یا ہائے دو چشمی اور خاص ت کو فوقانی اور
ے کو تحتانی اور جو حرف فارسی میں نہیں آتے اونکو تازی اور جو عربی میں نہیں آتے اونکو عجمی کہا
کرتے ہیں اور کل حروف دو قسم پر منقسم ہیں حرف صحیح اور حرف علت پس حرف علت تین ہیں واو الف
یے چونکہ یہہ حرف علیلوں کی طرح سے حرکت اور ثقالت کے متحمل نہیں ہوتے اور ہمیشہ محتاج علاج رہتے ہیں
اور بیمار اکثر واے واے کہتے ہیں اسواسطے انکو علت سے منسوب کیا باقی سب حرف صحیح ہیں اور ایک
حرف علت دو قسم ہے اول الف پہلی قسم الف ممدودہ دوسری قسم الف مقصورہ ممدودہ پر مد ہوتا ہے
اور دراز پڑھا جاتا ہے جیسے آب کہ فارسی میں عیش اور خوشی اور عزت اور رونق اور درخشندگی اور
تیزی تیغ اور پانی کو کہتے ہیں مقصورہ کوتاہ پڑھا جاتا ہے اور اوسپر مد نہیں ہوتا جیسے اب کہ عربی میں

یعنی پیدا ہے اور جیسا بین الکون کے معنی دیتا ہے اسیطرح واو اور یے بہی معروف و مجہول ہین جیسے زیبا
معنی طاقت مجہول واو سے اور کرہ و قرب کے معنے مین معروف واو سے علی ہذا القیاس شیر کہ یاے مجہول
درندہ جانور کا نام ہے اور یاے معروف سے دودہہ کو کہتے ہین ایک قسم یے کی ہے جسکو یاے مقصورہ کہتے ہین
وہ حقیقت مین الف بصورت یا ہے جیسے مصطفی یعنی برگزیدہ اس حرف کو الف پڑہتے اور یے سے لکہتے ہین
اور سب حرفون کے واسطے اعراب مقرر ہین اول حرکات ثلثہ یعنے زبر زیر پیش انکو صرفیون کی اصطلاح مین
فتحہ کسرہ ضمہ اور نحویون کی اصطلاح مین نصب رفع جر اور جس حرف کو جسپر زبر ہو مفتوح و منصوب
اور زیر ہو تو مکسور و مجرور اور پیش ہو تو مضموم و مرفوع نام دہرتے ہین دو زیر یا دو زبر یا دو پیش ایک حرف پر
ہون تو اونکا نام تنوین ہے اور اونمین ایک نون ساکن پیدا ہوتا ہے اوسکا نام نون تنوین ہے اور ایک قسم نون
نون غنہ ہے وہ کسی حرف علت کے بعد موقوف واقع ہوتا ہے جیسے فارسی مین جان تین ہون یا
اردو مین کہان کہین کہون وغیرہ اور جس حرف پر کچہہ نہوگا اوسپر سکون جسکو جزم کہتے ہین یا وقف ضرور ہوگا
جسپر جزم ہوتا ہے اوس حرف کو ساکن اور مد اور مد ساکن کے بعد دوسرا حرف بہی ساکن ہو اوسکو موقوف کہتے ہین
حرکت کی ایک قسم اور ہے جسکو تشدید کہتے ہین اور تشدید جس حرف پر ہوگا اوسکو مشدد تشدید کا حرف دوبار
پڑہا جاتا ہے اول مرتبہ ساکن اور دوسری بار حرکات ثلثہ مین سے کسی حرکت کے ساتہہ متحرک اور ایک دوسری
قسم بہی حرکت کی ہے اوسکو اشباع کہتے ہین اوسکا طریق یہہ ہے کہ حرکت کو اسقدر دراز پڑہتے ہین کہ فتح کی
درازی سے الف اور کسرہ کی درازی سے یاے تحتانی اور ضمہ کی درازی سے واو پیدا ہو جیسے اجار سے آجار
اور اتش سے آتش اور افتاد سے اوفتاد غرض جب شہزادہ خیر و برومند نے حروف مفردات اور اونکے قاعدے
اور مرکبات اور اتصال و ابتدا و حذف و محذوف اور ملفوظ و غیر ملفوظ اور واو معدولہ و ہاے مختفی اور تخفیف
و مخفف اور مرادف و متقدد وغیرہ اور الفاظ ثنائی و ثلاثی و رباعی و خماسی و سداسی و سباعی سے فرصت پائی
اور یہہ سب باتین یاد کر چکا تو فرمایا کہ یہہ اٹہائیس حرف جو اصل مین ہین انمین سے ہر حرف کے معنی علیحدہ ہین اور خواص
جداگانہ ہم اوسکو علم صرف مین سمجہا دینگے اور اون حروف سے کچہہ الفاظ بنائے گئے ہین چنانچہ ابو البشر
حضرت آدم علیہ السلام نے یہہ سات لفظ تصنیف کئے ابتث جخد ذرزس شصضط ظعغف قکلم نوی
اسکا نام ابجد آدم ہے اور بعد اسکے حضرت اخنوخ یعنے ادریس علیہ السلام نے انکو ترکیب دیکر آٹہہ
لفظ بامعنی بنائے وہ یہہ ہین ابجد ہوز حطی کلمن سعفص قرشت ثخذ ضظغ انکو ابجد ادریس کہتے ہین
اب مینے بہی ایک فی ابجد تصنیف کرکے مختصر الحروف اوسکا نام رکہا ہے اسمین حروف کا بہت اختصار ہے چنانکہ
کل اونیس حرف بسم اللہ الرحمن الرحیم کے برابر ہوگئے ہین گویا دریا کوزے مین سما گیا وہ مختصر الحروف یہہ ہے

ن کلمن سعفص قرشت ثخذ اور آج سے ہم اسکا نام ابجد خرد رکھتے ہیں طلسمات میں اسکی کیفیت بیان
ہوگی شہزادہ خرد پرور نے تسلیم ادا کی پھر مربی روزگار نے فرمایا کہ ہم ابجد آدم کا بیان بھی تحریر میں اور ابجد
بیان میں تاریخ گوئی میں سمجھا تینگے اہل نجوم نے یہی سات کلمے چار حرفی علیحدہ قرار دیے اور ابجد نجوم
ابجد ہوزح طیکل منسع فصقر شتثخ ذضظغ ان ساتوں کلموں کو سبعہ سیارہ سے اور اٹھائیس
کو بست و ہشت منازل قمر سے تعلق کیا ہے اسکو ہم علم جفر میں تعلیم کرینگے ابھی تمکو استعداد اتنی نہیں
بخوبی سمجھ سکوگے جب اس بیان سے فرصت پائی اور شہزادہ نے سب یاد کر لیا پھر مصدر وغیرہ پڑھانے شروع کیے
فرمایا کہ مصدر کی علامت فارسی میں دن یا تن ہے جیسے آمدن و رفتن لیکن بعضے نام ایسے بھی ہیں
کہ جن پر مبتدی کو مصدر کا دھوکا گذرتا ہے جیسے گردن گلے کو اور برتن ظرف کو یا کرگدن گینڈے کو اور نقش
ریشم کو کہتے ہیں یا جیسے رتن اور شدنی وزن پر مدن اور ختن ایک حرف ہے اور شہر کا نام ہے اگرچہ ان میں
دن اور تن موجود ہے مگر مصدر نہیں اسواسطے مصدر کے معنی پر بھی خیال رکھنا ضرور ہے جیسے خوردن کھانا گفتن کہنا
ہندی میں بہہ علامت ... وقت انکو بھی واقع ہوتی ہے جیسے خفتن سونا اور کندن
سونا خفتن مصدر ہے سونا اوسکے معنی ہے ... کی قسم ہے یہی رجالعو اسیطرح
خویشتن اپنا اور انگشت جیسا یہ بھی دونوں مصدر نہیں بلکہ وہ اسم ہیں کہ فارسی میں آئے آخر میں
تا موجود سے خوب غور کر لینا لازم ہے کہ مصدر سے صیغوں کا اشتقاق بھی ممکن ہو اور ازمنہ ثلثہ میں سے
کوئی زمانہ اوسکے صیغے میں پایا جائے زمانے تین ہیں ماضی مستقبل حال ماضی زمانہ گذشتہ کو کہتے ہیں مستقبل
زمانہ آیندہ کو اور حال زمانہ موجود کو * فرد * گذشت ماضی و معلوم نیست استقبال * زمان حال غنیمت شمار ہر حالے
ہم اسکا بیان علم صرف میں مفصل تعلیم کرینگے جب شہزادہ خرد پرور تمام مصدر اور صیغے وغیرہ یاد کر چکا اور کچھ
کچھ استعداد حروف مرکب پڑھنے اور عبارت نکال لینے کی پیدا ہوئی تو مختصر مختصر فقرے اور ضرب المثل
وغیرہ جو در ایک بطریق مثال یہاں تحریر ہوتی ہیں یاد کرنیکا حکم دیا | **اردو اور فارسی ضرب المثل کی**
**چند مثالیں** الفت لب بانی ہوس * آج ہے سو کل نہیں * از پسر ناخلف دختر بہتر * آٹے کے ساتھ
گھن پس جائے * ارزان بعلت گران بحکمت * آنکھ دکھے ادب سے نام شیخ روشن * بزرگی بعقل است
نہ بسال * بغل میں لڑکا شہر میں ڈھنڈھورا * باغ و بوستان لائق دوستان * بات کی بات خرافات کی
خرافات * پیری حسن است اعتقاد میں بس است * پانچوں انگلیاں برابر نہیں * تعظیم کارگران ساخت
تاریکی و اشتاقہ ابر * تنہا پیش قاضی روی راضی آئی * تیر کے مونہہ کچھی * تخم تاثیر صحبت اثر * تانی از اول
ہم بد * ثواب عذاب کرتوتی سو سنگت میں * جاکا اوستاد خالی ہست * جیسی روح ویسے فرشتے * جوینده یابنده *

بن سونا چاہئے دیکھا + جوابِ جاہلان باشد خموشی + چراغ کے نیچے اندھیرا + چہ خوش
چار دن کی چاندنی پھر وہی اندھیری رات + حکیم حاکم مرگِ مفاجات + حساب جو جو بخشش سو سو + کو
آموختن + خارشتی کتیا مخمل کی جھول + حسن کم جہان پاک + خالی ہاتھ رو سیاہ + خود فضیحت دیگر
دیر آید درست آید + دودھ کا دودھ پانی کا پانی + دہنِ سگ بلقمہ دوختہ بہ + ذات خدا کی سے
ذکرِ خیر وظیفہ نیکان + ذرّے کو خورشید سے کیا نسبت + ذوقِ چمن ز خاطرِ بلبل نمیرود + رستی جا گز
راست و دروغ بگردنِ راوی + راجہ کے گھر موتیوں کا کال + زندگی زاحمق ہست + زبان شیرین
زبان ٹیڑھی ملک بانکا + زر دادن درد سر خریدن + زور ظلم عقل کی کوتاہی + سوال دیگر
سو غلام گھر سونا + ساون کے اندھے کو ہرا سوجھے + شملہ بمقدارِ علم + شہر میں اونٹ بدنام + شاگرد
با وستاد میرسد + شیر و کا سو بھر کے دیویا + صدر ما کہ نقشبند مدد است + صدقہ دیا رد بلا + ز
اہانت الوالی + ضامن ہو جیئے گرہ سے دیجئے + ضبط مشکل ہست + طویلے کی بلا بندر کے سر
مہمان نداشت خانہ مہمان گذاشت + طوفان شیطان اللہ نگہبان + ظرفِ شکستہ صدا نمیدہد
زور سر پر + ظاہر شیخ و باطن از شیطان + عقلمند کی دور بلا + عالم سے برابر جاہل سے + عیان را چہ بیان
عیب بھی کرنے کو ہنر چاہئے + غم نداری بز بخر + غریب کو کوڑی اشرفی ہے + غلط العام فصیح + خلاف
بیوفا + فکرِ ہر کس بقدرِ ہمت اوست + فقیر کی صورت سوال ہے + فردا کہ دید + فتح دادِ الٰہی ہے + قہر
درویش بر جانِ درویش + قاضی جی دبلے کیوں شہر کے اندیشے سے + قدرِ نعمت بعد از زوال + کم
بالانشین + کالے کے آگے چراغ نہیں جلتا + کار بکثرت + کھری مزدوری چوکھا کام + گذشتہ را صلوات
آئندہ را احتیاط + گدڑی گیہان کیا جھونپڑی کیا میدان + گربہ کشتن روزِ اول + گھر کی مرغی دال برابر
لعنت بکارِ شیطان + لاتوں کے دیو باتوں سے نہیں مانتے + لیلیٰ را بچشم مجنون باید دید + لگا تو تیر نہیں
مالِ مفت دلِ بیرحم + مرتا کیا نہ کرتا + مردہ بدستِ زندہ + ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ + نیم حکیم خطرۂ جان
نادان کی دوستی جی کا زیان + نیکی برباد گنہ لازم + ولی را ولی می شناسد + وہ دن گئے کہ خلیل خان فاختہ
مارتے تھے + وہی تین بیسی وہی ساٹھ + ہر کارے و ہر مردے + ہاتھ کو ہاتھ پہچانتا ہے + ہمتِ مرداں
مددِ خدا + ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں + یک من علم را دہ من عقل باید + یار باقی صحبت باقی +
یار کی یاری سے کام یار کے فعلوں سے کیا کام + یک نشد دو شد + جب شہزادہ ہوشمند انکو حفظ کر چکا
تو فرمایا کہ میاں لڑکے ہر ایک ضرب المثل کسی نہ کسی وارداتِ گذشتہ کا خلاصہ اور سوانحاتِ قدیم کا نتیجہ
ہیں یا نصیحت کا مضمون ہوگا یا عبرت کا اسکے ذریعے سے زمانہ سلف کا حال جانکے زمانے سے بہت



مطابق ہو سکتا ہے چنانچہ مثل یک نشد دو شد کا یہہ معاملہ ہے **حکایت** ایک عورت ہر زال کفن چور
ی اور اوسکو ایسا عمل یاد تہا کہ جب کسی قبر پر دم کرتی تو فورا گور شق ہو جاتی اور مردہ باہر نکل کر اپنا کفن اپنے
ہاتھہ سے اوتار دیا کرتا پہر یہہ دوسرا عمل پڑہتی تو وہ مردہ قبر میں سما جاتا اور قبر برابر ہو جاتی غرضکہ اوسکا ایک
یک لڑکا تہا اوسنے یہہ حال دریافت کرکے والدہ سے کہا کہ مجہے بہی یہہ عمل بتا دیجئے اوسنے ایک ہی عمل سکہایا تہا
لڑکے کو سفر پیش آیا اور کچہہ ایسی ضرورت پڑی کہ تن تنہا دم نقد جیسا بیٹہا تہا اوسیطرح چل نکلا مگر وہ نسخہ
منزل تہا یہہ جہٹ پٹ جا پہونچا دو چار روز گذرے تہے کہ وہان ایک بڑا آدمی قضائے الٰہی سے فوت ہو گیا
بڑا امیر زمانے اوسکو بہت عمدہ کفن دیکر دفن کیا یہہ بہی جنازے کے ساتھہ تہا جب سب لوگ چلے گئے اور
ت ہوئی تو اسکا دل بہر بہر آیا کہ آج اس امیر کا کفن چرا کر اپنے واسطے دو چار جوڑے معقول بنالوں اور
ز اصا بہلا اس بنجاؤں چنانچہ آدہی رات کو قبرستان میں جا پہونچا جنگل سنسان ہو کا میدان تنہائی کا عالم قبر پر
ہوتا نظر آیا اول تو ہمت نہ بندہی مگر لالچ گلا گہونٹ دیتا ہے یہہ دل کو مضبوط کرکے آگے بڑہا اور اوس قبر پر
عمل دم کیا اوسیوقت قبر شگافتہ ہوئی اور میت نے کفن اوتار کر نذر کیا پہر وہ مردہ سامنے کہڑا ہو، اسنے کہا کہ میں
مدفن میں جا اب تو کیوں کہڑا ہے مگر کون سنتا تہا غرض اسنے چند بار کہا لیکن دعا قبول ہو
ز تیرا دل شاید کفن جدا کرتے ہوئے ہچکچاتا ہے اور دم سکتا ہے اگر اسلئے نہیں جاتا تو لے اپنا کفن لے اور مجہہ
رستا اب مگر وہ جانیوالا سامنے نہ تہا کیونکہ دوسرا عمل سکہا نہیں لاچار یہہ بیچارہ جان چہوڑ کر بہاگا اور وہ
کفن بغلمیں مارکر ساتہہ ہو لیا آگے آگے یہہ شخص اور پیچہے پیچہے وہ مردہ پہر جب تک ہو تو یہ پڑا
جن سر پٹ بہاگا ہوش باختہ حواس منتشر حیران و پریشان خائف و ترسان لیکن ہول سمایا ہوا یہہ وہ
جدا احوال سے بہاگ جاتا پہر دل کو مضبوط کیا اور سوچا کہ دوسرا عمل یاد نہیں ہے اسواسطے یہہ کیفیت گذری اب چل کر ماں سے
دریافت کرنا مناسب ہے تاکہ اس بلائے ناگہانی سے نجات حاصل ہو یہہ خیال کرکے وطن کیطرف روانہ ہوا مگر کبہی
انسان موت کو دور سمجہے جب یہہ شخص گہر پہونچا تو لوگوں نے کہا کہ تیری والدہ مرگ مفاجات سے کل کے روز
قضا کر گئی اسکو بہت رنج ہوا اور ماں کی قبر پر جا کر خوب رویا مگر وہ ملاقہ موں لگی تہی پہر اسنے والدہ کی قبر پر
ہی وہی عمل جہوہ کر دیا قبر شق ہوئی ہر زال باہر نکل آئی اور کفن اوسکے حوالے کرنے لگی اوسنے عرض کی کہ اے
ماں میں کفن لینے تو نہیں آیا ہوں لیکن مجہے دوسرا عمل جہٹ پٹ سکہا دو کہ یہہ مردہ پیچہے جہاں کہیں مجہے چہٹا ہے
کسیطرح پیچہا نہیں چہوڑتا اوس عورت نے مطلق جواب نہ دیا پہر اسنے کہا کہ اری ماں کیا مجہسے خفا ہے جواب بہی
نہیں دیتی میں تو تیرا بیٹا ہوں کیا مجہے ابہی سے بہول گئی وہ پہر بے خبر ہوئی اور کفن سامنے رکہ دیا
مایوس ہوا تو جلکر کہنے لگا کہ جو عمل نہیں بتاتی تو جہاں پہر ڈہنگی کیوں کہڑی ہے جا چلی جا میرے

جنگل میں مور ناچا کس نے دیکھا ÷ جواب جاہلاں باشد خموشی ÷ چراغ کے نیچے اندھیرا ÷ چہ خوش چرا نباشد ÷
چاند کی چاندنی پھر وہی اندھیری رات ÷ حکیم حاکم مرگِ مفاجات ÷ حساب جو جو بخشش سو سو ÷ حکمت لقمان
آموختن ÷ حاجتی کنیا محل کی جھول ÷ خس کم جہان پاک ÷ خالی ہاتھ روسیاہ ÷ خود فضیحت دیگراں را نصیحت ÷
دیر آید درست آید ÷ دودھ کا دودھ پانی کا پانی ÷ دہنِ سگ بلقمہ دوختہ بہ ÷ ذات خدا کی بے عیب ہے ÷
ذکرِ خیر وظیفہ نیکان ÷ ذرے کو خورشید سے کیا نسبت ÷ ذوقِ چمن ز خاطرِ بلبل نمی رود ÷ رسی جل گئی پر بل نہ گیا ÷
راست و دروغ بگردنِ راوی ÷ راجہ کے گھر موتیوں کا کال ÷ زندگی را عشق است ÷ زبان شیریں ملک گیری
زبان شیری ملک بانکا ÷ زر دادن و درد سر خریدن ÷ زور ظلم عقل کی کوتاہی ÷ سوال دیگر جواب دیگر ÷
سو غلام گھر سونا ÷ ساون کے اندھے کو ہرا سوجھے ÷ شملہ بمقدارِ علم ÷ شہر میں اونٹ بدنام ÷ شاگرد رفتہ رفتہ
باوستاد میرسد ÷ شیر و بکا سونہہ کس نے دھویا ÷ صدر ہر جا کہ نشیند صدر است ÷ صدقہ دیا رد بلا ÷ ضرب الخام
اہانت المولیٰ ÷ ضامن ہو جئے گرہ سے دیجئے ÷ ضبط مشکل ہے ÷ طویلے کی بلا بندر کے سر ÷ طاقت
مہمان نداشت خانہ مہمان گذاشت ÷ طوفان شیطان اللہ نگہبان ÷ ظرفِ شکستہ کند امید بد ÷ ظالم کا
زور سر پر ÷ ظاہرا شیخ و باطن از شیطان ÷ عقلمند کی دور بلا ÷ علم شے ہے از جہل بہ شے ÷ عیان را چہ بیان
عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیے ÷ غم نداری بز بخر ÷ غریب کو کوڑی اشرفی ہے ÷ غلط العام فصیح ÷ غلام کی ذات
بیوفا ÷ فکرِ ہر کس بقدرِ ہمتِ اوست ÷ فقیر کی صورت سوال ہے ÷ فردا کہ دید ÷ فتح داد الٰہی ہے ÷ قہر
درویش بر جانِ درویش ÷ قاضی جی دبلے کیوں شہر کے اندیشے سے ÷ قدرِ نعمت بعد از زوال ÷ کم خرچ
بالا نشین ÷ کاسے کے آگے چراغ نہیں جلتا ÷ کار بکثرت ÷ کھری مزدوری چوکھا کام ÷ گذشتہ را صلواۃ
آیندہ را احتیاط ÷ گدڑی گدڑان کیا چھونٹی کیا بدان ÷ گربہ کشتن روزِ اول ÷ گھر کی مرغی دال برابر ÷
لعنت بکارِ شیطان ÷ لاتوں کے دیو باتوں سے نہیں مانتے ÷ لیلیٰ را بچشم مجنوں باید دید ÷ لگا تو تیر نہیں تو تکا ÷
مالِ مفت دلِ بے رحم ÷ مرتا کیا نہ کرتا ÷ مردہ بدستِ زندہ ÷ مارون گھٹنا پھوٹے آنکھ ÷ نیم حکیم خطرہ جان ÷
ماواں کی دوستی جی کا زیان ÷ نیکی برباد گناہ لازم ÷ ولی را ولی می شناسد ÷ وہ دن گئے کہ خلیل خان فاختہ
مارتے تھے ÷ وہی تیں جیسی وہی ساٹھ ÷ ہر کارے و ہر مردے ÷ ہاتھ کو ہاتھ پہچانتا ہے ÷ ہمتِ مردان
مددِ خدا ÷ ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں ÷ یک من علم را دہ من عقل باید ÷ یاران صحبت باقی ÷
یار کی یاری سے کام یار کے فعلوں سے کیا کام ÷ یک نشد دو شد ÷ جب شہزادہ ہوشمند انکو حفظ کر چکا
تو فرمایا کہ میاں لڑکے ہر ایک ضرب المثل کسی نہ کسی وارداتِ گذشتہ کا خلاصہ اور سوانحاتِ قدیم کا نتیجہ ہے
اسمیں یا نصیحت کا مضمون ہوگا یا عبرت کا اسکے ذریعے سے زمانہ سلف کا حال حال کے زمانے سے بہت

بجز موت کے لاحق ہوسکتا ہے چنانچہ مثل ہے یک نشد دو شد کا یہہ مصداق ہے **حکایت** ایک عورت پیرزال کفن چور
تھی اور اوسکو ایسا عمل یاد تھا کہ جب کسی قبر پر دم کرتی تو فوراً گور شق ہوجاتی اور مردہ باہر نکل کر اپنا کفن اپنے
ہاتھ سے اوتارکر دیتا پھر یہہ دوسرا عمل پڑھتی تو وہ مردہ قبر میں سما جاتا اور قبر برابر ہوجاتی غرضکہ اوس عورت کا
ایک لڑکا تھا اوسنے یہہ حال دریافت کرکے والدہ سے کہا کہ مجھے بھی یہہ عمل بتا دیجئے اوسنے ایک ہی عمل سکھایا تھا
کہ لڑکے کو سفر پیش آیا اور کچھ ایسی ضرورت پڑی کہ تن تنہا دم نقد جیسا بیٹھا تھا اوسیطرح چل نکلا مگر وہ نسخہ
اکمنزل تھا یہہ جھٹ پٹ جا پہونچا دو چار روز گذرے تھے کہ وہان ایک بڑا آدمی قضائے الہی سے موت ہوگیا
عزیز و اقربانے اوسکو بہت عمدہ کفن دیکر دفن کیا یہہ بھی جنازے کے ساتھ تھا جب سب لوگ چلے گئے اور
رات ہوئی تو اسکا دل پھر پھرایا کہ آج اس امیر کا کفن چرا کر اپنے واسطے دو چار جوڑے معقول بنالوں اور
خاصا بہلا مانس بنجاؤن چنانچہ آدہی رات کو قبرستان میں جا پہونچا جنگل سنسان ہُو کا میدان تنہائی کا عالم چو طرفہ
سنّاٹا نظر آیا اول تو ہمت نہ بندہی مگر لالچ گلا گہونٹ دیتا ہے یہہ دلکو مضبوط کرکے آگے بڑہا اور اوس قبر پر
عمل دم کیا اوسیوقت قبر شگافتہ ہوئی اور اوسنے کفن اوتار کر نذر کیا پھر وہ مردہ سامنے کھڑا ہو رہا اسنے کہا کہ میں
کفن لے چکا اب تو کیون کھڑا ہے مگر کون سنتا تھا غرض اسنے چند بار کہا لیکن دعا قبول نہو۔
کہ تیرا دل شاید کفن جدا کرنے سے ہوئے جھجکتا ہے اور دم رکتا ہے اگر اسلئے نہیں جاتا تو لے اپنا کفن لے اور کیسہ
رستا ناپ مگر وہ جانیوالی اسامی نہ تھا کیونکہ وہ عمل سکہا نہیں لاچار یہہ بیچارہ جان چھوڑ کر بھاگا اور وہ
کفن بغلمین مارکر ساتھ ہولیا آگے آگے یہہ شخص اور پیچھے پیچھے وہ مردہ پھر یہ جاتا ہو تو یا پڑا
جن سر چڑہا تھا ہوش باختہ حواس منتشر حیران و پریشان خائف و ترسان دلمین ہول سمایا ہوا یہہ شیطان ہو
جدا حول سے بھاگتے جاتے ہیں پھر دلکو مضبوط کیا اور سوچا کہ دوسرا عمل یاد نہیں ہے اسواسطے یہہ کیفیت گذری اب چل کر ماں سے
دریافت کرنا مناسب ہے تاکہ اس بلائے ناگہانی سے نجات حاصل ہو یہہ خیال کرکے وطن کیطرف روانہ ہوا مگر کبھی
انسان موت کو دور نہ سمجھے جب یہہ شخص گھر پہونچا تو لوگون نے کہا کہ تیری والدہ مرگ مفاجات سے کل کے روز
قضا کر گئی اسکو بہت رنج ہوا اور ماں کی قبر پر جاکر خوب رویا مگر وہ بلا قدمون لگی تھی پہر اسے والدہ کی قبر پر
ہی وہی عمل چہوہ کر دیا قبر شق ہوئی پیرزال باہر نکل آئی اور کفن اسکے حوالے کرنے لگی اوسنے عرض کی کہ ے
اماں میں کفن لینے تو نہیں آیا ہوں لیکن مجھے دوسرا عمل جھٹ پٹ سکھا دیجئے کہ یہہ مردہ پیچھے چہا گیا ہے مجھے ستاتا ہے
کسیطرح پیچھا نہیں چھوڑتا اوسنے مطلق جواب نہ دیا پھر اسنے کہا کہ اری ماں کیا مجھسے خفا ہے جو بات بھی
نہ کری میں تو تیرا بیٹا ہوں کیا مجھے ابھی سے بھول گئی وہ پھر خبر نہوئی اور کفن سامنے پڑا رہا کلیجا الٹ گیا
جب مایوس ہوا تو چلکر کہنے لگا کہ جو عمل نہیں بتاتی تو جیسا پھر رنگی ویسا کیون کھڑی ہے چاہئے ماسیر سے




اونکی اوس نے کچھہ خیال ہی کیا کہ اونکا کیا ہے آخرکار جب آگ مین گر گیا تو کہا کہ
چاہے ز جا بجا ہر طرف سے اجازت ہے میں تو اب جاتا ہون اور کچھہ دوسری تجویز نکالون یہہ کہکر چلدیا او
بہی اسکے ساتہہ ہولی جب تو بہہ اور بہی گہبرایا اور بہاگ کر شہر مین آیا لوگون نے
ایک مردہ اسکے ساتہہ تہا اور آیا تو دوسرا شخص بہی ہمراہ ہے اس بات سے لوگون کو نہایت تعجب ہوا اور
فرط حیرت سے بے ساختہ کہنے لگے کہ یہہ حضرت ایک تشنہ دو شدہ، غرضکہ دونون ذات شریف تا دم زندگی
اوسکے ساتہہ ہے اور بعد مرگ وہ تینون ایک ہی قبر مین مدفون ہوئے پہر فرزانہ روزگار نے کہا کہ پیارے
شہزادے کچہہ بعضین اور حکیمونکے قول بہی یاد کرلو کہ بزرگی کا آدمی سے ہے اسکے سبب عقل بہرہ مستی ہے زمانہ کا
تجربہ حاصل ہوتا ہے اہل عالم کی طبیعتون کا حال کہل جاتا ہے خوب و زشت کی تمیز پیدا ہوتی ہے بد و نیک
اور دشمن و دوست سے خبردار ہوجاتا ہے **مواعظ حکما و عقلا** عالمونکی صحبت اختیار کرو اور حکیمونکی باتین
سنو کہ دل مردہ نور حکمت سے اسطرح زندہ ہوتا ہے جیسے زمین مردہ آب باران بشارت سے اور اسکو جسکی عقل
حاکم ہے اور نفس قیدی افسوس ہے اوسکے حال پر جسکی خواہش نفسانی امیر ہے اور عقل اسیر تین چیزین تین چیزون سے
حاصل نہین ہوتی ہین جیسے دولتمندی خواہشون سے جوانی خضاب سے تندرستی دواؤن سے انسان تین چیزون سے
جلد ہلاک ہوتا ہے زیادہ کلام سے زیادہ کہانے سے زیادہ سونے سے جو احسان [illegible]

ہو [illegible] تا ہے وہ جاہل ہے جو لیکر ولی ہے وہ بدن ہے ایک حکیم نے بہت سی کتابین جمع کرکے اونمین سے
چالیس ہزار کلمے انتخاب کئے پہر اونمین سے چار ہزار پہر اونمین سے چار سو پہر اونمین سے چالیس پہر اونمین سے چار باتین انتخاب
کین ایک یہہ کہ کسی حالمین عورت پر اعتماد نکرو دوسرے یہہ کہ کبہی مال و دولت پر فریفتہ نہو تیسرے یہہ کہ
اپنے معدے مین اوسکی طاقت سے زیادہ بوجہہ نڈال چوتہے یہہ کہ وہ علم جمع نکرو جسے تجہے نفع نہو پہنچے
تونگری مال مین نہین بلکہ قناعت مین ہے [illegible]
نہین بلکہ تندرستی مین ہے رزق زمین مین نہو
اور تندرستی کو اول بیماری کے اور تونگری کو
اول مفلسی کے دنیا مین پانچ چیزین خوب ہین اول بادشاہی اور اوسمین عدل نہو تو ایسی ہی جیسے کہ
ابر بے باران دوم فقیری اور اوسمین صبر نہو تو ایسی ہے جیسے کہ چاہ بے آب سوم جوانی اور اسکو
علم نہو تو ایسی ہے جیسے کہ خانہ بے چراغ چہارم زن حسین اور اوسمین شرم نہو تو ایسی ہے جیسے کہ نا

پنجم تونگری ... نہو تو ایسی ہے جیسے کہ تجربے بغیر عقل پیدائشی سے بہتر ہے اگر یہہ نہو تو
طریقۂ نیک ا ... پر موافق اور یہہ ہو تو اللہ سے دل لگانا اور یہہ نہو تو خاموشی اور جو یہہ بھی
نہو سکے تو مونا ... مر ہے بادشاہ کو مصاحبت مین چہہ آدمی رکھنے لازم ہیں اول وزیر دانا دوم
دبیر با علم سوم شاعر خوش گفتار چہارم مہندس کامل پنجم ندیم جامع ششم طبیب حاذق سات چیزون کو
سات چیز پر اختیار کرے اول درویشی کو تونگری پر دوم گرسنگی کو سیری پر سوم فروتنی کو زبردستی پر
چہارم ذلت کو عزت پر پنجم تواضع کو تکبر پر ششم غم کو خوشی پر ہفتم مرگ کو زندگانی پر وہ آدمی سب سے
بُرا ہے کہ لوگونکو دشمن بنائے اور لوگ اوسے دشمن سمجہین خردمند وہ ہے کہ تمام عالم اوسے خصومت رکہے اور وہ سکو سیے خصومت نہو جو ادب
نہ سیکہے حیوان ہے جو عذر قبول نکرے شیطان ہے تین چیزون کی قدر تین وقت پر موقوف ہے جوانی کی قدر
پیری مین تندرستی کی قدر بیماری مین نعمت کی قدر محتاجی مین تین چیزین سب سے افضل ہین دشمن کو دوست
بنانا نادان کو دانائی سکہانا گمراہ کو نصیحت سے راہ پر لانا جو چیز زندہ ہے پاک ہے جب مرتی ہے پلید
ہو جاتی ہے مگر نفس جبتک زندہ رہتا ہے پلید ہے جب مرتا ہے پاک ہو جاتا ہے انسان کو مناسب ہے
کہ ہر صبح اوٹہکر آئینہ دیکہے اگر صورت اچہی ہے تو سیرت بہی اچہی اختیار کرے کہ دونون نیک ہون
اور جو صورت بُری ہے تو عادت نیک پیدا کرے کہ دو خرابیان ایک جا باہم نہونے پائین انسان جس وقت
کوئی کام کرے اول خیال کر لینا چاہیے کہ اچہا ہے یا برا اگر عمدہ ہے تو اوسمین تاخیر نکرے اور خراب ہے
تو چہوڑ دے ہر شخص کو لازم ہے کہ جسدم بستر خواب پر استراحت کرے پہلے دل مین سوچ لے کہ آج مینے کسقدر
نئی نئی باتین علوم کین اور پچہلے زمانہ سے کون کون سا تجربہ حاصل ہوا اونکو لوح دل پر لکہے اور جو دن مفت
برباد ہوا تو اپنے حال پر افسوس کرے یہہ چارون چیزین نیک زندگی کا نتیجہ ہین گفتار نیک کردار نیک
نیت نیک صحبت نیک انسان کو دس باتین لازم ہین خدا کے ساتہہ راستی خلق کے ساتہہ انصاف
نفس کے ساتہہ قہر درویشون کے ساتہہ لطف بزرگون کے ساتہہ خدمت چہوٹونکے ساتہہ شفقت دشمنون کے
ساتہہ تحمل دوستونکے ساتہہ مروت جاہلونکے ساتہہ خاموشی عاقلونکے ساتہہ تواضع تین شخصون پر
رحم لازم ہے اول وہ دانا جو کسی جاہل کا محکوم ہو دوم وہ ضعیف جو کسی قوی کا غلام ہو سوم وہ کریم
جو کسی لئیم کا محتاج ہو آدمی چار قسم ہین ایک لئیم جو نہ آپ کہائے نہ دوسرے کو کہانے دے دوم بخیل
جو آپ کہائے مگر دوسرے کو نہ دے تیسرے سخی جو آپ بہی کہائے اور دوسرے کو بہی دے چہارم کریم
جو آپ نہ کہائے اور دوسرے کو کہلائے نادان خود اپنا دشمن ہے کسی اور کا دوست کیونکر ہوگا چار چیزین
چار وقت مین بہت سخت ہین پیری عالم تنہائی مین بیماری غربت اور سفر مین قرض مفلسی مین پیادہ پائی

دوسی اوپر آتی جیسے دلی نیت آتی ہے جیسے روح تن بدن میں ہوتی آنکھ کھلتے زمین بادل سے سائل ہوتی
سلام علمیت حضرت صبح کرتے دریا پانی سے تنگ کرتے زمین ہلاتی ہے اور ہمیشہ اسمان سے یہ دس باتیں کہتی ہے

اے فرزند آدم دوڑتا ہے تو میری پیٹھ پر اور رجوع ہے تیری میرے پیٹ میں
اے فرزند آدم گناہ کرتا ہے تو میری پیٹھ پر اور عذاب دیا جائے گا تو میرے پیٹ میں
اے فرزند آدم ہنستا ہے تو میری پیٹھ پر اور روئے گا تو میرے پیٹ میں
اے فرزند آدم خوشی کرتا ہے تو میری پیٹھ پر اور غم کرے گا تو میرے پیٹ میں
اے فرزند آدم مال جمع کرتا ہے تو میری پیٹھ پر اور پشیمان ہوگا تو میرے پیٹ میں
اے فرزند آدم کھاتا ہے تو لقمۂ حرام میری پیٹھ پر اور کھائیں گے تجھکو کیڑے میرے پیٹ میں
اے فرزند آدم تکبر کرتا ہے تو میری پیٹھ پر اور ذلیل ہوگا تو میرے پیٹ میں
اے فرزند آدم چلتا ہے تو خوش خوش میری پیٹھ پر اور گرے گا تو غمگین میرے پیٹ میں
اے فرزند آدم چلتا ہے تو روشنی میں میری پیٹھ پر اور گرے گا تو اندھیرے میں میرے پیٹ میں
اے فرزند آدم چلتا ہے تو جماعتوں میں میری پیٹھ پر اور گرے گا تو اکیلا میرے پیٹ میں

جو چیز بڑھتی اور گھٹتی ہے وہ نور قمر ہے جو چیز گھٹتی نہیں اور بڑھتی ہے وہ حرص ہے جو چیز گھٹتی ہے اور بڑھتی نہیں وہ عمر ہے جو چیز نہ بڑھتی ہے اور نہ گھٹتی ہے وہ روزی مقدر ہے اہل دل وہ ہے کہ موت کو ہردم یاد رکھے متقی وہ ہے کہ جس میں بغض و حسد نہو خوش خو وہ ہے کہ بدوں کو نیکی سے یاد کرے جوانمرد وہ ہے کہ لوگوں کے حق میں احسان کرے اور نہ باہر بتلاوے ہنرمند وہ ہے کہ تحصیل علم و فن میں زیادہ کوشش کرے بلند ہمت وہ ہے کہ امیری اور غریبی میں یکسان رہے صاحب جمال وہ ہے کہ لباس علم و حیا اور زیور اخلاق و صفات سے آراستہ و پیراستہ ہو دانا وہ ہے کہ زمانہ کے موافق کام کرے بینا وہ ہے کہ اپنے عیب اور دوسروں کے ہنر سے آگاہ رہے سخن سنج وہ ہے کہ جو بات کہے خوب سوچ سمجھ کر کہے خوش وقت وہ ہے کہ دنیا کی بے رونقی سے ملول نہو آسودہ وہ ہے کہ امید و بیم سے فارغ ہو بے غم وہ ہے کہ کسیکو آزار نہ دے زورمند وہ ہے کہ غضب اور ہوا و ہوس کو مغلوب کرے ہر دل عزیز وہ ہے کہ خودبینی و خودپرستی سے نجات پائے نیک بخت وہ ہے کہ دوسروں کے حال سے خود عبرت پیدا کرے بدبخت وہ ہے کہ اوسکے حال سے لوگوں کو عبرت حاصل ہو **ایک حکیم کا قول ہے** کہ اہل جہان جس کام پر تونگروں کو تحسین و آفرین کرنے میں اوسی بات پر مرد ناچیز کو طعنے دیتے ہیں اگر فقیر دلیری کرے اوسکو بیتی و شرارت کہتے ہیں اگر سخاوت کرے اوسکو اسراف کہتے ہیں اگر تحمل کرے اوسکو بے غیرتی کہتے ہیں اگر وقار و تمکین کرے اوسکو

سستی و کاہلی کہتے ہین اگر سخن پردازی و فصاحت اختیار کرے اوسکو بیہودہ گوئی کہتے ہین اگر خاموشی
قبول کرے اوسکو نقش دیوار کہتے ہین اگر خندہ روئی سے پیش آئے اوسکو مسخرہ کہتے ہین اگر جلوت گزین ہو
دیوانہ کہتے ہین اگر آدمیون مین رہے در بدر اور ہرجائی کہتے ہین اگر کہانے اور پہننے مین تکلف کرے تن پرور
کہتے ہین اگر میلے پرانے کپڑے پہنے مفلوک و محتاج و کثیف کہتے ہین اگر تواضع کرے خوشامد پیشہ کہتے ہین
اگر آزادی ظاہر کرے مغرور کہتے ہین اگر وطن مین رہے خام اور سایہ پرور کہتے ہین اگر سفر کرے سرگشتہ
و کمبخت کہتے ہین اگر مجرد رہے عیاش یا نامرد کہتے ہین اگر کدخدا ہو بدنفس و شہوت پرست کہتے ہین حکیمون
اور عقلمندون نے بہت کچھہ مبالغہ کیا ہے کہ سنو زیادہ اور کہو کم اس قول کا ہم نے ایک نہایت عمدہ نتیجہ
نکالا ہے یعنے جسوقت کوئی شخص کچھہ بات کہتا ہے تو سننے والون کو اوس سے نصیحت و عبرت حاصل ہوتی ہے
مگر متکلم کو سوا اسکے کہ اپنا مونہہ تہکائے اور گلا ووکہائے کچھہ فائدہ نہین اور دوسرونکے کلام سننے سے طرح طرح کے
فوائد حصول ہوتے ہین مصرعہ ہو مجلسیکہ گوش توان شد زبان مباش ❊ کسینے کیا خوب کہا ہے
کہ اگر کوئی شخص کمال مفلسی و تہیدستی مین اپنی زیست سے بیزار اور موت کا خواستگار ہو تو اپنے دلکو اسطرح
تسلی دے کہ ایک بہت بڑا سوداگر مالدار ہے اوسکے ہزارون جہاز دریا مین چلتے ہین اور وہ خود بہی ایک عمدہ
جہاز پر سوار ہے مگر دریا پر ایکبار ایسا طوفانِ سخت آیا کہ وہ سب جہاز ایک سے ایک ٹکرا کر تباہ ہو گئے اور تمام اسباب
گران قیمت و مالِ نفیس یک لخت غرقِ دریا ہوا لیکن یہہ سوداگر تن تنہا ایک تختہ پر بہتا پہرتا ہے اور تختہ کا
یہہ عالم ہے کہ گہڑی ساعت کا ہو رہا ہے اوسوقت کوئی شخص جرأت کرکے اوسکے نکالنے پر آمادہ ہوا کہ اگر
تو اپنے گہر کا سارا مال و اسباب میرے حوالے کر دے تو اس شرط پر مین تجھکو اس بلائے ناگہانی سے نجات دون اور
وہ سوداگر اپنی جانِ عزیز بچانیکے لیے تمام ماندہ اسباب اوسکی نذر کرے اور خود صحیح و سالم دریا سے نکل آئے اس صورت
مین اوسکو مال کا اصلا رنج نہوگا اور تندرستی کو ہزار نعمت کے برابر سمجھیگا یا ایک بڑا امیر کبیر ہے کہ بہت ملک و دولت
رکہتا ہے اور کسی زبردست دشمن نے لشکرِ جرار و فوجِ بیشمار سے اوسکو محاصرہ کر لیا اور مار ڈالنے یا آگ مین جلا دینے کا
ارادہ ہے مگر اوسکو مقابلہ کرنیکی تاب و طاقت نہین اور بہاگ بہی نہین سکتا اوسوقت البتہ سب ملک و مال چہوڑکر
جان سلامت لیجانیکو غنیمت پائیگا اور خلاصیِ نفس کو ایک نعمتِ عظمیٰ و دولتِ کبریٰ شمار کریگا پس اے مرد نادان
اوس حالتِ مفلسی مین تو سمجھہ لے کہ مین وہی سوداگر اور وہی امیر ہون جسنے دریا اور دشمن سے نجات پائی ہے اور اپنا
تمام مال و اسباب دیکر جان بچائی ہے پہر صبر و شکر کر اور جانِ عزیز کی قدر جان زندگانیکو ہلاکت مین نڈال
عمر بے بدل کو غنیمت سمجھہ اور اس شعر پر عمل کر ❊ فرد ❊ آنچہ نصیب است ہم میرسد ❊ گر نستانی بہ ستم میرسد ❊
حکیم افلاطون نے اپنے شاگردونکو وقتِ آخر یہہ وصیت کی تہی وصیت خدا کو پہچانو اوسکا حق نہ بہولو ❊

بہت علم سیکھنے سکھلانے میں مصروف رہو اللہ تعالے سے وہ چیز نہ مانگو جسکو زوال ہو اور سب دعا کرو جو ہمیشہ رہے ہر دم ہوشیار رہو کیونکہ بدی کے اسباب بہت ہوتے ہیں معلوم نہیں کہ کہیں کس سبب سے ہو جائے جو بری بات ہو اوسکی آرزو نکرو جانو کہ اللہ تعالے بندہ سے براہِ غضب انتقام نہیں لیتا بلکہ اسواسطے کہ تربیت اور اصلاح کرے زندگی وہی بہتر ہے جسمیں نیکی ہو سکے جبتک اپنے نفس سے تین چیزونکا حساب نکر لو خواب نکرو ایک یہہ کہ آج کوئی خطا کی یا نہیں دوسرے یہہ کہ کوئی نیکی کی یا نہیں تیسرے یہہ کوئی نیک کام کاہلی سے کہو دیا یا نہیں یاد کرو کہ قبل پیدایش کے تمہاری کیا حقیقت تھی اور بعد موت کے کیا ہوگی کسیکو مت ستاؤ کہ جہان کے کام ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں وہ شخص بدبخت ہے جسکو عاقبت کی فکر نہ گناہ کا خوف و خطر مستحقون کی حق رسانی میں سوال کے منتظر نرہو بغیر مانگے ہو سکے تو دو طمع اوسکو بچاؤ کہ جو دنیا کی لذتون سے خوش اور مصیبتون سے آزردہ ہو ہمیشہ موت کو یاد رکھو گذرے ہوؤن کے احوال سے عبرت حاصل کرو بیہودہ بکنا اور بے پوچھے جواب دینا حماقت کی علامت ہے اور زوال کی دلیل جو کوئی کسیکے لئے بدی چاہتا ہے وہ خود بد ہے اکثر اوقات فکر و اندیشہ کیا کرو نصیحت کرو اور خود بہی عمل کرو جسکے دوست بہت ہوں خشم کی عادت نرکھو تحمل کا شیوہ اختیار کرو دشمنونکی کارروائی میں بہت دخل نکرو مصیبت زدونکی مدد کرو تم جسکی جو بد ہو اور خلقت کو ضرر پہونچائے جبتک دو گواہ عادل حاضر نہون مقدمہ فیصل نکرو عمل کو مقصود سمجھو کیونکہ حکمت قولی کا نتیجہ صرف دنیا ہے اور حکمت عملی کا ثمرہ عقبی میں نیکیونکی طلب میں اگر رنج اوٹھاؤگے نیکی رہجائیگی رنج نرہیگا اور اگر بدی سے لذت پاؤگے لذت کو بقا نہیں اور افسوس و ندامت دائمی ہے یقین جان لو اکدن وہ ہوگا کہ آنکھہ ناک کان جملہ حواس بیکار ہو جائینگے اور کوئی دوست ہوگا نہ آشنا پس کسی میں عیب نہ لگاؤ تمکو اوس جگہ جانا ہے کہ جہان غلام اور آقا دونون برابر ہین پس یہان غرور مت کرو ہمیشہ زادِ سفر تیار رکہو نہیں معلوم کسوقت کوچ ہو جاوے اللہ تعالی کی نعمتون میں حکمت سے بڑی کوئی نعمت نہیں اور حکیم وہی ہے جو قول و فعل دونون میں حکیم ہو نیکی کے عوض نیکی کرو اور عفو تقصیر لازم جانو کسی کام میں ملول نہو کسیوقت سستی نہ کرو کسی حال میں نیکی کرنے سے باز نرہو بدی میں کبہی جلدی نہ کرو حظِ نفس کی جو بات قابلِ ترک ہے اوسکو ترک کرو حکمت کو عزیز رکہو اور حکما کی باتین سنو دنیا کی محبت دل سے دور کرو اچہے آداب سیکہو وقت پر کام کرو اور بے سوچے سمجھے کوئی کام شروع نکرو تونگری پر گھمنڈ نکرو اور مفلسی میں تنگدل نہو دوست سے ایسا معاملہ کرو کہ حاکم تک نوبت نہ پہنچے دشمن سے ایسی چال چلو کہ اگر حاکم کے سامنے پیش ہو تو بہر صورت تمکو غلبہ حاصل ہو کسی جاہل کو برا کہت تواضع کرنیوالے کو ذلیل و خوار نہ جانو جب امیر بہی خود مغرور ہو دوسرے کو ملامت نکرو نیکی کرکے کبہی پشیمان نہو کہ ثمرہ اسکا

نتائج نکالتا دنیا مین بہت تو نقبی مین مل سے گا مکاری سے خوش نہو اقبال اور بخت پر بہروسا نکر کسی سے
نزاع اور جہگڑا نکر فساد نکر صلح بہتر ہے ہمیشہ انصاف کا لحاظ اور نیکی کا التزام رکہو حکیم ارسطاطالیس
وزیراعظم اور استاد سکندر فیلقوس کا جبکہ بسبب ضعف و پیری کے گوشہ نشین ہوا اور خدمت بادشاہت سے معذور
رہا اور سکندر بعد فتح ملک ایران کے انتظام ملک دارا اور سیاست و تدبیر شہزادگان عجم مین متحیر ہوا تو ایک خط شوقیہ
بنام ارسطاطالیس تحریر کیا مضمون یہہ تہا کہ مفارقت کے باعث اکثر معاملات مین تردد رہتا ہے حضور خاص واقعہ
خاص مین کوئی تدبیر نظر نہین آتی جسطرح ہو سکے یہان تشریف لایئے ارسطاطالیس نے جواب مین لکہا کہ شوق ملاقات
حضور مین کسیطرح کا قصور نہین مگر ضعف و ناتوانی سے مجبور ہون معاف کیجئے اسلئے ایک دستور العمل بہیجا جاتا ہے
اگر اوسپر ہمیشہ عمل ہوگا کبہی احتیاج نرہیگی خلاصہ اوسکے مضمون کا یہہ ہے کہ عجم کے احوال مین جو مشورہ کیا اوس کی
صورت تو یہہ ہے کہ تو وہان کے امرا اور ارکان سلطنت کو حکم دے کہ یکدم مین تہ تیغ بیدریغ کر دے مگر آب و ہوا کی تبدیل
تیرے اختیار مین نہین اون مین سے جو پیدا ہوگا اوسکی بنیاد مین تیری عداوت ہوگی اسصورت مین صلاح یہہ ہے کہ اون پر
احسان کر اور اطراف ملک کو انہین تقسیم کر دے تا کہ باہم نزاع مین مشغول رہین اور اپنی فکر سے فرصت پائین پہر تو
خاطر جمع ہو کر ملک رانی کر اسکے بعد لکہا کہ بادشاہ چار قسم کے ہین ایک وہ کہ اپنے ساتہہ بہی سخی ہو اور رعیت کے ساتہہ بہی
سخی دوسرے وہ کہ اپنے ساتہہ سخی ہو اور رعیت کے ساتہہ بخیل تیسرے وہ کہ رعیت کے ساتہہ سخی ہو اور اپنے ساتہہ بخیل
چوتہے وہ کہ دونون کے ساتہہ بخیل ہو قسم اول سب کے نزدیک محبوب ہے اور دوسری اور چوتہی قسم سب کے نزدیک
مذموم تیسری قسم مین اختلاف ہے حکماے ہند اوسکو محمود جانتے ہین اور حکماے فارس مذموم اور سخاوت اوسکو
کہتے ہین کہ بقدر حاجت مستحقون کو دیا جاے نہ زیادتی مین اسراف ہے اور کمی مین حق تلفی جو بادشاہ اپنے مقدور سے
زیادہ سخاوت کریگا اوسکے ملک مین بیشک فساد آئیگا خزانے خالی ہو جائین گے لشکر کمزور اور دشمن قوی اے
سکندر یاد رکہ مانے تجہسے کہا ہے اصل سخاوت یہہ ہے کہ لوگون کے مال مین طمع نکر اور یہہ بہی ایک قسم کی سخاوت ہے
کہ ظلم نکر اور لوگون کے پوشیدہ عیبون کو نہ ڈہونڈہ اور انعام و بخشش کر کے یاد نکر اور بڑا فضل و کرم یہہ ہے کہ نیکون کی
خدمت رکہہ اور آدمیون کے ساتہہ با خلاق پیش آ اور لوگون کے سلام کا جواب دے اور جاہلونکی خطا سے درگذر اے
سکندر سب تدبیرونکا مدار عقل پر ہے اور بڑا عاقل وہ ہے جو نیکنامی کو دوست رکہتا ہو کیونکہ سلطنت سے لذت و شہوت
غرض نہین ہے اے سکندر بادشاہونکو چاہیئے کہ بلند ہمت اور صاحب رای سلیم اور فصیح و شیرین زبان اور بلند
آواز ہون بات کم کرین سفلون کو خدمت و مصاحبت مین نرکہین اور دربار مین سلطنت کے لایق زینت
کرین جو سوداگر دور دور کے ملکون سے آئین اونپر لطف و کرم کرتے رہین کہ آمد و رفت زیادہ اور اطراف و
جوانب مین آوازہ نیکنامی بلند ہو ملک و سلطنت کی آبادی و رونق بڑہے اور ہیبت ایسی رہنا نہین کہ ہیبت و وقار

[illegible] ہوتا ہے اور [illegible] میں صنف [illegible] سلطنت [illegible]
[illegible] ہے [illegible] میں [illegible] مناسبت [illegible] ہے [illegible]
[illegible] مقدم میں [illegible] کی [illegible] کی [illegible]
[illegible] ایسا سلوک کرتا ہے [illegible] نیک [illegible] میں [illegible] سکتے [illegible]
ہے اور [illegible] اپنے [illegible] کیونکہ [illegible] کی صفت ہے [illegible]
[illegible] حقیقت [illegible] مجھکو [illegible] ہوتی ہے [illegible]
میں [illegible] کرتے ہیں [illegible] ہے [illegible]
[illegible] رہا ہے [illegible] کیا ہے اور [illegible] مشغول ہوا [illegible] مجھکو [illegible]
[illegible] کا [illegible] کیا ہے تمام [illegible] کرنے میں بیان [illegible]
[illegible] کیا [illegible] میں [illegible] ہے اور [illegible]
[illegible] سلطنت یونان [illegible] خراب ہوئی
[illegible] کا حکم فرمایا [illegible] میں [illegible] لوگوں [illegible]
[illegible] اور [illegible] بھی [illegible] سلطنت [illegible]
[illegible] پادشاہ [illegible] تحصیل علوم میں [illegible] زمانہ میں
[illegible] میں [illegible] کامل [illegible]
[illegible] کوئی [illegible] اور اپنی [illegible]
[illegible] پادشاہ [illegible] ہے اور میں ایک [illegible] کیا [illegible]
[illegible] میں [illegible] ایک [illegible]
[illegible] میں جو [illegible] ہو [illegible] کرتے [illegible] اللہ کی صفت ہے اور [illegible]
[illegible] اور [illegible] میں [illegible] کہا ہے کہ پادشاہ [illegible]
[illegible] اور پادشاہ عادل [illegible] شیخ ابوالفضل بن مبارک [illegible]
پادشاہ کا [illegible] دونوں سلطنت [illegible]
[illegible] اہل عالم [illegible] اور [illegible]
[illegible] اور [illegible] ہے اور [illegible]
[illegible] میں [illegible] ہے [illegible]

محال پس غذائے ناگوار طبعی سے جسطرح فساد بدن اور ہلاکت ظاہری متصور ہے اسیطرح غذائے ناگوار روحانی سے خرابی نفس ناطقہ اور مرگ معنوی پیدا ہوتی ہے اور نفس ناطقہ مردہ سے دین و دنیا کا کچھہ کام نہین ہو سکتا صاحب نصیب کو لازم ہے کہ امور دین و دنیا مین غرض کو شامل نکرے اور زراعکو صلاحیت پر قائم رکھے اور ہر دوست و دشمن سے سلوک کرے کہ رفاہ رعیت و معموری ولایت اسی مین ہے اور معاملات کی تحقیقات مین محض عقل پر اکتفا نکرے بلکہ مختلف وقتون مین تقریر جداگانہ سے دریافت کرے اور فراست و دوربینی سے اظہار حق مین کوشش بلیغ کرے اور ہمیشہ نیازمندی کے ساتھہ تہذیب اخلاق کا اہتمام بجالاوے اور خراب عادتونکی درستی مین نہایت عرق ریزی کرے اگر اسکو دوست نہ بنا سکے بہر صورت صلح کل اختیار کرے سینہ زندان کینہ نہ بنائے خود پسند نہو اپنی بات کی پچ نکرے اور بہت کسر نفسی بھی اچھی نہین حق بات خلوت مین کہے حق شناسی اپنا شیوہ کرے خوش طبعی کا دروازہ بند رکھے بیہودہ کام نکرے رات دن کے چوبیس گھنٹے معاملات دینی و دنیوی مین قسمت کرے ہر ہفتہ مین اول اپنے اعمال و احوال کا حساب لے کہ کتنے کام موافق رضاء الہی کے اور کتنے کام خلاف مرضی واقع ہوئے اونکا شکر کرے انکا عذر خوشامد حد سے زیادہ نکرے نہ کرے نہ سنے اور جو کسیسے کہے بہی تو اتنی تلخ و ترش کہنی چاہئے کہ بدلا ہو جائے

موئلف

خوشامد سے نہ شیرین زبانون کی ہی غافل ☼ یہہ شیرینی مین گویا زہر قاتل کو ملاتے ہین

ہر کام مین جسطرح عقل سے صلاح لیتا ہے اوسیطرح مردم دانا سے بہ عرض سے مصلحت کرے جب کوئی نیک کام ظہور مین آئے تو خود بینی و رعونت کو راہ نہ دے اور گوشہ نشینان آگاہ دل سے ہمت و وسیلہ طلب کرتا رہے حافظہ پر اعتماد نرکہے بلکہ قلم و کاغذ کو رازدار کرے لوگونکی درستی و تربیت کا اہتمام کرے ہر بات سے عبرت حاصل کرے مصاحبون اور خدمتگارون سے خبردار رہنا لازم ہے کہ تیرے بہروسے دوسرون پر ظلم نکرین جو شخص کہ سخن تلخ اور سچی بات کہے اوسکا عاشق رہو کہ ایسا آدمی نایاب ہے ☆فرد☆ نیکی ہمی خلاف آدم اند ☆ نیستند آدم غلاف آدم اند سخن چینکی باتون سے معلوم ہو اعتبار نکرے اور اونکو بیکار نکر دے بالکل مغلوب الغضب نہو جائے اور بدرجہ کمال حلیم و بردبار بہی نرہے

فرد

کند تحمل بسیار مرد را بے قدر ☼ کمان چو بیش کشیدن دہد کشادہ شود

ہنسنے کی عادت نڈالے بہت خندہ نکرے تکلیف کیوقت پریشان نہو اگر کسی طرح کا غم و اندوہ لاحق حال ہو تو کاروبار مین مصروف نہو بہت خلوت پسند نکرے اور کثرت مین بہی ہر دم نرہے طریقہ میانہ روی خوب ہے خدا جسکو عزت دے اوسکو عزیز رکہے فقرا و مساکین و ارباب حاجت کا مددگار رہے اور گناہ کے لائق سزا تجویز کرے بعضے کو صرف نگاہ تند کافی ہے بعضے کو زیر بند مارنے مفید نہین اور قسم کہانیکی عادت اختیار نکرے کہ بسبب

اپنے جھوٹ کی نسبت کافی ہے کسی بزرگ کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص کچھ بات کہے تو اوسے سنا کرو کیا
احتمال ہے اور جو تو کہے تو جھوٹ کا شک غالب ہوا اگر قسم کھائی تو دروغ کا یقین ہو گیا تو نہ قسم
ہر وقت سچ جھوٹ کی دلیل کرتی ہے دیکھ اپنی سخن کے لیے قسم ہے الوہم و بیشک توڑ کے نام سچے فرزندوں کو
نصیحت اونہیں نے کی ہو فرحت او کا ارادہ غرض سے اوسطے کہ جو وہ سرخرو نہ ہو سکے او کا ادراک تو
ریکھنا ہے گر جب تجھ ہی غرت ہوا تو بہت مشکل ہے دیکھا کام راست پر نہ ہو سکے کہ آج کا کام کل پر ادریس
کتابوں میں بہت معروف ہے کہ خرچ آمدنی سے کم کرے وعدے نہ بہے خوش خلقی اور کشادہ پیشانی سے بر
بسر کرے نظام الملک وزیر ملکشاہ نے جو مکتوب اپنے فرزند فخر الملک کو لکھا ہے سراسر پند و نصیحت
سے بھرا ہوا تھا او کا خلاصہ یہ ہے اے فرزند خوشحالی و کم آزاری کے ساتھ زندگی بسر کرنی چاہیے علم کی رو سے
راہ راست معلوم ہوتی ہے خاموشی سے عزت زیادہ ہوتی ہے والدین اور استاد او ر قبال کے تحسین زیادہ
نیکی کرنی لازم ہے اے فرزند چند اشعار یک دونوں جہان کی نیکیوں کا سرمایہ ہے اور شناخت حق
ہدایت کے ساتھ کہ بہشت تیرا ہے او رہے گا اور زوال اقبال سے آگاہ ہو کسی کی برائی
چاہیے ما لوگی وقت دوزیت خدا کی مقرر ہے سحر دم بیدار ہو کر اور ہر وقت پاکیزگی کتاب ہے او ستاد کا ادب کر
ملنا تاب اور رنج کا زیادہ کرنا ہے اور اختیار کر زہد ہیز ادر علما کی صحبت قبول کر علم و فضل حاصل کر
نوش کر جھوٹ بولنے کی نسبت سچ بولنے کی عادت رکھ جو شخص ہمیشہ سچ بولتا ہے اگر کسی وقت
سبب سے کبھی جھوٹ بولیگا تو اوسکو بھی لوگ سچ سمجھینگے شعر جھوٹ کہنے میں جو کہ ہو مشہور اوسکی سچ بات بھی
ہو منظور۔ وعدہ وفا کر اپنا دوست رکھ کہ ہر دل عزیز ہو گا اور سخن میں اور وہ ونگو او ملیسانہ او ر اوچھی
وضع کی مصاحبت گناہ کر کہ اوسکی ہمنشینی زہر قاتل ہے خدمتگار با ادب رکھ خوش اخلاق لوگوں سے دوستی
پیدا کر کسی کے ناموس کو نظر بد سے نہ دیکھ اور جو کوئی تجھے اسبات کی غیبت دلائے اوسکو دشمن جانی جان ہمدم
تازہ رہ او خوش خلق رہنا مناسب ہے کہ لوگ خدمت تیری لذات پر مائل ہو ظلم پر جرات نہ کر ماتحتوں کی بہوائی

مؤلف

| دعا کرتے ہیں مقبولان درگاہ خدا ہمدم | قبولیت کو کہ ہے جب استقبال آتی ہے |
|---|---|

انصاف دل رکھ نگر حسد اور کینہ دل میں نہ رکھ ہر وقت تکلف نگر رعیت کو آسودہ رکھ مظلوموں کی فریاد رسی ہمیشہ
اوکی دلداری کیواسطے مقرر کر اور اپنی ذات خاص سے انصاف پر مستعد ہو تاکہ اور لوگ ونکو بھی
اراوہ ہوا ہو دن عبادت کی تکلیف گزار او کو کوئی مشکل درپیش ہو سادت کر سکو پہچان او نام و لقب دو کو
یاد رکھ اور کشادہ پیشانی سے کلام کر کہ وہ تیری خدمت زیادہ کریں اور آدمی ہمیشہ احسان کرا وہ تعلیم بنا

اسکو پر ہونے میں یکساں حاصل ہوتی ہے اور ایک ادنیٰ بات میں بدنام ہو جاتا ہے خداوند توفیق نیک عنایت کرے
اگر صاحب ایسی ہزار باتیں سمجہا دوں کہ جسکے باعث شہزادہ بلند اقبال زمانہ کے نشیب و فراز سے بخوبی خبردار ہو گیا
عقل رسا طرفہ جولانی پیدا کی خیال دور دور پہونچنے لگا طبیعت نے ہر بات کی کنہ حقیقت تک رسائی کی راہ نکالی
اوسوقت فرمانروا روزگار نے فرمایا کہ اے خردپرور لطافت تقریر اور ظرافت بیان ایک عجیب چیز ہے جو کہ انسانکو
اپنے محصول پر درجہ موقعیت بہت جلد عنایت کرتی ہے اور کسی شخص کو رنج و غم یا فکر و تردد سے سروکار ہو تو
اوسکا دل خوش کرنیکے واسطے یہہ طریقہ بہت عمدہ ہے بشرطیکہ درجہ اعتدال کے ساتھہ رہے بزرگوں کی نصیحت ہے
کہ اپنے بڑے اور اپنے چھوٹے سے ظرافت و ہزل نہ کیجے مناسب نہیں اسلئے کہ بزرگ ناراض ہوتا ہے اور خرد
گستاخ لیکن برابر والے سے گاہ بہ گاہ مضائقہ نہیں مگر بار مناسبت کا لحاظ رہے اوسکا طریقہ ہم نہیں سمجہا سکتے
اسی پر قیاس کر لینا مناسب ہے **لطیفہ** ولایت غور کے رہنے والے اکثر احمق ہوتے ہیں ایکروز کوئی ظریف وہاں
جا پہونچا اوس شہر کے جانب شمال ایک کوہ بلند واقع ہے جسکی حرارت سے وہاں کی ہوا بہت گرم ہے اور لوگ
ہمیشہ مرض میں مبتلا رہتے ہیں مرد ظریف نے اونسے کہا کہ اگر ایکسال میری خدمت کرو اور مجھے عمدہ عمدہ
کہانے کہلاؤ تو برس پیچھے بعد میں اس پہاڑ کو اوٹھا کر دور پھینک دونگا غوری بہت خوش ہوئے اور اوسکی
کمال بہی ایک برس تک عمدہ لطیف و میوہ پاکیزہ اوسکو کہلاتے رہے جب وہ برس تمام ہوا اونسے ظریف سے کہا کہ
اب وعدہ پورا کر اوسنے کہا بہت اچہا اس شہر کے تمام باشندے میرے ساتھہ چلیں اور تماشا دیکہیں وہ سب
ملکر پر کوہ جا پہونچے مرد ظریف پہاڑ کے نیچے پشت خمیدہ کر کے کہڑا ہو رہا اور کہا کہ اب تم سب لوگ یکبارگی
زور کرکے اس پہاڑ کو میری پیٹھہ پر رکہدو پھر میں اسکو دور لیجا کر جہاں بتاؤ وہاں ٹپکدوں غوریوں نے
کہا کہ تو کچھہ دیوانہ ہوا ہے یہہ کام ہماری طاقت و مقدور سے باہر ہے اونسے جواب دیا کہ تم سب کے سب دیوانے ہو گئے ہو
بہلا ہزاروں آدمی جمع ہیں اور اس پہاڑ کو اوٹھا نہیں سکتے پھر میں اکیلا کسطرح اوٹھا لونگا اہل شہر یہہ بات سنکر
نہایت پشیمان ہوئے اور ظریف نے اپنا راستہ لیا **لطیفہ** کسی شخص کا ایک غلام تہا ہر روز پانی بہرتے بہرتے
تہک جاتا ایکدن شام کو آقا نے پوچہا کہ اے غلام تو اپنا حال اور میرا حال کیسا پاتا ہے اوسنے جواب دیا
کہ اس گہر میں سب سے زیادہ وہ شخص کمبخت ہیں ایک میں دوسرا تو مالک نے کہا اسکی دلیل کیا ہے اوسنے جواب دیا
کہ رات بہر تجہے اپنی معشوق کی فکر ہے اور دن بہر مجہے اسکے پانی کی مگر اسکو میرا تیرا کچہہ رنج نہیں اور بالکل
احسان نہیں مانتے بلکہ دونوں کو اپنا خدمتگار شمار کرتے ہیں صاحب نے کہا واللہ تو سچ کہتا ہے اور غلام کو آزاد
کر دیا **لطیفہ** ایک چور نے کسیکا جامہ چورایا اور بازار میں دلال کے حوالے کیا کہ اسکو فروخت کرے دوسرا
چور دلال کے پاس سے وہ کپڑا چورا لیگیا یہہ چور خالی ہاتہہ یار کے پاس آیا اونہوں نے پوچہا کہ وہ جامہ کس قیمت کو

فروخت کیا اوسنے جواب دیا کہ سب قیمت کو بیاہا لطیفہ ایک شخص بخیل تباہ سکنے کے بازار میں حاضر ہوا کہ
طبیب ایسا کمال فضیلت و ہمت رکھتا ہے کسکے نزدیک کوئی طبیب نہ آئی شہر کا ایک طبیب حاضر آراستہ معلوم
اگر ایک بری لباس پر تکلف سے پیراستہ ہو تو بہت عزت پاتا ہے اوسنے عرض کی کہ خوبان شہر میں مشہور ہو
اور ہونا کہ سبب عطار و نیکو ہونا ہے۔ بعد ایک مدت کی اوسے کو پسند آیا اور خدمت کر ان بخیل نے نقد عطا فرمایا
لطیفہ کسی تیمم نے اپنے خدمتگار کو شکوت و دیا گیا اور بہت دیر میں آیا ایک اوسپر غصہ ہوا اور کہا
کہ جس وقت میں تجھے ایک کام کو بھیجوں لازم ہے کہ جب کام سرانجام ہو تو جلد آجایا کر عرض کیا بہت خوب آئندہ
اب ہم سے کہا کہ کسی طبیب کو بلا وہ ملازم گیا اور چند شخصوں کو جھٹ پٹ اپنے ہمراہ لاکر حاضر کیا جسم صاحب
پوچھا کہ اتنے آدمی کسواسطے لائے ہیں کہا کہ اے خداوند حضور کی تیری نصیحت مجھے خوب یاد ہے تو نے فرمایا تھا
کہ جب ایک کام کا حکم دوں تو جلدی جلدی کئی کام کر لیا کر لہذا میں نے حکم کے موافق یہ فہرست جمیل ہم
نے کام کئے میں نے طبیب کو لایا کہ تیرا علاج کرے دوا ساز کو لایا کہ تجھے دوا بنا دے مطرب کو لایا کہ صحت ہو تو
سرود کرے غسال کو لایا کہ مر جائے تو تجھے غسل دے شاعر کو لایا کہ تیرا مرثیہ بنا کر تاریخ وفات کہے گورکن کو
لایا کہ تیری قبر تیار کرے اور مولوی کو لایا کہ تیرے جنازے کی نماز پڑھائے اور گور پر قرآن ختم کرے لطیفہ
ایک امیر دولتمند نے عین حیات میں اپنے واسطے مقبرہ بنوایا معمار نے ایک برس کے عرصہ میں تعمیر کر کے جب
تیار ہو چکا تو اوس امیر نے معمار سے اور شاہ سے پوچھا کہ اب اس عمارت میں اور کیا چاہئے اوسنے کہا صرف ایک
آپکا جسم شریف اور زیادہ کچھ نہیں لطیفہ ایک جوان عورت نے کسی بڈھیا کو خوبصورت دیکھ کر کہا کہ بڑی بی
یہ کمان کتنی قیمت میں فروخت کرتی ہو اوسنے ایک ٹھنڈی سانس بھر کر جواب دیا کہ بیٹی جب تو میری عمر
ہو جائیگی تو اوس وقت ایسی کمان تجھکو مفت مل جائیگی کچھ قیمت دینے کی حاجت نہ پڑیگی لطیفہ
دہقانوں کی ایک جماعت بادشاہ کے حضور میں کسی عامل ظالم کی فریاد لائی بادشاہ نے فرمایا کہ ملک میں اوسکے برابر کوئی
شخص عامل اور راستگو نہیں ہے [illegible] اوسکے تمام اعضا میں عدل انصاف بھرا ہے اون دہقانوں میں ایک ظریف بھی حاضر تھا اوسنے
جواب دیا کہ بادشاہ سلامت جب اوسکے تمام اعضا میں عدل و انصاف بھرا ہے تو ہر ایک عضو کا ایک ایک ٹکڑا ہر ایک جگہ بھیجئے کہ ملک عدل سے معمور
ہو جائے فقط یہ سنکر بادشاہ ہنسا اور عامل کو معزول کیا لطیفہ ایک ظریف کو کسی گناہ میں ماخوذ کر کے بادشاہ کے حضور میں
لائے ثبوت جرم کے بعد بادشاہ نے حکم صادر فرمایا کہ اسکی ناک میں سوراخ کرو ظریف نے کہا کہ واللہ میری
ناک میں دو سوراخ ہیں اور یہ بخوبی مجھے کفایت کرتے ہیں تیسرے سوراخ کی حاجت نہیں بادشاہ کو
بے اختیار ہنسی آئی اور اوسے چھوڑ دیا لطیفہ ایک شتر [illegible] اثنا راہ میں ایک شخص
کی پشت سے گرا اور حضرت کی گردن پر گر پڑا وہ تو خیریت سے رہا اور جو اوپر ہوا گرا اوسکو نہایت صدمہ ہو گیا

بستر پر پڑے رہے لوگ عیادت کیواسطے حاضر ہوے اور عرض کی کہ مولانا حال کیسا ہے فرمایا اتنے زیادہ
کیا ہوگا کہ گرے کوئی اور گردن ٹوٹے ہماری لطیفہ ایک غوری کا گدہا چور لے اوسکو جب خبر ہوئی
سجدۂ شکر ادا کیا لوگون نے کہا کہ اے غوری یہہ کیا سجدۂ شکر کا مقام ہے اوسنے جوا مدیکہ اسوقت اگر مین اوسپر
سوار ہوتا تو مجکو بہی چور لیجاتے خیر گدہا گیا تو جانے دو مین بچ رہا یہی غنیمت ہے عہد ایک بادشاہ نے
دشمن پر فتح پائی اور اوسے قید کر لیا پہر از راہِ عتاب فرمایا کہ اب تیرا کیا حال ہے اور حق مین کیا کرون او
جواب دیا کہ خدا جس چیز کو دوست رکہتا ہے وہ مغلوب ہے اور تو جس چیز کو دوست رکہ وہ مظفر ہے جبکہ حضرت
پروردگار نے وہ ظفر کہ جسکو تو دوست رکہتا ہے تجہے ارزانی فرمائی بس وہ عفو کہ لمو دوست رکہتا ہے
تو بجا لا کہ اوسکے شکر سے ادا ہو بادشاہ کو رحم آیا اور اوسکو رہا فرمایا لطیفہ شاہجہاں دشاہ کے زمانہ مین ایک
شخص مسمّیٰ ملا عبد الحکیم علامۂ عصر تہے ہمیشہ خلوت مین رہا کرتے ہر چند بادشاہ نے کئی بار طلب کیا مگر وہ کبہی تشریف لائے
لوگون نے عرض کی حضور یہہ شخص نہایت مغرور معلوم ہوتا ہے آپنے چند مرتبہ یاد فرمایا مگر وہ حاضر نہوا بادشاہ نے
کہا ہم خود اوسکی ملاقات کے واسطے چلتے مین دیکہین کہ فی الحقیقت متکبر ہے یا نہین تو حاضر نہونیکی کوئی دوسری
وجہ معلوم ہو غرض بادشاہ جب وہان گیا کیا دیکہتا ہے کہ آپ دیوار سے تکیہ لگائے پاؤن پہیلائے کتاب کے
مطالعہ مین مصروف ہین شاہجہان دو ساعت تک برابر بیٹہا رہا مگر وہ متوجہ نہوے یہہ خیال کیا بادشاہ نے
دل مین سوچا کہ اسکو بیشک بڑا غرور ہے پہر براہ طنز کہا کہ حضرت آپنے پاؤن کب سے پہیلائے ہین جواب دیا کہ جب سے
اہل دنیا کی جانب سے ہاتہہ کوتاہ کیا ہے پاؤن دراز کئے کیا خوب موقع پاتہہ آیا بادشاہ دل مین نہایت پشیمان ہوا اور
بالیقین سمجہہ گیا کہ یہہ صاحب فی الحقیقت صاحب فضل و کمال ہین۔ ملا عبد الحکیم یہہ کہ خرد پرور کی تعلیم و تربیت کو
اسطرح جب مہینے گذر گئے اور سر ورِ والاتے ہوشیار ہوے فرزانہ روزگار نے اے عزیز با تمیز تم اول بروز جلسے
کہ یک من علم را دہ من عقل باید + اس مثل پر ہر دم خیال رکہنا اور کبہی فراموش نہ ... ل کے روز امتحان ورتیب ہے
بادشاہ و بجاہ با ارکین سلطنت جو سوال کرین اوسکا جواب معقول بہت غور و تامل سے ادا کرنا جو جو تمہین یاد ہے
ہم اوسکا توقع بہی سکہا چکے مین ایسا نہو کہ عین وقت پر مطالب اور مقاصد وغیرہ بیان کرنے مین کوتاہی واقع ہو اور
تمنے آجتک تمہین جسقدر تعلیم کی ہے اوسکو ہمارے سامنے بہ تمام و کمال بیا یدوا اگر خوب یاد ہے تو ہم تحسین و
آفرین کرینگے اور جو کچہہ کسر رہگئی ہوگی تو وہ آج ہی نکل جائیگی شہزادہ نے دست بستہ عرض کی کہ اس کمترین کا
روزِ اول سے امتحان کی فکر ہر دم رہتی ہے اور جو کچہہ آپنے تعلیم فرمائی بمجلاً تو اب سن لیجئے اور مفصل
حضور شاہی مین گذارش کرونگا اوسوقت حاضرین دربار تحسین و آفرین ... ن تو اوسکا دل خوش اور ملکسارکی
قدر و منزلت زیادہ ہو یہہ کہکر اول سے آخر تک جو کچہہ پڑہا تہا فر ... سنا دیا اور کہا کہ اے بہترین ...

اگر بادشاہ کو بھی اسیطرح سنایا تو مطلق کارآمد نہین بلکہ جو سوال کیا جاے اوسکے جواب مین حسب گفتگو کا موقع ہو اہل
عربی صرف ہے اسواسطے کہ اگر وہ کوئی بات پوچھین اور مین عبارت پڑہنی شروع کروں تو بہت نازیبا ہے یہہ
بادشاہ فرماینگا کہ بغیر سمجھے طوطے کیطرح یاد کر لیا ہے حضرت کی ناراضمندی کا موجب ہوگا اہل محفل خندہ زنی
کرینگے اور کیونکر سمجھے کہ سوال دیگر جواب دیگر اگر حضرت کی توجہ باطن اور عنایت بے نہایت شامل حال ہے تو بہت
... کا بھی کل امتحان ہو جائیگا غرضکہ روزگار بہت خوش ہوا اور فرمایا فبہ و نعم مرحبا اے عندلیب خوش نغم
قائم کر دی زنیدہ سوا جس وقت روز دوم خسرو خاور نے سریر فلک چہارم پر جلوس فرمایا بادشاہ گیتی پناہ نے
دربار عام آراستہ کیا تمامی امراء کرام و حکمائے عظام حاضر ہوئے وزیر باتدبیر اپنے قرینہ سے ایستادہ تھے اسنے
مین سلطان والاشان وزیر اعظم کیطرف مخاطب ہوا اور ارشاد کیا کہ ای ستودہ سیر سن آج زمانہ روزگار کیجئے تعین اور ہماری
طرف سے بعد سلام شوق کے عرض کر کہ اگر مرضی مبارک ہو تو آپ تشریف آوری سے اہل دربار کو ممتاز و سرفراز فرماتے
اور خرد پرور کو بھی ہمراہ لاتے وزیر اعظم یہہ حکم سنتے ہی فوراً درگاہ خرد پرور مین جا پہونچا اور نیاز حاصل کرکے پیغام
شاہی سنایا فرزانہ روزگار نے کہا بہتر ہے اور اوسیوقت مع شہزادہ خرد پرور دربار بادشاہی مین تشریف لاتے

## امتحان اول

### مؤلف

| | |
|---|---|
| ہوئی مدت فراموشی کہاں تک | ہماری یاد سے کیوں بے خبر ہو |
| مین دس بار جاہے آزمالے | یہہ کیا اک امتحان مد نظر ہے |

جسدم فرزانہ روزگار بارگاہ سپہر یار مین داخل ہوا بادشاہ دوران پناہ کمال تعظیم و تکریم سے پیش آیا
شہزادہ خرد پرور آداب تمام سے آداب بجالایا فوراً ذکر بیان جواہر نگار موجود ہوئین اوستاد شاگرد
بیٹھے اول بادشاہ نے فرمایا کہ اے خرد پرور تم نے آجتک کیا کیا پڑہا ہے پہلے بیان کرو پھر تم ...
پڑہے ہوے ہین کچھ سوال کرین شہزادہ نے عرض کی کہ جناب عالی فدوی نے بحث حروف تہجی
اور ضرب الامثل اور پند حکما اور لطایف کلام وغیرہ سے فرصت حاصل کی مگر اب حضور کی خاطر اقدس مین
جو مضمون ہوگا جو سوال گذرے بلا تامل ارشاد کرین اور ہرگز یہہ خیال نفرمائین کہ اس ہیچمدان کے دایرہ حیثیت سے
خارج ہے بندہ حتی الوسع اپنی فہم ناقص کے موافق اوسکا جواب دیگا عقل مجسم یہہ تقریر سنکر حیران رہ گیا
اہل دربار کو نہایت تعجب ہوا کہ آج پہلا ہی امتحان ہے مگر شہزادہ کی جولانی گفتگو اور شوخی تقریر یہہ بات بخوبی
ثابت کر رہی ہے کہ وجہ تکمیل حاصل ہو چکا الحاصل بادشاہ نے فرمایا کہ قرینہ قیاس سے ایسا پایا جاتا ہے کہ ابد

اسی عرصۂ قلیل مین کتب درسیہ عبور کی نوبت گذر گئی شہزادہ نے کہا کہ جنابعالی کتب کا طریقہ تعلیم و تعلم
جداگانہ ہے اگرچہ متقدمین کا زمانہ گذر گیا اب فی زمانہ علم کا مدار کتاب پر ہے اور ظاہر ہے کہ عموماً کتابون کی دو قسمین
ہین ایک درسی اور دوسری غیر درسی درسی اون کتابون سے عبارت ہے جو کسی وقت مین درجہ معین تک استاد سے
پڑھنے کیواسطے ایک گروہ کی رائے سے خاص ہون اور غیر درسی اون کتابون سے جو ان قیدون سے آزاد ہین
مگر یہہ امر مسلم ہے کہ صرف درسیہ کے عبور سے تکمیل حاصل نہین ہوسکتی بلکہ اوس سے یہی غرض ہے کہ طالب کو حل مطالب کی
استعداد پیدا ہو اور عموماً کتاب بینی سے تکمیل حاصل کرے اسواسطے کہ علم دریا ناپیداکنار ہے اور عمر بہت قلیل علاوہ
ازین کتب درسیہ بہت کم مین طبائع مختلف اور تالیفات و تصنیفات کثیر اور ہر زمانہ مین درسیہ کے انتخاب مین تغیر و
تبدل واقع ہوتا ہے اور ہمیشہ مختلف ممالک مین مختلف درس جاری رہتے ہین پس یہہ تغیرات و اختلافات
صاف ناطق ہین کہ درسیہ کے انتخاب مین کتابون کا انحصار دشوار ہے اور جب یہہ امر ثابت ہوا تو کثیرین کا قول
صادق آگیا کہ صرف درسیہ کے عبور سے تکمیل نا ممکن ہے اور اسحالت مین کتاب بینی کی ضرورت معلوم ہوتی ہے
واقع مین کتاب بینی ایسی چیز ہے کہ انسان کے دماغ کو روشن عقل کو جلا دلکو آمید کردیتی ہے اگر کسی شخص کو ایسی
دوا کی تلاش ہو کہ گھر بیٹھے ہفت اقلیم کی سیر کیا کرے اور زمین و آسمان کے قلابے ملایا کرے اور اگلے پچھلے حالات
دیکھا کرے تو کوئی حکیم یہہ کہہ نہین سکتا کہ سوائے کتاب بینی کے اسکے لئے دوسرا نسخہ بہی ہے سابق مین اگرچہ
مصنفین و مولفین زیادہ گذرے مگر عام لوگون کو کتابین بہت کم میسر ہوتی تہین اب چھاپہ نے ایسی راہ نکالدی ہے
کہ ہر قسم کی کمیاب و نایاب کتابین دیکھنے مین آتی ہین مگر ناظرین کے دلون پر ہردم یہی قلق رہتا ہے کہ اجل سر پر
کھڑی ہے فرصت کو بقا نہین وقت کا قیام غیر ممکن ہے اور موت کا کچھہ علاج نہین + فرد + غالب تہے گھڑیال
یہہ دیتا ہے منادی + گردون نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹادی + اوسدم ایک حکیم دانا نے کہ دربار شاہی مین حاضر تہا
خرد پرور کیطرف متوجہ ہوکر کہا کہ شہزادہ عالم کی عمر دراز ہو اگر بار خاطر نگذرے تو مین بہی ایک سوال دریافت کرون
شہزادہ نے جواب دیا کہ خاص کچھہ تمہین پر منحصر نہین بلکہ ہر شخص کو اجازت ہے کہ جسکو میری تقریر سے جائے گفتگو ہو بیباک
مایوس نرہے اگر تمہین کچھہ تحقیق کرنا ہے تو بسم اللہ اوس حکیم دانا نے کہا کہ مطالعہ کتب سے کیا منافع متصور ہین
اور عقل کیونکر ترقی حاصل کرتی ہے اور آخر کار اسکا نتیجہ کیا پیدا ہوتا ہے شہزادہ خرد پرور اوسپر مخاطب ہوا اور کہا کہ
اے حکیم فہیم اسکی کیفیت مجہسے سن لے تعلیم ضروری کار روائی کے لائق بہت جلد آسکتی ہے اور اپنی زبانکا لکھنا
پڑھنا تو کچھہ دشوار نہین اطفال خردسال ایک برس مین بخوبی حاصل کرسکتے ہین علم چاہتے اور مع حواس
جبکہ ایک برس کی تعلیم مین اپنی زبانکا لکھنا پڑھنا آگیا تو اوقات عزیز کو علوم مفیدہ کی تحصیل مین صرف کرنا چاہئے لیکن
ہر قوم کو لازم ہے کہ تمام علوم کو اپنی زبان مین ترجمہ کرے جسطرح انگریزون نے بکمال کوشش تمام زبانون کے علوم ترجمہ کرکے

اپنی زبان میں ہیہ ہے اور جو اکثر کتابیں اہلِ مقصد سے گمراہ کر دیتی ہیں اور بالعوض فائدے کے نقصان حاصل ہوتا ہے
اسکا سبب یہہ ہے کہ یا تو وہ کتابیں خود حقیقت حال نہیں سکہا سکتیں یا سیکہنے والا کتابیں خوب اور عالم مرغوب بہم
نہیں پہونچاتا بہر حال ضرور ہے کہ کتبِ مفیدہ کی سیر کریں اور علومِ بہبودیِ خلائق کی تحصیل میں سنر دو
ورنہ جیسا طریقۂ تعلیم ایک مدت سے عوام الناس میں جاری ہے اگر اسیطرح قیامت تک جاری رہیگا تو کچھ
حصول نہوگا اور حکمائے یونان و انگلستان کا حال اور اونکی ایجادوں کا بیان اور اونکی تصنیفات کا
مضمون مطالعہ کرنے اور اپنی عقل پر زور دینے سے ترقیِ عقل حاصل ہوتی ہے اور یہہ بات تو آج کل تمام
دنیا کے لوگ جانتے ہیں کہ اسوقت ملکی ترقی اور تعلیم و تربیت وغیرہ میں انگلستان کے مقابل کوئی ملک نہیں
بلکہ تمام دنیا کی ترقی اور ترغیب تعلیم و تربیت کے وقت انگلستان ہی کی نظیر پیش کیجاتی ہے اور اوسکی
علمی روشنی کی چمک اور عقلی نور کا پرتو ایک عالم میں پہیل رہا ہے اور ہمارے ملک ولایت کا ایک نہایت لائق و فائق
حکیم فہیم کہ سررشتۂ تعلیم انگلستان جسکی ذات گرامی سے متعلق ہو اور ایسے شایستہ و تربیت یافتہ ملک میں
اوسکی رائے عالی سے ترقی تعلیم کی نگرانی کا کام لیا جاتا ہے اور جسکے کلام واجب التسلیم کو بڑے بڑے خوش قدم
لوگ کمال درجہ قابل اعتبار سمجھیں جس صورت میں اوسکا یہہ قول ہو تو غیر ملکوں کے باشندے کہ جو
خوابِ غفلت سے مست و مدہوش ہیں اونکا احوال کسقدر قابل عبرت ہے **وہ قول یہہ ہے** کہ مین
انگلستان کی جہالت سے نہایت سخت لڑائی لڑ رہا ہوں اور اس دشمنِ سخت سے از بس خایف و ترسان ہوں
اور جسقدر اوسکی طاقت کا حال مجکو معلوم ہوتا جاتا ہے اوسیقدر اوسکا خیال کرتا ہوں ملک کی جہالت
درحقیقت ایک نہایت خوفناک اور ایسا زبردست دشمن ہے کہ جسسے سلطنت اور رعایا دونونکو خطر عظیم
پس جہانتک ہمکو اوسکی شکست دینے کے سامان دستیاب ہوسکین فراہم کرکے اوسکا مقابلہ کریں
ہمکو ابہی تک اس دشمنِ جان کے مقابلہ میں ہرگز چین نہین اور ابہی بہت کچھہ کرنا باقی ہے پس مقام غور ہے
کہ ایسا مستعد اور ہوشیار شخص جہالتِ انگلستان کے مقابلہ میں فتحیاب ہونا نہایت مشکل کام خیال کرتا ہے
اور باوجود اس بات کے کہ انگلستان کے باشندوں نے جہالت کی جڑ کاٹ دی ہے اور اس دشمنِ سخت کی کمر توڑ دی ہے
مگر پہر بہی وہ جہالت کی اس شکستہ اور نہایت ضعیف حالت کو ایک خطرناک اور قومی دشمن سمجھکر نہایت
انصاف اور کمال انسانیت سے اوسکی برائی دفع کرنے مین کوشش کرتے ہیں اور ہر چند کہ بہت کچھہ فتح
پاچکے ہیں مگر اپنی فتحمندی کا مطلق دعوی نہیں کرتے اسصورت مین وہ ملک نہایت قابل افسوس ہے
کہ جہاں ابتک ترقی تعلیم کیا معنی بلکہ آغازِ تعلیم بہی جیسا کہ چاہیئے ویسا نہیں ہے اور زعم باطل سے اسقدر
پہیر لیا ہے کہ گویا ہمین سب کچھہ آتا ہے اور ہم اعلے درجہ کے ترقی یافتہ ہیں مگر اسطرف ذرا بہی توجہ

مصروف نہین کرتے اور جہالت کو اپنا یارِ غار اور مونسِ غمگسار تصور کرتے ہین فرد ؎ بعد مردن وگدا اگر
ہمسے جہالت ہو تو ہو ۞ عقلِ بیت ہی ہمارا اصلِ صحت ہو تو ہو ۞ اِسسے صاف ظاہر ہے کہ جب اُونکہین اوس
جہالت کا قانون چلیگا تو اوس ملک کو اپنا دارالسلطنت قرار دیگی اور جاہل قوم کہ جسکو جہالت کی رعیت تصور کرنا چاہیے
کبھی اپنے آقا کی خیرخواہی سے انحراف نکریگی اس عالم مین اوس ملک کے بادشاہِ وقت پر فرض ہے کہ اوسکو اپنا
غنیم تصور کرکے برسرِ جنگ آمادہ ہو اور اس دشمن کو حتی المقدور زندہ نچہوڑے ورنہ بقولِ سعدی شیرازی مرد بادشاہ
را تعلیم نکنند ۞ اسکے عہدِ سلطنت پر خواہی نخواہی زوال آجائیگا اور یہہ دشمنِ قوی کہ جو بروم و برلطفہ ابی کہاتین ہے
تختِ فرمانروائی کو غصب اور تمام ملک کو زیر و بالا کردیگا اس نظر سے بادشاہ و وزیر واجب ہے کہ اپنے ملک کی حمایت اور
طرفداری مین سعی کوتاہی نکرکے دوست اور دشمن مین اوکی تمیز پیدا کرین اور اس دشمن سے مقابلہ کرنیکے لئے علم ہر کے
ہتہیارون سے زیادہ بہتر نہایت کار دوسرا سامان نہین مگر صرف تعلیم و تعلم پر اکتفا نکرکے ریاضت و طاقت سے بھی مقابلہ
پیش آئین اسلئے کہ قوائے باطن کی ریاضت سے عقل درجۂ اعلیٰ پر پہونچتی ہے اور اعضائے جسمانی کی مشقت سے جسم کو
قوت اور ترقی نصیب ہوتی ہے پس جسقدر کہ جسم تندرست ہوگا اوسقدر عقل بھی سلیم ہوگی اِسسے بخوبی ثابت
ہوگیا کہ ریاضتِ جسمانی بھی اکتسابِ علوم کے ساتہہ لازم و ملزوم ہے جبتک کہ انسان کو علم حاصل نہیں ہوتا اندہوں کی
جماعت مین شمار کیا جاتا ہے پس جسکو تہوڑی سی بھی عقل ہوگی وہ کبھی پسند نکریگا کہ سب لوگ عجیب و غریب
تماشے ملاحظہ کرین اور وہ آنکھین بند کئے بیٹہا رہے بلکہ یہان وہی مثل صادق ہوگی کہ اندہا مانگے دو آنکھین ۞
مگر جو کور مادر زاد ہین اونکو معذور رکہنا چاہیے لیکن علم وہ کحل الجواہر بینائی ہے کہ چشمِ بصیرت مین لگاتا گویا کہ
ازل سے ابد تک کی حقیقت آنکھوں سے دیکھہ لینی ہے اور نتیجہ اوسکا یہہ انتہا یعنی اوسکی کیفیت اور اپنے وجود
و عدم کی ماہیت اور اپنا باعثِ تولید کہ ہم دنیا مین کسواسطے پیدا ہوئے اور کہانسے آئے ہین کدہر جائینگے بخوبی
ظاہر ہوجاتا ہے جسکو یہہ بات معلوم نہوا اوسکا وجود و عدم برابر ہے جسطرح حیواناتِ بے تمیز دنیا کی سیر دیکھکر
چلے گئے اور یہہ نسمجھے کہ ہم کیا چیز ہین اور دنیا کیا شے ہے وہ گویا ایک پتھر سے بھی زیادہ ناچیز اور بے حقیقت ہین

فرد

در بہاران زاد و مرگش در دے است  پشہ کے داند کہ این باغ از کے است

اسی اثنا مین ایک اور عالمِ دانشمند نے سوال کیا کہ اے دُرۃ التاجِ سلطنت و اے قرۃ العینِ خلافت
آپنے جو کچہہ زبانِ مبارک سے فرمایا بہت درست ہے اسمین کسیکو جائے دم زدن نہین مگر یہہ فرمائیے کہ عقل کسکو کہتے ہین
اور وقت پر اسکو کسطرح کام مین لانا چاہیے شہزادہ نے کہا عقل وہ جوہرِ لطیف ہے کہ منزلِ مقصد تک لیجانے کیلئے اس سے بہتر
کوئی رہنما نہین مل سکتا اور عقل وہ جوہرِ لطیف ہے کہ جسکے سبب انسانکو اشرف المخلوقات کا لقب عطا ہوا

اور عقل وہ جوہر لطیف ہے کہ جسکے سبب سے زمین و آسمانکا حال دریافت ہوسکتا ہے اور عقل وہ
لا انسان جسکے باعث اپنی موت و حیات کا انتظام بخوبی کرسکتا ہے اور عقل وہ جوہر لطیف ہے کہ جسم کی زندگا
روح پر منحصر ہے اور بقاء روحانی اسکے وسیلے سے قائم رہ سکتی ہے اور عقل وہ جوہر لطیف ہے جسکو اصل
ل جوہر ہونیکا قرار دینا چاہیے اے مرد دانشمند عقل انسانی اگرچہ ایک جوہر فرد ہے مگر اختلاف ظہور کے اعتبار سے
دو قسم پر منقسم ہے قسم اول عقل معاد قسم دوم عقل معاش پس عقل معاد وہ ہے کہ مرجانیکے بعد اسکا ثمرہ حاصل ہو
اور عقل معاش وہ ہے کہ جو حین حیات اس دنیا مین کام آوے ان دونونکا مرکب نتیجہ یہ ہے کہ انسان اپنی اور
زندگی کا پابند ہے اور دنیا کو اپنا مدرسہ تعلیم خیال کرکے معلم عقل سے قیاس اور تجربہ کا وہ درس لینا لازم ہے کہ جو
زندگی اور مرگ دونون حالتمین نہایت مرتبہ کارآمد اور کمال درجہ مفید ہو موقوف ہے وہ بات کیجے کہ آرام ملے گا
دو روزکی زندگی کا ہمین اعتبار کچھ نہ گر ایسے لوگ بہت کم ہین جو اپنی زندگی کے طور طریقے اور اوا اور
ان جوانکو اپنی عمر کے ایک حصہ مین کرنے چاہئین واقف ہون حیف تو یہہ ہے کہ ہم لوگ ہر روز دیکھتے ہین
کہ صبح ہوتی ہے اور پھر وقت گذرتے گذرتے شام ہوجاتی ہے اور اسیطرح زمانہ گذرتا چلا جاتا ہے مگر اس انقلاب سے
ابھی کہ جسکے ملاحظہ سے سراسر ناپایداری اور بے ثباتی ہماری زندگانی کی نمایان ہے ہماری آنکھون کا پردہ نہیں
اٹھتا بلکہ ہم لوگونکے دلونمین یہہ بات سمائی ہوئی ہے کہ ہمکو اپنی زندگی مین بہت تھوڑے سے کام کرنے ہین
کھانا پانی پینا اور پاؤن پھیلاکر سونا اس کوتہ اندیشی کا نتیجہ آخرکار یہہ ہے کہ ہم لوگونکو یہہ بھی اچھی طرح میسر نہین ہوتا
جانورون وغیرہ کیطرح جنگل ناپتے اور خاک چھانتے پھرتے ہین فرد اب خاک مین ڈھیر ہوگیا اس خرابے مین تو
پہلے تو ہم بھی مالک بہت سی اوڑھا چکے ہو اللہ تعالے نے اپنی قدرت کاملہ سے دو عمدہ جوہر ایک شہوت
دوم عقل انسان کی ذات مین پیدا کئے ہین اور ان دونون کی ترکیب سے خمیر اس طرفہ معجون کا بنایا ہے اسی لئے
فرشتون سے کہ جنکو شہوت سے محروم اور جانورون سے کہ جنکو عقل سے بے بہرہ پیدا کیا انسان کی خلقت اکمل
و افضل ہے اگر آدمی عقل کو شہوت کا تابع کرے اور حیوانات کیطرح حلیہ عقل و دانش سے معرا ہوکر شہوت پرستی
اختیار کرے جانور سے بدتر اور گدہے سے بڑھکر ہے اور جو شہوت کو عقل کا فرمانبردار بناتے اور نفس ناطقہ کی
تکمیل او محاسن اخلاق اور خوبیون اور نیکیون کے حاصل کرنے مین کوشش بلیغ کرے پس فرشتونمین مل گیا دنیا مین
اسکو ہر طرح کی تمکین حاصل اور عقبی مین ہمیشہ کے لئے نجات ہے اس بات سے معلوم ہوا کہ نفس ناطقہ کی تکمیل اور
روشنائی علم حاصل کرکے تاریکی جہالت کو دور کرنا آدمی پر بڑا بھاری فرض ہے کیونکہ بدون حصول علم کے
انسانیت نصیب ہونی محکن اور بغیر دور کرنے تاریکی جہالت کے آدمیت حاصل کرنی دشوار بلکہ محال ہے
اقبال دولت سلطنت اور جملہ مراتب و درجہ علے تابع علم کے ہین جس قوم کو علم حاصل ہوا اوسکے اقبال کا ستارہ چمکا

دیکھو ہر قوم اپنے تکمیلِ علوم پر نازان ہے چنانچہ یونان والے اپنے علم پر فخر کرتے ہین کہ سب سے پہلے ہمنے علم کی بدولت
ہفت اقلیم کو زیرنگین کیا ہندوستان والے کہتے ہین کہ ہمارا علم سب سے قدیم ہے چنانچہ صحیفہ بہار کسی زمانہ مین تمام
دنیا کے علوم و فنون کا مخزن تھا عرب والے اقرار کرتے ہین کہ علم کے ذریعے سے فتوحات کے وسیع میدانون مین پہلے
ہمارا جھنڈا سر بلند ہوا مصر والے دعوی کرتے ہین کہ ہمنے یونانیون سے پہلے علوم و فنون کی مددگاری سے ہرطرح کی
کامیابی حاصل کی اور ہر قوم کے پاس اپنی وجہِ ثبوت کی ہزارہا دلیلین موجود ہین اتنے مین اور ایک شخص نے عرض کی
کہ اے شہزادہ بلند اقبال ان دونون عقلونکا جداگانہ بیان فرمایئے کہ عوام الناس بھی استفادہ حاصل کرین
شہزادہ نے کہا کہ عقلِ معاد کی یہہ حقیقت ہے کہ اوسکے ذریعے سے انسان اپنے معبودِ حقیقی کی شناخت
مین کمال حاصل کر لیتا ہے اور ریاضت و عبادت اور زہد و تقوی اور دینداری و پرہیزگاری کا پابند ہو جاتا ہے
دنیا کی طرف اصلا راغب نہین ہوتا اگرچہ ہر چیز کی صنعت و قدرت کاری صناعِ حقیقی کی ذاتِ والاصفات کا تجلی
اثبات کر رہی ہے مگر انسان کو تزکیہ نفس و تصفیہ قلب سے وہ درجہ حاصل ہو جاتا ہے کہ ہر دم جمالِ معشوق کا نظارہ
دیدۂ دل کے پیشِ نظر رہتا ہے اور موحدِ خدا پرست کے لقب سے ملقب ہوتا ہے جسمین یہہ عقل نہین ہوتی وہ نصف
انسان نصف خر ہے مثلاً فرض کرو کہ دو شخصون مین ایک خدا کو مانتا ہے اور دوسرا منکر ہے پس جو شخص خدا کا
قائل ہوگا وہ بہر صورت بہتر رہیگا اس دلیل سے کہ اگر بعد مرگ خدا سے سروکار نہوا تو اسکا کچھہ نقصان نہین اور اگر
اگر خدا کوئی چیز ہے تو مرجانیکے بعد روحِ منکر کو عذابِ دائمی ہے اور دوسرا کوئی بچانیوالا زبردست نہین جو اوسوقت
کام آئے خدا پرست ہے کہ نہ تو دور تسلسل اوسکو نقصان پہونچا سکتا ہے نہ تناسخ مشرکی اوسکی رو بندگی مین خلل پیدا
کر سکتی ہے اتنے مین ایک اور شخص بولا اگر خدا نہو تو خدا پرست نے خوفِ بیفائدہ و امیدِ موہوم مین اپنی زندگی
برباد کی اور کل کے وعدون پر اپنی لذتون سے بھی محروم رہا شہزادہ نے جوابدیا کہ جو شخص لذتِ دنیاوی پر فریفتہ
اوسکو پورا اگر باقرار دینا چاہئے کہ وہ عقلِ معاش سے بھی بے بہرہ ہے جسکے تجربہ سے دنیا کی نعمتون کا بے بقا
ہونا اور گردشِ روزگار کا انقلاب بوجہ احسن ثابت ہو جاتا ہے یعنی نعمتِ دنیاوی پائدار نہین اور ناپائدار چیزون کو
ہرگز کوئی عقلمند پسند نکریگا بلکہ ہمیشہ راحتِ دائمی کی طلب مین ہمہ تن مصروف و سرگرم رہیگا ۔

**فرد**

ملنے نہ ملنے کا تو وہ مختار آپ ہے ❁ پر چاہیے کہ تجھکو لگ و دو لگی رہے

جب اسکے جواب سے فارغ ہوا پھر سائل اول کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ اے مردِ دانشمند تمام عالم مین مخلوق نے
ایک ہزار مذہب کے قریب شمار کئے اور اونکے ماتحت فرقے بیشمار ہین لیکن عموماً مذاہبِ معقول و منقول کی تفریق
بطورِ کلیات اسطرح خیال کیگئی ہے کہ مذاہبِ معقول مین چھہ گروہ ہین اول سوفسطائیہ اس مذہب والے

جملہ موجوداتِ عالم کو خیالی جانتے ہین اور وجودِ محسوسات و معقولات کے قائل نہین دوم
اعتقاد یہہ ہے کہ جو شے محسوس ہوتی ہے وہ موجود ہے سوائے اُسکے غیر محسوس کوئی شے وجود نہین رکھتی انسان
مثل نباتات کے پیدا ہوتے ہین اور خشک ہو جاتے ہین قدیم سے اسی وضع پر موجوداتِ عالم کی نشا ہوتی ہو
اسکی انتہا ہرگز نہوگی اور سوا اس عالم کے کوئی دوسرا عالم نہین ہے اکثر انمین سے عناصر کی پرستش کرتے ہین وہ
واجب الوجود کو نہین مانتے سوم فلاسفہ وہ بہ اس مذہب کے معتقد سوا محسوسات کے عالم معقول کا بھی
تصور کرتے ہین اور کہتے ہین کہ سوائے عقل کے انسان کو کسی نوعِ بشر کے ذریعے کی احتیاج نہو
مقصد اونکا یہہ ہے کہ عقلی دلائل پر کاربند ہونا چاہیے یہی وسیلہ نجاتِ روحانی ہے معقول کی
رہ افلاطون یا بیسویون کے اقوال جہانتک معقول ہین اونکے ماننے مین کچھ مضائقہ نہین چہارم فلاسفہ
یہہ لوگ باوجود اثباتِ عالمِ محسوس و معقول کے انبیا پر بھی ایمان رکھتے ہین اسواسطے کہ انبیائے عظم
اور بہبودی مخلوقات کے لیے شریعت وضع کی اونکو علمِ نظامی حاصل خواہ حاصل ہے اثباتِ احکام واسطے
حلال و حرام بیان کرنیکے واسطے تائید من جانب اللہ ہوتی اور عالمِ ارواح و ملائک و عرش و کرسی و لوح و قلم
وغیرہ کا جو احوال اونہون نے بیان کیا وہ سب امورِ معقول ہین کہ عوام الناس کے سمجھانیکو اونکی خیالی اور جسمی
صورتین بیان کرتے ہین اسیطرح قیامت و بہشت و حور و قصور و نہر و میوجات وغیرہ کا بیان تالیفِ قلوب
و رغبت کے لیے کہ اکثر عوام کی طبیعت لذتون کی طرف مائل ہے لہذا اس ترغیب سے وہ نیک عمل کرین
اور فعلِ بد کے تارک ہون علیٰ ہذا القیاس دوزخ و حساب و کتاب و منکر نکیر و کراماً کاتبین و عذاب وغیرہ کا بیان
خوف و ہیبت کے واسطے پنجم صابیہ یہہ لوگ محسوس و معقول اور احکامِ عقلیہ کے قائل ہین مگر شریعتِ انبیا
معتقد نہین ششم براہمہ یہہ فرقہ محسوسات و معقولات اور احکامِ عقلی اہلِ دین کو مانتا ہے اور اس
کہتے ہین کہ شریعتِ انبیا نقلی چاہیے جو نبی آتا ہے وہ نبیِ اول کا مخالف نہین ہوتا اور خودپسندی کی شرع
معتبر نہین ہے یہی چہہ مذہب معقول کہلاتے ہین اور وہ لوگ جو کہ شریعتِ نقلی کے قائل ہین مذاہب منقول
پابند شمار کیے جاتے ہین جیسے اونکے بعضے اقوالِ شرعی بظاہر دلائلِ عقلی کے مخالف معلوم ہوتے ہین
پانچ گروہ پر منقسم ہین اول ہنود دوم یہودی سوم مجوسی چہارم نصاریٰ پنجم مسلمان یہہ پانچون فرقے اس
بات کا دعوے کرتے ہین کہ ہماری شریعت خاص حضرتِ واجب الوجود کی ہدایت سے برحق ہے یعنی
آسمانی کے موافق سب احکامِ شرعی عقلی و نقلی کو تصور کرتے ہین ہنود برہما کے چار وید کو یہود موسیٰ کے
عہد عتیق یعنے توریت کو مجوس زردشت کی ژند یعنے اصولِ آتش پرستی کی تحریر کو نصاریٰ عہد جدید یعنے
عیسیٰ مسیح کی انجیل کو اور مسلمان محمد عربی کے قرآنِ شریف کو اپنا دین و ایمان اور آسمانی کتاب

لیکن جبکہ منقولات مین سے کسی مذہب کو بنظرِ غور دیکھتے ہین تو وہ مطلقاً معتقدِ منقولات نہین ہین اونمین سے بھی بعضے باوجودیکہ وہ یا مسلمان یا عیسائی وغیرہ ہونگے کسی نہ کسی ایک معقول طریقہ کا معتقد رہتے ہین ہرچند ظاہر مین مذاہبِ منقول کے شامل رہین اور یہی سبب ہے کہ بہت سے فرقے ملحدہ ایک ہی مذہب مین پائے جا سکتے ہین اور سلسلہ اونکا ہر قوم مین موجود ہے مثلاً طبیعیہ مذہب والے یعنے محض عناصر کے معتقد اور واجب الوجود کے منکر ہر ایک مذہب مین موجود ہین مگر پابندِ شریعت اونکو بدمذہب اور بے ایمان کہتے ہین

## مؤلف

| | |
|---|---|
| بھولی نظر کسی کی نہ اوسکے جمال پر | حیرت دہ چشم کھل رہا ہے خیال پر |
| ہم ممکن الوجود کے قائل ہیں اے نظام | ہے آفرین ہمارے خیالِ محال پر |

اے مردِ دانشمند عقلِ معاد کا حال معلوم کیا تونے اب عقلِ معاش کا بیان سن کہ دنیا مین ظاہرا دو قسم آدمی ہین ایک وہ کہ جو ذاتی محنت و مشقت سے زر و مال حاصل کرتے ہین دوسرے وہ کہ جو اپنے زرِ حاصلہ کو واہیات مین کھودیتے ہین جو لوگ سست اور کوتہ اندیش ہین کبھی دنیا مین اپنی ترقی نہین کر سکتے محنت و کفایت شعاری اور اعتدالِ مزاج و دیانت داری سے کم رتبے کے لوگ اچھے بڑے مرتبے پر ترقی حاصل کر سکتے ہین اور انسان کے عقلِ معاش کی کسوٹی یہی ہے کہ وہ دولت و مال کو کسطرح سے حاصل کر کے جمع کرتا ہے اور کس طور پر اوسکو استعمال اور کام مین لاتا ہے اگرچہ بیشک و شبہ دولتِ دنیا اور مال و اسباب کو انسان کی زندگی کا ثمرہ اور حیاتِ بے بدل کا اصلِ مقصود خیال نکرنا چاہئے لیکن اوسکو نفرت سے ترک کرنا اور ایک قلم ہاتھ سے کھونا بھی مناسب نہین اسواسطے کہ دولت و حشمت اور مال و مکنت انسان کے آرامِ جسمانی اور بہبودیِ اجتماع کا ایک نیک ذریعہ ہے حقیقت مین انسان کی اکثر عمدہ خصلتین زر کے استعمالِ مناسب سے متعلق ہین مثلاً فیاضی و انصاف اور منفعتِ غیر کو اپنی مصلحت پر مقدم رکھنا اور امانت و دیانت وغیرہ اور اوسکے مقابل مین بری خصلتین بھی اسی دولت کے باعث پیدا ہوتی ہین مثلاً طمع و فریب و ظلم و خودغرضی وغیرہ اور زر کی واجبی تحصیل کا طریق اور استعمال کا حق ادا کرنا کمالِ عقلِ معاش کا جوہر دکھاتا ہے یعنی دولت حاصل کرنے اور خرچ مین لانے اور لین دین اور قرض و وصیت مین حدِ اعتدال کو ملحوظ رکھنا ہوشیاری و احتیاط کو ظہور مین لاتا ہے ہر انسان کو لازم ہے کہ آسایشِ دنیوی کے حاصل کرنے مین واجبی طور سے کوشش کرے کیونکہ اسی سے وہ صحتِ جسمانی اور آسایشِ بدنی میسر آتی ہے جو انسان کی ترقیِ عقل و کمال کیلئے ضروری ہے ہر شخص دولت سے اپنے لواحقون اور متعلقون کی پرورش کا سامان تیار کر سکتا ہے جو لوگ کہ آمدِ روزینہ کو طعمۂ شبینہ کرتے ہین اور کچھہ باقی نہین رکھتے وہ نہایت ہی پست ہمت رہتے ہین اور بالضرور

کم زور و مفلس ہوتے ہیں ہمیشہ دوسرے لوگوں کے دستِ نگر و محتاج رہا کرتے ہیں اس قسم کی وسعت اور تنگی فقط
اور بدحالی محض سعی اور وقت کے ہاتھ میں ہوتی ہے اگر زمانہ نے ساتھ دیا اور سعی آدمی کی کام آئی تو خوشحال ورنہ ذلیل و پامال

### مؤلف

| | |
|---|---|
| نہ اسا ورے کہ ہونا چیز اے یار | کہ ہے ناچیز سے ہر ایک کو عار |
| بھلا بھی اور کہا بھی اور ہے بھی | ذخیرہ بھی تو کہہ کل کے لئے بھی |
| اگر زندہ رہا تو بیکسی میں | بلا ہے پیر ہونا مفلسی میں |

سرمایہ اگرچہ کتنا ہی تھوڑا اور کم مقدار کیوں نہو لیکن ایک نوع کی قوت بخشتا ہے جسکو یہ قوت نہو
بیشک اپنے اہل و عیال کی طرف خیال کر کے خوف و لرزے میں پڑیگا عاقبت اندیش آدمی خواہ مخواہ
دور بین ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنی زندگی کو صرف حال ہی کے لئے نہیں سمجھتا بلکہ پیش بینی سے استقبال کا انتظام
اُس میں کرتا ہے اور سے اپنے مزاج کو خواہ مخواہ اعتدال میں رکھنا پڑتا ہے اور وہ بصبر و تحمل
گوارا کر کے کام کام محنت و مشقت اوٹھاتا ہے اور اپنا کاروبار ایک زمانہ دراز کے واسطے اس خوبی سے
سرانجام دیتا ہے کہ اوسکے بعد بھی ہر کام وقتاً فوقتاً اپنے اپنے موقع پر نہایت خوبصورتی کے ساتھ ظہور پاتے
رہتے ہیں اور اوس کے باقی ماندوں کی حسرتِ دل گویا کہ عینِ حیات میں پوری کر جاتا ہے

### قطعہ

| | |
|---|---|
| نشاں سدا ہیں رہتا ہے نام رہتا ہے | یہ کام کر کہ زمانے میں واہ واہ رہے |

اس کو عقلِ معاش کہتے ہیں اہل دربار نے یہہ تقریر دلپذیر آویزہ گوش کر کے وزیر زادہ کی
فہم رسا کی نہایت تعریف و توصیف کی عقلِ مجسم نے تبسم فرمایا اور فرزانۂ روزگار کے چہرہ
دل کی کلی کہانی الغرض جس نے جو سوال کیا شہزادے نے فوراً جواب دیا اور ہر سوال کا
جواب بہت شائستگی و لیاقت سے ادا کیا پھر بادشاہ فلک بارگاہ نے ارشاد کیا کہ
اے خرد پرور ہم بہت خوش اور نہایت محظوظ ہوئے اب مانگ کیا مانگتا ہے خرد پرور نے
عرض کی کہ خداوندا آپ کی خوشنودیٔ مزاج کمترین کے واسطے دونوں جہان کی نعمتوں کا
نعم البدل ہے دل میں کسی چیز کی آرزو باقی نہیں اور بیشک آرزو ہوتی تو ایک چیز کی ہوتی مگر وہ
فضلِ الٰہی سے حضور کے اقبالِ عالم پناہی نے اول ہی سے مہیا کر دی ہے بادشاہ نے فرمایا کہ وہ کیا چیز
شہزادے نے کہا کہ بندہ ایک نقل جو کہ اصل حقیقت میں حقیقتِ حال ہے گذارش کرتا ہے اوس سے
منافعتِ دل کا بخوبی اظہار ہوسکیگا بادشاہ نے فرمایا کہ بیان کر خرد پرور نے کہ

**حکایت** خلفاے عباسیہ مین ایک شخص ہارون رشید بڑا نامور خلیفہ گذرا ہے اوسکے تین لڑکے تھے
ایک محمد امین دوسرا مامون رشید تیسرا معتصم باللہ محمد امین اوسکی بی بی زبیدہ خاتون کا فرزند تھا اگر
ہارون رشید اپنے فرزند دوم مامون رشید کو زیادہ پیار کرتا تھا ایکشب خاتون موصوفہ سے گلہ کیا کہ تم میرے
محمد امین کو جو تمہارا فرزند اکبر اور بی بی زادہ ہے کم چاہتے ہو اور مامون کو جو پرستار زادہ ہے زیادہ تر
پیار کرتے ہو اوسنے جواب دیا کہ مین ہر ایک فرزند کو اوسکے حوصلے کے موافق چاہتا ہون اور تمکو امتحان
منظور ہو تو مین تماشا دکہا دون یہہ کہکر مسرور داروغہ محل کو حکم دیا کہ محمد امین کو اسوقت جس حالت مین ہو
اوسی ہیئت سے دلاسا دیکر بلالا اسوقت بے اعتدالی معاف ہوگی بلکہ انعام دیا جائیگا مسرور محمد امین کو بلالایا
دیکہا تو وہ مستی مین سرشار ہے پاؤن نہین ٹہیرتا ہارون رشید نے کہا گہبراؤ نہین آج مینے تجہے انعام
دینے بلایا ہے جو دل کی خواہش ہو طلب کرو لا کہ ان مہرو زلیدہ موجو علم موسیقی جانتی ہون
دلادو اور ایک عیش باغ میری مرضی کے موافق بنوادو ہارون رشید نے مسرور سے پوچہا کہ تو اس کو
کس حالت مین سے بلالایا اوس نے عرض کی کہ باغ مین گلبدنان سرو قد کے ہمراہ عیش منا رہے تہے
راگ و رنگ کی محفل گرم تہی دَورِ جام جاری تہا خلیفہ نے مسرور سے کہا کہ میر عمارت اور خانساما ن سے
کہو کہ اسکو باغ اسکے حسب دلخواہ بنوادو اور کنیزین خاطر خواہ دلادو بعد اوسکے رخصت کیا اور
مامون رشید کو بلوایا وہ کمر باندہ کر ہتیارون سے مسلح اور حربون سے اوپچی بنکر حاضر ہوا پہلے
خواجہ سرا سے پوچہا کیا کرتا تہا کہا مطالعہ کر رہے تہے اس سے پوچہا کہ کیا کتاب تہی کہا تواریخ
کہا اوس کی سیر سے فائدہ کہا آئین جہانداری معلوم ہوتے ہین کہ فلانا بادشاہ عدل گستری
رعیت پروری اور ہوشیاری و بیدار مغزی کا کاربند رہا تو اوس کی سلطنت نے قیام پایا وہ نیکنام رہا
اور فلانا بادشاہ ظالم عیش دوست امورات خلافت سے بے خبر راحت طلب رہا تو اوسکی سلطنت تباہ
ہوئی اسصورت مین ہمکو تنبیہ کے حاصل ہونے سے علاوہ ایک عبرت بہی حاصل ہوتی ہے کہ کیسے کیسے
بادشاہ گذرے مگر آخر اونکا بستر خاک ہوا اب سوائل نیک کے کچھ کام نہ آتا ہوگا خیر پہر خلیفہ نے
پوچہا تو مسلح بنکر کیون آیا کہا مینے قیاس کیا کہ آج خلافِ عادت نصف شب کے وقت یاد فرمایا ہے
تو کسی نہ کسی سبب سے خالی نہین شاید کسی غنیم کے دست درازی کی خبر آئی ہو یا کوئی ایسا قصہ گذرا ہو
جو مجہے اوس مہم پر بہیجنے کی صلاح ٹہیری ہو اب کمربستہ تیار ہو جاؤن کہ اس کام پر روانہ ہوجاؤن
تاخیر نہو پہر فرمایا کہ آج تیرے دل کی جو بڑی آرزو ہو طلب کر مین عنایت کرونگا عرض کی کہ ایک بڑا
کتب خانہ بنوادو اور ہر علم و فن کی کتابین جمع کرادو اور فلانے فلانے معروف و مشہور اوستاد فلانے فلانے

مقام میں ہین اونکا وظیفہ خاطر خواہ معین کرکے بلوا دو اگر ہوس است ہمین قدر بس است
یہہ سنکر خوشحال اونکا سانیہ کرکے خلیفہ سے پہلے زبیدہ خاتون نے اوسے سینے سے لگالیا اور کہا کہ تو
بیرادرکا کم تو میں کا اور یہہ زیادہ لطف کا سزاوار ہے پھر مسرور کو حکم دیا کہ میر عمارت سے کہنا کہ کتب خانہ
ایک مکانِ عالیشان اسے بنوادے اور وزیر کتابین اور سب خواہشین اس کی موجود کردے اصحاب یہہ
ظاہر ہے کہ جو لڑکا اچھے طریقے کا پابند ہوتا ہے اوسپر دشمن کو بھی پیار آتا ہے اور بد رویہ سے دوست و
انگار و مار ہوتا ہے غرض کہ ان دونون شہزادون کے بڑے بھلے افعال و اطوار کا نتیجہ بود یا ہون نتیجہ
تھوڑے ہی دنوں میں سب کو معلوم ہو گیا یعنے محمد امین نے برس بھر ہی میں سے بادشاہت کی
اور مامون رشید ایک زمانہ دراز تک نہایت دبدبہ و ترقی کے ساتھہ سریرِ سلطنت پر رونق افروز رہا

## مؤلف

ادب و تمیز میں کوشش جو کوئی کرتا ہے ؎ زندگانی میں وہی عیش کا دم بھرتا ہے

جب شہزادہ یہہ حکایت تمام کرچکا تو کہا کہ حضور نے ایسا کتب خانہ لاثانی اور اسطرح کا معلم مرے
اس خاکسارِ بے مقدار کو مرحمت فرمایا جس کا شکر ادا ہونا کسی صورت سے ممکن نہین ہے

شکرِ فیضِ تو چمن چون کند اے ابرِ بہار ؎ کہ اگر خار وگر گل ہمہ پروردۂ تست

یہہ بات سنکر دربارِ سراپا انوار مین چارون طرف سے احسنت و آفرین کی صدا
ہوئی عقلِ مجسم نے خورد پرور کو پاس بلاکر اپنے سینے سے لگالیا اور کہا
مصرع ما ازین گیاہِ ضعیف این گمان نبود ؎ پھر فرزانہ نعمت
باظہارِ خوشنودیِ مزاجِ اقدس ایک خلعتِ بیش بہا عنایت فرمایا
دربارِ امتحان برخاست ہوا لوگ اپنے اپنے مکانون پر
تشریف لے گئے جابجا تمام شہرون
اور ملکون مین شہزادہ عالیشان کی
لیاقت و سعادتمندی کا چرچا ہوا
اور فسانۂ روزگار کی
تصنیفین اوسنے
گلکرو

# باب دوم موسوم بہ عقلِ ہم

## مؤلف

| | |
|---|---|
| ساقی ہمین نہ بھولیو ایسا ہو غضب | آراستہ ہو بزم تو ہمیں یاد کیجیو |
| مادہ نہ فلک رہے آباد میکدہ | جاتے ہیں آج کل بھی ہمیں شاد کیجیو |

جس وقت فرزانہ روزگار مع شہزادہ والا تبار سکوت گاہ میں داخل ہوئے تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری ہوا خرد پرور کو
اپنے روبرو بٹھایا کہ ابھی امتحانِ اول تھا تم ہرگز خیال نکرنا کہ مینے سوالوں کا بہت عمدہ جواب ادا کیا
اور تمہارا نازان ہونا کہ میں کچھہ معقول تقریر کر سکتا ہوں اے خرد پرور سب جانتے ہیں کہ ابھی تمنے
کوئی علم حاصل نہیں کیا صرف حروف شناسی کا مادہ اور قدرے عبارت پڑھ لینے کی طاقت پیدا ہوئی ہے
اسلئے اہلِ دربار نے دیدہ و دانستہ ذرا ذرا سے سوال کئے تھے وہ لوگ خوب جانتے ہیں کہ ابھی تم نوآموز
مبتدی ہو ابھی تمہاری استعداد کیا ہے ابھی لیاقت علمی کا بہرہ کہاں سے آیا اور یہہ ہرگز نہ سمجھو کہ عقل مجسم نے
تعریف کر کے سینے سے لگا لیا کسلئے کہ اگر تم نہایت خراب امتحان دیتے اور تمہیں بہت بڑی خفت و ذلت
بھی ہوتی اور کوئی تمہاری تعریف نکرتا اور سب تمہیں برا کہتے تو بادشاہ کچھہ تمکو دربار سے نکلوا نہ دیتا
کہ وہ تمہارا باپ ہے اور تم اوسکے بیٹے دیکھو یہہ مثل مشہور ہے **قول** ہر کسے را عقل خود بکمال نماید و فرزند خود
بجمال، مگر جو لڑکا نالائق و بدلیاقت ہوتا ہے اوسے ناخلف کہتے ہیں صرف کچھہ باپ کی محبت سے عزت
و حرمت حاصل نہیں ہوتی باپ اوسکو ہزار عزیز سمجھے لیکن تمام زمانہ کی نظر میں وہ ذلیل حقیر اور بے توقیر رہیگا

## فرد

| | |
|---|---|
| کسبِ کمال کن کہ عزیزِ جہان شوی | کس بے کمال ہیچ نیرزد عزیز من |

تم جبتک سب علم و فن میں دستگاہ کامل پیدا نکرلوگے کوئی تمہیں علامہ زمان نہ کہیگا اول ہم تمہیں
علمِ **صرف** تعلیم کرتے ہیں جسکو اہلِ عرب اپنی اصطلاح میں اُمُّ العلوم کہتے ہیں پھر علم نحو اور منطق وغیرہ
سکھائینگے یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر علم کیواسطے ایک موضوع ہے موضوع اوسکو کہتے ہیں کہ جسکا بیان
ایک علم خاص میں کیا جاتے وضع ایجاد کرنا اور واضع ایجاد کرنیوالا چنانچہ صرف کا موضوع کلمہ اور نحو کا
موضوع کلام اور منطق کا موضوع تصدیق و تصور ہے پس ہر ایک کا حال موقع موقع پر معلوم ہونگے اب ہم
علمِ صرف کا بیان کرتے ہیں اے خرد پرور جو بات انسان کے مونہہ سے نکلتی ہے اوسکو کہینگے وہ کلمہ ہی رہیگا

دو قسم ہے بامعنی اور بے معنی لفظ بامعنی کو کلمہ اور بے معنی کو مہمل کہتے ہین پہر کلمہ تین قسم پر منقسم ہے
**اسم فعل حرف** اسم نام کو کہتے ہیں اور اسکی تین اقسام ہیں جامد مصدر مشتق اسم جامد پہر دو قسم ہے
نکرہ معرفہ اسم نکرہ غیر معین چیز پر دلالت کرتا ہے جیسے مرد و زن وغیرہ اسکو اسم جنس بہی کہتے ہین اسم
معرفہ وہ ہے جس سے کوئی معین چیز سمجہی جاوے جیسے زید عمرو وغیرہ کہ خاص کسی شخص کا نام ہے اسکی تقسیم
**قسم اول علم** یہہ کسی خاص چیز کا نام ہے چنانچہ کبہی خطاب ہوتا ہے جیسے احتشام الدولہ یا فیروز جنگ
یا عمدۃ الملک یا خان بہادر وغیرہ اور کبہی کنیت ہوتی ہے یعنے باپ بیٹے بہائی و
جیسے عرب مین ابو القاسم یا ام امین یا ابن حجر وغیرہ علے ہذا القیاس ہندی مین جیسے بدہو کے باوا گنگی کی
ماں نورا کے بیٹے کستر کے بہائی وغیرہ اور کبہی عرف ہوتا ہے یعنے نام کچہہ اور ہو لوگ کچہہ اور کہکر پکارتے
ہوں جیسے اسد اللہ خان نام ہے عرف مرزا نوشہ مشہور ہین اور کبہی تخلص ہوتا ہے یعنے شاعر ایک مختصر نام
اپنا مقرر کرکے اشعار مین لاتا ہے اور وہ نام سے بہی زیادہ شہرت پاتا ہے جیسے سعدی یا جامی وغیرہ
کہ نام انکا مصلح الدین اور عبد الرحمن ہے مگر جبتک سعدی یا جامی نلکہو کوئی نہین سمجہتا اور کبہی القاب ہوتے ہے
یعنے ذات اور قوم وغیرہ کے نام سے مشہور ہو جیسے میر صاحب یا خانصاحب اور مرزا جی یا لالجی وغیرہ
اور کبہی ہندی مین سنگہہ اور ناتہہ اور رائے اور داس وغیرہ بہی علم مین داخل ہوتے ہین **قسم دوم**
ضمیر اکثر ضمیر سے پہلے اسم یا فعل واقع ہوتا ہے اور جس حال مین ضمیر اول اور مرجع اوسکے بعد بیان
کرتے ہین اوسکو اضمار قبل الذکر کہتے ہین اگرچہ عربی و فارسی مین بہت سی ضمیرین ہین اور انمین تفریق
بہی ہوتی ہے جیسے ضمائر متصلہ اور ضمائر منفصلہ ضمیر متصل وہ ہے کہ کسی کلمہ سے ملی ہوئی واقع ہو ضمیر منفصل
وہ ہے کہ بذات خود ایک علحدہ کلمہ ہو اور ان دونون قسمون مین سے ہر ضمیر تین طور پر ہے مرفوع منصوب
مجرور مرفوع ضمیر فاعل کی ہے منصوب ضمیر مفعول کی اور مجرور ضمیر مضاف الیہ کی اسصورت مین ضمیر
چہہ قسم پر منقسم ہوتی ہے مرفوع متصل مرفوع منفصل منصوب متصل منصوب منفصل مجرور متصل مجرور منفصل مگر اردو مین
کچہہ انکی قید نہین یعنے ضمیر کے لیئے تین لفظ مقرر ہین اور عربی مین مذکر و مونث جدا جدا ہین فارسی مین
انکا لحاظ بہی ملحوظ خاطر نہین بلکہ دونون کو ہمیشہ ایک ہی طور پر استعمال کرتے ہین ہرچند کہ اردو مین
مذکر و مونث کی جداگانہ علامت ہے لیکن ضمیر مین دونون یکسان ہین چنانچہ واحد غائب مذکر و مونث
کیواسطے وہ اور جمع غائب مذکر و مونث کیواسطے وہ یا وے مقرر ہے مگر فی زمانا وہی ضمیر واحد
یعنے وہ کا [illegible] بہی فصیح و مستعمل ہے اور واحد حاضر مذکر و مونث کیواسطے تو اور جمع حاضر مذکر و مونث
[illegible] و مونث کیواسطے تم اور جمع متکلم مذکر و مونث کیواسطے ہم مقرر ہے

اور ضمیر کے پہرنے کو راجع اور ضمیر جسطرف پہرتی ہے اوسے مرجع کہتے ہین **قسمِ سوم** کلماتِ اشارہ
جنکے ذریعے سے کسیکی طرف اشارہ کریں یعنے وہ کلمہ جو خاص واسطے اشارہ کے موضوع ہوا ہو جسکیطرف
اشارہ کرتے ہین اوسکو مشارٌ الیہ اور اشارہ کرنیوالیکو مشیر اور جس لفظ سے اشارہ کیا جاتا ہے اوسکو اسم
اشارہ کہتے ہین اردو مین اسکے واسطے دو لفظ مقرر ہین ایک واسطے نزدیک کے اور دوسرا واسطے بعید کے
پس اونمین سے قریب کے لئے یہ اور بعید کے لئے وہ اور اگرچہ انکی جمع یہی ہے اور وے ہے مگر اہلِ فصاحت
جمع مین بہی وہی دونون لفظ جاری رکہتے ہین جو واحد کے محل پر استعمال کئے جاتے ہین اور کبہی محاورے
مین ضمیر متکلم کے مقام پر فروتنی اور کسر نفسی کیواسطے بحسبِ مراتب لفظ بندہ اور غلام اور نیازمند اور
خاکسار اور احقر اور مخلص اور فدوی اور عاصی اور کمترین اور گنہگار اور خانہ زاد وغیرہ اور ضمیر مخاطب
غائب مین آپ اور حضرت اور جناب اور خود بدولت اور خداوند اور پیر و مرشد وغیرہ مستعمل ہوتے ہین
**قسمِ چہارم** اسمِ موصول جو بغیر صلہ کے تنہا نہ مبتدا ہو سکے نہ خبر اوسکے واسطے یہہ الفاظ مقرر ہین
جو جس جسکو جسے واحد کے لیئے اور جن جنکو جنہین جنہون کو جمع کے لیئے مگر جو کا لفظ واحد اور جمع
دونون کیواسطے کافی ہو سکتا ہے اور صلہ اوسکا ایک جملہ ہوا کرتا ہے جیسے جو آدمی کل آیا تہا اب
حاضر ہے اس مثال مین جو آدمی اسم موصول ہے اور کل آیا تہا اوسکا صلہ اور اسمائے موصول کبہی شرط کے
معنی بہی دیتے ہین اونکی جزا مین سو یا وہ وغیرہ آتا ہے جیسے جو آئیگا سو پائیگا مگر سو کا محاورہ اب
غیر فصیح ہے اردو کی مثال اس مصرعہ مین موجود ہے مصرعہ ع جو گیا ملکِ عدم وہ نہ پہرا صد افسوس
علیٰ ہذا القیاس اور مثالین سمجہہ لو اے خرد پرور یاد رکہنا چاہئے کہ ضمیر اور اسمائے اشارہ اور اسمائے
موصول مین تبدیل بہی واقع ہوتی ہے یعنے اسکے اکثر حروف دوسرے حرفون سے بدلجاتے ہین
جیسے ضمائر مین مین اور تو اور وہ سے مین نے تو نے اوسنے اور مجہکو تجہکو اوسکو اور مجہے تجہے
اوسے وغیرہ ضمیر واحد مین اور ہم تم وہ سے ہمکو تمکو اونکو اور ہمین تمہین اونہین وغیرہ ضمیر جمع مین
اور اضافت کی صورت مین میرا تیرا اوسکا اور ہمارا تمہارا اونکا اونہون کا وغیرہ اور ضمیرونکی تبدیل
کیواسطے حروفِ معنوی کا لفظون مین ہونا ضرور ہے مقدر کبہی نہین آتے خواہ متصل ہون یا
فاصلے سے مگر تبدیل یکسان ہے، اسمائے اشارہ کی تبدیل بعینہ ایسی ہے جیسے ضمیر غائب کی اور اسمائے
موصول کی تبدیل کا قاعدہ بہی اسی طور پر قیاس کر لینا چاہئے اور ہر تبدیل ان مین صورتون مین سے
ایک صورت پر واقع ہوگی فاعلی یا مفعولی یا اضافی **قسمِ پنجم** حرفِ ندا جو نکرہ کو معرفہ بنا دیتا ہے
جیسے اے آدمی کیونکہ جو سامنے ہوتا ہے اوسکو پکارتے ہین مگر اے آدمی کسی غیر معین کو پکاریگا وہ نکرہ ہی رہیگا

ششم وہ ہے کہ نکرہ کسی خاص لفظ کے سبب سے معرفہ ہو جائے جیسے مرد علوم ہے کو وہ مرد نکرہ ہے مگر علوم
کی طرح کا لفظ ملیگا تو معرفہ ہو جائیگا قسم ہفتم یہہ ہے کہ اگر اسم نکرہ معرفہ کی طرف سوا ندا کے مضاف ہو
تو وہ بھی معرفہ بن جائیگا جیسے کتاب کا ورق یا امیر کا بیٹا یا ابا مال وعلیٰ ہذا القیاس آخر دیر ور اسم کی
علوم کی تم نے اب فعل کی حقیقت سنو فعل کام کو کہتے ہیں اور یہہ سب اسم مصدر سے مشتق ہوتے ہیں مصدر تمہیں
سب یاد ہیں اونکی علامتیں اور بناوٹ کے قاعدے بھی ہم بخوبی سمجھا چکے ہیں مگر اونکے اقسام اور احکام
یاد کر لینا بھی ضروری ہے یاد رکھو کہ باعتبار وضع کے مصدر کی دو قسمیں ہیں وضعی اور غیر وضعی وضعی وہ کہ جسکو واضع نے
خاص مصدر ہی کے معنے میں وضع کیا ہے جیسے آمدن آنا اور رفتن جانا غیر وضعی وہ کہ ہندی یا عربی کے لفظوں میں
فارسی کی علامت لگا دی یا فارسی و عربی لفظ میں ہندی علامت ملا کر مصدر بنا لیا چنانچہ رقصیدن طلبیدن
فہمیدن یعنے رقص اور طلب اور فہم عربی لفظ ہیں اور طلبیدن جلنا تپیدن تپنا چریدن چرنا ہندی سے
بنائے گئے یا خریدنا بخشنا بدلنا داغنا قبولنا وغیرہ خرید اور بخش اور بدل اور داغ اور قبول عربی فارسی
لفظ ہیں اونکو ہندی میں علامت مصدر کی ہی زیادہ کر کے مصدر بنا لیا اور ایک قسم مصدر کی
وہ دو لفظوں سے ملکر بنایا جاتا ہے جیسے نگاہداشتن اور خرچ کردن یا خوش ہونا اور تماشا دیکھنا وغیرہ کہنا
چاہیے کہ مصدر مرکب کے صیغے بھی مرکب ہوتے ہیں اور جس مصدر کا فعل اوسکے فاعل پر تمام ہو جائے
کہتے ہیں اور جسکا فعل فاعل سے تجاوز کر کے مفعول بھی طلب کرے وہ متعدی ہے اور جو ایک مفعول سے
زیادہ کا محتاج ہو اوسکو متعدی التعدی اور متعدی بدو مفعول یا متعدی بسہ مفعول کہتے ہیں جیسے کہانا
پینا مصدر لازم ہے کہ فاعل پر تمام ہو گیا اور کہلانا پلانا متعدی ہے یعنے فاعل کے ہاتھ سے یہہ فعل
دوسرے شخص پر واقع ہوا اور کہلوانا پلوانا متعدی التعدی ہے یعنے ایک شخص نے دوسرے شخص کے ہاتھ سے تیسرے شخص کو
کہلوایا یا پلوایا اور فارسی میں ایک قسم مصدر کی مصدر مشترک ہے اوسکے معنے کبھی لازم ہوتے ہیں کبھی
متعدی جیسے تاختن دوڑنا اور دوڑانا چنانچہ اس رباعی اور شعر میں دونوں مثالیں موجود ہیں

**رباعی**

| | |
|---|---|
| ما پست و بلند روزگاران دیدیم | تا فصل خزان و نو بہاران دیدیم |
| در راہ طلب دو اسپہ می باید تاخت | تا عاقبتِ شہسواران دیدیم |

**شعر**

| | |
|---|---|
| نہ ہمہ جائے مرکب توان تاختن | کہ جاہا سپر باید انداختن |

اور ایک قسم مصدر کی مقتضب ہے یعنی بریدہ اوس سے تمام صیغے مشتق نہیں ہو سکتے جیسے عشق بھی جید

کہ اسکا صیغہ مضارع و مستقبل نہیں ہے اصطلاح میں ایسے افعال ہی ناقصہ کہلاتے ہیں جنکا مصدر نہیں ہوتا چنانچہ
است آمدہ ایدام ام یا ہست ہستند ہستی ہستید ہستم ہستیم اور باشد باشند باشی باشید باشم باشیم ہی
اسی میں داخل ہیں اسواسطے کہ شدن کا مضارع شود اور بودن کا بود ہے بعضے کہتے ہیں کہ استن
اور ہستن بمعنی بودن مصدر ہیں ہست اور است اوسکی ماضی اور بودن سے خلاف قیاس باشد ہی مضارع ہے
مگر انکو ناقص اسواسطے کہتے ہیں کہ بغیر اسم و خبر کے ان صیغوں کے معنی مفید مطلب نہیں ہوتے اور افعال ناقصہ ہمیشہ اسم
و خبر کو طلب کرتے ہیں اے خرد پرور مصدر باعتبار معنی کے دو قسم ہے اول صحیح دوم غیر صحیح صحیح وہ ہے
جسکی ماضی مصدر سے ایک قاعدہ پر مبنی ہو یعنی علامت مصدر کہ لفظ نا ہے مصدر سے دور کرکے دیکھیں اگر الف
یا واو یا ہی رہے تو لفظ یا زیادہ کریں جیسے کہانا سے کہایا اور سونا سے سویا اور جبکہ ان دو حرفوں کے سوا
کوئی اور حرف ہو تو فقط الف زیادہ کرنا کافی ہے جیسے گدرنا اور دوڑنا سے گدرا اور دوڑا غیر صحیح وہ ہے
جسکی ماضی میں یہہ قاعدہ جاری نہو جیسے جانا سے گیا اور ہونا سے ہوا اور مرنا سے موا وغیرہ اگرچہ جانا سے
جایا بھی ماضی اکثر مقام پر بولی جاتی ہے جیسے تم جایا جاتے ہو یا ہم جایا کرتے ہیں مگر یہہ قاعدہ خلاف
فصاحت ہے اے سمجھو کہ فعل دو قسم ہے ایک لغوی جسکو مصدر کہتے ہیں دوسرے اصطلاحی جو مصدر سے بنایا جاتا ہے
فعل کام فاعل کام کرنیوالا مفعول کام کیا گیا یعنی جسپر فعل صادر ہوا اور جس فعل کا فاعل معلوم ہوا اوسکو فعل معروف
اور جسکا فاعل معلوم نہوا اوسکو فعل مجہول کہتے ہیں مگر فعل لازمی کبہی مجہول نہوگا اور فعل متعدی معروف
و مجہول دونوں ہو سکتا ہے فعل معروف اور فعل مجہول بہی دو قسم ہے اثبات یعنی اثبات فعل کا
سرزد ہونا ثابت کرنا ہے جیسے کر دکہایا اوس ایک شخص نے نفی سے فعل کے واقع ہونیکا انکار پیدا ہوتا ہے
جیسے نکر دکہا اوس ایک شخص نے انکو فعل مثبت اور فعل منفی بہی کہتے ہیں مگر امر و نہی کبہی اثبات و نفی میں
شامل نہیں کیا جاتا اے خرد پرور مصدر سے اول صیغہ ماضی بنایا جاتا ہے ماضی چہہ قسم پر منقسم ہے
**اول ماضی مطلق** یعنے کسطرح کی قید اوسمیں نہو اور فقط زمانہ گذشتہ پر دلالت کرے جیسے آمد
آیا وہ ایک شخص گذرے ہوئے زمانہ میں اور اوسکے بنانیکا طریقہ اوپر بیان ہوچکا یعنے اردو میں نا کے
مقام پر مصدر میں سے الف یا فقط الف لانیسے ماضی بنجاتی ہے اور فارسی میں علامت مصدر سے
نون دور کرکے ماضی بنا لیتے ہیں **دوم ماضی قریب** اسکی علامت فارسی میں ہ است ہے اسکو ماضی
مطلق سے بناتے ہیں جیسے آمد سے آمدہ است آیا ہے اور ہندی میں ہے کا لفظ ماضی مطلق پر بڑہاتے ہیں
جیسے آیا سے آیا ہے **سوم ماضی بعید** فارسی میں اس کی علامت ہ بود ہے اور ہندی میں تہا
جیسے آمدہ بود آیا تہا **چہارم ماضی استمراری** جسکو ماضی دوامی اور ماضی ناتمام بہی کہتے ہیں

فارسی مین اسکی علامت یہہ ہے کہ ماضی مطلق کے اول می زیادہ کرتے ہین جیسے آمدست می آمد اور
اسکا یہہ قاعدہ ہے کہ مصدر سے نا دور کرکے تا تہا لگا دیتے ہین جیسے آنا سے نا دور کرکے اور تا تہا بڑہا کر
آتا تہا بنگیا یہی ماضی استمراری ہے پنجم ماضی احتمالی جسکو ماضی شکیہ اور ماضی موہوم بہی کہتے ہین اسکی
علامت فارسی مین ماضی مطلق پر باشد اور ہندی مین ماضی مطلق پر ہو زیادہ کرتا ہے جیسے آمدست آیا ہو
آمده باشد آیا ہو ششم ماضی تمنائی جسکو ماضی شرطیہ بہی کہتے ہین اسکی علامت فارسی مین یے مجہول
کہ جو ماضی مطلق کے آخر مین زیادہ کرتے ہین جیسے آمدے اور ہندی مین ماضی بعید سے تہا دور کرکے ماضی تمنائی
بناتے ہین جیسے آتا تہا سے تہا دور کیا تو آتا باقی رہا یہی ماضی شرطیہ ہے یہہ چہہ قسمین جو ہمنے بیان کی ہین
علاوہ انکے باصطلاح جدید قسم ہفتم ماضی معطوفہ ہے فارسی مین یہہ صیغہ بالکل اسم مفعول سے مشابہت رکہتا ہے
یعنی ماضی مطلق کے آخر مین ہاے ہوز بڑہاتے ہین اور ہندی مین امر کے صیغے پر کر یا کے زیادہ کرتے ہین جیسے
آمدہ آکر یا آکرکے اور ماضی معطوفہ کبہی تنہا واقع نہوگی بلکہ ہمیشہ دو فعل باہم ہونگے انمین سے فعل اول کو
ماضی معطوفہ کہتے ہین جیسے ایک شخص نے کہانا کہا کر پانی پیا یا ہم بازار جاکے آتے ہین اب مضارع کا بیان
سنو لغت عرب مین مضارع کے معنے یہہ ہین کہ ایک پستان سے دو بچے دودہ پیتے ہین مگر صرفیون کی اصطلاح مین ایک
صیغے سے دو زمانے پائے جائین یعنی مضارع مین حال و استقبال دونون زمانے موجود ہوتے ہین اس کو
اردو مین اسطرح بناتے ہین کہ نا جو علامت مصدر کی ہے دور کرکے دیکہین اگر الف یا واو ہو تو
یائے کا زیادہ کرین جیسے سونا اور جانا وغیرہ سے سوئے اور جائے یا سووے اور جاوے وغیرہ اور جو ہر
علامت دور کرنیکے بعد کوئی دوسرا حرف باقی رہے تو صرف ے مجہول کافی ہے جیسے پڑہے اور یاد کرے
وغیرہ اور جسجگہ تے باقی رہے وہان دونون طرح مضارع درست ہے جیسے جیا سے جیئے یا جیوے لیکن ہونا
جو مصدر ہے اسکا مضارع بدون علامت کے بہی آتا ہے چنانچہ ہو اور مضارع کے صیغون مذکر و مونث یکسان ہین
فارسی مین دال ماقبل مفتوح علامت مضارع کی ہے مگر زد کہ ماضی کا صیغہ ہے شاذ ہے اور قاعدہ ہے کہ دو حرفی
ماضی مین ایک حرف زیادہ کرکے سہ حرفی مضارع بناتے ہین جیسے زد سے زند اور شد سے شود اور
یاد رکہنا چاہیے کہ مضارع کی دال سے قبل کبہی اصلی حرف مصدر کا بحالت اصلی مفتوح رہیگا جیسے افشردن سے
افشرد اور گستردن سے گسترد وغیرہ اور کبہی ابجد کے گیارہ حرفون مین سے کسی حرف کے ساتہہ بدلا جاتا ہے
یعنی ا خ ز ر ش س ف م ن و ی چنانچہ ان حروف کا مجموعہ یہہ ہے شرفم ازخن وی یا ازمی
فن سرخوش اور ان حرفون مین کسی مقام پر ایک حرف کے عوض ایک حرف اور کسی محل پر ایک حرف کے
بدلے دو حرف لاتے ہین اور کسی موقع پر اوس حرف اصلی کو باوجود قائم رکہنے کے انمین سے بہی کوئی حرف

زیادہ کر دیتے ہیں اب مستقبل کا حال سنو اسے فرد پرور جس صیغے میں زمانہ آئندہ پایا جائیگا اوسکو مستقبل
کہتے ہیں اسکے بنانیکی ترکیب یہہ ہے کہ اردو میں مضارع کے صیغے پر واحد میں گا زیادہ کرتے ہیں جیسے وہ پڑہیگا
اور جمع میں گے جیسے وہ پڑہینگے اور حاضر غائب متکلم سب میں ان علامتوں کی یہی صورت رہیگی جیسے میں کرونگا
تو کریگا وہ کریگا وغیرہ اور مونث کیواسطے گا کا الف ی معروف سے بدل جائیگا جیسے وہ پڑہیگی تم پڑہو گی
وغیرہ اور جو بعضے اشخاص یہہ محاورہ میں ماضی قریب اور حال کے صیغے میں بھی گا اور گے لاتے ہیں وہ بالکل
غیر فصیح اور بے معنی ہے جیسے وہ سوتا ہوگا یا ہم دیکہتے ہونگے وغیرہ اور کبھی مستقبل کا صیغہ اسطرح بنانے میں
کہ مصدر اردو کے الف آخر کو یائے مجہول سے بدل کر کا اور گے کاف تازی سے بڑہاتے ہیں جیسے میں
پڑہنے کا اور تو نہیں لکہنے کا وغیرہ اور فارسی میں یہہ قاعدہ ہے کہ صیغہ ماضی مطلق کے اول میں خواہد یا اوسکے صیغے بڑہاتے ہیں
جیسے خواہد آمد آئیگا خواہد رفت جائیگا اور لطف یہہ ہے کہ ہمیشہ انمین صیغہ واحد غائب ماضی مطلق کا بدستور
قائم رہیگا صرف خواہد کی تصریف ہوا کریگی جیسے اس مثال سے ظاہر ہے خواہد آمد خواہند آمد خواہی آمد خواہید آمد
خواہم آمد خواہیم آمد حال زمانہ موجود کو کہتے ہیں اگرچہ زمانہ حال کو کسی طرح قرار نہیں یعنے دمبدم ماضی میں
شامل ہوتا جاتا ہے لیکن جو وقت موہوم کہ ماضی و استقبال کا فرق ظاہر کرتا ہے اوسیکا نام حال ٹہرایا گیا ہے
اسکو فارسی میں مضارع سے بناتے ہیں اور طریق اوسکا یہہ کہ مضارع کے صیغے پر می یا ہمی زیادہ کرنے سے
صیغہ حال بنجاتا ہے جیسے آید اور رود سے می آید و میرود یا اس مصرع میں + مصرعہ + یکے ہمی رود و دگرے
ہمی آید + اردو میں صیغہ ماضی تمنائی سے حال بنتا ہے یعنے اوسکے آخر میں ہے کا لفظ بڑہاتے ہیں
جیسے آتا اور کرتا سے آتا ہے اور کرتا ہے وغیرہ اور کبھی مضارع کے آخر میں بھی ہے زیادہ کرنے سے حال کے
معنی پیدا ہوتے ہیں چنانچہ اس شعر میں + شعر + رخصت اے زندان جنون زنجیر در کہڑکاتے ہے + مژدہ
خار دشت پہر تلوا مرا کہجلاتے ہے + یعنے کہڑکاتا ہے اور کہجلاتا ہے مگر فی زماننا اسطرح کا محاورہ فصاحت کے
برخلاف زمانہ سابق میں البتہ جایز ہوگا اور کبھی ماضی تمنائی کو بھی حال کے موقع پر استعمال کرتے ہیں
جیسے تو نہیں پڑہتا مگر یہہ محاورہ اکثر نفی میں یا استفہام کے مقام پر ہے اور اوسوقت حرف استفہام کو مقدر
جانتے ہیں امر وہ فعل جسمین کسی کام کرنیکا حکم ہو اوسکے صیغے بعینہ مضارع کے صیغے ہوتے ہیں صرف
اسقدر فرق ہے کہ مضارع واحد حاضر کے آخر میں ے مجہول یا وے ہوتا ہے اور امر واحد حاضر کے
آخر میں اسکو نہیں لاتے اسی سبب سے کچہہ علامت ملانیکی ضرورت نہیں کہ خود بخود مضارع واحد سے امر واحد کا
صیغہ علیحدہ ہے مگر غائب اور متکلم کے صیغے میں تمیز کیواسطے کچہہ اور الفاظ ملاتے جاتے ہیں جیسے چاہیئے
کہ وہ کرے یا لازم کہ ہم کریں یا مناسب کہ میں کرون وغیرہ اور جمع حاضر کیواسطے صیغہ واحد حاضر کے

آخر واوِ مجہول بڑھاتے ہین جیسے تو چل سے تم چلو یا پڑھ سے پڑھو وغیرہ اور مقام تعظیم مین امرِ حاضر کے
آخر یاے مکسور و مجہول زیادہ کرکے اول مین آپ کا لفظ لاتے ہین جیسے آپ بیٹھیے یا آپ بولیے وغیرہ
اور جو امر کے آخر مین الف ہوگا تو ہمزہ اور ے بڑھاتے ہین جیسے آئیے لائیے وغیرہ اور جو امر کے
آخر مین واو یا یے ہوگی تو ہمزہ کی جگہ جیم بولینگے جیسے دیجیے یا ہوجیے اور کبھی واو مین بھی "
قاعدہ جاری کرکے کہوجیے اور سوجیے بولتے ہین اور کبھی یہی صیغہ مضارع کے معنے مین آتا ہے
کیا کیجے کچھ بن نہین پڑتی یعنی کیا کرین اور کبھی امر کے واسطے آئیے گا بیٹھیے گا بھی کہتے ہین اسمین تم
کچھ استقبال کے سوا نہین ہے، بلکہ زیادہ آتا ہے اور کبھی اس امر کے آخر کی یاے مجہول کو واوِ مجہول
بدل لیتے ہین اوسوقت امر کے صیغے مین خاص زمانہ مستقبل پیدا ہوجاتا ہے جیسے کہیو یا دیکھیو وغیرہ
مگر اس طرح کا امر کبھی دعا کا فائدہ بخشتا ہے جیسے خدا تمکو زندہ رکھیو یا تمہاری عمر دراز ہوجیو وغیرہ اور
یاد رکھنا چاہیے کہ مضارع کیطرح امر مین حال و استقبال دونون موجود ہوتے ہین اور امر اپنے محلّ
مخالف معنی پیدا کرتا ہے فارسی مین علامت مضارع کی یعنی دال ماقبل مفتوح دور کرنے سے امر واحد حاضر
بنجاتا ہے جیسے سازد سے ساز اور شناسد سے شناس وغیرہ اور دعا کیواسطے مضارع کی دال ماقبل ا
دعائیہ زیادہ کرکے امر بنالیتے ہین جیسے کند سے کناد اور شود سے شواد اور اردو مین مقدر ہی
حاضر کے مقام پر مستعمل ہے جیسے یہہ کتاب لانا یعنے لاؤ اور اسمین جمع اور واحد برابر ہے **نہی**
نام ہے جسمین کسی کام کے نکرنیکا حکم پایا جاے اوسکو فارسی مین اسطرح بناتے ہین کہ امر کے صیغے پر
میم مفتوح جو علامت نہی کی ہے زیادہ کرتے ہین جیسے تراش سے متراش اور کن سے مکن وغیرہ اور
دعائیہ کی نہی کیواسطے بھی یہی میم مقرر ہے جیسے کہ اور صیغون کے لیئے فارسی مین نفی کا نون آیا کرتا
چنانچہ مرسد سے مرساد اور مبیند سے مبیناد علیٰ ہذا القیاس اردو مین تین لفظ مقرر ہین مت اور نہ اور نہین
یہہ الفاظ موقع بموقع اپنے مقامات پر واقع ہوتے ہین اور یاد رکھو کہ خاص محاورۂ زبانِ فارسی مین
اور مضارع اور امر پر باے موحدہ تحسینِ کلام کے لیئے اکثر لایا کرتے ہین اوسکو معنی مین اصلا مداخلت
نہین ہے جیسے بگفت مگوید بگو وغیرہ اے خرد پرور یہہ طریقہ جو ہمنے بیان کیا مثبت فعلون کا تہا
اور اگر نفی بنانا منظور ہو تو نون مفتوح جو علامت نفی کی ہے فارسی اور اردو دونون مین یا
لفظ خاص اردو مین ہر فعل پر واقع ہونے سے نفی کا صیغہ بن جائیگا غرضکہ غریبانہ روزگار نے ہر فعل کا بیان
مفصل شہزادہ دانش پناہ کو خاطر خواہ سمجھا دیا پھر فرمایا کہ اگر کوئی فعل کبھی مکرر واقع ہو تو کثرت
دیتا ہے جیسے بولتے بولتے تھک گیا یا مارتے مارتے ہوش کھو دیئے یعنے بہت مارا لیکن البتہ

اور کبھی کیفیت ظاہر کرنیکے واسطے فعل مکرر واقع ہوتا ہے جیسے جاگتے جاگتے سوگیا اور کبھی اظہار تدریج حال کے واسطے مکرر آتا ہے جیسے ہنستے ہنستے رو دیا اسیطرح کبھی تدریج کے معنے مستفاد ہوتے ہین جیسے رفتہ رفتہ باندہ شدہ اور یا اردو میں جیسے کہین کو پڑہتے پڑہتے پڑہنا آجاتا ہےگا وعلیٰ ہذا القیاس اب مصدر سے جو امہات مشتقات پیدا ہوتے ہین اونکا معلوم کرنا بہی ضرور ہے اور وہ سات ہین حاصل مصدر اسم فاعل اسم مفعول اسم آلہ اسم ظرف اسم حالیہ اسم تفضیل **حاصل مصدر** اوس کام کے اثر کو کہتے ہین کہ جو کام فاعل سے سرزد ہو اوس سے مصدر کی کیفیت دریافت ہوجاتی ہے اور علامت مصدر اوسمین نہو اردو مین اسکے واسطے اکثر یہہ قاعدہ ہے کہ مصدر سے نا دور کرنیکے بعد جو باقی رہے وہ حاصل مصدر ہے اور یہہ امر واحد حاضر سے بالکل مشابہت رکہتا ہے جیسے مارنا سے مار اور پیٹنا سے پیٹ وغیرہ اور کبھی ماضی کے آخر واو یا بے زیادہ کرکے بناتے ہین جیسے لگاو جڑاو ملاپ وغیرہ اور فارسی مین حاصل مصدر کے واسطے کئی صورتین ہین کبھی مصدر کا نون دور کرکے بنالیتے ہین جیسے خریدن اور فروختن سے خرید و فروخت وغیرہ اور یہہ ماضی مطلق واحد غائب سے التباس رکہتا ہے کبھی امر حاضر کے آخر شین ما قبل مکسور زیادہ کرتے ہین جیسے گردش سوزش آرائش رہائش وغیرہ اور کبھی صیغہ ماضی کے آخر گی زیادہ کرنے سے اور کبھی ار بڑہانے سے بہی حاصل مصدر بنجائیگا جیسے آسودگی و آلودگی اور رفتار و گفتار وغیرہ **اسم فاعل** وہ اسم ہے جس سے فعل کا ظہور مین لانیوالا دریافت ہو جو فعل اختیاری ظاہر ہوتا ہے اوسکو صادر کہتے ہین جیسے آنا جانا وغیرہ اور فعل غیر اختیاری کو قائم کہتے ہین جیسے مرنا جینا وغیرہ اردو مین اسکا یہہ قاعدہ ہے کہ الف مصدر کو یائے مجہول سے بدل کر والا کا لفظ آخر مین زیادہ کرتے ہین جیسے مارنیوالا اور مرنیوالا اور آنے والا جانے والا وغیرہ اور فارسی مین اسم فاعل کی دو صورتین ہین اول قیاسی کہ جو امر حاضر سے ندہ کے لگانے سے بنایا جاتا ہے جیسے برندہ اور رسندہ اور کشندہ اور روندہ وغیرہ دوم سماعی کہ جس کو اسم فاعل ترکیبی کہتے ہین وہ ہمیشہ اسم اور فعل سے ملکر بنایا جاتا ہے جیسے دستگیر اور جلدساز وغیرہ اور کبھی امر حاضر کے آخر مین الف زیادہ کرتے ہین جیسے دانا بینا وغیرہ اور یاد رکہنا چاہیئے کہ اسم و فعل مرکب ہوکر پانچ معنی مین استعمال کیا جاتا ہے **اول** اسم فاعل اسم اور امر سے جیسا کہ ابہی بیان کیا **دوم** اسم مفعول جیسے دودآمانہ سار یعنے گہر کی بنی ہوئی **سوم** اسم ظرف جیسے زمین زرخیز یعنی زر پیدا ہونیکی جگہ **چہارم** اسم آلہ جیسے گلگیر یعنے گل تراشی کا آلہ **پنجم** حاصل مصدر جیسے آرزوئے قدمبوس یعنے تمنا قدم چومنے کی اور علاوہ اسکے اور بہی کچہ لفظ ہین جنکو اسما پر زیادہ کرکے اسم فاعل ترکیبی بنالیتے ہین جیسے گر اور گار اور دار وغیرہ چنانچہ ستمگر گنہگار خریدار **اسم مفعول** وہ ہے کہ جسپر فعل کسی فاعل کا واقع ہو

اردو میں اوسکی علامت یہہ ہے کہ ماضی مطلق پر ہوا یا گیا زیادہ کرتے ہین جیسے مارا اور پیٹا مارا گیا اور پیٹا ہوا
اور کبھی فعل ماضی خود مفعول کے معنی پیدا کرتا ہے جیسے وہ مرا مارا ہے یعنی مارا ہوا اور فارسی میں ماضی مطلق پر ہ
زیادہ کرنے سے اسم مفعول بنتا ہے جیسے گفت سے گفتہ اور شنید سے شنیدہ وغیرہ اور یاد رکھو کہ مفعول کی پانچ
قسمیں ہیں مفعول مطلق مفعول بہ مفعول لہ مفعول معہ مفعول فیہ مفعول مالم یسم فاعلہ انکا بیان ہم نحو میں کرینگے
**اسم آلہ** وہ ہے جسکے ذریعہ سے فاعل اپنا فعل کرے اردو میں اسکے واسطے یہہ طریقہ ہے کہ مصدر کے آخر کا نا
بانا علامت مصدر بدل دیتے ہیں جیسے بیلنا اور کترنی وغیرہ اور کبھی الف کو حذف کرکے نون کا فتحہ ماقبل کو دیتے ہیں
جیسے ملن اور ... وغیرہ اور کبھی کسی اور طریقے سے بھی بنایا جاتا ہے اور فارسی کا بھی قاعدہ یہہ ہے تو تم جان چکے
ہو کہ امر کا صیغہ جب کسی اسم سے ملتا ہے اور ... اسم آلہ کے معنی حاصل ہوتے ہیں جیسے ... اور ... وغیرہ
**اسم ظرف** وہ ہے کہ کسی مکان یا زمان پر دلالت کرے اسکے بنانیکا قاعدہ میں کبھی مصدر ... 
سے پیدا کرتا ہے جیسے ... جگہ اور کبھی علامت مصدر کے مقام پر کاف فارسی لاتے ہیں جیسے ...
اور کبھی مرکب کرکے بطور اضافت بناتے ہیں جیسے بیٹھنے کی جگہ اور سونے کا وقت وغیرہ اور اسم ظرف اردو فارسی
میں مصدر سے بہت کم مشتق ہوتے ہیں انکا بیان ہم مفعول فیہ میں کرینگے **اسم حالیہ** وہ ہے کہ فاعل یا مفعول کی
ہیئت یا دونوں کا حال بیان کرے اسکا صیغہ بعینہ اوسی تسامی کا صیغہ ہے اور یہہ صیغہ تین صورتوں میں آتا ہے
اول وہی تسامی جسکا ہم بیان کر چکے دوم فعل حال سوم اسم فاعل جیسے زید مسکراتا آیا تب مسکراتا کا لفظ فاعل
کا بیان کرتا ہے کہ زید کی ہیئت یہہ تھی اسیواسطے مسکراتا اسم حال ہے اور کوٹھے کو جھکا دیکھا یہاں جھکا
حالت مفعول کی بیان کرتا ہے اور کبھی اوسپر ہوا بھی زیادہ کرتے ہین جیسے مسکراتا ہوا آتا تھا اور فارسی میں
یہہ قاعدہ ہے کہ امر کے صیغے پر ... الف و نون بڑھا کر بناتے ہیں اور وہ اردو میں بھی مستعمل ہوتا ہے جیسے
خندان شادان **اسم تفضیل** اوس اسم کو کہتے ہیں جس سے کسی نسبت کسی وصف میں زیادتی ثابت ہو اسکے بنانیکا
یہہ قاعدہ ہے کہ صیغہ اسم فاعل پر زیادہ یا بہت یا انکا مرادف زیادہ کرین جیسے زید زیادہ جانتا ہے وغیرہ فارسی
میں اسم فاعل پر لفظ تر اور ترین اور جو لفظ مفید کثرت ہو زیادہ کرتے ہین جیسے خوشتر ... اور بالیدہ تر ...
وغیرہ اسکی دو قسمیں ہیں اول تفضیل بعض کہ حسن بعض پر زیادہ ہونا پایا جاوے اسکی علامت فارسی میں تر اور اردو
بہت وغیرہ ہے جیسے بہت اچھا دوم تفضیل کل حسن بہت زیادہ ہونا پایا جاوے جیسے سب سے اچھا اسکی علامت
اردو میں سب سے وغیرہ اور فارسی میں لفظ ترین ہے اور یہہ دونوں قسمین اسم تفضیل مین داخل ہیں اور علاوہ ان
اقسام کے اسم کی ایک اور قسم ہے جسکو اسم تصغیر کہتے ہیں اور یہہ تین مضمون کیواسطے استعمال کیا جاتا ہے
واسطے تحقیر پیار چنانچہ ... وصف کا بیان ... سے چھوٹی اور ... حقارت کیواسطے اور پیار کیلئے

ظہور پر ہوا جاتا ہے اردو میں اسکے واسطے کوئی قاعدہ خاص نہیں ہے مگر وا اور یا آخر اسم میں علامت تصغیر کی
جیسے مرد سے مردوا اور آنکھ سے انکھیا وغیرہ اور فارسی میں ک اور چہ آخر اسم میں تصغیر کے لیے آتا ہے جیسے
مرد سے مردک اور باغ سے باغچہ وغیرہ الغرض اسیطرح شہزادہ خردپرور فرخندہ اختر کو فعل معروف و مجہول
اور اثبات و نفی اور تبدیل و غیر تبدیل اور مبہمات و متعلقات اور اسم کے مذکر و مونث اور حقیقی و غیر حقیقی
اور اوسکے واحد و جمع ہونیکا قاعدہ اور جمع سالم و جمع تکسیر کی حقیقت اور جمع الجمع کی کیفیت بخوبی گوشگذار
کرکے فرمایا کہ اب حرف کا بیان سنو **حرف** وہ ہے کہ اسم یا فعل سے ملکر معنی اوسکے مفید مطلب ہوں
وہ دو قسم میں تہجی و معنوی **حروف تہجی** بست و ہشتگانہ کا حال ہم تمہیں ابتدا میں سمجھا چکے ہیں مگر اوسکے
معنی اور خاصیتیں جداگانہ ہیں چنانچہ ہم اونکا بیان اسوقت مناسب جانتے ہیں **الف** بمعنی مرد مجرد و جواد
و تجلی اور یہہ حرف کتنی خواص رکھتا ہے جیسے کبھی فاعل کیواسطے چنانچہ دانا و بینا وغیرہ اور کبھی عطف کیواسطے
جیسے تگاپو اور شباروز وغیرہ اور کبھی اتصال کیواسطے جیسے لبالب اور دمادم وغیرہ اور کبھی دعائیہ
جیسے دہاد اور کناد وغیرہ اور کبھی کثرت کیواسطے جیسے بسا اور خوشا وغیرہ اور کبھی مصدر کیواسطے جیسے
درازا وغیرہ اور کبھی قسم کیواسطے جیسے حقا وغیرہ اور کبھی تکلم کیواسطے جیسے دلا وغیرہ اور کبھی ندا کیواسطے
جیسے پروردگارا وغیرہ اور کبھی ندبہ یعنی افسوس کیواسطے جیسے دریغا حسرتا دردا وغیرہ غرض اسی طرح
ہر حرف کی بہت کچھ خاصیتیں ہیں چنانچہ **الف** جیسی خواص رکھتا ہے **بے** بمعنی مرد کثیر الجماع یعنی جو شخص
عورتوں سے بہت شوق رکھتا ہو **تے** بمعنی خیر اور شیر دوشیدہ **ثے** بمعنی خیر بزم اور خشم رحم جیسے لطر بر
**جیم** بمعنی شتر مست اور سوار شتر **حے** بمعنی زن طویل القامت اور شیر ربان **خے** بمعنی موئے گردن
دختر بن **دال** بمعنی زن فربہ و رہنما و دلیل **ذال** بمعنی تاج خروس اور مرغ کا بانگ دینا **رے** بمعنی مرد
لینہ جو اور گنجہ خرد **زے** بمعنی زن بدخو اور مرد بسیار خوار **سین** بمعنی مرد فربہ اور جو شخص بہت کہاتا ہو
**شین** بمعنی مرد دونندہ اور جو شخص بہت عورتیں رکھتا ہو اور بالفتح بمعنی عیب **صاد** بمعنی صحیح اور درخت طلح
اور وہ مرغ جو خاک میں لوٹتا ہو **ضاد** بمعنی جنگ و خصومت اور جو خروس ناگہان پر آواز کرے **طوے**
بمعنی مرد حریص اور شادی کتخدائی **ظوے** بمعنی زن بزرگ پستان اور پستان پیرزن کو بھی کہتے ہیں
**عین** بمعنی چشم اور چشمہ آفتاب اور ناف شتر اور نفس ہر چیز اور جاسوس اور مال نقد اور برادر حقیقی اور مرد بزرگوار
اور زانو اور دیدبان اور زر اور ذات اور کوہان شتر اور خشم رحم اور دائرہ قبلہ رو اور آشکارا اور چیز اندیش اور
گھٹنے کی آنکھہ اور بارش کی جھڑی اور ہر چیز عمدہ اور بالکسر اول بمعنی فراخ چشم جیسے حور العین اور گاو وحشی
اور ہل ہانکنے کا بیل **غین** بمعنی تشنگی اور ابر سیاہ اور بلبل **فے** بمعنی کف دریا اور گرداب **قاف** بمعنی مرد تونگر

اور ستعنی اور سیر و تیقی اور کوہِ لاجورد کہ جو اطرافِ عالم میں حلقہ زن ہے **کاف** بمعنی مردِ خسناک اور کفابہ
**لام** بمعنی شتر اور زرہ اور کلاہ و دقرا اور دمع نظر کیواسطے اطفال کے بناگوش پر جو سیاہی کا نشان
دیتے ہین اور سکو بھی لام کہتے ہین **میم** بمعنی خربے دراز اور شراب **نون** بمعنی ماہی بزرگ اور دوات
تیرہ و رجب اور ایک نہر کا نام بھی ہے **واو** بمعنی گوبان شتر جسے بمعنی افسوس اور رضارِ کودک بہوکے
**یے** بمعنی شیرِ عورت اور جانور کا دودہ کہ جو بعد بچوں کے پینے اور یا دودہ پینے کے پستان میں باقی رہجائے

حروف معنوی

اب **حروفِ معنوی** کا حال سو کہ وہ کئی قسم ہین چنانچہ **حرفِ ضمائر** جو ضمیر کیواسطے آتے ہیں
جیسے فارسی مین **ش** غائب کیواسطے اور **ت** حاضر کیواسطے اور **م** متکلم کیواسطے اور اردو مین بھی اور
وغیرہ اور **حروفِ تشبیہ** جیسے فارسی میں چون چو ہمچون ہمچو مانند مثل سان شبیہ رنگ وغیرہ
اور اردو میں سا اور ایسا اور جیسا اور ویسا اور چنانچہ وغیرہ اور **حروفِ مواضع** کہ جو کثرت اور ظرفیت
کیواسطے مستعمل ہین جیسے لاخ زار سار ستان وغیرہ سنگ لاخ اور کوہسار اور لالہ زار اور گلستان و
دبستان وغیرہ مین اور اردو مین وان اور خانہ وغیرہ الفاظِ فارسی اور سالہ اور گہر وغیرہ الفاظ
دونوں صورتین مروج ہین جیسے ناگردان اوگالدان اور گاڑی خانہ بگہی خانہ اور دہرم سالہ گاوسالہ
اور عجائب گہر ڈاک گہر وغیرہ اور **حروفِ صفت** جیسے مند اور ور اور ناک خردمند ہنرور خطرناک وغیرہ
ہین اور **حروفِ شک** جیسے باشد اور آیا اور بود اور شاید فارسی مین اور خدا جانے دیکھیے کیا
جانیے اور شاید کہ اور ہوگا اور واللہ اعلم اردو مین آتے ہین اور **حرفِ تمنی** جیسے فارسی مین کاش
اور کاشکے وغیرہ اور اردو میں کیا ہوتا اور خوب ہوتا اور کیا خوب ہو کیا اچھی بات ہو وغیرہ آتا ہے
اور **حروفِ استفہام** کہ جو سمجھنے اور سمجھانے سے متعلق ہین اسکے واسطے فارسی مین چہ کہ چیست کیست
چرا چون کی کجا چگونہ کدام وغیرہ اور اردو مین کیا اور کون اور کب اور کہان اور کس کا وغیرہ مقرر ہیں

استفہام

استفہام کسی بات کے دریافت کرنیکا نام ہے اوسکی تین قسمین ہین **اول** استفہامِ اقراری جس سے
دریافت ہو جیسے تم دانا نہین ہو تو اور کون ہو یعنے تم دانا ہو **دوم** استفہامِ انکاری کہ اوس سے انکار معلوم ہو
جیسے کیا دنیا مین ہمیشہ رہوگے یعنے ہمیشہ نہ رہوگے **سوم** استفہامِ استخباری جسمین نہ انکار ہو نہ اقرار اور او
صرف کوئی خبر پوچھین جیسے تمہارا کیا نام ہے یا تم کون ہو اور کہان سے آتے ہو اور کب جاؤگے وغیرہ
اسی طریق پر حروفِ نسبت اور حروفِ مخاطبت اور حروفِ لون اور حروفِ لیاقت اور حروفِ اشارہ
اور حروفِ تنبیہ اور حروفِ عطف اور حروفِ جار اور حروفِ تردید اور حروفِ ندا اور حروفِ ایجاب او
حروفِ تفسیر اور حروفِ کنایہ اور حروفِ اصوات اور حروفِ مفاجات اور حروفِ دریغ و افسوس اور حروفِ

شرط و جزا اور حروفِ تنظیم اور حروفِ تفسیر و تحضیض اور حروفِ تعجب اور حروفِ استثناء کہ جو مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ میں
آتے ہیں اور استثناے متصل و منفصل اور حروفِ زوائد و تحسین کلام اور تاج الکلام ما و آخر الکلام یعنے جو حروف
کلام میں اول و آخر واقع ہوتے ہیں اور زیادات و محذوفات و مقدرات کے تمام و کمال قاعدے اور مثالیں آئین
شائستہ و طریقِ معقول بیان کرکے ہر ایک کی حقیقت اور کیفیت شہزادہ خرد پرور کو حسبِ دلخواہ سمجھا دی
پھر فرزانہ روزگار نے فرمایا کہ اب کچھ علمِ نحو بھی سیکھ لو کہ اس علم کے ذریعے سے کلام کی ترکیب اور فعل
فاعل مفعول اور مبتدا و خبر معلوم ہو جاتی ہے دو کلموں کے باہم ملانے کو ترکیب کہتے ہیں اور نحو میں لفظ دو قسم پر
منقسم ہے مفرد و مرکب مفرد وہ لفظ ہے کہ جو تنہا ایک معنی پر دلالت کرے اوسکی تین قسمیں ہیں اسم فعل
حرف کہ جنکی بحث علمِ صرف سے متعلق ہے اور وہ سب ہم تمہیں یاد دلوا چکے ہیں اور مرکب وہ لفظ ہے جو دو
کلموں سے یا زیادہ کلموں سے حاصل ہو وہ دو قسم ہے مفید و غیر مفید مرکب غیر مفید وہ ہے جسکے سننے والوں کو
فائدہ کامل حاصل نہو بلکہ دوسری بات کا منتظر رہے اور اسکو مرکب ناقص بھی کہتے ہیں جیسے زید کا غلام اور مرکب
ناقص ہمیشہ جملہ کا جزو ہوا کرتا ہے بغیر اور لفظوں کے جملہ نہیں ہو سکتا اسیواسطے اسکا اور مفرد کا ایک حکم ہے
اسکی چار قسمیں ہیں **اول** مرکبِ اضافی یعنے ایک اسم کو دوسرے اسم کیطرف نسبت کریں جیسے فارسی میں مکانِ زید
مکان مضاف ہے اور زید مضاف الیہ اور مکان کے نون پر جو کسرہ ہے اوسکو اضافت کہتے ہیں اردو میں
ہمیشہ مضاف الیہ مضاف پر مقدم ہوگا جیسے زید کا مکان پس زید مضاف الیہ ہے اور کا علامتِ اضافت
اور مکان مضاف ہے، اگرچہ مضاف بھی مقدم ہوتا ہے مگر صحیح وہی ہے محققین کے نزدیک اضافت بیس قسم سے بھی
زیادہ ہے مگر محاورۂ اردو میں یہہ چار قسم اکثر بہت مستعمل ہیں **اول** اضافتِ تخصیصی جس میں مضاف خاص ہو واسطے
مضاف الیہ کے جیسے میرا دوست **دوم** اضافتِ تملیکی جس میں مضاف ملک ہو مضاف الیہ کی جیسے میری کتاب
**سوم** اضافتِ بیانی یعنے مضاف الیہ مضاف کا بیان ہو اور دونوں ایک ہو سکتے ہوں جیسے لوہے کی میخ
یہاں لوہا بیان ہے میخ کا اور دونوں ایک ہو سکتے ہیں اور اضافتِ توضیحی بھی اسی میں داخل ہے جیسے شہر بریلی
**چہارم** اضافتِ ظرفی جس میں مظروف مضاف ہو اور ظرفِ مکان یا ظرفِ زمان مضاف الیہ جیسے دریا کا
پانی پانی مضاف ہے اور مظروف یعنی ظرف میں کی چیز اور دریا مضاف الیہ اور ظرفِ مکان ہے، یا جیسے سونیکا
وقت سونا مظروف مضاف الیہ اور وقت مضاف اور ظرفِ زمان اب سنو کہ ان چاروں اضافتوں میں اگر
مضاف کا ثبوت درحقیقت مضاف الیہ کیلئے ہو سکتا ہو تو اضافتِ حقیقی کہیں گے جیسے میرا گھوڑا کہ یہاں مضاف
یعنی گھوڑے کا ثبوت متکلم کیواسطے اصل میں ممکن ہے اسلئے یہہ اضافتِ حقیقی ہے اور اگر حقیقت میں کچھ نہو
بلکہ صرف کہنے والے نے مضاف الیہ کو ایک امرِ خیالی فرض کرکے کوئی مضاف اوسکا بیان کیا ہو اور کم

اضافت مجازی کہیں گے جیسے ہوش کا سر اور فکر کا پاؤن کہ ہوش اور فکر کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو سر پاؤن والی
رکہتی ہو مگر خیال میں اونکو صاحب سر و پا فرض کر لیا اور پہر سر اور پاؤن کو اونکی طرف مضاف کیا اسی
سبب اضافت مجازی میں داخل ہے اور اضافت تشبیہی وہ ہے جسمین مشبہ کو مشبہ بہ کی طرف مضاف کیا کرتے ہین
جیسے تیر نگاہ یعنی تیر مانند نگاہ کے دوسرے مرکب توصیفی جو صفت اور موصوف سے ملکر بنایا جاتا ہے موصوف
جو لفظ کہ ذات پر دلالت کرے خواہ وہ اسم ظاہر ہو یا ضمیر اوسکو موصوف جانو اور جس سے کچھہ حال اوسکا
معلوم ہوتی ہو اوسکو صفت سمجھو جیسے اچھا آدمی اور مین ناتوان یہین آدمی اور مین موصوف ہین اور
اور ناتوان صفت اور اردو مین بہی محاورہ فصیح ہے کہ صفت کو موصوف سے اول بیان کرین جیسے اچھا آدمی
اور فارسی مین موصوف مقدم ہوتا ہے تو اوسپر کسرہ پڑہتے ہین جیسے ترکیب اضافی مین چنانچہ مرد نیک
ورنہ آخر ساکن پڑہین گے جیسے نیک مرد اور اسکو اضافت مقلوب کہتے ہین اور صفت دو قسم ہے [illegible]
اور دوم بہی مونث سوم مرکب امتزاجی جو دو لفظ ملکر ایک ہوجائین اور اونمین دو ہونیکی تمیز باقی نرہے
جیسے نوشادر کہ یہہ لفظ باغ اور شادے مرکب ہے یعنی نوشیروان عادل نے ایک باغ بنوایا تہا اور آٹھوین روز
وہان اجلاس فرماکر خود بنفس نفیس ہر مقدمہ فیصل کیا کرتا تہا اب کثرت استعمال سے دونون ایسے مل گئے کہ تمیز
نہین ہوتی چہارم مرکب غیر امتزاجی کہ جسکے اجزا ملکر ایک نہوگئے ہون بلکہ جدا جدا سمجھہ مین آتے ہون جیسے اکبر آباد
اور شاہجہان آباد وغیرہ اے خرد پرور مرکب غیر مفید کی یہہ چار قسمین تہین جو مینے بیان کین اب مرکب مفید کا
بیان سنو مرکب مفید وہ ہے کہ جسکے سننے والے کو اور کسی بات کا انتظار باقی نرہے بلکہ سنتے ہی متکلم کا
مطلب دریافت ہوجاے کہ کسی چیز کی خبر دیتا ہے یا کچھہ خواہش وغیرہ ظاہر کرتا ہے اور مرکب مفید کو جملہ بہی کہتے ہین
جملہ دو چیز سے بنتا ہے ایک مسند دوسرا مسند الیہ مسند حکم کو کہتے ہین اور مسند الیہ جسپر حکم کیا جاے
اسم مسند اور مسند الیہ دونون ہوتا ہے فعل مسند ہوتا ہے اور مسند الیہ نہین ہوتا حرف نہ مسند ہوتا ہے نہ مسند الیہ
اب یاد رکہو کہ جملہ دو قسم ہے خبریہ اور انشائیہ جملہ خبریہ دو قسم ہے فعلیہ اور اسمیہ جملہ اسمیہ وہ ہے کہ اول
جزو اوسکا اسم ہو اور وہ دونون اسم ہوتے ہین یعنے دو اسم سے مرکب ہوتا ہے اسمین ،،کا،،
دوسرے کا نام مسند الیہ ہے اور اس جملہ اسمیہ مین مسند الیہ کو مبتدا اور مسند کو خبر کہتے ہین اور ایک حرف
دونون مین باہم ربط پیدا کرنیکے لئے لاتے ہین جیسے زید امیر ہے زید مبتدا امیر اوسکی خبر اور ہے حرف ربط
اور جملہ فعلیہ اوسے کہتے ہین جو فعل اور فاعل سے ملکر بنے اسمین مسند کو فعل اور مسند الیہ کو فاعل کہتے ہین
پس اگر فعل لازمی ہے تو فعل اور فاعل سے جملہ تمام ہوگا اور فعل ناقص ہے تو اسم و خبر کو طلب کریگا اور فعل متعدی ہے
تو مفعول کی بہی ضرورت پڑیگی اور یاد رکہو کہ کبہی ایک فاعل ہوتا ہے کبہی زیادہ اور اسیطرح کبہی ایک مفعول




کبھی دو کبھی تین اور کبھی اس سے بھی سوا اور مفعول کی سب قسمین کہ جنکو متعلقات فعل بھی کہتے ہین چنانچہ
**مفعول بہ** کہ جسپر فاعل کا فعل واقع ہو جیسے کتاب پڑھی اس جملہ مین کتاب مفعول بہ ہے کہ پڑھنے کا عمل اسکے
اوپر واقع ہوا اور **مفعول لہ** کہ جسکے باعث فعل کیا جائے جیسے کاہلی کے سبب نہ پڑھا یہان کاہلی مفعول لہ یعنی
علت نہ پڑھنے کی ہے اور **مفعول فیہ** کہ جس مکان اور جس وقت مین فعل کیا جائے جیسے گھر مین بیٹھا ہے
یا شام کو آیا تھا گھر اور شام مفعول فیہ ہین اور مفعول فیہ کو ظرف بھی کہتے ہین اور **مفعول معہ** کہ جسکے ساتھ
فعل واقع ہوا اور جو حال فاعل یا مفعول کا ہو وہی اوسکا بھی ہو جیسے گنگا جمنا کے برابر ہوگئی یعنی برابر
ہوگئی فعل ہے گنگا فاعل اور جمنا مفعول معہ کہ برابر ہونے مین فاعل کی شریک ہے اور **مفعول مطلق** کہ مصدر
یا حاصل مصدر کسی فعل کا ہوتا ہے جو فعل سے اول یا آخر واقع ہو جیسے خوب چال چلا یا امیر کی بیٹھک
بیٹھا یا اچھا کھیل کھیلو وغیرہ اور مطلق کے معنے بے قید ہین چونکہ اس مفعول مین کوئی حرف بہ یا فیہ یا لہ
یا معہ جیسا کہ پہلے چارون مفعولون مین تھا مذکور نہین اسواسطے اسکو مفعول مطلق کہا اصطلاح جو ماضی کہ قریب
اور بعید اور استمراری اور تمنائی اور احتمالی کی قید سے آزاد ہے اوسکو ماضی مطلق کہتے ہین اور یہہ پانچون مفعول
جو ہمنے بیان کیے متعلقات فعل کہلاتے ہین اور علاوہ انکے ایک اور بھی قسم ہے جسکو **مفعول مالم یسم فاعلہ**
کہتے ہین اور فعل مجہول کا یہہ مفعول ہوتا ہے فعل مجہول وہ ہے جسکا فاعل معلوم نہو جیسے زید مارڈالا گیا یعنی
زید کا مارڈالنے والا معلوم نہوا کہ کسنے مارڈالا پس یہہ مفعول ایسا ہے کہ جسکے فاعل کا نام و نشان نہین اسواسطے
خود فاعل کا قائم مقام بنجاتا ہے اور فعل لازمی کبھی مجہول نہین آتا متعدی مجہول ہوگا غرضکہ ان پانچون مفعولونکے
سوا متعلقات فعل اور بھی ہین جیسے **حال** یعنے جو مفرد یا مرکب فاعل یا مفعول یا دونون کی ہیئت بیان کرے
جیسے زید روتا ہوا جاتا تھا اس مثال مین روتا ہوا زید کا حال ہے جو کہ فاعل ہے جانیکا اور جاتا تھا فعل یعنی ناتمام
اور زید اس حال کا ذوالحال ہوا فاعل مین جسکا حال بیان ہوا اوسکو ذوالحال یعنی حال والا کہتے ہین اور حال کبھی مرکب مفید بھی
ہوتا ہے جیسے زید کو بیٹے دیکھا اور اوسکا باپ کھڑا تھا اس مثال مین اوسکا باپ کھڑا تھا حال ہے اور مرکب مفید جسطرح
مثال اول مین روتا ہوا حال تھا وہ مرکب غیر مفید اور **تمیز** یعنے جس سے شک رفع ہو جیسے دو سیر مٹھائی دو سیر
مین شک تھا کہ کیا چیز مگر مٹھائی سے شک رفع ہوگیا اس لیے مٹھائی تمیز ہے اور جس شے سے تمیز ہوتی ہے
اوسکو ممیز کہتے ہین چنانچہ اس مثال مین سیر کا لفظ تھا اور جار مجرور کہ یہہ بھی ہمیشہ فعل کے متعلق ہوتے ہین
اور فعل خواہ کسی قسم کا ہو یعنی لغوی یا اصطلاحی یا معنی فعل یا مشابہ فعل لغوی و اصطلاحی کا بیان ہم پیشتر کر چکے
اور معنی فعل جیسے بس ہے اسکے یہہ معنی ہین کہ کفایت کرتا ہے ایسے نامونکو جو فعل کے معنے مین مستعمل ہوتے ہین
اسماے افعال کہتے ہین اور وہ جاری مجری یعنے فعل کے قائم مقام ہوکر فعل کے مانند فاعل اور مفعول چاہتے ہین

اور مشابہ فعل اسم فاعل اور اسم مفعول اور صفت وغیرہ کو کہتے ہیں اور کبھی فعل محذوف ہوگا مگر قرینے سے مقدر
مانا جاتا ہے اور جار و مجرور اوسکے ساتھ متعلق کئے جاتے ہیں جیسے کسی نے ایک شخص کو جاتے ہوئے دیکھا اور پوچھا
کہ کدھر اسکا یہہ مطلب ہے کہ تم کدھر جاتے ہو اسکے جواب میں اوسنے کہا کہ بازار یعنی میں بازار کو جاتا ہوں اور جملہ اسمیہ
میں کبھی خبر مقدم اور مبتدا موخر بھی لاتے ہیں جیسے احمق ہے زید احمق ہے خبر مقدم اور زید مبتدا موخر
پس خبر مقدم اب ہے مبتدا موخر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا علی ہذا القیاس **جملہ انشائیہ** وہ ہے کہ سننے والا
فائدہ تام ہو مگر اوسکے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہہ سکیں اسکی نو قسمیں ہیں **اول** امر جیسے پڑہو اچھا
خوش رہو وغیرہ دوم نہی جیسے شرارت مت کرو بری صحبت میں نہ بیٹھو وغیرہ مگر فی زماننا مت کا لفظ
بھی نہی کیواسطے متروک ہے **سوم** استفہام جیسے تم کہاں گئے تھے تمہارا نام کیا ہے یہہ کیا چیز ہے وغیرہ
چہارم تمنی یعنی ایسے جملے جنمیں کسی ممکن یا غیر ممکن چیز کی آرزو اور تمنا پائی جائے جیسے کیا خوب ہوتا جو ہم اڑ کر پہونچ
جاتے یا کیا اچھا ہو جو آدمی کے پر ہو جائیں وغیرہ پنجم ندا جیسے اے لڑکو ادہر متوجہ ہو وغیرہ ششم عرض
یعنی مخاطب کو کسی کام کے واسطے آمادہ و برانگیختہ کرنا جیسے تم کیوں نہیں محنت کرتے کہ تمکو انعام ملے وغیرہ
ہفتم قسم یعنے وہ جملہ جو قسم سے بنے اور قسم اوسکو کہتے ہیں کہ خود کسی چیز کو لازم کریں یا مخاطب کو کسی
بات کا یقین دلائیں خواہ وہ خدا کے نام سے ہو یا اور کسی متبرک شے اور عزیز چیز کے نام سے مثلاً یہ اسکی قسم میں
ثبوت نہ ہوگا یا بخدا کہ میں نمک حلال یا آپکے جان عزیز کی قسم کہ میں سچ کہتا ہوں وغیرہ جس چیز کی قسم کہاتے ہو
اوسکو مقسم بہ اور بعد اوسکے جو جملہ واقع ہوتا ہے اوسکو جواب قسم کہتے ہیں جیسے اوپر کی مثال میں خدا مقسم بہ
اور ثبوت نہ ہوگا جواب قسم ہے ہشتم تعجب جیسے واہ واہ بہت خوب ہے اور سبحان اللہ کیا کہنا وغیرہ نہم عقود یعنے
وہ جملے جو معاملات کے وقت بولتے ہیں جیسے کوئی کہے کہ میں کتاب بیچتا ہوں اور کوئی کہے کہ میں نے خریدی
تو یہہ دونوں جملے عقود اور انشائیہ ہیں اب سنو کہ اگر مضامین میں یا فاعل و مفعول وغیرہ ہونے میں
ایک کلمہ جو دوسرے کلمے کا شریک ہو اوسکو تابع کہتے ہیں اور اوسکی چھہ قسمیں ہیں اول تاکید اسکی دو قسمیں
ہیں لفظی اور معنوی **تاکید لفظی** لفظ کے کرر لانے سے ہوتی ہے یہہ تاکید اسم فعل حرف سب میں آتی ہے
اسم کی مثال جیسے زید آیا ہے زید پہلا زید متبوع ہے اور دوسرا تابع یعنی سننے والا شاید کسی اور کا آنا
سمجھا ہو یا اچھی طرح خیال نہ کیا ہو تو دوبارہ زید کہنے سے معلوم ہوا کہ آنیوالا زید ہے کوئی دوسرا نہیں
اور فعل کی مثال جیسے مارا مارا زید نے اور حرف کی مثال جیسے ہاں ہاں ہمنے کیا ہے اور **تاکید معنوی**
وہ ہے جو دوسرے لفظوں سے ہو جیسے زید خود آیا ہے اسمیں خود کا لفظ تاکید ہے علی ہذا القیاس دوم نعت
یعنی صفت سوم بدل اسکی چار قسمیں ہیں **اول بدل کل** جیسے کسی سے کہیں کہ اے شخص احمد تیرا بھائی

گھوڑا ہے احمد مبدل منہ ہے اور تیرا بھائی بدلِ کل ہوا یہان مبدل منہ اور بدل کے ایک ہی معنے ہین **دوم**
**بدلِ بعض** یعنے بدل اپنے مبدل منہ کا جزو ہو جیسے یہہ کتاب میننے اوسکا ورق پہاڑ ڈالا ہے یہان کتاب مبدل منہ ہے
اور اوسکا ورق بدلِ بعض اور مبدل منہ کا جزو ہے **سوم بدلِ اشتمال** جو مبدل منہ کا نہ کل ہو نہ جزو بلکہ متعلق ہو
جیسے یہہ کتاب اوسکا جزدان اچھا ہے یعنی جزدان نہ کتاب کا کل ہے نہ جزو بلکہ کتاب سے متعلق ہے **چہارم بدلِ غلط**
جو غلطی کے عوض واسطے صحت کے بولا جاے مثلاً بولنا منظور تہا کہ مدرسہ کو چلنا چاہیے اور بیساختہ زبان سے نکل گیا کہ گہر کو
بعد اوسکے صحیح بولنا کہا کہ مدرسہ کو چلنا چاہیے اس صورت مین گہر مبدل منہ ہوگا اور مدرسہ بدلِ غلط **چہارم عطفِ بیان**
یعنے جو ایک چیز کے دو نامون مین سے زیادہ مشہور ہو اور اوسکو عرف بہی کہتے ہین جیسے محمد جلال الدین اکبر شاہ
یعنی محمد جلال الدین معطوف علیہ اور اکبر شاہ عطفِ بیان ہے اور یاد رکہو کہ بدلِ کل اور عطفِ بیان مین بہت
کم فرق ہے **پنجم عطف بحرف** جیسے زید کا غلام اور اوسکا نوکر آیا ہے یعنی زید کا غلام معطوف علیہ اور اوسکا
نوکر معطوف ہے اسیطرح عطف جملہ کا جملہ پر یعنے مرکب کا مرکب پر بہی آتا ہے جیسے احمد آیا ہے اور محمود جاتا ہے یعنی
اول جملہ معطوف علیہ ہے اور دوسرا معطوف **ششم تابع مہمل** جو لفظ بے معنی صرف زینتِ کلام کے واسطے بولا جاتا ہے
جیسے روٹی ووٹی اور پانی وانی مگر یہہ اردو مین بہت مروج ہے اسکا قاعدہ یہہ ہے کہ کسی کلمہ کے حرفِ اول کو
واو سے بدل کر اس قسم کا تابع بناتے ہین اور واو پر وہی حرکت ہوتی ہے جو کلمہ کے حرفِ اول پر تہی جیسے
جزدان ونزدان اور کتاب وتاب اور قلم وقلم وغیرہ اور کبہی اور طرح سے بہی آتا ہے اے خرد برد ریسہ
یاد رکہنا چاہیے کہ **اول** مضاف بغیر مضاف الیہ کے جملہ کا جزو نہوگا **دوسرے** موصوف ہمیشہ صفت کے ساتہہ ہوگا
**تیسرے** معطوف علیہ کو ہمیشہ معطوف کی ضرورت ہے **چوتہے** موصول کہ صلہ کے ساتہہ ہوگا **پانچوین**
ذوالحال کہ حال کا محتاج رہتا ہے **چہٹے** اسم اشارہ کہ بدون مشار الیہ لفظی یا تقدیری کے نہوگا **ساتوین** مبدل منہ
کہ بدل کے ساتہہ ہوگا **آٹہوین** مشبہ بہ کہ مشبہ کے ساتہہ ہوتا ہے **نوین** مستثنی منہ کہ بغیر مستثنی کے نہین آتا
**دسوین** مفسر کہ ہمیشہ مفسَّر کے ساتہہ ہوگا **گیارہوین** عدد کہ اپنے معدود کے ساتہہ آئیگا **بارہوین**
ممیز کہ ہمیشہ تمیز کے ہمراہ واقع ہوگا **تیرہوین** مبین کہ ہمیشہ بیان کے ساتہہ ہوتا ہے **چودہوین** جار
کہ ہمیشہ مجرور کے ساتہہ ہوگا **پندرہوین** افعالِ ناقصہ کہ ہمیشہ اسم وخبر کو طلب کرتے ہین اور جملہ بہی چند
اقسام پر منقسم ہے چنانچہ جس جملہ سے کلام شروع ہو اوسکو **جملہ مفتتحہ** اور جسمین کسی چیز کی صفت ہو اوس کو
**جملہ وصفیہ** اور جو جملہ موصول کا صلہ واقع ہو اوسکو **جملہ موصولہ** اور کسی چیز کا حال واقع ہو تو **جملہ حالیہ**
اور بدل ہو تو **جملہ مبدلہ** اور تمیز پر مشتمل ہو تو **جملہ ممیزہ** اور کسی چیز کی تاکید ہو تو **جملہ موکدہ** اور کسی
چیز کی تفسیر ہو تو **جملہ مفسرہ** اور تشبیہ پر متضمن ہو تو **جملہ تشبیہیہ** اور جو ایک جملہ دوسرے جملہ پر عطف ہو تو

جملہ معطوفہ اور جملہ میں استثنا ہو تو جملہ استثنائیہ اور کسی چیز کی علت ہو تو جملہ علّیہ اور جملہ
میں شرط ہو تو جملہ شرطیہ اور جملہ میں سوال معلوم ہوتا ہو تو جملہ استفہامیہ اور جملہ جواب ہو کسی سوال
مقدر کا تو اوسکو جملہ مستانفہ اور ندا بہی میں ہو تو جملہ ندائیہ اور قسم پر شامل ہو تو جملہ قسمیہ اور کسی
چیز کے بیان پر مبنی ہو تو اوسکو جملہ مبینہ اور جو قبل و مابعد سے کچھہ علاقہ نہ رکہتا ہو تو جملہ معترضہ اور جو
ایک مضمون دوسرے مضمون کیطرف پہر جائیگا تو جملہ اضرابیہ اور اگر کوئی جملہ پہلے جملوں سے پیدا ہوتا ہو تو اوسکو
جملہ نتیجہ اور تعجب پر مشتمل ہوگا تو جملہ تعجبیہ اور جہڑکی ہو تو جملہ تہدیدیہ اور تنبیہ ہو تو جملہ تنبیہیہ اور
جو دو جملوں کا ایک معمول ہوگا تو جملہ متوافقہ اور جو دو جملوں کا مختلف معمول ہو تو جملہ متباینہ
اور جو امر و نہی پر مبنی ہوگا اوسکی تین قسمیں ہیں اگر بڑے کیطرف سے چہوٹے کو ہے تو اسصورت میں جملہ حکمیہ اور
برابر والیکے واسطے ہے تو جملہ التماسیہ اور چہوٹے کی جانب سے بڑے کی طرف ہو تو جملہ عرضیہ اور ایسطرح
جو کچھہ خدا سے کہے تو جملہ دعائیہ کہلاتا ہے بہر ورانہ روزگار نے شہزادۂ عالی وقار کو ہر جملہ کی مثال اور
ترکیب حسب دلخواہ سمجہادی خلاصہ یہہ کہ شہزادۂ بلند اقبال صرف و نحو بخوبی یاد کر چکا تو اوستاد والانژاد نے
ارشاد کیا کہ تمہے بڑے جہگڑے سے فرصت پائی اب منطق کی بہی کچھہ کیفیت دریافت کرو کیسی ضرورت کا کام ہے
حسن و قبح اور عیب و صواب انسان بغیر اسکے واقف نہیں ہو سکتا اس علم کے جاننے والوںکو متکلمین کہتے ہیں
جبتک انسان کو علم منطق میں دخل نہیں حیوانِ ناطق کا اطلاق اوسپر خطا ہے بلکہ حیوانِ صامت ہے ہرچند
منطق کوئی دینی علم نہیں لیکن حکیم ارسطاطالیس اوسکو سب علموں میں مستثنٰی کرکے اپنی تصنیف میں لکہا یوں ہی
کہتا ہے کہ اگرچہ بجہہ منطق خداگانہ علم نہیں ہے مگر اوسکو تحصیلِ علوم اور فصاحت و بلاغت اور سلاستِ بیان کیواسطے
ایک نہایت عمدہ وکار آمد معاون اور بہت اچہا چلتا ہوا اوزار سمجہنا چاہیئے اے شہزادۂ خرد پرور حضرت پروردگار نے
انسان کو وہ قوتِ ادراکہ عنایت فرمائی ہے جسمیں اشیا کی صورتیں اسطرح منقش ہوتی ہیں جسطرح آئینہ میں
لیکن آئینہ میں غیر محسوسات کے سوا کچہہ حاصل نہیں ہوتا اور قوتِ مدرکہ انسان میں صُوَرِ محسوسات و معقولات
دونوں جلوہ گر ہوتے ہیں محسوس وہ ہے کہ کسی حواسِ پنجگانہ ظاہری یعنی باصرہ سامعہ شامہ ذائقہ لامسہ سے دریافت
اور معقول وہ ہے جو حواس سے مدرک نہو اور جو صورت قوتِ مدرکہ انسانی میں کہ جسکو ذہن کہتے ہیں حاصل ہوتی ہے
وہ دو قسم پر منقسم ہے تصور یا تصدیق تصور وہ ہے کہ جو حکم سے خالی ہو مثلاً تصور زید یعنی فقط زید کا
ذہن میں لانا اور اگر اوسمیں حکم ہو تو وہ تصدیق ہے مثلاً زید عقلمند ہے حکم اوسکو کہتے ہیں کہ ایک
چیز کو دوسری چیز کے ساتہہ منسوب کریں جیسے زید اور خیر ہے اور عقلمندی اور چیز ہے مگر جب کہا کہ زید عقلمند ہے تو دونوں
میں نسبت پیدا ہوگئی اسیکو حکم کہتے ہیں حکم دو قسم ہے حکم بالایجاب اور حکم بالسلب ایجاب اثبات کو اور سلب نفی کو

کہتے ہین اور ایک چیز کی نسبت دوسری چیز سے خواہ بالایجاب خواہ بالسلب تین صورت پر ہے ایک نسبتِ **حملی** دوسری **نسبتِ اتصالی** تیسری **نسبتِ انفصالی** اور ان نسبتون کا دریافت کرنا تصدیق ہے اسکو حکم بھی کہتے ہین اور سوا اسکے دوسری چیز کا ادراک تصور ہوتا ہے اور یاد رکھو کہ تصدیق مین ہی تین تصور موجود ہین اول تصور منسوب الیہ کا جسکو محکوم علیہ کہتے ہین دوم تصور منسوب کا جسکو محکوم بہ کہتے ہین سوم تصور نسبتِ درمیانی کا جسکو نسبتِ حکمیہ کہتے ہیں مثلاً اس مثال مین کہ زید قائم ہے اول تصور زید کا کہ محکوم علیہ ہے ضرور ہوگا دوم تصور قائم کا کہ محکوم بہ ہے سوم تصور اوس نسبت کا کہ جو درمیان زید اور قائم کے موجود ہے جسکو نسبتِ حکمیہ کہتے ہین بعد ازان نسبتِ مذکور کا ادراک بروجہ ایجاب یا بصورتِ سلب حاصل ہوتا ہے لیکن تصوراتِ ثلثہ میں سے اہلِ تحقیق کے نزدیک کوئی بھی تصدیق کا جزو نہیں ہے اور تصور دو قسم ہے ایک وہ کہ جسکا حصول استعانتِ نظری و فکری کا محتاج نہو جیسے سیاہی و سفیدی اور حرارت و برودت کا تصور اور اس قسم کو **تصوراتِ بدیہی ضروری** کہتے ہین دوسری قسم وہ ہے جسکا حاصل ہونا محتاجِ نظری و فکری ہو جیسے روح اور فرشتون اور جنات وغیرہ کا تصور انکو **تصوراتِ نظری** کہتے ہین اسیطرح تصدیق بھی دو قسم ہے ایک **تصدیقِ ضروری** کہ محتاج نظری و فکری نہو جیسے تصدیق اسکی کہ آفتاب روشن ہے اور آتش گرم ہے دوسرے **تصدیقِ نظری** کہ جسکے حصول مین نظر اور فکر کی احتیاج ہو جیسے تصدیق اسکی کہ صانعِ عالم قدیم ہے اور عالم حادث ہے تصور نظری کو تصور ضروری سے اور تصدیقِ نظری کو تصدیقِ ضروری سے بطریق فکر اور نظر کے حاصل کر سکتے ہین اور وہ اس سے عبارت ہے کہ دوسرے تصورات یا تصدیقات سے ایک تازہ تصور یا تصدیق حاصل ہو جیسے حیوان کے تصور کو ناطق کے تصور سے ملا کر کہے کہ حیوانِ ناطق اس سے انسان کا تصور کہ جو پہلے حاصل نہ تھا حاصل ہوتا ہے اسیطرح تصدیق اسکی کہ عالم متغیر ہے ساتھ اس تصدیق کے کہ جو چیز متغیر ہے وہ حادث ہے جمع کر کے ایک نئی تصدیق حصول ہوتی ہے یعنی اگر کہے کہ عالم متغیر ہے اور جو چیز متغیر ہے وہ حادث ہے اس سے تصدیق اسکی کہ عالم حادث ہے حصول ہو جاویگی اہلِ منطق کی اصطلاح مین دوسرے تصورات سے جو تصور حاصل ہوتا ہے اوسکو **معرف** اور **قول شارح** کہتے ہین اور دوسری تصدیقات سے جو تصدیق حاصل ہوتی ہے اوسکو **حجت** اور **دلیل** کہتے ہین پس مقصود اس علم سے یہی ہے کہ معرف اور حجت کو سمجھنا چاہیے اور معرف و حجت فی الحقیقت معانی ہین کچھ الفاظ نہین مثلاً انسان کہ یہ حیوانِ ناطق کے معنے ہین پس لفظ سے غرض نہین بلکہ معنی سے مطلب ہے اور حدوثِ عالم کی حجت قضایاے مذکورہ کے معنی ہین نہ الفاظ اسصورت مین ہر چند الفاظ کی احتیاج نہین مگر چونکہ معانی سمجھنے سمجھانے کیواسطے عبارت و الفاظ

دلالت کا بیان

ربہ مین اسلئے واجب ہوا کہ دالِ بالفاظ پر دلالت سمال کے اعتبار سے نظر کرین اور دلالت وہ شے
ہے جسکے معلوم کرنے سے دوسری شے پر علم حاصل ہوتا ہے اور جو لفظ جس معنی کیواسطے موضوع ہوا اگر اوسپر
دلالت کرے تو اوسکو دال بالمطابقت کہتے ہین جیسے لفظ انسان کہ حیوانِ ناطق پر دلالت کرتا ہے
بس حیوانِ ناطق لفظِ انسان کے تمام معنی ہین اور جو لفظ جزء معنی پر دلالت کرے اوسکو دال بالتضمن کہتے ہین
جیسے لفظ انسان کے معنے مین دو جزء ہین اول حیوان دوم ناطق اور جو لفظ اوس معنی پر دلالت کرے
جو اوسکے معنی موضوع سے خارج ہو مگر اوس لفظ کیواسطے لازم پڑے اوسکو دال بالالتزام کہتے ہین
جیسے علم وصنعت کی قابلیت لفظِ انسان کیواسطے غرضکہ ہر چیز کی اوس حالت کو دلالت کہتے ہین جسکے
دوسری چیز پر علم حاصل ہو شئ اول کو دال اور شے دوم کو مدلول کہتے ہین اور وضع ایک شی
دوسری شے کے ساتھہ خاص کرنا ہے اسطرح پر کہ شے اول شئے ثانی سے حاصل ہو پس وضع بھی
ایک سبب ہے اسبابِ دلالتِ وضعیہ سے اور وضع کو اوسمین دخل ہے اور یاد رکھو کہ دلالتِ وضعیہ کبھی
الفاظ مین ہوتی ہے جیسے لفظِ انسان کہ حیوانِ ناطق پر دلالت کرتا ہے اور کبھی غیر الفاظ مین بھی پائی
جاتی ہے جیسے دلالتِ خطوط اور اشارات کہ خط اوسکے وجود سے معنی سمجہہ مین آجاتے ہین دوم دلالت
جیسے کسی دیوار کے پس پشت سے کوئی لفظ سنا جاے تو وہ وجودِ لافظ پر دلالت کرتا ہے اور کبھی دلالت عقلیہ
غیر الفاظ بہی ہوتی ہے جیسے دلالت مصنوعات کی وجودِ صانع پر سوم دلالتِ طبعیہ جیسے
اح اح کی کہانسی پر یعنی اگر کوئی اح اح کریگا تو معلوم ہوگا کہ یہہ کہانستا ہے اور غیر الفاظ مین پائی
جاتی ہے جیسے غضب کی حالت مین رنگ سرخ ہو جانا اور شرمندگی کے وقت زردی کا مونہہ پر
مگر ان سب دلالتون مین دلالتِ لفظیہ وضعیہ سب سے زیادہ معتبر ہے اور لفظ دو قسم ہے مفرد
اور مرکب اور کبھی ایک اعتبار سے مفرد ہوتا ہے اور دوسرے اعتبار سے مرکب جیسے عبداللہ کہ باعتبار
ہونیکے مفرد ہے یعنی ایک شخص کا نام ہے اور باعتبار اضافت کے مرکب ہے یعنی مضاف اور مضاف الیہ

کلیات کا بیان

لفظِ مفرد دو قسم ہے مفردِ کلی اور مفردِ جزئی خلاصہ یہہ ہے کہ مفرد کلی سے نکرہ مراد ہے اور مفرد جزئی سے
معرفہ اب پھر سنو کہ مفردِ کلی دو قسم ہے ایک کلی ذاتی دوسرا کلی عرضی کلی ذاتی وہ ہے کہ جو اپنی حقیقت پر
خارج نہو جیسے لفظِ حیوان بہ نسبت انسان کے کلی ہے اور افراد حیوانات اوسکے جزئیات ہین اور کلی عرضی
اوسکے برخلاف جیسے لفظِ ضاحک بہ نسبت انسان کے یعنی انسان نفسہ ضاحک ہے برخلاف دوسرے افراد
حیوانات کے اور یاد رکھو کہ کلی ذاتی پانچ قسم ہے جنس نوع فصل خاصہ عرضِ عام جنس کی
حیوان کہ سب حیوانات اور انسان پر اسکا اطلاق ہوسکتا ہے نوع کی مثال انسان یعنی آدمی کہ

اور حمار اور بکر وغیرہ پر سوا حیوانات کے اطلاق ہو سکتا ہے فصل کی مثال ناطق یعنی باتیں کرنے والا کہ سبب سے انسان کی تمیز ہو سکتی ہے خاصہ کی مثال ضحک یعنے ہنسنا کہ انسان میں بالخاصیت موجود ہے اور حیوانات میں نہیں عرض عام کی مثال مشی یعنی چلنا کہ کل انسان اور اکثر حیوانات کی نوع میں موجود ہے اور معلوم رہے کہ لفظ مرکب بھی دو قسم ہے مرکب تام اور مرکب غیر تام مرکب تام وہ ہے کہ سکوت اوسپر صحیح ہو اور مخاطب کو انتظار نہ رہے جیسے زید قائم ہے پس زید مبتدا اور قائم خبر ہے مگر اہل منطق کی اصطلاح میں مبتدا کو محکوم علیہ اور موضوع اور خبر کو محکوم بہ اور محمول کہتے ہیں اور مرکب غیر تام کہ سکو مرکب ناقص بھی کہتے ہیں وہ ہے کہ متکلم کا سکوت اوسپر صحیح نہو جیسے مرکبات دو اسم یا دو فعل یا دو حرف کا اور حکماے منطق کی اصطلاح میں معرف چار قسم ہے اول حدِ تام کہ جنس قریب اور فصل قریب سے مرکب ہوتی ہے جیسے حیوان ناطق دوم حد ناقص کہ جنس بعید اور فصل قریب سے مرکب ہوتی ہے جیسے جسم ناطق سوم رسم تام کہ جنس قریب اور خاصہ سے مرکب ہے جیسے حیوان ضاحک چہارم رسم ناقص کہ جنس بعید اور خاصہ سے مرکب ہے جیسے موجود ضاحک اور یہ چاروں مثالیں انسان کی تعریف میں ہیں اسے خرد پرور تصورات میں الفاظ و معانی سے بحث ہے اور تصدیقات میں قضایا کہ جو کہ قضایا سے الفاظ و معانی کے ذہن میں اس واسطے اول تصورات کا بیان کیا گیا اب تصدیقات کا حال سنو غرض یہ ہی خلاصہ ہے کہ تصدیقات میں پانچ بحث ہیں بحثِ اول قضایا میں معلوم کرنا کہ قضیہ تین قسم ہے حملیہ اور شرطیہ متصلہ اور شرطیہ منفصلہ اور ان تین قضیوں میں ہر قضیہ [illegible] اگر دو لفظ مفرد ہیں اوسکو قضیہ حملیہ کہتے ہیں جیسے زید قائم ہے پس زید اور [illegible] [illegible] مفرد ہیں اور قضیہ شرطیہ متصلہ دو قضیوں پر مشتمل ہوگا اسیطرح قضیہ شرطیہ [illegible] اور بحث دوم تناقض میں اور وہ عبارت ہے دو قضیوں کے اختلاف سے کہ [illegible] اور جہت اور ایجاب و سلب میں اور بحث سوم عکس کے بیان میں عکس اوس سے عبارت ہے [illegible] موضوع اور محمول کو موضوع کرتے ہیں اس طرح کہ ایجاب و سلب اور صدق و کذب اپنی حالت [illegible] برقرار رہیں بحث چہارم حجت کے بیان میں حجت تین قسم ہے اول قیاس یعنی حال کلی سے [illegible] جزئی پر دلیل ثابت کرنی دوم استقرا یعنی حال جزئی حال کلی پر ثبوت دلیل سوم تمثیل [illegible] دو سرے حال جزئی کے معنی میں شراکت باہمی پیدا کرنے کے لئے دلیل لانی پس [illegible] اور قیاس مفید یقین ہوتا ہے اور تحصیل تصدیقات باب میں قیاس بہت [illegible] [illegible] پنجم [illegible] ان میں قیاس دو قسم ہے قیاس اقترانی اور قیاس استثنائی قیاس [illegible] وہ [illegible] نتیجہ بالبعض نتیجہ بالفعل مذکور ہو جیسے اگر یہ آدمی ہوگا حیوان ہوگا لیکن آدمی [illegible] حیوان ہے پس آدمی ہوگا اور قیاس اقترانی وہ ہے

ہے نتیجہ باعتبار نتیجہ بالفعل موجود نہین ہوتا جیسے سب انسان حیوان ہین اور سب حیوان حساس ہین
اسکا نتیجہ یہہ کہ سب انسان حساس ہین مقدمات قیاس مین مذکور نہین ہے الغرض تمام علم منطق کی کیفیت بیان
اُس نے تشخیص کرکے علم اخلاق بھی بخوبی تعلیم فرمایا خلاصہ یہہ ہے کہ چھہ مہینے کا عرصہ منقضی ہوا اور وہی روز
امتحان پیش آیا اس مدت مین جسقدر علم کی آمدنی اور محنت کا خرچ ہوا تھا شہزادہ نے اوستاد کی خدمت مین
پیشتر سے اوس کا حساب پاک کر دیا تھا صبح کو شہریار عرش وقار نے وزیر عالم کو
فرزانۂ روزگار کی خدمت مین روانہ کیا اور دربار دربار مین باوقعہ ما ما

## امتحانِ دوم

### مؤلف

اوس بلبل خوش نوا کے چمن مین حسنتک گل بالاتے | اعضار بسیط بہار دامن ہزار دل اوسکا امر

حسب الطلب سلطانِ عالی نسب وخسروِ والا حسب خردپرور صاحب ادب اور فرزانہ روزگار روشن ضمیر
بہ دستور المعظم شعور سخن پرس بارگاہِ عالی مین جلوہ فرما ہوے بادشاہ صلابت نے بدستورِ قدیم اعزاز و تکریم کی
سریر امامین پھر فرمایا کہ اے خرد پرور اس عرصہ مین کیا کیا باتین حاصل ہوئین اول بیان کرو پھر سوال
کیا جائے شہزادہ دانا دل نے عرض کی کہ حضور سلامت اس کنیز نے پہلے علم صرف ونحو مین کوشش بلیغ کی ہے
بادشاہ نے کہا کہ صرف کسے کہتے ہین اور نحو کسکا نام ہے شہزادہ نے بیان کیا کہ صرف ام العلوم ہے
اس مین کلمہ سے بحث کیجاتی ہے اور نحو مین کلام سے اس گفتگو کے اثنا مین ایک عالم جید جو وہان
بیٹھا بولا کہ اے شہزادہ عالیجناب میرا ایک سوال ہے اور تم خوب جانتے ہو کہ دنیا مین جو بات انسان کے
منہ سے برآمد ہوتی ہے وہ تین قسم ہے یا اسم یا فعل یا حرف پس اگر مفرد ہے تو وہ کلمہ کہین گے اور وہ صرف سے
متعلق ہوگا اور اگر دو تین کلمے باہم ملین پس وہ مرکب مفید ہوگا یا غیر مفید اسکی ترکیب نحو سے متعلق ہے
شہزادہ نے کہا مولانا یہہ جو آپ نے بیان کیا اسکو تو مبتدی بھی جانتے ہین مگر مطلب کی بات ارشاد کیجیے
کہ مین جواب گذارش کرون اوس عالم دانا نے کہا کہ میرا سوال یہہ ہے **سوال** شہزادہ کونسا کلمہ ہے جسمین
یہہ تینون صفتین موجود ہون کہ باعتبار کیفیت معنی کے وہی کلمہ اسم بھی ہو اور فعل بھی ہو اور حرف بھی ہو
ہر ایک پر عالم حیرت طاری ہوا کہ آجتک اسطرحکا سوال علم صرف ونحو مین کبھی نہ سنا تھا مگر شہزادہ نے اوسیوقت
یہہ جواب دیا **جواب** مولانا یہہ کلمہ وَز ہے یعنی جس وقت بیچ یا درمیان کے معنی مین آیا حرف ہے اور جب وہ
مصدر سے امر بنایا گیا فعل ہے اور دروازے کے معنی مین بھی کلمہ اسم بھی ہے مگر بڑا تعجب ہے کہ حضرت نے دو معنی

اور بیان نہ کین یعنی وہی کلمہ نہ اسم ہو نہ فعل ہو نہ حرف اور وہی کلمہ مہمل بہی ہو اوس عالم نے کہا یہہ کیونکر
ہو سکتا ہے خرد پرور نے جواب دیا کہ حرف کی یہہ صفت ہے کہ دوسرے کلمے سے ملائے بغیر معنی اوسکے مفید مطلب
ہو سکین مگر جسوقت صرفیون کی اصطلاح مین زائد کہلاتا ہے اوسدم نہ اسم کے معنی دیتا ہے نہ فعل کے نہ حرف کے
اور جو کلمہ کچہہ معنی نہ رکہتا ہو وہ مہمل کہلاتا ہے اسطرح پر کہ حرف ہے اوپر اور پر کے معنی میں اور اسم ہے ثمر
و میوہ اور آغوش و بغل کے معنی مین اور فعل ہے پرون سے مقید کے امر حاضر ہونیسے اور زائد بہی آتا ہے پس
پانچ صفتین اس کلمہ مین موجود ہین یہہ سنتے ہی ہر طرف سے شور تحسین بلند ہوا اور صرف و نحو کا اسقدر امتحان
فیصلہ ہوگیا پہر شہزادہ نے کہا کہ مینے بعد اسکے علم منطق تحصیل کیا اتنے مین اون چارون وزیرون مین سے
وزیر اول نے کہا کہ **شکل بدیہی الانتاج** جو منطق کی **شکل اول** ہے اوسکی کیفیت بیان فرمایئے
شہزادہ نے کہا کہ سنئے شکل مرکب ہوتی ہے دو قضیون سے قضیہ اول کو صغری اور قضیہ دوم کو کبری اور
نتیجہ کے موضوع کو اصغر اور نتیجہ کے محمول کو اکبر اور جو لفظ دونون مقدمۂ قیاس یعنی آخر صغری اور وسط
کبری مین مکرر ہوتا ہے اوسکو حد اوسط کہتے ہین اور اسیطرح محکوم علیہ کو قضیۂ حملیہ میں موضوع کہتے ہین
اور محکوم بہ کو محمول اور جو لفظ کہ نسبت حکمیہ اور حکم پر دلالت کرے اوسکو رابطہ کہتے ہین اور قضیۂ شرطیہ
مین محکوم علیہ کو مقدم اور محکوم بہ کو تالی کہتے ہین مثلاً ہم کہین کہ سب انسان حیوان ہین اور سب
حیوان صاحب حواس ہین اس مثال مین انسان کو اصغر اور صاحب حواس کو اکبر اور حیوان کو اوسط
کہتے ہین اور مقدم اول اس قیاس کا کہ سب انسان حیوان ہین اس مقدمہ کو صغری کہتے ہین اور
مقدمہ دوم اس قیاس کا کہ سب حیوان صاحب حواس ہین اس مقدمہ کو کبری کہتے ہین اور جب حد اوسط
دور کرتے ہین تو شکل سے نتیجہ حاصل ہوتا ہے یعنی کل انسان صاحب حواس ہین اور **شکل اول** کہ جسکو
بدیہی الانتاج کہتے ہین یہہ ہے کہ اوسط محمول ہو صغری مین اور موضوع ہو کبری مین جیسے کل انسان
حیوان ہین اور کل حیوان جسم ہین پس نتیجہ یہہ ہے کہ کل انسان جسم ہین پہر **وزیر دوم** بولا کہ **شکل دوم** کا
بیان فرمایئے خرد پرور نے کہا دوسری شکل یہہ ہے کہ حد اوسط اوسکی صغری و کبری دونون مین محمول ہو
جیسے سب انسان حیوان ہین اور کوئی پتہر حیوان نہین ہے پس نتیجہ اسکا یہہ ہے کہ کوئی انسان پتہر نہین ہے
پہر **وزیر سوم** نے کہا کہ **شکل سوم** کی کیا کیفیت ہے شہزادہ نے جواب دیا کہ تیسری شکل یہہ ہے
کہ حد اوسط اوسکی موضوع ہو صغری اور کبری دونون مین جیسے سب انسان حیوان ہین اور سب انسان
ضاحک ہین پس نتیجہ اسکا یہہ ہے کہ بعض حیوان ضاحک ہین پہر **وزیر چہارم** نے کہا کہ **شکل چہارم** کی
صورت کیا ہے شہزادہ نے کہا کہ حد اوسط اوسکی موضوع ہو صغری مین اور محمول ہو کبری مین جیسے

بار بار انگڑائیان نلے اپنے اعضا اور ریش و بروت سے بازی کرے محفل مین سو جاے اور جب
دو پہر سو جاین تو ہرگز بیدار نرہے اور نہ بہت سونا اختیار کرے سحر خیزی کی عادت رکھے نیک صحبت قبول
کرے فسق و فجور سے باز رہے صبر کرے فضولی چھوڑ دے دیانت و امانت کا شیوہ مد نظر رکھے ہمیشہ قائم مزاج
رہے تماشگاہی ہرگز نکرے خرچ آمدہ سے زیادہ مناسب نہین **شعر** ہر احوالِ آنکس بباید گریست کہ دخلش
بود نوزدہ خرچ بیست + **حکمتِ منزلی کی قسمِ دوم** وہ ہے جو دوسرون کے ساتھہ لازم آتی ہے اوسکی
آٹھہ قسمین ہین **اول** والدین انکی خدمت فرض جان تعظیم و تواضع ہر حال مین نگاہ رکھہ بزرگون سے زبان اوری
اونکی رضاجوئی مین مصروف رہو ہر وقت ادب سے پیش آ بے ادبی اور گستاخی نکر اونکی بات نصیحت جان کر
یاد رکھہ **دوم** آقا اپنے حاکم اور مالک کے حضور مین جھوٹ نبول کہ دروغ کو فروغ نہین ہر وقت اوسکی تعظیم و توقیر کر
جو بات آقا کی زبان سے نکلے اوسکو دل سے سن اور بجا لا اگر اوسنے تیرے حق مین کسیطرح کا نقصان تصور کیا ہو
اوسکی شکایت نکر بلکہ مشکور رہو شرم رکھہ حد ادب سے قدم باہر نہ نکال عنایت پر مغرور نہو سخن بر محل کہو اور دیانت
و امانت رہو **سوم** دوست دانا دوست قبول کر اور سود و زیان مین دوست کو امتحان کر اگر دوست
ہاتھہ آجاے اوس سے دل صاف رکھہ اور دوستی مین اپنا مطلب طلب نکر **چہارم** برادر بھائیون کو عزیز رکھہ
اور اپنا بھائی جان مہمان کی خدمت کر اور جو بات اپنے لئے ناپسند کرے دوسرون کیواسطے بھی پسند
کسی کی دلشکنی جایز نرکھہ وعدہ وفا کر خوشخو رہو نیک صحبت اختیار کر حوصلہ فراخ اور ہمت بلند رکھہ **پنجم**
زوجہ رازِ دل عورت سے نکہو دلبری اور رضاجوئی عورت کی ہر دم ملحوظ رکھہ اپنی ہیبت ہر حال مین اوسکے
دل پر برقرار رہنے دے ایسا نہو کہ بیخوف ہوجاے گہر کے کامون مین اوس سے مصلحت طلب کر زیادہ اختیار نہ دے
زنِ فاحشہ کی صحبت سے محفوظ رکھہ **ششم** فرزند اولاد کے روٹی کپڑے کا خبرگیران رہو تحصیلِ علم سے
فرصت نہ دے صحبت بد سے بچا اسقدر مہلت نہ دے کہ بے شرم ہوجاے گستاخ نہ بنا بے ادب نکر ہر وقت اوسکی
احتیاط لازم ہے **ہفتم** نوکر ملازم معتبر پیدا کر عفو کی عادت اختیار کر نوکر سے بدگمان نہو اوسکو اپنے اعضا کی
طرح دوست رکھہ جو کام اوسکے لائق نہو ہرگز اوس سے نہ لے اگر کوئی قصور سرزد ہو تو حتی القدور معاف کر
مگر اسقدر سر پہ نہ لگا کہ بیخوف ہوجاے **ہشتم** غلام غلام کو نظر کے روبرو رکھہ اونکی پرورش کا خیال دل سے
باہر نکر اگر باوفا ہے تو اپنے عضو جسمانی کیطرح آرام سے رکھہ اور جو بیوفا ہے تو آزاد کر کہ ایک نہ ایک روز
فساد کریگا اور نہایت ضروری واجبات سے ہے کہ فقیرونکی خبرگیری اور رعیت کی رعایت اور مہمانکی تواضع
اور خلقِ عام ہمیشہ اپنا شعار کر **شعر** آسایشِ دو گیتی تفسیر این دو حرف است + با دوستان تلطف با دشمنان مدارا
**حکمتِ منزلی کی قسمِ سوم** احوالِ ملکی ہے یعنے اوس سرکار پابند ہونا اور اونکے پند و نصایح پر عمل کرنا حکیمونکے

قول ہے انتہا بہت اور اسقدر مشہور و معروف کہ بیان کی حاجت نہیں ہے اس گفتگو میں ایک نے نصیحت
سے کہا کہ اے شہزادہ نیر ہوش بہلا آپنے علم اور اخلاق کی ایک شاخ کا بیان کیا ہم یہہ سوال کرتے ہیں کہ وہ درخت
کیسا ہے اور اوسکی جڑ کیا ہے اور دوسری شاخین کونسی ہیں اور اوس درخت کا پہل کیا ہے شہزادہ نے کہا کہ وہ
درخت وہ درخت ہے جسکی تعریف آپنے سنی ہوگی کہ اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء اس درخت کی جڑ یہہ
اور ہے ترس صدق حقیقی اور دوستی اسکی واسطے ریاکاری و نیک ہے کہ اسکو کہا جاتا ہے اور وہ جڑ گرم و نمو
ہیں پہونچے پانی صدق و اخلاص اسکے لیئے بمنزلہ آبیاری ہے پس شاخ در شاخ یہہ درخت بلند سطح ہوتا
جاتا ہے کہ عبادت کے ساتھ اخلاص ہو اور اخلاص کے ساتھ دعا اور دعا کے ساتھ عاجزی و تضرع اور صبر کے
ساتھ شکر و یکسانی اور شکر کے ساتھ رضا و تسلیم اور رضا کے ساتھ تفکر و سپاس تحقیق اور شکر کے ساتھ توکل تمام مرتبہ

نظم

| | |
|---|---|
| علم و عقل و فضل و دولت زور و زر | ان پر اسے نادان ہرگز تکیہ کر |
| جو کوئی مرد توکل پیشہ ہے | پہر اوسے کس بات کا اندیشہ ہے |

حضرت میں درخت اخلاق کی بہت شاخیں ہیں چنانچہ اون میں سے ایک حیا ہے

مؤلف

| | |
|---|---|
| دل جو گرد گناہ سے جدا ہو گیا | آئینہ نور خدا ہو گیا |

اور ایک عفت ہے یعنی حرامکاریسے دامن آلودہ نکرنا اور ایک آداب ہے یعنی ہر ملون اور بیہودہ قولوں سے اجتناب کرنا

مؤلف

| | |
|---|---|
| ہم خدا سے ہیں طلبگار ادب | بے ادب پر ہو نہ ہرگز فضل رب |

اور ایک بلند ہمتی ہے پست ہمت ہمیشہ مقصد سے محروم رہتا ہے اور عالی حوصلہ بہت جلد مقصود پر کامیاب
ہو جاتا ہے اور ایک جہد و جہد ہے یعنی ہر کام میں بدل و جان کوشش کرنی مگر یہہ صفت ہمت عالی کی تابع
و مطیع ہے اور ایک عدالت ہے اور ایک احسان ہے اور ایک عفو ہے اور ایک حلم ہے اور ایک خوش خلقی
اور ایک نرمی و دلجوئی ہے اسیطرح سخاوت اور شجاعت اور تواضع اور امانت و دیانت اور صدق
و راستی اور آہستگی و تأمل اور ادائے حقوق اور نیک مردوں کی صحبت اور شریروں کا تدارک اور غیرت اور استغنا
اور ایفائے وعدہ اور دوست کو غنیمت جاننا اور افشائے راز نکرنا یہہ سب اوسی درخت کی شاخین ہیں اور
پہل اسکا یہہ ہے کہ پروردگار خوشنود و رضامند ہو اور فائدہ اوس پہل کا یہہ ہے کہ دنیا و عقبی کا فائدہ حاصل
اور بادشاہوں کے واسطے جو اخلاق درکار ہیں اونکا بیان بہت طول طویل ہے۔ نوشیروان عادل کے

وزیر اعظم حکیم بزرجمہر کا یہہ قول ہے کہ بادشاہ کیواسطے گیارہ باتیں ضرور ہیں جنکو ملازم رکھنا کہتے ہیں اول خشم و غصہ سے احتراز کرنا مگر چونکہ ریاست کو سیاست لازم ہے پس قہر بحد اعتدال ہو اسکا نام عدل ہے اور جو مجرم عذر کرے اوسپر سیاست نکرنا اسکا نام عفو ہے دوم صداقت و راستی سوم دانشوروں سے مصلحت لینی اور عقلمندوں سے صحبت رکھنی چہارم تواضع اور فروتنی اختیار کرنی پنجم قیدیوں کے حال سے خبردار رہنا اور قید کا سبب تحقیق کرنا ششم دزدوں اور چوروں اور رہزنوں سے راہ کی حفاظت رکھنی ہفتم سیاست بمقدار جرائم یعنی چوروں اور رہزنوں اور مفسدوں اور فتنہ انگیزوں اور ظالموں اور خائنوں اور غمازوں اور مفتریوں اور جسارت کرنے والوں کو سیاست لازم ہے تاکہ دوسروں کو عبرت حاصل ہو اور جو کبھی حسب اتفاق بیک بخت کوئی خطا واقع ہو تو اوسکا عذر قبول کرنا بہتر ہے

**مؤلف**

گنہگار کوئی جو مانگے پناہ — تو لازم ہے کر عفو اوس کا گناہ
جو سمجھائے تو او نہ مانے وہ بد — تو بس ہے سزاوار زندان و بند
اگر دو تین باتیں ہوں کچھ بعید — اور گہیرا اوسکو وہ ہے درخت پلید

ہشتم سپاہ کو آراستہ و پیراستہ اور سامان جنگ و ہتیار اور لڑائی کے ہتیار موجود رکھنا نہم اپنے قبائل اور عزیزوں کی رعایت کرنی دہم جاسوس مخبر اور ہرکارے تعین فرمانا یازدہم ارکان سلطنت اور ارباب خدمت کے حال پر نظر عنایت رکھنی اور قدیمی نوکروں میں سے بعلت ضعف پیری اگر کوئی خدمت سے معذور ہے اوسکا حق فراموش نکرنا اور ہوشنگ بادشاہ کی یہہ چودہ وصیتیں نہایت کار آمد ہیں پہلی وصیت جسکو بادشاہ جہاں پناہ اعزاز و سربلندی عطا فرماتے اوسکو کسی کے کہنے سے یکبارگی ذلیل نکرے کسلئے کہ حاسد بہت ہوتے ہیں دوسری وصیت بحث طلب اور مفتری کو محفل میں بار نہ دیں اور جب کوئی شخص ایسا معلوم ہو تو فوراً دربار سے بلکہ شہر سے بلکہ ملک محروسہ سے خارج کردیں تیسری وصیت ارکان دولت اور بندگان خیر خواہ کی دلدہی میں مصروف رہیں اور اونکی آزردگی کیصورت خاطر میں نہ لائیں چوتھی وصیت دشمن ہرچند دوستوں کی صورت بناکر خوشامد کرے لیکن اوسکے فریب میں نہ آئیں اسواسطے کہ جب دشمن ضعیف مقابلہ نہیں کرسکتا تو دوستی کے لباس میں دشمنی کرتا ہے پانچویں وصیت جب کوئی مقصد حاصل ہو اوسکی نگہبانی ضرور ہے ایسا نہ ہو کہ بسبب غفلت کے گوہر مقصود ہاتھ سے جاتا رہے اور حسرت و افسوس باقی رہجاتے چھٹی وصیت کاموں کے سرانجام دینے میں جلدی اور تعجیل نکریں بلکہ غور و تامل ضرور ہے ساتویں وصیت ہر کام تدبیر کے ساتھہ کرنا لازم ہے گو مراد سے کچھہ ہی حاصل

نہین ہے تا ہو وین ریاست شان ہت اور کینہ دار ان بان مسار و چنان اولی حرب تابی برنفسہ دو وین ریاست عفو کی عادت
یعین اور دو مون کو تہوڑی خطا پہ سزا دیں بلکہ نصیحت دلا کر در گزر کرین کیونکہ محبت کیسا تھ وہ آزاد ہونگے و دوبارا لگا تاب

مولف

| | |
|---|---|
| تو جو بدی کرے نہ سمجھنا کہ وہ بدی | گر وہ تق کرے معاف زمانہ رہا کرے |
| اقوال بد مین فرض ترے روزگار بر | جسوقت جس زمانہ مین چاہے ادا کرے |

کیا رہو وین ومیت ہر شخص کو اوس کی لیاقت کے موافق منصب و خدمت عطا کرین ۱۲

شعر

| | |
|---|---|
| بو رباماں گرچہ باشد دست | نرزد حق بہ کار گاہ حسبہ بر |

ا رہو بہ ومیت بردباری وثابت قدمی سے اپنا حال آراستہ و پیراستہ کرین

مولف

| | |
|---|---|
| کی جو کسی شخص نے بدی تجھسے | اوس کا بدلا بدی تو ہے آسان |
| مرد گر ہے تو اوس سے کر نیکی | جو کہ تیری بدی کا ہو خواہان |

صاحب حلم کے جن نشان مین ایک یہہ کہ جو اوسکے ساتھہ سختی کرے یہہ اوس سے بہ نرمی پیش آئے دوسرے
شدت غضب کیوقت سکوت اختیار کرے تیسرے عذر قبول کرے اور گناہ معاف فرمائے تیرہوین ومیت
جو شخص امین ومعتمد ہو اوسکو ملازم رکہین مکارون اور خیانت کرنیوالون سے احتراز لازم ہے چودہوین ومیت
یہہ ہے کہ صبر سب وصیتون کا اختتام ہے یعنی چاہئے کہ محنت روزگار اور انقلاب چرخ دوار سے دامن ہمت
عبار ملال نہ بیٹھے اور آئینہ استقلال پر گرد اضطراب نہ جمے بلکہ ہر حال مین خوش وخرم رہین کسواسطے کہ مرد
غافل ہمیشہ اندیشہ وہمیشہ دور دراز مین مبتلا رہتا ہے اور اوسکی روشنی طبع اوسکے حق مین خود بلا بنجاتی ہے اور
نیجمہ حاصل ہوتا ہے اوسکی اوقات عبث گذرتی ہے اور زمانہ کا یہی قاعدہ ہے کہ فلک سفلہ پرور ہمیشہ اہل
کمال اور صاحب ہنر کو ذلیل رکہتا ہے اور جاہلون اور بے ہنرون کی ترقی مین شب روز سرگرم رہتا ہے جناب والی
سکندر رومی نے ایکروز دربار آراستہ کیا اور حکیمون کو حکم دیا کہ تم مین سے ہر ایک شخص جداگانہ ایک
ایک پندنامہ نصیحت وحکمت آمیز تحریر کرے تا بروقت احتیاج کار آمد ہو چنانچہ حسب الحکم جہاندیدہ ان حکیم
ارسطاطالیس اور افلاطون اور بقراط نے علٰحدہ علٰحدہ خرد نامہ نگارش کیا اور شہنشاہ گیتی پناہ اوسکو آئین جہانداری
تصور کرکے ہمیشہ اوسپر کاربند رہا اور روز بروز سلطنت کو ترقی ہوتی گئی خرد نامہ ارسطو حکیم یہہ ہے
اے سکندر دلکو نوید دانش سے معمور فرما بے تمیزوں کے اختلاط کر جسوقت کوئی مشکل اور مہم در پیش ہو تو

دامانِ سنگلاخ سے استعانت ضرور ہے ہر نعمت و فیروزی کے نائل ہوتے ہر سجدۂ شکر سے پیشانی کو
نورانی کر اپنے زور و زر پر مغرور نہو اور خداوندِ زبردست سے ہمیشہ ڈرتا رہ لازم ہے ہر روز بمقتضٰی النصاح
چشمِ بد کی محافظت کیواسطے سپند کو آتش پر بخور کر حسد کو دلمین اور حاسد کو محفل میں راہ مت دے سینے کے
آئینہ کو کینہ کے زنگ سے صاف رکھ اگر اتفاقِ وقت سے ایسا موقع بھی آجاوے تو کینہ دل کسی پر
ظاہر نکر کیونکہ بہتون کو سزا دینے کا آئین انصاف سے بعید ہے نیکی پر راغب ہو بدی سے حذر کر سفلہ پروری
اختیار نفرما نیکون کی عزت و حرمت زیادہ کر بد اصل کی پرورش خوب نہین کہ سانپ اور بچھو کا
پالنا نہایت ناپسند ہے بزرگون کی صحبت اور خردمندون کی ہمنشینی قبول کر ہر شخص جس لائق ہو اوسکے
ساتھہ اوسی کام کا مشورہ کر اگر قصد کارزار ہے تو شیر دلانِ صف شکن اور بہادرانِ جنگ آزما سے مصلحت
ضرور ہے کہ خود فروشی سے جواہر فروشی ممکن نہین بدمزاجون کے ساتھہ درشتی سے پیش آ جو دشمن قوی ہو اوسکو
ملائمت و نرمی سے قبضہ مین لا اگر دو شخص متفق ہوکر تیری بدخواہی پر کمربستہ و مستعد ہون اور تجھکو
مقابلہ کی تاب نرہے تو ایسی چال چل کہ باہم دونون آمادۂ جنگ ہوکر آپسمین لڑ مرین اور تو تماشا دیکھہ
ہر وضیع و شریف کو حسبِ لیاقت رتبہ عنایت کر جس شخص کے پاس قاصد بھیجنے کی ضرورت ہو تو اوسکا مجلس دانا
تجویز کر کہ غیبت مخلِ صحبت ہے دشمن کبھی شیرین زبانی سے مسخر ہوتا ہے اور کبھی احسان سے اور کبھی
بخششِ سیم و زر سے مگر جبکہ اس درجہ سے تجاوز کر جاوے اوسوقت تو بھی مستعدِ جنگ ہو لیکن باطن مین
صلح کا طالب رہو جہان کو عدل و انصاف سے آراستہ کر اپنی آرایش کا پابند نہو خود پسندی ترک کر اہلِ جہان سے
بہ نیکی پیش آ کہ جہان تیرے ساتھہ نیکی کرے اور زمانہ تجھسے سلوک مین آوے جس منزل مین وارد ہو
بیدھڑک استراحت نفرما اور آزمایش کے بغیر پانی بھی نوش نکر کہ ہر مقام کی آب و ہوا مزاج سے موافق
ہونی دشوار ہے جس میوہ کا فائدہ و نقصان معلوم نہو اوسکے تناول پر جرأت نفرما جس راہ سے کبھی کوئی
گذرا ہو ہرچند تیرے ساتھہ بہت ہمراہی موجود ہون مگر ہرگز تنہا راہِ دور و دراز کو کہ صاف اور بیخطر ہو
راہِ نزدیک اور اندیشہ ناک سے بہتر تصور کر جو مال ناحق مین ہاتھہ آیا ہو بیفائدہ جانکر مفت برباد نکر ہر سفر کے
وقت اسقدر مال اپنے ساتھہ رکھ کہ گرانباری نہو محتاج اور مفلسون کے ساتھہ سلوک بخشش کر کہ کسیکو خبر نہو
سپاہ و لشکر کو اندازہ سے زیادہ رکھ نہ اسقدر آسودہ کر کہ مست ہوجائین نہ اتنا بیخبر ہو کہ تنگدستی مین
مبتلا ہون ہر روز اپنے خوانِ کرم پر افسرانِ فوج کی دو مرتبہ مہمانی کر ممالکِ غیر مین سراغجوئی پر کمر
کہ جوتی اور دانائی سے جبتک سفر مین رہے جفاکشی پر کمر باندہ راستگو اور اہلِ دیانت کو امانت تفویض کر
مقبلون کو عزیز و گرامی رکھ جسکا بخت یاور ہو اور طالع مددگار اوسکے ساتھہ مخالفت اور تیرہ بختکاری نکر

مصلحت گردشِ روزگار پر صبر و شکر کر کہ صابر و شاکر ہمیشہ آسایش میں رہتا ہے مصیبت میں کبھی وقت
ناامید و ہراساں ہو جو تیرے ساتھ بدی کرے اور تو جسکے ساتھ نیکی سے پیش آئے دونوں کو فراموش کر
بیداری شب کو دولتِ عظمیٰ شمار کر اگر توانائی سے مقصدِ دل حاصل ہو خوشی سے خندہ نکر اور جو آفات
مراد پر سرِ نصیب تو باج ولی ظاہر ہونے وقت جنگ گریز کو کبھی آئین ننگ کیا کر فرار ہو چکا ہو گرا دشمن ہو کر اندازِ بازگشت

## مثنوی

| | |
|---|---|
| عدو پر جو جائے کہ ہو فتحیاب | تو فوج ظفر موج رکھ ہمرکاب |
| اگر ہیں جوانانِ بیدار مند | تو ہو فتح زیرِ سمندِ بلند |
| ہوں مردِ کارآزمودہ اگر | تو مشکل شکست آئے جائے ظفر |

خردنامۂ افلاطون حکیم اے سکندر تمام جہان دو صورت سے مسخر ہو سکتا ہے یا بزورِ شمشیر یا بحسنِ تدبیر مگر شمشیر ہرگز تدبیر کو نہیں پہونچتی بلکہ شمشیر نے بھی دانشمندوں کی تدبیر سے ہی حاصل کی ہے نہایت ضرور ہے کہ تیری بزم حسرت کی کسیم اور کسی لحظ خردمندانِ زمان اور بزرگانِ جہان سے خالی نرہے دنیا کو ایک مرتبہ کمیں گاہِ دزدان سمجھا اور کمالِ خبرداری و ہوشیاری سے زندگی بسر کرنی چاہئے خواب و خورش اور شہوت یہ تینوں درجہ اوسط پر ہیں سخت آفتوں کا باعث تباہی میں جسطرح بہت کہانا بدہضمی پیدا کرتا ہے اسطرح بہت گفتگو موجبِ ذلت و خواری ہے جبکہ مرنا مسلّم ٹھیرا اور موت سے تمام آرزوئیں اور حسرتیں بھی فوت ہو جاتی ہیں پس مردِ زیرک و دانا وہی ہے کہ جو مرگ سے پیشتر ہی آرزوؤں کو فنا کرکے خدا پرستی پر قائم ہو جائے بزدلوں کا یہ حال ہے کہ حرص دل میں اور زر زمین میں مگر آخرکار جستجوئے زر میں خود بھی اسکی طرح زیرِ زمین دفن ہو گئے مہمان طعام تناول فرمانا مناسب نہیں جسطرف عزمِ سیر و سفر ہو اوس سرزمین کے چند واقفِ کار و محرمِ اسرار خبر رسانی و رہبری کے لئے ہمراہ رکھنے ضرور ہیں لشکر و ترتیب اور حفاظتِ ذات اپنے چاروں طرف نیک اندیشوں اور اخلاص کیشوں کو حصار کی طرح رکھنا چاہئے بیداری کو اپنی حفاظت کا ایک رکنِ اعظم حساب کرنا مناسب ہے ہر حال میں ہوشیاری لازم ہے سخنِ بیگانہ سننا کچھ خوب نہیں اور اگر حسبِ اتفاق سن لیا ہے تو نیک و بد پر قیاس واجب ہے کسی مقام پر بزرفق روزگار سے امین رہنا چاہئے اپنی جماعت برگزیدہ نکرنی چاہئے جبتک نرمی سے کار برآری ہو سکے ہرگز سخت گیری مناسب نہیں اگر ایک آدمی سے گناہ سرزد ہو تو سوائے مجرم کے دوسروں پر سیاست روا کبھی بہتر نہیں جس محکمہ میں دعویٰ پیش رہے وہاں جرأت خوب نہیں جس کام میں دشواری لاحق ہو اوس میں تدبیر کو شکیبائی سے ملا اور بمقتضائے جہالت شتابکاری نکر کہ زنہار مفید مطلب نہیں عقدۂ مشکل آہستگی سے بہ نسبت تندی کے حل ہو سکتا ہے

## مؤلف

سخن گرچہ ہے یہہ نہایت درست | کیا مشتمل جسنے مضمون چست
مگر اس سے از بس بہ فضلِ الٰہ | فزون ہے سعدائی بادشاہ
تجھے کس کی پرواے بعد خدا | نہ ہو جبکہ خود ہو تری رہنما

خرد نامہ بقراط حکیم اے سکندر دنیا ایک چاہ خس پوش ہے خردمند کو بہت ہوشیاری قدم رکھنا چاہیے اور مرگ ایک تیر ہے کمین گاہ مین جس کے ضرب سے رہائی ممکن نہین زندگی غفلت مین بسر نکر تجھے لہو و لعب کیواسطے نہین پیدا کیا انجام کار پر غور فرما اور سواے فرزانہ عقلمند کے کسی کو رفیق و ہمنشین نہ بنا کہ اس سے ہوش و خرد زیادہ ہوتا ہے اور مصاحب نادان و بے تمیز سے دونوں جہان کے کام تباہ ہوتے ہین رنج و غمگین پر نگاہ نکر کہ تیری خوشی غم سے نہ بدل جاے جسوقت دربار عام ہو او سدم وقار و تمکین سے اجلاس فرما اور جو لوگ کہ خلوت مین بے تکلف ہین اون پر التفات نکر کہ مبادا بدستور خلوت کوئی الفاظ گستاخانہ اون سے دہان بہی سے نہ ہو تنہا طعام تناول نکر کہ ہر شخص کو رزق مقسوم ہو بخشا ہے اور تیرا نام بلند ہوتا ہے




شکر بجا آر کہ مہمانِ تو | روزیِ خود میخورد از خوانِ تو

حرص کو دل مین راہ نہ دے کہ خورش تیری دوسرون کی خوراک سے زیادہ نہین غذا کم کر کہ زیادہ کہانے سے بہت نقصان ہوتے ہین اور یہہ بہی ممکن نہین کہ جو بہت کہاے وہ بہت دن زندہ رہے اشیاے گرم و تر اور سرد و خشک اسقدر نوش جان کر کہ تیری طبیعت درجۂ اعتدال سے نگذرے بخشش و کرم اپنا شعار کر کہ آدمی زاد کے لیے بہترین صفات ہے مال نگاہ رکہہ کہ حوادث کا احتمال ہے طعام خوشگوار ملاحظہ فرما مگر فریفتۂ حلاوت نہو اگر سرکہ استعمال مین آیا ہو تو شیرینی کی رغبت نکر کہ ناگواری کا باعث ہے سفر آخرت کا خیال اور زاد راہ کی فکر ہردم مد نظر رکہہ اپنے دست و پا اور اعضاے جسمانی کو کام مین مصروف رکہہ ہر چند غلام و خدمتگار بکثرت ہون مگر شاید ایسا اتفاق پڑے کہ وہ نرہین اوسوقت بے دست و پائی کے سبب تو نہایت عاجز ہو اور زمانہ کی چال چلن سے یہہ بات کچہہ بعید نہین ہے سخن ملاحیت آمیز نرمی کے ساتہہ ضرور ہے مگر کم کہ زیادہ گوئی ہر چند خوب ہو لیکن دلیل دیوانگی ہے جس چیز کی طلب مین تو نہایت کوشش کرے اور اوس کا حاصل ہونا سخت دشوار ہو اوسوقت صبر کر اور دل کو امید سے تسکین دے ظالمون کی مدد ہرگز نکر

لہ اوس کی مایوسی کا تو ذمہ دار ہوگا خون ریزی کا قصد نکر کہ روزِ حساب ایک خون کی جوابدہ
ہی بری الذمہ ہو سکیگا دولت و اقبال پر غرہ نہو کہ ظاہر میں تجھہ پر مہربان
اور باطن میں کینہ جو ہے ہر چند آشتی رہا ہے مگر جس کام میں کہ غم سے نجات فتح ہوتی ہو
عجلت نہایت ضرور ہے اور جب کہ ارادہ جنگ و فساد ہو تو اوسمیں جسقدر تاخیر ہو بہتر
ہے ہر گناہ کو قابلِ عفو تصور کر لیکن خونی و دزد کو ہرگز نہ چھوڑ جو تجھہ سے درجے میں
کم ہیں اوسکے منافع پر متوجہ نہو کیونکہ لوموہہ نہ لگا کہ شرافت سے بعید ہے
اسرارِ دلی مخفی رکھہ جاہلوں کا کلام نہ سن جو کام کہ ہو چکا باہر ہے اختیار سے
ماضی ہوا اوس پر افسوس نکر افسوس ہے کہ افسوس بے فائدہ میں تیرا وقتِ گرامی ضائع ہو

مؤلف

کیا ہے اظہارِ دانائی عجب یہ — کہے نکتے بہت سودمند و دلپذیر
اگرچہ بہت اور دانا ہیں باہر — مگر سب سے ہے عقل تیری زیادہ
عطا کی جانے جو حکمت سب تجھے — نہیں احتیاجِ نصیحت تجھے

جس وقت شہزادہ جہد و پرور سے تقدیرِ دلپذیر کو اس
درجہ تک پہونچا یا اہلِ دربار نے صدہا سے
تحسین و آفرین کا غل مچایا عقلِ مجسم نے
فرزانہ روزگار کے تعلیم و تربیت کی بہت
کچھہ تعریف و توصیف کی اور
خلعتِ بیش بہا عنایت
فرماکر رخصت کیا
اور دربارِ امتحان
برخاست
ہوا

# باب سوم سوسوم بہ عقل ششم

## مؤلف

| | |
|---|---|
| جاتے مین اٹھکے بزم سے خلوتکدے مین ہم | اہلِ نظر کو اپنا تماشا دکھا چکے |
| گر اتفاق سے کبھی آنا ہوا تو خیر | لیکن کئی دنون کے لئے اب تو جا چکے |

جسوقت فرزانۂ روزگار نے ہمراہ خرد پرور نامدار مقامِ قیام مین نزولِ اجلال فرمایا شہزادہ کو اپنے روبرو بٹھا کر ارشاد کیا کہ اب ہم تمہین **علمِ معانی** تعلیم کرتے ہین جسکے باعث ذہنِ سلیم خطا سے محفوظ رہتا ہے **علمِ بیان** اور **علمِ بدیع** بھی اسی ذیل مین شمول ہین ان علومِ ثلثہ کو **علمِ بلاغت** کہتے ہیں ہرچند فوائد ان کے جداگانہ ہین مگر قدماے عرب نے کچھ فرق نہین کیا اور ان سب علمون کو علمِ بدیع نامزد کرتے ہیں اسیطرح **فصاحت** اور **بلاغت** مین بھی کچھ تفاوت نہین پایا ہے اسے خوب یاد رکھو کہ خوبیِ کلام دو قسم ہے ذاتی اور عرضی حسنِ **ذاتی** الفاظِ فصیح اور معانیِ بلیغ سے ظاہر ہوتا ہے **الفاظِ فصیح** وہ ہین جو اہلِ زبان کے محاورہ اور روزمرہ کے مطابق ہون وحشی و غیر مانوس نہون جسکے دریافت کرنے مین صراح و قاموس کی حاجت پڑے اور **معانیِ بلیغ** وہ ہیں کہ لفظ کے معنی سے حسبِ دلخواہ مطالبِ دلی واضح و آشکارا ہوجائین اور بخوبی تمام ایک دلپسند موقع سے مناسب مقام نظر آئین حسنِ **عرضی** خوبیِ تمہیدات اور رعایتِ مناسباتِ صناعات سے کلام مین جلوہ گر ہوتا ہے جو شخص ان دونون باتون کا لحاظ رکھیگا اوسکا کلام بھی فصیح و بلیغ ہوگا کلام کی فصاحتِ لفظی و بلاغتِ معنوی مین چند وجوہات سے خلل واقع ہوتا ہے چنانچہ اول ضعفِ تالیف یعنے فصحاے زبان اور انکے محاورہ کے برخلاف الفاظ کا استعمال کرنا دوم اخلال یعنی ترکیب کلام مین کسی لفظِ مناسبِ مقام کے ترک کرنیسے خلل واقع ہونا جیسے اس مصرعہ مین ٭ مصرعہ ٭ بہت رنج و غم سے خوشی خوب ہے ٭ چونکہ رنج و غم کیواسطے بہت کا لفظ موجود ہے تو خوشی کے لئے بھی تھوڑی کا لفظ موضوع تھا اسکے نہونیسے ترکیبِ کلام مین خلل واقع ہوا چنانچہ یہہ مصرعہ اسطرح درست ہوگا ٭ مصرعہ ٭ بہت غم سے تھوڑی خوشی خوب ہے ٭ سوم تنافرِ کلمات یعنی اربابِ فصاحت و بلاغت کے برخلاف چند کلمے ایک مقام پر جمع کرنا جیسے اس شعر مین

## شعر

| | |
|---|---|
| اے شاہِ شجاع گر بکشد تیر و کمان را | از یک شششش ششصد و شش تیر بلرزد |

چہارم انفصال یعنی دو لفظ ایسے ملانا کہ لفظِ اول کا حرف آخر لفظِ ثانی کا حرف اول ہو جیسے نفع علم

پنجم تعقید یعنی رعایت وزن کے لئے الفاظ مین تقدیم وتاخیر کرنی اور وہ دو قسم ہے تعقید لفظی و تعقید
معنوی مگر بعضون نے لفظی کو عیب اور معنوی کو ہنر کہا ہے ششم تکرار الفاظ کہ جسین کچہہ خوبی پیدا نہو ہفتم
توالی اضافات یعنی چند اضافتون کا پے در پے لانا ہشتم تذبذب یعنی کوئی حرف بموقع کسی لفظ مین
زیادہ کر دینا نہم مخالفت قیاس لغوی یعنی محاورۂ اہل زبان کے برخلاف کسی حرف کو دوسرے حرف سے بدل دینا
دہم کلمہ مبتذل یعنی ذلیل وخوار وبیقدر وفحش وغیرہ کہ حتی الامکان اوس سے احتراز واجب ولازم ہے
یازدہم غرابت یعنی ایسا کلمہ لانا کہ جسے سب لوگ واقف نہون اور وہ طبیعتون سے غیر مانوس ہو جس کے
سمجھنے مین دقت پڑے اے خرد پرور علم معانی مین کلام سے بحث ہے اور کلام دو قسم پر منقسم ہے خبر
اور طلب خبر واقعات کے بیان کو کہتے ہین اور اوسپر صدق وکذب کا احتمال ہوتا ہے طلب وہ ہے
کہ متکلم اپنے نفس کے واسطے کوئی سخن زبان پر لاتے پس خبر کے لئے مسند الیہ اور مسند ضرور ہے مسند الیہ مبتدا
اور مسند کو خبر اور جو نسبت ان دونون مین ہوتی ہے اوسکو اسناد کہتے ہین اسناد دو قسم ہے ایک
حقیقت عقلیہ دوسرے مجاز عقلیہ حقیقت عقلیہ نسبت کسی فعل کی طرف فاعل حقیقی کے جیسے عالم کا
قول کہ خدا تعالی نے جہان کو سرسبز کیا اس مثال مین سرسبز کرنیکی نسبت خدا تعالی کیطرف قول عالم کے بموجب
نسبت حقیقی عقلیہ ہے اسلئے کہ ہر فعل کا فاعل حقیقی وہی ہے اور مجاز عقلیہ فعل کی نسبت فاعل مجازی کیطرف
کہ وہ فعل مجازا اوس سے منسوب ہو جیسے جاہل کا قول کہ فصل بہار نے جہان کو سرسبز کیا پس جہانکو سرسبز کرنیکی
نسبت فصل بہار کیطرف جاہل کے بقول نسبت مجازی عقلیہ ہے اور یاد رکہو کہ اگر مسند یعنی خبر مین کہ جسکو حکم
بہی کہتے ہین سامع کو تردد یا انکار واقع ہو تو واسطے رفع تردد کے اور منع انکار کے الفاظ متوکدات
زیادہ کرتے ہین اور وہ لفظ یہہ ہین قسم اور ہرگز اور البتہ ہرگز سلب کیواسطے ہے اور قسم اور البتہ
ایجاب وسلب دونون کیلیے مقرر ہین ایجاب اقبال کو اور سلب انکار کو کہتے ہین اور جسقدر تردد
وانکار زیادہ ہوتا ہے تاکید بہی زیادہ ہوتی ہے اب سنو کہ طلب دو قسم ہے ممکن اور محال طلب ممکن کو
ترجی اور طلب محال کو تمنی کہتے ہین ترجی پانچ قسم ہے اول استفہام دوم امر سوم نہی چہارم
ندا پنجم دعا اور طلب محال کہ جسکو تمنی کہتے ہین اوسکے واسطے کاش اور کاشکے حرف تمنا ہین جیسے
یہہ مصرعہ ہے مصرعہ کاشکے عمر رفتہ باز آید ۔ عمر گذشتہ کا عود کرنا یعنی دوبارہ پلٹنا محالات مین داخل
اور اوسکو طلب محال کہتے ہین اے شہزادہ خرد پرور علم بیان مین چار باتین ہین تشبیہ اور استعارہ اور
مجاز مرسل اور کنایہ اول تشبیہ کا بیان سنو تشبیہ کے پانچ ارکان ہین اول مشبہ دوم مشبہ بہ سوم
وجہ شبہ چہارم غرض تشبیہ پنجم حروف تشبیہ جیسے پہول سا چہرہ اس مثال مین چہرہ مشبہ اور پہول

پہول

مشبہ بہ اور رنگینی وجہ شبہ اور اظہار جوہر ولی معشوق غرض تشبیہ اور سا حرف تشبیہ ہے اور کبھی مشبہ
اور مشبہ بہ دونون حسی ہوتے ہین یعنی کسی حواس ظاہری سے متعلق جیسے باصرہ اور سامعہ اور شامہ
اور ذائقہ اور لامسہ چنانچہ سرو سا قد کہ باصرہ سے متعلق ہے وعلی ہذا القیاس اور کبھی مشبہ اور مشبہ بہ
دونون عقلی ہوتے ہین یعنی متعلق کسی حواس حسۂ باطنی سے جیسے حس مشترک اور خیال اور متصرفہ اور
واہمہ اور حافظہ چنانچہ شہادت مثل حیات ابدی ہے شہادت اور حیات ابدی دونون مدرک بعقل ہین
وعلی ہذا القیاس اور کبھی مشبہ اور مشبہ بہ مین ایک حسی اور ایک عقلی بھی ہوتا ہے جیسے تشبیہ عدل کی
ترازو سے اور خلق کی عطر سے یہان ترازو اور عطر دونون محسوسات سے ہین اور عدل اور خلق دونون
معقولات سے ہین اور وجہ شبہ اس معنی سے مطلب ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ اوسمین شرکت رکھتے ہون جیسے
تشبیہ شجاع کی شیر کے ساتھہ اور قد کی تشبیہ سرو سے یہان راستی اور بلندی وجہ شبہ ہے سرو اور قد
مین اور دلیری و بہادری وجہ شبہ ہے شیر اور شجاع مین اور کبھی ایک ہیئت مجموعی کو دوسری
ہیئت مجموعی سے تشبیہ دیتے ہین اور اوسکو تشبیہ مرکب کہتے ہین جیسے اس فقرے مین فقرہ
اوسکی دونون زلفین اسطرح دل اٹکتی ہین جیسے ایک کھلونے پر دو بچے مچلتے ہین کبھی دو اشیاے
متضادہ کو ظرافت وطنز کے طور پر تشبیہ دیتے ہین جیسے بخیل کی تشبیہ حاتم کے ساتھہ اور تشبیہ مین اگر وجہ شبہ مذکور ہو تو
مفصل کہتے ہین ورنہ مجمل اور غرض تشبیہ کی بہت قسمین ہین چنانچہ اول غیر ممکن کو ممکن کردینا جیسے اس شعر سے ظاہر ہے

**مؤلف**

مخلوق پر ہے خلقت انسان کو فوقیت | تو دیکھ لے کہ مشک بھی خون غزال ہے

اس شعر کے یہہ معنی ہین کہ کل حیوانات اور نباتات اور جمادات پر جنس بنی آدم کو فضیلت حاصل ہے
باوجودیکہ یہہ بھی داخل مخلوقات ہے مگر یہہ بات ممکن ہے کیونکہ مشک بھی خون آہو کا ایک ادنے
حصہ ہے لیکن اب خون مین شمار نہین بلکہ اپنی جنس سے جدا ہو کر کمال فوقیت حاصل کی اسیطرح انسان نے بھی
[illegible]
تمام مخلوقات سے زیادہ شرف پایا ہے [illegible]
مشبہ بہ کا بھی واضح ہو چنانچہ اس مصرعہ [illegible]
اور رنگ مشبہ بہ اور اثبات پر حال ہے [illegible] غرضکہ اسیطرح غرض کی بہت سی صورتین ہین جیسے
مشبہ کی زینت کا ظاہر کرنا اور مذمت [illegible] بولنا وغیرہ اب سنو کہ متقدمین کا یہہ دستور تھا کہ اونکا کلام
تشبیہات سے کم خالی ہوتا اور ہر جزو [illegible] دلیل بصورت تشبیہ برسبیل تمثیل پیش کرتے اور مخفی
کہ تشبیہ کو غیر جنسیت لازم ہے جیسے [illegible] تشبیہ آفتاب و مہتاب سے اور زلف کی تشبیہ سانپ

رنگِ گل آبِ حیات چشمۂ حیوان موجِ آبحیات موجِ کوثر موجِ تسنیم موجِ سراب رشتۂ مریم رشتۂ مولی سحا
سحاب شکر نبات صدف لعل یاقوت عقیق مرجان تہ بل ہلال آتشِ خاموش شفق انگور وغیرہ تشبیہ خط
سبزہ ریحان زمرد خطِ ریحان خطِ غبار بانت سبزہ سرو مورچہ ہالہ رنگ حبش عنبر مشک
دودِ مسکین دودِ عنبر دودِ زنگاری دودِ فراق وغیرہ تشبیہِ دہن غنچہ پستہ انگشتری
جوہرِ فرد نقطۂ موہوم صفرِ عدم صدف قطرہ تنگ شکر حقۂ لعل حقۂ مرجان حقۂ یاقوت حقۂ مروارید
میم دلِ مور چشمِ مور نمکدان کوزۂ نبات وغیرہ تشبیہِ دندان گوہر دُر ژالہ الماس انجم دانۂ انار
عقدِ پروین عقدِ گوہر سلکِ دُر غنچۂ یاسمین غنچۂ نسترن وغیرہ خندہ و تبسم کی تشبیہ برق لمعۂ برق
شکر نمکین غنچۂ شگفتہ صبح وغیرہ تشبیہِ زنخدان سیب سفتالو گوئے سیمیں و سنبوسہ بہی سیب
جنت سیبِ سمرقند وغیرہ علیٰ ہذاالقیاس ہر عضو کی تشبیہ سمجھ لیجئے یہ جاننا کہ ہر چیز خواہ وہ
حسی ہو یا عقلی اوسکے واسطے تشبیہات مقرر ہیں اور طبعِ رسا تشبیہِ تازہ بھی پیدا کرسکتی ہے اب سمجھو
کہ لطف کو ابر اور دریا اور چشمۂ کوثر اور چشمۃ الحیات اور بارانِ رحمت اور باغِ جنت اور بادِ بہار وغیرہ
اور خُلق کو مشک کافور نسیمِ صبح شمیمِ گل باغ گلستانِ بہشت اور عطریات وغیرہ سے تشبیہ دیتے ہیں
اور قہر و غضب کو برق آتش دودِ بادِ سموم بادِ صرصر سیلابِ تند صورِ قیامت بادِ خزاں طوفانِ باد
وغیرہ سے تشبیہ دیا کرتے ہیں اور یاد رکھو کہ مناسباتِ کلام وہ ہے کہ نظم ہو خواہ نثر اور اوس میں کسیکی
تعریف شروع کیجاتے یا مذمت یا کسی قسم کا مضمون ہو اوسکے موافق کلمات اور الفاظ برمحل داخل کریں
چنانچہ مناسباتِ حسن دلبری دلربائی خودبینی خودنمائی عشوہ غمزہ ناز کرشمہ چالاکی سفاکی
سنگدلی اندازِ جوانی جلوہ محبوبی شوخ چشمی وعدہ خلافی دیر آشتی زود رنجی کمگوئی تندخوئی دلبری دلربائی
ترکتازی رقیب نوازی خونخواری دل آزاری جفا ادائی جانستانی ستمگاری جفاکاری کم اختلاطی
خودسری بے ارتباطی فتنہ انگیزی بہانہ جوئی دروغگوئی عیاری عربدہ پردازی اوسکے سوا بہت
لوازم مناسبِ حسن و جمال ہیں اور مناسباتِ عشق آہ نالہ فریاد فغان بیخوابی بیتابی زاری زاری
ناتوانی جانفشانی خودسری نامہ بری آرزو شوق انتظار درد اندوہ سوز گداز تمنا بیماری صحراگردی
کوہ نوردی نالہ پروری جامہ دریدگی جنون منزلِ گریہ بیہوشی سوداگری تنہانشینی بیخودی ہذیان گوئی
بے اختیاری قلق تپش دیوانگی بیگانگی آوارگی بیچارگی سرگشتگی سراسیمگی حیرانی پریشانی اور سوا اسکے
طرح طرح کی خواہشیں ہیں علیٰ ہذاالقیاس مناسباتِ فقر صبر توکل ہمت تحمل مراقبہ مشاہدہ مجاہدہ
معاملہ محاسبہ مجادلہ عبادت ارادت قناعت ریاضت خاکساری پرہیزگاری استغنا ترکِ دنیا

طریقت حقیقت عزلت خلوت معرفت تجرید تفرید صوم صلوٰۃ حج زکوٰۃ دم قدم فکر ذکر تقویٰ طہارت محبت شفقت حق برستی خدا شناسی عفت عصمت راستی مقامِ رضا مقامِ تسلیم اور دوسرے مقامات اور منازلِ سفر جیسے ہوش در دم نظر بر قدم خلوت در انجمن سفر در وطن اور علم الیقین اور عین الیقین اور حق الیقین اوراسیطرح **مناسباتِ غنا** جاہ و جلال دولت و اقبال حشمت و مکنت سخاوت عدالت شجاعت حمایت مرحمت شفقت عزم حزم شان شوکت قہر سطوت رعیت پروری کرم گستری فتح نصرت ایثار کرامت کامرانی جہاں بانی کشور کشائی لشکر آرائی ملک داری بردباری شکوہ تحمل کوس نوازی علم افرازی وغیرہ اور مطابق ان مثالوں کے ہر شئے کے لوازم اور مناسبات قیاس کرنے مناسب ہیں آخر ذکر ہم اسی بیان میں رعایت کا بیان بھی مناسب جانتے ہیں تم خوب یاد رکہو کہ **رعایتِ کلام** دو قسم ہے ایک لفظی دوسرے معنوی **رعایتِ لفظی** اوسے کہتے ہیں کہ جس چیز کا بیان ہو اوسکے مناسب حال الفاظ بھی عبارت میں داخل ہوں جیسے اس مصرعہ میں مصرع کیا جیتے جی کو مرے دیدہ کیا شوق ستارہ اسمیں رعایتِ لفظی یہہ ہے کہ ستارہ میں تیرہ ہوتے ہیں اور ستارہ کیا کو سطر لوگی اصطلاح میں ستارہ چیر لگنے میں اسیطرح اس شعر میں

## متولف

| | |
|---|---|
| صحنِ گلشن میں ہے گل پہولا | شاخِ گلبن پہ گلِ تر جہولا |
| جہونکے جب دیتے لگی بادِ بہار | عندلیبوں کو ہوا رشک سے خار |

شاعر کا مطلب یہہ ہے کہ ہوا سے پہولوں کی ڈالیاں ہلتی ہیں لیکن رعایتِ لفظی سے یہہ مضمون دو شعروں میں ادا ہوا یعنی گل کیواسطے تر و تازگی لازم ہے اور گل کی شگفتگی کو بہار درکار اور جب بہار آتی ہے باغ سرسبز ہوتا ہے اور صحنِ گلشن میں نہالِ گل نشو و نما پاتے ہیں اور گلبن کیواسطے شاخ اور شاخ کے لیئے پہول کہلنا لازم ہے چونکہ شاخِ گل نازک ہوتی ہے اسواسطے نازِ گل اور تحریکِ نسیم سے اوسکی حرکت ظاہر ہے اس حرکت کو جہولا جہولنے سے استعارہ کیا جہولے کیواسطے ایک حرکت دینے والا چاہیئے اسواسطے بادِ بہار جو کہ لوازم ملح سے ہے جہولا جہولانیوالا مقرر کیا اور گل کیواسطے خار بھی ضرور ہے اور باغ میں بلبلوں کا ہونا بھی لازم ہے چونکہ عندلیب گلِ تر پر عاشقِ زار ہے اسواسطے اوسکو رشک آیا کہ مجھے کس سبب سے گل نے جہونکا دینے کی خدمت عنایت نکی اور بادِ بہار کو کسواسطے اس کام پر مقرر فرمایا اور بلبل جب شاخِ گل پر بیٹھتی ہے اوسوقت بھی شاخ کی حرکت ثابت ہے اسصورت میں بلبل نے اوسکو اپنا رقیب تصور کیا اور عاشق کو رقیب پر ہمیشہ رشک آتا ہے اور خارِ گل بہولا کلمہ تعجب ہے جیسے کہ این گل دیگر شگفت اور یہہ فقرہ صرف رعایتِ لفظی کیواسطے ہے اسیطرح خار کے معنی جلنا اور حسد کرنا ہے مگر اس لفظ سے

گل کی رعایت تو ظاہر ہے پس ہماری دالست میں رعایت لفظی کیواسطے اسیقدر مثال کفایت کریگی اور **رعایت معنوی** اوسے کہتے ہیں کہ ظاہرا الفاظ میں مناسبات کی پابندی نہو مگر معنی میں تناسب معلوم ہو جائے جیسے اس شعر میں شعر مگس کو باغ میں آنے نہ دینا ✤ کہ ناحق خون پروانوں کا ہوگا ✤ سبحان اللہ اس شعر میں کسقدر رعایت معنوی ہے آفرین باد بر جان مصنف یعنی مگس سے شہد کی مکھی مراد ہے اور اوسکو باغ میں داخل ہونیکی ممانعت اسواسطے کرتا ہے کہ جب وہ باغ میں آئیگی تو بیشک پھولون کا رس چوسیگی اور اپنے چھتے میں کہ جسکو نشان عسل کہتے ہیں لاکر شہد بنائیگی اور کوئی شخص اگر شہد کے لالچ سے اوس چھتے کو توڑیگا تو اوس میں سے موم نکلیگا اور موم سے شمع بنائی جاتی ہے وہ شمع مومی جب محفل میں روشن ہوگی تو پروانے اوسکے گرد جمع ہونگے اور جل جلکر اپنی جان ہلاک کرینگے سب میں اون کا خون ہوگا اسواسطے اول ہی سے تدارک لازم ہے الغرض اسکو رعایت معنوی کہتے ہیں **قسم دوم** استعارہ ہے یعنی کوئی چیز کسی سے مستعار طلب کرنیکو **استعارہ** کہتے ہیں اس میں مشبہ کو **مستعار لہ** اور مشبہ بہ کو **مستعار منہ** اور وہ معنی کہ جو دونوں میں باہم شریک ہوں اوسکو **وجہ جامع** کہا کرتے ہیں جیسے نرگس کو اوسکے معنی سے واسطے چشم یار کے مستعار کیا پس مستعار منہ گل نرگس ہے کہ مشبہ بہ ہوتا ہے اور مستعار لہ چشم معشوق کہ مشبہ ہے اور لفظ نرگس چشم یار کیواسطے مستعار ہے اور اس عمل کو استعارہ کہتے ہیں اصل مطلب تشبیہ ہے کہ کلام کرنیوالا مشبہ بہ کا ذکر کرے اور مشبہ کو مطلق نلاوے جیسے رخ کو گل سے اور زلف کو سنبل سے تشبیہ دیتے ہیں پس فقط گل اور سنبل کو بیان کرکے اوسکے معنی رخ اور زلف سمجھیں یہ استعارہ ہے جیسے کہ اس مصرعہ کے معنی ہیں مصرعہ نمایاں ہے سنبل گل یار پر یعنی اصل مطلب یہ ہے مصرعہ نمایاں ہے کاکل رخ یار پر جیسے اس شعر میں

**شعر**

| | |
|---|---|
| برق ہاتھہ میں اور دوش پر ہے ابر سیاہ | زیر ران چرخ ہے اور سر پہ نمودار ہے ماہ |

شمشیر کو برق اور سپر کو ابر اور اسپ کو چرخ اور خود کو ماہ سے استعارہ کیا ہے برق کہ مشبہ بہ ہے مستعار منہ اور شمشیر کہ مشبہ ہے مستعار لہ ہے اور ابر اور ماہ اور چرخ کو بھی اسی پر قیاس کیا جاہتے اور وجہ جامع ان چارون میں ظاہر ہے یعنی درخشندگی اور جہلک برق و شمشیر میں اور سیاہی و سایہ ابر و سپر میں اور تیز روی و گردش چرخ و اسپ میں اور دور و مدور ی ماہ و خود میں غرض کہ اسکا نام استعارہ ہے اسی ذکر میں مبالغہ کا حال سنو **مبالغہ** سخن میں تین قسم ہے تبلیغ اور اغراق اور غلو **مبالغہ تبلیغ** وہ ہے کہ قریب القیاس اور ممکن الوقوع ہو جیسے یہہ شعر کسی زنگی کی تعریف میں **شعر** وہ زنگی تہا مانند نخل بلند ✤ ہراسان ہو جسسے دل نخلبند ✤ یعنی قیاس سے بعید نہیں کہ کسی زنگی کا قد و قامت درخت خرما کے برابر بلند ہو

یں نظرت کے سال میں مرد اگر طول القامت ہوا کرتے تھے اور اوس سے مقصد یعنی اعمال کا ڈرا
ہی ممکن ہے اور مبالغہ اغراق وہ ہے کہ قریب القیاس اور غیر ممکن الوقوع ہو جیسے اس شعر میں

**مؤلف**

جس حسن سے لے بہرے حور سور غسل | کیا عجب گر ہو گل شمع سے تیار گلاب

یعنی اگر شہد کی مکھی بہرے حسن کے باغ سے شہد حاصل کرکے سال کل تمام اوس کا موم اور جب سے اوس شمع تیار کرکے
روشن کریں تو جب وقت اوسکا گل سے اوس گل سے اگر گلاب کھینچیں تو کیا تعجب ہیں اور مبالغہ غلو وہ ہے کہ غیر
قیاس اور غیر ممکن الوقوع ہو جیسے اس شعر میں مؤلف کی جو کہ کوئی سے اوس ہرن کے سایہ یوں مارا ہے
جیسے راہ آشناں گم کردہ آوارہ ما بصر ◊ یہہ شعر حسن و حیرانی کی صفت میں ہے یعنی وہ ہرن صحرا میں اس
تیزی سے رم کرتا ہے کہ وقت رمیدن اوسکا سایہ اوس سے جدا ہوکر پیچھے رہگیا اور راستہ بالکل گم کردہ
آشیاں کے سراسیمہ پھرتا ہے اور اوسکو نہیں پاتا سایہ کا جدا ہونا اور آوارہ پھرنا بعید قیاس اور غیر ممکن الوقوع
ہی مبالغہ کی تین قسمیں ہیں جو بیان کیں مبالغہ اوسے کہتے ہیں کہ نظم یا نثر میں کوئی مضمون ایسا
بیان کیا جاتا کہ درجہ اعتدال سے اوس پر تجاوز کا گماں واقع ہو **قسم سوم مجاز مرسل** ہے مجاز مرسل اوسکو
کہتے ہیں جو سوائے اپنے معنی حقیقی کے کسی غیر معنی میں استعمال کیا جائے اور وہ کئی قسم ہے کبھی بجائے مسبب کے
سبب کو لاتے ہیں جیسے میں آفتاب میں بیٹھا یعنی پرتو آفتاب میں بیٹھا پس آفتاب سے اور پرتو سے
اور صورت بیان یہ سبب مسبب سمجھا جاتا ہے اور کبھی مسبب کو سبب کے مقام پر لاتے ہیں جیسے دن نکلا یعنی
آفتاب نکلا دن سے اور آفتاب سبب یہاں سبب کے بیان سے دریافت ہوتا ہے اور کبھی ظرف کو
بجائے مظروف استعمال کرتے ہیں جیسے قارورہ کہ شیشے کو کہتے ہیں پیشاب کے سے میں مستعمل ہے چنانچہ
کہینگے کہ قارورہ حکیم کو دکھاؤ پس قارورہ ظرف بول ہے اور بول مظروف اور کبھی مظروف کو بجائے
ظرف استعمال کرتے ہیں مثلاً گلاب کو طاق میں رکھدو اس سے یہہ مراد ہے کہ شیشہ گلاب کو طاق میں
رکھدو پس گلاب مظروف ہے اور شیشہ ظرف اسیطرح کبھی لفظ کو باعتبار حالت زمانہ ماضی استعمال کرتے ہیں
جیسے امیر کو امیرزادہ اور کبھی باعتبار زمانہ مستقبل کے ذکر کرتے ہیں جیسے طالب علم کو مولوی کہنا اور کبھی
جز کو بجائے کل اور کبھی کل کو بجائے جز اور کبھی عام کو بجائے خاص اور کبھی خاص کو بجائے عام استعمال کرتے ہیں
اور سوا اسکے مجاز مرسل کی بہت قسمیں ہیں اب **قسم چہارم کنایہ** کنایت میں پوشیدہ بات کو کہتے ہیں مگر
اصطلاح میں اوسے عبارت ہے کہ اصلی معنی کا ارادہ کیا جائے اور کنایہ تین قسم ہے **قسم اول کنایت**
مقصود فقط ذات موصوف ہے اوسکی دو قسمیں ہیں اول قریب دوم بعید کنایہ قریب وہ ہے

کہ ایسی ایک صفت خاص کسی موصوف کی ذکر کرین جس سے موصوف کی ذات مراد ہو جیسے شجاعِ ارغوان تن مریخ سے کنایہ ہے اسواسطے کہ سرخ رنگ ہے اوسکو جلادِ فلک اور ترکِ فلک بہی کہتے ہین اور سپاہی وجلاد کے واسطے شجاعت لازم ہے پس باعتبار بہادری اور سرخی رنگ کے مریخ کو شجاعِ ارغوان تن کہا اور کنایہ بعید وہ ہے کہ چند صفتین کسی موصوف کی بیان کرکے اون سب سے ذاتِ موصوف مقصود ہو جیسے اس مثال مین فقرہ مین چاہتا ہون کہ طبیعت کو قوت حاصل ہو اور کام وزبان کو لذت نصیب ہو اور جسم کو سرخی میسر ہو اور دل کو فرحت پہونچے اور دماغ کو خوشبو بہی جسمین یہہ سب صفتین موجود ہون وہ شراب مقصود ہے اس تقریر سے یہہ مدعا ہے کہ مین شراب کا طلبگار ہون قسم دوم وہ کنایہ ہے کہ جسسے فقط صفت غرض ہو اور ذاتِ موصوف سے کچہہ سروکار نہو یہہ بہی با قریب ہے یا بعید قریب وہ ہے کہ لازم سے ملزوم کیطرف ذہن بے وسیلہ انتقال کرے جیسے اس شعر مین

**مؤلف**

| | |
|---|---|
| اوس کو اندیشہ کیا رہا باقی | جس نے دامن کمر سے باندہ لیا |

دامن کمر سے لپیٹنا ارادہ سفر ہونے سے کنایہ ہے کسواسطے کہ مسافر راہ چلنے کیوقت دامن کمر سے باندہ لیتے ہیں پس دامن باندہنا لازم اور سفر کرنیوالا ملزوم ہے اور اس قسم کا بعید وہ ہے کہ ذہن لازم سے ملزوم کیطرف کسی وسیلہ سے انتقال کرے جیسے اس مثال مین

**مؤلف**

| | |
|---|---|
| گر سبد باندہنا ہو سیکھے | اسی کی تارِ عنکبوت سے باندہ |

یعنی بخیلی کا موتیہ گر سیکھے جانے سے باندہنا کنایہ ہے بند مضبوط نہونیسے اور بخیلی کے جلد کہلجانے سے اور بخشش کرنے سے قسم سوم وہ ہے کہ جسسے کنایہ کی غرض معلوم ہو اور اسکی بہی دو قسمین ہین اول موصوف کیواسطے اثباتِ صفت دوم موصوف سے نفی صفت اثباتِ صفت کی مثال

**مؤلف**

| | |
|---|---|
| دامنِ ہمت بلند اوس کا | گردنِ چرخ کا گریبان ہے |

دامنِ ہمتِ ممدوح کو گریبانِ آسمان کہنا کنایہ ہے آسمانسے زیادہ ہمت بلند ہونیکا یعنی اوسکی ہمت آسمانسے اسقدر بلند ہے کہ سر آسمان اوسکے زانو تک ہے اور گردنِ آسمان پنڈلیو تک جو کہ آخر دامن ساق پر رہتا ہے اسواسطے اسکی اور اوسکی نسبت باہم دگر یہی نفی صفت کی مثال

**مؤلف**

| | |
|---|---|
| کس کے یہہ شعلہ ہیبت نے گرائی بجلی | ماہ نے کان مین ڈالے کا جو بالا ڈالا |

یعنی اپنی صفتِ اصلی ترک کرکے غلام بنگیا کان مین بالا ڈالنا غلام ہونیسے کنایہ ہے اور یاد رکہو کہ استعارہ کبہی بالتصریح اور کبہی بالکنایہ ہوتا ہے اور ایک قاعدہ یہہ بہی اسی ذیل مین شامل ہے کہ ایک شی عقلی کو مجسم فرض کرکے اوسکا ایک عضو کہ جسکی ضرورت ہو قرار دیتے ہین جیسے سرِ ہوش اور پائے فکر اور چشمِ حیرت

اور بہت جنون وغیرہ یعنی ہوس اور فکر اور حیرت اور جنون کو ایک شخص سراپا مجسم متصور کیا اور اوسکے
تمام اعضا وصف کرکے سر اور پاؤن اور آنکہہ اور ہاتہہ قرار دئیے چونکہ اس علم کا نام علم بیان ہے اب ہم علم بدیع کا
ذکر کرتے ہیں اے حیدر یورو علم بدیع وہ علم ہے جسکے الفاظ کو صنائع اور بدائع سے زینت بخشی جاتی ہے مخفی نرہے
کہ کلام دو قسم ہے نظم اور نثر کلام نظم کو بعدہ وجوہ کلام نثر پر فوقیت حاصل ہے اور اس دلیل سے کہ جس ملک میں
دیکہو سب پہلے ہی شعروں کو اچہا بناتے ہیں یہہ بات بخوبی پایۂ ثبوت کو پہونچی ہے کہ شاید ابتدا
میں ہر قوم نظم کے تماشات دیکہکر حیران رہ گئی اور جو رتبہ اوسے حاصل ہوگیا وہ ابتک بدستور چلا آتا ہے
ایک وجہ یہہ ہے کہ نفس ناطقہ کے حدوث اور طبیعیات کے عالم سے تعلق رکہتا ہے اسکو نفس محسوسات فی الخارج
میں اون چیزونکو مثال کر دیکہاتی ہے جسکی نظر جاتی ہے اور فورا اوسکا اثر ہوتا ہے قصے کہانیوں میں جو
وہ واقعات عجیب ہوتے ہیں جنمیں خاصیت نفس پائی جاتی ہے طبیعت متقدمین کی اختیار میں تہی جسوقت شاعر کے
حصے آتے اوسکا کلام زبردست اور مضمون تہا اوکی زبان خوبصورت اور صحیح ہے یوں تو جسکی طبیعت موزون
ہوتی وہ شاعروں کی راہ میں گیا مگر قسمت سے بڑی مشکل میں ہوں شاعروں کیلئے ہر علم پر توجہ کرنی ضرور ہے
شاعری کا ارادہ ہو تو دنیا کو مثال سے دیکہنا چاہیے تشبیہ اور معانی کی تلاش میں جنگلوں میں پہاڑ اور
پہاڑوں میں ترتیب کہانی مرد میں چنانچہ ایک شاعر کا بیان ہے کہ اگر جنگل کا درخت ہے تو میرے دل میں اوسکی
بہول ہے تو میرے جگر میں بہار کا پٹارا ہے تو میرے لئے اور غلہ کا گنگورہ ہے تو میرے واسطے کبہی مرغونکے
ساتہہ چہکنا چاہئے بہرنا اور کبہی بادل کی بدلیونکے تماشے دیکہنا غرضکہ شاعر کو اسلئے کوئی چیز بیکار نہیں جو
کچہہ دنیا میں خوبصورت یا معیب اوسکے حلاق معانی کے پاس چاہیے اوسکو ہر چیز سے واقف ہونا ضرور ہے
خواہ وہ عظمت کے سبب سے ہیبتناک ہو یا نزاکت کے سبب فقط خیال کا وہم باغ کے بوٹے جنگل کے حیوان
رنگ کے سبزیات آسمان کے شہاب ان سبکو لیکر شاعر کے مغز کو بہرنا چاہیے کہ ہر وقت کسی چیز کا محتاج
نرہے اور ہر ایک خیال اوسکا سودمند عالم ہو جسکے پاس سامان زیادہ ہوگا وہی غالب رہیگا وہ ایسی
تصنیفیں مادہ ہیگا کہ آدمی خواہ مخواہ خوش ہوجائنگے اور وہ اسطرح نصیحت کر جائیگا کہ حریف دیکہنے کے دیکہتے
رہجائینگے فرد کو دیکہنا شاعر کا کام نہیں ہے اوسکی نظر ہمیشہ نوع پر جاتی ہے وہ بڑے بڑے سانچوں پر غور
کرتا ہے اشیا کی عام صورتیں دیکہتا ہے کچہہ پہولوں کی پتیاں گننے کو نہیں بیٹہتا مرغزار کے مختلف سایوں کو
نہیں دیکہتا جب وہ عالم طبیعات کی تصویر کہینچتا ہے تو فقط اون خال وخط پر نظر رکہتا ہے جن پر عوام کی
نظر جاتی ہے اور جنکا اثر فورا ہوتا ہے کیونکہ اوسکی غرض تو یہہ ہے کہ نفس ناطقہ کی ایک خاص ولایت یہہ تہا کہ
اصل صورت کو سامنے کہڑا کردے اسکو اون باریک امتیازوں سے مطلب نہیں جنپر بعضونے خیال کیا ہوا بعضونے

لکہا ہو مگر ابہی شاعر ہو نہین آدہی کسر ہے اسکو زیست کے مختلف طریقے بہی معلوم ہونے چاہئین جسکی
ضرورت سے لازم ہوا کہ وہ ہر حالت رنج و راحت کا اندازہ کرے حرکات نفس کو اون حرکتون کی مختلف جہات
اور مختلف صورتون مین دیکہے اور طفلی کی شوخی سے لگا کر پیری کی مایوسی تک اون تبدیلیون کا سراغ لگائے
جو کہ آب و ہوا اور دستور ملک کے سبب سے نفس ناطقہ مین واقع ہوتی ہین اپنے زمانے اور اپنے ملک کے
نتیجہ کو چہوڑ دے اور حق باطل کو اوس خاص صورت مین دیکہے جہان اوس کی سطح کی تبدیلی نہین ہو سکتی اپنے
وقت کی رائے یا قانون کا لحاظ نکرے اور اون حقایق اعلی کیطرف چلے جسکی حالت مین کچہہ بہی فرق نہین
ہو سکتا اگر شہرت مین دیر ہو تو کچہہ مضائقہ نہین اوسکو اپنے وقت کی تعریف ہیچ سمجہنی چاہئے اور وہ اپنا
انصاف اوس پر چہوڑ دے جو قدرت کے نظام سے اس زمانہ کے بعد آوینگے تحریر ایسی ہو کہ گویا وہ دنیا کا
مترجم اور انسان کا واضع قانون ہے جب شعر کہنے بیٹہے تو یہہ خوب سمجہہ لے کہ جو لوگ مختلف پشتون مین آیندہ
پیدا ہونگے مین اونکے اطوار اور طرز خیال پر اسطرح کا حاکم ہون کہ زمان و مکان میرے اوپر کچہہ اثر نہین کر سکتا
ابہی ذرا سی کسر اور باقی ہے شاعر کو بہت سی زبانین اور بہت سے علم بہی جاننے چاہئین اوسکی عبارت مضمون کے
رتبہ کی ہو اسلیے ضرور ہوا کہ وہ مشق کی کثرت سے کلام کے ہر قسم کی برکت اور ہر طرح کے ربط و ضبط کو اپنے
اختیار مین کر لے اے سحر پرور یاد رکہو کہ نظم کی دس قسمین ہین غزل قصیدہ تشبیب قطعہ رباعی فرد
مثنوی ترجیع بند مسمط مستزاد غزل مین حسن و عشق اور ہجر و وصل کا بیان ہوتا ہے اول شعر مین
دونون مصرعہ کا قافیہ برابر ہوگا اور آخر شعر مین کبہی شاعر اپنا تخلص لاتا ہے کبہی نہین لاتا اور کبہی مطلع مین
بہی تخلص آجاتا ہے غزل کے اشعار پانچ سے سترہ تک ہوتے ہین اور انتہا پچیس شعر ہین مگر متاخرین نے پچاس شعر سے
بہی زیادہ کہے ہین لیکن غزل کے شعر اکثر طاق ہوتے ہین قصیدہ اوسے کہتے ہین جسمین حمد و نعت یا تعریف
اور مذمت یا کسیکا حال وغیرہ لکہتے ہین اور یہہ بعینہ غزل کے مانند ہے مگر صرف اسیقدر فرق ہے کہ غزل
مین ذکر معشوق کی خصوصیت ہے قصیدہ کے شعر پندرہ یا بیس سے اکسو بیس یا اکسو ستر تک ہوتے ہین اور قصیدہ مین
چند مطلع مختلف مقامات پر بہی آیا کرتے ہین قصیدہ دو قسم پر ہوتا ہے تمہیدیہ اور مجرد تمہیدیہ اوسکو کہتے ہین
کہ شراب و کباب اور مستی و صحبت یار اور صنم پرستی و موسم بہار اور ابر و باران اور باغ و دشت و کوہسار
وغیرہ کا ذکر بیان کر کے بعد اوسکے تعریف کیطرف رجوع کرتے ہین اور اسی کو گریز شاعرانہ کہتے ہین اور جس
قصیدہ مین یہہ باتین نہون اور اول ہی سے تعریف شروع ہو جاتی ہے اوسکو مجرد کہتے ہین تشبیب وہ ہے
جسمین اپنے عہد شباب اور ایام جوانی کے زور و شور کی ترنگین اور جوش و خروش کی اوتنگین بیان کرین
قطعہ عبارت ہے ایک وزن اور ایک قافیہ کی دو یا زیادہ بیتون سے اور اسمین مطلع ہو یا نہو مگر مضمون

تمام ابیات کا باہم متعلق ہو قطعہ کے اشعار کم سے کم دو اور زیادہ اکیس تک ہوتے ہیں رباعی کے فقط
چار مصرع متفق الوزن والقوافی ہوا کرتے ہیں مصرع سوم میں اگر قافیہ ہو تو بہتر ہے اور نہو تو کچہ مضائقہ نہیں
اور رباعی میں نو زحاف واقع ہوتے ہیں زحاف تغیرات کا نام ہے ان تغیرات سے چوبیس وزن مختلف بنکے
ہیں اونمیں سے بارہ وزن اخرب اور بارہ اخرم کہلاتے ہیں مگر خلاصہ یہہ ہے کہ اگر رباعی اس وزن پر ہوگی
وزن لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ + مگر رباعی کا مصرع چہارم تینوں مصرعوں سے چربب اور عمدہ ہوتا ہے
فرد ایک شعر کو کہتے ہیں خواہ مقفی ہو یا غیر مقفی اور اوس کا مضمون بہی غزل اور قصیدے کے مضمون سے
علیحدہ ہو مثنوی اوسے کہتے ہیں جسکے ابیات متفق الوزن ہوں اور ہر بیت کے دونوں مصرع باہم
مقفی ترجیع بند۔ وہ ہے کہ چند اشعار متفق الوزن والقوافی قصیدہ وغزل کے طور پر ہوں بعد اوسکے
ایک شعر اوسی وزن پر کہ جو مختلف قافیہ رکہتا ہو لاتے ہیں اور وہ مطلع کی طرز پر ہو اوسکو بند کہتے ہیں
اسیطرح کئی بند ہوں اور ہر بند کے آگے وہی شعر آتا جاے تو اوسکو ترجیع بند کہینگے اور جو بعد ہر بند کے
یا شعر مختلف القافیہ ہو اوسکو ترکیب بند کہتے ہیں بند کے ساتہہ جس شعر کو گرہ دیتے ہیں وہ مطلع ہوتا ہے
اسکے آگے پہر دوسرے قافیہ کا مطلع کہکر اوسمیں شعر اونکو غزل کے طور پر شامل کرتے ہیں اور ترکیب بند و
ترجیع بند اونمیں ہر بند کے اشعار مساوی ہوتے ہیں خواہ وہ سات ہوں یا نو یا گیارہ یا جسقدر مناسب
نظر آئیں مسمّط اوسے کہتے ہیں کہ پہلے ایک بند کئی مصرعہ کا ایک وزن اور ایک قافیہ پر کہا جاے
پہر اوسمیں ہر بند کا قافیہ جدا ہو مگر آخری مصرع اوسی قافیہ پر آتا جاے اور یاد رکہو کہ یہہ بند تین مصرعے سے
کم اور دس مصرعے سے زیادہ نہیں ہوتا اسلئے اسکی آٹہہ قسمیں قرار پائی ہیں اول مثلث یعنی تین مصرع کا بند
خواہ وہ تینوں مصرع اپنی تصنیف سے ہوں یا دوسرے مصنف کے شعر پر ایک مصرعہ چسپاں کریں علیٰ
ہذا القیاس بند کے چار مصرعے ہوں تو مربع اور پانچ ہوں تو مخمس مگر فی زمانا مخمس زیادہ مروج ہے اور
چہہ مصرع ہوں تو مسدس مگر اسکی دو قسمیں ہیں اول یہہ کہ پانچ مصرعے ایک طرح پر ہوں اور چہٹا مصرعہ
بند اول کے قافیہ پر ہو دوسری قسم یہہ کہ چار مصرع ایک قافیہ پر ہوں اور اوسکے آگے بطور گرہ بند
اوسی وزن کا ایک مطلع کہ جداگانہ قافیہ رکہتا ہو جیسے اکثر واسوخت اور مرثیہ میں مروج ہے اور کبہی پانچ
چار مصرعے کے بعد وہی ایک مطلع ہر جگہ لاتے ہیں اسکو گرہ بند کہتے ہیں اور سات مصرعے ہوں تو مسبع
اور آٹہہ ہوں تو مثمن اور نو ہوں تو متسع اور دس ہوں تو معشر کہتے ہیں پہر ہر ایک قسم کی مثال
بخوبی سمجہا دی بعد اوسکے ارشاد کیا کہ مستزاد اوسے کہتے ہیں کہ ایک مصرع کے بعد خواہ ایک شعر کے
ایک چہوٹا سا فقرہ جو کسی ارکان شاعری کے وزن پر ہو اور اوس مصرعہ یا شعر سے ربط بہی رکہتا ہو خواہ

کرتے ہین ہر مصرعہ کے ساتھہ فقرہ مستزاد ایک ہی طور تقید سے سب پابند ہین اور مثال اوس مستزاد کی جو ایک شعر کے بعد آتا ہے یہہ ہے

**مولف**

محفل مین ہمین دیکھہ کے وہ دلبر عالم | کہتا ہے خدا کے لئیے بس آپ اب ایدم

کہہ جائین تو اچہا

ناچار چلے جاتے ہین غیرت سے مگر آہ | اوسوقت کا کیا حال لکھا ہم اپنا کہین ہم

مر جائین تو اچہا

اور جو مستزاد ہر مصرع کے بعد آتا ہے وہ مشہور و معروف ہے مخفی نرہے کہ اقسام شعر مین سے ایک قسم تاریخگوئی ہے تاریخ اوسے کہتے ہین کہ ایک لفظ یا فقرہ خواہ مصرعہ یا شعر ایسا تجویز کیا جاے جس سے کسیکی وفات یا تولد یا تصنیف کتاب یا لڑائی کی فتح کا سنہ و سال یا بادشاہ کے جلوس یا کسی اور واقعات وغیرہ کا زمانہ سمجہا جاتا ہے اسکی دو قسمین ہین **تاریخ صوری** اور **تاریخ معنوی** متقدمین کا قاعدہ تہا کہ شعر یا عبارت مین سنہ بیان کر دیتے تہے جیسے سعدی کہتے ہین شعر ز ستصد برون بود پنجاہ و پنج ÷ کہ پر دُر شد این نامہ بر دُر گنج ۶۵۵ھ یہہ قسم صوری ہے اور معنوی وہ ہے کہ کسی مصرعہ یا فقرہ مین حروف تہجی کے اعداد جمع کرنیسے مادہ تاریخ پیدا ہو اب اعداد حروف کا قاعدہ یاد رکہنا چاہیے یعنی منجملہ اٹھائیس حروف ابجد کے ان دس حرفون کے عدد ایک سے دس تک ہین یعنی **ابجد ہوز حطی** اسکو آحاد کہتے ہین تفصیل اسکی یہہ ہے الف کا ایک بے کے دو جیم کے تین دال کے چار ہے کے پانچ واو کے چہہ زے کے سات حے کے آٹھہ طوے کے نو یے کے دس پہر گیارہوین حرف سے آٹھہ حرفون تک دس دس عدد بڑہا کر نوے پر شمار پہونچایا ہے یعنی **کلمن سعفص** اسکو عشرات کہتے ہین تفصیل اسکی یہہ ہے کاف کے بیس لام کے تیس میم کے چالیس نون کے پچاس سین کے ساٹھہ عین کے ستر فے کے اسی صاد کے نوے پہر انیسوین حرف کے سو عدد ٹہیرا کر نو حرفون پر سو سو عدد زیادہ کر کے ہزار تک درجہ بڑہایا ہے یعنی **قرشت ثخذ ضظغ** اسکو مئات کہتے ہین تفصیل اسکی یہہ ہے قاف کے سو رے کے دو سو شین کے تین سو تے کے چار سو ثے کے پانسو خے کے چہہ سو ذال کے سات سو ضاد کے آٹھہ سو ظوے کے نو سو غین کے ہزار یہہ سب اٹھائیس حرف ہوے اگرچہ حرف مشدد کو دو بار پڑہتے ہین مگر ایک حرف کا عدد شمار مین آتا ہے اسیطرح الف ممدودہ کا عدد بہی ایک ہے اور ہمزہ کا عدد نہین لیا جاتا کہ ابجد سے خارج ہے مگر بعض نے ہمزہ مکتوبی کو الف اور پ چ ژ گ کو ب ج ز ک اور ٹ ڈ ڑ کو ت د ر کے حساب مین رکہا ہے اور جو حروف ہاے ہوز سے مخلوط ہین جیسے بہہ پہہ تہہ ٹہہ وغیرہ اوس مین ھ کے عدد جو پانچ مقرر ہین شامل کئے جائینگے جب تم یہہ قاعدہ معلوم کر چکے تو اب تاریخ کا سمجہنا اور کہنا بہت

سہل ہوگیا دیکھو اوپر سب حرف آحاد کے موجود ہیں اور علیم میں سب حرف عشرات کے اور تیسرے
میں سب حرف مئات کے اور چوتھے میں ایک حرف آحاد کا اور ایک عشرات کا اور ایک مئات کا موجود ہے
لیکن تعیین کہ تاریخ اسطرح پر ہو اگرچہ مطلوب جو اعداد مضمر ہیں انکو سنہ سے تعلق ہو تو بہت
وغیرہ کے ساتھہ مطابق کرے جس برس میں جو واقعہ گذرا ہو اوسکی تاریخ لینی چاہیے اور جس مضمون کی تاریخ ہو
اوسی مضمون کے اشعار یا عبارت سات جیسے وفات کی تاریخ آہ واویلا واویخ کے عدد ایکہزار دوسو
اکاسی ہوتے ہیں ۱۲۸۱ھ اور اسطرح تولد کی تاریخ نیک اختر کہ اسکے عدد بھی ایکہزار دوسو اکاسی ہیں
جن لفظوں میں تاریخی عدد ہوتے ہیں اوسکا نام مادہ ہے اور تاریخ کے مادے کو اکثر مصرعہ آخر میں اسطرح مورد
کرتے ہیں کہ ہاتف یا سروش وغیرہ یا الہام غیب یا خضر یا مسیح وغیرہ نے یہہ تاریخ ارشاد کی اور شعرا بعض
اپنے تخلص کے ساتھہ یہہ مضمون لکھتے ہیں کہ مجھے نہایت فکر تھی اوسوقت یہہ آواز آئی اور کبھی تاریخ
ایک ہی مصرعہ میں دو مادے یا زیادہ بھی لاتے ہیں چنانچہ غالب دہلوی نے اپنے ولادت کی تاریخ اسطرح موزون کی ہے

## رباعی دو تاریخ

| | |
|---|---|
| غالب چو ز شاہ سار فرخ نسب | ہم تیم عدد دارم و ہم ذوق حسب |
| تاریخ ولادتِ من از عالمِ قدس | ہم شورشِ شوق آمد و ہم لفظِ غریب |

یعنی اس مصرعہ میں شورشِ شوق اور غریب یہہ دونوں مادہ تاریخ ہیں اسکے عدد ۱۲۱۲ھ ہوتے ہیں
اے خسرو پروری تمہارے نام کے عدد بھی بارہ سو بارہ ۱۲۱۲ھ ہیں پس یہہ دونوں لفظ ہمعدد کہلاتے ہیں
اور جسقدر الفاظ باہم برابر عدد رکھتے ہیں وہ سب ہمعدد کہلاتے ہیں جیسے بادِ صبا اور صبح اور زندہ دل
اور اہلِ وطن ہمعدد ہیں یا دہان اور زبان یا عقل اور اعجازِ مسیح یا تسلی اور امتحان یا گلخن اور شہر
یا انتخاب اور عیش یا مظہر علم اور خجستہ اطوار یا فروغ اور ذی شعور یا مرغِ جان اور مغیلان
یا ساغرِ دل اور آفتاب ضیا وغیرہ ومن بعد برابر لفظ ہمعدد ہیں گر خیال و شعور ہے چنانچہ میں نے دو شعر ہمعدد کہے ہیں

## مؤلف

| | |
|---|---|
| ہمعدد و ما در | گل ہمی عاشق و آفت و یار و محبوب |
| ہو ہم باس حرم بھی | |

اور تاریخ اکثر صنائع میں بھی کہی جاتی ہے چنانچہ صوری و معنوی دونوں صورتوں میں ایک مادہ تاریخ ہو واضح و
آشکار ہوں یعنی الفاظ میں سنہ واقعہ موجود اور اعداد سے تاریخ نمود ہو جیسے سنہ نہصد و ہشتاد
اس مصرعہ میں عدد بھی اسیقدر موجود ہیں کہ جسقدر الفاظ سے ظاہر ہوتے ہیں یعنی ۹۸۰ھ اور کبھی ایک لفظ
تکرار سے تاریخ پیدا ہوتی ہے جسوقت سنہ مطلوبہ آدہے آدہے برابر تقسیم ہو سکیں جیسے ہلکو سنہ بادیہ

درکار ہیں اس کے آدہے چھہ سو اونتالیس ہوئے اسکے عدد کیا خوب کے لفظ میں موجود ہیں
جب اس کو دو بار کہیں گے تاریخ حاصل ہے بے تجشمہ جواد اجمال کے ساتھہ ہو جیسے یہ شعر

## تاریخ

جو فرماتے استے قندِ مکرر ٭ تو پیدا ہو سنہ تاریخ کیا خوب ۱۳۹

یا تسہیل کے ساتھہ ہو جیسے شعر کہا گردوں سے بحسبِ سالِ تاریخ ٭ سرورِ غیب نے کیا خوب کیا خوب
اور کبھی اس سے زیادہ تکرار بھی واقع ہوتی ہے جیسے کسی محل کی عیسوی تاریخ میں دیکھو

## مؤلف

مدِ نظر ہے جو تاریخ عیسوی ٭ گردون سے آفتاب نے کہے کاخ کاخ کاخ

یعنی کاخ کے عدد چھہ سو اکیس ہیں اس کو سہ چند کرنے سے اٹھارہ سو تریسٹھہ عیسوی ہو جاتے ہیں
اور ایک دروازہ عالیشان کی تاریخ بارہ سو اسی ہجری میں اس طرح واقع ہے ٭

## مؤلف

درِ دولت جو قصرِ عالی کا ٭ چرخِ ہفتم سے ہے زیادہ بلند
ہے یہہ لازم کہ ہوں پے تاریخ ٭ عددِ باب ہشت بار دو چند

یعنی باب کے عدد پانچ ہیں اسکو دو چند کیا دس ہوئے دس دونی بیس بیس دونی چالیس چالیس دونی اسی
اسی دونی ایکسو ساٹھہ ایکسو ساٹھہ دونی تین سو بیس تین سو بیس دونی چھہ سو چالیس چھہ سو چالیس دونی
بارہ سو اسی ہوئے ہیں اور دریتیم پیرزہی الامداد تاریخی میں شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی نے عجب صنعت میں ایک تاریخ
لکھی ہے اور بہت خوبی سے عددِ مطلوبہ کی شکل پیدا کرکے نقشِ مراد کو کرسیٔ بیان پر بٹھایا ہے

## تاریخِ طرزِ جدید

افتادہ حکیم از بساط ٭ تاریخ نطمہ ز نو رقم کن
از جائے حکیم ہشت برگیر ٭ سہ مرتبہ نصف نصف کم کن

جائے حطی کے آٹھہ عدد ہیں اوسکے آدہے چار اوسکے آدہے دو اور دو کا آدہا ایک باقی رہتا ہے بس
تاریخی اعداد کی یہہ صورت ہوئی سنہ ۱۲۴۸ ہجری اور یہہ ہیئت مجموعی بارہ سو اڑتالیس ہوئے ایطرح
کسی تاریخ کا یہہ مضمون ہے کہ بادشاہ نے جب ستارہ فتح کیا اوسوقت خوش ہو کر شکرِ الٰہی بجالایا اور عقدِ انامل کے
اسم اعظم شمار کرنے لگا جبکہ ابہام کو خنصر کے پیچھے لایا تو چار انگلیوں سے چار الف پیدا ہوئے یعنی فتح ستارہ کی
تاریخ ہے یعنی گیارہ سو گیارہ ہجری تھی کی یہہ صورت ہوئی سنہ ۱۱۱۱ھ عقدِ انامل انگلیوں پر شمار کرنیکا نام ہے

معاملۂ اہلِ اسلام مین یہہ طریقہ مسنون ہے اسلئے ویسے سے ہزارون لاکھون کی گنتی لن لیتے ہین اور
ہر ایک کیواسطے جداگانہ علامت مقرر ہے عربی مین پانچون اونگلیون کے یہہ نام ہین خنصر بنصر وسطیٰ سبابہ
ابہام غرضکہ اکثر اشعار اور فقرات ایسے ہوتے ہین کہ جنکے ہر مصرع سے یا ہر فقرے سے تاریخ برآمد ہوتی ہے
اور بعضے قطعات اور قصائد وغیرہ ایسے ہیں کہ جنکا ہر مصرعہ تاریخی ہے اور دو دو مصرعے کے حروف
منقوط اور غیر منقوط سے اور ایک مصرع کے منقوط دوسرے کے غیر منقوط اور ایک مصرع کے غیر منقوط
دوسرے کے منقوط ملانیسے بھی وہی مادۂ تاریخ جلوہ گر ہوتا ہے اور کبھی تاریخ زبر و بینہ میں ہوتی ہے
یعنی ہر حرف کے ملفوظی عدد لینے ہین مثلاً س کہ اسکے ساتھہ عدد ہین اسکو اسطرح جب لکھینگے کہ سین
اور اسکو میں عدد لینگے ایس حرف اول کا نام زبر ہے اور باقی حرفون کا نام بینہ چنانچہ سین مین س زبر
اور ین بینہ اور کبھی تاریخ کہنے مین ایسا اتفاق پڑتا ہے کہ مادۂ تاریخ عمدہ ہاتھہ آجاتا ہے مگر ایک دو عدد کم
رہجاتے ہیں یا زیادہ ہوجاتے ہین پس اگر دو چار کم ہین تو اوس عدد کو ایک حرف خوبصورتی کے
بڑہاتے ہیں جیسے دو کے واسطے خوشی کے موقع پر سر بشارت اور چار کے لئے غم کے محل پر سر درد وغیرہ
اور اسکو تاریخگوئی کی اصطلاح مین تعمیہ کہتے ہین اور عدد زیادہ ہوتے ہین تو اسیطور سے اوسکو خارج کر
اوسکا نام تخرجہ کہتے ہین جیسے اس شعر مین بیانہہ عدد مطلوب ہیں اور مادۂ تاریخین چونسٹھہ ہوجاتے ہیں اوس سے ماگوس خوبی
نکالا ہے شعر گفت تاریخ بناہ سکینے + سیر یک را برید بیدسے + اور یہی قاعدہ زیادہ اعداد تخرجہ و
تعمیہ پر بھی جاری ہوسکتا ہے غرضکہ اسیطرح فرزانہ روزگار نے لغو سوا اور ہر قسم کی صنعت لفظی و معنوی ا
مودون کی تائید و بجور و زحافات کا مفصل بیان شہزادۂ خوربرور کو تعلیم فرما دیا اسین چھہ مہینے کا عرصہ منقضی ہوگا
اور دوسرا علم یعنی شعور سخن رس دونون کو باعزاز و اکرام دربارِ شاہی مین لے گیا

## امتحانِ سوم

مؤلف

کبھی تو بحرِ کرم کا ہو ساقیا طلاطم | جبھی تو کشتی مے اسطرف روان ہووے
دکہا مین شعبدہ ابھی اگر عجیب و غریب | تو ہمیشہ وخشید زر کیون نہ مہربان ہووے
کیا ہے بیسے جو دعویٰ اگر کسی کو کہین | ہماری بات مین شک ہو تو امتحان ہووے



جسدم شہزادۂ عالیجاہ اور معلم یکتائے روزگار داخلِ دربار ہوتے بادشاہ نے بعد سلام علیک
رسیم تعظیم مراتب سے تمام فضیلت آثار اور اکے شہزادۂ نامدار سے حسبِ عادت معہودہ ارشاد فرمایا

کہ اسقدر تھوڑی مدت مین کس علم سے سبق بر سبقت حاصل کی شہزادہ دانشور نے جواب دیا کہ اُس
کنیز نے علم معانی اور علم بیان اور علم بدیع اور علم عروض اور علم قوافی وغیرہ سے حظّ کافی پایا اور بہرۂ
وافی اوٹھایا معانی اور بیان اور بدیع مین متقدمین عرب نے فرق نہین سمجھا مگر متأخرین نے علم بدیع کو بلاغت کا
تتمہ شمار کیا ہے اسواسطے کہ اسمین صنعتین داخل ہین عقلِ مجسم نے کہا کہ علمی صنعتین کسطرح معلوم ہوتی ہین اُنکا
بیان کرنا بھی مناسب ہے شہزادہ نے عرض کی کہ صنعتین دو قسم پر منقسم ہین لفظی اور معنوی **صنائعِ معنوی**
بکثرت ہین چنانچہ **صنعتِ تضاد** یعنی دو لفظ ایک دوسرے کی ضد مین لانا جیسے راستی کیواسطے کجی اور
نیکی کے لئے بدی وغیرہ **صنعتِ مراعات النظیر** یعنی ایسے الفاظ کے جنمین سوا تضاد کے کوئی اور
نسبت ہو جیسے فلک اور کہکشان ماہ اور آفتاب وغیرہ **صنعتِ ایہام** یعنی وہم مین ڈالنا جیسے سونیکا
پلنگ کہ سونیکا لفظ زر کیطرف ایہام رکہتا ہے **تصحیف** یعنی تغیرِ نقاط سے دوسرا لفظ بنا لینا جیسے حجتگین
اور خجستہ تگین **تزلزل** یعنی تبدیلِ حرکات سے لفظ کے معنی پلٹ جاتین جیسے تَطَلُّب تَطْلُب اول طلب
رہا کے معنی مین اور دوسرا تطلب طلبیدن سے نہی کا صیغہ ہے **لف و نشر** وہ ہے کہ اول چند چیز متواتر
ذکر کرین پھر ہر چیز کیواسطے ایسا ایک ایک لفظ کہ جو اون چیزون سے مطابق ہو بیان کرین اور یہ
دو قسم ہے مرتب اور غیر مرتب لف و نشر مرتب کی مثال **فقرہ** مژگان تیرے قد و عارض کے شوقین
قمری و بلبل کیطرح نالے کرتے ہین ۔ لف و نشر غیر مرتب کی مثال اس شعر سے واضح ہے

**شعر**

دہن میم جبین الف زلف لام ‖ ہے سورۂ الف لام میم اسکا نام

مصرع اولے سے ترتیب وار یہ حروف پیدا ہوتے ہین کہ میم الف لام مگر ترتیب کا لحاظ کیا اور اون
سبکو مختلف صورت سے جمع کر کے الٓمٓ بنا لیا **صنعتِ حسن التعلیل** یعنی کسی امر کی علت بطرزِ پسندیدہ
ثابت کرنی کہ جو درحقیقت اوسطور پر نہو جیسے اس مثال مین **فقرہ** برنگے کباب مین جسم یار کا سودا
تپش کا باعث ہے **محتمل الضدین** یعنی وہ کلام جو دو مختلف معنی پر دلالت کرے جیسے تیری صحبت مین
احمق دانا ہوجاتے ہین **تجاہل العارف** یعنی کسی چیز سے دیدہ و دانستہ بیخبری کا اظہار کرنا جیسے **فقرہ**
یہ زلفِ معشوق ہے یا شامِ غریبان یا شمع جمال کا دہواں ہے ۔ یا ابر سیاہ آفتاب کے منہ پر چھا گیا **تعجب**
یعنی کسی کلام مین حیرت ظاہر کرنی جیسے **فقرہ** سردی مین ایک پہول بہی آ آتا مگر تماشا ہے کہ قامت یار مین
دولستان سمو وارین **تلمیح** یعنی وہ کلام جو کسی قصہ معروف اور مضمون مشہور پر مشتمل ہو جیسے **فقرہ**
عشق نے کبہی آتش کو گلزار بنایا ہے اور کبہی کوہ کو برنگ کاہ جلایا ۔ دیکہو تلمیح ہے قصہ ابراہیم اور قصہ

موسیٰ کے حال سے یعنی جب حضرت ابراہیم کو نمرودِ مردود نے شیطانِ ملعون کی اغوا سے آگ میں ڈالا
خالقِ نار و نور نے حکم دیا کہ اے آتش تو سرد ہو جا کہ ابراہیم سلامت رہے حکمِ الٰہی سے وہ فوراً گلزار بن گئی
اور حضرت موسیٰ جب کوہِ طور پر جلوہ فرما ہوئے اور کہا کہ رَبِّ اَرِنِی یعنی اے میرے پروردگار میں تیرے
دیدار کا امیدوار ہوں حکم ہوا کہ لَن تَرَانِی یعنی اے موسیٰ تو مجھے نہ دیکھ سکیگا غرض جب تجلی ظاہر ہوئی
موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے اور کوہِ طور جل کر خاکِ سیاہ ہو گیا اسطرح ہر شعر کی تلمیح کو قیاس
فرمانا مناسب ہے علیٰ ہذا القیاس بہت صنعتیں ہیں کہ جنکا بیان طول و طویل ہے اب صنائعِ لفظی کا حال
عرض کرتا ہوں حضرت سلامت اول تجنیس اور یہہ چند قسم ہے تجنیسِ تام جیسے رخ سارے اور رخسارے
یا میت آگی اور پیشانی یا خاک ساری اور خاکساری یا جیسے پہونچے کا لفظ اس مصرعہ میں مصرعہ
تا بہہ پہونچے نہ رہے پہونچے بہ تو بہو تک پہونچے + اور تجنیسِ زائد جیسے پیٹ اور پسیٹ یا قامت
اور قیامت یا جم اور جسم یا شامت اور شام وغیرہ اور تجنیسِ ناقص جسکی مثال ہی تجنیسِ زائد کی مثال
ظاہر ہے مگر بعضون کے نزدیک تجنیسِ ناقص وہ ہے کہ دو حرف مجنس ہوں لیکن اونکی حرکت مختلف ہو جیسے
مَلَک فرشتہ اور مُلک بادشاہ او کتابت میں صورت یکسان نظر آئے پس اگر تبدیلِ نقاط سے دوسرے
معنی پیدا ہوں یا دوسرا لفظ بجائے تو اوس کو تجنیسِ خطی یا تصحیف کہتے ہیں جیسے رحم اور زحم یا بساط
اور نشاط وغیرہ اور تجنیس کی ایک قسم قلب ہے اوسکی دو صورتیں ہیں ایک قلبِ کل دوسرے قلبِ بعض قلبِ کل
وہ ہے کہ حرفِ کلمہ با ترتیب قلب کیے جائیں جیسے بارش اور شراب یا مالک اور کلام وغیرہ چنانچہ مہتاب رائے کا نام اس شعر کے مصرعہ ثانی میں

بہلا کیونکر نہو سب کار اولٹا | ہم اولٹے بات اولٹی یار اولٹا

یعنی ہم کا قلب مہہ اور بات کا قلب تاب اور یار کا قلب رآ ہے یہہ سب لفظ ملکر مہتاب رآ ہوا
اور اگر کسی کلام کو قلب کریں اور اوس سے پہر وہی کلام حاصل ہو اوسکو مقلوب مستوی کہتے ہیں
تاب اور بے عیب اور شاباش اور ناپان اور مرادست دارم اور برآید یارب اور کاخ ہمہ چاک او نیا
ہمہ لا اقبال وغیرہ اور اکثر شعر بہی اس صنعت میں مشہور ہیں جیسے شعر شکر بترازوی وزارت برکش + شو
ہمرہ بلبل طلب بر مہوش + یا یہہ شعر شعر آرا اے رحم ز مہر یارا + آرام زروت وزر طلبا + اور
قلبِ بعض وہ ہے کہ ایک صورت کے دو کلموں میں کوئی حرف کسی مقام پر مقدم مؤخر ہو جائے
جیسے رعب اور عرب یا عجم اور جمع یا کلام اور کمال وغیرہ جب شہزادہ ہوشمند تجنیس اور تقلیب اور
تصحیف کی صفت بیان کر چکا ایک شخص حاضرینِ مجلسِ امتحان میں سے بول اوٹھا کہ اے شہزادہ

عالیمقام آپ کا قطعِ کلام ہوتا ہے معاف فرمانا مگر اسوقت ایک شعر مجھے یاد آیا ہے آپ اوسکا مضمون بیان فرمایئے

شعر

بہ تصحیف و بہ تقلیب و بہ ترادیف | ز روئے باز خواہم ضدِ شرقی

خرد پرور نے کہا کہ حضرت یہہ تو ذراسی بات ہے کہ جسکو ہر شخص بادی النظر مین سمجھہ سکتا ہے یعنی اسکا
مضمون یہہ ہے کہ عاشقِ زار رخسارِ یار سے بوسہ کا طلبگار ہے آپنے کہا کہ یہہ تو مین بھی جانتا ہون مگر ان لفظون
مین بوسہ کہان سے جو ہے اور مقدر یا محذوف بھی نہین ہو سکتا شہزادہ نے کہا واہ سبحان اللہ و
اول مین ترکیب صاف بیان کر چکا ہے یعنی ضدِ شرقی کو غربی تصور کرنا چاہیے اسواسطے کہ وہ طلوع کا مقام
اور یہہ غروب کا پہر غربی کی تصحیف عربی ہے کہ تبدیلِ نقاط سے لفظ بدل گیا اور عربی کو مقلوب
بعض کیا تو ربیع ہوا اور ربیع ایک فصل کا نام ہے جسکو بہار کہتے ہین اور بہار مرادف ہے ربیع کی
پہر بہار کو تصحیف کیا تو نہار ہوا یعنی روز کہ جسکو یوم بھی کہتے ہین اور یوم نہار کا مرادف ہے جب یوم
مقلوبِ کل کیا تو موے ہوا اور موے بال کو کہتے ہین کہ جسکی عربی شعر ہے اور یہہ شعر تجنیس اوس
شعری ہے کہ جسکو بیت کہتے ہین اور بیت مرادف شعر ہے اور گہر کو بھی بیت کہتے ہین جسکی عربی دار ہے
بیت اور دار مرادف ہین دار کا مقلوبِ کل راد ہے بمعنی سخی اور راد کو قاعدۂ تصحیف سے نقطہ زیادہ کرکے
زاد بنایا زاد توشے کو کہتے ہین کہ اوسکا مرادف ہے اور توشہ تجنیس خطی یعنی تصحیف سے بوسہ ہوجاتا ہے
پس یہی جواب ہے سائل کے سوال کا جب شہزادہ نے اسقدر تصریح بیان کی سبکو جودتِ طبع اور رسائی
ذہن پر یقین واثق ہوا اور بالاتفاق آوازۂ تحسین و آفرین بلند کیا شہزادہ نے کہا صاحبو خاموش
ابہی اور گفتگو باقی ہے بادشاہ نے فرمایا کہ وہ بہی درجۂ اختتام کو پہونچا دو خرد پرور نے کہا کہ اب
مین تقریر مختصر کرتا ہون صنعت منقوط وہ ہے کہ سب حروف معجمہ ہون غیر منقوط وہ ہے
کہ تحت حروف مہملہ ہون رقطا وہ ہے کہ ایک حرف منقوط اور ایک غیر منقوط ہو خیفا وہ ہے
کہ ایک کلمہ معجمہ اور ایک مہملہ ہو مقطع وہ ہے کہ سب حرف جدا جدا لکہے جائین موصل وہ ہے کہ سب
حرف ملکر تحریر مین آئین واسع الشفتین وہ ہے کہ جسکے پڑہنے مین لب سے لب بہم نہون واصل الشفتین
وہ ہے کہ جسکے ہر کلمہ مین لب سے لب ملتے جائین تحت النقاط وہ ہے جسمین حرفون کے سب نقطے نیچے ہون
فوق النقاط وہ ہے جسمین حروف کے سب نقطے اوپر ہون صنعت توشیح وہ کلام نظم ہے کہ جسمین
ہر مصرع کا حرفِ اول جمع کیا جاتے تو اوس سے کوئی اسم یا عبارت یا نام پیدا ہو جیسے ان
دو شعرون کے سر حروف کو ایک جگہ باہم جمع کرنے سے لفظ نظام ظاہر و آشکار ہوتا ہے

ن | نور ایمان کا ہر طرف
ا | آج توحید کی وہ کثرت

**نظم**

جامع الحروف وہ صنعت ہے ... ظہور | ظ | ظلمت کفر جہان سے دور
ہو ... | م | سوج در موج بحر وحدت ہے

بیان کیا جاتا ہے کہ دیباچہ کتاب یا آغاز ... ترتیب جس میں سب حروف تہجی موجود ہوں براعۃ الاستہلال ... ہو ... قصیدہ و مثنوی میں ایسے الفاظ داخل کریں جیسے مضمون جو آگے ... ہے ... سے پہلے ہی معلوم ہو جائے صنعت تجمیع مع التجنیس وہ ہے کہ ... نقل ہو ... وہی مصرع بعینہ دوبارہ لکھدیں گر معنی جدا ...

**شعر**

چون ... سار آرم ارتو نار آری | من بسارم ار تو نار آری

**یا یہ شعر**

... از دوستی ہمہ جبر از تو ... | چون از دوستی ہمہ جبر از تو گشت

**یا یہ شعر**

چون شدی آرزوی دو عالم از تو شد | بون شدی آرزوی دو عالم از تو ...

**یا یہ شعر**

شیر آن باشد کہ آدم می خورد | شیر آن باشد کہ آدم می خورد

ان سب شعروں میں ہر مصرع کے معنی علحدہ ہیں صنعت ذوبحرین وہ ہے کہ ایک شعر دو بحر ...

**مثنوی**

ماہ تابان کو ترے جہرے سے ظلمت ہے نصیب | مہر انور کو ترے جلوے سے حاصل ہے فروغ

اول فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات کے وزن پر جیسے یہہ مطلع مہرو ... ہمکو دیکھو کہ ... چلنے تو جاتے ہی رہے + دوم فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات کے وزن پر جیسے یہہ مطلع

**شعر**

آج دہلاو ... ابھی پیاس لی تا تیر کو | اب پیکان ... آنا پڑے گا تیر کو

اور بھی ایک شعر لکھی بحرون میں پڑا جاتا ہے جیسے یہہ شعر ... آج وابروی تو بد ... شاہد خوبی تو حسن وجمال + اول بحر رمل مسدس مقصور یعنی فاعلاتن فاعلاتن فاعلات جیسے فرد + نوا ... چون حکایت میکند + وز جدائیہا شکایت میکند + دوم بحر رمل مسدس مخبون یعنی فاعلاتن

فعلاتن فعلات جیسے **فرد** مرحبا ساقیِ میخانۂ ما * کام بخش لبِ مستانۂ ما * سوم بحرِ خفیف مسدس میں
فاعلاتن مفاعلن فعلات جیسے **فرد** حمد را با تو نسبتیست درست * بر درِ ہر کہ رفت بر درِ تست *
چہارم بحرِ سریع مطوی موقوف یعنی مفتعلن مفتعلن فاعلات جیسے **فرد** برفگن از ماہِ رخ خود نقاب *
تا نکند دعویِ حسن آفتاب * اتنے میں ایک شخص نے سوال کیا کہ اے شہزادہ ہمایون فال آپ نے
جو مفاعلن اور فاعلاتن اور مفتعلن وغیرہ الفاظ بیان کئے اسسے کیا مطلب ہے خرد پرور نے فرمایا کہ یہ **علمِ عروض** سے
متعلق ہے جسکے ذریعے سے اشعار بحروں کا وزن معلوم ہوتا ہے اور شعر وہ کلامِ موزون ہے جو بتکلف قصداً
صادر ہو متقدمین نے اوسکے واسطے **اونیس بحر** مقرر کئے ہیں اور متاخرین نے اوسکے علاوہ گیارہ بحر
نکالے ہیں چنانچہ نوزدہ بحور کا نام اس قطعہ میں موجود ہے **قطعہ اسامی بحور**

رجز خفیف و رمل منسرح دگر مجتث
بسیط و وافر و کامل ہزج طویل و مدید
مشاکل و متقارب سریع و مقتضب است
مضارع و متدارک قریب و جدید

بحرِ **طویل** کا وزن فعولن مفاعیلن چار بار بحرِ **مدید** فاعلاتن فاعلن چار بار بحرِ **بسیط** مستفعلن
فاعلن چار بار بحرِ **وافر** مفاعلتن آٹھ بار بحرِ **کامل** متفاعلن آٹھ بار بحرِ **ہزج** مفاعیلن آٹھ بار
بحرِ **رجز** مستفعلن آٹھ بار بحرِ **رمل** فاعلاتن آٹھ بار بحرِ **سریع** مستفعلن مستفعلن مفعولات دو بار بحرِ
**منسرح** مستفعلن مفعولات چار بار بحرِ **خفیف** فاعلاتن مستفعلن فاعلاتن دو بار بحرِ **مضارع** مفاعیلن
فاعلاتن چار بار بحرِ **مقتضب** مفعولات مستفعلن چار بار بحرِ **مجتث** مستفعلن فاعلاتن چار بار
بحرِ **متقارب** فعولن آٹھ بار بحرِ **متدارک** فاعلن آٹھ بار بحرِ **قریب** مفاعیلن مفاعیلن فاعلاتن دو بار بحرِ **جدید**
فاعلاتن فاعلاتن مستفعلن دو بار بحرِ **مشاکل** فاعلاتن مفاعیلن مفاعیلن دو بار اور ضیا بار نے جداگانہ گیارہ بحر ایجاد کئے ہیں اونکا نام یہ ہے

**مؤلف**

عریض و عمیق و صریم و کبیر
ہزیل و قلیب و حمید و صغیر
سلیم و حمیم و اصم اے نگار
ہمیں یازدہ بحر دیگر شمار

بحرِ **عریض** کا وزن مفاعیلن فعولن چار بار بحرِ **عمیق** فاعلن فاعلاتن چار بار بحرِ **صریم** مفاعیلن فاعلاتن
فاعلاتن دو بار بحرِ **کبیر** مفعولات مفعولات مستفعلن دو بار بحرِ **ہزیل** مستفعلن مستفعلن فاعلاتن دو بار بحرِ **قلیب**
فاعلاتن فاعلاتن مفاعیلن دو بار بحرِ **حمید** مفعولات مستفعلن مفعولات دو بار بحرِ **اصم** فاعلاتن مفاعیلن
فاعلاتن دو بار بحرِ **سلیم** مستفعلن مفعولات دو بار بحرِ **صغیر** مستفعلن فاعلات مستفعلن دو بار
بحرِ **حمیم** فاعلاتن مستفعلن مستفعلن دو بار اور جبتک کہ شعر کے وزن میں ارکان بحر کسیکے مطابق رہتے ہیں

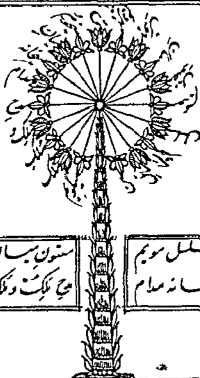
زنجیر سالم کہلاتا ہے اور جو اس مین کچھ تغیر و تبدل اور کمی و بیشی وغیرہ واقع ہو جاتے تو اوسکا نام زحافات و علل
اوسکے شہزادہ موزون طبیعت نے عروض و قوافی وغیرہ کا بہ نہایت شرح و بسط ارشاد کیا پھر مشکل پسند کیطرف
متوجہ ہو کر عقلِ مجسم کے حضور میں گزارش کرنے لگا کہ خاکسار جن صنعتوں کی حقیقت عرض کر چکا ہے اون کے علاوہ
اور بہت سی صنعتیں ہیں چنانچہ صنعتِ مدور یعنے ایک دائرہ بنا کر اوس کو چند خانون پر
تقسیم کرکے ہر خانہ مین ایک رکن تحریر کرتے ہیں پھر اوسکو جس خانہ سے شروع کرین پورا شعر پڑھا جاتا ہے شعر



اسی طرح صنعتِ مربع ہے کہ عرض و طول میں وہی ایک قطعہ برابر پڑھا جاتا ہے قطعہ

| گزرن لیا | حقا ہے | الہی | دہ دلبر |
|---|---|---|---|
| حقا ہے | دہ جیبے | لبوں عبث | سمن بر |
| الہی | لبوں عبث | حقا ہے | عبث ہے |
| دہ دلبر | سمن بر | عبث ہے | ستمگر |

اسیطرح صنعتِ مشجر خوبصورت شجرہ لکھ کر پڑھتے ہیں جیسے یہ رباعی ہے رباعی



| | |
|---|---|
| من مائلِ محبت وتے سلسل موییم | ستون میانِ مہوش محمد دویم |
| مے بخوریم و بیالِ بیجانہ مدام | ہیچ تاکت و تاکِ ملک میگوییم |

اور جبا بجانی یہہ رباعی جو مذکور ہی نے سو حرف کی امین صنعت وصل الشفتین ہی موجود ہے اور ان سب
صنعتون سے زیادہ مشکل صنعتِ معما ہے عقلِ مجسم نے فرمایا کہ اسکو سب سے زیادہ مشکل کس نظر سے قرار دیا ہے
خردمند نے کہا کہ یہہ فنِ دقیق ہے اور اسکی اصطلاحین بھی جدا گانہ مگر حضور نے استفسار کیا ہے اسلئے گذارش
کرتا ہون حضرت سلامت اس فن مین لفظ کا جزو تین صورت سے باہر نہوگا اول یا اوسط یا آخر پس
اگر ابتداے کلمہ مین واقع ہو تو اوسکی تعبیر لفظِ مطلع اور تارک اور سر اور لب اور اول اور تاج اور افسر
اور کلاہ اور رخ اور مبتدا اور فرق وغیرہ سے کرتے ہین اور وسطِ کلمہ مین ہو تو لفظِ قلب اور درون
اور دل اور مغز اور مرکز اور میان اور وسط اور کمر اور موضع اور مقام وغیرہ کہتے ہین اور انتہاے کلمہ مین
ہو تو لفظِ پاے اور قدم اور دامن اور پایان اور انجام اور انتہا اور آخر اور ذیل اور نہایت اور تمام وغیرہ
کہتے ہین اور غرہ و سلخ اور اوج و حضیض اور فراز و نشیب اور پوست و جامہ اور بالا و زیر اور ساق
و سر اور شاخ و بیخ اور جیب و دامن اور اصطلاح کے لفظون سے فنِ معما مین حرفِ اول و آخر مراد ہوتی ہے اور اگر
لفظِ جانب اور سمت اور سوے اور طرف اور گوشہ اور کنار اور پہلو واقع ہو تو اوس سے حرفِ اول اور کبھی
حرفِ آخر لیتے ہین اور نقص اور مختصر اور کوتاہ اور ابتر حرفِ آخر کے نقصان پر دلالت کرتا ہے اور مجوف
اور تہی اور خالی مابین الطرفین کے نقصان پر اور سرو اور علم اور نیزہ اور نخل اور خدنگ اور ناوک اور تیر
اور منار اور قد و بالا حرفِ الف سے کنایہ ہے اور ارہ اور دندان اور پشتِ نہنگ حرفِ سین سے کنایہ ہے
اور ابرو اور ہلال حرفِ نون اور جیم اور دال سے کنایہ ہے اور زلف حرفِ لام سے کنایہ ہے اور خال
اور ستارہ اور قطرہ اور گرہ اور گوہر اور ذرہ نقطون سے کنایہ ہے اور کبھی صرفیون کے طریق پر کلمہ کے حرفِ
اول کو فا اور دوم کو عین اور سوم کو لام کہتے ہین اور کبھی کوئی لغت بیان کرکے فارسی مین اوسکے
معنی مراد رکہتے ہین اور کبھی فارسی بیان کرکے عربی مطلب لیتے ہین اور کبھی کوئی لفظ بیان کرنے سے
نثر کی مراد ہوتی ہے اور کبھی جو لفظ بیان کرتے ہین اوس سے وہی ارادہ ہوتا ہے اور کبھی عدد بیان کرکے
اوس سے بحسابِ جمل کوئی حرف بنا لیتے ہین اور کبھی نجومیون کی اصطلاح سے کام پڑتا ہے چنانچہ سبعہ سیارہ
حرفِ آخر سے ارادہ ہوتا ہے جیسے قمر سے رے اور عطارد سے دال اور زہرہ سے ہے اور شمس سے سین
اور مریخ سے خے اور مشتری سے یے اور زحل سے لام اور کبھی ایام اسبوع یعنی ہفتہ کے دنون سے حروف
ابجد کے اوس حرف کی طرف اشارہ ہوتا ہے جو اوسکے شمار سے معہود ہو چنانچہ الف ایک عدد رکہتا ہے
اوس سے یکشنبہ اور بے کے دو عدد ہین اوس سے دوشنبہ اسیطرح جیم سے سہ شنبہ اور دال سے چہار شنبہ
اور ہے سے پنجشنبہ اور واو سے جمعہ اور زے سے ہفتہ مراد ہے کبھی سال کے لفظ سے تین سو ساٹھ

لیتے ہیں کبھی سین سین اور کبھی ماہ کہتے ہیں اور تیس مراد ہوتی ہے کبھی لام و علیٰ ہذا القیاس اور
وغیرہ یہی اصطلاح ثبوت کرتے ہیں جیسے اس معمے میں علی کا لفظ مع حرکات و سکنات ظاہر ہے

## معمّا باسم علی

جسم یکتا زلف سنبل حال میں | بعد تسکین دل بریاں میں

جسم کو عربی میں عین کہتے ہیں اور اس سے حرف عین مراد ہے اور یکتا کو عربی میں فتح کہتے ہیں اور
فتح معمّوں کی اصطلاح میں زبر کا نام ہے پس جسم یکتا سے یہ بات ثابت ہوئی کہ عین مفتوح ہے اور
زلف کو لام سے تشبیہ دیتے ہیں اور اس سے حرف لام مراد ہے اور شکستگی کو عربی میں کسر کہتے ہیں اور کسر
معمّوں کی اصطلاح میں زیر کا نام ہے پس زلف شکستہ سے لام مکسور مراد ہے اور مصرعہ ثانی میں تسکین دل بریاں
سے یہ بات عیاں ہے کہ لفظ بریاں کا دل اور جو دل تمام جسم کے درمیان واقع ہوتا ہے اسواسطے حرف
اوسط یعنی یاے تحتانی سے مدعا ہے اسلئے کہ دو حرف اسطرف اور دو حرف اوسطرف باقی رہے
اور تسکین سکون سے مشتق ہے سکون معمّوں کی اصطلاح میں جزم کو کہتے ہیں پس تسکین دل بریاں یاے
ساکن حاصل ہوئی غرضکہ ان حروف کے ملانے سے لفظ علی پیدا ہوا اور اکثر رسالے کی سیدھی سادی طرح جیسے یہ

## معمّا باسم محمدؐ

جسم تو مکول گشت بیکے قطرہ ریخت | ہوش رمد ہوئی محبت کر بحث

لفظ جسم کو جس وقت مکول کیا یعنی اوسکا نقطہ محو ہوا اور قطرہ کہ باعتبار تشبیہ کے نقطہ سے کنایہ ہے جس وقت جیم
کا نقطہ ساقط ہوا ح باقی رہا اور مصرعہ ثانی میں لفظ مدہوش سے جب ہوش کا لفظ جدا ہوگیا تو مد رہگیا
اور ح کو مد سے باہم ملایا تو اسم محمد پیدا ہوا اتنے میں ایک عالم فاضل کہ حاضر دربار تہا کہنے لگا کہ میاں
شہزادے صاحب یہ بات سہل ہے کہ جو معمّا بیان کرو اور خود اوسکی کیفیت بھی کہو بلکہ اس علم کا کمال
جب معلوم ہو کہ کوئی دوسرا شخص معمّا بیان کرے اور تم اوسکو حل کرو تو البتہ تمہارے ذہن کی رسائی
ثابت ہو شہزادہ نے کہا کہ اگر آپکو کچھ یاد ہو تو آپ ہی فرمایئے اوسنے کہا کہ ہم کسی سے سنتے تھے کہ اوسکی زبانِ
حال سے بیان کرتے ہیں شہزادہ نے کہا کہ حضرت بہتر ہے ارشاد کیجئے اوسنے کہا اے خسرو برو
معمّا جسم ہمارا پانچ حروف سے مرکب ہے مگر ہم شمار میں تین شمار میں ہیں یوں تو ہم ہمیشہ سبکے سر پر رہتے ہیں
مگر کبھی جب اخیر حرف ہمارا گرا دیا جاتا ہے تو ہم ہاتھ میں ہی آجاتے ہیں جب سر پر رہتے ہیں
تو ہمکو قوتِ باصرہ سے کام رہتا ہے اور جب ہاتھ میں آتے ہیں تو قوتِ سامعہ سے سروکار ہوتا ہے
جب آخر حرف ہمارا گرا دیا جاتا ہے تو تا وقتیکہ موالیدِ ثلثہ نہیں موجود ہوں ہمارا عدم و وجود برابر ہوتا ہے

جسم ہمارا آجتک کسیکو معلوم نہیں ہے فارسی یونانی پہلوی رومی سنسکرت عبری لاطینی ترکی بنگلہ ہندوستانی انگریزی ان سب زبانوں میں ہمارا نام ایک ہے صرف حرفِ علت تلفظ بدل دینے ہیں جب ہم سلم رہتے ہیں تو آدمی ہمارے اختیار میں رہتا ہے اور جب ہم تیمور لنگ ہو جاتے ہیں تو ہم لوگونکے اختیار میں ہوتے ہیں اور واسطے انکے ہمارے کان اوٹھا کرتے ہیں ہستی میں ہمارا مقام یہی ہے لوگ ہم میں رہتے ہیں اور ہم لوگوں پر رہتے ہیں تو بتلاؤ ہم کون ہیں + شہزادہ نے دیر تک سوچکر کہا کہ جواب حلِ معما آپ ستارہ ہیں کہ پانچ حرف سے لفظ ستارہ مرکب ہے اور آپ شمار میں بھی ہیں اور درجہ بھی آپ کا بلند ہے مگر جب حرفِ آخر بھی وہ گر گئی تب ستار بنگئے اور سب کے ہاتھ میں آگئے جب آسمان پر رہتے ہو تو قوتِ باصرہ سے کام ہے اور جب ستار بنتے ہو تو حقیقت میں قوتِ سامعہ سے سروکار رہتا ہے اور تابتک موالیدِ ثلٰثہ بھی نباتات موجود ہیں آپکا وجود و عدم برابر ہے یا یہ کہ آپکا جسم نباتات سے متعلق ہے اور تار وغیرہ حیوانات سے اور کوئی ملکی روح آپکو بجانیکے لئے درکار ہے اور وہ ستار حیوانات میں داخل ہوگا یہہ گویا اصلی موالیدِ ثلٰثہ میں عبارت کے آپ بکارِ مجلس ہیں اور صورت تمہارے جسم کی درحقیقت کسیکو معلوم نہیں اور زبانہائے مشہور میں ایک ہی نام ہے اور جب سلم رہتے ہو تو آدمی تمہارے اختیار کئے ہیں سب لوگ ستارہ کی گردش کے محکوم ہیں اور جب تم تیمورِ لنگ ہو جاتے ہو یعنی حرف ہ گر جاتی ہے اوسوقت تم ستار بنکے آدمی کے اختیار میں ہوتے ہو اور کان اینٹھنے سے ستار کی کھونٹی مروڑنی مراد ہے اور ہستی میں تمہارا مقام سے یعنی اوس سرزمین میں یونان کے قریب ستارہ ایک شہر کا نام ہے اوسمیں لوگ رہتے ہیں اور ستارہ سوکر آپ آدمیوں پر اثر کرتے ہیں + یہی جواب ہے آپ کے سوال کا اوس عالم نے کہا شہزادے شاباش مرحبا خوب جواب دیا پروردگار تمہارے ذہن میں برکت عنایت کرے اب دوسرا سوال سنو معما نہ تو ہم میں گوشت ہے نہ خون مگر ہڈیاں بکثرت نہ ہمارے کوئی عضو ہے مگر ایک ٹانگ لیکن ہم اوس ٹانگ سے کھڑے نہیں ہو سکتے کبھی تو ہم لوگوں کی بغل میں ہوتے ہیں اور کبھی جب ہمارا آفتاب تو یا مہرطال میں ہوتا ہے تو ہم لوگوں کے سر پر ہوتے ہیں کبھی ہم آدمی کی مٹھی میں ہوتے ہیں اور کبھی آدمی ہماری مٹھی میں کبھی ہم لوگوں کے سرپرست ہو جاتے ہیں اور کبھی ہم بڑھاپے کی لکڑی بنجاتے ہیں ہمارے دوستوں کی دنیا میں انتہا نہیں سب ملکوں میں پائے جاتے ہیں مگر باوجود اس دوستی کے ہم سے خاک میں ناک رگڑواتے ہیں اور بیچارے ہمارے سر پر خاک ڈالتے ہیں + نہ تو ہمارے دروازہ ہے نہ کھڑکی لیکن لوگ ہمیشہ بند کیا کرتے ہیں اور کھولتے ہیں تو بتلائیے ہم کون ہیں + شہزادہ نے کہا جناب سنئیے حلِ معما آپ چھتری ہیں کہ آپ میں نہ گوشت ہے

نہ خون گرم دیان کثرت ہیں اور ایک تالک تک ہی رہتی اوس تالک ست آپ کہیں نہیں ہو سکتے
اور لوگوں کی بستی میں رہتے ہو اور جب آفتاب منتہیہ اور ستارہ کے بیچ میں تو اور سب پانی
میں سکے سر پر ہوتا ہے اوس وقت تم بھی دھوپ اور حرارت کے سبب سب کے سر پر پہنچتے ہو اور آپ
آدمی کی بستی میں رہتے ہو اور آدمی آپ کی بستی میں اور تمام عالم آپکا دوست ہے اور ہر شخص
تمہاری تک رہیں پر رکھتا ہے اور سیر کہیں کی اور دروازے کے تکو کھولتے اور بند کرتے ہیں ؟
اوس عالم نے کہا جزاک اللہ تم نے خوب معقول جواب دیا بیشک یہی جواب تہارا ہی اعتماد
میں ایک اکثر وانشمند کہنے لگے کہ اے شہزادہ عالم ہم بھی ایک سوال کرنا چاہتے ہیں اگر
خاطرِ اقدس پر گران نہ گذرے حضرت پرور نے فرمایا کہ حضرت میں تو ہمیشہ اسی بات کا
خواہشمند رہتا ہوں کہ کوئی نئی بات معلوم ہو آپ ارشاد کریں جیسا کہ ملتے ناتس میں آئے گا
گذارش کیا جائے گا اوس نے کہا کہ بہلا فرمائیے **معما** وہ کون جانور ہے کہ پر ہول
اور اوڑ نہ سکے اگر اوس کا پاؤں کاٹ ڈالیں تو زمین وآسمان کا فرق ہو جائے اور جو
بالکل بے سر و پا کر دیں تو ملکِ فارس میں رنج وتکلیف کے وقت ظاہر ہو اور جو سر
کاٹ ڈالیں اور بجائے سر کے پاؤں لگا کر مقلوب کریں تو ہند میں وہی غم کی حالت
پیدا کرے اور اگر بجنسہ فارس میں لیجائیں تو کہانیکی چیز بجائے پاؤں کاٹنے سے فارس میں
بہت نظر پڑے اور ہند میں اوس کے برعکس ایک مدت کے بعد بھی ایک دفعہ کا دیکھا ہوا
پھر دوبارہ نظر آئے ✦ شہزادہ نے کہا کہ جناب من **حلِ معما** وہ ماہی ہے کہ پر ہیں اور
اوڑ سکنے کی طاقت نہیں اور پاؤں کاٹنے سے یعنی حرف یائے تحتانی دور کرنے سے ماہ
باقی رہتا ہے پس ماہ سے ماہی تک زمین وآسمان کا فرق ہے اور سر اور پیر دور کرنے سے
یعنی میم اور یے جدا ہونے سے آہ رہگیا اہلِ فارس مقام غم میں آہ کہتے ہیں اور سر کاٹ کر
پاؤں لگانے سے یعنی میم دور کرکے اوس مقام پر یائے تحتانی قائم کرنے سے آہی ہوتا ہے
اور آہ کو مقلوب کرنے سے ہائے ہوا ہند میں مقامِ غم میں یہ لفظ وردِ زبان ہوتا ہے اور
فارس میں ماہی کہانے کی چیز ہے یعنی مچھلی اور پیر کاٹنے سے ماہ رہجاتا ہے ماہ فارسی میں چاند کو
کہتے ہیں وہ بہت نظر آتا ہے اور ہند میں ماہ کا مہینا ایک سال کے بعد ہوا کرتا ہے ✦ ✦
جبکہ شہزادہ والا مقدار نے اس جواب سے ہی فرصت حاصل کی پھر اصلِ مطلب کی طرف
متوجہ ہوا اور شاہنشاہِ عقلِ مجسم کی خدمت میں عرض کی کہ خداوندا ایک صنعتِ بے پایاں

صنعتِ سقوط اور مقلوبِ مستوی سے بھی زیادہ ترشکل ہے اوسکو صنعتِ اظہارِ مضمر کہتے ہیں
وہ اصطلاح یہ ہے کہ ایک مصرعہ پانزدہ حرفی جس میں سب حروف غیر مکرر واقع ہوں موزوں
کرکے پھر چار مصرعہ خواہ بطریقِ رباعی خواہ مع زل بر جابیت تصنیف کریں کہ حروف کا لحاظ مدِنظر رہے
اور کسی سے کہیں کہ اس مصرع میں سے ایک حرف پہچان کر دل میں کرلو اور خود اوس رباعی سے دریافت
کرلیں کہ کونسا حرف سائل کا مافی الضمیر ہے چنانچہ دو تین مثالیں گذارش کرتا ہے

**مصرعہ**

سخنِ خوش حسنہ بیار مگو

**رباعی**

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱ | اے شاہِ بتان شود با حسن و جمال | ۲ | چوگانِ خط و گوے کہ آن نقطۂ خال |
| ۴ | شد ہوشِ دلم چو جلوہ گرشد معشوق | ۸ | یارب کہ مبادہ بگردت ہم زوال |

**مصرعہ**

صفتِ سنبلِ شاہد گویم

**رباعی**

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱ | مخزونم و در دل زتو دارم صد غم | ۲ | اے لعلِ لبت حریفِ دردم ہمہ دم |
| ۴ | زین گونہ ملولم منِ مسکین غریب | ۸ | کاخر شود آرام گہم کوے عدم |

**مصرعہ**

آہِ دلِ من زجہ رنج بگذشت

**رباعی**

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱ | برتر زحواس و فکرِ مردم ذات | ۲ | بنشستہ زشوق خوش بہ سیج وحدت |
| ۴ | ذی منتی و ملتزمِ منت گشت | ۸ | ذی روح و شعور و جسم و گیتی بصفت |

حروف کے دریافت کرنے کا یہہ قاعدہ ہے کہ رباعی کے مصرعِ اول پر ایک کا ہندسہ اور
مصرعۂ دوم پر دو کا اور مصرعۂ سوم پر چار کا اور مصرعۂ چہارم پر آٹھ کا عدد لکھیں اور جو مصرعہ جامع علحدہ
لکھا گیا ہے کسی شخص کے روبرو پڑھ کر کہیں کہ اس میں سے کوئی حرف اپنے دل میں لیلو
پھر آپ رباعی کے چاروں مصرعہ پڑھ کر اوس سے دریافت کریں کہ وہ حرف جو تمنے لیا کون کونسے
مصرعہ میں موجود ہے اگر وہ شخص بیان کرے کہ صرف اول مصرعہ میں ہے، اور باقی تین مصرعوں میں نہیں

پس حرفِ اول ہوگا اور جو فقط دوسرے مصرعہ میں ہے تو حرفِ دوم ہے
اور جو حرف تیسرے مصرعہ میں ہے تو حرفِ چہارم اور فقط جو چوتھے مصرعہ میں ہے
تو آٹھواں حرف ہے اور اگر وہ حرف مصرعہ اول اور دوم دونوں میں ہے سوم اور
چہارم میں نہیں ہے تو حرفِ سوم اور اگر اول اور سوم میں ہے تو حرفِ پنجم اور جو اول
اور دوم اور سوم مصرعہ میں ہے چہارم میں نہیں تو ساتواں حرف ہے اور چہارم
مصرعہ میں موجود ہے تو پندرہواں حرف ہے اور جو دوم اور سوم مصرعہ میں ہے
اول اور چہارم میں نہیں تو چھٹا حرف ہے اور اگر مصرعہ دوم و چہارم میں ہے اول
اور سوم میں نہیں تو دسواں حرف ہے اگر سوم اور چہارم میں ہے اول اور دوم میں
نہیں تو بارہواں حرف ہے اگر اول مصرعہ اور آخر مصرعہ میں ہے تو نواں حرف
اور اول و سوم و چہارم میں ہے تو تیرہواں حرف ہے اگر دوم اور سوم اور چہارم
مصرعہ میں ہے تو چودہواں حرف ہے اور جو اول اور دوم اور چہارم میں ہے
گیارہواں حرف ہے غرض خلاصہ اس تقریر کا یہ ہے کہ جس جس مصرعہ میں
حرفِ مطلوبہ موجود ہو اوس کے اعدادِ مقررہ جو ابھی بیان ہوچکے ہیں
جمع کرکے جس قدر اعداد حاصل ہوں اوسی درجہ کا حرف
مصرعہ جامع میں شمار کرکے بیان کریں بیشک وہی
حرف ہوگا اس کے بنانے کا بھی یہی طریقہ ہے جو مذکور ہوا
اور حروفِ مصرعہ جامع حسبِ مکرر کو اسی ترکیب
ہر مصرعہ میں لاکر خصوصیت کے ساتھ موزوں کریں
یہ کہہ کر شہزادہ تو خاموش ہوا اور ہر طرف سے
واہ واہ کی صدا بلند ہوئی اور احسنت
و مرحبا کی دھوم مچی بادشاہ گیتی پناہ
کمال محظوظ ہوا اور رسمِ تسمیہ
حسبِ قاعدہ مقررہ بجا لاکر
بلند کیا دربار
برخاست ہوا

# باب چہارم موسوم بہ عقلِ ہفتم

## مؤلف

| | |
|---|---|
| ہوا بہار میں پیدا خزاں میں سوت آئی | یہہ باغ کب سے ہے آباد پِشتہ کیا جانے |
| یہہ غنچے کیسے ہیں یہہ گل کہاں سے آئے ہیں | یہہ طائرانِ چمن کون ہیں خدا جانے |

وزرائے روزگار اور خرد پرور قیام گاہ میں تشریف لائے امتحان سے تو فرصت ہو چکی تھی اب دوسرے علوم کیطرف توجہ فرمائی اور شاد سے کہا کہ اے خرد پرور تھوڑے علومِ ضروری سے بھی واقف ہونا ضرور ہے جیسا کہ جغرافیہ و تواریخ و ریاضی و ہیئات و طبیعیات وغیرہ ہر ایک میں کم معلومات بھی زیادہ کار آمد ہے اول ہم تمہیں **علمِ جغرافیہ** سے آگاہ کرتے ہیں مخفی نرہے کہ جغرافیہ وہ علم ہے جسکے ذریعہ سے احوال ممالک و بلاد اور بقاع و بحار اور انہار و جو تبار اور کوہسار روئے زمین کا معلوم ہوتا ہے اگرچہ فی زماننا اس میں نہایت اختلاف واقع ہو گیا مگر حقیقت میں اصل و مدعا ایک ہے اب یہہ علم دو قسم پر منقسم پایا جاتا ہے اول حکمائے یونان نے اسکی کیفیت دریافت کی تھی اوسکے بعد اہلِ فرنگ نے تحقیقات کرکے قواعد و ضوابط جداگانہ مقرر کئے ہیں ہم ان دونوں کو مختصر طور پر بیان کرتے ہیں یاد رکھو کہ یونانیوں نے کرۂ زمین کو گیند کی صورت پر مدوّر قرار دیکر دریافت کیا ہے کہ دو ربع جنوبی اور ایک ربع شمالی اوسکا غرقِ آب ہے، اور ایک ربع شمالی پانی سے باہر ہے اوسکو **ربعِ مسکون** کہتے ہیں ہفت اقلیم اور صحرا اور کوہسار اسی میں محصور ہیں حکمانے ربعِ مسکون کا عرض خطِ استوا سے نوّے درجہ تخمینہ کیا ہے اوس میں سے تیس درجے سمتِ قطبِ شمالی سے خارج کرکے عرض اقالیمِ سبعہ کا ساٹھہ درجہ قرار دیا ہے اور جو زمین کہ بسبب غلبہ برودت کے آبادی کے قابل نہیں تھی تیس درجہ وضع کی گئی طول میں مشرق سے مغرب تک آفتاب جس خط پر چلتا ہے اوسکو **خطِ استوا** کہتے ہیں وہ ایک خطِ موہوم ہے کہ ایک سرا اوسکا مشرق میں ہے، اور دوسرا سرا مغرب میں اوسکو حکمانے **دائرۂ معدل النہار** کے مقابل وسطِ زمین پر فرض کیا ہے اور خطِ استوا جنوب چین سے شروع ہوکر لنگ ذر اور جزیرۂ جکوت پر سے ہوتا ہوا جزیرۂ ارضِ ذہب اور جنوبِ سراندیپ اور جزائرِ زنگ میں پہونچتا ہے اور شمالِ جبالِ قمر سے اور جنوبِ سیاہانِ مغرب سے بحرِ اوقیانوس پر منتہی ہوتا ہے اور درجہ اصطلاحِ علمِ نجوم و ہیئات میں تین سو ساٹھواں حصہ آسمان کا ہے اور آسمان کو بارہ حصے پر تقسیم کرکے ہر حصہ کو برج کہتے ہیں اور برج کو جب تیس حصہ پر منقسم کریں ہر حصہ اوسکا درجہ ہوتا ہے اور جب درجہ کو

ساٹھہ حصہ پر تقسیم کریں ہر حصہ کو دقیقہ کہتے ہین اور ہر دقیقہ کے ساٹھہ ثانیہ اور ہر ثانیہ کے
ساٹھہ ثالثہ اور ہر ثالثہ کے ساٹھہ رابعہ ہوتے ہین علی ہذالقیاس سطح فلک کو تین سو ساٹھہ
درجہ پر قسمت کیا ہے اسیطرح زمین کو بھی تین سو ساٹھہ درجون پر بانٹا ہے مگر درجہ فلک کی مسافت
درجہ زمین کی مسافت کے برابر نہین ہے بلکہ درجہ فلک درجہ زمین سے بہت بڑا ہے چنانچہ درجہ فلک کی
مسافت گیارہ لاکھہ تہتر ہزار چھہ سو چھبیس کوس کی ہے اور درجہ زمین کی مسافت تقریبا باون کوس کم تینتیس
کوس کی ہے کوس چار ہزار گز کا اور گز دو ہاتھہ کا اور ہاتھہ آٹھہ گرہ کا ہوتا ہے اور ہفت اقلیم
میں سے اقلیم اول کا نام ارزہ ہے اسکو ستارہ زحل سے تعلق ہے طول اس اقلیم کا ایکسو ساٹھہ درجے
کہ بحساب صحیح تیرہ ہزار بائیس فرسنگ ہے اور عرض تیس درجہ اڑتالیس دقیقہ اور عرض آخر چھبیس درجہ سینتیس دقیقہ
یعنی ایکسو سینتالیس فرسنگ ہے حکیم بطلیموس کا قول ہے کہ ایک درجہ پچیس فرسنگ کا ہوتا ہے اور حکیم
ابو ریحان کا قول ہے کہ ہر درجہ کی مسافت کچھہ کم اٹھارہ فرسنگ اور ہر فرسنگ کا طول تقدیر تین
میل کے اور ہر میل کی مسافت بقدر دو آواز دن کے یعنی مرد بلند آواز چلاتے اور جہانتک اوسکی آواز
پہونچے اور ہر آواز کو چار آماج کہا ہے یعنی تیر پرتاب اور ہر آماج موافق دس رسمون کے ہے اور ہر
رسمہ پچاس گز کا ہے اور ہر ایک گز چوبیس انگل کا اور ہر انگل موافق چھہ دانہ جو کے اور ہر جو
بقدر سات بال دم اسپ کے ہے اس اقلیم میں بیس پہاڑ اور تیس نہرین ہین باشندے اس اقلیم کے زیادہ
اور دراز روز ہوتے تیرہ ساعت تک اقلیم دوم کا نام سوت ہے اور ستارہ مشتری سے تعلق کو
بقول ابو ریحان و ابو معشر اسکو آفتاب سے علاقہ ہے اس اقلیم کا طول پچاس درجہ یعنی دو ہزار آٹھہ سو تیس
اور عرض اسکا سات درجہ ایک دقیقہ ہے کہ ایکسو تیس فرسنگ ہوتے اور عرض آخر اسکا ستائیس درجہ
اٹھاسی دقیقہ ہے اس اقلیم میں ستائیس پہاڑ اور اسیقدر نہرین ہین باشندے یہاں کے گندم گون اہل نہ
اور دراز تر روز ہوتے چودہ ساعتین اقلیم سوم کا نام درخش ہے اس اقلیم کو فارسیون کے نزدیک مریخ
سے علاقہ ہے اور ابو معشر کے نزدیک عطارد سے اس اقلیم کا طول ایک سو چالیس درجہ یعنی دو ہزار
دو سو چوالیس فرسنگ ہوتا ہے عرض چھہ درجے نو دقیقے یعنی ایکسو سولہ فرسنگ اور عرض آخر چھتیس درجہ
سینتیس دقیقہ اس اقلیم میں تینتیس پہاڑ بائیس نہرین ہین باشندے یہاں کے نہایت گندم گون اور دراز تر
روز سائے چودہ ساعت اقلیم چہارم کا نام بدرخش ہے فارسیون کا قول یہہ ہے کہ آفتاب سے
متعلق ہے اور ابو معشر کے نزدیک مشتری سے طول اس اقلیم کا ایکسو بیس درجہ یعنی دو ہزار دو سو چھیاسٹھہ
فرسنگ اور عرض پانچ درجہ ستر دقیقہ یعنی ستانوے فرسنگ اور عرض آخر اڑتیس درجہ چواد

اسمین کتیس پہاڑ بائیس نہرین ہیں باشندے یہان کے گندم گون اور سفیدی مائل درازی روز پونے
پندرہ ساعت اقلیم پنجم کا نام اور یرست ہے اسکو زہرہ سے تعلق ہے طول اس اقلیم کا سو درجہ
یعنی ایک ہزار سات سو ساسی فرسنگ اور عرض چودہ درجہ اور تیس دقیقہ کہ جو راسی فرسنگ ہوتا ہے
اور عرض آخر اسکا بینتالیس درجہ اٹھائیس دقیقہ ہے اس اقلیم مین تیس پہاڑ اور پندرہ نہرین ہین باشندے
یہان کے سفید رنگ درازی روز ساڑھے پندرہ ساعت اقلیم ششم کا نام خوست ہے فارسو کے
نزدیک اسکو عطارد سے تعلق ہے اور ابو معشر کے نزدیک مریخ سے طول اس اقلیم کا اسی درجے کہ پندرہ سو
گیارہ فرسنگ ہوا اور عرض تین درجہ اڑتالیس دقیقہ یعنی اکہتر فرسنگ اور عرض آخر سینتالیس درجہ گیارہ
دقیقہ اس اقلیم مین دس پہاڑ اور چالیس نہرین ہین باشندے یہان کے سرخ رنگ درازی روز پونے سولہ ساعت
اقلیم ہفتم کا نام خمرہ ہے اسکو قمر سے علاقہ ہے طول اس اقلیم کا ساٹھہ درجہ یعنی گیارہ سو تینتیس فرسنگ
اور عرض چودہ دقیقہ یعنی اکسٹھہ فرسنگ اور عرض آخر پچاس درجہ چھبیس دقیقہ ہے یہان کے باشندونکا رنگ
سرخ و سفید ہے اس اقلیم مین دس پہاڑ اور چالیس نہرین واقع ہین اور سوا سولہ ساعت کا روز ہوتا ہے اور اس اقلیم
ہفتم مین بلغار ایک شہر ہے اس شہر مین درازی روز بیس ساعت کی اور کوتاہی شب چار ساعت کی ہے
اور پھر برعکس ہو جاتا ہے یعنی کوتاہی روز چار ساعت اور درازی شب بیس ساعت ہے اور اوائل فصل گرما مین
سرخی شفق یہان کے غائب نہین ہونے پاتی کہ آثار صبح نمودار ہو جاتے ہین اے خرد پرور معلوم کرنا چاہیے کہ معمورہ
ربع مسکون کا طول بحر محیط کے ساحل غربی سے ساحل شرقی تک حکیم بطلیموس کے نزدیک ایکسو ستر درجہ اور عرض
وناسی درجہ اور بعضوں کے نزدیک جزائر خالدات سے کہ آبادی ربع مسکون کی حد غربی ہے گنگ دز تک
کہ حد شرقی ہے آبادی کا طول ایکسو اسی درجہ اور عرض خط استوا سے کہ حد جنوبی ہے انتہائے آبادی جانب
شمال تک چھیاسٹھہ درجہ ہین اور جو زمین حساب ہفت اقلیم سے باہر ہے اوسکا نام **قبۃ الارض** ہے اہل ہند
اوسکو **پرستان** کہتے ہین وہان ہمیشہ روز و شب برابر ہین اور ہوا بھی ہمیشہ معتدل رہتی ہے کوئی درد
اور بیماری اوس سرزمین مین نہین ہے مگر سوا اسکے کوہ نیرا اور اطراف کے جزیرے کہ دریائے
الاطبقون سے متعلق ہین اور اونکا نام درانک ہے بہہ مین بھی پیمایش ہفت اقلیم سے باہر اور مقام فرشتگان عقلی ہے
اس سرزمین کی مسافت بقول بطلیموس حکیم نوے درجہ یعنی ساڑھے بائیس سو فرسنگ ہے اور بقول ثانی دو ہزار
فرسنگ اور بقول ثالث سترہ سو فرسنگ ہے اور اٹھارہ ہزار عالم کے باب مین صاحب بصائر کا قول ہے
کہ ارباع عالم مین سے ہر ربع مین شرقی و غربی و جنوبی و شمالی چار ہزار پانسو عالم ہین کہ اونکا مجموعہ اٹھارہ ہزار عالم ہوے
ہین اور سید علی ہمدانی کا قول ہے کہ عالم ساٹھہ ہزار تین سو ہین اور بقول بعضے ستر ہزار اور اکثر کے نزدیک

اٹھارہ عالم ہیں چنانچہ عقلیہ اور نوریہ اور روحیہ اور نجمیہ اور نفسیہ اور جسمیہ اور عنصریہ اور مثالیہ
اور خیالیہ اور برزخیہ اور حشریہ اور جنانیہ اور جحیمیہ اور اعرافیہ اور روحیہ اور صوریہ اور جلالیہ اور کمالیہ
اور بعضوں نے بجائے کمالیہ کے جلالیہ بھی لکھا ہے اور مجموع ان اٹھارہ عالموں کا دو عالموں میں کہ غیب
اور شہادت سے مراد ہے مندرج ہے اور بعضے محققین کا قول ہے کہ اٹھارہ عالم اسطور پر شمار کیے گئے
کہ عالمِ عقول اور عالمِ ارواح دو ہوئے اور عالمِ افلاک نو ہوئے اور عالمِ عناصر چار اور عالمِ موالید تین عالم ہیں
پس مجموع ان عالموں کا کہ اٹھارہ ہوئے بھی اٹھارہ ہزار ہو جاتے ہیں اسطور سے کہ جنابِ قدس الٰہی کے ہزار اسم ہیں
اور ان اٹھارہ عالموں میں ہر ایک اسم کا تصرف لازم پڑا اسواسطے ہزار کو اٹھارہ میں ضرب دیا اٹھارہ ہزار ہوئے
اب ہم جغرافیۂ اہلِ یونان کے موافق کرۂ زمین کا نقشہ بنا کر اوسکی کیفیت سے تمہیں واقف کرتے ہیں

## نقشہ کرۂ زمین بطریقِ اہلِ یونان

مشرق

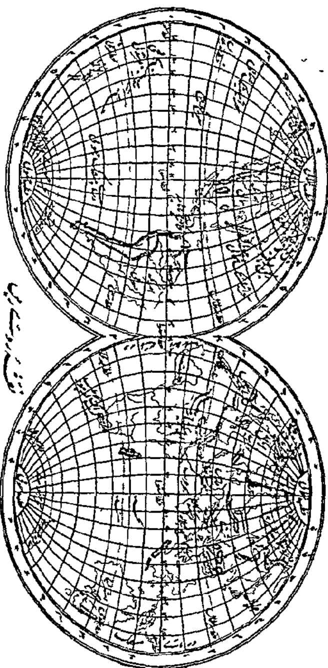
اسے خرد بردار اہلِ فرنگ نے جو طریق اختراع کیا ہے وہ یہ ہے کہ زمین کو مدوّر مانتے ہیں مگر اسقدر ہے کہ وہ
اپنے قطبِ شمالی وجنوبی سے کسیقدر مسطح یعنی اوسکا قطر مشرق سے مغرب تک بہ نسبت قطرِ شمال وجنوب کے
چھبیس میل اطول ہے پس اوسکا قطرِ استوائی سات ہزار نو سو چھبیس میل ہے اور قطرِ قطبی سات ہزار نو سو میل
اور زمین کے مدوّر ہونیمیں اہلِ فلاسفہ حکیم فیثاغورس کے عہد سے یعنی پانسو برس حضرت مسیح کے پہلے سے ابتک
متفق ہیں مگر اوسکا مسطح ہونا اپنے قطبوں کے دونوں طرف سے سر اسحاق نیوٹن نے عیسوی
اٹھارہویں صدی کے شروع میں ظاہر کیا اور زمین کے مدوّر ہونے پر بہت سے دلائل ہیں جغرافیہ دان
لوگونے سب دائروں کو تین سو ساٹھہ درجوں میں اور درجوں کو ساٹھہ مساوی دقیقوں میں اور
دقیقوں کو ساٹھہ ثانیوں میں تقسیم کیا ہے اور ہر ایک درجہ جغرافوی میل کے حساب سے خطِ استوا پر ساٹھہ
میل ہے اور انگریزی میل سے جو فی الحال مروج ہے چھہ ہزار نو سو دو میل ہے اس سے معلوم ہوا کہ ایک
میل جغرافوی برابر ایک سو پندرہ میل اور دو سو ساٹھویں حصہ میل کے ہے اور یاد رکھو کہ انگریز خطِ استوا کو
ای کویٹر کہتے ہیں اور دائرہ نصف النہار کو کہ قطبین پر سے گذرتا ہوا معدل النہار اور منطقۃ البروج کو
منصف کرتا ہے انگریز میریڈین کہتے ہیں قطبِ شمالی کو نارتھہ پول اور قطبِ جنوبی کو ساؤتھہ
پول اور خطِ سرطان کو ٹراپک آف کینسر اور خطِ جدی کو ٹراپک آف کیپری کارن
کہتے ہیں اور برجوں کے نام اور فصلوں کا حال ہم تمہیں اس نقشہ میں بخوبی یاد دلواتے ہیں +

## جدولِ بروجِ دوازدہ گانہ وفصولِ اربعہ

| فصول اربعہ | عربی | انگریزی | فارسی | ہندی | موسم چہارگانہ |
|---|---|---|---|---|---|
| ربیع | حمل | رام | برہ | میکھہ | بہار |
| | ثور | بل | گاو | برکھہ | |
| | جوزا | جمینیس | دوپیکر | متھن | |
| صیف | سرطان | کریب | خرچنگ | کرکہ | تابستان |
| | اسد | لائن | شیر | سنگھہ | |
| | سنبلہ | ورجن | خوشہ | کنیان | |
| خریف | میزان | لیبلس | ترازو | تلا | خزان |
| | عقرب | سکارپین | کژدم | برچھک | |
| | قوس | آرچر | کمان | دھن | |
| شتا | جدی | گوٹ | بزغالہ | مکر | زمستان |
| | دلو | واٹربیرر | دلو | کنبھہ | |
| | حوت | فش | ماہی | مین | |

بس آفتاب برج حمل سے اکیسوین مارچ کو اپنا سفر شروع کرتا ہے اور اسیطرح ایک مہینے بعد برج ثور میں داخل
ہوتا ہے علیٰ ہٰذالقیاس اسی روش سے تمام برجون مین پھرتا ہے جاننا چاہئے کہ خطِ استوا سے آفتاب
جب اول روانہ ہوتا ہے تو جاتے جاتے پہلے اوس منزل کے ربع کو تمام کرکے خطِ سرطان تک پہونچتا ہے
اور پھر اوسجگہہ سے پھر کر وہان آتا ہے کہ جہان سے دورہ شروع کرتا ہے یعنی اکیسوین مارچ سے لیکر اکیسوین ستمبر تک
آفتاب خطِ مذکور سے جانبِ شمال رہتا ہے اور بائیسوین ستمبر سے اکیسوین مارچ تک سمتِ جنوب بس ہم اسی
جہت سے طریق شمس کو بہ نسبت خطِ استوا کے ہر ایک ربع پر تبدیل کی حالت مین دیکھتے ہین اور وہ خطِ استوا
اسلئے کہلاتا ہے کہ جبدن آفتاب اس خط پر زمین کی گردش سے مقامِ حمل اور میزان مین ملتا ہے اون
دونون کا دن اور رات تمام دنیا مین برابر ہوتا ہے اور جو دائرے کہ خطِ استوا سے ساڑھے چھیاسٹھ
درجہ شمال اور جنوب پر اور قطبین سے ساڑھے تیئیس درجے فاصلہ پر شمال اور جنوب مین فرض کئے گئے ہین
اون مین خطِ استوا سے جو سمتِ شمال ہے اوسکا نام **دائرہ قطبی شمالی** ہے اور جو جانبِ جنوب ہے
اوس کا نام **دائرہ قطبی جنوبی** ہے اور جو قطعات کہ خطِ سرطان سے دائرہ قطبی شمالی تک یا خطِ جدی سے
دائرہ قطبی جنوبی تک واقع ہین وہ **اقالیم معتدلہ** کہلاتے ہین کیونکہ یہہ اقالیم آفتاب کی راہ سے جدا ہین
مگر اسقدر دور نہیں کہ سورج کی کرنین بہت ترچھی پڑتی ہون اس باعث سے وہانکی ہوا معتدل ہے یعنی نہ بہت
گرم نہ بہت سرد مگر جو قطعات کہ دائرہ قطبی جنوبی سے قطبِ جنوبی تک اور دائرہ قطبی شمالی سے قطبِ شمالی تک
واقع ہین اونکو **اقالیم باردہ** کہتے ہین کیونکہ آفتاب کی کرنین وہان بہت ترچھی پڑتی ہین اس سبب سے
برف باری بہت شدت سے ہوتی ہے اور وہ جگہہ آبادی کی حد ہے یعنی حیوانات اور نباتات برف زدہ
رہتے ہیں اور جو حصہ زمین خطِ سرطان اور خطِ جدی کے درمیان واقع ہے اوسکو منطقہ حارّہ کہتے ہین
بس زمین کی تقسیم باعتبار حرارتِ آفتاب کے انہین تین قسم پر ہے **حارّہ** اور **معتدلہ** اور **باردہ** اور زمین کے
ایک درجہ کی تعداد انہتر ۶۹ اونہتر میل اور ایک میل کا دسوان حصہ ہے اسدرجہ کی تعداد کو
تین سو ساٹھہ مین ضرب دین تو کل محیطِ دنیا کی تعداد چوبیس ہزار آٹھہ سو نوّے میل ہوتی اور چونکہ
تمام قطر اپنے محیط کے ثلث مین ہین لہٰذا ہم قطرِ دنیا کو آٹھہ ہزار میل قرار دیتے ہین مگر چونکہ کرہ ارض شمالاً
اور جنوباً مسطح ہے اسلئے قطرِ شمالی و جنوبی بہ نسبت قطرِ شرقی و غربی کے چھبیس میل کم ہے اور یاد رکھو کہ
ایک حصہ زمین پانی سے باہر اور دو حصہ زمین غرقِ آب ہے پس دریافتِ حقیقت کیواسطے انگریزون نے
زمین کو برابر دو قطعہ کیا ہے اسصورت پر کہ **قطعہ اول** تین حصون پر منقسم ہے اول ایشیا دوم
یورپ سوم افریقہ اور **قطعہ دوم** مین دو حصے ہین اول **امریکہ شمالی** دوم **امریکہ جنوبی**

اور یہہ نصفِ دوم یعنی دونوں امریکہ ہمارے حساب سے نیچے ہیں اور وہاں کے باشندوں کے نزدیک ہمارا ملک
اونکے نیچے آباد ہے اس سبب سے کہ کرہ کے چاروں طرف زمین معمور ہے اور جماعت کثیر ہیں کہ سب لوگ
اپنی جگہ کو سب سے اوپر تصور کر سکتے ہیں چنانچہ بمطابق جغرافیہ اہلِ فرنگ ان دونوں قطعاتِ زمین کا نقشہ اس طور پر ہے نقشہ



ہر دو پر دو انسان کو لازم ہے کہ جو علم سیکھے اوسکی اصطلاحات سے پوری آگاہی حاصل کرے جو دو ہیں
پہلوں پہ تقسیم ہے ایک سطح خشک دوسرا سطح تر پس بہ اصطلاحات سطح خشک میں جو ہیں بر اعظم
جزیرہ نما جزائر ملکات راس ساحل پہاڑ میدان گہاٹی جنگل وغیرہ بر اعظم خشکی کا وہ بڑا
قطعہ ہے جسمیں بہت ملک شامل ہوں جیسے یورپ ایشیا افریقہ امریکہ جزیرہ نما وہ قطعہ خشکی ہے
جسکے تین طرف پانی اور ایک طرف خشکی ہو جیسے جزیرہ نما عرب اور جزیرہ نما ہند اور جزیرہ نما
جزیرہ وہ قطعہ خشکی ہے جسکے چاروں طرف پانی گہرا ہو جیسے سنگلدیپ اور ... خاکنا
وہ تنگ قطعہ خشکی ہے جو بڑے بڑے دو قطعات خشکی کو وصل کرے جیسے خاکنائے سویز
... راس وہ گوشہ خشکی ہے جو دور تک پانی میں چلا گیا ہو جیسے راس کماری اور راس
وغیرہ اور اسکو گریبان زمین بھی کہتے ہیں ساحل اوس خشکی کو کہتے ہیں جو ایک شے قطعہ ... کے
متصل واقع ہو جیسے ساحل کورومنڈل اور ساحل ملیبار پہاڑ وہ قطعہ سنگین ہے جو زمین سے اونچا ہوا
برابر ایک قطار میں دور تک پھیلے ہوں تو اونکو سلسلہ کوہ کہتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے پہاڑوں کو
ٹیکری اور ٹیلہ بھی کہا کرتے ہیں کوہ آتش خیز وہ ہے جسمیں سے آگ اور دھواں یا گندھک ...
... میدان وہ قطعہ خشک ہے جو قریب بہ ہموار ہو اور سطح مرتفع وسیع بلند میدان کو
کہتے ہیں گہاٹی وہ قطعہ خشکی ہے جو پہاڑ یا پہاڑوں کے درمیان واقع ہو جنگل وہ بنجر قطعہ ریتی جو درخت
اور جہاڑیوں سے بھرا ہو جیسے صحرائے افریقہ تری کی اصطلاحیں بحر بحیرہ بحر الجزائر خلیج جھیل آبنائے
رودبار دریا وغیرہ بحیرہ بڑا قطعہ پانی کا گرد سے ہوتا اور قریب تمام اطراف کے خشکی سے گہرا ہوا جیسے
بحیرۂ روم بحیرۂ اسود وغیرہ بحر الجزائر وہ قطعہ آب ہے جسمیں بہت سے جزیرے ایک دوسرے کے متصل واقع
ہوں جیسے بحر الجزائر واقع مشرق یونان اور جو زمین کا تھوڑا حصہ کہ جزیرہ کو شامل کرتا ہے اوس کو
گردن زمین کہتے ہیں خلیج یعنی کہاڑی وہ قطعہ آب ہے جو دور تک خشکی میں چلا گیا ہو جیسے خلیج ...
اور خلیج بنگالہ پس اگر مخرج تنگ ہے تو لنگرگاہ اور فراخ ہے تو مہانہ کہتے ہیں جھیل وہ قطعہ آب ہے
جو چاروں طرف خشکی سے گہرا ہو جیسے جھیل مانسرور جو ملک تبت میں واقع ہے اگر جھیلیں کہاری ہوں تو
بحیرہ بھی کہتے ہیں آبنائے وہ قطعہ آب ہے جو بڑے بڑے دو قطعات آب کو وصل کرے جیسے آبنائے
جبل طارق جو بحیرۂ روم کو دریائے اوقیانوس سے وصل کرتا ہے رودبار جو تھوڑا آبنائے سے چوڑا ہوتا ہے
دریا وہ ہے جو بہت سا پانی پہاڑ یا جھیل سے نکل کر خشکی پر بہتا ہے اور میدان میں جاکر سمندر میں گرتا ہے
اور جہاں سے نکلتا ہے اوسکو منبع کہتے ہیں اور جہاں ختم ہوتا ہے اوسکا نام دہانہ ہے اور جو ...

ناہین داخل ہو تو اوسکو نیتی کوہ کہتے ہین تمام زمین پر ایک بحر ہے جس قطعہ آب کا پانی کہارا ہے وہ
سب جگہہ ایک ہے مگر جغرافیہ والون نے آسانی کے واسطے کئی حصون پر تقسیم کیا ہے اور بحر کی تہاہ ناہموار ہے
مثل سطح زمین خشکی بین بلند و پست ہے اور بحر کا زیادہ سے زیادہ عمق جو اب تک دریافت ہوا نو میل ہے کہ بعضے
مقام پر اب تک تہاہ نہین ملی اور بحر کے بڑے بڑے حصے یہہ ہین بحر محیط جسکو بحر اوقیانوس بہی
کہتے ہین اور بحر الکاہل اور بحر پسفک اور بحر ہند اور بحر شمالی اور بحر جنوبی بحر اوقیانوس
کہ انگریزی مین جسکا نام اٹلینٹک ہے پرانی دنیا کے مغربی اور نئی دنیا کے مشرقی کنارون کے درمیان
ایک دریا کی صورت پہیلا ہوا ہے اور اوسکا زیادہ سے زیادہ طول قریب نو ہزار میل کے ہے اور عرض تین ہزار
میل سے چار ہزار میل تک اور نہایت گہرا او شمال و جنوب کی طرف ہے اس سبب سے بحر اوقیانوس دو قسم پر
منقسم ہے اوقیانوس شمالی اور اوقیانوس جنوبی اور یاد رکہو کہ اوقیانوس مغرب کو اٹلینٹک اور
بحر ظلمات اور اوقیانوس شرقی کو بحر الکاہل اور پسفک اور بحر جنوب کو بحر شمالی اور بحر منجمد
اور بحر ہند کو بحر جنوبی اور بحر ہند کہتے ہین اور بحر الکاہل جو سب بحرون سے بڑا ہے وہ درمیان ایشیا
اور امریکہ کے واقع ہے اور وہ کرہ زمین کے ایک تہائی حصہ کو گہیرے ہوئے ہے اوسکا طول شمالاً و جنوباً
قریب نو ہزار میل کے اور عرض شرقاً و غرباً قریب بارہ ہزار میل کے ہے اور بحر ہند ایشیا کے جنوب کو
واقع ہے اوسکا طول و عرض دونون قریب چہہ ہزار میل کے ہے بحر شمالی و بحر جنوبی کا حال آج تک
تحقیق نہین ہوا تری کی تو یہہ کیفیت ہے اب خشکی کے پانچون حصون کا احوال سنو اول ایشیا
یہہ ایک بر اعظم ہے جسمین کئی ملک واقع ہین اسکے حدود اربعہ یہہ ہین حد شمالی بحر شمالی حد شرقی
بحر الکاہل حد جنوبی بحر ہند حد غربی بحیرۂ قلزم اور بحیرۂ شام اور بحیرۂ یورپ طول ایشیا کا شمال مشرق سے
جنوب مغرب تک چہہ ہزار نو سو میل اور عرض شمال سے جنوب تک پانچ ہزار تین سو چالیس میل یعنی طول
شرقی چھبیس درجے سے ایکسو نوے درجہ تک شمار کیا جاتا ہے اور عرض شمالی ایک درجہ اور بیس منٹ
یعنی بیس دقیقہ سے اٹہتر درجہ تک اور کل ایشیا کا رقبہ ایک کرور بچہتر لاکہہ میل مربع ہے اسمین سب
طرح کے آدمی رہتے ہین اور جواہرات اور چاندی اور سونا بہت پیدا ہوتا ہے **دوم یورپ** یہہ ایک
بر اعظم ہے جسکے حدود اربعہ یہہ ہین حد شمالی بحر شمالی اور حد شرقی کوہ یورال اور دریاے یورال اور حد جنوبی
بحیرۂ روم اور بحیرۂ اسود اور بحیرۂ مارمورا اور کوہ کاکیشس اور حد غربی بحر اوقیانوس ہے یہہ بر اعظم شمال
مشرق سے جنوب مغرب تک تین ہزار تین سو ستر میل لمبا اور شمال سے جنوب تک دو ہزار چار سو میل
چوڑا ہے یہہ حصہ اگرچہ دنیا کے سب حصون سے چہوٹا ہے اور پیداوار بہی کم ہے مگر ہر بات مین دنیا کے

حصول ریاست، دولت اور کلوں کی ایجاد اور ہر طرح کے علوم کی ترقی وہاں سے اور آدمی اکثر تو
اور عالم اور ادیب اور چالاک اور ذی شعور ہوتے ہیں اور بہر وسعت میں کال سوم **افریقہ** یہ بر اعظم
یورپ کے جنوب و مغرب کیطرف واقع ہے اس ملک کے حدود اربعہ یہ ہیں حد شمالی بحیرہ روم حد جنوبی
بحر ہند اور اٹلانٹک حد غربی بحر اوقیانوس حد شرقی بحیرہ قلزم و بحر ہند اس بر اعظم کا طول شمال سے جنوب تک
پانچہزار دو سو میل اور عرض مشرق سے مغرب تک چار ہزار چھ سو پچاس میل ہے جو کہ سمت سا اور
بر اعظم کا منطقہ حارہ میں ہے، اور اس میں کوئی پہاڑ ایسا نہیں جو ہمیشہ برف سے مستور رہے اسواسطے وہاں
گرمی زیادہ ہوتی ہے اور جاڑا مطلق نہیں ہوتا اس بر اعظم افریقہ میں ایک بہت بڑا صحرا تین ہزار
اور ایک ہزار میل چوڑا ہے یہ صحرا ایک وسیع سمندر کے مانند ریگستان ہے اوسکی سطح جب ہوا سے موج مار
بعض اوقات پہاڑ کے برابر اونچی اٹھتی ہے اور اکثر جب باد سموم چلتی ہے تو کاروان کے کاروان
ہلاک کرتی ہے اور بعضے وقت بوجہ بدرجہی گولے سے ایک ستون متحرک اسقدر بلند ہوتا ہے کہ اوسکا
سر بادل سے چھو جاتا ہے اور جب تیس ایسے ستون یکبارگی اٹھتے ہیں اور ایکطرف کو دوڑتے ہیں تو
دیکھنے والیکے اور آفتاب کے درمیان واقع ہوتے ہیں تو اوکی عجب ہولناک صورت معلوم ہوتی ہے کیونکہ
جب سورج کی کرن اونپر سے گذرتی ہے تو وہ ایک بڑے ستون آتشی کے مانند دکھلاتی دیتے ہیں چہارم
**امریکہ** عالم کے پانچوں بر اعظم میں سے بڑا ہے اسکے حدود اربعہ یہ ہیں حد شمالی بحر منجمد شمالی حد شرقی
بحر اوقیانوس حد غربی بحر الکاہل حد جنوبی بحر جنوبی اور یاد رکھو کہ بر اعظم امریکہ دو حصوں پر منقسم
اول امریکہ جنوبی دوم امریکہ شمالی اور امریکہ شمالی بہ نسبت امریکہ جنوبی کے زیادہ وسیع ہے اور جو
زمین کہ امریکہ شمالی کو امریکہ جنوبی سے وصل کرتا ہے اوسکا نام **خاکنائے پانامہ** ہے اسکے جانب
بحر محیط واقع ہے سنہ ۱۴۹۲ء ایکہزار چار سو بانوے عیسوی میں **کلمبس** نامی ایک حکیم نے جو سلطنت ملا
ملازم تھا اپنی عقل و حکمت اور تردد و تگاپو سے کہ جسکا بیان ایک قصہ طول و طویل ہے اس ملک کو
دریافت کیا اور اسکے پہلے اہل فرنگستان کو اس بر اعظم کی خبر مطلق نہ تھی پنجم **اسٹریلیشیہ** اگرچہ
جنوب میں ہے اسٹریلیشیہ بھی ایک حصہ ہے، اسمیں چند جزائر مالے میں مگر اسکے وہ بڑی حکماء کرم
طور پر کرتے ہیں شمال میں **نیوگنی** اسکے مشرق کی طرف **نیو برٹن** اور **نیو آئرلینڈ** اسکے جنوب
جانب جزائر **سولومن** اور **نیو ہبرائیڈز** اور **نیوکیلیڈونیا** ہیں اور جزیرہ نیوگنی سے جنوب کو ہم
**نیو ہالینڈ** یعنی **اسٹریلیا** ہے جو تمام جہان کے جزیروں سے بڑا ہے اسکا طول تین سو میل اور
اور بیس سو میل کے قریب ہے **پولینیشیا** اون بیشمار چھوٹے جزائر کا نام ہے جو بحر الکاہل کے گرم حصہ

واقع ہیں اور اونہیں سے اکثر ان مجموعوں میں شامل ہیں لینڈ رون اور کبر ولائین اور سینٹ وچ
خط استوا کے شمال میں فی جی اور فرینڈلی اور نیو گیشر اور جزائر لک وغیرہ وہاں کے باشندے
وحشی ہیں اور بعض اسرار میں مرد سرورے عرض کی کہ پیرو مرشد امریکہ کو لوگ نئی دنیا کہتے ہیں اسسے ظاہر ہوتا ہے
کہ اگر کوئی بہ تلاش کرے تو ساتویں اور تیسری دنیا بھی میسر آجاتے اگرچہ آپنے اسکی حقیقت سے مجھے
خوب آگاہ فرمادیا کہ حکمائے زمین کو دو حصوں میں منقسم کرلیا ہے ایک حصہ میں ایشیا یورپ اور افریقہ
واقع ہے دوسرے حصہ میں برِّاعظم امریکہ شمالی وجنوبی مگر حسب اتفاق کسی اور طرف بھی کوئی برِّاعظم یہ
حکمائے یاگردوں زمیں وغیرہ کے مقادیر کرۂ ارضی سے امکان پذیر ہو تو کیا تعجب اور بہت حالات
اور بعض ہنوز ایسی باقی ہیں جنکے استدراک حالات سے عقل انسان عاجز وقاصر ہے اور باوجود تحقیقاتِ
بسیار کے اب تک اوسکی مفصل کیفیت نہیں معلوم ہوئی اور اس برِّاعظم کا نام جو حضرت سے وجہ یا
کہ سنہ ۱۴۹۲ء چودہ سو بانوے عیسوی میں یہ ملک دریافت ہوا پہلا یہ قیاس تھا کہ حکمائے متقدمین نے
اسکی جستجو پر توجہ نہ کی یا تو وہ مشاہیر سے نقل میں کم تھے یا اوسوقت اس برِّاعظم کا سراغ لگایا اور ادہر باد کے
بادشاہوں نے سستی سے وہاں کا جانا دشوار سمجھا اور یا اوسوقت کے لوگوں نے بسبب آرام طلبی اور
حب الوطنی کے سیر میں جبر پر بسا اور بود و باش قدیم سے دل اوٹھانا مناسب سمجھا فرمایا روزگار نے
فرمایا کہ اے خرد پرور حکمائے متقدمین نے کوئی خبر ایسی نہیں چھوڑی کہ جسکی تحقیقات میں کوئی دقیقہ
فروگذاشت رہ گیا ہو سنئے جو تمہیں جغرافیہ یونان میں سمجھا دیا ہے کہ حساب ہفت اقلیم سے جو ہیں
باہر ہے اوسکا نام قطعۃ الارض ہے جسکو اہل ہند پریستان قرار دیتے تھے پس قطعۃ الارض اوسی
زمین امریکہ سے مراد ہے جو کہ زمانہ سلف میں حکمائے اسرائیل قوم جنات سے باہم ربط وضبط رکھتے تھے
اسواسطے بادشاہ ہوکر اوسپر متصرف اور قابض ہونیکی رغبت نہ دلائی اور یہی حال بھی قوم جنات کے ہی
دوسرے ملکوں میں سکونت کا قصد نکیا جبکہ وہ زمانہ منقضی اور سلسلۂ اتحاد منقطع ہوگیا قوم جن بھی اطراف
وجوانب میں منتشر ہونے لگی چنانچہ اکثر دریا اور نہروں کے کناروں پر اور باغوں اور بیابانوں
اور جزائروں اور ویرانوں اور تاریک مکانوں اور تہہ خانوں اور حماموں اور چمنوں اور گورستانوں
وغیرہ میں جابجا اقامت اختیار کی اس قوم میں جو کہ شریر اور ایذا رسان خلائق ہیں وہ دیو بادسے
حق اللہ میں پکارے جاتے ہیں اور جب کچھ ایسے ہی تھے کہ جسوقت بطریق سیر تماشا ممالک انسان
میں گذرتے تو چھوٹے چھوٹے آدم زادوں کو اوٹھا لیجاتے اور اپنی قوم میں نمونہ کے طور پر پیش کرتے
کہ اسطرح کی شکل وشمائل کی چند صورتیں زمین کے ایک حصے پر آباد ہیں چنانچہ اول آدم زادوں میں سرواوہ

نام ہونیکے سبب سے اولاد بنی آدم کا سلسلہ وہاں بھی شروع ہو گیا اور وہی لوگ امریکہ کے قوم اصلی
اور اوس سرزمین کے اگلے زمانہ والے تمام کہے جاتے ہیں غرضکہ جب حکیم کلمبس کی ترقی علوم و حکمت
درجۂ اعلیٰ پر پہونچی تو اوسنے ازروے علم نجوم یہہ بات دریافت کی کہ بالفعل قطعۂ ارض مسکونہ
جنات سے خالی ہے اور یہہ مثل توسب میں مشہور ہے کہ مثل خانۂ خالی را دیو میگیرد + مگر کسی نے
کبھی دیکھا ہوگا کہ ملک جنات پر حضرت انسان قابض ہو گئے یہہ دریافت کر کے اوس سرزمین کو
بہار کوشش تلاش کرنیکے بعد آبادی کی فکر میں مصروف ہوا بعد اوسکے ایک شخص موسوم بامیرگس نے
اوس ویرانہ وسیع کو اپنے نام سے معمور کر کے بر اعظم امریکہ کے لقب سے نامزد کیا شہزادہ نے پوچھا
کہ کلمبس وہاں کیونکر پہونچا اور کسطرح اوس بر اعظم کو تسخیر کیا ویرانہ روزگار نے کہا کہ جب حکیم کلمبس بر اعظم
یورپ میں پیدا ہوا اور لکھنا پڑھنا سیکھہ کر اپنے جوہر عقل سے علم ہندسہ اور مصوری اور نقاشی
اور رمالی لاجمی سے بھی واقف ہوا اور سمندر کے کنارے سکونت پسند کر کے نہایت خوشی سے
جہاز رانی شروع کی اور چودہ برس کی عمر میں دریاؤن کے سفر کرنے لگا ہمیشہ اپنے علم کو اچھی طرح پر
استعمال میں لاتا اور تجربے کو روز بروز ترقی دیتا اور خیال کیا کرتا کہ زمین اس زمانہ کے اعتقاد کے
موافق سطح اور ہموار ہے یا نہیں وہ ان باتوں کو دن میں سوچتا اور رات کو خواب میں دیکھتا پھر اوسکو
تعیین کلی ہو گیا کہ مغربی سمندر کے دوسری طرف ایک ایسا ملک واقع ہے جسکو کسینے ابھی تک دریافت
نہین کیا اور یہہ بات بھی دل پر نقش ہو گئی کہ خدا نے اوسکے دریافت کرنیکو مجھے مقرر کیا ہے اسواسطے
اوسنے اپنی کل زندگی اسی کام مین صرف کرنی تجویز کی اور بادشاہ اسپین سے مدد مانگنے کی امید پر ملک
مذکور کیطرف روانہ ہوا اور سردار خانقاہ کی معرفت وزیر اعظم سے ملاقات کی پھر اوسکے ذریعہ سے درگاہ
بادشاہ مین رسائی حاصل کر کے اپنے مطلب دلی اور اولوالعزمی کا اظہار کیا اور بادشاہ و وزیر کی
صلاح سے کلمبس کے بیان کی تحقیقات کرنیکے لیے ایک جلسہ پادری لوگون کا منعقد ہوا اس حکیم سلیم نے
نہایت دلیری سے اس باب مین گفتگو کی کہ سمندر کے پار ایک ایسا بر اعظم واقع ہے جو اب تک دریافت
نہین ہوا اور زمین کے گول ہونیکی بابت بہت کچھہ دلیلین بیان کین مگر اوسکے بیانات بے بنیاد سمجھے گئے
اور لوگون سے کلمبس نا امید ہو کر جلسہ برخاست کیا لیکن اوسنے فصاحت تقریر سے یہہ امر بادشاہ کے
دلنشین کر دیا کہ اسبات مین ہرگز شک نہیں ہے چنانچہ اوسکی عرض قبول ہوئی اور تاریخ سترھوین ماہ
اپریل سنہ ۱۴۹۲ عیسوی کو ایک عہد نامہ لکھا گیا کہ جسنے کلمبس نے آپ کو بادشاہت اسپین کا تابع مقرر کیا
اور اوسی سال مین تاریخ تیسری اگست کو اوسنے جنگی جہازون اور فوج کے ہمراہ جو حضور ملکہ اسپین سے

ملے تھے لنگر اوٹھایا اس موج بحری میں تین جہاز تھے الحاصل چند روز میں کنارہ کے جزیروں تک جو
اوس زمانہ میں دنیا کی حد سمجھی جاتی تھی پہنچ گئے اوسکے آگے کسکو کچھہ معلوم نہ تھا سوائے ایک تخمین کے
کہ جسمیں ابتدائے دنیا سے ایک چھوٹا سا جہاز بھی لگا تھا اوس میں وہ روز بروز اور دفعتہ دفعتہ آگے بڑھتے چلے گئے
اور ہوا موافق تھی اور سفید جھاگ بہتے رہے اور اوسکے پیچھے جہاز کی لکیر سے کھینچی گئی چلے اور ہر کوئی لگا تھا
کلمبس کے ہمراہیوں کو خوف پیدا ہوا اور بغاوت کا ارادہ کرنے لگے کہ اوسکو سمندر میں ڈالکر واپس چلے جاویں
مگر یہہ ارادہ دلمیں پست ہوگیا اور کچھہ نہ کر سکے دو ہفتے کے بعد سکو بہر زمین کے ملنے کی امید ہوئی کچھہ کرگئے
منقش تنکے اور گھاس کے خوبصورت تنکے بہتے اور عجیب عجیب قسم کے پرند اوڑتے اور جہاز کے رستول
وغیرہ پر بیٹھتے نظر آئے اور اسکے بعد ایک جھاڑ دار شاخ سرسبز جسمیں سرخ رنگ کے چھوٹے چھوٹے پہل لگے تھے
دیکھی کلمبس نے اوس روز سبکو بلا کر کہا کہ آج رات کو بہت ہوشیار رہنا چاہئے اوسی شب کو زمین ملی وہ یہی
کیا تھی کہ تخمیناً دو میل کے لمبا ایک جزیرہ تھا کلمبس نے جہاز کی سلح فوج ساتھہ لی اور ایک کشتی میں سوار
ہوکر کنارہ تک گیا وہاں کوئی پہاڑ یا ٹیلا نہ تھا مگر درخت کثرت سے تھے اوس جزیرہ کے باشندے غول کے
غول جمع ہوکر ان نئے آئے والوں کو نہایت تعجب سے دیکھنے لگے اور جسوقت کلمبس نے جو گلنار رنگ کی پوشاک
پہنے تہا گھٹنے جھکا کر زمین کو بوسہ دیا اور جھنڈا کھڑا کرکے بادشاہ ملک اسپین کے نام سے جزیرہ پر قبضہ کیا
اوسوقت کی یہہ کیفیت دیکھکر وہ لوگ زیادہ تر حیران ہوئے رفتہ رفتہ اوسنے اسے ملک دریافت کئے
کہ جامع بر اعظم امریکہ تک پہنچ گیا جسوقت کلمبس ملک اسپین کو واپس آیا اور فیروز مندی و کامیابی کے
ساتھہ شہر میں داخل ہوا اوسروز وہاں نہایت خوشی ہوئی بیشمار جھنڈیاں اور نشان ہوا میں لہرا رہے
اور لوگ عمدہ عمدہ پوشاک پہنے ہوئے غول کے غول شاہراہوں پر جمع تھے قلعہ بندی کی فصیل پر توپیں
سر ہوتی تھیں اور سب گرجا گھروں میں گھنٹے بج رہے تھے جنکی آواز سے کل شہر گونجتا تھا اوسطرف کلمبس
نہایت شان و شوکت سے سوار ہوکر آیا سب لوگ اوس سے نہایت محبت سے ملے مگر سبب اس کی
کامیابی کے اکثر لوگ اوسنے بغض بھی رکھتے تھے نئی دنیا کے کچھہ اندین لوگ جنکو کلمبس اپنے ساتھہ لایا تہا
ماتھے سونے کے گہنے اور سروں پر تاج پہنے وہ قطاریں باندھے جاتے تھے اسکے بعد جہاز کی جماعت سب چلے
تاج شہر کے تحت نہایت خوبصورت رنگ کی چڑیاں نئے نمونے گھڑیاں اور اچھی درختوں کی شاخیں
لیے ہوئے آتے اس سے اوپر سمندری کا نشان علم تھا جسپر یہہ کھدا تھا کہ کلمبس نے اب بادشاہ کو
ایک نئی دنیا دی + اسکے بعد کلمبس نے بہت ملک دریافت کئے مگر سبب اس ناموری کے اکثر لوگ رشک سے
اوسکے دشمن ہوگئے اور بعض وکینہ رکھنے لگے اور تنگ و ذلت کے در پے ہوئے لیکن وہ سب نہ کچھ

میں آتا تھا یہانتک کہ اوسپر خودسری اور سخت گیری اور خیانت و بغاوت کی تہمت لگائی گئی اور ان
جرموں کی تحقیقات کیواسطے ایک شخص مقرر کیا گیا کلمبس اوسکی دلالت سے ناراض ہوا کیونکہ وہ شخص کلمبس سے
عداوت و دشمنی رکھتا تھا اگر اوسکے اختیار میں ہوتا تو کلمبس کو بالکل تباہ کر دیتا چنانچہ اوسنے کلمبس کے کل مال پر
قبضہ کر لیا اور بدلالزام بغاوت اوسکو قید کرکے بیڑیاں پہنائیں اور قیدی کیطرح ملک اسپین کو روانہ کیا گو ا
میں پہونچنے کے بعد فوراً اوسکی رہائی ہوئی اور عزت و تعظیم کیگئی لیکن اوسکا دل ٹوٹ گیا تھا اور وہ دل
دکھیے کو بہت دنوں تک رہا اور بیسویں مئی ۱۵۰۶ سنہ عیسوی کو وفات پائی اور ایک بڑے
عالیشان مقبرہ میں دفن کیا گیا اور اوسکا نام بڑے نیک آدمیوں کی تواریخ میں مشہور ہوا گو یہہ کیفیت بھی ایک
نہایت حیرت انگیز کیفیت ہے کہ جو براعظم کلمبس نے پایا وہ امریکس کے نام سے مشہور آفاق ہوا جو صرف اوسکا ایک ہمراہی تھا

## شعر

یہ حسرت مارا کا حصہ ہوں رنج تاج کا | ہیں وہ دانہ ہوں جو گر جائے کھلیان سے

کیسے کلمبس کے اس نئی دنیا دریافت کرنے کی کچھ بھی قدر نہ کی بہت جہال راحت سے بیٹھے صحراؤں
لگا کے آگ مجھے کارواں روانہ ہوا بعضے لوگ جو دوسرے شخص کی بیکاری میں خوش ہوتے ہیں کہنے لگے کہ اگر کلمبس اوس
سمندر کے پار جاتا اور نئی دنیا کو دریافت کرتا تو کوئی شخص حاکم دربار کرتا اور جب براعظم امریکہ دریافت ہوگیا تو کہنے لگے کہ اوسکا دریافت کرنا آسان تھا

## فرد

سر بہ سجدہ ہوں مری قسمت یہ ہے | کر رہے جسم خریدار بر احسان میرا

اب سنو کہ ہر براعظم میں بہت ملک اور بہت پہاڑ اور بہت دریا اور بہت چشمے اور بہت صحرا واقع ہیں اور کہ
باہم ایک دوسرے کی نسبت چھوٹے بڑے ہوتے ہیں چنانچہ براعظم ایشیا میں سب سے بڑا ملک انڈیا یعنی
ہندوستان ہے اور یہہ ایک بہت وسیع ملک ہے جو بسبب آبادی اور بسبب سلطنت اور ادب اور قاعدہ کے
قدیم سے مشہور چلا آتا ہے اسلئے ہم اوسکا ذکر تفصیل مختصر کے ساتھ اسواسطے بیان کرتے ہیں کہ اسملک میں سب طرح کے
انسان ہر قوم ہر مذہب ہر ملک والے مثلہ براعظم کے مانند سے تھوڑے بہت موجود ہیں اور اکثر آمد و رفت ا
دنیا کی کے ذریعہ سے نظر آجاتے ہیں اور جب ایک ملک کا حال بخوبی معلوم ہوجاتا ہے تو دوسرے ملکوں کی کیفیت
حالات بھی سہل میں آسکتی ہے ہندوستان کے حدود اربعہ یہہ ہیں حد شمالی تاتار اور تبت اور حد جنوبی
بحر ہند اور حد شرقی ملک برہما اور خلیج بنگالہ اور حد غربی خلیج فارس اور ہندوستان کی بڑی نہروں میں
گنگا ہے جو پربت سے نکلکر بہہ کر خلیج بنگالہ میں گرتی ہے اسمیں جمنا اور گھاگرا اور برہم پتر بھی ساتھ
اور آسام سے ہوکر گنگا میں ملتی ہیں اور پنجاب میں پانچ دریا جنکو پنجند کہتے ہیں پانچ نہریں محدود

یعنی ستلج راوی جہلم چناب بیاس چنانچہ اسی جہت سے اس ملک کو پنجاب کہتے ہین دکہن مین نربدا
اور گوداوری اور کشنا ہے یہہ تینون ندیان پورب کیطرف ہوکر خلیج بنگالہ سے جاملی ہین اور ہندوستان کے
نامی پہاڑون مین سے کوہ ہمالہ تمام جہان مین نامی ہے اور وہ پہاڑ ہندوستان و تبت کے درمیان واقع ہوا ہے
اور راج محل کی پہاڑی اور دکہن مین کوہ گہاٹ یعنی سہیادری جسکا سلسلہ لب دریا شرقاً و غرباً محاذی ہے
ہندوستان کی پیداوار اور تجارت مین نیل روئی افیون نمک ریشم چاول وغیرہ اور ہندوستان کے جواہرات سے
الماس اور زمرد اور لعل تمام جہان مین مشہور ہین بلکہ کوہ نور ہیرا جسکی شہرت تمام روے زمین پر ہے اور غالباً
اوسکی قیمت سب سے زیادہ ہے اور یقین ہے کہ دنیا مین کوئی ایسا قیمتی پتھر نہوگا کہ جسکا قصہ صحت کے ساتھہ معلوم ہو
اور جسکے واسطے کئی بادشاہون نے کشت و خون کیا ہو شہزادہ نے کہا کہ یہہ پتھر کسطرح ہاتھہ آیا
اوستاد نے بیان کیا کہ کوہ نور ہیرا سنہ ۱۵۵۰ع پندرہ سو پچاس عیسوی مین گولکنڈے کی کان سے برآمد ہوا
اور شاہجہان بادشاہ کے عہد مین گولکنڈے سے دہلی کو لایا گیا اور سنہ ۱۶۶۵ع سولہ سو پینسٹھہ عیسوی مین
تاریخ دوسری نومبر کو ایک فرانس کے سیاح ٹاورنیر نامی کو اورنگ زیب عالمگیر نے دیکہنے اور پرکہنے کی
اجازت دی یہہ پہلا غیر شخص تہا جسکو اول مرتبہ کوہ نور دیکہنے کا اتفاق ہوا حاصل کلام سنہ ۱۷۳۹ع سترہ سو
اونتالیس عیسوی مین نادر شاہ نے دہلی پر چڑہائی کی اور نوے لاکہہ روپیہ کا خزانہ مع کوہ نور ہیرا ساتھ لیگیا
پہر سنہ ۱۸۱۳ع اٹھارہ سو تیرہ عیسوی مین شاہ شجاع کی جلاوطنی کے عہد مین یکم جون کو رنجیت سنگہ والی لاہور نے
جبراً اوس سے لیا جب رنجیت سنگہ کے ساتھہ افواج انگریزی کا مقابلہ ہوا در مقام لاہور مین اوس نے
شکست فاش کہائی تو کوہ نور انگریزون کے ہاتھہ لگا اور تاج انگلستان کا اول قیمتی جواہر مقرر ہوا اور سنہ ۱۸۵۱ع
اٹھارہ سو اکاون عیسوی کی بڑی نمایش مین کوہ نور نمایشگاہ میں رکہا گیا تہا جسکو لاکہون بلکہ کرورون
روپیہ کی مالیت کہین تو کچہہ مبالغہ نہین ہے لوگون نے مفت سے کہتکے دیکہا اس ہیرے کی مقدار عموماً اسطرح بتائی
جا سکتی ہے کہ مرغی کے ایک چہوٹے آدہے انڈے کے برابر ہے اور اس ہیرے کا وزن تین سو دس رتی ہے
یعنی تین تولہ تین ماشہ سات رتی غرض ویانہ روزگار نے اسی تذکرہ مین جواہرات کی شناخت اور خواص وغیرہ
بہی خاطر خواہ شہزادہ کو یاد دلوائے پہر فرمایا کہ ملک ہندوستان بڑا زرخیز ملک ہے باشندے یہانکے دس کروڑ
اور مین ساتہ کروڑ پچاس لاکہہ ہندو اور ایک کروڑ ستاسی لاکہہ پچاس ہزار اہل اسلام اور مسیحی اور یہودی وغیرہ
باسٹھہ لاکہہ پچاس ہزار ہین آب و ہوا ہندوستان کی یہہ صورت ہے کہ اوتر اور پچہم یعنی شمال اور مغرب کے
صوبجات مین موسم سرما مین سردی ہوتی ہے مگر باقی تمام ہندوستان مین اگرچہ کوئی علامت سردی کی نہین
لیکن کثرت بارش یا گرمی زیادہ ہونیسے موسمونکا تفاوت معلوم ہوتا ہے اور اہل ہند ادب و قاعدہ مین بہتر ہین

گرانی اور صفائے دلی سے عاری اور اکثر باہم بے اعتبار ہیں کسیکو کسی پر اعتماد ہرگز نہیں ہوتا اور
دوستی سے محروم نہیں رکھتے صرف مسلک کے آشنا ہیں اور آلاتِ جرِ ثقیل کی صنعت سے بالکل ناواقف ہیں
اور بدرجۂ کمال نامرد و بزدل بھی ہیں دوسرے ملک والے ہمیشہ ان پر غلبہ اور حملہ کرتے رہے اور شکست سبب
ہر معرکہ میں مغلوب ہوئے ان میں کوئی بادشاہ بارہا ایسا نہوا کہ حوصلہ بڑھاتا اور دوسری ولایت پر فوج کشی
کرتا البتہ یہ لوگ حیلہ گر اور مفتری اور بیوقوف زیادہ ہیں اور خوشامد گو اور خوشامد پسند بھی ہیں آپ
خود بدولت اب ہم تمہیں یہ تھوڑے سے شعر یاد دلواتے ہیں جس میں ہندوستان کی خلاصہ
کیفیت ایک طرح معقول سے مندرج ہے تم اس مختصر کے یاد کر لینے سے فائدہ کثیر اوٹھاؤ گے

## نظمِ حالِ ہندوستان

ہند ہے اک عجب جزیرہ نما — غیرتِ روم و روس و چین و تتار
لفظ ایشیا کے ہوئے جنوب — ہے نمایاں یہ کشورِ غدار
شرق و غرب و جنوب کی جانب — بحرِ اعظم نے کر لیا ہے حصار
چین سے ہے شمال میں محدود — ہے جو کوہِ ہمالہ کے اس پار
ملکِ آسام سے کراچی تک — وسعتِ ہند ہے سن اے ہشیار
طول اس کا جنوب سے ہے — تا بکشمیرِ رشکِ باغِ بہار
عرض اسکا ہے پندرہ سو میل — طول اور عرض ۱۹۰۰ ہے بے تکرار
لوگ رہتے ہیں اس میں بیس کروڑ — جسکے ہیں مختلف طریق و شعار
مشتہر ہے یہاں کی زرخیزی — گرد ہیں جس سے حلقۂ دیوار
اسکے اوتر میں ہے ہمالہ کوہ — جس پہ رہتا ہے برف کا انبار
چوٹیاں ہیں وہ مقبول گز بر گل — جن پہ مشکل ہے آدمی کا گذار
اونچی ہیں چوٹیاں ہزاروں فٹ — بیس جنمیں کوئی تیس ہزار
کوہِ سندھیا ہے بیچ میں اسکے — اور سپہ بھی دشت و سبزی کی ہے بہار
معدلی شرقی جو گھاٹ ہیں دو — جانبِ غرب و شرق ہیں دو چار
اسکے سوب میں بحر ہے اک سندھ — موج در موج پُر خطر زخار
راوی و ستلج و چناب و جہلم — بیاس دریائے تیرہ و تہہ دار
مل گئے ہیں یہ سندھ میں پانچوں — تشنہ دل انسان ہو دیکھ کر اک بار

ہے سرِ تم پتر ترق مین اک بحر
پر تخلّد ہند و موجہ و قہار

تہا جنوتری سے بحیرہ مین
تہی گنگوتری سے گنگ کی دار

ایک جا پر پراگ مین جا کر
ہو گئے دونون وصل وصلی ار

راجی کوتی گہا گرا گنڈک
ملے گنگا مین یہہ کے آخر کار

بند بہیوت سون نربدا تاپی
ہین روان سیلِ اشکِ دیدہ زار

کرستنا تن بہدرا بہما کاویری
نکلے ہین گہاٹ مغربی سے یہہ چار

آمین تیرتہہ بہی ہین بہت مشہور
جاتے ہین سر کے بل جہان زوار

بدری ناتہہ جن ہمالیہ پر
وان سے سوے جنوب ہے پرسوار

مندر اک شہرِ نگرکوٹ مین ہے
کو نکلتی ہے جس سے بیل و نہار

بند بہیہ بر بندھہ باسنی مین نمود
تن یہ ہندو ہین جان و دل نثار

ہین جگن ناتہہ جی سوے مشرق
معتقد ہین ہزار ہا دیندار

غرب مین دوارکا پوری ہے شہر
سجدہ گاہِ ہنود سے تکرار

ہے بسوے جنوب رامیشر
لوگ جاتے ہین وان بہر دیدار

وسط مین سوے شرق کاشی ہے
معتقدِ ہندوانِ خوش کردار

سہر شہرا ہے اک کنارِ جمن
جس مین تہا کرشن کا ہوا اوتار

اور بہی ہین یہان بہت تیرتہہ
شرح مین جنکے خامہ ہے بیکار

ہستنا پور تخت گاہِ ہنود
لبِ جمنا تہا تہ پر رونق دار

اہلِ اسلام جب ہوے قابض
ہوئی دہلی کی رونقِ بازار

آگرہ کو محمد اکبر نے
دیا دار الخلافت اپنا قرار

ہوے انگریز جب سے حاکمِ ہند
شہرِ کلکتے کا بڑہا ہے وقار

ہے وہ گنگا کی شاخ ہوگلی پر
جس مین رہتے ہین سیکڑون تجار

ملکِ بنگال بمبی مدراس
ہین یہہ منسوب احاطۂ سرکار

گورنر شنت مین ان مین
خیمہ انگن ہے لشکرِ جرار

سندہ پنجاب ناگ پور اودہ
اسلیے کے جو ملک ہین دو چار

منتظم ان مین جنٹ صاحب ہین
یا کمشنر ہین مالک و مختار

برگذر تمیں سب پہ بالادست — جو ماتحت ہیں صغار و کبار
ملک ہیں چار قسم کے اس میں — نام کرتا ہوں شرح وار اظہار
ملکِ انگریزی و ممالکِ میسور — ملکِ محفوظ و ملکِ خود مختار
اندیپنڈنٹ یعنی خود سر ہیں — بہوت میں حال واقع کہا
حیدرآباد و راجپوتانہ — ملکِ محفوظ میں ہے ان کا شمار
نیمہ گوالیار و باندہ جیسی ہیں — اور بھی اور بہت سے ہیں سردار
باقی جو کچھ کہ ہیں ممالکِ ہند — سب میں سرکار کا ہے دار و مدار
مختصر ہیں بیانِ طول ہو کب — جائے تنگ است و مردمان بسیار
یہ بہ بالاختصار صورت ہے — یہ بہت نمونہ از خروار

اے خرد پرور یہہ خیال مکر یا کہ سب ملکوں میں ایسے ہی لوگ بستے ہیں اور یہی حال وہاں کا بھی ہوگا بلکہ ہر ملک میں باشندے جداگانہ اور انتظام کی علحدہ صورتیں اور آبادی کے سے طور و طریقے اور آب و ہوا کی مختلف خاصیتیں ہیں اگر انسان سفر اختیار کرے اور سیاحی پر مستعد ہو تو عجیب و غریب لطف اور کیفیتیں حاصل ہوتی ہیں سفر میں تکلیف تو ہوتی ہے مگر تجربہ کاری و پختگی بغیر اسکے حصول نہیں ہو سکتی ہے شعر بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے ٭ رہا سلف سے آجتک تمام تربیت یافتہ قوموں نے سفر کو مینۂ تہذیب و ترقی کا ذریعہ تسلیم کیا ہے صرف کتابوں کے پڑہنے اور دیکھنے یا مطالعہ کرنے سے دنیا کے لوگوں کا پورا پورا حال ہرگز نہیں معلوم ہو سکتا جو شخص کہ تحصیلِ علوم سے فارغ ہو کر سفر سے خوب حظ اوٹھایگا ہوگا اور کی دانشمندی کا مرتبہ کمال پر پہونچ گیا ترقی عقل اور تہذیبِ اخلاق کے واسطے سفر بہت کار آمد ہے معرفت آدمی کی بہم ذرا سست نہایت وسعت پاتی ہے اور اخلاق کو یہہ نفع ہوتا ہے کہ اوسکے ذہن لوگوں کی ہمدردی اور اونکی جانب سے دلسوزی پیدا ہو جاتی ہے اور ایسی تنگ نظری سیاح کی ذات میں نہیں رہتی جسکے سبب سے آدمی یہہ سمجھکر کہ فلانا شخص ہمسایہ نہیں ہے یا میرے ملک میں پیدا نہیں ہوا یا میرا سا رسم و رواج نہیں رکھتا یا میرا سا لباس نہیں پہنتا تو شخص کو نظرِ تحقیر دیکھتا ہے بلکہ یہہ بات سیاح سے بہت دور ہو جاتی ہے اور وہ معلوم کر لیتا ہے کہ اسبابِ تخالف بہت قلیل اور سراسر ظاہری ہیں مگر اسبابِ مناسبت و اتفاق واقعی ہیں اور سمجھہ لیتا ہے کہ تمام انسانوں میں بلباسِ ظاہری اختلاف ہے لیکن حقیقت سے بخوبی آگاہ ہوتا ہے چنانچہ انگریز اپنے ملک کو نہایت وسیع اور عمدہ بتاتے ہیں فرانس والے فرانس کی تعریف کرتے ہیں یہہ تعصبات کچھہ اسکا کو منحصر نہیں ہیں اور جو جہالت اور تنگ حوصلگی اور پست ہمتی ایک ہی جگہ پر پڑے رہنے سے پیدا

ہوتی ہے وہ سب سفر کے ذریعے سے رفع ہوجاتی ہے گو تواریخ بھی عجب مشغلہ ہے اور خاص کر سیاحت کی
سیاحت بلکہ سیاحت کی کیا حقیقت ہے سیاحت مین صرف زر اور مصائب سفر پھر اونہین چیزونکی سیر جو بالفعل
موجود ہین کتب تواریخ کے مطالعہ مین بہت سے دیار و امصار کی کیفیت بے مشقت پیش نظر رہتی ہے مدتہا بلکہ
ہزار ہا برس پیشتر کے حالات گویا مشاہدہ ہوجاتے ہین گھر بیٹھے آدمی جہاندیدہ بنجاتا ہے عموماً سب امراو سلاطین
خصوصاً والیان ملک کو تاریخ دانی بہت ضروری ہے کہ اگلے راجاؤن اور بادشاہون کا حال دریافت جسطرح
اونکے سلطنت کی ترقی اور اونکے بلندنامی ہوتی اوسے اس زمانہ کے والیان ملک اپنا دستورالعمل قرار کرین
جن باتون سے اگلی سلطنتون کی خرابی اور بادشاہون کی بدنامی ہوتی اوسسے پرہیز کرین شائستگی و تہذیب پر
کاربند ہون اور یاد رکھو کہ جن ملکون مین سب سے پہلے آثار شائستگی سودار ہوئے اونمین کا پہلا خطہ یونان تھا
اور مورخون کا قول ہے کہ یونان سے پہلے حضرت علم کی بدولت ہمکو ملکی کامیابی حاصل ہوئی غرض جبکہ
خطۂ **یونان** پر اقبال کا ستارہ چمکا تو اون لوگون نے قوائے جسمانی کی نگہداشت اور ترقی کے باب مین
نہایت کوششون کے ساتھ توجہ بلیغ مبذول رکھی بعد اوسکے رومیونکو جسمانی تربیت کا شوق پیدا ہوا اور اون
لوگون نے تربیت جسمانی کو رواج دیا اور اب بھی جن ملکونمین نہایت شائستگی ہے وہان جسمانی تربیت کا خیال
بدرجۂ کمال ہے چنانچہ انگلستان مین لڑکیونکو بھی جسمانی تعلیم دیجاتی ہے جرمن کے لوگونے اکھاڑے بنانے سے
زیادہ کسی چیز کو مفید نہ سمجھا جیسا کہ ہم اپنی عقل کو ترقی دینے مین لازم ہے کہ ایسا ہی ہم اپنے جسم کو تروتازہ رکھین
دیکھو کہ ہندوستان کے دہقان اور محنتی لوگ شہریون سے زیادہ تندرست پائے جاتے ہین اسے خرد برد جسطرح
کہ اہل فرنگ اور اہل یونان کے جغرافیہ مین اختلاف ہے اسیطرح تواریخ مین بھی بہت تغیر و تبدل واقع ہے
ہر قوم کے مورخون نے اپنی اپنی تصنیفات کو بادشاہونکی خوشامد اور مذہبی تعصبات سے بھر دیا جہان کہ اپنا حاکم
ذلیل ہوا یا کسی آفت اور گردش کے نیچے مین پھنسا ہے وہان تو بالکل ٹال بال بچا گئے ہین اور جس مقام پر
حسب دلخواہ ایک امر بھی وقوع مین آیا وہان کیا کیا عبارت آرائیان اور مبالغہ پردازیان بڑے زور کی لائے ہین
کہ خارج از قیاس ہے اور ہمیشہ تعصب کے ساتھ تحریر کیا کہ غیر کے طور و طریق مین بیجا خرابیان اور ہمارے چال چلن مین
اسقدر خوبیان موجود ہین اور جس قوم والون نے جو کام جس نتیجے اور خوبی کیواسطے تجویز کیا تھا اوسکو یکلخت
نسیاً منسیاً کر دیا مگر عقل سلیم غور و غور طلبی اور باریک بینی سے سراغ مطلب پیدا کرلیتی ہے خیالات حکیمانہ پر
نظر کرو کہ سب ایک طریقے کے پابند ہوتے ہین مگر ہنوز بحث عقلی ناتمام ہے یعنی حکیم یا فلاسفر اوسکو کہتے ہین
کہ جو عالم علویات و سفلیات کی حقیقت اشیا سے بخوبی واقف ہو چنانچہ زمانہ حال مین جسطرح کاروبار عالم جاری
ہین جب اوس پر نظر ڈالکر ہم زمانہ سلف کا خیال کرتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ پہلے دنیا کا عجیب ڈھنگ ہوگا

اسمین تو شک نہین کہ جسطرح کوئی قطعہ زمین بغیر روئیدگی کے نہین رہ سکتا اسیطرح انسان کا دل بھی کہ
جو بجاے خود ایک جہان جداگانہ ہے خیالات سے خالی نہین رہ سکتا حکمت کا مسئلہ بھی یہی ہے کہ انسان کے نفس ناطقہ کا
معطل رہنا ممکن نہین کچھ نہ کچھ اودھیڑبن کئے جاتا ہے جس جس طرح پر انسان تمہاوان وقتاً فوقتاً
جیسی ضرورتین پیش آتی گئین اوسکے سامان وہی لگاتا گیا اونہین اصول کا نام حکمت و فلسفہ ہے ہر قطعہ
زمین کی خاصیت علیحدہ ہے اور آب و ہوا کی تاثیر بھی جداگانہ چنانچہ روئیدگی اور نباتات قسم قسم کے پیدا ہوتے ہین
ہر ولایت کے آدمی کا قد و قامت چہرہ مہرہ رنگ روغن نرالا ہے دل گواہی دیتا ہے کہ جیسا ہر شخص کے
اعضاے ظاہری مین فرق ہے ویسا ہی اوسکے خیالات واہی مین بھی ضرور اختلاف ہوگا دیکھو ہر ایک حکیم
یا خاص خاص فرقے کے صاحب تصنیف جو گذرے ہین اونکی باتین اور ہدایتین اور اونکے مختصر حالات عمری کا
ایک چمن پھولا ہوا ہے ہر ایک کے نئے نئے خیالات جدا جدا رنگ ڈہنگ دیکھکر یہہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا
ایک باغ مین مختلف طائر بولتے ہین اور نہین معلوم ہوتا کہ ایک دوسرے کی سنی ہوئی کہتا ہے ان سب کو
بے تعصب ایک نظر سے برابر دیکھنا عجب لطف و کیفیت پیدا کرتا ہے علم تواریخ مین حکماے فلاسفہ کا
حال قابل غور ہے کہ ان دانشمند ومتین نے عالم بے ثبات مین کس کس طرز پر معیشت کی اور آغاز و انجام کیا لیا
فلاسفہ جمع ہے فیلسوف کی اور فیلسوف کے معنی ہین حکیم فلسفہ دان یہہ لفظ یونانی ہے اصل اسکی دو لفظون سے
مرکب ہے یعنی فیلا اور سوفا فیلا کے معنی محب کے ہین اور سوفا کے معنی علم و حکمت کے اسکا یہہ مطلب ہوا کہ
دوستدار حکمت اور بعضون کا قول ہے کہ فلسفہ کے معنی ریاضت اور مشقت کرکے حضرت واجب الوجود سے
مشابہت پیدا کرنیکے ہین متقدمین کے مسائل زیادہ تر الہیات اور طبیعیات مین ہوتے تہے متاخرین نے اوس مین
ریاضی کو بھی داخل کرکے تین قسم پر منقسم کیا اول علم ماہیت شی یعنی کیا چیز ہے دوم علم کیفیت شی یعنی کیسی
چیز ہے سوم علم مقدار شی یعنی چیز قلیل ہے یا کثیر پس ماہیت کے باب مین جو گفتگو ہو وہ علم الٰہی ہے اور
کیفیت کے باب مین جو گفتگو ہو وہ علم طبیعی ہے اور مقدار کی کمی و بیشی مین جو گفتگو وہ علم ریاضی ہے انکو
علم وہمی اور علم عقلی اور علم حسی کہتے ہین یعنی مؤلف ✤ علم وہمی علم عقلی علم حسی یاد کن ✤ در بیان ہر یکے تفصیل علمے ادراک
پس ریاضی علم وہمی دان الٰہی عقلی است ✤ علم حسی شد طبیعی دل ز عقلش شاد کن ✤ حکماے فلاسفہ کا قول
ہے کہ ترقی کی خواہش انسان کے دل مین طبعی ہے چونکہ نفس ناطقہ کی ترقی سب سے اعلیٰ درجہ کی ترقی ہے اسلئے
جو انسان ہے وہ تحصیل سعادت مین کوشش کرتا ہے مگر خلاصہ یہہ ہے کہ اسکے لئے سیکھنا اور عمل کرنا دونون لازم ہین
کیونکہ جو عقل مین زیادہ ہوگا وہ زور مین بھی غالب رہیگا **حکایت** قدیم الایام مین یہہ دستور تہا کہ زمانہ
روم کے حکماے فلاسفہ جمع ہوکر باہم ایک مجلس آراستہ کرتے تہے اور اسمین ہمیشہ گفتگوے علمی ہوتی جب

سکندر رومی کا زمانہ آیا تو حکیم سرسس مجلس مین تمام محفل سے عمدہ تقریر اور رازِ روحانیان اس
حول سے بیان کرتا کہ یونانیون کو رشک پیدا ہوتا چنانچہ ایکبار شہر حکیمون نے متفق ہوکر اوسکے قول کو لاتسلیم
کرنیکے واسطے ایک انجمن ترتیب دی کہ جو بات سرسس بیان کریگا ہم اوسکو کسیطرح تسلیم نکرینگے الغرض حکیم سرسنے
گفتگو شروع کی اور عقل کا دروازہ کہولا ہر نکتہ ایسا بیان کرتا کہ دلپسند ہوتا مگر دیکھا کہ یہہ لوگ پسند نہین کرتے
اور علانیہ منکر ہوتے ہین دوبارہ تقریر کرنے لگا اور حکمت کا خزانہ لٹایا پھر بہی نظر آیا کہ سب انکار کیے دیتے ہین
بار سوم از راہِ شگفتگی وہ بیانِ علمی کا دریا بہایا کہ حقیقتِ اشیا کے اظہار مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہوا
لیکن کسیے نمانا اور پھر بہی نہ ہلایا جب سرسس نے دریافت کیا کہ یہہ سب لوگ سر بر عداوت ہیں اور مجہے ذلیل کرنیکی
یہہ تجویز نکالی ہے ہنسا اور یعقوب سے سوسو یہہ پہر ایک نعرہ مارا کہ جو بار قیامت تک اسطرح بحس و حرکت
اور اپنے مقام سے تہلین نہ جنبش نہوا اور سیوم وہ شخص آدمی سرنگون ہوکر گر پڑے اور سرو ہوگئے پس جو لوگ
کہ ریاضتِ جسمانی سے قوتِ بدنی کو بڑہاتے ہین اونکا نام پہلوان ہے اور جو کہ مشقتِ علمی سے قوائے عقلی کو ترقی
دیتے ہین اونکا نام حکیم اسے معلوم ہوا کہ جسم کے زور آور کو پہلوان اور عقل کے پہلوان کو حکیم کہتے ہین جسطرح
کہ پہلوانون مین نریمان اور سام اور زال اور رستم اور فرامرز اور سہراب اور برزو اور بیژن و اسفندیار وغیرہ
کہ جنہے شاہنامہ فردوسی مین تہین اونکی سرگذشت سے بخوبی مطلع کردیا ہے گو دسے مین اسطرح بڑے بڑے
نامور حکیم بہی بیشتر ہوچکے ہیں چنانچہ اونکا مختصر بیان اسطور پر ہے کہ حکمائے نامی و گرامی مین سے اول
**لقمان حکیم** ہے اگرچہ بنظر ظاہر نہایت کریہہ منظر سیاہ رنگ تہا مگر باطن اوسکا جمالِ روحانی اور لطائفِ
لسانی سے آراستہ و پیراستہ تہا حضرت عیسیٰ مسیح سے چہہ سو تیس [۶۳۰] برس پہلے شہر اورنجہ واقع ملکِ یونان
مین پیدا ہوا حضرت داؤد کا معصر اور شاگرد تہا ملکِ شام مین علم حکمت کو بخوبی تحصیل کیا ہمیشہ بلاد یونان
مین وعظ و نصیحت اور عاداتِ بدکی درستی کیا کرتا تہا جب شہرِ نقیس مین اوسکا گذر ہوا وہان کے ذمیم الاخلاق
لوگون نے پانسو اکانوے [۵۹۱] برس حضرت مسیح سے پیشتر اوسکو اونتالیس [۳۹] برس کی عمر مین قتل کیا صد ہا پند سودمند
اوسکی تصنیفات سے مشہور ہے اوسکا قول ہے **قول** سختی اور مصیبت کیوقت استقلال اور مشکلات و حوادث کے
وقت صبر اور ثروت و صحت کے وقت شکر لازم ہے دوسرا **افیثاغورس حکیم** سیاح اور ناصح خلائق تہا
پانسو نوے [۵۹] برس پہلے حضرت مسیح سے شہر صور مین پیدا ہوا کہتے ہیں کہ اوسکو گریان و خندان نہ دیکہا
یہہ حکیم شام سے مصر مین آیا اور اصحاب سلیمان سے ملاقات کرکے علم الٰہی و حکمت طبیعیات مین دستگاہ حاصل کی
اور علم موسیقی ایجاد کیا اور ایسا ہی کہتے ہین کہ پہلے شہر سوس کو گیا پہر انطاکیہ مین آیا وہان کے حاکم نے
فرزندی مین لیا اور معلمون کے سپرد کیا لغت اور علم ادب اور علم موسیقی سیکہا پہر حکیم ناتیسِ ملطی کے حوالہ کیا

اسمین تو شک نہین کہ جسطرح کوئی قطعۂ زمین بغیر روئیدگی کے نہین رہ سکتا اسیطرح انسان کا دل بھی کہ
جو بیجا ہو ایک خیال جداگانہ سے خیالات سے خالی نہین رہ سکتا حکمت کا سلسلہ بھی یہی ہے کہ انسان کے نو رہ
رہنا ممکن نہین کچھ نہ کچھ اوڈہیڑ بن کئے جاتا ہے جس جس شہر مین یہ انسان تہا وہان ویسا فن تہا
جیسی ضرورتین پیش آتی گئین اوسکے سامان وہی نکالتا گیا اونہین اصول کا نام حکمت و فلسفہ ہے ہر قطعہ
زمین کی خاصیت علٰحدہ ہے اور آب و ہوا کی تاثیر بھی جداگانہ چنانچہ روئیدگی اور نباتات قسم قسم کے پیدا ہوتے ہین
ہر ولایت کے آدمی کا قد و قامت چہرہ مہرہ رنگ روغن نرالا ہے دل گواہی دیتا ہے کہ جیسا ہر شخص کے
اعضائے ظاہری مین فرق ہے ویسا ہی اوسکے خیالات دماغی مین بھی ضرور اختلاف ہوگا دیکھو ہر ایک حکیم
یا فاضل خاص خاص فرقہ کے صاحب تصنیف ہوگئے ہین اونکی رائین اور ہدایتین اور اونکے مختصر حالات عمری کا
ایک چمن پھولا ہوا ہے ہر ایک کے نئے نئے خیالات جدا جدا رنگ ڈہنگ دیکھکر یہہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا
ایک باغ مین مختلف طائر بولتے ہین اور نہین معلوم ہوتا کہ ایک دوسرے کی مثل ہو کوئی کہتا ہے ان سبکا
بے تعصب ایک نظر سے برابر دیکھنا عجیب لطف و کیفیت پیدا کرتا ہے **علم تواریخ** مین حکمائے فلاسفہ کا
حال قابل غور ہے کہ ان دانشمندون نے عالم بے ثبات مین کس کس طرز پر معیشت کی اور آغاز و انجام کیا ہے
فلاسفہ جمع ہے فیلسوف کی اور فیلسوف کے معنی ہین حکیم فلسفہ دان یہہ لفظ یونانی ہے اصل اوسکا لفظ
مرکب ہے یعنی فیلا اور سوفا فیلا کے معنی محب کے ہین اور سوفا کے معنی علم و حکمت کے اسکا یہہ مطلب ہوا
دوستدار حکمت اور بعضون کا قول ہے کہ فلسفہ کے معنی ریاضت اور مشقت کرکے حضرت باری سے
مشابہت پیدا کرنیکے ہین متقدمین نے مسائل زیادہ تر الٰہیات اور طبعیات مین لکھے تہے متاخرین نے اوس مین
ریاضی کو بھی داخل کرکے تین قسم پر منقسم کیا **اول** علم ماہیت شی یعنی کیا چیز ہے **دوم** علم کیفیت شی کہ
کیسی ہے **سوم** علم مقداریت یعنی کتنی چیز قلیل ہے یا کثیر پس ماہیت کے باب مین جو گفتگو ہو وہ **علم الٰہی** ہے اور
کیفیت کے باب مین جو گفتگو ہو وہ **علم طبیعی** ہے اور مقدار کی کمی و بیشی مین جو گفتگو وہ **علم ریاضی** ہے
علم وہمی اور علم عقلی اور علم حسی کہتے ہین پس **مؤلف** علم وہمی علم عقلی علم حسی یاد کن بہ برہان الیہ بلکہ علمائے انکو
پس ریاضی علم وہمی و الٰہی عقلی است و علم حسی شد طبیعی دل حفظش نما دکن و حکمائے فلاسفہ کا قول
کہ ترقی کی خواہش انسان کے دل مین طبعی ہے چونکہ نفس ناطقہ کی ترقی سب سے اعلیٰ درجہ کی ترقی ہے اسلئے
جو انسان ہے وہ تحصیل سعادت مین کوشش کرتا ہے مگر خلاصہ یہہ ہے کہ اسکے لئے سیکھنا اور عمل کرنا دونون ضرور
کیونکہ جو عقل مین زیادہ ہوگا وہ ضرور سب پر غالب رہیگا **حکایت** قدیم الایام مین یہہ دستور تہا کہ یونان
روم کے حکمائے فلاسفہ جمع ہوکر باہم ایک مجلس آراستہ کرتے تہے اور مین نئی نئی گفتگو ئے علمی ہوتی جب

سکندرِ رومی کا زمانہ آیا تو حکیم برسس ہر مجلس میں تمام محفل سے عمدہ تقریر اور راز روحانیات اس
خوبی سے بیان کرتا کہ یونانیوں کو رشک پیدا ہوتا چنانچہ ایکبار شہر کے حکیموں نے متفق ہوکر اوسکے قول کو لاتسلیم
کرنیکے واسطے ایک انجمن ترتیب دی کہ جو بات برسس بیان کریگا ہم اوسکو کسیطرح تسلیم نکرینگے الغرض حکیم برسس نے
گفتگو شروع کی اور عقل کا دروازہ کہولا ہر نکتہ ایسا بیان کرتا کہ دلنشین ہوتا مگر دیکہا کہ یہہ لوگ پسند نہین کرتے
اور علانیہ منکر ہوتے ہین دوبارہ تقریر کرنے لگا اور حکمت کا خزانہ لٹایا پہر بہی نظر آیا کہ سب انکار کے درپے ہین
بار سوم ازراہ سنگلنائی در بیانِ علمی کا دریا بہایا کہ حقیقتِ اشیا کے اظہار میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہوا
لیکن کسی نے نمانا اور سر بہی نہلایا جب برسس نے دریافت کیا کہ یہہ سب لوگ درپے عداوت ہین اور مجہے ذلیل کرنیکی
یہہ تجویز نکالی ہے ہنسا اور رفیقون سے سو یہہ پہر ایک نعرہ مارا کہ جو برابر قیامت تک اسطرح بیحس و حرکت ہو
اور اپنے مقام سے نہ ہلین ورا جنبش ہوا او سیدم وہ ستر آدمی سرنگون ہوکر گر پڑے اور سرد ہوگئے پس جو لوگ
کہ ریاضتِ جسمانی سے قوتِ بدنی کو بڑہاتے ہیں اونکا نام پہلوان ہے اور جو کہ مشقتِ علمی سے قوائے عقلی کو ترقی
دیتے ہیں اونکا نام حکیم اسسے معلوم ہوا کہ جسم کے زور آور کو پہلوان اور عقل کے پہلوان کو حکیم کہتے ہین جسطرح
کہ پہلوانون مین نریمان اور سام اور زال اور رستم اور فرامرز اور سہراب اور برزو اور بہمن و اسفندیار وغیرہ
کہ جنکے شاہنامہ فردوسی مین تہین اونکی سرگذشت سے بخوبی مطلع کردیا ہے گذرے ہیں اسیطرح بڑے بڑے
نامور حکیم بہی پیشتر ہوچکے ہین چنانچہ اونکا مختصر بیان اسطور پر ہے کہ حکمائے نامی وگرامی مین سے اول
لقمان حکیم ہے اگرچہ بنظر ظاہر نہایت کریہہ منظر سیاہ رنگ تہا مگر باطن اوسکا جمالِ روحانی اور کمالِ
نفسانی سے آراستہ و پیراستہ تہا حضرت عیسیٰ مسیح سے چہہ سو تیس[۶۳۰] برس پہلے شہر اورنجہ واقع ملکِ یونان
مین پیدا ہوا حضرت داؤد کا ہمعصر اور شاگرد تہا ملکِ شام مین علمِ حکمت کو بخوبی تحصیل کیا ہمیشہ بلاد یونان
مین وعظ و نصیحت اور عاداتِ بد کی مذمت کیا کرتا تہا جب شہر نقیس مین اوسکا گذر ہوا وہان کے ذمیم الاخلاق
لوگون نے پانسو اکانوے[۵۹۱] برس حضرت مسیح سے پیشتر اوسکو اونتالیس[۲۹] برس کی عمر میں قتل کیا صدہا مفید
اوسکی تصنیفات سے مشہور ہین اوسکا قول ہے قولِ سخی اور مصیبت کیوقت استقلال اور مشکلات و حوادث کے
وقت صبر اور نعمت و صحت کے وقت شکر لازم ہے دوسرا فیثاغورس حکیم سیاح اور ناصحِ خلائق تہا
پانسو نوے[۵۹۰] برس پہلے حضرت مسیح سے شہر صور مین پیدا ہوا کبہی کسی نے اوسکو گریان و خندان نہ دیکہا
یہہ حکیم شام سے مصر مین آیا اور اصحاب سلیمان سے ملاقات کرکے علمِ الٰہی و حکمتِ طبیعیات مین دستگاہ حاصل کی
اور علم موسیقی ایجاد کیا اور ایسا ہی کہتے ہین کہ پہلے شہر سوس کو گیا پہر انطاکیہ مین آیا وہانکے حاکم نے
فرزندی مین لیا اور معلم کے سپرد کیا لغت اور علم ادب اور علم موسیقی سیکہا پہر حکیم تالیس ملطی کے حوالہ کیا

وہاں علم ہندسہ اور علم نجوم سے بہرہ ور ہوا پھر حکمت یاد کرکے سوس کیطرف مراجعت کی اور وہاں ایک مدرسہ
جاری کرکے لوگوںکو حکمت عملی اور تہذیب اخلاق کا درس دینے لگا جسوقت وعظ کہتا تو اوسکی یہہ صفت ہوتی تھی
داڑھی و رخسارہ سفید نہایت طویل سیدھے ہوتے بڑے تمکین و وقار سے وعظ و تلقین دیتا اور اکثر اوقات تاج سر پر رکھے
ہوتے ہوتا کہ اوسکی عظمت لوگوں کے دلوں میں نقش ہو اور اوسکا کلام جلد اثر کرے اس حکیم کے مذہب میں
قتل حیوانات بالکل ناجائز تھا دو سو اسی کتابیں حکمت کی اسکی تصنیفات سے ہیں اسی برس کی عمر میں مرا وہاں اطراف کا
ظالم و متعدی سے ایک عمارت نحاس میں پناہ لی اور کئی روز تک بے آب و دانہ وہاں چھپا رہا یہانتک کہ بھوک پیاس کی
شدت سے روح طائر عالم علوی کو پرواز کر گئی اوسکا قول ہے **قول** ای کردار و گفتار کو نگاہ رکھ اور اندیشہ کر اسواسطے
کہ حرکات و افعال مردے سے موت کے وقت پیدا ہوتی ہے وہ تیرے واسطے ایک دیو اژدہا رسان ہوجاتی ہے کہ وقت زندگی
تیرے حق میں ملائک کا ہمراز اور بعد مرگ حجاب نور مطلق ہے اور جو امر کہ سلطان خرد کے حسب الحکم عالم ظہور میں آتا
وہ ایک ایسا سروش روح فال ہوتا ہے کہ جسکی ہمسفی سے لذت حیات دنیا میسر اور بہشت میں ترقی حسن و
کرامت کا سرہوتا **تیسرا بقراط حکیم** یونان کے حکمائے کبار میں شمار کیا جاتا ہے چارسو ستر برس پہلے پیدائش حضرت
مسیح سے مدینۃ الحکما میں پیدا ہوا فلسفہ حکیم انکساغورس سے سیکھا اور علم بلاغت و بیان و رونیقس سے خوب سیکھی
یونان میں سعد و دتھا اور موسیقی و نجوم کے خواص فن میں لاجواب تھا عمر میں اسطرح ہر علم کو حسب دلخواہ حاصل کیا
اکثر اوقات سر پہ بانکی چادر اوڑھے پھرتا اور سب سے بخندہ پیشانی پیش آتا اس حکیم کے بارہ ہزار شاگرد میں
اور حکیم فرطیوس اور علسیدس اور زینوفون اور افلاطون اور اقلیدس ارشد تلامذہ میں سے ہیں ان سبکو علم توحید
اور علم سیاست مدن اور منطق اور بلاغت اور حساب اور ہندسہ اور تمام علوم تعلیم کئے اور کفر و ایمان اور رذیلت
و فضیلت اور ظلم و انصاف اور عقل و حماقت اور بہادری و نامردی میں امتیاز سکھایا نہایت کم خوراک او
جفاکش تھا اوسکے اقوال اور افعال اور احوال میں کسی نے کوئی بات خلاف حکمت مشاہدہ کی نہ تھی موحد تھا بت
پرستی کو منع کرتا امر معروف اور نہی منکر کا حکم دیتا اسلئے سقراط زاہد کے لقب سے ملقب ہوا بادشاہ وقت
بت پرست تھا اوسکو قید کرکے زہر پلوا دیا اکسو نو برس زندہ رہا کوئی کتاب تصنیف کی زبانی تعلیم حکمت
جاری رکھتا بسبب فرط زہد و ریاضت کے روشن ضمیر ہوگیا تھا اوسکا قول ہے **قول** الدنیا منبت
حسرت الحمقاء **چوتھا افلاطون حکیم** اشرف اور افضل اور اعلم حکمائے یونان ہے۔ اور طبقہ اشراقیہ کا مقتدا
و پیشوا چارسو تیس برس پہلے پیدائش حضرت مسیح سے جزیرہ ایجینہ میں پیدا ہوا لڑکپن سے شاعری کا ذوق و
شوق تھا ہنوز بیس برس کو نہ پہونچا تھا کہ کئی دیوان تالیف کرچکا اتفاقاً ایکروز سقراط کی مجلس میں گذر ہوا
اوسدن سقراط بھی حسب اتفاق اوس جماعت کی مذمت بیان کر رہا تھا کہ جو تمام اوقات اپنی شعر شاعری

معروف رکہتے ہیں افلاطون کے دلپر اوسکے قول کا نہایت اثر پیدا ہوا ایسی بیہودہ گوئی پر کمال افسوس کیا احرام
اپنی تالیفات آگ میں جلا کر سقراط کی شاگردی اختیار کی اور آٹھہ برس تک اوسکی صحبت میں رہا جب سقراط کو
زہر دیا گیا تو وہ اپنے شاگردوں کے روبرو اوسکی اطمینان خاطر کے لئے بقاے نفس کے باب میں وعظ و پند کرنے لگا
افلاطون نے سب تقریر یاد کرلی اور بعد اوسکے وہ تمام مضمون کتاب کے طور پر تحریر کرکے اوسکا نام فیدون رکہا بغرض
تحصیل علوم اطالیہ اور مصر اور فارس کا سفر کیا حتی الیس سے ادہر جب آیا تو بمقام اتہینہ میں باغ اقدمس تجویز کرکے
مدرسہ قائم کیا اور اوسکا نام اقدمیہ رکہا اوس میں علم الہیات کا درس جاری کیا اسواسطے اوسکو افلاطون الٰہی
کہتے ہیں اوسکے حسن صورت و خوبی سیرت کے بیان میں لوگوں نے نہایت مبالغہ کیا ہے چنانچہ کسی نے ارسطو سے
اوسکی صفت پوچھی اوسنے کہا کہ اگر تو افلاطون کو دیکہتا تو اوسکی شان میں کہتا کہ یا انسان ہے کہ بصورت فرشتہ نظر
آتا ہے یا فرشتہ ہے کہ پیکر انسان میں جلوہ گر ہے شاید کہ اسی سبب سے اوسکو افلاطون الٰہی کہتے ہوں ان حکیم کی
تالیفات و تصنیفات بکثرت ہیں اور اوسکو فلسفیات الافلاطونیہ کہتے ہیں چھپن مجلس اور تیرہ مکتوب میں
مندرج ہیں علم طبیعیات اور منطق اور سیاست مدن اور تہذیب اخلاق اور الہیات کا بیان ہے عمر اوسکی
اکاسی برس کی اور بروایتے اکسو تیرہ برس کی ہوئی اوسکا قول ہے **قول** مجھے تین شخصوں پر نہایت
افسوس اور رحم آتا ہے اول وہ تونگر کہ جو درویش ہوجاوے دوم وہ صاحب عزت کہ جو بعد ذلت میں گرفتار ہو
سوم وہ اہل علم کہ جاہل جسپر ہنسیں کہائیں اور اوسکا قول ہے **قول** سب جراحتوں سے دو زخم زیادہ موذی ہیں
اول کوئی کریم کسی لئیم سے یا کوئی سخی کسی بخیل سے مراد مانگے اور وہ نہ دے دوم کوئی مرد
شریف کسی کمینہ کے دروازہ پر جاوے اور بار نپاوے **پانچواں ارسطاطالیس حکیم** سردار اور رئیس
فلاسفہ مشائین کا ہے اسکو فیلسوف اکبر اور معلم اول اور ارسطو بہی کہتے ہیں تین سو چوراسی برس پہلے
پیدائش حضرت مسیح سے شہر اسطاغیرہ میں پیدا ہوا افلاطون حکیم کہ اسکا اوستاد تہا وہ اسکو بسبب فہم سلیم
اور جودت طبع کے نہایت دوست رکہتا اور کمال محبت سے روح المدینہ یعنی شہر کی جان کہا کرتا تہا اور
تہوڑی عمر میں علوم متداولہ سے فضیلت حاصل کی پہر افلاطون کی خدمت میں بیس برس تک تحصیل علوم
کرتا رہا اور متقدمین و متاخرین پر سبقت لیگیا پہر مدینۃ الحکما میں مدرسہ بناکر درس و تدریس میں مشغول ہوا
بعد اوسکے مقدونیہ کا عزم کیا فیلقوس بادشاہ نے اپنے فرزند یعنی سکندر کی تعلیم پر ارسطو کو تین سو تینتالیس
برس پہلے حضرت مسیح سے مامور کیا اوسوقت سکندر کی چودہ برس کی عمر تہی حکیم ارسطاطالیس آٹھہ
برس برابر سکندر کی تعلیم میں مشغول رہا اور تمام علوم و فنون سے اوسکو بہرہ ور کیا جب سکندر تخت
سلطنت پر جلوہ افروز ہوا تو ارسطو شہر اتہینہ کو واپس روانہ ہوگیا اور وہاں ایک باغ میں کہ جسکا

نام لیتیم ہے مدرسہ کہولا اور بارہ برس تک وہان تعلیم وتلقین کرتا رہا جب عقاید دینی سے مخالف انتقال کیا تو وار
ث پہری اور اوسکو ایتہنہ سے نکالدیا چنانچہ وہ شہر خلقیس میں جاکر مرگیا تریسٹہہ برس تک دنیا مین زندہ رہا بعضے
محققین کا قول ہے کہ ایکسو آٹہہ برس کی عمر مین ملک عدم کو سفر کیا ایکسو بیس کتابین انواعِ علوم مین تصنیف کیں
اور علم منطق کو سب علوم سے علحدہ مرتب کیا اوسکا قول ہے **قول** بادشاہ دریا کے مانند ہے اور امرا اور ارکان
دولت نہرون کے مانند جو اوس دریا سے جاری ہوتی ہون آب دریا میں جو مزا ہوتا ہے وہی ذائقہ نہرون کا ہوگا
ہوگا اگر دریا شیرین ہے تو نہرین بہی شیرین ہیں اور شور ہے تو شور علیٰ ہذالقیاس ارکانِ سلطنت اور اہالیانِ ملک
طور وطریق بہی عدل وظلم میں مطابق سیرتِ بادشاہ کے ہوگا **چہٹا ابیقورس حکیم** حکمت کے چند اصولِ جدید
موجد ہے حضرت مسیح سے قبل تین سو چوالیس برس پیشتر قریہ جاجطیس نواحِ ایتہنہ مین پیدا ہوا اور تمام علوم ۳۲ برس
اڑتیس برس کی عمر میں شہرِ ایتہنہ میں گیا وہاں ایک باغ مول لیکر اوسمیں مدرسہ جاری کیا اور اوسکا نام نہ
قرار دیا یہہ حکیم عیش وراحت کو دوست رکہتا اور ہر ریاضت کو بیجا تا حکمتِ عملی اور طبیعیات پر کاربند تہا
سعادت جانکر اپنے فلسفے سے خارج کردیا نہایت قانع مزاج تہا چنانچہ جس باغ مین وہ رہتا تہا اوسکے دروازے
پہہ عبارت لکہدی تہی **کتبۂ دروازہ** اس مکان مالک کے پاس کہ جو سرور کو منتہا ئے کمالات جانتا
تہا ایکے واسطے صرف پانی اور جو کی روٹی ہے اس ضیافت میں سوا اسکے کہ سدِ رمق باقی رہے کسی قسم کا
ہیں کیا یہہ ضیافت اچہی نہیں ہے ف اس حکیم کے تابعین کو ابیقوریہ کہتے ہین اور اس طبقہ کے مشاہیر حکیم
اوطیباس اور لوقیاس اور لارطیس ہین **ساتوان فیروحون حکیم** پیشوائے فرقۂ سوفسطائیہ اور سرگروہ
اہل تشکیک ہے دو سو چالیس برس پیشتر حضرت مسیح سے شہرِ الیس متعلقہ بلادِ یونان مین پیدا ہوا اتفاقی زندہ رہ کر
اور علوم حکمت وفلاسفہ مین بکمال سے روزگار تہا اس حکیم نے ملکِ ہند مین آکر برہمنون سے فلسفہ حاصل کیا اور
اوسکی طبیعت مین تشکیک واوہام خلل انداز ہوئے یہانتک کہ جب یونان کو مراجعت کی تو وہان بیٹہکر مدرسہ کہولا
اور اس امر کی تلقین کرنے لگا کہ تمامی تحقیقاتِ انسان شک سے خالی نہیں اور انسان ہرگز قدرت نہین رکہتا
کہ حقائقِ اشیا کی حیثیتِ اصلی سے مطلع ہوسکے پس جو کچہہ انسان جانتا ہے وہ اعتبارات اور تخیلات ہیں
کہ واقع میں جنکی کچہہ اصل نہین یہہ حکیم نہایت فصیح وبلیغ تہا پیشہ حکمتِ سابقہ کو غلط جانکر اوسکے ہر مسئلے پر بیہودہ
اعتراض کیا کرتا تہا بسبب فصاحت کے اوسکا کلام لوگون پر بہت جلد اثر بخشتا اور بخوبی تمام دل نشین ہوجاتا
ہوتا نوے برس کی عمر میں رہگرائے عالمِ فانی ہوا اور ہمیشہ اپنے حینِ حیات میں اصولِ حکمتِ قدیم کا ابطال
کرتا رہا اوسکا قول ہے **قول** غرور وہ بلندی ہے کہ تمام پستیون سے زیادہ پست ہے اور تواضع وہ پستی ہے
تمام بلندیون سے زیادہ بلند ہے **آٹہوان زینون حکیم** اہلِ مظال کے اصولِ حکمت کا بانی

حکو فلاسفۂ اسکولیہ کہتے ہین تین سو باسٹھہ برس پیشتر حضرت مسیح سے جزیرۂ قبرص مین پیدا ہوا تیس برس کی
عمر مین اکثر علوم رسمیہ کی تحصیل سے فارغ ہو گیا اسکا باپ سوداگر تہا زینون کو مال تجارت کے ہمراہ جہاز مین
سوار کر کے شہر اثینہ کیطرف روانہ کیا اتفاقاً وہ کشتی طوفان کے باعث غریق آب فنا ہو گئی اسکی زندگی باقی تہی
ڈوبتے ڈوبتے بچا اور بہزار دقت شہر اثینہ مین داخل ہوا وہان اپنے دل مین خیال کیا کہ زندگی نقش بر آب
انسان گویا حباب ہے ابہی مین غرق ہو جاتا تو باوجودیکہ دولتمند تہا مگر کوئی میرا نام بہی نہ جانتا اسسے بہتر یہہ ہے
کہ علم حاصل کرون جسکے وسیلے سے دنیا مین نام اور عقبی مین نیک انجام ہو غرض اوس مفلسی کی حالت مین حسب
اتفاق ایکروز حکیم قراطیس کی مجلس مین گذر ہوا وہ حکیم دیوجانس کلبی کے تلامذہ مین سے تہا اوسکے کلمات حکمت سے
بہرہ ور ہونیکے سبب دلمین مطالعہ کتب فلسفہ کا شوق پیدا ہوا اور قراطیس کی خدمت مین تحصیل علوم حکمت کرنے لگا
اسطلیح اور حکماسے بہی استفادہ کیا چونکہ اوسکو مفلسی مین اسقدر مقدور نہ تہا کہ کتابین خرید کر سکے اس لئے ایک
کتب فروش سے دوستی کی اور جن کتابون کو نہ دیکہا تہا اونکا مطالعہ کرنے لگا اسطرح ہر علم و فن کے دفتر دیکہہ لئے
ذہن اچہا تہا اکثر علوم ازبر ہو گئے پہر ایک ایوان بنا کر اوسمین درس کرنے لگا اٹہانوے برس کی عمر مین جہان فانی سے
انتقال کیا اور موت کی یہہ وجہ ہوئی کہ ایکروز اتفاقاً بلند پہاڑ سے گر گیا اور ایک انگلی ٹوٹ گئی اس واقعہ سے
اوسکو یہہ توہم ہوا کہ گویا عبث اسمین یہہ اشارہ ہے کہ مجہہ مین اب زندگی کی قابلیت نہین اور اس جینے سے مرنا
بہتر ہے یہہ سوچکر اپنے ہاتہہ سے اپنے آپ کو قتل کر کے خودکشی کا مرتکب ہوا اونکا قول ہے **قول** ایک آدمی کی
زبان ہزار آدمی کو قابو مین رکہہ سکتی ہے بشرطیکہ اوس بشر کے قابو مین ہو **نوان بلیناس حکیم** شاگرد ارسطو کا ہے
اور آئینہ سکندر اس حکیم کی صنعت گری کا ایک نمونہ ہے یعنی جسوقت سکندر نے سرحد فرنگ پر ایک شہر آباد کر کے اوسکا
نام سکندریہ رکہا اور اس شہر مین شورش اہل فرنگ سے آگاہی حاصل کرنیکے لئے بلیناس نے ایک منارۂ بلند بنایا اور ایک
آئینہ طلسم و حکمت سے تیار کر کے اوسپر نصب کیا اور ایک دیدبان مقرر کر دیا دیدبان اوسے کہتے ہین کہ جو کوئی شخص کسی
بلند مقام پر بیٹہہ کر بار بار چارون طرف نگاہ کرتا ہے اور فوج دشمن کی آمد سے قلعہ نشینون کو اطلاع دیتا ہے چنانچہ
دوبار اس ترکیب سے فتح پائی مگر بار سوم بسبب دیدبان کی غفلت کے اہل فرنگ نے آکر شہر اسکندریہ کو خراب کیا اور
آئینہ دریا مین ڈالدیا جب سکندر کو خبر ہوئی تو اوسکو دریا مین سے نکلوا کر پہر کنارہ منارہ پر نصب کیا یہہ منارہ سو گز
بلند تہا اور آئینہ مدور کہ جسکا قطر سات گز اور دور تخمینا بائیس گز تہا جسوقت اسمین نگاہ کیجاتی جو کچہہ استنبول مین گذرتا
اس آئینہ مین ظاہر ہو جاتا تہا اوسکا قول ہے **قول** بیمار گرسنہ صحت سے قریب تر ہے بہ نسبت تندرست
انتہا کے **دسوان انطسطنیس حکیم** فرقۂ کلبیہ کا مقتدا و پیشوا ہے اس فرقہ کو کلبیہ اسلئے کہتے ہین کہ یہہ لوگ
ریاضت و مشقت اور تہذیب نفس کو دوست رکہتے ہین راحت و لذت کو مکروہ جانتے ہین خورد و نوش اور پوشش مین

وزیر اقتدار کو پسند کرتے ہیں نفس کو تحت عداوت میں استوار رکھتے ہیں کسی خواہش نفسانی کو پورا نہیں کرتے
اور سوکے اضداد سے منتشر رہتے ہیں کلام میں درستی و صدق روا رکھتے ہیں گویا کہ تحقیق کیلئے ہو رکھے ہیں جو کہ
عربی میں کتے کو کلب کہتے ہیں اسلئے کلبیہ کے ساتھ منسوب کیا جاتا اس حکیم کے شاگردوں میں دیوجانس کلبی شاگرد
رشید ہے **گیارہواں دیوجانس حکیم** شہر قوبطس میں پیدا ہوا اسکا باپ کسی جرم میں وہاں سے نکالا گیا
یہہ بھی عہد طفلی میں اوسکے ساتھ جلاوطن ہو کے شہر اثینہ میں پہونچا وہاں حکیم انطستینس کی تعریف سنکر
اوسکی خدمت میں حاضر ہوا چونکہ انطستینس دیوجانس کو علم کی طلب میں ثابت قدم پایا بہت خوش ہوا اور
شاگردوں میں داخل کیا یہانتک کہ یہہ زہد و قناعت میں اوستادوں سے بھی بڑھ گیا اسے جسم کو نہایت تکلیف پہونچا
اور بات بات درشتی سے کرتا اور بے برگی کے سبب سے عیبہ رہتا مگر اس صورت میں بھی اوسکی باتیں نکات حکمت و
صواب و لطائف سے خالی ہوتیں یہہ عالم تجرد میں زندگانی بسر کرتا اور کلمہ الحق کے بیان میں کچھہ مضائقہ اور
خطرہ نرکہتا اسلئے بعد چند مدت کے اوسکا لقب دیوجانس کلبی مشہور ہوا **قول** کسی نے اوس سے سوال کیا کہ کہانا
اور کہا کس وقت بہتر ہے جواب دیا کہ اہل دولت کو جس وقت اشتہا غالب ہو اور اہل افلاس کو جس دم میسر آئے
ایک شخص نے پوچھا کہ مرکر تیرا مآل کیا حال ہوگا اوس شخص کا جو کہ ہر روز موت سے ایک مرتبہ زندہ ہو
**بارہواں بقراط حکیم** معاصر بہمن بن اسفندیار کا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ سکندر رومی کے عہد سلطنت
سو برس سے تہا سولہ برس کی عمر میں تحصیل علوم سے فارغ اور مسند تدریس پر قائم ہو کر عالم ملک کو اہل علم سے
جابر و انکار کیا اتنے جتنے تمام حکما اوسکو ستارہ صبحی مانتے تہے اور اس باعث سے کسی غیر پر ظاہر کرنے اوسکا
قول — **قول** دانا ترین مردم وہ ہے کہ جو حالت عسرت و تنگدستی میں تنگدل نہو اور وقت عشرت ارادہ گم
اسے قدم رکھوں کہ ناموس مگر ... اور نادان ترین مردم وہ ہے کہ اوس شخص کو جانتا ہے اوسکو کتاب اور
دنیا کی دولت کو کسی کی ہمت پر مقدم سمجہے **تیرہواں انبراطلیس حکیم** شاگرد بقراط کا اور دانا کامل تہا
مرتبہ نفس میں مراتج بلند سے ہو چکا تہا اوسکا قول ہے **قول** مسنک حضرات جس دل میں ناہید کی
علوم شریف ہرگز تحصیل نہیں ہوتے اسلئے کہ لطیف کبھی کثیف کے ساتھ مجتمع ہوگا **چودہواں سقراط**
شاگرد سقراط کا ہے مرد عالم و عامل اور حکیم دانا دل تہا اوسکا قول ہے **قول** مجھے فضیلت سے مرتبہ
مرتبہ عمل میں آ کے ایسی خیالات سے سرشار ہو گیا **پندرہواں انباقلس حکیم** شاگرد لقمان کا ہے دانا
حقائق اسرار اور واقف راز نہاں کا تہا اوسکا قول ہے **قول** عالم اجسام ایک نسخہ عالم ارواح کا
اور عالم ارواح مخصوص حصار قدرت میں اور حصار قدرت ایک دائرہ ہے مرکز جسکا لا انتہائی کا سولہواں
**بطلیموس حکیم** علم ہندسہ اور ہیئت اور نجوم میں اوستاد وقت اور یکتائے روزگار گذرا ہے کتاب مجسطی

کہ علمِ ہیئت میں نہایت معتبر ہے اسکی تصنیفات سے مشہور و معروف ہے اور ان دونوں علوم کو ویر
اسنے بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں تحقیقاتِ اجرامِ فلکی کیواسطے اسنے رصد بھی تیار کی تھی اٹھتر برس
زندہ رہا اوسکا قول ہے **قول** صاحبِ تصنیف ہمیشہ زندہ ہے اگرچہ کسی زمانہ میں مرگیا ہو حریص ہمیشہ مفلس ہے
اگرچہ تمام جہان اوسکا ہو قانع ہمیشہ تونگر ہے اگرچہ کچھ بھی نہ رکھتا ہو **سترہواں جالینوس حکیم** دو سے
صحیح دو سو برس بعد حضرت عیسیٰ مسیح کے پیدا ہوا ممالکِ روم و مصر میں علم حکمت حاصل کیا اور اپنے تمام معاصرین پر
سبقت لیگیا اوسکا قول ہے **قول** سب نعمتوں سے بہتر وہ نعمت ہے کہ جوسے صحت و نعمت آوے سوال د
ستاسی برس آیا **اٹھارہواں دیمقراطیس حکیم** کہتے ہیں کہ افلاطون سے مشہور گذرا ہے اور علم و حکمت میں بھی
اوسنے زیادہ تھا اوسکا قول ہے **قول** معلوماں عقل اور شیطان شہوت کو آدمیوں جان کر یا جاتے ہے
**انیسواں سولون حکیم** مادرِ افلاطون کا خادم ہے ولادت اوسکی شہرِ مدینۃ الحکما میں ہے یہہ حکیم نہایت
فصیح گفتار اور لطیف بیان تھا **قول** اسنے کسیسے کہا کہ بادشاہِ وقت کو تجھسے عداوت ہے جواب دیا کہ بیلاوہ
اوسا بادشاہ ہے جو اپنے سے بہتر و بزرگ آدمی مرد آدمی کو دوست رکھتا ہو **بیسواں اسقیناس حکیم**
ہمعصر اور شاگرد ادریس علیہ السلام کا ہے شہرِ بابل میں ہمیشہ نصیحت گری خلائق رہا اوسکا قول ہے **قول** مجھے
اوسنے نہایت تعجب آتا ہے کہ جو جوف مرض کے باعث ماکولات لذیذہ یعنی مزیدار مدت سے پرہیز کرتے اور عذابِ
آخرت کے اندیشہ سے گناہ و خطا کو نہ چھوڑے **اکیسواں اقلیدس حکیم** علوم میں اوّل و کامل تھا
ریاضی و ہندسہ اوسنے وضع کیا جانچہ مقالاتِ تحریرِ اقلیدس اوسکی تالیفات سے ہے اوسکا قول ہے **قول** و
متاعِ دنیا گویا سرراہ ایک آتش روشن ہے جسنے ایک کنارہ سے بقدر احتیاج لیکر اختیار کیا وہ سلامت رہا
اور جسنے ضرورت سے زیادہ لینے کی آرزو کی وہ بیشک جلیگا اور اپنا گھر جلا دیگا **بائیسواں ارشمیدس حکیم**
علوم ریاضی و ہیئت اور جر ثقیل میں معدل و مثال او صاحب فضل و کمال تھا اوسکا قول ہے **قول** اگر کوئی جگہ
مجھے اس دنیا سے زیادہ وسیع بطرایق تو میں آسمان کو بذریعہ آلات اور بوسیلہ تدابیر نہایت سے اوٹھا کر وہاں لیجاتا
اسے جو مرور اسطرح یونان میں بہت حکیم گذرے ہیں اور علاوہ یونان کے اور ملکوں میں بھی حکمت کا رواج پایا جاتا ہے
چنانچہ ملکِ عجم میں اور ملکِ عرب میں اور ملکِ ہند میں بھی اعلیٰ درجہ کے حکیم عالم وجود میں
جلوہ گر ہوئے ہیں از انجملہ **جاماسپ حکیم عجمی** شاگرد لقمان حکیم کا گشتاسب بادشاہِ ایران کا وزیر اور علوم
رمل و نجوم میں کامل و بے نظیر تھا اوسکا قول ہے **قول** سب سے مشکل کام یہہ ہے کہ کوئی کریم کسی لئیم کے روبرو
دستِ احتیاج دراز کرے **ارجاسپ حکیم عجمی** علمِ حکمت میں یکتائے روزگار تھا جب اوسکی موت کا وقت
سرپر آیا اپنے فرزند کو یہہ وصیت کی **قول** اے فرزند جگر بند بادشاہوں کو خدمت پسند ہے سب سے زیادہ رکھیو

سترہویں حکیم کا حال
اٹھارہویں حکیم کا حال
انیسویں حکیم کا حال
بیسویں حکیم کا حال
اکیسویں حکیم کا حال
بائیسویں حکیم کا حال
تئیسویں حکیم کا حال
چوبیسویں حکیم کا حال

اور دوستون کے ساتھہ لطف و احسان سے پیش آوے اور دشمنونکو دلاسا اور تسلی دے اور رزن ودو
کہ کبھی تیرا عیش منغص ہو۔ بعد اوسکے قبلہ رو ہوکر جان بحق حضرتِ جان آفرین کو سپرد کی بزرجمہر حکیم
کسریٰ کے لقب نوشیروانِ عادل کا وزیر اور حکمائے عصر کا پیشوا تھا اوسکا قول ہے **قول** بادشاہ کو لازم
کہ چار چیز سے ہمیشہ محترز رہے غضب اور بخل اور دروغ اور قسم اسلیئے کہ غضب جابرونکا کام ہے اور بادشاہ
اوسے نہین ہے دروغ امید و بیم کے وقت کام آتا ہے اور بادشاہ دونون سے بری ہے بخل بسبب
ظہور پاتا ہے اور بادشاہ محتاج نہین ہے قسم نفی تہمت کیواسطے مخصوص ہے اور بادشاہ مقام تہمت سے بالا
**حکیم بید پای برہمن** اصلِ حکمائے ہند سے بڑا موحد اور خدا پرست اور عارفِ وقت تھا اسی راہ کوئی
ہے جیسے اوسوقت کے برہمن بت پرست ہوتے ہین اوس زمانہ مین عارف و درویش کو برہمن کہتے لقب
کتاب کلیلہ و دمنہ اوسکی تصنیفات سے مشہورِ آفاق ہے اوسکا قول ہے **قول** بیضے حکما
ادمین سے چار باتین انتخاب کین دو یاد رکہنے کے قابل ہین اول خالق دوم موت اور دو فراموش کرنیکے لائق
وہ کہ تو دوسرونکے ساتھہ جو احسان کرے دوم وہ کہ دوسرے تیرے ساتھہ جو بدی کرین **حکیم عمر خیام نیشاپوری**
اہلِ اسلام اور بے نظیرِ وقت گذرا ہے علم و حکمت مین بو علی سینا کے برابر تھا سلطان سنجر سلجوقی والی بخارا اوسکو
اپنے برابر تخت پر بٹھاتا اور نظام الملک نے بارہ ہزار مثقال طلا املاکِ نیشاپور سے اوسکا وظیفہ مقرر کردیا تھا اشعار
اور رباعیات اوسکی مشہورِ عالم ہین وقتِ رحلت نماز ادا کرکے سجدہ مین سر رکہا اور کہا **قول** خدایا مینے تجھے
پہچانا جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے اپنے لطف و کرم سے مجھپر رحم فرما اور میرے گناہ معاف کر یہہ کہکر سجدہ مین
جان بحق ہوگیا وفات اوسکی ۵۱۵ھ پانسو پندرہ ہجری مین واقع ہوئی **ابو نصر فارابی** یہہ حکیم مدتون بغداد
اور شام وغیرہ مین رہا ہے گریزاں تھا اوقاتِ عزیز ریاضت و عبادت مین صرف کرتا اکثر کتابین زبانِ یونانی
عربی مین ترجمہ کین اسیواسطے معلمِ ثانی کے لقب سے مشرف ہوا ۳۴۴ھ تین سو چوالیس ہجری مین رہزنونکے اوسکو
شہید کیا اوسکا قول ہے **قول** سونا اولاد معدنون کی ہے اور امراض اولاد خلطونکی اور اخلاط اولاد غذا کی
اور غذا یہہ اولاد نباتات کی اور نباتات اولاد زمین کی پس جو چیز زمین سے نکلتی ہے پہر وہ زمین مین داخل ہوجاتی
**شیخ الرئیس ابو علی حسین بن عبد اللہ بن سینا** کہ عوام الناس جسکو بو علی سینا ہی کہتے ہیں
اعظم علمائے اہلِ اسلام سے ہے شیخ الرئیس کے لقب سے ملقب ہوا اٹھارہ برس کی عمر مین سب علوم معقول و منقول
حاصل کرکے شمس الدولہ والیِ ہمدان کا وزیر مقرر ہوا ہر روز جبتک کہ ایک سو بیمارونکا علاج نکر لیتا ہرگز طعام
اوسکا قول ہے **قول** طبیعت مدعی ہے اور مرض مدعا علیہ اور علامات گواہ اور نبض و قارورہ سند و دستاویز
اور یوم بحران روزِ انصاف اور مریض وکیل اور طبیب منصفِ عادل ہے آیندہ جیسا فیصلہ ہو۔ علمِ حکمت مین

فاضل اور اشارات وغیرہ اسکی تصنیف ہے
اور خود نظم اور فارسی میں بہت اشعار اور رباعیات اسکے
پیدا ہوا اور ۵۸۶ھ چار سو چھیاسی ہجری میں وفات پائی پیچھے اسکے
شہاب الدین مقتول طریقہ اشراقیہ و مشائین دونوں میں حکیم
یگانہ ظاہر میں ملک صلاح الدین اوسکی نسبت کمال اعتقاد رکہتا تھا کہ اکثر دوست و دشمن
نے کلمات خلاف شریعت رسالوں سے پیدا ہوئے تب اسواسطے فقہوں نے اوسکے قتل پر فتوی دیا اور
۵۸۷ھ پانسو ستاسی ہجری میں مقتول ہوا حکیم ناصر خسرو صوبہ مہدیات میں بہت قلیم تہا اوسکو اہل کرمانیہ
کو توحید سمجھے ہیں اور پہلے وہ یہ قرار دیتے ہیں اسواسطے کہ ہرایک پر بہت رہتا تہا اور کبھی کبھی شعر کی طرف بھی ماخب تا قیصیدہ اسکا

اور یہ شاعری میں بھی یکتا ہے وہ تہا عربی میں کتاب
معروف میں ۲۷۴ھ میں سو تہتر ہجری میں
دریا ہستی سے کشتی فنا عبور کیا
ناصر الدین تہا
شاد او سکے

مؤلف

| | |
|---|---|
| ناصر خسرو براہے میگذشت | مست ولا یعقل نہ چون مے خوارگان |
| دید گورستان و مبرز روبرو | بانگ بر زد گفت کای نظارگان |
| نعمت دنیا و نعمت خوارہ بین | اینت نعمت اینت نعمت خوارگان |

میر محمد باقر عمدہ حکماے اشراقیین و مشائین اور صاحب توحید و برہان تہا شہر مقدس میں علم حاصل کرکے
تہوڑے دنوں میں عالم بے بدل اور فاضل بے مثل ہوگیا اور مباحثہ و مناظرہ میں حکماے معاصر پر فضیلت و سبقت
رکہتے تہے اور وہ اوس زمانہ میں مصنف تہا صراط المستقیم اور افق المبین اور حاشیہ شرح مختصر اصول اسکی تصنیفات
سے اسکا قول ہے **قول** انسان میں آنکہوں کی شرم سے خدا کو دیکہتا اور گناہ کرتا خواجہ نصیر الدین طوسی
حکیم اعظم و بے مثل اور صاحب تصنیفات کثیرہ ہے اوسکا قول ہے **قول** جس وقت ایسے مختلف دو کام تجہے پیش آویں
کہ اونمیں سے بہتر اور درست کام حقیقت میں تجہے معلوم ہو تو دونوں میں جو کام تیری خواہش نفس کے موافق ہو
اوسکو ترک کردے اور جو خواہش نفس کے مخالف ہو اوسے عمل میں لا اسلئے کہ امر حق اور اظہار صواب سے نفس ہمیشہ
مخالفت رکہتا ہے؛ حاصل کلام جدید پروز خیال سخام کو واماے ہوشیار فرزانہ روزگار سے گدیگان
سلف کی تواریخ سے خاطر خواہ آگاہ کردیا اور وقت مقررہ تک زمانہ قدیم کا حال تمام و کمال تفصیل
سے یاد دلوادیا اور فرمایا کہ امتحان کے دو چار دن باقی رہ گئے ہیں اسواسطے وہ علوم
جو حکماے ایجاد کئے ہیں ابہی ہم ملتوی رکہتے ہیں بعد امتحان کے تعلیم کریں گے غرض کہ
اتنے میں وہی وقت موعود اور روز معہود آپہونچا شعبہ بخش رضا حاضر ہوا اور دونوں کو
بزم امتحان میں لیگیا

# امتحان چہارم

## نظم

| | |
|---|---|
| کبھی ترقی کبھی تنزل کبھی عروج و زوال دیکھا | جو لیتے ہین بعد کمال اوسکو ہمنے زوال دیکھا |
| کبھی تغیر کبھی تبدل عجب ہے انقلاب عالم | جو آج جس گھر مین عیش و راحت کل اوسکو پر سحر |
| جو ہمسے پوچھے تو ہم بتا دین کہ سارے عالم کی سیر کی ہے | تجربہ ہے ہمنشین خبر ہے جہان کا ہمنے جو حال دیکھا |
| کبھی زمین پہ کبھی فلک پہ کبھی ہین خورشید و ماہ و انجم | پھرے ہین مشرق سے تا بمغرب جنوب سے تا شمال دیکھا |

سیاحت شش جہت مین ہر دم ہمارے ہمراہ جا بجا تھا
نظام آوارہ گرد کو بھی محقق با کمال دیکھا

فرمانروائے روزگار کے شہزادہ خرد پرور دربار خسروی مین تشریف لایا حسب قاعدہ مستمرہ رسم استقبال ادا ہوئی اعزاز و اکرام ملحوظ رہا تعظیم کے بعد شہنشاہ خرد پرور چہرہ انور کو بشاشت سے دیکھا کہ حسب دستور تمام اشکال مغموم بیسر کیفیت حالات علومی مذکور ہے

## سوال

اے نور نگاہ و قرۃ العین ۔ حاصل ہو تجھے علوم کونین
ہشیار کہ وقت امتحان ہے ۔ اسوہ جہانیان یہان ہے

اے فرزند عزیز بیان کرو کہ ابتک کس کس علم کی تحقیقات کی اور کون کون سی بات حاصل کی شہزادہ نے عرض کیا

## جواب

| | |
|---|---|
| شہا بحر محیط داد و قیانوس | سب سائل سے ہو تیرا مانوس |
| زمین تا عرش اے سلطان عالم | ہر قسمین پانچون بریا علم |

جناب عالی فدوی نے مقدار زمین کا حال اور ویرانی و آبادی کی حقیقت دونون طریقون پر دریافت کی یعنی حکمائے یونان نے کیا رائے قائم کی ہے اور محققین فرنگ اس باب مین کیا مذہب رکھتے ہین یہ معلوم ہو گیا کہ وہ زمانہ خاص ایجاد کیواسطے موضوع تھا اور یہ وقت عالم تجربہ کا ہے اگرچہ زمانہ سابق مین بھی تجربہ برجاتا تھا مگر درجہ تکمیل کو نہ پہونچا تھا چنانچہ اقلیدس اول کی رائے فقط تجربہ پر تھی اور اسطرح یہہ قول یونہی جاری رہا پھر سینوس طبیب ظاہر ہوا اور تجربہ کو خطا جانکر قیاس بھی شامل کیا ۔ برس تک سب اوسکی پیروی کرتے رہے بعد اوسکے برانیدس طبیب پیدا ہوا اور تجربہ کو بالکل خطا سمجھ قیاس ہی پر عمل کیا مگر اوسکے شاگردون مین اختلاف واقع ہو گیا پھر فلاطون نے جانا کہ تجربہ بے قیاس خطرناک

اور قیاس بے تجربہ تسلیم ملاک ابو جرم قیاس کو تجربہ سے ملایا اور طوائف ثلثہ کی کتابیں جلادیں اور جو کتب قدیم
کہ تجربہ و قیاس دونوں پر مبنی تہیں اونکا رواج ... ر فلاطون سے ایک ہزار چار سو بیس برس پیچھے
بعد طبیب اسقلبیوس ثانی کا ظہور ہوا اور اوس کی رائے ... تک کہ اوسی پر کاربند رہا

مولف

| | |
|---|---|
| مرد خردمند ہنر پیشہ را | عمر دو بایست ... نگار |
| تا بیکے تجربہ آموختن | با دگرے تجربہ بردہ ... |

شہزادہ بیدار مغز اسقدر تقریر کرنے پایا تہا کہ بادشاہِ دانش پناہ نے فرمایا ذرا توقف کرنا پہر آنا،
یعنی مرزانہ روزگار کیطرف مخاطب ہوکر ارشاد کیا کہ ہمارے شہر میں ایک سوداگر ملک التجار سیاحِ جہاں سیاحِ بحار
سیارِ گیتی نورد کے نام سے مشہور و معروف تازہ وارد ہے کل ہمارے سلام کو حاضر ہوا تہا شاعر ہے اور اکثر علوم میں
دستگاہ رکہتا ہے مجالسِ علما میں استفاضہ حاصل کیا اور تقریرِ علمی کا بہی شوق ہے اگر مرضی مبارک ہو تو اوسکو
بلوائیں مرزانہ روزگار نے کہا بہت مناسب ہے، اسمیں دو فائدے متصور ہیں اول یہہ کہ سیاح اور تجارت پیشہ کے
ساتھ آئینِ سلوک و تعامل جاری سے پیش آنا گویا اپنی جگ نامی و والا ہمتی کا ذریعہ اعظم اور وسیلہ اکبر ہے دوم
اوسکی تقریر سے ہی سامعین کے تحقیقِ تواریخ کا علم رکہتی ہے اسواسطے کہ احوالِ زمانہ موجود کو بچشم خود معاینہ کرکے وہ ایک
زندہ تواریخ بنجاتا ہے اتنے میں شعورِ سخن رس نے عرض کی کہ سب سے زیادہ لطف یہہ ہے کہ جو جو ملک اوسکی نظر سے
گذرے ہیں شہزادہ عالم کی زبانِ صداقت بیان سے اوسکی حقیقت اور حالات سنکر اوسکو نہایت حیرت ہوگی کہ
جو کیفیتیں میں نے اسقدر خشکی و تری کے سفر کرکے برانہ سالی تک حاصل کی ہیں وہ فضلِ الہی سے نور چشم سلطنت کو
بلا مشقت عالمِ خرد سالی میں ہم پہنچ گئیں اور جو عجائبات کہ فی زمانہ اوسکو نظر آئے ہیں اونکا تذکرہ سنکر
شہزادہ کو بہی حظِ کافی اور لطفِ وافی حاصل ہوگا غرضکہ بمجرد صدورِ حکمِ محکم وہ سوداگر جہانگرد سیارِ گیتی نورد
حاضرِ بارگاہِ شہریار ہوا کیا دیکہتا ہے کہ دربار عام ہے عجب اژدحام ہے بڑے بڑے حکمائے عظام و علمائے کرام درجہ بدرجہ موجود ہیں
اور تختِ خسروِ ہمایوں بخت کے برابر کرسی جواہر نگار مرصع کار پر ایک طفل ہشت سالہ نہایت کر و فر اور کمال تزک و احتشام سے انجمن افروز ہے

مولف

| | |
|---|---|
| نشستہ بکرسی زر نگار | بصد شوکت و حشمت و عز و جاہ |
| زہے بخت جوان شد بطفلی جوان | بزرگی بعقل است بے اشتباہ |

برابر اوسکے دوسری کرسی زرین بہی موجود ہے اوسپر ایک شخص مبارک صورت فرشتہ سیرت مشتری طلعت آفتاب
شوکت کہ اوسکے چہرہ نورانی پر جوہرِ اول کا یقین اور اوسکے جمالِ فرخ فال پر عقلِ کل کا گمان ہوتا تہا زیب افزا ہے

تو سا سمجھ گیا کہ یہ وہی مہ جبیں نکلا اس شاہنشاہ عالم پناہ کا ورید دیکھ کے آیا عالم علوم و فنون کے ہمراہ امتحان میں ملک اللسان ہے لوگوں کی زبانی تعریف و پہلے ہی سن چکا تھا زیادہ تر مشتاق ہو کر وہیں آداب گاہ سے ٹھہرا یکبارگی حضور کی خدمت میں آداب بجا لایا اور پہر اپنے مقام قیام پر پہونچ کر سلام کی طرف متوجہ ہو کر ترقی عمر و دولت کی دعا دی اور فی البدیہہ اوس کی تعریف میں یہہ چند اشعار

## مؤلف

حق سے بلند تو نے کیا ہے لسان علم — کس اوج پر ارتفاع نہ پہونچا ہے شان علم
وا اقتباس سے ہے سر آسمان علم — روشن ہوا ہے نور سے تیرے جہان علم
ہے علم جان اہل جہاں تو ہے جان علم — ہے تیری ذات معدن بے استخوان علم
میں ازل سے حق سے پایا ہے خوان علم — ہر زمرہ میں اور ہے تو مہربان علم
ہر ایک سے اے گل گلزار سلطنت — اے بہار علم گئی اب خزان علم
دس رسا کی مرے وہم ہے — ملکوں میں مشتہر ہے تری داستان علم
سب اہل علم ہمہ تن گوش کیوں ہوں — تو آج ہے جو نطق زبان علم
داماں عقل گوہر نایاب سے بھرے — واشد اگر ترے لب گوہر فشان علم
تیری طرح کا میرے تو سچ جو سانہ ہو — سعد کیوں نہ تجھ پہ نثار کرے کاروان علم
اب ہے جواہرات معانی کی کیا کمی — او ستاد مل گیا تجھے گویا کہ کان علم

کوئی رقم نظر سے گذری تری طرح
لیتی نور و دیکھ چکا ہے دو کان علم

جب نہ سرور نے ... پایا اور ... وہی رسائی تعریف و توصیف کر کے ہر چند شعر ترجمہ اوس کے جواب میں آورد گوش سیار گئی نور و ستایا ہوش گئے

## مؤلف

ولی لب کو ہے جب تک دل سے مالوسی — رہے گا اوس کا کلولیسہ طوق بحو میں
سعد ہے نقش و نگار نگار جہانہ عقل — محل ہے نقش سے جس کے نگار طاوسی
سعدی جس کا الف ہے وہ عین آزادی — دل ہی جس کا نقش ہے وہ عین محبوسی
سعد سے اہل جہاں مستفیض ہوتے ہیں — وہ نار ہی و عجمی ہوں کہ رومی و روسی
سعد میں نا ... صحت حکما — سعد میں ہو علما کی ... پابوسی

سفر سے مشغلِ مہ کو ہوے فروغ حصول | وہ روشنی نہیں رکھتی ہے شمع فانوسی
اگر سفر میں کوئی شئے ملے غنیمت جان | جو سنگ بھی ہو تو ہے افتخارِ پابوسی
صعوبتِ سفر اوس سے ہزار بہتر ہیں | وطن میں گر ہو میسر نشاطِ کاؤسی
عجائباتِ سفر کا مشاہدہ کرنا | ہے بارگاہِ شہِ عقلِ کل کی جاسوسی
کیا ہے تمکو جہاندیدہ سیرِ عالم نے | ہمیں سفر سے ہے اتنک حصولِ مایوسی

بہت درست ہے صاحب اگر کیا نے سے
خرد کو کچھ تحصیل رنگِ محقق طوسی

سوداگرِ جہان گرد سیاحِ گیتی نورد نے زمینِ ادب پر بوسہ دیا اور جولانیٔ طبیعت کا لوہا مان گیا کمال توصیف و تعریف اور نہایت تحسین و آفرین کر کے چند قطعہ جواہرِ بیش قیمت و بے بہا حاصلِ کوہ و دریا انتخاب و نایابِ معدن و مخزن حضرتِ والا میں پیشکش کئے شہزادۂ نامدار نے نشست کی بڑائی بخشی اور اون جواہرات کو نظرِ تعمق سے ملاحظہ فرما کر نہایت پسند کئے پھر ارشاد کیا کہ اے سوداگرِ والا گوہر تم جانتے ہو کہ جواہر کسطرح پیدا ہوتے ہیں اور اونکے فوائد و خواص کیا ہیں سیاحِ گیتی نورد نے عرض کی کہ اے گوہرِ برجِ فرمانروائی و اے اخترِ برجِ کشور کشائی اس خاکسارِ جان نثار کو بجز اسکے کہ گوہر و مرجان دریا میں اور یاقوت و الماس وغیرہ کوہسار و معدن میں سے نکلتے ہیں اور کچھ نہیں معلوم مگر بزرگوں سے کہا کہ اونکی پیدایش اس وضع پر ہے کہ بارش کا پانی پہاڑوں کے مساموں میں جا کر آفتاب کی حرارت سے لطیف بخار بنجاتا ہے جب وہاں سے نکلنا چاہتا ہے اور کوئی جگہ نہیں پاتا ہے تو وہ کثیف ہوجاتا ہے اور کچھ مدت کے بعد اوسمیں ایک طرحکی صفائی اور ملائمت آجاتی ہے اور ثقالت میں بالکل سیماب کے مشابہ ہوجاتا ہے پھر بسبب آمیزشِ اجزائے ارضی کے ہوا سے نضج پا کر رنگ برنگ کے جواہرات بنجاتے ہیں
اورا ور رنگ کا باعث ہر ملک اور زمین کی تاثیر و خاصیت پر منحصر ہے مروارید جسکو موتی کہتے ہیں
صد سے پیدا ہوتا ہے صدف ایک جانور ہے مچھلی کیطرح انڈے بچے دیتا ہے اوسکا گوشت بھی
یف سفیدی کا مزا ہوتا ہے اس جانور کے دونوں بازوؤں پر دو سخت استخوان ہوتے ہیں
جیسے کی پشت پر سخت ہڈی کی ایک سپر پائی جاتی ہے جسکے ذریعے سے دریائی جانور اوسکو
کسی اذیت نہیں پہونچا سکتے جب اس جانور کی عمر پانچ برس کی ہوتی ہے تو اوائلِ حمل میں پانی کے
وقت سے اوپر آتا ہے اور پانی پیکے پھر دریا کی تہ میں اوتر جاتا ہے جبتک ... برج حمل میں
رہتا رہی اوس مہینے کو نیساں کے نام سے نامزد کرتے ہیں اس ماہ میں جو پانی برستا ہے

اور اسکو بھی ماہ نیسان کہتے ہیں غرض جسوقت مہر انور برج حمل میں داخل ہوتا ہے تو یہ جانور بہ امر الٰہی
اور دہن بہ آفتاب کے مقابل پھیلا رہتا ہے جب آفتاب غروب ہوجاتا ہے تو یہ بھی تہ دریا کی زمین میں بیٹھ جاتا
پھر جسوقت آفتاب کا گذر برج سرطان میں ہوتا ہے اوسوقت صدف کے شکم میں گوہر بنجاتے ہیں پس اگر
حرارت مزاج کے موافق صدف پہنچے ہیں تو موتی بہتر و عمدہ نکلتے ہیں اور جو حرارت زیادہ ہوتی ہے تو سیاہ
پڑجاتے ہیں اور جو اوسکم ہوتا ہے تو کچی اور کالی رہجاتے ہیں جسوقت اسکو نکالتے ہیں تو اسپر پیاز کیطرح
چھلکے بھی آجاتے ہیں موتی اکثر بحر سراندیپ اور قطیف اور بحرین ولایت ہرمز سے نکلتا ہے اور قلیب کے
قریب جس مکان ایک جزیرہ ہے وہاں در یتیم پیدا ہوتا ہے اور تحت الارض جرے بھی نکالتے ہیں اور بجالہ
لیکر دریائے عمان اور حوالیہ صعہ تک بھی پایا جاتا ہے موتی کا حسن و قبح تین باتوں سے دریافت ہوتا ہے اول
رنگ دوم شکل سوم مقدار پس رنگ میں سفید و آبدار بہتر ہے اور جسکا رنگ چونے کے رنگت مشابہ ہو وہ
مذموم ہے اگر موتی کی رنگت میں تھوڑی سی زردی ہو تو بہتر جانتے ہیں اور ملوک و سلاطین اوسکو پسند کرتے ہیں
کہ اوسمیں آبداری زیادہ ہے اور جو سفید ہوتا ہے وہ کم آبدار ہوگا اور جو مروارید سفید خالص کہ ستارے کیطرح
چمکے اور اوسکے رنگ میں کسی رنگ کی آمیزش نہو اوسکو در خوشاب کہتے ہیں وہ سب میں بہتر اور عمدہ
و نایاب ہے اور جو سفیدی میں دودھ کا رنگ پایا جاتا ہے تو اوسکو شیرفام اور زردی مائل ہوگا تو اوسکو
مشمشی اور سرخی مائل ہوگا تو وردی اور سبزی مائل ہوگا اور روشنی میں قوس قزح کے رنگ پیدا کریگا تو مرآتی
کہیں گے اسکی آبداری قابل اعتبار نہیں بلکہ جلد زائل ہوجاتی ہے اور ایک قسم ہے کہ رنگ اوسکا موم کیطرح
سبزی و زردی دونوں میں شمول ہوتا ہے اوسکو شمعی کہتے ہیں اور سیاہی کی جھلک دیگا تو زنجاری کہیں گے
اور اسمیں شکل بہتر وہ ہے کہ بالکل گول ہو عربی میں اوسکو مدحرج اور فارسی میں در غلطان کہتے ہیں اور
جو ذرا درازی مائل ہوگا تو اوسکو اہلیلجی اور جو دونوں گوشے یکساں ہوں تو بیضی اور جو پتلا ہوگا تو شلجمی اور
جو ایکطرف باریک اور دوسری جانب چپٹا ہو تو مسطح اور جو بہت لمبا موتی ہوگا تو اوسکو صراحی دار کہیں گے
اور ایک موتی ایسا ہوتا ہے کہ گویا دو موتی باہم طول میں توام ہیں اوسکو گردار کہتے ہیں سوا اسکے دوسری
شکلیں ناپسند اور کم قیمت ہیں اور بحسب مقدار وہ بہتر ہے کہ ایک مثقال یا اوس سے زیادہ ہو اور اوسکا
جوڑا ہم نہو سکے اس سبب سے اوسکو در یتیم کہتے ہیں مثقال ساڑھے چار ماشہ وزن کا نام ہے اور جو موتی
مثقال سے کم ہو اور اوسکا جوڑا بھی بآسانی دستیاب ہوسکے وہ کم قیمت ہوگا کہتے ہیں کہ خلفائے عباسیہ کے
خزانہ میں ایک در یتیم تین مثقال کا دریائے فارس میں سے نکلا ہوا موجود تھا اوسکا خواص یہ ہے کہ حرارت آتش سے
زرد ہوتا ہے اور جسم انسان کی گرمی سے بھی آب اوڑجاتی ہے اور اسیطرح عطریات مثل کافور و مشک وغیرہ

اسکی آب تاب کے ضمن میں اور زمانے ساک میں بھی آبداری زائل ہو جاتی ہے اور دوسری قسم کے جواہرات
میں بھی سال رکھنے سے بے رونق ہو جاتا ہے اور سرکہ اور بوسا ور میں گل جاتا ہے مروارید کو احتیاط سے
رکھنے کا یہہ طریقہ ہے کہ شیشے میں نگاہ رکھیں اور سربستہ مضبوط بند کریں اور ہر برس ایک دو بار ہوا دیکر
پھر سیسے میں رکھدیا کریں اور تیسرے ہی مقام معتدل میں ہے جاہیے اسکی یہہ ہے کہ اگر موتی کو کھرل کرکے
مفرحات اور معجونات وغیرہ میں داخل کریں تو قوت اعضا حسنات ہے اور خفقان ر وارد دل سے
کھوتا ہے اور سرمہ میں حل کرکے آنکھوں لگا سے بصارت زیادہ ہوتی ہے اور جسم اکثر ماریہ
بنتی ہے اور موتی کو پاس رکھنا قوت بصر اور حدت نظر کو مفید ہے اور سکوری اور سرلہ حار کو دفع کرتا ہے طبیعہ
اسکی سرد ہے **الماس** جسکو ہیرا کہتے ہیں ہندوستان میں مدیل کھنڈ کیطرف اور گلکنڈہ کے علاقہ دکن میں
کوتکے نامدار ہیں کھودی جاتی ہے اور دشت نیجان شخلہ جنگل میں کہ جو نہایت لق و دق ہے اور کسر حرارت
ملک سرق میں اور ظلمات کے قریب کہ جہاں سکندر ذوالقرنین گیا تھا پیدا ہوتا ہے اسکی ہیت قسمیں ہیں جنانچہ
نارس کہ نہایت سفید و صاف ہوتا ہے ریتی کہ زردی مائل پایا جاتا ہے سماقی کہ پارہ کی جھلک دکھاتا ہے
ساقی کہ سرخی مائل ہوتا ہے اسکو گرجسم بھی کہتے ہیں زاغی کہ سیاہ رنگ ہوتا ہے اوسکو حبشی بھی کہتے ہیں
اوسح اور زرد اور سرخی و سیاہی مائل وغیرہ اور ہیرا اسقدر سخت ہوتا ہے کہ سنگ آہن یا اور کسی سخت
کی چوٹ سے نہیں ٹوٹ سکتا لیکن شیشے یا رانگ ور بیہ سے شکستہ ہو جاتا ہے اور جب سفید ہیرے کو
آگ میں گرم کرکے سرد پانی میں غوطہ دیں تو آبدار ہو جاتا ہے اور اگر اوسکے کناروں پر موم لگا کر آفتاب کے
مقابل رکھیں تو قوس قزح کا رنگ ہموار ہوتا ہے اور ہیرے میں اکثر چہرہ اوٹا نظر آتا ہے الماس کی نکمہ نیری
اہل رنگ رخم ہے یہہ لوگ مدرنگ اور بے جلا ہیرے کو بھی رواتگاکر جو تیز رنگ اور آبدار سا لیتے ہیں اسکا
خواص یہہ ہے کہ ہیرہ الماس جسکو عوام الماس ہیرے کی کنی کہتے ہیں اگر کوئی کہالے یا کسیکو کہلا دے
تو جگر پاش پاش ہو جاتا ہے گرو پنا نکری کا جگر جام نکل کر استفراغ کرے سے باہر آجاتا ہے اگر ہیرے کی نوکدار
کنی کو فولادی قلم میں جڑ دیں تو اوسنے آئینہ اور فولاد اور پتھر کٹ جاتا ہے اور اس قسم کی سخت چیزوں میں
سوراخ بھی اسی سے کرتے ہیں اور بتوسط ہیرے کا پاس رکھنا امراض سرطن اور جذام اور سنگ مثانہ اور مالیخولیا
اور صرع و برق اور نظر بد کیواسطے مفید ہے اسکی تاثیر سے انسان دشمن پر غالب آسکتا ہے اور مزاج اسکا
چوتھے درجہ میں سرد خشک ہے **یاقوت** جزیرہ سراندیپ اور تولنگ واقع بنگالہ میں پیدا ہوتا ہے اور
حدود دریکھار میں ایک پہاڑ ہے جسکو کوہ رہب کہتے ہیں اوسکے نیچے بھی پایا جاتا ہے اسکی چند قسمیں ہیں جنانچہ
سمعی مرتجی کاہی اسح رمانی ارغوانی زرد بیگوں تحمی طاؤسی ینگی گلی سرقام کبود وغیرہ اور قسم کبود شرال

میں بھی نکلتا ہے بعضے محققین کا قول ہے کہ یاقوتِ سیاہ بھی ہوتا ہے سرخ رنگ سب میں بہتر ہے اول
بہرمانی جو گل شبہہ کی رنگت رکھتا ہو بعد ازاں رمانی کہ مانند انار کیطرح سرخ ہو اگرچہ بعضے جوہریوں کے نزدیک رمانی
بہتر ہے مگر ابو ریحان کی دانست میں دونوں ایک ہیں جسکو عراق میں رمانی کہتے ہیں اوسیکا نام خراسان
میں بہرمانی ہے پھر ارغوانی مائل بہ تیرگی بہتر ہے پھر بیگون یعنی جو شراب سرخ کا ہمرنگ ہو پھر گلنارنگ
جو شگوفۂ سرخ رنگت سے مشابہ ہو پھر گلابی یعنی جو گلِ سرخ کی رنگت رکھتا ہو کہتے ہیں کہ نوشیروان کے حرام میں ایک
یاقوتِ شب افروز تھا اوسکو کوکب کے لقب سے ملقب کیا تھا شب تاریک میں وہ چراغ کیطرح روشن نظر آتا اور
گوہرِ شب چراغ اوسی سے عبارت ہے اور یہہ کچھہ بعید نہیں اسلئے کہ یاقوت کی خاصیت یہی ہے کہ اخگر کیطرح درخشان ہو
چنانچہ سلطان ملکشاہ نے ایک قاصد سلطان ابراہیم کے پاس جو سلطان محمود کی اولاد میں تھا بھیجا جب کہ
قاصد سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا سردیکا موسم تھا دیکھا کہ ایک آتشدانِ زریں سلطان کے روبرو موجود ہے
اور انگارے اوس میں آگ سے زیادہ سرخ نظر آتے ہیں درحقیقت وہ سب یاقوتِ سرخ تھے قاصد حیرت میں ہوگیا
غرضکہ یاقوتِ سرخ وزن میں بھاری ہے مگر محققوں کا اتفاق ہے کہ یاقوتِ کحلی بھی سیاہ سے زیادہ بھاری
ہوتا ہے اور یاقوت عموماً سب جواہروں سے زیادہ سنگین اور سخت ہے اور بلور برخلاف اسکے نہایت سبک
اور نرم ہوتا ہے اور یاقوت کا رنگ آتش سے متغیر نہیں ہوتا مگر اوسوقت سفید نظر آتا ہے لیکن جب آگ سے
باہر نکلتا ہے تو خوشنما اپنے رنگِ اصلی پر آجاتا ہے اور چونکہ یاقوت کو استعمالِ ادویات کے لئے نرم کرین تو
آگ میں گرم کرکے پانی میں بجھاتے ہیں اور چند بار اسی ترکیب کو عمل میں لانے سے اس قابل ہوجاتا ہے کہ نرمی سے
باریک پیس لیں اور یاقوت ہر قسم کے پتھر کو سوائے الماس کے پیستا ہے مگر الماس یاقوت کو بھی پیس ڈالتا ہے
اور یاقوت کے دانوں میں الماس کی نوک سے سوراخ کرتے ہیں اسکا خواص یہہ ہے کہ جو کوئی اوسکو اپنے پاس
رکھتا ہے طاعون سے امن میں رہتا ہے اور یاقوت مونہہ میں رکھنے سے دلکو تقویت زیادہ حاصل ہوتی ہے
اور غم و اندوہ زائل کرتا ہے اور غلبۂ تشنگی فرو ہوتا ہے اور جو شخص ہر وقت اوسکو پاس رکھتا ہے وہ
چشمِ مردم میں عزیز و محترم رہتا ہے اور معجونات میں استعمال کرنے سے بہت قوت بخشتا ہے اور ضعفِ خون سے
لعل کو بدخشان سے کچھہ اسواسطے منسوب نہیں کیا ہے کہ خاص وہین پیدا ہوتا ہے بلکہ اوسکے معدن کا راستہ
بدخشان کیطرف سے ہے اور متصل بدخشان کے کوہ شکنان نامی ایک پہاڑ ہے وہان سے نکال کر بدخشان میں
فروخت کرتے ہیں اور معدنِ لعل کوہستانِ ولایتِ ختلان میں ہے چنانچہ زمانۂ سابق میں لعل کا وجود
نایاب تھا ایکبار ایسا اتفاق ہوا کہ اوس نواح میں پے درپے چند زلزلۂ شدید آئے جنکے صدمہ سے
وہ پہاڑ شق ہوگیا اور زنگانِ کوہ میں سے لعل کے ٹکڑے جو بیضۂ مرغ کے برابر اور بعضے اوس سے بزرگ

اور ایسے چھوٹے نئے سوراخ ہوتے … کی عورتوں نے جب اوسکو دیکھا تو ویسی جانا کہ اس سے
کپڑے مرغوب مرغ رنگ خوب بنیگا یہہ سوچکر اوسکو … اور کہا کہ اگر کچھہ نمک نکلا آخر چھوڑ دیا جوہری کے
جوہریوں کی نظر پڑی تو حرارت کی قسم جانکر اوٹھا لائے … توں کو دیا کہ تمہارے عہد کے مگر
ساتھہ اوسکو اس عرصہ جوہری نے اوسکو آگ کی طرح طرح سے جلایا … جب جلا نہیں آگ کی تہی آخر کار
سونا ہی سے کہ جسکو مرغ نیستا نے وہی کہتے ہیں جلادی تو اوسکے ٹکڑے ٹکڑے … کیطرح چمکنے لگے اور
یاقوت سے زیادہ روشن اور بڑے نظر آتے اور اول زمانہ میں نہایت عزیز ہوتے اور … زمانہ کی
نسبت کم ہوگئی اور اوسکے بڑے بڑے ٹکڑے جوکہ بادشاہ اولوالعزم کے ہاتھہ لگے تو اوسکا لعل …
ہوا اور اوسکے جب آزمایش سے معلوم ہوا کہ رنگ کی آبداری اور وزن کی گرانی یاقوت کے برابر نہیں ہے
لہذا اوسکی عزت یاقوت سے کم ہوگئی لعل رنگ ساتھہ اور شش مثقال تک پایا جاتا ہے اوسکی چند قسمیں ہیں سرخ
اور زرد اور سبز بھی ہوتا ہے رنگِ زرد بلکہ اوس سے بھی زیادہ صاف اور شفاف اور سب میں بہتر بہاری ہے
بہار ولایت ختلان میں ایک معدن کا نام ہے اور جو لعل کہ پانچ مثقال سے زیادہ وزنی اور پاک و بے عیب ہوتا ہے
اوسکی قیمت بیشمار ہوسکتی ہے کاریگر بلور کو صنعت سے لعل بنالیتے ہیں اور عیب اور لعل میں صرف یہی فرق ہوتا ہے
کہ لعل سخت اور وزن دار ہوگا اور بلور نرم و سبک اور لعل کی مخالطت بھی سونی کیطرح بنا لیتے ہیں اسکا خواص مفرح ہے
اور مقویات اور ادویات جسم وغیرہ میں بعینہٖ صفت یاقوت کے برابر ہے اگر آدمی پاس رکھے تو خواب پریشان
نظر نہیں آتے ہیں مزاج اسکا گرم و خشک ہے زمرد پہلے مصر کے کسی پہاڑ سے نکلا تہا اب ترکستان سے آتا ہے
اور دوسری ولایت کے رستے ملکِ ہند میں اوسکی عزت زیادہ ہے زمرد کی بہتر قسم کو زبرجد کہتے ہیں گرچہ
محققین کا قول ہے کہ زبرجد ایک علیحدہ جوہر ہے اور وہ زمرد سے بہتر ہوتا ہے بہر حال مزاج اور خواص میں
دونوں ایک ہیں زمرد چند قسم ہے سلقی یعنی چقندر کیطرح سبزی مائل اور زنگاری یعنی رنگِ زنگار اور دہانی یعنی جو
کیطرح سبزی کی جھلک دکھاتا ہوا اور صیقلی یعنی آب صیقل زدہ کے مانند کہ مثل آئینہ اوس میں چہرہ نظر آئے اور ریحانی
کہ رنگ ریحان کیطرح سبز ہو سب میں سلقی اور ریحانی اور زنگاری کم قیمت ہوتا ہے اور زمرد سبز رنگ دیکھ لینا
زمانہ قدیم میں ایک ٹکڑا زمرد کا بارہ درم وزن بارہ ہزار دینار سونے میں خرید کیا تہا درم ساڑھے تین ماشہ وزن کا
نام ہے زمرد کا خواص یہہ ہے کہ جو کوئی پاس رکھے وہ صرع سے محفوظ رہے اور خوابِ ہولناک نہ دیکھے اور قوت دل
زیادہ ہو اور جوش بلغم اور اسہال کو بند کرتا ہے اور ایک دانگ استعمال اسکا سمیات کے اثر اور گزندوں کے بدن سے
نجات دیتا ہے دانگ چھہ قیراط وزن کا نام ہے اور زمرد پاس رکھنا سب سے بڑھکر دفع کرتا ہے آنکھہ کی روشنی
زیادہ ہوتی ہے اور زنِ حاملہ اپنے پاس رکھے تو وضعِ حمل بآسانی ہوتا ہے اور سانپ کی نگاہ زمرد پر پڑ جاتے

یا پیرو کا سایہ سانپ پر پڑے ان دونوں صورتوں میں سانپ اندھا ہو جاتا ہے اور نیز حامل کا سایہ پڑنا سانپ کی بصارت کھو دیتا ہے مزاج اسکا سرد و خشک اور بعضے معتدل جانتے ہیں **فیروزہ** پانچ مقام پر پیدا ہوتا ہے اول نیشاپور میں یہانکا فیروزہ بو اسحاقی اور سبز فام آبدار اور گران بہا ہوتے ہیں دوم خجند پر یہانکے فیروزے اوسط درجہ میں شمار کئے جاتے ہیں سوم کرمانکے متصل شبارکامی ایک قصبہ ہے یہانکے فیروزے ایسے نرم ہوتے ہیں کہ چند روز میں بدرنگ ہو جاتے ہیں چہارم ریگان میں یہانکا فیروزہ کا بھی رنگ جلد متغیر ہو جاتا ہے پانچویں نواح تبت میں مشتعل رنگ کا فیروزہ نکلتا ہے فیروزے کا رنگ بو بہار کے ابر سے زائل ہو جاتا ہے پیری اسکے واسطے مفید ہے کہ اوس سے رونق اور آب و تاب زیادہ ہوتی ہے حکمائے یہ وجہ وہی اسکا نام **سنگ فرح** رکھا ہے فیروزہ کا پاس رکھنا انظر کو فائدہ پہونچاتا ہے اور دوسرے لوگوں کو خواہ وہ کتنے ہی غصناک ہوں مہربان کرتا ہے **عقیق** ولایت یمن میں پیدا ہوتا ہے اور علاوہ گجرات میں بھی نکلتا ہے مگر عقیق یمنی تمام زمانہ میں مشہور ہے جو سرخ رنگ اور قیمتی ہوتا ہے اسکی بہت رنگتیں ہیں چنانچہ سرخ اور جگر گون اور زرد اور سفید اور سرخ و زرد اور زردی و سفیدی مائل وغیرہ مگر سب میں سرخ اور زرد بہتر ہے عقیق بکثرت میسر آتا ہے اسواسطے زیادہ قیمت نہیں رکھتا اور عقیق کی انگوٹھی کو مبارک جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس ہاتھ میں عقیق ہوتا ہے اوسکو اگر دعا کے لئے اوٹھائیں تو حقتعالی رد نہیں کرتا چنانچہ مکہ مدینہ تمام مدینہ اور حبش کے عمائد عقیق کو بموجب عقائد مذہبی کے اپنے پاس رکھتے ہیں **مرجان** دیار فرنگ میں پیدا ہوتا ہے اور وہ چند قسم ہے سرخ اور سرخی زردی مائل اور سفید اور سیاہ اسمیں سرخ اکثر ریگستانی ہوتا ہے اور سفید بہ کثرت نکلتا ہے مگر ناقص ہوتا ہے اور سیاہ طلوس جو بلاد مغرب کے بڑے شہروں میں سے ساحل پر واقع ہے دریا میں مونگا پیدا ہوتا ہے پانی میں سفید اور نرم رہتا ہے مگر جب غواص غوطہ خوری میں نکالتے ہیں اور ہوا لگتی ہے تو سخت اور سرخ یا سفید یا سیاہ بنجاتا ہے کبھی پتھر اور کبھی چوب کرم خوردہ سے مشابہ اسکا بستہ او مونگا اور مرجان کہتے ہیں اور جو سوراخ دار اور خانہ دار ہوتا اوسکو بیخ مرجان نقب ... اسکا خواص یہ ہے کہ اگر خون حلق اور سینے سے آتا ہو تو اوسکو موقوف کرتا ہے اور طحال یعنی تلی اور نفخ امعاء اور عسر البول کو زائل کرتا ہے مرجان کا پاس رکھنا قوت بصر کے لئے نہایت سودمند ہے اور ایسا اور اس سے کہ بکثرت میسر آتا ہے **لاجورد** حدود خیلان اور بدخشان کے پہاڑ میں نکلتا ہے اوسکی معدن کا نام کوہ لاجورد ہے اسکی بہتر قسم وہ ہے کہ جسپر نقطہ ہاے زرد نمودار ہوں جو زیادہ صاف اور خوشرنگ ہے ... انگوٹھیاں اور کٹورے اور پیالے وغیرہ بنائے جاتے ہیں ادویہ چشم کیواسطے استعمال اسکا مفید اور اسہال سوداوی کے لئے اسے بہتر کوئی دوا نہیں اور مالیخولیا اور بیخوابی کیواسطے بھی بہت نافع ہے اگر لگ...

طلا کریں تو بالکل اون کو صدا کرتا ہے لیکن حسد ساگ یہہ قسم ہی گئی ہیں ولایت چین میں نکلتا ہے
دو قسم ہے سفید اور سیاہ اسکی انگوٹھیاں اور مالے اور بہتیرے ظروف وغیرہ بنائے جاتے ہیں خواص اسکا
یہہ ہے کہ جو کوئی اسکو اپنے پاس رکھتا ہے تحلی گربہ سے محفوظ رہتا ہے مقوی دل اور مقوی معدہ اور دافع
خفقان ہے کثرت سے ہم سوچتے کہ سب سنار وحت ہوتے فادزہر معدنی حیوانی ایک ہوتا ہے
زرد اور سفید اور سبز اور خاکستری رنگ کا ہوتا ہے اور اوس پر نقطے بھی ہوتے ہیں فادزہر سے چھری اور چاقو
وغیرہ کے دستے بنائے جاتے ہیں بہتر دستہ پانچ دینار تک قیمت پاتا ہے اوسکی شناخت کا امتحان یہہ ہے
کہ اسکو تھوڑا سا دودھ میں ڈالدیتے ہیں اگر وہی جما دے تو بہتر جانتے ہیں خواص اسکا یہہ ہے کہ اگر کسی کو زہر
دیا ہو یا سانپ نے کاٹا ہو تو ایک دانگ مادہ زہر کو اسکو پلا دیتے ہیں زہر کا اثر دفع ہو جاتا ہے الحاصل شہزادہ حیدر دوراں نے
نہایت شرح وبسط کے ساتھ اوسیں جواہرات کی کیفیت اور تاثیرات معدنیات کی حقیقت اس خوبی سے
بیان فرمائی کہ تمام حاضرین دربار ششدر ہو گئے اور سوداگر دانشور یہہ تقریر دلپذیر سنکر لوٹ گیا اور بیساختہ تحسین و آفرین کا شور بلند ہوا

مؤلف

| | |
|---|---|
| عمت دراز باد کہ عسلام عسلام عیب | وات ترا کلید در صلہ آمدہ |

پھر شہزادہ نامور نے فرمایا کہ اے سوداگر والا گوہر قدیمی وطن کہاں ہے یہاں کس ملک سے آئے ہو اب کو کسی ولایت کا
ارادہ ہے اثنائے راہ میں کیا کیا کیفیت نظر سے گذری سیاح نیکی نے عرض کی کہ خاکسار پریشان روزگا
وطن گردش فلک ہے ہر ملک اور ہر ولایت کی سیر کرتا ہوا بتقاضائے آب ودانہ اس شہر لطافت بہر میں وارد
ہوا کوئی مقام خاص مقرر نہیں کہ جس طرف کا عزم ارادہ ہو سودائے سفر دامنگیر ہے کچھہ خبر نہیں تقدیر کہاں لیجائے اور کہاں کا سفر پیش آئے

شعر

| | |
|---|---|
| او بہجو گوئے میدان چوگاں در دست ما راست | او ہی سر وہر سو ما را چہ اختیار است |

اے نور چشم شہریاری و لخت جگر جہانداری سرگذشت سفر اس خانہ بدوش کی ایک داستان طول طویل ہے
اور گفتگو کا موقع نہایت قلیل ہے مگر جو عجائبات اور غرائبات دیکھے ہیں اسمیں سے کچھ مختصر گذارش کرتا ہوں
ابتدائے سیاحت میں ایکبار یورپ میں ملک اطالیہ کی جانب وہ ویکا گذر ہوا وہاں کے باشندوں نے بیان کیا کہ
یہاں سے قریب ایک پہاڑ ہے اوس سے ہمیشہ بکثرت آگ کے شعلے نکلا کرتے ہیں جا بجا ایسی چند روز ہوتے کہ
اوس پہاڑ میں ایک ہی دفعہ ڈھائی گھڑی اور اوس سے اسقدر آگ نکلی کہ جسکی روشنی دور دور تک میدانوں میں
پہونچی اور اوسکے دوسرے روز رات کے وقت اوسی میں سے اس قسم کے درختوں کی شکل کے بڑے بڑے شعلے نکلے
اور عجب تماشا نظر آتا کہ ہزاروں آدمی اوسکو دیکھنے کے لئے جمع ہوتے یہہ بات سنکر بے اختیار دوری

بایاکہ اوسکی وجہ سے محروم رہے اسواسطے کہ یہہ بہی عجائباتِ روزگار میں داخل ہے مگر اوس پہاڑکا نام جو ان ناگہ
اسوقت فراموش ہوگیا ہے یہہ سنکر خود بدولت مسکرایا اور فرمایا کہ بیشک اوس ملک مین شہر نیپلز کے قریب
ایک آتش خیز پہاڑ ہے اوسکو وہانکے باشندے کوہِ وسوویس کہتے ہیں اور اوسمین سے اکثر آگ اور فلزات
جوش کہاکر اوبلتے ہیں چنانچہ اٹھارہ سو برس کے قریب عرصہ گذرا یعنی ۷۹ء اوراسی عیسوی میں وہان
ایک ایسے بڑے زور شور کا جوش آیا تہا اور جو مواد اوسمین سے نکلتے تہے دو شہر بڑے بڑے اوسکے نیچے دبگئے اور
وہانکے لاکہہ سے زیادہ باشندے ہلاک ہوگئے تب تو دے نے عرض کی کہ حضور کی عمر دراز ہو واللہ کہ اوس پہاڑ کا
یہی نام ہے فدوی کو یاد آگیا اور حضور نے جو زبانِ مبارک سے فرمایا اسمین کسیطرح کا فرق نہیں ہے کیونکہ فدوی اوس پہاڑ پر
سیر کرنے گیا تہا اور جب وہاں پہونچا تو اتفاق سے رات ہوگئی اسواسطے مشعلیں اور راہبر ساتہہ لیئے تہے اول
پہاڑ پر جس راہ سے گذر ہوا اوسکے دونوں طرف دور تک ذرات کا جنت یعنی میل اور فلزات وغیرہ تہے جو پہاڑ سے
کبہی اوبل کر نکلے تہے سبزہ کا نام کوہین تہا نہ تہا رات کا وقت تہا جاہیئے کہ اندہیرا ہوتا مگر فلزات جو پہر کی
طرح پہاڑ سے بہہ رہے تہے اونکے سبب سے اوجالا ہو رہا تہا اور بعض بعض مقاموں پر دہوئین کی کثرت تہی کہ
جسے کل مقام ایسا نظر آتا تہا جیسے کسی بڑے شہر میں آگ لگجاتی ہے اور وہ آگ روشن نظر آتا ہے اور آدہا جل کر
خاک ہوجاتا ہے جو جل کر خاک ہوگیا اوسمین سے دہواں نکل رہا ہے غرضکہ یہہ صورت دور تک دکہلائی دیتی تہی مگر
حقیقت میں تین میل سے زیادہ نہ تہی صرف دہوئین کی کثرت سے اسقدر فاصلہ معلوم ہوتا تہا چونکہ ہان
چلنے کو کوئی راستہ نہ تہا اسواسطے اول فدوی اوس میدان سے گذرا کہ جہاں پہلے کبہی کے فلزات نکلے ہوئے تہے
اور پہر ایسے مقام پر جہاں چند ہی دن پہلے یہہ مادہ بہہ کر آیا تہا اور پہر اوس پر کہ جو ایکدن پہلے نکلا تہا اور
اوسوقت تک بہی گرم تہا ہم لوگوں کے پاؤن کے نیچے پہاڑوں کی دیزون اور شگافون سے اسطرح آگ چمکتی تہی
کہ اوسکے دیکہنے سے خوف معلوم ہوتا تہا یہانسے گذر کر ایک ایسے مقام پر پہونچا کہ وہانسے چار فوارے
نکلتے ہوئے دکہائی دیتے تہے اور اوسنے فلزات اور آگ کے شعلوں کا خروج ہو رہا تہا اونکے گرد دہوئیں
سرخ اور سفید اور کالے بادلوں کا ہجوم تہا ہر چند ان سب چیزوں پر نظر ڈالنے سے خوف معلوم ہوتا تہا مگر پہر بہی
اس عجیب سیر کے دیکہنے کا شوق اسقدر غالب تہا کہ فدوی گرتا پڑتا اور بہی آگے بڑہ گیا اور ایک فوارہ کے
دامن میں کہ وہانسے کل کیفیت دکہائی دیتی تہی جا کہڑا ہوا جس مقام سے فوارہ نکلتا تہا وہ پیالے کیطرح
نظر آتا تہا وہاں سے بیس گز کے فاصلہ پر دو پہاڑوں کے درمیان گہاٹی کے سبب سے اوسکے نیچے مقام پر ایک اور
بڑا فوارہ تہا اوسمیں سے گویا مادہ مذکور کا دریا بڑے جوش وخروش سے جاری تہا مگر میں نے کسی پہاڑی نالہ کو
اس تیز رفتاری سے بہتے نہیں دیکہا اول تو مواد بہی فوارہ مین سے بڑے زور و شور سے نکلتے تہے پہر جس بلندی

بہہ رہا تہا نہا وہ قطرواں تہا اور چونکہ مذاب مواد کا زیادہ تہا اسواسطے اوسکی رفتار کو اوسکی بہی تیزی ہو گئی تہی کبہی
کبہی دیکہنے میں آتا تہا کہ فوارہ جس سے مواد کا اخراج زیادہ ہوتا تہا تو اوسوقت دریا کا چڑہاؤ چند منٹ میں سائہہ فیٹ سے
سو فیٹ تک پہنچ جاتا تہا مگر چونکہ اوس مقام پر تنگ تہی اسواسطے مواد بزور سے اوپر اوٹہہ آتا تہا اور پہر سمندر کی لہر کی طرح
نیچے گرتا تہا مگر یہہ حال میں بائیس سکنڈ تک رہتا تہا اور بعض اوقات اس سے بہی زیادہ اور دہوئیں کا یہہ حال تہا
کہ اس تمام دریا پر شامیانے کی صورت سے چہایا ہوا تہا اوس کی رنگت بہی مختلف مختلف مقاموں پر
مختلف تہی کہیں سفید کہیں سرخ اور کہیں سیاہ اور دہوپ سے اس دریا کا پاٹ اس قدر بڑا کر
دکہایا تہا کہ گویا پگہلے ہوئے دہات کی جہیل نظر آتی تہی جس مقام پر ہم لوگ کہڑے تہے وہاں گرمی کی
ایسی شدت تہی کہ چہروں پر داہن کی اوٹ کرنی پڑی جب آبشار کے اوپر کی طرف ایک بڑا نہر
جہکا ہوا تہا جب دریا چڑہتا تو اس نہر سے اوسکا فاصلہ صرف دس فیٹ رہجاتا گرمی ہی کی شدت سے
اوس کا رنگ تغیر ہوکر سفید ہو جاتا تہا اور پگہلے ہوئے مواد کی سفید چادریں نیچے گرتی ہوئی
معلوم ہوتی تہیں گرمی ہی کے باعث سے اوس مقام پر کہڑا ہوا جاتا تہا اسواسطے ہم پیچہے اوترکر ایک
چہوٹے چشمے کے دامن میں ہم لوگ جا کہڑے ہوئے یہہ چشمہ بہی بذات خود چہوٹا دس فیٹ تہا اور اوسنے
اوس کی جڑ میں دریا اس تیزی سے بہکر آتا تہا کہ ہر لحظہ اوس کے بہہ جانے کا خوف تہا یہہ چشمہ سولہ فیٹ
اونچا تہا اور اوس کا قطر چہہ فیٹ اس کے منہ سے بڑے جوش و خروش کے ساتہہ آگ کے شعلے اور
فلزات کے دہکتے ہوئے دندانہ دار ٹکڑے برابر نکل کر اوڑتے تہے اور ہم لوگوں کے سروں پر
ہوکر جاتے گرمی کے باعث ان کی رنگت سفید روپہلی تہی بعضے ٹکڑے ہمارے برابر گرتے اور گرنیکے بعد
دو تین منٹ میں ٹہنڈے ہو جاتے چنانچہ ایسے کئی ٹکڑے فدوی کے ساتہہ والوں نے اوٹہا کر اپنی
جیبوں میں ڈال لئے اور فدوی نے کوئلے کے بڑے بڑے ٹکڑے اوٹہا کر چشمے کے منہ میں ڈالے
وہ اوسی وقت جوش کہا کر فدوی کے سر سے پچاس فیٹ اونچے لگتے اور کی رنگت ایسی سفید نظر آتی تہی
جیسی بجلی ہوتی ہے ہوا کا رخ اوسوقت ایسے موقع پر تہا کہ ہم پر ٹکڑوں کے گرنے کا خوف
بہت ہی کم تہا اور دہوئیں سے بہی دم نہ گہٹتا تہا اس عرصہ میں کئی دفعہ مینہہ بہی برسا مگر گرمی ایسی تہی
کہ کپڑے تر نہونے پاتے مواد خارجہ کی ندی جو اوپر سے آتی تہی آبشار سے گذر کر ہمارے پاس سے ہوتی
اور بہک کہاتی ہوئی جاتی تہی اور اوس میں سے ایسی غمناک اور پر سوگ کی صدا آتی تہی جیسے کوئی آدمی
زور سے کراہتا ہے غرضکہ چہہ سات گہنٹے تک اوس مادے پر جو ایک رود بیلے بہکر نکلا تہا کہڑے رہے
ہر طرف آگے پیچہے پاؤں کے نیچے آگ ہی آگ دکہائی دیتی تہی اور زمین کی سطح ایسی سوراخ سوراخ نظر آتی تہی

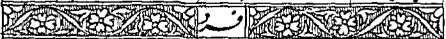
دیکھتے تہہر کے جلے ہوئے کوئلے وہاں بکہیر دیتے ہیں اور اون کے سرے ایسے پہرتے جیسے
سولی کی نوکیں اور یہہ مواد اوسوقت تک جم کر سخت نہیں ہوئے تہے گویا پاؤں رکہنے سے اونکا
چہلکا ٹوٹ جاتا تہا اور پہر ہمارے پاوں آگ پر پڑتے تہے مگر ہم جلدی قدم اوٹہالیتے تہے جس جگہ
پاس ہم کہڑے ہوئے تہے اور وہ ہم سے دوگز پرے تہا اوس کے کنارے پہ تند تند تیز ہوا
ہرطرف سے جلے نکلتے تہے اگر یہہ حال تار کو ودکر اوسر کسی طرف جا کہڑا ہوتا تو وہ میرے توجہہ دیتے
یقیں ہے کہ وہاں سے ہم لوگوں کے جانے کے بعد دو تین ہی گہنٹے میں گہل گہل کر اوسکا کام تمام
ہو گیا ہو گا یعنی اوسکے چاروں طرف کے تہہر اور مٹی وغیرہ سب پگہلکر چشمے میں گر پڑے ہوں گے
اور یہہ بہی اوس صورت میں کہ جب دریائے جو اوس کے برابر بہتا تہا اوس کو چہوڑا ہو اس دریا کی
رفتار ایسی نرہی کہ ہم میں سے بعض لوگوں نے پچاس میل فی گہنٹہ قرار دی تہی مگر تیس میل فی گہنٹہ
ہونے میں تو کلام ہی نہیں دو سو گز تک بہنے کے بعد اوسکی رفتار میں کمی ہوتی جاتی تہی اور ہر قدم پر
کمی ہی تہی یہاں تک کہ اون اسی سو گز کے بعد اسکا ذکر ہی ردی اور پرکر حکایت حرکت معلوم ہی ہوتی تہی
جب دریا طغیانی پر آکر دونوں طرف کے کنارہ پر تین سو چار سو گز تک پہیل جاتا تو اوس کی
لہریں بہی آہستہ آہستہ پہیلتی تہیں اور جب دریا اوتر جاتا تو وہی لہریں سطح پر اسطرح جم جاتیں جیسے
قند سیاہ جم جاتا ہے مگر آگ اوسکے نیچے دہکتی تہی ہمارے رہبروں کو اس قسم کے جمے ہوئے پا
تراجیال رہتا تہا مگر اس سے بہی زیادہ اون کی نظر ایک اور چشمے سے لگی ہوئی تہی وہ کوہ
اوپر کی طرف چند گہنٹے پیشتر جوش میں آیا تہا اور اوس سے متواتر راکہہ اور پتہروں کی بوچہار پر
پڑ رہی تہیں اس چشمے کا حال ایسا ہی تہا جیسے آتشباری میں انار چہوٹا کرتے ہیں تمام شب اس کا یہ
حال رہا چشمے سے پتہروں کے چہوٹنے کی ایسی آواز آتی رہی جیسے کسی رجمنٹ کے سپاہی
باڑہ مار رہے ہیں اگر اس چشمے سے خدانخواستہ پتہروں کی جگہ مذاب کا مادہ نکلتا تو بہت اندیشہ
تہا کیونکہ زمین ڈہلوان تہی اور پہر نیچے بڑے بڑے غار ملے جاتے تہے اسی سبب سے رہبر اوس طرف سے
نظر بہت ہی کم ہٹاتے تہے مگر اخضر کو تو یہہ خوف تہا کہیں پاؤں کے نیچے سے کوئی حصہ نہ اوبل پڑے
پرانے چشمے سے بہی دہوئیں اور راکہہ اور چنگاریوں کے بادل تیرتے رو دو شور سے نکل رہے تہے غرض کہ
ہم لوگ صبح تک وہاں کہڑے رہے اوسوقت ہوا تہمی اور دہواں ہماری طرف آنے لگا یہہ
پہاڑ سے سب اوتر آئے اور لمبے اسے کہہر کا راستہ لیا دو ہی بجے فرودگاہ میں داخل ہوا آخک وہ
پیچ دلپذیر مستوفی جو حاضر تہا درمیان دونوں کی گفتگو سے نہایت لطف اوٹہایا پہر سو گئے یہاں تک کہ

امیرالگذر بر سبیل سیر و سفر برِّ اعظم امریکہ مین ہوا تو مین نے وہان کے ڈاکٹرون کا ایک عجیب
کمال دیکہا کہ اگر کسی کے بدن میں کوئی زخم اتفاقاً اسقدر بگڑ جائے کہ قابلِ اندمال نرہے تو اوس کو
تراش کر دوسرے مقام سے اوسقدر گوشت اور چمڑا کاٹ کر وہان پیوند لگا دیتے ہین اور زخم
اچہا ہو جاتا ہے اسمین یہہ ضرور نہین کہ وہ گوشت و پوست کہیہ اوسی شخص کا ہو بلکہ یہانتک کہ کسی
دوسرے کا گوشت بہی قطع کر کے زخم کے جوڑ مین برابر ملا دیتے ہین شہزادہ دانشمند نے جوابدیا
کہ یہہ تو ایک ادنی سی بات ہے مگر امریکہ والون سے اسکے زیادہ یہہ کارستانی کی تہی کہ جس وقت دو
خونی مجرمون کا سر تلوار سے اوڑا دیا گیا تو ایک عیار ڈاکٹر نے فوراً اسکے بدن کو گردنون سے ملا کر
اون مین برقی کی حرارت پہونچانا شروع کر دی چنانچہ تہوڑے ہی عرصہ مین دست و پا وغیرہ نے
حرکت پیدا کی اور قوتِ برقی کے اثر سے زخم درست ہونے شروع ہو گئے اسمین زیادہ تعجب یہہ ہے
کہ اوس جلدی مین ایک لاش کا سر دوسرے کی لاش پر لگا دیا گیا اور تندرست ہو جانے کے بعد انسانون کی
طرح اپنے تمام کاروبار سرانجام دیتے رہے صرف عیب یہی تہا کہ اون دونون مین ایک شخص کا جسم
فربہ اور تنومند تہا مگر سر چہوٹا اور دوسرے کا سر بہت بڑا تہا لیکن جسم نحیف ولاغر اسواسطے کہ
پہلے اون دونون مین ایک جوان قوی ہیکل تہا اور دوسرا لاغر اندام پہر سوداگر نے بیان کیا
کہ وہان کے کاریگرون نے ایک بہت بڑا مکان آلاتِ جرِّ ثقیل اور کلون کے ذریعے سے مع تمام صحن
اور فرشِ زمین کے ایک مقام سے اوٹہا کر بہت دور کے فاصلہ پر رکہہ دیا اور وہ اس خوبی کے ساتہہ
بجنسہ قائم ہو گیا کہ اوس کی نصب مین کسیطرح کا خلل واقع نہوا جہان پناہ نے فرمایا کہ وہان کے
صناعون نے ایک بہت بڑی عمارت عالیشان ایک آئینے کی تیار کی ہے کہ جسمین بہت وسیع دالان
اور کمرے اور دیوارین اور ستون اور سقف اور بام وغیرہ سب ایک ہی آئینے کے ڈہلے ہوتے
ہین غور کا مقام ہے کہ فقط ایک ہی سانچہ تیار کر کے وہ آبگینہ یکبارگی اوسمین ڈہال دیا کہ سب جگہہ
برابر پہونچ جائے کسقدر دشوار ہے ظرف اور سانچہ کی وسعت تو بالائے طاق مگر صناع کی عقلِ وسیع کی
وسعت قابلِ ستایش ہے سوداگر نے عرض کی کہ بحمداللہ لایزال فدوی نے جس روز سے
اوس عمارت کو دیکہا تہا آجتک اوس صناع کی صنعت کاری کا قائل ہے ہمیشہ اپنے دلمین خیال کرتا تہا
کہ یا الہی ان آئینون کو کس قسم کے مصالح سے اس عمارت مین نصب کیا ہے کہ جوڑ اصلا نظر نہین آتا
لیکن حضور کے ارشاد سے آج عقدہ حل ہو گیا پہر عرض کی کہ جب فدوی کا گذر برِّ اعظم افریقہ کی
طرف ہوا تو ایک ہیولِ بیابان بنی ہوئی اسقدر وسیع نظر آئی کہ جس مین بارہ محلِ عالیشان دالانون مین

ہیولِ بیابان

جو ترتیب ایک دوسرے کے پاس بنے ہوئے ہیں جو کوئی اون کے دیکھنے کو اندر جاتا ہے
پھر باہر نکلنے کا راستہ نہیں پاتا ہے مگر ظاہرا ایک عجیب شئے ہے خسرو پرور نے فرمایا کہ شاید
آپ کو اس کا مفصل حال معلوم نہیں ہی جسقدر یہہ عمارت اوپر بنی ہوئی ہے اوسی قدر زمین کے نیچے
بھی ہے یہہ عمارتیں بادشاہوں کے قبرستان کے لئے بنائی گئی تہیں اس بہول بھلیاں میں
کمروں اور دالانوں کی سیر کے لیے اندر جانیوالے کو داخل ہونے سے پیشتر اپنے نکلنے کی تدبیر
سوچ لینی ضرور ہے چنانچہ ایک بہول بھلیاں جزیرہ کریٹ کی جو ملکِ یونان کے جنوب میں واقع ہے
اوس میں بہی سینکڑوں بیچدار راستے اور ہزاروں خمدار دروازے اور بیشمار تہہ خانے اور بے انتہا
بالاخانے بنے ہوئے ہیں پہر سیاحِ گیتی نورد نے عرض کی کہ حضورِ عالی اسطرح سے ایک مرتبہ راقم کو
ترا علیم البنا کی طرف سفر کا اتفاق ہوا اسوقت ہندوستان میں وارد ہوا ہوں سے عجائبات
وغرائب نظر سے گذرے یہاں کے باشندوں کو ہر علم کی طرف متوجہ پایا اور عمارات و مکانات
وغیرہ دور دور مشہور و معروف ہیں چنانچہ اکبرآباد میں روضۂ منورہ تاج گنج تربیل
یعنی ڈیڑہ کوس کے فاصلے برجانبِ مشرق واقع ہے اول حاشیہ دربہ سورۂ والفجر بخطِ ثلث
تختہ سنگِ سفید پر حروفِ سنگِ سیاہ سے مرصع لکہی ہے اگرچہ باعتبار حروف ایک والفجر ہے
مگر بحیثیتِ سواد و بیاض واللیل بہی اوسی میں حروفِ سنگِ سفید سے آشکار ہے مثل بریں طرہ یہ ہے
حیران ہے کہ ہر حرف جیسا نزدیک سے نظر آتا ہے اوسطرح دور سے بہی دکہائی دیتا ہے
جبکہ مدوح نے دروازے میں قدم رکہا تو گویا بے حساب وکتاب جنت میں داخل ہوگیا یعنی ایک
باغِ فردوس نگار پر بہار نظر آیا روشوں پر دو رویہ سرو و صنوبر کی قطار پر خیابانِ خیاب
بہشت کی کیفیت آشکار نہریں جابجا رواں فوارے موقع بموقع نمایاں حوض دلاویز قرینہ بقرینہ
پرپر جبکہ مدوح اوس باغ سے آگے بڑہے وہ روضۂ رفعت انتما نظر آیا ہیبتِ مجموعی اس روضۂ
روح افزا کی بہشت سے پہلو بناتی ہے اور اوس پر آب میناکاری نے بہائے آفتاب
وکلس طلائی ترتیب دیتے ہیں مقبرے کے اندر جاکے دیکہا تو وہان طرفہ تجلیات
انوارِ الٰہی اور عجائباتِ صنعتِ کبریائی کا مشاہدہ کرکے دیدۂ بصارت اور چشمِ بصیرت کو منور
و مجلٰے کیا کہ نہ کبہی دیدۂ دیدنے دیکہا اور نہ کبہی گوشِ شنیدنے سنا وسطِ عالی ایک تہہ خانے
میں واقع ہے وہ تہہ خانہ انوارِ رحمتِ الٰہی کا خزانہ ہے اور اوپر کے درجے میں ٹہیک
اوسی کے مقابل دو تعویذ منقش ہیں اون دونوں مقابرِ اصلی پر اسباب کی نقش طرازی اور پچہی کاری کے

نظارہ سے خیابانِ عقل و شعور کو حیران اور مصورِ قوتِ متصورہ کو سرگرداں ہے صناعانِ نازک دستِ
شہر کے ہر پھول سے مثلِ ابسار رنگ و ریشہ اور ایک سماں ہے کہ جسکے روبرو آدم اللہ ہی ہوتا ہے یہ
رنگ نگار رفتار اور رنگ کی اونی صنعت یہہ ہے کہ ایک پھول میں ہشت پارہ سنگِ رنگارنگ ایسے
وصل کئے ہیں کہ ہرگز اوسکے پیوند نظر نہیں ہوتے اسیطرح اکثر سنگِ زرد پے تختہ مرمر پر تحریر کی ہیں
گویا طلائے مہر سے صفحہ ماہ پر جدولیں کھینچی ہیں اور سنگ مرمر کی جالیاں اس خوبی و نظافت سے
بنائی ہیں کہ بیدوں کی تے اونکو چادر گلہائے نسترن یا ماہتاب یا نور طرازانِ گلشن عدل سمجھا اور یہ صنعت
صنع انسان کا کسی عیب سے … و رسا ایسا سنا جاتا ہے کہ ایک کرہ سنگ مرمر کا ایسا ایک دانہ درِ یتیم کے
معلوم ہوتا ہے شاعر گوہر نورِ اول اوسی کو کہتے ہیں غرض تمام درجے اوسکے مشاہدہ کئے اور ہر
درجہ کے نظارہ سے مدایح دانائی و بینائی زیادہ ہوتے عقب میں اوسکے ایک مسجد وسیع اور
مسجد کے مقابل تسبیح خانہ … اور نیچے اوسکے شمال رود دریا جمن سرحد پابوسی میں ہمیشہ سرگرمِ
اوس جگہ سے کوسوں تک عالم آب نظر آتا ہے ہر روز یکشنبہ وہاں میلہ بھرتا ہے حوض اور نہریں
پانی سے لبریز کیجاتی ہیں فوارے چھوٹتے ہیں شہر کی خلقت اور صاحب لوگ جمع ہوتے ہیں
تماشائیوں کا اژدحام ہوتا ہے مدتیں سے وہ روز بہشت اور در دیکھا ہے اور اوسکا نقشہ صفحہ خاطر پر
اسطرح کھینچا ہوا ہے اوس حسن میں سے اس … کو نہیں جاتا عمرت
ادریس علیہ السلام کا سا حال ہو جاتا ہے اور یہہ شعر مصاحب زبان پر بار بار آتا ہے




اگر فردوس بر روئے زمین است ہمین است و ہمین است و ہمین است

شہزادہ خسرو سرور نیک اختر نے ارشاد کیا کہ اے سوداگرِ گیتی نورد تمنے اس روضہ
عالی کی کیفیتِ ظاہری بیان کی گر حقیقتِ اصلی سے حاضرینِ دربار آگاہ ہوتے بہتر ہم گوشگذار
سامعین کرتے ہیں اوسدم تمام باریافتگانِ بارگاہِ خسروی نوردیدہ خسروِ عالیوقار کیطرف مع سوداگر
جہانگرد متوجہ ہوئے خسرو پرور نے ارشاد کیا کہ اگرچہ وہ روضہ مقدسہ ہماری نظر سے
نہیں گذرا لیکن ازروئے تحقیقاتِ اہلِ تواریخ مجھے اسقدر معلوم ہے کہ جسوقت ارجمند بانو بیگم زوجہ
شاہجہاں بادشاہ کا کہ جو آصف جاہ برادرِ نورجہاں بیگم کی دختر تھی انتقال ہوا تو اوس بادشاہِ
وفاشناس نے بنائے روضہ فلک رفعت کا حکم دیا اور تمام قلمرو ہند اور بلادِ دوردست سے جواہر
و نفایس سنگہائے عجائب غرائب کی طلب میں جاری کئے اور استادانِ صنع کار و معمارانِ شگرف آثار

اور خوشنویسانِ جواہر رقم و نقاشانِ مانی قلم کو ہر کشور و ولایت اور ہر اقلیم و شہر اعظم سے طلب کیا چنانچہ
معماران قوی ہیکل اور حجاران چابکدست فولاد بازو سے بنیاد اوسکی تا سرِ آب پہونچا کر ایک چبوترہ تین سو
چوبیس گز طول اور ایک سو چالیس گز عرض میں بہایت متانت و استحکام کے ساتھ تیار کر کے اوس
زمین سے سولہ گز کرسی بلند مرتب کی اور سطح کرسی پر وہ عمارتِ سراپا کرامات بارہ برس کے
عرصہ میں درجہ اختتام کو پہونچی دائرہ اوس گنبد بزرگ کا دو سو دس گز ہے کہ جسکا قطر قریب ستر گز
ہوتا ہے اندر سے سقف تیس گز بلند ہے اور سر گنبد سے کلسِ مطلا گیارہ گز اور زمین سے کلس کی اونچائی
ایک سو نوے گز ارتفاع ہے اس روضہ مقدسہ کی چار دیواری کے باہر ایک جلوخانہ ہے طول اوسکا
دو سو چار گز اور عرض دو سو تیس گز اور اوسکے چاروں اضلاع میں ایک سو اٹھائیس حجرے ہیں اور دو بڑے
بڑے کمرے کہ ہر ایک طول میں چھ گز اور عرض میں چوبیس گز ہے اور اوس میں تیس تیس حجرے اور
اوس طرف ایوان وسیع اور اوسکے روبرو بازار چار سو کہ جسکو عرف میں چوہٹہ کا بازار کہتے ہیں بہت
عریض و طویل اور چار سرائیں بہایت فراخ و وسیع کہ جس سے ہر ایک کا عرض و طول تین سو ساٹھ گز اور
چھتیس چھتیس حجرے ہیں اور یہہ عمارتیں مع ایوان اور دالانوں کے ساختہ سنگِ سرخ سے مرتب ہیں
غرض یہہ مقام محمود اور روضہ مسعود ہر موسم میں طرفہ حالی اور بہشتِ جاودانی ہے سردی میں تابشِ آفتاب
حمام معتدل اور گرمی میں ہوائے خنک راحتِ جان آرامِ دل ریاض میں اساس سرو بار فردوس بطرہ اور بہار میں لالہ و گل سے رنگِ طوبیٰ

**مؤلف**

عجب مرقدِ پاکِ شیخ محمد | کہ ماوائے اوق کا ہے وہ مہد
مرصع جواہر سے دیوار و در | ہوا آبِ گوہر سے بھی تازہ تر
محل کیوں ہو اوس سے باغِ بہشت | کہ ہے رشکِ فردوس یہ سر بہشت
وہاں کی سے جاروب مژگانِ حور | کہ آنکھیں بچھاتے ہیں داماں حور

باغ کا وہ عالم کہ لالہ کوہ جادو اس کے مقابل زمین کی عیب ہے ہر چمن سرد و سرو و لرزاں
اور سب بوٹے روضہ مبارک اوس کے گل جابجا کی حسرت سے زیر باغ در پہلو و سر گرداں

**مؤلف**

دیکھ کر برقِ سہ سری رنگِ چمن | خوش نوا سے سے ہے انگشتِ حیرت در دہن

اوسکے سرو و شمشاد بلند کے سامنے حور قامتِ ہر دلِ جہاں پست اور اوسکی بہارِ دلکش کے روبرو رونقِ چمن
گلزار درشکست نظم + عالم حسین باغ باد بہ دیدہ + نہ فسرا نقش جسیم الافلاک دیدہ + جانان کر خیم سا دو دورہ +

کہاں حسن رزاں میں السطور ۔ ہر مسیح شاخ گل بے ورنگ ۔ مرآدروہ معنی رنگ رنگ ۔ ۔ اوسکے حوض جان بخش کی نم سے آبِ حیواں بردۂ شرم میں ۔ روش اور اوسکی صفائی حسد دل گلستان برآئینہ حیرت

متولف

| | |
|---|---|
| زیبت حوض ہے وہ روش | بہاں ہیں حتے راہ گلشن |
| دارد ارتفاع مستعمول | مانا ست راست وقد سرو دل |
| ہے لطف سراہ دستگیری | گردوں کے لیئے عنایت سری |
| توارہ ہے باکہ سحل سیماب | باب وروال عالم آب |

ہمیشہ کی شاخیں گل تر سے نگار دل اونکے لیے اودہی ہیں با احسان عصمت کے رنگیاں حسن کو اوسکے دامن سرخی کی گردی کی ہیں

قطعہ

| | |
|---|---|
| بہارِ گل طرہ اثر اکسیر گشت ولو سکل | اداوی ریح گل سیح عمر دل گل |
| طریق صدق ماسور ارشادی دل | راستی طلب آزادگی رسد و جیں |

اس باغ کا طول و عرض چالیس بیگہ ہے اور وروش تمام سنگِ سرخ کی اور اوسمیں سرو گل کیسے عقیق یمنی کی شاخیں ہیں یاقوت و زمرد کی غنچیاں سرخ ہیں سنگ مرمر کی بہروش آتشِ سطح آئینہ چمکتا ہے کہ اوسکے حوضوں میں آتی ہیں

متولف

| | |
|---|---|
| وہ کہیں ریب ودربا ریور باغ | کھول مادل کو روح میکدہ باغ |
| وہ کہیں رنگ آب رندگانی | طراوت بخش باغ کا مرانی |

اوس گل زمین کے وسط میں ایک چبوترہ سیماب رنگ جلوہ نما ہے اور درمیان اوسکے نقطہ مرکز کے مانند ایک حوض کا عکس اوس کی التماس جو سنگ مرمر و سنگ سیمی ہے اوس عمارتِ عالیشان میں صرف ہوا ہے نورِ چشم تجلی طور ہے اور سواد و بیاض دیدۂ حور اور جو عقیق ولاجورد اوس میں سیاہی سیاں میں خرچ کیا ہے تحتِ نگیں اور نور چشم معدن ہے اوسکی محراب خورشید فضا کے رنگ سے ہلال ہمہ تن ناخن سیہ جراتس مکلبت اور اوسکے کمانچہ طرائع کے سنے کی بی قوسِ قزح کو نقش کرتا ہو کیا جانے

قطعہ

| | |
|---|---|
| جبینِ مرعولہ محراب و ورد الاش | طاق ابروئے تمال بہر سلام آمدہ خم |
| بانے میاوِ نویسش سر گاو ریب | ارک نام رند بوسہ بعرش اعظم |

اس تصیر باور العصر کا تہہ جامہ ہوائی کا نشانہ کا آفتاب ہر روز اوسکی ماریالی کیواسطے رحمہ جوا اور ماہتاب کو ہر شب اوسکی آشنا روسی میں لگا ہوا ہے وہاں برابر ابرار سلطان ابوالمظفر شہاب الدین محمد صاحبقران ثانی خاقان شاہجہان بادشاہ

اور ارجمند بانو بیگم ملقب بہ ممتاز محل کا جو حرم بادشاہ کی تاریخ انتقال رضی اللہ اور ممتاز محل کی تاریخ وفات یہہ ہے

## تاریخ

| | |
|---|---|
| زین جہان رفت چو ممتاز محل | در جنت فردوس حور کشاد |
| بہر تاریخ ملائک گفتند | جائے ممتاز محل جنت باد |

اس مصرع سے ایکہزار چالیس ۱۰۴۰ ہجری اور پہلی مصرع سے ایکہزار چھیالیس ۱۰۴۶ ہجری برآمد ہوتے ہیں قصہ مختصر آگرہ میں وہاں ایک مقبرہ عالیشان بنام ممتاز محل بنا تھا مگر اب بغلایت رنگ سے ویران ہوگیا ہے لیکن تاہم کچھ کچھ نشان اسکا یادگار کسی ایام ہے

## فرد

| | |
|---|---|
| از نقش و نگار در و دیوار شکستہ | آثار پدید است صنادید عجم را |

الحال سوداگر نامور سیاح جہانگرد سیاہیں لوڑ جو عجائبات عراق اور دور دراز کی صورتیں طول طویل بیان کرتا تھا شہزادۂ عالیجاہ دلشاد تک لاگو ہر چند پر اوسکی حقیقت اور کیفیت اس عمدگی و لطافت سے ارشاد فرماتا کہ حاضرین محفلِ امتحان گوش ہمہ تن چشم بصیرت کا لطف مشاہدہ کرتے تھے اور جس چیز کو خواب میں بھی کبھی نہ دیکھا تھا شہزادۂ روشن بیان کی فصاحتِ تقریر سے قوتِ متعددہ اوسکی تصویر صفحۂ خاطر پر منقوش کر دیتی تھی اور نقشہ اوس کا قوتِ متخیلہ کی آنکھوں میں کھنچ جاتا تھا

## مؤلف

| | |
|---|---|
| ذرہ سا جو وہ فقرہ جدہ اثر کرتا تھا | بے گوش کو لقمہ پر گہر کرتا تھا |

حصۂ محفل بہت سا کل اور سیاحین تصویر پذیر لیے علیٰ علیہ نہیں آورت تا السعد بیان مجسم ہو بیجا یا اور ہر مرتبۂ احسنت و مرحبا ہر طرف سے اسقدر بلند ہوا کہ فلک عرش اعظم پر سنا اور شہزادۂ والیشان کی ترقی مدارج علم و عقل کیواسطے درگاہِ پروردگار میں التجا کرنے لگے اور امور عمر و دولت کے لیے بارگاہ کردگار سے دل و جان خواستگار ہوتے

## مؤلف

| | |
|---|---|
| کیا خوش نصیب ہے کہ جسے طالبانِ ہنر | دیتے ہیں وہ ہمدم یہہ دعا طال عمرہٗ |
| اس عندلیب گلشنِ اقبال کے لیے | ہے مرغ سدرہ نغمہ سرا طال عمرہٗ |
| الیاس و خضر و عیسیٰ و ادریس سے نظام | رکھتے ہیں ورد صبح و مسا طال عمرہٗ |

سامان تاجرِ سیاح روپیسہ درہم و دینار بیشمار اور المماثل زر و جواہر آبدار شہزادۂ نامدار کے فرق مبارک پر سے نثار کیے
مہربار بے عزت و نام سے ہزار بار جیسے کا خلعتِ گراں بہا مرحمت فرما کر سوداگرِ انشور کو
رخصت کیا اور ہر ایک زر و نگار کو بھی نوازشِ بے حد سے جہات معمور
و مسرور و بامراد ہر بار مرحمت ہوا

# باب پنجم موسوم بہ عقل ششم

مؤلف

ساقیا تجھکو دعا دیتے ہوے جاتے ہیں — شاد رہ تو کہ تری بزم سے ہم شاد چلے
وقت بر بھول نجانا کبھی ہاں یاد رہے — وہ نہ یہ ساغر اگر اے شیخ پر یرا و چلے

فرمانروا روزگار اور خرد پرور قبا گاہ میں تشریف لاتے امتحان سے تو فرصت ہو چکی تھی دوسرے علوم کیطرف متوجہ ہوے اوستاد نے کہا کہ اے خرد پرور اب کچھہ علم کا آثار مثل حساب وجبر ومقابلہ ومساحت وریاضی وطبعیات وہیئت وجر اثقال وغیرہ بھی تھوڑا تھوڑا سیکھہ لو فرد کار دنیا کسے تمام نکرد ہر چہ گیرید مختصر گیرید اگرچہ انمین سے ہر علم ایک دریا ہے مگر ہم کوزے میں بند کرکے تمہیں اوسکی کیفیت سے واقف آگاہ کرتے ہیں شہزادہ ہوشمند آداب بجا لایا فرمانروا روزگار نے دعائے خیر دی اور کہا کہ ان علوم میں سے علم حساب بھی ہے اسکو اول بیان کرنا مناسب سمجھتے ہیں حقیقت میں علم حساب جوہرہ جمیع معاملات دنیوی کے ہے اظہر کیواسطے کسوٹی ہے

جو شخص اسمین کامل نہیں وہ ہر بات میں ناقص ہے اگر یہہ علم نہوتا تو حق وباطل میں ...
اور انسان مثل حیوان بے تمیز ونادان رہتے ایک سے ایک کو شرف امتیاز ہرگز نہوتا جو آدمی خواہ غریب ہو خواہ امیر اس دنیا میں اسے مخدوم وخدم اور ملک وحشم سے اور مراتب دین میں سے بعض بعض اوقات عمر سے شب وروز بر سر حساب رہتا ہے وہ بحر سود ومفاد کے زینہار نقصان وزیاں میں نہیں پڑتا پس ہر شخص کو واجب لازم ہے کہ یہہ علم حاصل کرے اور اس نعمت عظمی ودولت کبری سے محروم وبے نصیب نرہے خصوصا اہل سلطنت وریاست اور صاحب دولت وحکومت کو تو نہایت ضرور ہے کہ انکو ہر وقت اسی سے کام پڑتا ہے اے خرد پرور اس علم شریف کے ذریعے سے عدد مجہولات کو عدد معلومات سے دریافت کرتے ہیں اور اس علم کا موضوع عدد ہے یعنی خاص عدد سے بحث کیجاتی ہے پس عدد کی دو قسمیں ہیں ایک **مطلق یعنی صحیح** دوسرے **مضاف یعنی کسر** اور اوستادان علم حساب نے صورت اعداد کیواسطے نو رقمیں مقرر کی ہیں چنانچہ اونکی شکل یہہ ہے ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹
اور دسوین شکل صفر کی یہہ ہے ۰ یاد رکھو کہ صفر حساب کی اصطلاح میں اوس نقطے کو کہتے ہیں جو حفظ مراتب کیواسطے لکھا جاتا ہے اور متقدمین صفر کی صورت کو ... کتوں کیطرح مدور رکھتے تھے

بیان علم حساب

یعنی ۵ ؛ اور پانچ کی رقم کو چہوٹی میم کیصورت پر اصطلاح کہ جسکا دامن سر سے ملا ہوا ہو یعنی ؛ O ؛ بالکل بنا دی مگر پانچ کو صفر متقدمین کی شکل اور صفر کو نقطہ حروف تہجی کیصورت لکہنا شروع کر دیا اسکا یہہ دستور ہے کہ اگر ہر عدد تحریر کرنا منظور ہے اور اوس سے پہلے کوئی عدد نہو تو اول میں جسقدر مرتبے واقع ہوں اوسیقدر نقطے لکہدیتے ہیں چنانچہ دس اور بیس وغیرہ میں نوے تک درجۂ آحاد پر ایک نقطہ موجود ہے یعنی ؛ ۱۰ ؛ ۲۰ ؛ ۳۰ ؛ ۴۰ ؛ ۵۰ ؛ ۶۰ ؛ ۷۰ ؛ ۸۰ ؛ ۹۰ ؛ اور سو دو سو وغیرہ میں نو سو تک درجۂ آحاد و عشرات پر دو نقطے موجود ہیں یعنی ؛ ۱۰۰ ؛ ۲۰۰ ؛ ۳۰۰ ؛ ۴۰۰ ؛ ۵۰۰ ؛ ۶۰۰ ؛ ۷۰۰ ؛ ۸۰۰ ؛ ۹۰۰ ؛ اور ہزار دو ہزار وغیرہ میں آحاد و عشرات و مئات کا مرتبہ خالی ہونیکے سبب سے تین نقطے موجود ہیں یعنی ؛ ۱۰۰۰ ؛ ۲۰۰۰ ؛ ۳۰۰۰ ؛ ۴۰۰۰ ؛ ۵۰۰۰ ؛ ۶۰۰۰ ؛ ۷۰۰۰ ؛ ۸۰۰۰ ؛ ۹۰۰۰ ؛ وعلیٰ ہذا القیاس اور جب اس سے پہلے کوئی عدد ہوگا جیسے ۳۲ بتیس یا ۴۵۷ چار سو ستاون وغیرہ تو ان اعداد کے سبب سے ہر عدد اپنے مرتبے میں ہوتا ہے نقطوں کی کچھہ ضرورت نہیں اور جگہ بعض مراتب میں اعداد ہوں اور بعضے میں نہوں تو جن مرتبوں میں عدد نہو گا وہاں نقطہ رکہدینگے مثلاً چھہ سو نو یا تین ہزار دو سو سات اسطرح لکھتے ہیں ۶۰۹ اور ۳۰۲۰۷ وعلیٰ ہذا القیاس اور ہر ایک عدد کا عدد اپنے ماقبل کے عدد سے مرتبے میں دہ چند ہوگا اور ہر مرتبے کیواسطے ایک نام جداگانہ مقرر ہے چنانچہ ؛ اکن ؛ دہائی ؛ سیکڑا ؛ ہزار ؛ دہ ہزار ؛ لکہہ ؛ دہ لکہہ ؛ کروڑ ؛ دہ کروڑ ؛ ارب ؛ دہ ارب ؛ کہرب ؛ دہ کہرب ؛ نیل ؛ دہ نیل ؛ پدم ؛ دہ پدم ؛ سنکہہ ؛ دہ سنکہہ ؛ وغیرہ اسیکی طرف اشارہ ہے اور محاسبین متقدمین و حکمائے سلف تعداد ایام و شہور و سنین اور آب پاشی وغیرہ اور وزن اشیا کے لیئے اور بعد عدد صغیر کو عدد کبیر کے مقابل لکھنے کیواسطے بہی اعداد مذکورہ استعمال میں لاتے ہیں اور تعداد مسائل دانقرہ و طلا و اراضی وغیرہ کو قوم عرب سے لکھتے ہیں عربی رقمیں یہہ ہیں

[illegible]

ان رقموں میں ایک سے لگا کر دس تک برابر شکلیں متواتر موجود ہیں اور بیس سے نوے تک دہائیاں اور سو سے نو سو تک سیکڑے اور ہزار سے دس ہزار تک رقموں کی صورتیں معلوم ہوتی ہیں انکے دریافت کر لینے سے انسان ہر طرح کی رقم لکھہ سکتا ہے نمونہ یہ ہے

اسقدر یهه وجوه کافی هین اور لاکهه کیواسطے عربی مین یهه شکل مقرر هے لک اے عزیز برودر
بیشتر هم بیان کر چکے هین که عدد یا صحیح هوگا یا کسر لهذا پہلے عدد صحیح کی تشریح کرتے هین اول عمل جمع
اور وه دو عدد یا زیاده عددون کے اکٹھے کرنیکو کہتے هین یهه عمل داهنی طرف سے شروع کیا جاتا هے اس کا
طریق یهه هے که جن عددونکو جمع کرنا منظور هو اونکو دو سطرون مین اسطرح لکهو که اکائی کے نیچے اکائی
اور دهائی کے نیچے دهائی اور سینکڑے کے نیچے سینکڑا وعلیٰ هذا القیاس جهانتک جا هو پهر اسکے
نیچے ایک خط کهینچکر حاصل جمع کو اوسکے نیچے لکهدو اسلیئے که وه خط عدد مجموع سے عدد حاصل کو جدا کرتا هے
اس خط کا نام خط عرضی هے اب اس خط کے نیچے اکائی کو اکائی کے ساتهه جمع کرکے لکهو اور دهائی کو
دهائی کے ساتهه غرضکه آخر تک یهی طریقه جاری رکهو پس اگر وه عددونکی جمع دس سے کم هو تو اوسکو بجنسه
اوس عدد کے نیچے لکهدو اور دس سے زیاده حاصل هو تو اوس زیاده کو تحریر کرلو اور جو پورے دس حاصل هون تو
اوس مرتبے کے نیچے صفر لگاؤ اور ان دونون صورتونمین دس کے بدلے ایک عدد اپنے ذهن مین محفوظ
رکهو اسواسطے که مرتبه اپنے اگلے مرتبے سے ده چند هوتا هے اور قاعده هے که دو سطرون کی جمع مین
ایک سے زیاده دهائی کبهی حاصل نهوگی غرضکه مرتبهٔ آینده کے حاصل جمع مین وه ایک زیاده کرنا پڑتا هے
اور جو آینده کوئی عدد نهو تو صرف وهی ایک نیچے لکهدو اے عزیز برودر اسکی چار صورتین هین ایک
یهه که وه مرتبه ایک سطر مین هو اور دوسری مین نهو چنانچه دوسرے یهه که ایک سطر مین وه مرتبه
موجود هے مگر عدد نهونیکے سبب سے صفر دیاگیا اور دوسری سطر مین وه مرتبه نهین هے چنانچه
تیسرے یهه که وه مرتبه دونون سطرونمین پایا جاے مگر ایک سطر مین عدد اور دوسری سطر مین صفر هو چنانچه
چوتهے یهه که وه مرتبه دونون سطرونمین موجود هو مگر دونون جگه بجاے عدد صفر لگا هو چنانچه
پس اگر حاصل جمع کی سطر مین کوئی چیز محفوظ نهو تو عدد کو یا صفر کو بعینه رقم کرو اور جو محفوظ هے
تو صورت اول اور سوم مین محفوظ اوس مرتبے کے اعداد مین ملادو اور صورت دوم و چهارم مین محفوظ کو
بعینه اوس مرتبے کے صفر کے نیچے لکهدو اور ان چارون صورتونکی مثال اس شکل سے ظاهر هے
یهه طریق دو سطرونکے جمع کرنیکا هے اور جو بہت سطرین هون یعنی تین چار یا اس سے زیاده تو اونکو بهی اسطرح
نیچے اوپر لکهو چنانچه اکائی کے نیچے اکائی اور دهائی کے نیچے دهائی وغیره اور عمل کو سیدهی طرف سے
شروع کرکے هر دس کے لیئے ایک ایک یاد رکهتے جاؤ جیسا که هم بیان کرچکے هین ان دونون عملونمین
کچهه فرق نهین هے مگر صرف اسقدر که دو سطرونمین ایک سے زیاده دهائی حاصل نهین هوتی اسلیئے ایک یاد رکهنا
پڑتا تها اور اسمین زیاده دهائیان حاصل هوتی هین اور هر دهائی کیواسطے ایک ایک نگاه رکهتے هین یعنی اگر

جمع

حاصل ہوں تو دو اور جب حاصل ہوں تو تین اور جب تین حاصل ہوں تو چار وعلی ہذا القیاس چنانچہ اوسکی مثال یہہ ہے

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| اعداد مجموعی | ۲ | ۰ | ۳ | ۱ | ۶ |
| | ۸ | ۱ | ۲ | ۲ | |
| | ۴ | ۱ | ۵ | | |
| | ۲ | ۹ | | | |
| | ۶ | | | | |
| حاصل جمع | ۸ | | ۲ | ۹ | ۶ |

عمل جمع کے امتحان کا طریق یہہ ہے کہ اعدادِ مجموع میں سے بے لحاظِ مراتب نو نو طرح دیں جو باقی رہ
اوسکا نام میزان ہے اسیطرح حاصلِ جمع میں سے بھی نو نو طرح کریں جو اس میں سے باقی رہے وہ اگر
میزان کے برابر ہے تو جانو کہ عمل صحیح ہے ورنہ غلط چنانچہ عملِ مذکورہ کی میزان یہہ ہے ۶ × ۶
دوم عملِ تضعیف اور وہ عددوں کے دوچند کر لینے کو کہتے ہیں یہہ عمل داہنی طرف سے شروع ہوتا ہے اسکا
یہہ طریق ہے کہ ایک سطر لکھو اور اسکے نیچے ایک خطِ عرضی کھینچو پھر ایک ایک عدد کو دوگنا کرکے اوس مرتبہ کے
نیچے لکھتے جاؤ اور دہائی حاصل ہو تو عددِ آیندہ کی تضعیف میں شامل کرو یہہ عمل بھی جمع کے مطابق ہے
صرف اسقدر فرق سمجھو کہ اوس میں دوسری طرف تحریر کرکے جمع کرتے ہیں اور اسمیں فرض کر لیتے ہیں کہ
دوسری سطر بھی اسکے مساوی موجود ہے اور تصور میں دونوں کو باہم جمع کرکے حاصلِ جمع کو نیچے
لکھتے جاتے ہیں چنانچہ عملِ تضعیف کی یہہ صورت ہے مضعف ۲۵۲۶۳ مضعف ۵۰۴۱۴۶ اسکا امتحان یہہ ہے کہ مضعف
کو نو کی طرح دو جو میزان باقی رہے اوسکو دوگنا کرکے لکھو پھر مضعف یعنی حاصلِ تضعیف کی میزان نکالو
اگر دونوں مساوی عدد ہیں تو جانو کہ عمل صحیح ہوگا ورنہ غلط ہے چنانچہ ۲ × ۲ سوم عملِ تنصیف
اور وہ عددوں کے نصف یعنی آدھا کرنے کو کہتے ہیں یہہ عمل بائیں طرف سے ابتدا کیا جاتا ہے
جز و ضرور یاد رکھو کہ عدد صحیح دو قسم ہے ایک زوج یعنی جفت جو دو حصوں پر صحیح تقسیم ہو جاتا ہے جیسے
چار چھہ آٹھہ وغیرہ دوسرے فرد یعنی طاق کہ جو دو صحیح حصوں پر تقسیم نہو سکے جیسے تین پانچ سات وغیرہ
اسکو کہ ایک سطر برابر لکھو اور ہر عدد کو دو حصے کرکے ایک حصہ بائیں طرف سے خطِ عرضی کے
نیچے لکھتے جاؤ اگر صحیح ہے تو پہلا اور جو کسر واقع ہو تو اوسکے واسطے پانچ اسے ذہن میں محفوظ رکھو
اور اس مرتبے سے داہنی طرف جو عدد ہے اوسکی تنصیف کرکے یہہ پانچ اوسمیں ملا دو اور جو سبب [illegible]
صفر ہو تو وہی پانچ اوسکے نیچے لکھدو اور جو ایک کا عدد ہو تو یہہ پانچ اوسکے نیچے ہی لکھے جائیں گے
مگر اوس ایک کا آدھا یعنی پانچ پھر اگلے عدد کی تنصیف میں ملایا جائیگا اسلئے کہ اگلا مرتبہ اب بائیں طرف
مرتبے سے دس حصے کم ہے تو بائیں عدد ایک کا اس داہنے مرتبے میں دس ہو جائیگا حسبِ طرح دس کا ہے

بائیں طرف کے مرتبے سے دس حصے کم ہے تو بائیں عدد ایک کا اس داہنے مرتبے میں دس حصے کا
مطیع دس ہے بائیں مرتبے میں ایک ہو جاتا ہے اور جبکہ عملِ تنصیف میں اکائی کے مرتبے پر ایک واقع
ہوگا تو اوسکے واسطے آدہے کی شکل ملا بائی پڑے گی اور اوسکے نیچے اگر پانچ محفوظ ہے تو نیچے
لکھہ دیا جائیگا ورنہ صرف ایک صفر لگا دینگے اور جو اوپر اکائی میں کوئی اور عدد طاق ہوگا تو اوسکی
تنصیف کے بعد پہر اکائی کا آدہا لکہنا پڑیگا چنانچہ عملِ تنصیف کی یہہ صورت ہے $\frac{۱}{۲}$ $\frac{۴۳۰۲۱}{۲۱۵۱۰}$
اور نصف کی علحدہ صورت یہہ ہے $\frac{۱}{۲}$ شمارکنندہ / نسب نما اس خط کے نیچے جو دو کا عدد ہے اسکو نسب نما
اور اوپر جو ایک کا عدد ہے اوسکو شمارکنندہ کہتے ہیں اسکا حال ہم نعلین کسر کے بیان میں سمجہائینگے
اسکے امتحان کا یہہ طریق ہے کہ سطرِ بالا کی میزان بطریقِ مذکور جو باقی رہے اوسکو تضعیف کرکے
داہنی طرف لکھو اور حاصلِ تنصیف کی میزان کو بائیں جانب لکھو اگر دونوں مساوی ہیں تو غالباً عمل
صحیح ہوگا چنانچہ اس عملِ تنصیف کی میزان یہہ ہے $\frac{۴۲۵۷۹}{۲۱۲۸۹}$ ۴ ✕ ۲

چہارم عملِ تفریق یعنی بہت عددوں میں سے تہوڑے عددوں کو کم کرنا یہہ عمل سیدہی طرف سے شروع ہوتا ہے
اسکا یہہ طریق ہے کہ زیادہ اعداد کو اوپر اور کم اعداد کو بطریقِ معلوم نیچے لکھکر ایک خطِ عرضی کھینچو
اور بڑے عدد میں سے چھوٹے عدد کو کم کرکے جو باقی رہے اوسکو اوسی عدد کے مقابل خطِ عرضی کے
نیچے لکھو اگر کچھہ نہ بچے تو صفر تحریر کرو اور جو اوپر والا عدد کم ہو تو بائیں طرف سے ایک تالی
اوسمیں ملاؤ یعنی اگر ایک ہو تو گیارہ اور دو ہوں تو بارہ بالو علیٰ ہذا القیاس اٹھارہ تک احتیاج ہے
اور اوسکے واسطے احتیاج نہیں پڑتی اسلئے کہ نو سب میں بڑا عدد ہے اگر اسکے نیچے نو ہونگے تو عدد
تفریق کے ایک نقطہ لگا یا جائیگا غرضکہ اس عدد مرکب میں سے وہ عدد کم کرکے جو باقی رہتا ہے اوسکو
لکھہ دو اور جس میں سے یہہ والی لی ہے اوسمیں ایک کم شمار کرو یعنی پانچ تھے تو چار رہ گئے اور چھہ میں
تو پانچ وعلیٰ ہذا القیاس اور جو والی لانیکی ضرورت میں بائیں طرف ایک صفر ہو یا زیادہ تو صفر پر
نو کا عدد لکھدو اور اون صفروں کے بعد جہاں کوئی عدد ہو اوسمین سے ایک کم کرکے وہ رقم اوپر
تحریر کرو اور جو آخر میں ایسے موقع پر ایک کا عدد ہوگا تو وہ خود فنا ہو جائیگا اور اوسکے اول کے
نقطے پر صرف نو باقی رہجائینگے اور اون نقطوں کے نیچے اوپر والے عدد کی تفریق کیجائے گی اور
یاد رکھو کہ زیادہ عدد تمہارے نیچے واقع نہوں گے چنانچہ عملِ تفریق کی مثال یہہ ہے دیکھو

عملِ تفریق

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| مفروق منہ | ۳ | ۵ | ۷ | | ۷ | ۲ |
| مفروق | ۲ | ۷ | ۸ | ۹ | ۲ | |
| حاصلِ تفریق | ۱ | ۹ | ۹ | ۰ | ۴ | ۲ |

تفریق کا امتحان اسطرح کیا جاتا کہ دونو کیطرح کے بعد مفروق منہ کی میزان سے مفروق کی میزان کم کرین میزانونکی حاصل جو عدد ہو اوسکے خانہ میں لکھو اور حاصل تفریق کی میزانکو نیچے کے خانہ مین لکھو اگر ان دونوں خانونکی رقمین برابر ہون تو عمل صحیح سمجھو۔

دونون کی حاصل تفریق

مفروق منہ کی میزان ۔ مفروق کی میزان

حاصل تفریق کی میزان

پنجم عمل ضرب یا بلحاظ دو دوسرے عدد کی مقدار بڑہانا جیسے پانچ کو چھہ مین ضرب دینے سے یہہ مطلب ہے کہ پانچ کو چھہ مرتبہ جمع کرین اور جن دو عددونکو باہم ضرب کرتے ہین ایک مضروب اور دوسرے کو مضروب فیہ اور تیسرے عدد کو جو کہ حاصل ہوتا ہے حاصل ضرب کہتے ہین اور انکو اعتبار کہ ان دونوں عددوں مین جسکو چاہین مضروب اوسکو چاہین مضروب فیہ قرار دین مگر دستور یہہ ہے کہ مضروب اور کم کو مضروب فیہ مقرر کرتے ہین آحروبرو عمل ضرب کی تین قسمین ہین اول مفرد کی ضرب مفرد مین یعنی اکائی کو اکائی مین ضرب دینا اور اسکے واسطے ایک عمدہ نقشہ ہم تہین یاد دلاتے ہین نقشہ مربع عمل ضرب

| ۹ | ۸ | ۷ | ۶ | ۵ | ۴ | ۳ | ۲ | ۱ | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | | | | | | | ۱ | ۱ |
| | | | | | | | ۴ | ۲ | ۲ |
| | | | | | | ۹ | ۶ | ۳ | ۳ |
| | | | | | ۱۶ | ۱۲ | ۸ | ۴ | ۴ |
| | | | | ۲۵ | ۲۰ | ۱۵ | ۱۰ | ۵ | ۵ |
| | | | ۳۶ | ۳۰ | ۲۴ | ۱۸ | ۱۲ | ۶ | ۶ |
| | | ۴۹ | ۴۲ | ۳۵ | ۲۸ | ۲۱ | ۱۴ | ۷ | ۷ |
| | ۶۴ | ۵۶ | ۴۸ | ۴۰ | ۳۲ | ۲۴ | ۱۶ | ۸ | ۸ |
| ۸۱ | ۷۲ | ۶۳ | ۵۴ | ۴۵ | ۳۶ | ۲۷ | ۱۸ | ۹ | ۹ |

اس نقشہ مین داہنی طرف کے عدد مضروب اور اوپر کے مضروب فیہ اور باقی حاصل ضرب ہین اسلئے دریافت کرنیکا یہہ طریق ہے کہ دونوں عددونکا حاصل ضرب اوس خانہ مین موجود ہے جو مضروب اور مضروب فیہ کے مقابل واقع ہوا ہے مثلاً چھہ کو چار مین ضرب کرین تو چوبیس ہونگے یہہ عدد اوس خانہ مین موجود ہے جو عرضاً چھہ کے مقابل اور طولاً چار سے محاذی ہے وعلی ہذا القیاس اور اگر آحاد کو غیر آحاد مین یعنی اکائی کو دہائی یا سیکڑے وغیرہ مین ضرب کرین یا غیر آحاد کو غیر آحاد مین یعنی دہائیون کو دہائیون اور سیکڑونکو سیکڑون یا ہزارونکو ہزارون مین ضرب دین تو اوسکا یہہ قاعدہ ہے کہ ایک عدد کی صورت کو دوسرے عدد کی صورت مین بغیر لحاظ مراتب کے ضرب کرو حاصل ضرب کو تحریر کرکے ایک جانب یا دونوں

مراتب میں جتنے صفر ہوں اول سبکو اس حاصلِ ضرب کے داہنی طرف لکھدو اب بلحاظ مراتب وہ عدد حاصل رہیگا
مثلاً ۴ کو پچاس میں ضرب دینے سے دو سو ہوتے ہیں پس ۴ کو ۵ میں ضرب دیا ۲۰ ہوئے اور جو ایک
صفر ۵۰ میں موجود ہے لکھدیا ۲۰۰ ہوئے اسیطرح ۸۰ کو ۶۰۰ میں ضرب دیا تو ۴۸۰۰۰ ہوئے یعنی
۸ کو ۶ میں ضرب دیا ۴۸ ہوئے پھر اوسکے داہنی طرف ۸۰ کا ایک نقطہ اور ۶۰۰ کے دو نقطے رکھدیے تو
۴۸۰۰۰ ہوگئے **دوم ضرب مفرد کی مرکب میں** اسکا یہہ طریق ہے کہ عدد مرکب یعنی مضروب فیہ کے
داہنی طرف ایک قوس کھینچکر مفرد مضروب کو لکھو اور مرکب کے نیچے ایک خط عرضی کھینچکر مفرد کو ہر رقم میں
ضرب دیکر حاصل ضرب کو اگر دس سے کم ہے تو خط عرضی کے نیچے لکھتے جاؤ اور جو دہائی حاصل ہو تو مفرد و
اور دہائی سے زیادہ حاصل ہو تو زیادہ کو لکھدو اور ان دونوں صورتوں میں دہائی آیندہ مرتبہ کے حاصل ضرب پر
زیادہ کرکے عمل جمع کا قاعدہ جاری کرو مثال اسکی یہہ ہے ۴) $\frac{۴۷۴۵۲}{۱۹۹۸۰۸}$ **سوم ضرب مرکب کی**
**مرکب میں** اسکے واسطے یہہ طریق ہے کہ مضروب کے پہلے عدد کو مضروب فیہ کے سب عددوں میں
بطریق مذکور ضرب کرکے عمل ضرب کو خط عرضی کے نیچے لکھو پھر مضروب کے دوسرے عدد کو مضروب فیہ کے سب
عددوں میں ضرب کرکے نیچے ایک مرتبہ چھوڑ کر تحریر کرو اسیطرح آخر تک عمل میں لاؤ جب عمل تمام ہو تو پھر دوسرا خط عرضی
کھینچکر حاصل ضرب کی سطروں کو مرتبہ وار جمع کرلو یہہ حاصل جمع تمام مضروب اور مضروب فیہ کی حاصل ضرب ہے

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | | ۸ | ۶ | ۵ | ۳ | مضروب فیہ |
| | | مضروب | | ۲ | ۳ | ۲ | |
| | | ۳ | ۴ | ۶ | ۱ | ۲ | عملِ ضرب |
| | ۲ | ۵ | ۹ | ۵ | ۹ | | |
| ۱ | ۰ | ۳ | ۰ | ۶ | | | |
| عملِ جمع ۲ | ۰ | ۲ | ۴ | ۸ | | ۲ | حاصلِ ضرب |

مگر اس ضرب کے واسطے ایک طریقہ سب سے بہتر و عمدہ جسکو شبکہ کہتے ہیں نہایت آسان اور سہل الحصول ہے
یعنی چار ضلع کی ایک شکل بناکر جسقدر مضروب فیہ کے مرتبے ہوں اوتنے مربع خانے عرض میں اور
جسقدر مضروب کے مرتبے ہوں اوتنے مربع خانے طول میں بناؤ اور ہر مربع میں ایک ایک ترچھا خط کھینچکر
دو دو مثلث نکالو اور مضروب فیہ کا ہر مرتبہ ایک ایک خانے پر برابر برابر ایک سطر میں لکھو اور مضروب کے
عدد بائیں جانب اس شکل سے تحریر کرو کہ سب کے نیچے اکائی ہو اور اسکے اوپر دہائی اور اوسکے اوپر سینکڑا
وعلی ہذا القیاس پھر مضروب کے ہر رتبے کو مضروب فیہ کے ہر رتبے میں اکائی سمجھکر ضرب کرو اور حاصل ضرب کو
ایسے خانہ میں لکھو کہ جو دونوں عددوں کے مقابل ہو جسطرح ہم پہلے ضرب مدرج کے نقشے میں سمجھا چکے ہیں

کرنا ماروں ہے کہ اکائی کو بیچے کے مثلث میں اور ہاتی کو اوپر کے مثلث میں تحریر کرو اور پوری حاصل ضرب کو
اوپر والے مثلث میں لکھو اور بیچے والے مثلث میں صفر دو اور یاد رکھو کہ ہر مربع میں ایک عدد کی
ضرب پوری ہوجاتی ہے اور تمام مثلثات مطلق ترتیب سے مطلق ضرب کا ہوگا جس کا اصطلاح عمل نام کر اور ان
عددوں کو منحرف جمع کرنا چاہیے یعنی حسب ترتیب خطوط اور انکے درمیان جو عدد ہوں وہاں پر جمع کرو اور عدد
جاری کرنا رہے گا اور حاصل جمع میں ہر دہائی کے واسطے ایک ایک رقم کر کے بائیں کے عدد پر زیادہ کرو
جیسے عمل جمع وغیرہ میں تم یاد کر چکے ہو چنانچہ تم کو معلوم ہے کہ بطریق شبکہ آٹھ ہزار چھ سو ترپن
۸۶۵۳ کو دو سو چونتیس ۲۳۴ میں ضرب کریں گے تو یہہ صورت ہوگی شکلہ

| | ۸ | ۶ | ۵ | ۳ |
|---|---|---|---|---|
| ۲ | ۱ / ۶ | ۱ / ۲ | ۱ / | / ۶ |
| ۳ | ۲ / ۴ | ۱ / ۸ | ۱ / ۵ | / ۹ |
| ۴ | ۳ / ۲ | ۲ / ۴ | ۱ / ۵ | ۱ / ۲ |
| | ۲ | ۲ ۴ | ۸ | ۲ |

عمل ضرب کا امتحان یہہ ہے کہ مضروب کی میزان کو مضروب فیہ کی میزان میں ضرب کر کے حاصل کی میزان
لیں جو باقی رہے اگر وہ حاصل ضرب کی میزان سے مطابق ہے تو عالما عمل صحیح ہوگا جیسا کہ

حاصل کی میزان
مضروب فیہ کی میزان ۴ ╳ ۹ مضروب کی میزان
حاصل ضرب کی میزان

**ششم عمل قسمت** یعنی ایک عدد کو دوسرے عدد کے شمار پر برابر تقسیم کرنا پہلے عدد کو مقسوم اور دوسرے کو
مقسوم علیہ اور تیسرے کو خارج قسمت کہتے ہیں مثلاً بیس کو چار پر تقسیم کریں یعنی اوسکے چار حصے برابر کریں تو پانچ
حاصل ہوتے ہیں لیس ۲۰ مقسوم ہے اور ۴ مقسوم علیہ اور ۵ خارج قسمت اور یہہ عمل بائیں طرف سے
شروع کیا جاتا اسکا طریقہ یہہ ہے کہ مقسوم کے عدد کو برابر ایک سطر میں لکھو اور اوسکے بائیں طرف ایک قوس
کھینچکر مقسوم علیہ تحریر کرو پھر دیکھو کہ مقسوم کی رقم آخر سے مقسوم علیہ ایک بار یا زیادہ بار نقصان پا سکتا ہے یا نہیں
اگر پا سکتا ہے تو عمل جاری کرو ورنہ مقسوم کے داہنی طرف سے ایک رقم یا دو تین رقمیں یا زیادہ عدد آخر میں لیکر
اس سے جتنے مقسوم علیہ نقصی مع کل سکتا ہے نکالو اور داہی طرف قوس دیکر اوسکو لکھ لو اسکا نام خارج قسمت
اس خارج قسمت کو مقسوم علیہ میں ضرب دیکر حاصل ضرب کو مقسوم میں سے تفریق کرو حاصل تفریق ہمیشہ مقسوم علیہ سے
کم ہوگا اور مقسوم کے داہنی جانب سے عدد اوتارتے جاؤ اور اسی طرح برابر یہہ عمل تمام کرو اگر یہہ اعداد تو بے بقیہ پورا
ہو جائے تو نکتہ کے صورت اوسکے داہنی طرف ساتھ اوسکا مفصل طریقہ تم کسر کے بیان میں پڑھوگے

اور صورت اس عمل کی یہہ ہے کہ مثلاً ہم چاہتے ہیں کہ دو سو ستانوے کو ستائیس پر قسمت کریں تو گیارہ خارج قسمت ہو گئے یعنی ۱۱ ( ۲۹۷ ( ۲۷ اب دیکہا کہ ۲۷ کا عدد جو مقسوم علیہ ہے مقسوم کے عددِ آخر یعنی کہ ۲ میں نہیں جا سکتا اسلئے اس دو کی داہنی طرف سے ایک عدد اور ملایا ۲۹ ہوئے انمیں سے ۲۷ ایکبار جا سکتا ہے اسکو سیدہی طرف قوس میں لکہا اس ا کو خارجِ قسمت کا ایک جزو سمجھو اب اسکو ۲۷ میں ضرب دیکر ۲۹ کے نیچے لکہا ۲۷ حاصل ہوے پہر تفریق کا عمل جاری کیا ۲۹ میں سے ۲۷ گئے ۲ باقی رہے اسکو خطِ عرضی کے نیچے لکہا اور دیکہا کہ مقسوم علیہ یعنی ۲۷ اوس ۲ میں سے نہیں جا سکتا اسواسطے مقسوم میں کا ایک عدد داہنی طرف سے اور ملایا یعنی ۷ تو اب یہہ ۲۷ ہوئے انمیں سے ۲۷ جو مقسوم علیہ تہا ایکبار نکلا اوس ا کو خارجِ قسمتِ اول کے داہنی جانب تحریر کیا اس ا کو پہر ۲۷ میں ضرب دیکر مقسوم کے نیچے لکہا اور عملِ تفریق جاری کیا ۲۷ میں سے ۲۷ گئے کچہہ نہ رہا اور عمل ہی تمام ہو چکا

مقسوم

خارج قسمت ۱۱ ( ۲۹۷ ( ۲۷ مقسوم علیہ

۲۷

۲۷

۲۷

۰ ۰

عملِ قسمت کے امتحان کا یہہ قاعدہ ہے کہ خارجِ قسمت کی میزان کو مقسوم علیہ کی میزان میں ضرب دو حاصلِ ضرب کی میزان اگر مقسوم کی میزان سے مطابق ہو تو غالباً عمل صحیح ہوگا جیسا نیچے ↓

حاصلِ ضرب کی میزان

میزانِ خارج قسمت ۲ × ۹ میزانِ مقسوم علیہ

مقسوم کی میزان

ہفتم عملِ جذر جو عدد کہ اپنی ذات میں ضرب کیا جاتا ہے اہلِ حساب کی اصطلاح میں اوسکا نام جذر ہے اور مساحت کی اصطلاح میں مربع اور جبر و مقابلہ کی اصطلاح میں مال کہتے ہیں اسے خوب ہی یاد رکہو کہ عدد دو قسم ہے منطق اور اصم منطق وہ ہے کہ فی الحقیقت جذر رکہتا ہو اور اصم وہ ہے کہ فی الحقیقت جذر رکہتا ہو مگر تقریباً اور اسکا قاعدہ یہہ ہے کہ بائیں طرف سے شروع کیا جاتا ہے اول جس عدد کا جذر نکالنا منظور ہے اوسکو ایک سطر میں لکہو پہر اکائی پر ایک نقطہ دیکر ایک ایک عدد چہوڑ کے عدد علامت کے نقطے لگاتے چلے جاؤ پس نقطہ یا آخر کے عدد پر تمام ہوگا یا عددِ آخر کے ماقبل پر اب دیکہو کہ اگر آخر کے عدد پر نقطہ ہے تو فقط وہی عدد لو اور جو اوسکے ماقبل پر ہے تو دونوں کو ایک عددِ مرکب تصور کرو پہر اوسکا جذر نکالکر نقطۂ آخر کے اوپر لکہو اور اوسکو بنفسہ ضرب دیکر اوسکے مجذور سے تفریق کرو حاصلِ تفریق کو خطِ عرضی کے نیچے لکہو پہر اوسکے بائیں طرف ایک قوس دیکر اوس جذر کو جو نقطے پر لکہا ہے تضعیف کرکے اوس قوس میں لکہو اور اوسکو مقسوم علیہ قرار دیکر

دا ہنی طرف سے دو عدد حاصل تفریق پر اوتار رو اور اسکو مقسوم قرار دیکر خارج قسمت کو نقطہ دوم مرکبیت
امداد جسکا مربع دوم ہے اب پہلے اسکو مضروب دیکر اور اسکے نیچے لکھو اگر واقی حاصل ہے تو باور رکھو پھر
اوسی عدد کو اوس عدد فوقی میں ضرب دیکر واقی شامل کر لو اور اس حاصل ضرب کو اوپر عددوں پر سے
تفریق کر کے حاصل تفریق کے بائیں جانب دوسری قرش کھیچو اور اوسکے دونوں عددوں کی تضعیف اوس کے بائیں
لکھکر مقسوم علیہ قرار دو اور مجدوریں سے دو عدد اوپر حاصل تفریق پر اوتار کر اوسکو مقسوم سمجھو خارج قسمت کو
جسکے نقطے پر رکھو اور آخر تک یہی عمل جاری کرو اگر کسر باقی نہ رہے تو عدد منطق ہے اور جو کسر بچے تو عدد اصم ہے
اور سکا لسب نما اور شمار کسرہ سا دینی عدد کو دو عدد کرکے ابی طرف سے ایک عدد تو لوگا اور ہیں لا دو اور اسکو
لسب نما سمجھکر حدِ علویس کتے کہو اور جو کچھ کسر باقی رہی ہو اوسکو لس حدِ علوی کے اور رکھو چنانچہ دونوں صورتوں میں عمل کی مثال یہ ہے

عددِ منطق کی مثال

۴ ۷ ۹

۶ ۷ ۶ ۸ ۴ ۹

۱ ۸

۱۸ | ۶ ۸ ۳

۹ ۳ ۱

۱۹۴ | ۶ ۷ ۷ ۷

۶ ۷ ۷ ۷

× × × ×

| شمار کسرہ | ۱ ۸ ۳ |
| --- | --- |
| لسب نما | ۳ ۶ ۴ |

عددِ اصم کی مثال

۱ ۳ ۲

۲ ۴ ۷ ۳ ۵

۴

۴ | ۷ ۳ ۱

۹ ۲ ۱

۴۶ | ۲ ۴ ۸

۱ ۶ ۴

۱ ۸ ۳ کسر

ہشتم اربعہ متناسبہ یعنی تین عدد معلوم ہیں سے چوتھا عدد مجہول دریافت کرنا اسکا قاعدہ یہ ہے کہ اس حساب میں
چار عدد ہوتے ہیں اس طرح کہ اول کو دوسرے کے ساتھ ہے وہی نسبت چوتھے کو تیسرے کے ساتھ ہے
اگر تیسرا عدد معلوم ہو تو پہلے عدد کو چوتھے میں ضرب دیکر حاصل ضرب کو دوسرے عدد پر قسمت کرو خارج قسمت
تیسرا عدد مجہول ہوگا اور جو چوتھا عدد معلوم ہو تو دوسرا اور تیسرے عدد کو باہم ضرب دیکر اول پر تقسیم کرو خارج قسمت
چوتھا عدد مجہول ہوگا چنانچہ ایک سیر دس روپیہ کی چار سیر پانچ روپیہ کی گھی ہوگی یہاں تین عدد معلوم ہیں
یعنی ۱۰ اور ۴ اور ۵ مگر چونکہ ابھی چوتھا عدد معلوم نہیں اسواسطے دوسرے عدد کو تیسرے عدد میں یعنی ۴ کو ۵ میں ضرب دیا
۲۰ ہوئے اس حاصل ضرب کو عدد اول یعنی دس پر تقسیم کیا تیس ہوئے بس دو مرتبہ لکھنے ہیں یہی خارج قسمت
یعنی ۲ کو مطلوب اور چوتھا عدد ہے اس سے ظاہر ہوا کہ پانچ روپیہ کی دو سیر ہوگی وعلیٰ ہذا القیاس تیسرا عدد معدوم
ہیں چنانچہ اسی سوال کو ہم دوسرے طور پر بیان کرتے ہیں جیسے دس روپیہ کی چار سیر تو کتنے کی دو سیر ہوگی
یعنی اسکی یہی ہے کہ ۲ ہوگی اب پہلے عدد کو چوتھے عدد میں ضرب دیکر دوسرے عدد پر قسمت کیا یعنی

دس کو دو میں ضرب دیکر چار پر بانٹا تو بیس میں سے پانچ حاصل ہوئے یہی پانچ مطلوب اور تیسرا عدد ہے
نہم عملِ خطائین یعنی دو غلطیوں سے تیسرا صحیح جواب حاصل کرنا اسکا یہہ طریق ہے کہ اگر کوئی سائل سوال کرے
تو اپنے ذہن میں ایک عدد فرض کرکے اوس سے جواب تلاش کرو اگر موافق ہے تو ہو المراد ورنہ خطا واقع
ہوئی پس دیکھو کہ خطا کم ہے یا زیادہ اور اس عدد کو علیحدہ تحریر کرکے جسقدر خطا واقع ہوئی ہے اوس کو بھی
جدا لکھو اس عدد کا نام **مفروضِ اول** اور اس خطا کا نام **خطائے اول** ہے پھر دوبارہ
ایک عدد فرض کرکے اوسپر وہی عمل جاری کرو اگر موافق ہوا تو جواب درست ہے اور خطا واقع ہوئی تو دیکھنا چاہیے
کہ زیادہ ہے یا کم اور اس عدد کو علیحدہ لکھو اور جسقدر خطا واقع ہوئی ہے اوسکو بھی جدا تحریر کرو اس عدد کا نام
**مفروضِ دوم** اور خطا کا نام **خطائے دوم** ہے اب ان چاروں سے سوال نکالنے کا یہہ طریق ہے کہ
مفروضِ اول کو خطائے دوم میں ضرب دو حاصلِ ضرب کا نام **محفوظِ اول** ہے اور مفروضِ دوم کو خطائے اول میں
ضرب دو حاصلِ ضرب کا نام **محفوظِ ثانی** ہے اب غور کرو کہ اگر دونوں خطائیں ایک قسم کی ہیں یعنی دونوں کم ہیں یا
دونوں زیادہ تو اسصورت میں ایک خطا کو دوسری خطا سے تفریق کرو حاصلِ تفریق کا نام **فضلِ خطائین** ہے اور
ایک محفوظ میں سے دوسرے محفوظ کو تفریق کرو حاصلِ تفریق کا نام **فضلِ محفوظین** ہے پس فضلِ محفوظین کو فضلِ خطائین پر
قسمت کرو خارجِ قسمت جوابِ صحیح ہے اور جو خطائیں مختلف ہیں یعنی ایک کم اور ایک زیادہ تو اسصورت میں دونوں
خطاؤں کو جمع کرو اور دونوں محفوظوں کو بھی جمع کرو اسکا نام **مجموعِ خطائین** ہے اور اسکا نام **مجموعِ محفوظین** ہے
پھر مجموعِ محفوظین کو مجموعِ خطائین پر قسمت کرو جو کچھ خارجِ قسمت ہو وہی عددِ مطلوب ہے مثلاً ہم تمہیں بہت سہل مثال میں
سمجھاتے ہیں کہ دقت واقع نہو اے برخوردار بھلا وہ کونسا عدد ہے کہ اگر ہم اوسپر پانچ زیادہ کریں تو چودہ ہو جاویں
پس ظاہر ہے کہ نو ہیں مگر اس طریقے سے دریافت کرنا چاہتے ہیں چنانچہ ہمنے آٹھہ کو فرض کیا اور اسپر پانچ
زیادہ کئے تو تیرہ ہوئے ہمیں چودہ درکار تھے ایک کی خطا واقع ہوئی آٹھہ کا نام مفروضِ اول اور ایک کا نام
خطائے اول ہے اب ہمنے دوسرا عدد فرض کیا کہ دس ہے اسمیں پانچ ملانے سے پندرہ ہوئے اور ہمیں چودہ درکار تھے
پس ایک زیادہ ہوگیا اسصورت میں پھر ایک کی غلطی واقع ہوئی اس دس کا نام مفروضِ دوم اور اس ایک کا نام
خطائے دوم ہے اب ہمنے مفروضِ اول یعنی آٹھہ کو خطائے دوم یعنی ایک میں ضرب دیا وہی آٹھہ حاصل ہوئے
اسکا نام محفوظِ اول ہے اور مفروضِ دوم یعنی دس کو خطائے دوم یعنی ایک میں ضرب دیا دس ہوئے اس کا نام
محفوظِ ثانی ہے چونکہ خطائیں مختلف ہیں یعنی ایک کم اور ایک زیادہ پس خطاؤں کو جمع کیا دو ہوئے
محفوظوں کو جمع کیا اٹھارہ ہوئے ١٨ کو ٢ پر قسمت کیا خارجِ قسمت ٩ ہیں یہی ہمارے سوال کا جواب ہے
ہمنے ٩ پر ٥ زیادہ کریں گے تو ١٤ ہو جائیں گے مثال اس کی یہہ ہے **سوال** وہ کونسا عدد ہے

جسمیں پانچ زیادہ کرو تو چودہ ہوجائیں اب دیکھو کہ اس سوال کی تین صورتیں ہیں یا تو دونوں خطائیں باہم مختلف ہونگی جیسے ایک کم اور ایک یا دو بلو دونوں زیادہ ہونگی اور یا دونوں کم اس خطائے مختلف کا طریق علحدہ اور خطائے مجنس کا علحدہ کا سبب ہوگیا

## اس سوال کی پہلی صورت

معروض اول ۹ — عمل خطائین ۵ ، $\frac{8}{12}$ — خطاے اول ۱ کم — مخطوط اول ۸ ، $\frac{1}{8}$ — معروض دوم ۱۰ — عمل خطائین ۵ ، $\frac{1}{15}$ — خطاے دوم ۱ زیادہ — مخطوط ثانی ۱۰ ، $\frac{1}{1}$

مجموع خطائین ۲ — خارج قسمت ۹ وہی المطلوب — مقسوم ۱۸ مجموع مخطوطین — مقسوم علیہ ۲ مجموع خطائین — مجموع مخطوطین ۱۸

## اس سوال کی دوسری صورت

معروض اول ۴ — عمل خطائین ۵ ، $\frac{4}{9}$ — خطاے اول ۵ کم — مخطوط اول ۴ ، $\frac{2}{8}$ — معروض دوم ۷ — عمل خطائین ۵ ، $\frac{7}{12}$ — خطاے دوم ۲ کم — ۵ ، $\frac{7}{35}$

تفصیل خطائین ۵ ، ۲ ، ۳ — خارج قسمت ۹ وہی المطلوب — مقسوم ۲۷ تفصیل مخطوطین — مقسوم علیہ ۳ تفصیل خطائین — تفصیل مخطوطین ۳۵ ، ۹ ، ۲۰

صورت اول میں خطائے مختلف کی مثال ہے اور صورت ثانی میں خطائے مجنس کی مثال ہے اور خطائے یک صورہ خواہ دونوں کم ہوں یا دونوں زیادہ ہوں اسی صورت سے عمل جاری کیا جائیگا **و ہم عمل عکس** یعنی سوال کو اولٹ کر سیدہا جواب حاصل کرنا اس عمل کو کبھی **تحلیل** اور کبھی **تعاکس** بھی کہتے ہیں اسکا طریق یہ ہے کہ اگر کوئی کسطرح کا بیدا سوال کرے تو اوسکے بیان کو آخر حساب سے عکس کرنا شروع کرو جہاں جمع ہے وہاں تفریق اور تفریق کی جگہ جمع اور قسمت ہو تو ضرب اور ضرب ہو تو قسمت اور تضعیف ہو تو تنصیف اور تنصیف ہو تو تضعیف اور مجذور ہو تو جذر اور جذر ہو تو مجذور وعلی ہذا القیاس جس وقت کہ عمل تمام ہوگا بیشک عدد مضمر حاصل ہوجائیگا اوسکی مثال یہہ ہے مثلاً وہ کونسا عدد ہے کہ جسکو چار پر تقسیم کرکے پانچ میں ضرب دو اور حاصل ضرب کو تضعیف کرکے اوسمیں دس اور جمع کرو تو پچاس ہوجائیں اب پہلے پچاس میں سے دس تفریق کئے باقی چالیس رہے اوسکو تنصیف کیا بیس ہوئے بیس کو پانچ پر قسمت کیا چار حاصل ہوئے چار کو چار میں ضرب دیا سولہ ہوئے یہی سائل کے سوال کا جواب ہے اسلئے کہ سولہ کو چار پر تقسیم کیا چار حاصل ہوئے اون چار کو پانچ میں ضرب دیا بیس ہوئے بیس کو دوچند کیا چالیس ہوئے دس اور جمع کئے تو پورے پچاس حاصل

وعلی ہذا القیاس اے خرد پرور ہوشیار تک ہمنے عدد صحیح کا بیان کیا اب کسروں کا بہی مختصر حال تمہین سمجہاتے ہیں یاد رکہو کہ کسی چیز یا عدد صحیح کے کئی برابر حصوں مین سے اگر ایک یا کئی حصے لیے جاتے تو اوسکو کسر کہینگے ا ہمین دو رقمین لکہی جاتی ہیں اوسکے لکہنے کا یہہ طریق ہے کہ جتنے حصے اوس شے کے ہوں اونکو مقسوم کسر مین نسب نما اور مخرج کہتے ہیں اور جتنے حصے اوس مین سے لیں اونکو شمار کنندہ اور کسر نام سے نامزد کرتے ہیں ان دونوں رقموں مین سے ایک چھوٹی لکیر کے نیچے نسب نما کو لکہتے ہین اور اوسکے اوپر شمار کنندہ کو تحریر کرتے ہین مثلاً $\frac{۳}{۴}$ ایک کسر ہے اس سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ عدد صحیح چار حصوں میں برابر تقسیم کیا گیا ہے اور اون چار حصوں میں سے تین حصے لیے گئے ہین اس قسم کی کسروں کو کسور عام کہتے ہین اور جن کسروں کا نسب نما دس یا کوئی حاصل ضرب دس کا ہو وہ کسور اعشاریہ کہلاتے ہین اب سنو کہ کسور عام چھہ قسموں پر منقسم ہے کسر واجب کسر غیر واجب کسر مفرد کسر مضاف کسر مرکب کسر ملتف **اول کسر واجب** وہ کسر ہے جسکا شمار کنندہ نسب نما سے کم ہو مثلاً $\frac{۳}{۴}$ $\frac{۵}{۶}$ وغیرہ **دوم کسر غیر واجب** وہ ہے جسمین شمار کنندہ نسب نما کے برابر ہو یا اوس سے زیادہ مثلاً $\frac{۴}{۴}$ $\frac{۷}{۶}$ $\frac{۱۱}{۹}$ وغیرہ **سوم کسر مفرد** وہ ہے جسمین صرف ایک شمار کنندہ اور ایک نسب نما ہو خواہ وہ کسر واجب ہو یا کسر غیر واجب مثلاً $\frac{۵}{۷}$ $\frac{۸}{۳}$ وغیرہ **چہارم کسر مضاف** وہ ہے جسمین کسر کی کسر ہو مثلاً $\frac{۱}{۴}$ کا $\frac{۲}{۳}$ یعنی چوتہائی کی دو تہائی اور $\frac{۵}{۷}$ کا $\frac{۱}{۲}$ کا $\frac{۳}{۴}$ یعنی ایک چیز کے پانچ ساتوین حصے کے نصف کی چوتہائی کی تین چوتہائی وغیرہ **پنجم کسر مرکب** وہ ہے جسمین عدد صحیح اور کسر بہی ہو مثلاً $۲\frac{۱}{۳}$ اور $۵\frac{۳}{۴}$ وغیرہ **ششم کسر ملتف** وہ ہے جسمین شمار کنندہ یا نسب نما دونوں کسر ہو مثلاً $\frac{\frac{۲}{۳}}{۴}$ حصے ایک چیز کا چوتہا حصہ مراد نہین ہے بلکہ ایک چیز کے $\frac{۲}{۳}$ کی چوتہائی سے مراد ہے اسیطرح $\frac{۲}{۵}$ اور $\frac{\frac{۲}{۳}}{۵}$ اور $\frac{۳\frac{۱}{۲}}{۴}$ وغیرہ اور تحویل کسور اوسکو کہتے ہین جسمین ایک نام یا ایک صورت کی کسر کو دوسرے نام یا دوسری صورت کی کسر میں لاتے ہین

جمع اور تفریق اور ضرب اور تقسیم کسور مین آتا ہے عرملکہ فرزانہ روزگار نے شہزادہ خرد پرور کو کسور عام کے سب قواعد بخوبی سمجہا دیئے پہر فرمایا کہ کسور اعشاریہ وہ کسرین ہین جو دسوین حصوں کی طرف منسوب ہین اسلئے کہ ان کسروں کا نسب نما دس یا سو یا ہزار وغیرہ ہوتا ہے پس جس کسر کا نسب نما دس ہوگا اوسکا شمار کنندہ دسوین حصوں سے محسوب ہوگا اور جسکا نسب نما سو ہوگا اوسکا شمار کنندہ دسوون کا دسوان ہوگا اور جسکا نسب نما ہزار ہوگا اوسکا شمار کنندہ دسوون کے دسوون کا دسوان ہوگا وعلی ہذا القیاس اور بعضے محاسبین انکو کسور عشرانی بہی کہتے ہین کیونکہ انکے نسب نما عشرات یعنی دہائیان ہوتی ہیں عرملکہ کسر اعشاری ایک خاص قسم کی کسر ہے جسکا نسب نما ہمیشہ دس یا دس کا دہ چند یعنی سو یا سو کا دہ چند یعنی ہزار یا ہزار کا دہ چند یعنی دس ہزار ہوتا ہے وعلی ہذا القیاس لیکن یہہ نسب نما لکہا نہین جاتا فقط شمار کنندہ ہی لکہہ دیا کرتے ہین اور شمار کنندہ کے بائین طرف

ایک ہمزہ لکھدیتے ہیں اسلیئے کہ اگر کسور اعشاری میں شمار کنندہ کے اعداد معلوم ہوں تو نسب نما بھی معلوم
ہو سکتا ہے مثلاً شمار کنندہ میں اگر ایک ہی مرتبہ اکائی کا ہو جیسا کہ ۳ تو اوسکے نسب نما میں ایک ا پر
ایک صفر ہوگا جیسا کہ ۱۰ اور شمار کنندہ میں دو مرتبے ہوں تو نسب نما میں دو صفر ہونگے مثلاً ۴۳ تو اوسکا
۱۰۰ نسب نما ہوگا اور اگر شمار کنندہ میں تین مرتبے ہوں تو نسب نما میں بھی تین صفر ہونگے مثلاً اگر
۱۱۲ شمار کنندہ ہو تو ۱۰۰۰ نسب نما ہوگا وعلے ہذا القیاس اسلیئے نسب نما کے لکھنے کی کچھ ضرورت نہیں
صرف شمار کنندہ لکھدیا کرتے ہیں اور شمار کنندہ کے اعداد سے بائیں طرف ایک ہمزہ لکھدیتے ہیں اور جو کہ
صحیح ہو تو اوسکو ہمزہ کے بائیں طرف لکھتے ہیں مثلاً ۲ء سے مراد ہے کہ دو دسویں حصے اور ۱۲ء سے
مراد بارہ سوویں حصے اور ۱۱۲ء سے مراد ہے ایکسو بارہ ہزارویں حصے وعلی ہذا القیاس اس بیان سے
ثابت ہوا کہ کسور اعشاریہ کا نسب نما معلوم ہو تو شمار کنندہ خود بخود معلوم ہو جاتا ہے مثلاً اگر کسر اعشاری کا نسب نما
۱۰۰۰۰۰ ہو تو معلوم کر لینگے کہ اسکا شمار کنندہ پانچ مرتبے کا کوئی عدد ہوگا اسلیئے کہ نسب نما میں جسقدر صفر ہونگے
شمار کنندہ میں بھی اوسیقدر مرتبے ہونگے پس اگر چار سوویں حصے کسور اعشاریہ میں لکھنے ہوں تو اسطرح
لکھینگے ۴ء کیونکہ سوویں حصے کے لکھنے میں نسب نما ۱۰۰ لکھا جاتا ہے اسواسطے شمار کنندہ کے حسب
دو مرتبے چاہییں پس دو مرتبے برابر کرنیکے واسطے چار کے بائیں طرف ایک صفر دیکر ہمزہ بنانا چاہیئے کیونکہ
اگر چار کے داہنی طرف صفر لکھیں تو چالیس سوویں حصے ہو جائینگے اور اگر تین ہزارویں حصے ہوں
ہوں تو اسطور پر ۳۰۰ء لکھے جائینگے اور پانچ دہ ہزارویں لکھنے ہوں تو اسطرح سے ۵۰۰۰ء لکھیں گے
وعلی ہذا القیاس اور اگر کسر اعشاری کے ساتھ صحیح اعداد بھی ہوں تو اونکو ہمزہ کے بائیں طرف لکھو مثلاً
۴۴ عدد صحیح اور ۲۶ اعداد کسر کو اسطرح لکھینگے ۴۴٫۲۶ القصہ شہزادہ روشن رائے نے کسور اعشاری کے
تمام قاعدے یعنی جمع اور تفریق اور ضرب اور تقسیم اور کسور عام کی تحویل کسور اعشاریہ کیطرف اور کسور اعشاریہ
متوالی خالص اور کسور اعشاریہ متوالی مخلوطہ وغیرہ کا احوال بخوبی درس کر لیا اور مقسوم علیہ اعظم کا بیان بھی
معلوم ہوگیا کہ اعداد مفروضہ میں سے جو چھوٹا عدد ہو اوس سے بڑے عدد کو تقسیم کرو اور بڑے عدد میں جو باقی
بچتا ہے اوس سے چھوٹے عدد کو جو پہلے مقسوم علیہ تھا تقسیم کرو اور جو باقی بچے اوس سے پہلے باقی کو قسمت کرو
اسیطرح ہر ایک پچھلے باقی پر پہلے باقی کو جو مقسوم علیہ ہو تقسیم کرتے چلے جاؤ اور جو باقی عدد پر پہلی باقی پوری
تقسیم ہو سکے تو یہ اخیر مقسوم علیہ مقسوم علیہ اعظم ہوگا الحاصل جبکہ فرزند روزگار علم حساب کی تعلیم
درست حاصل کر چکا تو فرمایا کہ اے خرد پرور ہندسوں نے سہولت و اختصار کیواسطے جمع و تفریق اور ضرب
و تقسیم وغیرہ کے لیئے علامات مقرر کی ہیں اور انکے استعمال سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ جو مطلب چند سطور میں

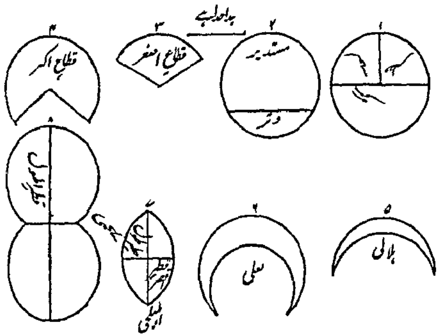
بیان علامات

بیان ہوا ہے وہی بذریعہ علامات ایک سطر میں ادا ہو سکتا ہے اسواسطے ضروری ہے کہ ان علامات کو سب یاد رکھو اور استعمال میں لاؤ (۱) + یہہ علامت جمع کی ہے جس عدد میں لکھتے ہیں وہ باہم جمع کیے جاتے ہیں مثلاً ۴ + ۵ + ۲ برابر ہیں ۱۱ کے (۲) — یہہ علامت تفریق کی ہے جب دو عدد میں لکھتے ہیں تو یہہ مراد ہوتی ہے کہ داہنی طرف کے عدد میں سے بائیں طرف کے عدد کو نقصان کرو مثلاً ۹ — ۴ کا حاصل ۵ ہوگا اور (۳) × یہہ علامت ضرب کی ہے جب دو یا زیادہ عددوں میں آتی ہے تو یہہ مراد ہوتی ہے کہ باہم ضرب کر لو مثلاً ۴ × ۸ کا حاصل ۳۲ ہے اور ۲ × ۳ × ۴ کا حاصل ۲۴ ہے (۴) ÷ یہہ علامت تقسیم کی ہے جب دو عددوں میں آتی ہے تو اول کو دوسرے عدد پر قسمت کرتی ہے مثلاً ۸ ÷ ۴ سے یہہ مراد ہے کہ آٹھ کو چار پر قسمت کرو اور ایک خط عرضی کے اوپر اور نیچے دو عدد اسطور پر لکھیں $\frac{۸}{۴}$ تو اسکے بھی یہی معنی ہیں کہ اوپر کا عدد مقسوم اور نیچے کا مقسوم علیہ ہے (۵) = یہہ علامت مساوات کی ہے جن عددوں میں آتی ہے وہ عدد مساوی سمجھے جاتے ہیں مثلاً ۲ × ۴ = ۸ یعنی دو ضرب دیئے ہوئے چار میں برابر ہیں آٹھ کے (۶) یہہ علامت تناسب کی ہے جن عددوں میں آتی ہے وہ عدد متناسب ہوتے ہیں یعنی اول کو دوسرے سے وہ نسبت ہے جو تیسرے کو چوتھے سے مثلاً ۴ : ۲ :: ۸ : ۴ لکھتے ہیں (۷) √ یا — یہہ علامت جذر کی ہے جس عدد کے اوپر یہہ علامت ہوتی ہے اوسکا جذر نکالا جاتا ہے مثلاً $\sqrt{۱۶}$ برابر ہے ۴ کے کیونکہ ۴ × ۴ = ۱۶ (۸) ∛ یہہ علامت جذر الکعب کی ہے جس عدد کے اوپر ہوتی ہے اوسکا وہ عدد نکالا جاتا ہے جسکو تین بار باہم ضرب کرنے سے وہ عدد پیدا ہو جائے مثلاً $\sqrt[3]{۲۷}$ برابر ہے ۳ کے یعنی تین کو تین میں ضرب دیا تو سوتے نو کو تین میں ضرب دیا ستائیس ہوئے کیونکہ ۳ × ۳ × ۳ = ۲۷ (۹) ⊢ اس علامت کو بڑا اعلیٰ پڑھتے ہیں مثلاً ۳ ⊢ ۲ یعنی ۳ بڑا ہے ۲ سے (۱۰) ⊣ اس علامت کو چھوٹا ہی پڑھتے ہیں مثلاً ۲ ⊣ ۳ یعنی ۲ چھوٹا ہی ۳ سے (۱۱) —— اور ( ) اور [ ] اور { } انکو خطوط وحدانی کہتے ہیں یہہ خطوط جہاں ہوتے ہیں ایک ہی سمجھے جاتے ہیں

بیان مساحت

الغرض جبکہ علامات حساب سے فرصت پائی تو مساحت کیطرف متوجہ ہوا اور شہزادہ حرد سرور کو قواعد و ضوابط علم مساحت سے آگاہ کر کے وقت آیا داماد ہو تیار ہی درآنہ روزگار سے ارشاد فرمایا کہ پیمایش کی دو صورتیں ہیں ہوا ہو کا ملحوظ ہے اور گھٹنا ہو کا حد لگاہ طرف ہو یاں والو کا یہہ قاعدہ ہے کہ خط اور سطح اور جسم سے بحث کرتے ہیں خط ایک درازی کا نام ہے وہ دو قسم ہے مستقیم اور غیر مستقیم مستقیم معروضہ دو نقطوں میں سے چھوٹا خط ہوتا ہے اور جہاں کہیں صرف خط کا لفظ مذکور ہو وہاں بھی خط مستقیم سے مراد ہے اور اہل مساحت کی اصطلاح میں خط مستقیم کے دس نام مشہور ہیں ضلع ساق مسقط الحجر عمود قاعدہ جانب قطر وتر سہم ارتفاع انمیں سے ہر اسم ایک موقع کے لیے مخصوص ہے اور جو دو خط ایسے ہوں کہ اونکو

جہاں تک لیجاؤ اور وہ آپس میں نہ ملیں تو متوازی کہتے ہیں اور غیر مستقیم دو قسم ہے پرکاری اور غیر پرکاری اگر
غیر پرکاری سے کچھ بحث نہیں اور سطح دو قسم ہے مستوی اور غیر مستوی سطح مستوی وہ ہے کہ اوس پر جس قدر
کھینچیں وہ سب ہر مقام پر اوس سے ملے رہیں یعنی نسبت وار واقع ہوں اور غیر مستوی اسکے برخلاف
ہو کر سب شکلیں سطح پر قائم کیجاتی ہیں اور جسم کی یہہ صفت ہے کہ وہ طول اور عرض اور عمق رکہتا
اونکی بہی مختلف شکلیں ہوتی ہیں اول ہم اون شکلوں کا بیان کرتے ہیں جو سطح پر قائم کیجاتی ہیں اونکی صورتیں بہی
تمہیں دکہلاتے ہیں اور ہر شکل کے شمار کا ہندسہ دیکر نام لکہتے جاتے ہیں کہ تم خاطر خواہ اونکو سمجھ لو اگر سطح پر ایک خط
محیط ہو اوس سطح کو دائرہ اور اوس خط محیط کو مستدیر اور اوس نقطے کو جو دائرہ کے وسط حقیقی میں ہوتا ہے مرکز
اور جو خط مستقیم کہ محیط سے مرکز تک آتا ہے اوسکو نصف قطر اور جو خط مستقیم کہ دائرہ کو دو ٹکرے کرتا ہے اوسکو
وتر اور جو وتر کہ مرکز پر سے گذرتا ہے اوسکو قطر اور جو خط کہ نصف وتر سے نصف قوس تک آتا ہے اوس کو
سہم کہتے ہیں اور جو شکل دائرہ کی ایک قوس اور دو نصف قطر سے محیط ہو پس اگر وہ قوس نصف دائرہ سے
کم ہے تو اوسکو قطاع اصغر اور زیادہ ہے تو قطاع اکبر کہیں گے اور جو شکل دو قوس دائرہ سے اسطرح محیط
ہو کہ دونوں کی پشت ایک جانب ہے اگر نصف دائرہ سے زیادہ ہیں تو ہلالی اور زیادہ ہیں تو نعلی کہیں گے اور جو دو قوس
اسطرح محیط ہوں کہ دونوں کی پشت الگ طرف ہو پس جو وہ دونوں نصف دائرہ سے کم ہیں تو اوسکو اہلیلجی اور
زیادہ ہیں تو شلجمی کہینگے ان دونوں شکلوں کے وہ دو قطر جو بیچ میں ہیں اطول اور اقصر چنانچہ یہہ آٹھوں شکلیں گردش پرکار سے متعلق ہیں ابدا




اور جو سطح تین خط مستقیم سے محیط ہوں اوسکو مثلث کہتے ہیں اور مثلث کے تینوں خطوں میں سے ہر خط کا نام ضلع ہے

ہر ضلع کو پست دوسرے ضلعوں کے قائمہ اور دوسرے ضلعوں کو پست قائمہ کے ساق کہتے ہیں اور کہا اس
جس کے حلقہ کو اضلاع ہیں کہتے لکہ جو کل خطوط مستقیمہ محیط ہوں گے اور خطوط محیط کو اضلاع کہتے ہیں اور مثلث باعتبار
اضلاع کے تین قسم ہے اول متساوی الاضلاع جسکے تینوں ضلع برابر ہوں دوم متساوی الساقین جسکے دو ضلع
برابر ہوں اور تیسرا کم یا زیادہ سوم مختلف الاضلاع جسکے تینوں ضلع باہم برابر نہ ہوں اور مثلث باعتبار زاویہ بھی
تین قسم ہے اول قائم الزاویہ جسکے تینوں زاویوں میں سے ایک زاویہ قائمہ ہو اور دو حادہ ہوں دوم منفرج الزاویہ
جسکا ایک زاویہ کشادہ ہو اور دو زاویہ حادہ ہوں سوم حاد الزوایا جسکے تینوں زاویے حادہ یعنی تنگ ہوں ہے
فردوہ جگہ ایک خط مستقیم کسی دوسرے خط مستقیم پر واقع ہو تو جس مقام پر دو خط ملاتے وہاں دو گوشے پیدا
ہوتے ہیں انکو زاویہ کہتے ہیں پس اگر دونوں زاویے برابر ہیں تو دونوں کو قائمہ کہیں گے اور ان دونوں
خطوں کو ایک دوسرے پر عمود کہا جاتا ہے اور جو دونوں زاویے کم و بیش ہوں تو جو
وسیع ہے اس کو منفرجہ اور جو تنگ ہے اسکو حادہ کہیں گے جیسے اور مثلث کی یہ شکلیں ہیں

اشکال مثلث

مختلف الاضلاع منفرج الزاویہ

اور جو شکل چار ضلعوں سے مرتب ہو اس کو ذوات الاربعۃ الاضلاع کہتے ہیں اور یہ شمار میں چھ ہیں انکی صورت یہ ہے

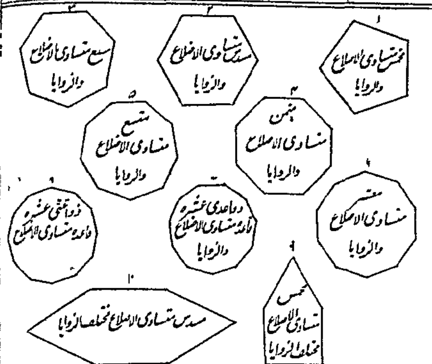
اشکال مربع

مربع — مستطیل — معین

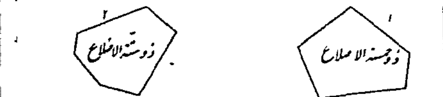
شبیہ بالمعین — ذوالزنقہ

ذوالزنقتین

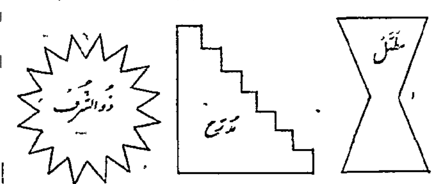
اور جو شکلیں زیادہ چار ضلعوں سے بنتی ہیں اونکو کثیر الاضلاع کہتے ہیں چنانچہ وہ شکلیں یہہ ہیں




اور ان شکلوں کے اضلاع و زوایا اگر برابر نہوں تو ایک شکل کا نام یہی رہیگا چنانچہ مخمس کو ذو خمسۃ الاضلاع اور مسدس کو ذو ستۃ الاضلاع کہینگے وعلی ہذا القیاس




اور بعض کثیر الاضلاع شکلیں ایک اسم خاص کے ساتھہ موسوم ہیں جیسے متبل اور مدرج اور ذو الشرف
اور ان میں سے ہر شکل میں کئی کئی شکلیں مشتمل ہیں چنانچہ اونکی صورت یہہ ہے



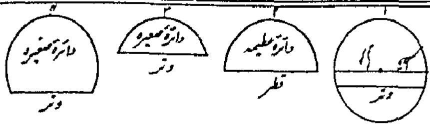

اور جو سطح پر نہیں ہے

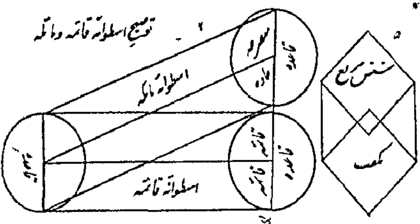
کیفیت جسم

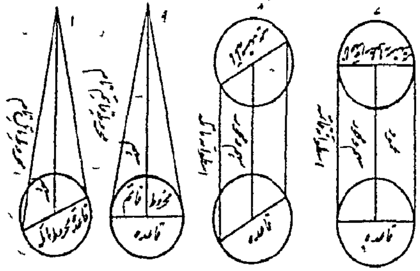
اب جسم کی کیفیت سنو جسم خواہ سخت ہو یا رقیق اوسکو کہتے ہیں کہ جسمیں یہہ تینوں بعد موجود ہوں یعنی ابعاد ثلثہ
یعنی طول اور عرض اور عمق تینوں چیزیں پائی جائیں دیکھو پہاڑ اور دانہ خشخاش کی صورت میں بڑا اختلاف ہے
مگر ہر ایک تہوڑا یا بہت عرض و طول اور عمق تینوں چیزیں رکہتا ہے اسیطرح سب جسموں کو تصور کرو طول کو
لمبائی اور عرض چوڑائی کا نام ہے عمق گہرائی کو کہتے ہیں اور حقیقت میں عمق اور بلندی ایک ہی شے ہے صرف
لحاظ موقع کے مختلف ہے یعنی اگر کسی شے کو نیچے سے اوپر کو دیکھو تو اوسکو بلندی اور اوپر سے نیچے کو خیال کرو تو عمق
کہینگے دوم **شکل** یعنی ہر جسم لمبائی اور چوڑائی اور موٹائی رکہتا ہے اس سبب تہوڑی یا بہت جگہ ضرور گہیرے گا
اسکا نام شکل ہے اور سطح میں صرف طول و عرض ہوتا ہے عمق نہیں ہوتا سوم **امتناع تداخل** یعنی جسم کی
خاصیت ہے کہ جسکے یہ معنی ہیں ایک جگہ یا ایک ہی وقت میں دو چیزیں نہیں رہ سکتیں بلکہ ایک شے دوسری
شے کو ضرور دفع کر کے اس جگہ سے نکالیگی اور جو شے متخلخل ہوگی اوسمیں دوسری چیز کے داخل ہونیسے مسامات زیادہ
ہو جائینگی اگر زیادہ ہوگی تو مسامات کے سبب وہ جسم دب جائیگا اسصورت میں حجم بدستور رہتا ہے یا کم ہو جاتا ہے
چہارم **عدم تحرک بالذات** یعنی جسم ساکن بغیر حرکت دیے کے خود بخود متحرک نہیں ہو سکتا اور اسکے
برعکس جسم متحرک بدون ٹہیرائیکے آپ ہی آپ ٹہیر سکتا ہے اور جس متحرک شے کو کوئی نہیں روکتا اوسکو ہوا
روکتی ہے پنجم **قبول قسمت** یعنی ہر جسم کے لاانتہا حصے ہوسکتے ہیں چنانچہ کسی جسم کو اگر ذرا ذرا سے حصوں پر
تقسیم کریں پہر بہی اوسکا ہر حصہ عمدہ آلات تقسیم کے ذریعے سے قسمت پذیر ہو سکتا ہے ششم **کشش** اور
وہ دو قسم ہے اول **کشش اتصال** دوم **کشش ثقل** کشش اتصال وہ ہے جسکے باعث جسم کے اجزا
ایک دوسرے کو جذب کرتے ہیں اور باہم نزدیک آجاتے ہیں چنانچہ جسم بے انتہا اجزا سے مجتمع ہے اونمیں ہر جزو کشش کی
طاقت رکہتا ہے ایک دوسرے کو علیحدہ نہیں ہونے دیتا اگر یہہ قوت نہوتی تو کشش ثقل کے سبب جسم ٹکڑے ٹکڑے اور
ذرے ذرے ہوکر ہموار زمین ہو جاتی ہرگز عمارت نہیں بن سکتی نہ کسی قسم کا برتن وغیرہ اور نہ کوئی اوزار
درست ہو سکتا بلکہ انسان و حیوان کا جسم بہی صحیح و سالم نہ رہ سکتا اور یاد رکہو کہ کشش اتصال سب جسموں میں برابر نہیں
کسی میں کم کسی میں زیادہ ہے اور اجسام کی نرمی و سختی کا یہی سبب ہے کہ جس شے میں کشش اتصال زیادہ ہے وہ سخت
ہوگی اور جسمیں کم ہے وہ نرم اور کشش ثقل سے کشش اجسام مراد ہے یعنی ایک جسم دوسرے جسم کو کہینچتا ہے جیسے
زمین اور پہاڑ وغیرہ بہی جسطرح کشش اتصال کی خاصیت ہے ہر جسم کے اجزا باہم کشش کرتے ہیں اسیطرح
کشش ثقل کی خاصیت ہے ہر جسم کے اجزا باہم کشش کرتے ہیں مثلاً آفتاب زمین کو کہینچتا ہے اور زمین آفتاب کو
اور اگر کوئی شے اوپر کو پہینکو تو باعث کشش زمین نیچے کو گر پڑتی ہے اور اجسام کا وزن بہی کشش زمین کے
باعث سے ہے اسلئے کہ جب کسی جسم کو اوٹہاؤ تو وہ کشش ثقل کی قوت سے زمین کی جانب حرکت کرنا چاہتا ہے

کشش کا بیان

بلکہ ہر ایک بہ ترتیب انہی دو جسم کا مرکب ہے۔ اب جسم کے نیاری اصلے ہوتے ہیں کہ جسقدر جسم تراشو
اوسیقدر بہ زیادہ طاقت کرتی ہے اسلئے چند بڑے اقسام پرکاری کی چند مختلف صورتیں ہیں چنانچہ ہر قسم
مطابق دائرہ پرکاری کے جو گول جسم ہوگا اوسکو کرہ اور نصف کرہ کو دائرہ عظیمہ اور نصف سے کم یا زیادہ ہو تو
دائرہ صغیرہ اور کرے کے بیچ میں جو نقطہ ہوتا ہے اوسکو مرکز کرہ کہتے ہیں اور جو کوئی جسم چھ مربع مساوی سے
بنایا جاتا ہے اوسکو مکعب کہتے ہیں اور جو شکل ستونوں کی صورت ہو جسکے دونوں کنارے دو برابر کے دائرہ سطح پر تمام ہوں
اوسکو اسطوانہ کہتے ہیں اور جو شکل ایک طرف سے دائرہ پر تمام ہو اور دوسری طرف ایک نقطے پر جا کر ختم ہو تو اوسکو
مخروط مستدیرہ کہیں گے اور جو اسطوانہ یا مخروط ہیں مثلث یا مربع وغیرہ کی طرح ضلع مساوی ہیں تو انکو اسطوانہ مضلع
یا مخروط مضلع کہتے ہیں اور ہر ایک شکل قائمہ اور مائلہ ہوگی چنانچہ ان شکلوں کی صورتیں ان نقشوں سے خوبی ظاہر ہو سکتی ہیں



۱۱ قاعدہ مخروط مستدیر ناقص قائمہ

۱۲ قاعدہ مخروط مستدیر ناقص مائلہ

۱۳ اسطوانہ مضلعہ قائمہ ناقص

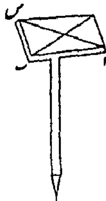
۱۴ اسطوانہ مضلعہ مائلہ ناقص

۱۵ مخروط مضلعہ قائمہ

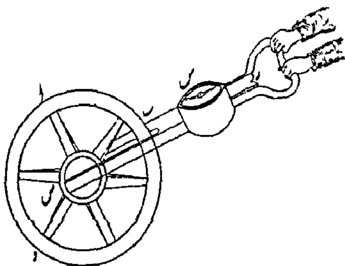
۱۶ مخروط مضلعہ مائلہ

ملکہ شہزادہ والا مرد ان شکلوں سے بخوبی واقف و آگاہ ہو گیا تو معلم علوم نے ہر شکل کا قاعدہ مساحت تمام
اور رقبہ وغیرہ کا عمدہ طور و طریق یاد دلوا دیا اور سمجھا دیا کہ آٹھ جو کا ایک انگل اور تین انگل کی ایک گرہ اور
آٹھ گرہ کا ایک ہاتھ اور دو ہاتھ کا ایک گز اور تین ہندوستانی گز کا ایک گٹھہ اور بیس گٹھے کی ایک ہندوستانی
جریب ہوتی ہے اور یاد رکھو کہ اگر حاملہ عورت پانی کا گھڑا سر پر اور لڑکا گود میں لیے ہوئے چلے تو اوسکے ساڑھے
تین قدم زمین پر رکھنے سے ایک گٹھہ حاصل ہوتا ہے اور ایسے بیس گٹھے کی ایک جریب اور جریب کو جریب میں
ضرب دینے سے بیگھہ اور جریب کو گٹھوں میں ضرب دینے سے بسوہ اور گٹھوں کو گٹھوں میں ضرب دینے سے بسوانسی
حاصل ہوتی ہے اور بسوانسی کا بیسواں حصہ کچوانسی اور کچوانسی کا بیسواں حصہ انسوانسی کہلاتا ہے مگر پیمائش میں
اکثر بسوانسی تک لکھتے ہیں کچوانسی اور انسوانسی کچھ نہیں لکھتے اور یاد رکھو کہ ہندوستانی پیمائش کا گز انگریزی گز سے
تین انچہ بڑا ہوتا ہے انگریزی پیمائش کا حساب اس قاعدہ سے ہے کہ تین جو کا ایک انچہ بارہ انچہ کا ایک فٹ تین
فٹ کا ایک گز ساڑھے پانچ گز کا ایک پول چالیس پول کا ایک فرلانگ آٹھ فرلانگ کا ایک میل ہوتا ہے اور ا
اور ب کے درمیان جو خط ہے اسی قدر ایک انچہ کی لمبائی ہوتی ہے ا ــــــ ب اور انگل کی
ناپ آٹھ جو شکم سے شکم ملا کر اور انچہ کی ناپ تین جو کھڑے نوک سے نوک ملا کر رکھتے ہیں اور انگریزی جریب

سو فیٹ کی مدد ہوتی ہے اسمیں ایک ایک فٹ کی سوکڑیاں ہوتی ہیں از خط جریب میں محدود تمام کرینگے تو
کراس اسٹاف ایک قسم کا انگریزی آلہ ہے اسصورت پر کہ ایک لکڑی کی گول لمبی پر جو قریب پانچ فٹ کے
لمبی اور سیدھی ہوتی ہے اور کیے نیچے سے سر نیزہ پر لگا ہوتا ہے ایک تختہ مربع نصب کیا جاتا ہے اور وہ مربع کرنے سے بدونی تختہ اسکی شکل کا ہے




یہہ دونوں خط مربع اب س و میں باہم ایک دوسرے پر عمود ہیں وسطے جو القابامیں پر میوسیم
یعنی کوس پیمہ جسکے وسیلے سے سو گز ہر کے مسافت دریافت ہو جاتا ہے چنانچہ اسکی شکل یہہ




اب و ایک لکڑی کا پہیہ ہے اسکا محیط آٹھہ فیٹ اور میں پہیہ کے برابر رس پیتل کی لاٹھیاں جو دو
بولی ہوتی ہیں اور س پہیئے کے مرکز پر جڑی ہوتی ہیں س پیتل کی ایک ڈبیہ گھڑی کیصورت لگی ہوتی ہے اور اسمیں
تین دائرے منقسم ہیں بڑا دائرہ تو ۲۲۰ حصوں میں اور اوس سے چھوٹا ۴۰ حصوں میں اور اوس سے چھوٹا ۸۰ حصوں میں
اسواسطے کہ ۲۲۰ گز کا ایک فرلانگ ہوتا ہے اور ایک فرلانگ میں ۴۰ پول اور آٹھہ فرلانگ کا ایک میل ہوتا ہے
جسوقت یہہ پہیہ دس میل گردش کریگا اوسوقت ۸۰ فرلانگ پر سوئی ایک مرتبہ دورہ تمام کرتی ہے اور اسمیں
دو سوئیاں ہیں ایک بڑی اور دوسری چھوٹی غرض کہ آلات کے ذریعے سے انگریزی پیمایش بآسانی ہوا کرتی ہے

اور وہ مساحت کرنے میں کرتے ہیں پر زمینات کمپاس اور طلین ممیل یعنی تختہ مسطح زیادہ مستعمل ہے کمپاس ایک گری دار کٹورا سا ہوتا ہے اوس میں ایک قطب نما لگا رہتا ہے اور اوسکے نیچے کے گرد ایک دائرہ ۳۶۰ درجوں پر منقسم ہوتا ہے اور جو کہ نقطہ شمال کی سمت ہوتی ہے اوسی شمال سے مشرق تک ۹۰ درجے اور مشرق سے جنوب تک ۹۰ درجے اور جنوب سے مغرب تک ۹۰ درجے اور مغرب سے شمال تک ۹۰ درجے ہوتے ہیں اس حساب سے نقطہ مشرق پر ۹۰ اور نقطہ جنوب پر ۱۸۰ اور نقطہ مغرب پر ۲۷۰ اور نقطہ شمال پر ۳۶۰ درجے ہوتے ہیں اوسکی شکل یہ ہے



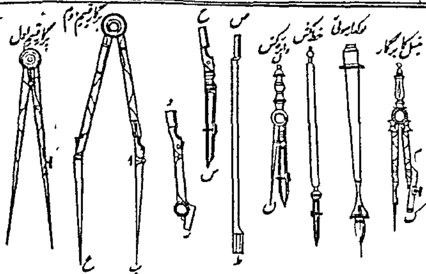
کمپاس

و و ملحے دو ٹکڑے ہیں اوسکے بیچ میں ایک باریک بال یا گھوڑے کی دم کا بال لگا ہوتا ہے اور ش ایک مستعمل پیتل کا ٹکڑا ہے و و سے سیدھا س ش اس ذریعہ سے دور کی چیزوں کی سمت دریافت کی جاتی ہے کہ جس سے کہ دیکھے جاتے ہیں اور کمپاس کے ساتھ ہی یہ خوب ہے کہ استعمال کے وقت ایک سیخ لگا کے اسکے اوپر اسے لگا دیتے ہیں اور اوسکا بدن ہے دور کی سیدھ لاتے ہیں اور ش ایک چھوٹی کمانی ہے اور ص کی تختی پر کوئی سا رنگ لوہے کا سرنگ اور کوئی سخت رنگ لگا کر اسکا کام اور حصہ جات دیکھا جاتا ہے اور اوسکی کل کو ہوتا ہے اس کے وقت کمپاس کی اور اسکی جگہ ایک پیچ لگا ہے اوسکے سبب سے مطلب ہماری حرکت کو جلد ساکن کر دیتے ہیں اور طلین ممیل ایک طرح کا آلہ ہے جس کے وسیلے سے ماپ کی وقت نقشہ ہی بنا جاتا ہے وہ ایک لکڑی کا تختہ ہے ایک فٹ یا ڈیڑھ لمبا اور ایک فٹ چوڑا ہوتا ہے اور اوسکو لکڑی کے پایوں پر رکھتے ہیں اور اسکی شکل یہ ہے

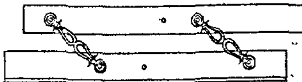


طلین ممیل

ح س تختہ سطح ہے اور ک ایک دوسرا لکڑی کا ٹکڑا ہے کہ جسکا ہے اسکے دونوں طرف د ہ ہ لکڑی یا پیتل کے دو ٹکڑے
لگے ہیں اسمین ایک کو بڑے دو سوراخ ہیں اور ان میں تار یا بال لگے ہوتے ہیں ایک شکر ہر خط ایک دو یہ دریہ نمات
در راس تختہ کی نپائی ہے اور اسکے اوپر جو س ایک لکڑی کا ٹکڑا ہے وہ سطح میں اسطرح کھڑا ہوا ہے کہ جو بالکل
سیدھا رکھا جا سکتا ہے یہ آلہ سطح تھیوڈولیٹ اور ورنیر اور لیول وغیرہ بہت قسم کے آلات پیمائش انگریزی میں
کام دیتے ہیں اور کام دیتا ہے یعنی ماتحت بہت آلات مقرر ہیں چنانچہ ان میں سے اکثر کی یہہ صورتیں ہوتی ہیں

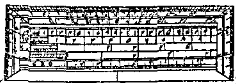



پرکار قسم اول واسطے پیمایش فاصلے کے انجیل یا پیمانہ وغیرہ پر سے کام میں آتی ہے اور پرکار دوم واسطے ناپنے
دو نقطون کے اور کھینچنے بڑی قوسون کے جو چھوٹے دائرہ کش سے نہیں کھنچ سکتین کام آتا ہے اور جس وقت دائرہ یا دائرہ کی
قوس پنسل یا سیاہی کی قلم سے کھینچتے ہیں اوس وقت پرزہ ا ب کو نکال کر پرزہ د ر کو وہان لگا دیتے ہیں اور نوک
ح کو دائرے کے مرکز پر رکھ کر دائرہ کھینچ لیتے ہیں مگر جس وقت دائرہ سیاہی سے کھینچا ہوتا ہے تو تیجادر کے
سرے ج س لگایا جاتا اور یاد رکھو کہ پرزہ د ر یا ج س سے سیاہی کا یا پنسل کا خط جب پیدا ہوگا کہ د ر کے
سرے پر پنسل کا ٹکڑا لگایا جاویگا اور ج س کے سرے پر سیاہی بھری جاویگی جس وقت بہت بڑا دائرہ کھینچنا ہوتا ہے
تو پرزہ ح ص ط کو پرکار میں لگا کر اوسکے سرے پر د ر یا ج س لگایا جاویگا چھوٹے دائرے کھینچنے کو دائرہ کش
ل ن کام میں آتا ہے اور خط کش سیدھے خط کھینچنے کو آتا ہے اور ایک چھوٹا دائرہ کش پنسل کا سب سے علیحدہ ہوتا ہے
اوسکے پرزہ م ک میں ہمیشہ پنسل رہتا ہے پنسل کا نوکدار ٹکڑا لگایا جاتا انکے سوا کچھ اور بھی آلات ہیں چنانچہ اکثر ایک
آلہ پیرلل رولر ہوتا ہے جسکے وسیلے سے خطوط متوازی جسقدر چاہو کھینچے جاتے ہیں یہہ آلہ دو تختی شکل کے پرزون سے
بنایا جاتا اور یہہ پرزے یا آبنوس کی لکڑی کے ہوتے ہیں یا ہاتھی دانت کے اور باہم دو پیتل پرزون سے جوڑے جاتے ہیں چنانچہ شکل اسکی یہہ ہے

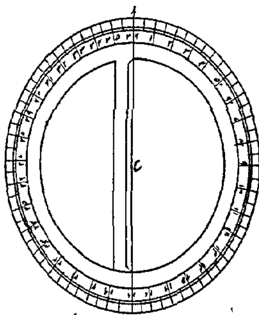


پیرالل رولر

اور پروٹریکٹر ایک قسم کا آلہ ہے جسکے وسیلے سے کسی خط کسی نقطہ مقررہ سے کوئی زاویہ جسکا شمار درجے اور
دقیقوں بر منحصر ہے بنا سکتے ہیں یہہ آلہ دو قسم کا ہے ایک مستطیل دوسرا مدور اکثر مستطیل ہاتھی دانت کا اور گول
پیتل کا ہوتا ہے مدور پروٹریکٹر پر درجوں کا شمار ۱۰، ۲۰، ۳۰ وغیرہ ۳۶۰ تک مقرر کیا ہے اور مستطیل پروٹریکٹر
پر اکثر ایک طرف شمار ۱۰ سے ۱۸۰ تک اور دوسری جانب انچوں اور انچہ کے حصوں میں منقسم ہوتی ہے دیکھو



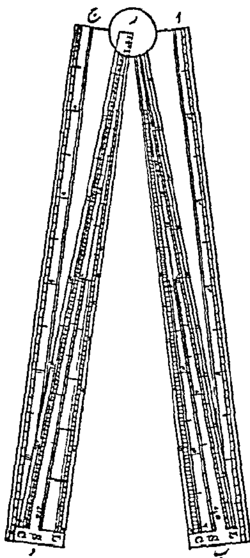
مستطیل پروٹریکٹر



مدور پروٹریکٹر

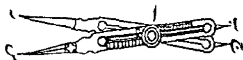
انکے سوا ایک آلہ اور ہوتا ہے جسے سیکٹر کہتے ہیں وہ اکثر ایک فٹ لمبا ہوتا ہے اور چھہ چھہ انچہ کے
دو لمبے پرزوں سے کمل بنتا ہے یہہ دونوں پرزے ایک پیتل کے پرزے کے وسیلے سے ایک سرے پر جڑے ہوئے

ہوتے ہیں اسطرح کہ دونوں اوس جوڑ پر پھر سکتے ہیں نقشہ کشی کے لیے یہہ آلہ
اور اسکے وسیلے سب چیزیں نقشے کے اندر کشی میں اسپر چار سکیلیں ہوتی ہیں چنانچہ اسکی صورت

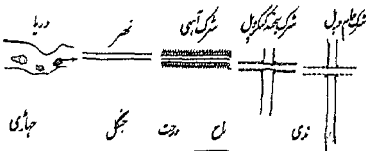


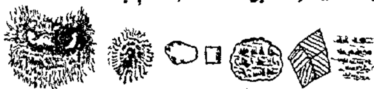

اب اور ج د دو دھاتی مات کے پرزے ہیں اور ر پنسل کا دو پرزہ ہے جسمیں ا ب ا ر ج داخل
دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں اور علاوہ ازین پروپورشنل کمپاس ایک قسم کی پرکار ہوتی ہے جسکے
وسیلے سے خطوں اور دائروں اور سطح اور جسم کو برابر حصوں میں بانٹتے ہیں یہہ دو پرزے ب س اور ج د
ایک پیچ ا کے وسیلے سے ملے ہوئے ہیں اس پیچ کے ساتھ ایک ٹکڑا پیتل کا لگا ہوتا ہے جو تقسیم

اور یہ پٹالا برنجی ہے جسکے ذریعے نقشہ جات کی نقل بہ نسبت اصل کے ۴۲۱ م د عمر جبکہ ہوتی ہیں



اور یاد رکھو کہ نقشوں میں باغ اور تالاب اور جنگل اور پہاڑ اور شہر اور مکانات اور سڑک اور دریا وغیرہ کا رنگ شناخت کے واسطے جدا جدا اتفاق ہے چنانچہ دیکھو




الحاصل اصطلاح جبر و مقابلہ اور علم ہندسہ اور اشکال ریاضی وغیرہ میں شہزادہ روشن دل نے بہت کمال حاصل کیا اور میعاد مقررہ بھی منقضی ہو گئی کہ حسب فرمان میمنت نشان خسرو والا شان وہی وزیر بشیر حاضر ہوا اور پیغام بادشاہی ادا کرکے دونوں کو بصد عزت و جاہ اپنے ہمراہ

محفل امتحان میں لیگیا

# امتحانِ نجم

مولف

خدا کے واسطے تشریف جلد لا ساقی | کہ اب تو وقتِ تغافل نہیں رہا ساقی
ترے لیے ہمہ تن چشم انتظار ہوں میں | کہ میری بزم میں خالی ہے تیری جا ساقی

جس دم خسروِ پرورِ عالی ہمم اور فرزانۂ روزگار فرخندہ شیم مع شعورِ سخن رس رونق افروزِ بزمِ اقدس ہوتے
عقلِ مجسم یکساں تکریم مرتسمِ پیش آیا اور دہانِ گوہر فشاں سے ارشاد فرمایا کہ اے لختِ جگر آج تک تمنے کیا پڑھا ہے پس نامور
شہزادہ ہوشمند نے عرض کی کہ قبلہ و کعبہ اس بندے نے تو صرف حساب اور مساحت اور جبر و مقابلہ اور ریاضی وغیرہ
میں ریاضتِ شاقہ بدولت ہمت بہم پہونچائی ہے اگر حضور کی مرضی مبارک میں آئے تو کوئی سوال استفسار فرمائیے
تو یہ تمنائی خاکسار اوسکا جواب خدمتِ عالی میں مفصل گذارش کریگا بادشاہ نے فرمایا کہ جبر و مقابلہ کی کچھ تعریف بیان کرو
خردمند نے عرض کی کہ بندہ پرور **جبر و مقابلہ** وہ شے ہے کہ جسکے وسیلے سے سوالاتِ مجہول کا استخراج
بآسانی ہو سکتا ہے **جبر** محاسبوں کی اصطلاح میں زیادہ کرنیکا نام ہے اور **مقابلہ** کم کرنیکو کہتے ہیں مدد کو کل
نام شے فرض کیا جاتا ہے اور شے کو شے میں ضرب دینے سے مال اور مال کو شے میں ضرب دینے سے کعب
اور کعب کو شے میں ضرب دینے سے مالِ مال اور مالِ مال کو شے میں ضرب دینے سے مالِ کعب اور مالِ کعب کو شے میں
کعبِ کعب اور پھر مالِ مال الکعب اور مالِ کعب الکعب اور کعبِ کعب الکعب وغیرہ الیٰ غیر النہایہ حاصل ہوتا ہے
یہہ سب مراتب عدد سے اعلےٰ کو جاتے ہیں اسواسطے انکا نام **سلسلۂ مخارج وصعود** ہے اور برخلاف اسکے
اجزا کا نام بھی جدا جدا ہے اور وہ ایسی کسریں ہیں کہ یہہ سلسلۂ صعود جنکا مخرج قرار دیا گیا ہے چنانچہ اونکا نام جزء الشی اور
جزء المال اور جزء الکعب اور جزء مال المال اور جزء مال الکعب اور جزء کعب الکعب اور جزء مالِ مال الکعب اور جزء
مالِ کعب الکعب اور جزء کعبِ کعب الکعب ہے چونکہ یہہ سب مراتب اعلےٰ سے اسفل کو رجوع کرتے ہیں اسواسطے انکو
**سلسلۂ اجزا و نزول** کہتے ہیں اور جبر و مقابلہ میں جبکہ استثنا واقع ہوتا ہے تو مستثنیٰ کو ناقص اور مستثنیٰ منہ کو
زائد خطاب دیتے ہیں **استثنا** کی دو صورتیں ہیں اول یہہ کہ اوس شے مجہول کو ناقص کریں جیسے (دس میں
شے نہیں) دوم یہہ کہ شے مجہول میں سے عدد معلوم کو ناقص کریں جیسے (شے ہے مگر دس نہیں) پس اگر زائد کو
زائد میں یا ناقص کو ناقص میں ضرب دیں تو ہمیشہ زائد حاصل ہوگا اور زائد کو ناقص میں یا ناقص کو زائد میں
ضرب دیں تو ہمیشہ ناقص حاصل ہوگا اور ہر عمل ہمیشہ **معادلہ** یعنی مساوات پر تمام ہوتا ہے اور جبر و مقابلہ میں حشر
بھی امر غور طلب ہے کہ کس طریق سے مساوات نکالی جاتی ہے اسکا کوئی قانونِ کلی نہیں کہ ہر مسئلہ میں جداگانہ قاعدہ ہے

محاسب کو کلی سوالات کی مشق سے ملکہ حاصل ہو جاتا ہے کہ اپنی عقل سے سوالات میں تصرف کرکے حل کرلے
پہنچ جاتے جبر و مقابلہ کے طریق پر مجہولات کو استخراج کرنا دیباچہ کتاب اور تکرار ابلغ اور فہم درست اور نظر تیز پر
منحصر ہے حکمائے متقدمین نے اس میں بہت کچھ غور کرکے چھ مسئلے نکالے ہیں وہ عدد اور اموال اور اشیا پر
مبنی ہیں اور اون میں سے تین مسئلے مفردات کہلاتے ہیں اور تین **مقترنات** مگر بعضے حکمائے متاخرین
چنانچہ عمر خیام و شرف الدین مسعود وغیرہ نے اور بھی چند مسائل کا استخراج کیے ہیں جنکا بیان بہت طول
طویل ہے عقلِ مجسم نے فرمایا خیر اب ہم دو چار سوال کرتے ہیں اونکا جواب دوگے تو ہم سمجھینگے کہ تم کچھ علم حساب سمجھے ہو
شہزادہ نے عرض کی بہت مبارک بادشاہ نے زبانِ حقائق بیان سے ارشاد کیا کہ اے مرد پرور **سوال** اتفاقاً

سوال

ایک لشکر عظیم کسی دریا کے کنارے پر وارد ہوا عبور کا ارادہ تھا مگر جہاز اور پل کچھ نظر نہ آیا آخر کار بسبب ضرورت
چند مقاماتِ مختلف سے پانچ کشتیاں جمع کرکے سب اون میں سوار ہوگئے اس اثنا میں باعث نہایت گرانباری کے
ایک کشتی غرق آب ہونے لگی اوسوقت اوس میں سے اکثر آدمی اوترے اور اون چاروں کشتیوں میں پہلے جسقدر سوار تھے اوتنے ہی
اور بھی جا بیٹھے اب اونمیں دو چند ہوگئے اتنے میں ناگاہ دوسری کشتی ڈوبنے لگی اور اوس میں سے بھی ان چاروں کشتیوں کے
سواروں کے برابر اوتر کر ہر ایک میں جا بیٹھے اسیطرح تیسری اور چوتھی اور پانچویں کشتی کے سوار بھی جب یہ صورت واقع ہوئی
جبکہ پانچوں کشتیاں دوسرے کنارہ پر جا پہنچیں اور شمار کیا تو سب کشتیوں میں آدمی برابر تھے بتاؤ کہ اول ہر کشتی میں کسقدر سوار
بیٹھے تھے اور پھر کیا کیا تغیر و تبدل ظہور میں آیا خرد پرور شہزادہ نے کہا جواب اسکا یہ ہے کہ قاعدہ کے بموجب اسکے لیے ایک

جواب

بہت عمدہ قاعدہ ہے جو پیچھے بیان میں گذرا ہے یعنی جسقدر کشتیاں ہوں اوسکے شمار پر ایک زیادہ کرکے کشتی اول کے سوار تصور
فرمایئے پھر اونکو مضاعف کرکے ایک کم کیجیے یہ دوسری کشتی کے سوار ہیں اونکو پھر دو چند کرکے ایک کم کر دیجیے تیسری کشتی کے
سوار دریافت ہونگے اسیطرح ہر کشتی کے سواروں کو دوگنا کرکے اون میں سے ایک کم کرتے جائیں اس سے سواروں کی تعداد
معلوم ہوتی جائیگی اس طریقہ سے واضح و لائح ہوا کہ ارشادِ حضور کے بموجب پانچ کشتیوں میں سے اول کشتی میں چھ سوار اور
دوسری میں گیارہ اور تیسری میں اکیس اور چوتھی میں اکتالیس اور پانچویں میں اکاسی آدمی ہیں
جو سب ایک سو ساٹھ ہوتے اور آخر میں ہر کشتی پر بتیس بتیس برابر ہوگئے اس کل کی یہ ترتیب

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| وقتِ سواری | ۶ | ۱۱ | ۲۱ | ۴۱ | ۸۱ |
| مرتبۂ اول | ۱۲ | ۲۲ | ۴۲ | ۸۲ | ۲ |
| مرتبۂ دوم | ۲۴ | ۴۴ | ۸۴ | ۴ | ۴ |
| مرتبۂ سوم | ۴۸ | ۸۸ | ۸ | ۸ | ۸ |
| مرتبۂ چہارم | ۹۶ | ۱۶ | ۱۶ | ۱۶ | ۱۶ |
| مرتبۂ پنجم | ۳۲ | ۳۲ | ۳۲ | ۳۲ | ۳۲ |

پہر تہوڑا یہ جرمن مارے وا کاک اے خونریز **سوال** پہلا ایک قلعہ میں چار برج ہیں جسکے متعلق کسی منجم نے اور شہر کی
سردار قلعہ نے حسب حکم گورنر چاروں برجوں میں برابر آدمی تقسیم کر دیا اور اسکی تسلی و اطمینان کر کے جنگ و جدال پر مستعد کیا مثلاً جس
برج پر تھوڑے آدمی پائے اوسطرف حملہ کیا حاکم نے مدد کے واسطے جسقدر فوج کہ اوس برج پر موجود تھی ہر برج سے آدھی بھیجدی اون
بھی اور وہ لوگ اپنی مقدار سے جو گئے ہو گئے اس سے دشمن کو بھگا دیا چونکہ دوسرے برج پر فوج کم تھی اسی واسطے دشمن نے
اوسطرف رخ کیا سردار قلعہ نے پہر تینوں برجوں سے اوس برج کی مدد کو آدھی آدھی سپاہ روانہ کی جو وہاں موجود تھی غرضکہ
تیسرے اور چوتھے برج پر بھی اسیطرح سے مدد کی اور قلعہ سلامت بچا لیا اوسکے بعد جو ایک شمار کیا تو ہر ایک برج پر
برابر فوج پائی اب بیان کرو کہ قلعہ میں کتنے آدمی کی جماعت تھی + ضرور ہونے کے گردین کی **جواب** اسکا قاعدہ کہ گرین کی
رات باتیں ہیں یہ ہے کہ جو ہر برج کی تعداد اوسکو چار میں چار بار ضرب کرینگے حاصل ضرب
مردم قلعہ ہو جاویگی اول مرتبہ ۴ کو ۴ میں ضرب دیا ۱۶ ہوئے دوسری مرتبہ ۱۶ کو ۴ میں ضرب دیا ۶۴ ہوئے تیسری مرتبہ ۶۴ کو
۴ میں ضرب دیا ۲۵۶ ہوئے چوتھی مرتبہ ۲۵۶ کو ۴ میں ضرب دیا ۱۰۲۴ ہوئے گویا یہ تعداد کل فوج قلعہ کی ہے اور بعد ترتیب
مساوی ہر برج پر ۲۵۶ ہوئے ہیں اب اگر حصہ کو معلوم کرنا منظور ہے کہ اول ہر برج پر کسقدر آدمی تھے اسکے دریافت کرنیکا قاعدہ
یہ ہے کہ ۲۵۶ پر اوسکی ایک چوتھائی یعنی ۶۴ زیادہ کئے تو ۳۲۰ ہوئے پھر دوبارہ اسکی چوتھائی یعنی ۸۰ اسپر زیادہ کئے
تو ۴۰۰ ہوئے پہر بار سوم اسکی چوتھائی یعنی ۱۰۰ اسپر زیادہ کئے تو ۵۰۰ ہوئے چوتھی بار اسکی چوتھائی ۱۲۵ اور کل ہوئی یہی تعداد
مردم برج اول کی ہے اب پہلے جو ۱۰۰ چوتھائی تھی وہ اس ایک سو پچیس پر زیادہ کرنے سے ۲۲۵ ہوئے یہ تعداد مردم
برج دوم کی ہے بعد اسکے پہلے جو ۸۰ چوتھائی تھی اسپر زیادہ کرنے سے ۳۰۵ ہوئے ہیں یہ تعداد مردم برج سوم کی ہے پھر
اسکے پہلے جو ۶۴ چوتھائی تھی اسکو اسپر افزون کرنے سے ۳۶۹ ہوئے یہ تعداد مردم برج چہارم کی ہے اسیصورت میں اگر برج
کم یا زیادہ ہوں تو وہاں بھی یہ قاعدہ جاری ہو سکتا ہے اور ہماری کتاب انشاء اللہ جو تفسیر گر دارین کی اوسکی توضیح اسطرح سے اسکا ثبوت
تعداد کل ایک ہزار چوبیس اور ہر برج پر بصورت مساوی دو سو چھپن آدمی تھے اس عمل کی یہ صورت ہوگی +

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| قسمتِ اول | ۱<br>۱۲۵<br>۳۷۵ | ۲<br>۲۲۵<br>۱۲۵ | ۳<br>۳۰۵<br>۱۲۵ | ۴<br>۳۶۹<br>۱۲۵ |
| قسمتِ دوم | ۵۰۰<br>۱۰۰ | ۱۰۰<br>۲۰۰ | ۱۸۰<br>۱۰۰ | ۲۴۴<br>۱۰۰ |
| قسمتِ سوم | ۴۰۰<br>۸۰ | ۴۰۰<br>۸۰ | ۸۰<br>۲۴۰ | ۱۴۴<br>۸۰ |
| قسمتِ چہارم | ۳۲۰<br>۶۴ | ۳۲۰<br>۶۴ | ۳۲۰<br>۶۴ | ۶۴<br>۱۹۲ |
| مساوی ہر برج | ۲۵۶ | ۲۵۶ | ۲۵۶ | ۲۵۶ |

پہر نہایت شاد ہوکر اکرام سے فرمایا کہ اے حضرت **سوال** ایک شخص کے پاس ساٹھ دینار تھے ناگاہ مرگ کی پہونچی اور دینار جو تھا اوسنے ان کو اسطرح بانٹ لیا کہ اونمیں سے ایک کو ایک دینار لیکر چلدیا اور دوسرا دو لیکر اور تیسرا تین جو تہا چار لیکر ہر ایک دوسرے سے ایک ایک زیادہ لیتا گیا کہ مال کوئی ہوتی اور سب سے دو دینار میں لیکر اور بعد اسکے اوکو برابر تقسیم کرتے اسطرح میں ہر ایک کو سات سات دینار مساوی پہونچے تم بتاؤ کہ اولاد کتنی تہی اور دینار کسقدر تہے + حضرت نے جواب دیا **جواب** اگرچہ یہہ سوال جبر و مقابلہ اور خطائین وغیرہ سے بھی حل ہو سکتا ہے مگر ہم ایک سہل طریقہ بیان کرتا ہے وہ یہہ ہے کہ خارج قسمت کو مینہ نصیب کرکے ایک کم کریں سے جو باقی رہتا ہے وہ اولاد کی تعداد ہے اور مقسوم علیہ کو خارج قسمت میں ضرب دینے سے جو مقسوم حاصل ہوتا ہے وہ دینار کا عدد ہوتا ہے اس سوال میں سات سات دینار تقسیم ہوئے اسواسطے سات کو دو چند کیا جو دہ چودہ ہوئے اونمیں سے ایک کم کیا سو باقی رہتے ہیں ۱۳ اولاد کی تعداد ہے اس کو ۷ میں ضرب دینے سے دینار کی مقدار معلوم ہوتی ہے یعنی اکانوے حاصل ہوتے ہیں ۹۱ دینار تہے جو ۱۳ لڑکوں کو برابر برابر ہوئے پھر جواد نے تحسین فرمائی بعد اسکے حضرت **سوال** ایک شخص کے پاس اسقدر انار موجود ہیں کہ وہ ایک آدمی کو یا دو کو یا تین کو یا چار کو یہاں تک کہ دس آدمیوں کو اسطرح برابر برابر بانٹ دے تو باہم سب مساوی تقسیم ہو جائیں اور کسر واقع نہو بیان کرو کہ یہہ تمام انار جو ہمارے پاس ہیں کسقدر ہونگی + حضرت نے لکہا **جواب** وہ انار دو ہزار پانسو بیس ہیں اسواسطے کہ یہی کسور نہ گانہ کا مخرج ہے اور عربی میں انکو **مخرج کسور تسعہ** کہتے ہیں غرض مجمع یہہ تقریر دلپذیر سنکر نہایت محظوظ ہوا اور فرزانہ روزگار کی جانب مخاطب ہوکر فرمایا کہ آپ کی توجہ اور عنایت سے حضرت نے کمال کیا ہے ورنہ یہ حصر عمر تمام ہو گیا صاحب ایسا گمان ہو + فرزانہ روزگار نے کہا کہ یہہ سب آپکی بلند اقبالی اور تقدیر عالی کی برکت ہے دلی کا ثمرہ ہے حضرت آویز گار سے بہت مہربان ہوتے اور سکو دریافت اور بعد تحت بلند عنایت فرماتے اگر جہانپناہ چند مدت جدید در تحصیل علوم ہمت مصروف رہینگے تو اللہ کچھ ہونے لگا شہزادہ دانشور آداب بجالایا پھر اہل انجمن کیطرف رخ کیا اور کہا کہ صاحبو اگر کسی کو کوئی سوال درکار خاطر ہو تو دریغ نکرے اسلئے کہ میں حاضر ہوں اس اثنا میں ایک نجات نے سوال کیا کہ اے شہزادہ بلند اقبال ابھی جو آپنے فرمایا تھا کہ کسور تسعہ کا مخرج ۲۵۲۰ ہے یہہ کس طریقہ سے دریافت ہو سکتا ہے حضرت نے کہا کہ اہل عرب نے یہہ قاعدہ ایجاد کیا ہے کہ جن کسر کے نام میں حرف عین ہے انکو باہم ضرب دیتے ہیں وہ اعداد حاصل ہوتے ہیں اور وہ **ربع** اور **سبع** اور **تسع** اور **عشر** یعنی چہارم اور ہفتم اور نہم اور دہم ہیں اول ہم ۴ کو ۷ میں ضرب دیا ۲۸ ہوئے پھر انکو ۹ میں ضرب کیا ۲۵۲ ہوئے پھر انکو ۱۰ میں ضرب دیا ۲۵۲۰ ہوئے اور یہی اعداد ہمیں درکار تہے مگر ایک قاعدہ بہت عمدہ ہے جس سے مخرج کسور تسعہ ایک خوبی کے ساتہہ دریافت ہو سکتا ہے یعنی کہ نو سے لیکے دس تک دونوں کو ایک دوسرے میں ضرب دیکر ایک ... میں ضرب دینے سے مخرج کسور تسعہ معلوم ہوتا ہے

چنانچہ مہینے کے ۳۰ دن کو ۱۲ مہینوں میں ضرب دیا ۳۶۰ ہوئے انکو ہفتے کے ۷ دنوں میں ضرب دینے سے
۲۵۲۰ ہوئے ہیں وہو المطلوب ✤ سننے میں ایک اور تمثیل پناہ ورما ہے لگے کہ اے لخت جگر شہریار و اے نور نظر
جہاندار بھلا آپ نے جو ارشاد کیا کہ ایک مہینے کے تیس دن ہوتے ہیں یہہ کونسا مہینہ ہے مہینے تو ہمیشہ برس تیس دن سے بیش
یا کم یا زیادہ ہوتے ہیں خود ہیرونے جواب دیا آپ کو یہہ تو معلوم ہوگا کہ مہینے دو طرح پر شمار کئے جاتے ہیں ایک **قمری**
دوسرا **شمسی** پس قمری مہینے کے دن فی الحقیقت ساڑھے انتیس اور کسری زائد ہوتے ہیں جب دو مہینے کے
دن جمع کئے جاتے ہیں تو کچھہ کسر زیادہ اور شبہہ روز شمار میں آتے ہیں اسواسطے کسر کو قابل اعتبار نہیں جانتے لہذا ایک
مہینے کو تیس دن کا اور دوسرے کو انتیس دن کا قرار دیتے ہیں اور کسر کے حساب سے ہر برس میں گیارہ دن زیادہ کرکے تیسرے
برس ایک مہینا بڑھا کر سیزدہ ماہ کہتے ہیں اور اسکو لوند کہتے ہیں و علی ہذا القیاس جس قوم کے حساب میں دن یا مہینا زیادہ
ہوتا ہے وہ اسکو ایک مہینے میں درج کر لیتے ہیں اسیطرح ایک شمسی مہینے میں حرکت آفتاب کے اختلاف سے کبھی تیس
دن کا مہینا ہوتا ہے کبھی کم کبھی زیادہ لیکن اہل فارس کے منجمین متاخرین نے ہر ماہ شمسی کو تیس تیس دن کا قرار دیا اس نظر سے
کہ اوراق تقویم میں جو منجموں کا سالانہ حساب درج ہوتا ہے کہیں اختلاف واقع ہو جائے پس بحساب مذکور سال قمری
تین سو چون روز اور ایکدن کے چھٹے حصے کا ہوتا ہے اور سال شمسی فی الحقیقت اہل فارس کے نزدیک تین سو پینسٹھہ دن اور
ایکدن کے ساتویں حصے کا ہوتا ہے لیکن منجمین متاخرین نے باعث وجہہ مذکور تین سو ساٹھہ دن کا برس قرار دیا ہے اور پانچ روز
جو زیادہ ہوتے ہیں انکو آخر سال میں اضافہ کرکے خمسہ مسترقہ کے نام سے نامزد کرتے ہیں اور کسر کے واسطے
چوتھے برس ایکدن زیادہ کرکے اسکو کبیسہ کہتے ہیں اس سے تمکو خوب یاد رکھنا ضرور ہے کہ یہہ قاعدہ مطابق تقویم
اور اصطلاح متاخرین اہل فارس کے قرار دیا گیا ہے جبکہ شہزادہ دانش پناہ یہہ معلومات جدید بیان کر چکا ایک شخص نے اور
یہہ سوال کیا کہ کوئی مرد با خضید کچھہ پھول لیں درگاہوں میں چڑھانیکو لیگیا جس درگاہ میں داخل ہوتا اوسکے پھول
دو چند ہو جاتے اوسنے تینوں درگاہوں میں برابر چڑھائے اور کوئی پھول آخر میں باقی نرہا خود ہیرونے کہا کہ اس قسم کے
سوال کو **سیالہ** کہتے ہیں اسواسطے کہ اسکا جواب خاص ایک عدد پر موقوف نہیں ہے چنانچہ ہم کہتے ہیں کہ اوس
شخص کے پاس سات پھول تھے پہلی درگاہ میں تو وہی دو چند یعنی چودہ ہو گئے اسمے آٹھہ پھول اوس درگاہ پر
چڑھائے چھہ باقی رہے جب دوسری درگاہ میں گیا بارہ ہو گئے آٹھہ چڑھائے چار بچے پھر تیسری درگاہ میں گیا چار کے
آٹھہ ہوئے وہاں سب چڑھا دیئے کچھہ باقی نرہا اب سنو کہ اوسکے پاس چودہ پھول تھے پہلی درگاہ میں اٹھائیس ہوئے
سولہ چڑھائے بارہ بچے دوسری درگاہ میں چوبیس ہوئے سولہ چڑھائے آٹھہ بچے تیسری درگاہ میں پھر آٹھہ کے سولہ ہوئے
سب کے سب چڑھا دیئے کچھہ باقی نرہا پھر غور کرو کہ ۲۸ پھول تھے پہلی درگاہ میں ۵۶ ہوئے ۳۲ چڑھائے ۲۴ باقی
رہے دوسری درگاہ میں ۴۸ ہوئے ۳۲ چڑھائے ۱۶ بچے تیسری درگاہ میں ۳۲ ہوئے سب چڑھا دیئے کچھہ باقی نرہا

امتحان فہیم [illegible] عقل

اور جبکہ اس عمل پر جتنک تضعیف کا قاعدہ جاری کروگے جبتک ہر مرتبہ سوال کا جواب حاصل ہوگا اور اسکا قاعدہ
اصل عمل عکس کے وسیلے سے حسب دلخواہ حاصل ہوتا ہے اتنے میں ایک شخص موسوم بہ صناع ہنرمند کہ ریاضی اور
ہندسہ میں بے بدیل تھا کہنے لگا کہ اے جوہری برادر سوالات حساب کے سب حل کئے اور ہر ایک جواب ایسا
معقول دیا کہ سب چھوٹے بڑے سمجھ گئے اب یہہ فرمایئے کہ علم ہندسہ میں کس چیز سے بحث کیجاتی ہے تب جوہری نے
کہا کہ اے صناع ہنرمند علوم ریاضی میں سے علم ہندسہ ایک عمدہ علم ہے اسکے عالم کو مہندس کہتے ہیں اقلیدس
مہندس اول ہے جو اسکے ایسے مہندس ہوئے اور اسکے پیچھے اقلیدس گرچہ علم اقلیدس اسواسطے منسوب ہوا کہ اوس نے
اسکے قواعد کی تکمیل کرکے ایک کتاب موسوم بہ تحریر اقلیدس تصنیف کی یہہ کتاب اصل میں تیرہ مقالوں پر تھی
بعد دو مقالے اور بھی داخل کئے گئے ہیں پندرہ مقالے ہیں اشکال سب کی کہ جسکا مجموعہ نسخہ حجاج کے مطابق ۴۶۸
چار سو چھیاسٹھ اور بحسب نسخہ ثابت ۴۷۴ چار سو چہتر شکلیں ہیں اور ان دونوں نسخوں کی ترتیب اشکال میں بھی
اختلاف ہے اور ہر شکل ماقبل اپنی شکل مابعد سے ربط رکھتی ہے اس علم کی اصطلاح میں اول حدود ہے اور وہ

حدود

ہر مقالے کے ساتھ اور مختلف التعداد ہیں اس میں نقطہ اور خط اور زاویوں سے بحث کیجاتی ہے نقطہ کو جزو لایتجزی قرار
دیتے ہیں اور خط کو ایک طول لا عرض فرض کرتے ہیں اور خط کی انتہا دو نقطوں پر ہوتی ہے اور کہہ سطح اور خط
اسی سے عبارت نہیں کہ اوسکی صورت مرتسم ہو بلکہ خط اور نقطہ ہر جسم میں کہ جو طول اور عرض اور عمق رکھتا ہوگا اس جسم میں
اون کی ایک چیز بھی باقی ہوگی ضرور موجود ہے دوم اس علم کی اصطلاح میں اصول موضوعہ ہے وہ تین ہیں

اصول موضوعہ

اول یہہ کہ ہمکو اختیار ہے کہ ایک نقطے سے دوسرے نقطے تک خط مستقیم کھینچیں دوم خط مستقیم کو اوسکی سیدھ میں دور تک
بڑھا سکتے ہیں سوم کسی نقطے کو مرکز فرض کرکے جس قدر دوری برابر سے دائرہ کھینچ سکتے ہیں سوم اس علم کی اصطلاح میں

علوم متعارفہ

علوم متعارفہ یہہ باتیں ظاہر ہیں جنکو سب لوگ جانتے ہیں اوسکے ثابت کرنے میں دلیل کی حاجت نہیں یہہ شمار میں
نو ہیں اول جتنی چیزیں ایک چیز کے برابر ہوں وہ سب آپس میں برابر ہونگی دوم کتنی چیزیں جو برابر ہیں اون میں برابر چیزیں
جوڑنے سے کل بھی برابر ہوگی سوم برابر چیزوں سے جو برابر چیزیں گھٹائی جائیں تو باقی بھی برابر ہوگی چہارم جو چیزیں برابر
ہوں اون میں اگر برابر چیزیں جوڑیں تو کل بھی برابر ہوگی پنجم جو چیزیں برابر نہیں ہیں اون سے برابر چیزیں گھٹایئے تو باقی چیزیں بھی
برابر ہونگی ششم جتنی چیزیں کسی ایک چیز سے دو چند ہونگی وہ سب آپس میں بھی برابر ہونگی ہفتم کتنی چیزیں جو ایک چیز
کے نصف کے برابر ہوں وہ سب آپس میں بھی برابر ہونگی ہشتم جو مقادیر آپس میں منطبق ہوں یعنی برابر جگہ گھیرتے ہوں تو وہ
برابر ہونگے نہم کوئی چیز کل اپنے جزو سے بڑی ہوتی ہے دہم دو مستقیم خطوں سے جگہ نہیں گھر سکتی ہے یازدہم زاویے قائمے
باہم برابر ہوتے ہیں دوازدہم اگر دو خطوں پر ایک خط گرے اور اندرونی زاویے ایکطرف اوسی خط کے چھوٹے ہوں دو قائمے
زاویوں سے تو یہہ دونوں خط بڑھانے سے اوسطرف ملجائینگے جسطرف کے زاویے دو قائموں سے چھوٹے ہیں پس یہہ بارہ علوم متعارفہ

اموریہی ہیں اسواسطے دلائل و درایت کی احتیاج نہیں اور اصولِ موضوعہ کا ماننا اس علم کی ضروریات سے ہے
اسلئے کہ انکو بسبب تصوری بالاتفاق مسائلِ ہندسیہ کے ثبوت کے لئے صحیح اور درست اور امرِ اعتباری فرض کرلیا ہے
اگرچہ انکا ثبوت جداگانہ اوسلئے نہیں ہے پر جبکہ دراصل یہی ہیں اصولِ موضوعہ ہیں مگر بعضے مہندسوں نے کچھ اور اصول بھی
اضافہ کئے ہیں چنانچہ ایک یہہ کہ نقطہ اور خط اور سطح اور خطِ مستقیم اور سطحِ مستوی اور دائرہ سب قسم کی پیمایشیں
موجود ہیں کوئی آدمی بھی بہ بحث و اعتراض نہیں کرسکتا دوسرے یہہ کہ جس خط اور جس سطح پر چاہیں نقطہ فرض کریں
تیسرے جس سطح پر چاہیں خط فرض کرلیں چوتھے نقطہ نقطے پر اور خطِ مستقیم خطِ مستقیم پر اور سطحِ مستوی سطحِ مستوی
منطبق ہوجاتے ہیں پانچویں دو خطوں میں نقطہ اور دو سطحوں میں خطِ مشترک ہوتا ہے یہہ پانچوں اصولِ موضوعہ
اصطلاح چند علومِ متعارفہ بھی اسی طرح پر زیادہ شمار کئے جاتے ہیں چنانچہ ایک یہہ ہے کہ جب چیزوں کی مساوات کا حال تجربہ سے
معلوم ہوئیں جس وقت وہ برابر برابر زیادہ و یا کم کیجائیں اور عدد کم یا زیادہ ہونیکی دریافت ہو کہ دو سب برابر ہیں
تو نہیں کہا جاتا ہے کہ وہ سب چیزیں ایک سے برابر نہیں علی ہذا القیاس نہ ہوسکینگے و بیلنے سے تشکیلِ ذات کیجاتی یا
اور اسکے حکم سے اختلاف وغیرہ دور ہوتا ہے صباحِ مہندس نے کہا کہ آپنے بہت درست فرمایا علمِ ہندسہ کا اصل الاصول
یہی ہے مگر اب میں چاہتا ہوں کہ جرِّ ثقیل کا کچھ حال بیان فرمایئے شہزادۂ خرد برو نے ارشاد کیا کہ علمِ جرِّ ثقیل اس
عبارت ہے کہ بارِ گراں دل کو تھوڑے سے زور و قوت میں ایک جگہ سے دوسری جگہ سرکادیں یا کسی سے طرح پر
لیجائیں یا اشیاء عظیم المقدار کو سہل طریق سے وا کریا افسردہ اور تنگ کریں یا بڑے بڑے پتھروں اور دوسری سخت و
درشت چیزوں کو آسان طریقوں سے شگافتہ کریں چنانچہ حکماء اس کام کو کہ قوتِ انسانی سے خارج ہے آسانی
سرانجام دینے کے لئے چند آلات مقرر کئے ہیں جنکے ذریعے سے یہہ کارہائے دشوار سہل ترین وجوہ سرانجام
پاتے ہیں صباحِ مہندس پہلے یہہ بات قابلِ غور ہے کہ ایک گھوڑے یا حیوان کو اوسوقت کام کرتے ہوئے کہتے ہیں
جبکہ وہ بوجہ لیکر چلتا ہے یا جبکہ وہ کسی قسم کی کل کو حرکت دیتا ہے اور ایک دخانی کل کو اوسوقت کام کرتے ہوئے
کہتے ہیں جبکہ وہ پانی اوٹھاتی ہے یا گاڑی کو آہنی سڑک پر لیجاتی ہے یا کسی اور طرح کی محنت جو حیوانوں سے ہوتی ہے
لیکن جبکہ وہ جسم سے کام کرتا ہے تو وہ مشیت کا کام کرتا ہے اور جبکہ وہ صرف اپنے بدن ہی سے کام کرتا ہے
تو وہ کام کرتا ہے جو کہ جرِّ ثقیل سے تعلق رکھتا ہے یا وہ کام کرتا ہے جو کہ بجز ایک دخانی کل یا اور کسی قسم کی کل سے
ہوسکتا ہے اور علمِ جرِّ ثقیل میں اسی کام سے مراد ہے جو انسان بدن سے کرتا ہے اور جب کوئی کام متعلق جرِّ ثقیل کے ہوتا ہے
تو ایک قوت یا مزاحمت اوس واسطے پر پڑتی ہے جسمیں وہ زور یا مزاحمت ہوتی ہے مثلاً جب آرہ سے کسی لکڑی کو
چیرینگے تو اوس آرہ میں ایک زور لگایا جائیگا جسکے سبب سے آرہ حرکت کریگا اور اوس لکڑی میں ایک مزاحمت پیدا ہوگی
اب اگر کوئی زور آرہ پر لگایا جاتا اور وہ نہ سرکے یا برخلاف اسکے آرہ بغیر کسی زور کے حرکت کرے تو صاف ظاہر ہے

کہ ان دونوں صورتوں میں کچھہ کام ہوگا اور جبکہ ایک آدمی ایک وزن سیڑھی پر لیجاتا ہے تو ہم کہتے ہیں
کہ وہ کچھہ کام کرتا ہے اور جبکہ وہ اوسی صرف بوجھہ لئے کھڑا ہے تو اب وہ کچھہ کام نہیں کرتا ہے اسی لئے
کام کرنے کیواسطے کچھہ زور ہی نہیں چاہئے بلکہ وہ زور کسی فاصلہ میں کچھہ مسافت بھی طے کرے اور جو ہم یہہ بات
دریافت کرنی چاہیں کہ دو مزدوروں یا دو کلوں نے ایک سے دوسرے کی بہ نسبت کسقدر کام کیا ہے تو کہینگے کہ اگر دو آدمی
ایک ہی بوجھہ کو ایک ہی بلندی پر لیجاتے ہیں تو کام انکا مساوی ہوگا اور اگر ایک اونمیں سے نصف وزن جو گنی
بلندی پر لیجائیگا تو اوسکا کام دوسرے سے دوگنا ہے سو کہ ناپنے کیواسطے لمبائی کا پیمانہ اور سطح ناپنے کیواسطے
سطح کا پیمانہ اور وزن ناپنے کیواسطے وزن کا پیمانہ جسطرح مقرر ہے اسیطرح کام ناپنے کیواسطے کام کا پیمانہ بھی ٹھیرایا گیا
پیمانہ کام کا وہ محنت ہے جو واسطے اوٹھانے ایک پونڈ کے جسکو عربی میں رطل بھی اور آدھ سیر کہتے ہیں ایک فیٹ میں لگی ہے
مثلاً ایک آدمی ایک پونڈ وزن ہاتھہ میں لیکر ایک فیٹ اوٹھائے تو وہ ایک پیمانہ کام کا کرتا ہے وعلیٰ ہذا القیاس اگر
چار پونڈ وزن ہاتھہ میں لیکر پانچ فیٹ اوٹھائے تو وہ بیس پیمانے کام کے کرتا ہے اسواسطے چار پونڈ کے وزن کا
اوس بلندی تک پانچ پیمانوں کا چوگنا کام یعنی بیس پیمانہ کام کریگا اس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وزن کو پونڈ سمجھ کر
اور اوس فاصلے کو فیٹ بنا کر ان پونڈوں اور فیٹوں کو باہم ضرب کریں تو اوس کام کے پیمانوں کی تعداد حاصل ہوتی ہے
اور اس امر سے واضح ہوگیا کہ ایک پیمانہ کام کا جب ہوتا ہے کہ ایک پونڈ زور ایک فیٹ کے فاصلے میں صرف ہو خواہ
وہ فاصلہ کسی سمت کو ہو اور جبکہ ہمکو ایک بڑا فاصلہ ناپنا ہوگا تو ہم ایک بڑا پیمانہ بہ نسبت فیٹ یا گز کے لینے میں اسیطرح
جبکہ کوئی کام بہت بڑا ہوتا ہے تو اوسکے ناپنے کیواسطے بھی ایک بڑا پیمانہ مقرر کرنا پڑیگا مصاحب ہنرمند نے کہا کہ جو جانور
کل وغیرہ میں کام دیتے ہیں اونکی زور وطاقت کا بھی کچھہ احوال بیان فرمائیے خرد پرور نے کہا کہ زمانہ سابق میں
تخمینہ کیا گیا ہے کہ ایک گھوڑا ۳۳ ہزار پیمانے کام کے ایک منٹ میں کر سکتا ہے اسواسطے اتنے کام کو
گھوڑے کی ایک طاقت کہتے ہیں اسے تعبیر کرنا کام کا ایک گھوڑے کے بیس وقت کی طاقت میں آسان ہے
مگر یہہ گھوڑے کی طاقت اب حال کی آزمایش سے معلوم ہوا کہ بہت زیادہ تھی اور تجربے سے دریافت ہوتا ہے
کہ ایک منٹ میں ۲۲ ہزار پونڈ تقریباً اوسط کام ایک متوسط قوت گھوڑے کا ہے اور یہہ بھی یاد رکھنا بہت
ضرور ہے کہ جانوروں کی طاقت زور لگانیکی ترکیب کے موجب اور رفتار پر بھی جس سے وہ کام کرتے ہیں
تبدیل ہوتی ہے اور ایک خچر ۱/۲ اور گدھا ۱/۵ گھوڑے کا کام کرتے ہیں مصاحب ہنرمند نے کہا کہ بھلا
یہہ فرمائیے کہ جو کوئی آدمی کسی فاصلے میں گھوڑے کے برابر یا اوس سے زیادہ زور کرنا چاہے تو ممکن ہے
یا نہیں تب شہزادہ خرد پرور نے ارشاد کیا کہ انسان اپنی عقل کے زور سے سب کچھہ کر سکتا ہے اگر جانوروں کا
کام انکے ہاتھوں سے نہ نکلے تو کچھہ اور ترکیب عمل میں لاتے ہیں چنانچہ ہر وقت میں ہر کام کی ضرورت سے

عقل کے وسیلے سے ایک آلہ مقرر کیا گیا ہے کہ تھوڑی سی حرکت کے وسیلے سے
بہت بڑا کام ہو سکتا ہے جیسے محور اور بیرم اور گرہ اور کولب اور اسفین اور جرج اور پیچ وغیرہ
جو اس کام میں حکمت سے مستعمل ہوتے ہیں اور اب تک اس کے دانایانِ فن موجود ہیں جو وقت
جیسا کام پڑتا ہے اوسی کے مطابق ایک آلہ تجویز کر کے مطلبِ دل نکال لیتے ہیں کبھی اونکی جولانی
طبعِ رسا کے روبرو کوئی کام سد نہیں رہتا کسی دانائے علم جرِ ثقیل کا قول ہے کہ اگر مجھے
اس قدر سہارا حاصل ہوتا کہ میں اوزاروں کے کل پرزے وہاں رکھ سکتے اور مجھے بھی قدم
رکھنے کی جگہ ملتی تو میں اس کرۂ زمین کو اوس کے محورِ اصلی پر سے کہیں کا کہیں سرکا دیتا
اور اوس کی گردش کو ہمیشہ کے لئے ساکن کر دیتا غرض کہ اس علم کے فوائد
بے نہایت ہیں اور منافع لا انتہا الغرض جس دم نوبتِ سخن اوس انجمن میں
اس درجہ پر آئی صناعِ ہندی نے دستِ ادب بآمادہ گزارش کی
کہ اے حضرت پروردگار الا گوہر قسم ہے کہ آپ نے اپنی زبانِ گوہر فشاں سے
وہ دُرِّ معرفت شاہوار اہلِ بزم کو ایثار فرمائے کہ جو
تمام عمر آویزۂ گوشِ ہوش سامعینِ عقیدت آگین
رہیں گے حاضرینِ دربار نے یکزبان اور متفق اللفظ
ہو کر اس کلام کی تائید کی اور ہر جانب سے
آوازِ تحسین و آفرین گنبدِ چرخِ برین تک
پہونچی شاہنشاہِ گردون سریر نے
بعزت و توقیر فرزانۂ دوگانہ
سراپا دانش و تدبیر کو
عطائے خلعتِ گران قیمت
مع حضرت پروردگار الاثلث
رخصت فرمایا
دربارِ امتحان
برخاست
ہوا

# باب ششم موسوم بہ عقلِ نجم

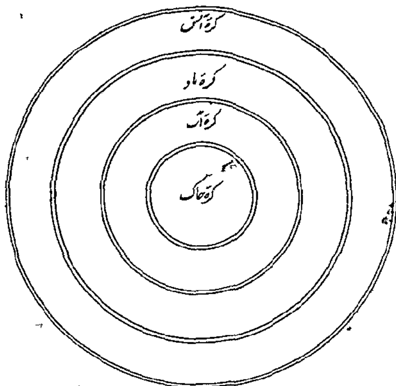
## تعریف

| | |
|---|---|
| ماہیتِ معجونِ فلک سیر ہو جس میں | ساقی مجھے وہ جام مئی ہوش رُبا دے |
| ہم خوب تماشائے زمین دیکھ چکے جب | اب سیر ذرا عالمِ بالا کی دکھا دے |

جس وقت اوستادِ عالی وقار اور شاگردِ نامدار زیب افزائے قصرِ زرنگار ہوتے بطرزِ قدیم نگار خانہ تربیت و تعلیم کا دروازہ کھولا گیا شائستہ اقبالِ جہان آرا نے علوم و فنون یعنی مربیانہ روزگار محرمِ رازِ فلکی عروسِ مضامین پردہ نشین کے چہرہ عالم افروز سے نقابِ حجاب اولٹ کر شہزادہ والا تبار کو حسبِ دل آویز کا محوِ دیدار بنایا اور فرمایا کہ اے جوہر پروردہ یعنی علم طبیعیات و علم ہیئت وغیرہ کے اسرار سے مطلع کرنے میں مجھی نیہ ہے کہ عناصر یعنی آگ اور ہوا اور پانی اور مٹی کی ماہیت سے واقف ہونگے اور دخان یعنی وہ دھوآں جو زمین اور پہاڑ وغیرہ سے نکلتا ہے اور بخار یعنی بھاپ اور باد یعنی ہوا اور سحاب یعنی ابر اور صاعقہ یعنی وہ بجلی جو زمین پر گرتی ہے اور رعد یعنی بادلوں کا گرجنا اور کڑکنا اور برق یعنی وہ بجلی جو چمکتی ہے اور مطر یعنی باران اور ثلج یعنی برف اور تگرگ یعنی اولے اور شبنم یعنی نسیم اور قوس قزح یعنی دھنک اور خرمنِ ماہ یعنی ہالہ وغیرہ کے معلوم کرینگے اور زلزلہ یعنی بھونچال کے پیدا ہونیکا سبب اور زمین کے نیچے سے آوازِ مہیب کے نکلنے کی وجہ اور پانی کے چشموں کے جاری ہونیکا باعث دریافت کرینگے اور لعل و یاقوت کی افزائش اور سونے چاندی رانگ سیسہ جست پارہ اور گندھک وغیرہ کی حقیقت جانینگے اور نباتات و حیوانات کی پیدائش سے مطلع ہونگے

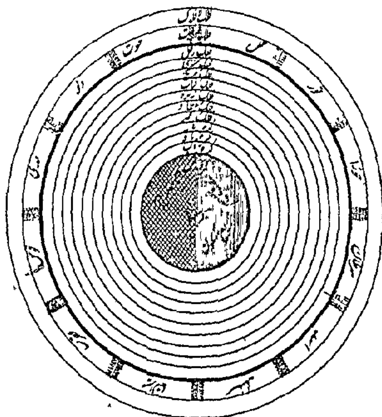
علم طبیعیات کہتے ہیں جمہور حکمائے سلف کا اتفاق ہے کہ طبقاتِ عناصر بھی طبقاتِ افلاک کی طرح نو ہیں اونکی تفصیل اس طرح بیان کی ہے کہ آتش کے دو طبقے ہیں اول طبقہ آتشِ خالص یہہ طبقہ سب سے بلند اور فلکِ قمر سے متصل ہے دوم طبقہ دخانیہ یہہ طبقہ اوس بخارِ غلیظ سے متصل ہے کہ جو زمین سے نکل کر اوس آتش سے لگا ہے جو ہوا کے قریب تر ہے اور باد کے تین طبقے قرار دیئے ہیں اول وہ طبقہ ہوائے خالص جو آتش کے طبقہ دوم سے متصل ہے دوم طبقہ ہوائے سرد کہ جسکو کرۂ زمہریر کہتے ہیں یہہ طبقہ دوری زمین کے سبب سے نہایت خنک ہے سوم طبقہ ہوائے حرارت آمیز جو زمین سے قریب تر ہے اس لئے کہ شعاع آفتاب کے اثر سے زمین گرم رہتی ہے وہ ہوا بھی گرم ہے اور آب کا صرف ایک طبقہ ہے اور خاک کے تین طبقے ہیں اول وہ طبقہ کہ آب و ہوا سے ملا ہوا ہے معدنیات کا وجود اسی طبقے میں موجود ہے دوم طبقہ طینیہ کہ جسمیں تری پائی جاتی ہے چنانچہ اکثر چاہ اور چشمہ وغیرہ کھودنے میں ظاہر ہوتی ہے سوم طبقہ خاک جو مرکزِ عالم سے نزدیک اور گرداگرد مرکز کے

واقع ہے ان چاروں عناصر کا رنگ بقول حکما اس طریق پر ہے کہ آتش سیاہ و سرخ
اور ہوا آسمانی اور پانی سفید اور خاک زرد ہے چنانچہ ان چاروں عنصروں کی صورت یہہ ہے




پانی کا رنگ اسوقت آسمانی نظر آتا ہے کہ نہایت صاف ہونیکے سبب سے اوسمین عکس فلک پڑتا ہے ان چاروں عنصر مین
آب و خاک دونوں ایسے نظر آتے ہیں کہ گویا انمیں رنگ کی آلائش ہے مگر چونکہ بسیط میں اس نظر سے ہماری
دلالت میں رنگیں نہیں ہوسکتے حکماے بسیط کی یہہ تعریف کی ہے کہ جسکا جزو اوسکے کل سے مشابہ ہو اوس کا
نام بسیط ہے چنانچہ نار و باد و آب و خاک بس باد اور آتش مین کچھہ آمیزش رنگ نہیں ہے اس لیئے
کہ اگر رنگ شامل ہوتا تو ستارے نظر آتے اور تمام عناصر بصورت افلاک شکل کروی رکھتے ہین کرہ کی صفت ہم تعین
تعریف اجسام میں سمجھا چکے ہیں اسے حرہ پرور حکما کے نزدیک عالم عبارت ہے کرۂ افلاک و عناصر کے مجموعہ سے اول
**فلک الافلاک** جسکو **فلکِ اطلس** اور **فلکِ اعظم** بھی کہتے ہیں اوسپر کوئی ستارہ ثابت و سیارہ
نہین وہ سب آسمانوں کے اوپر محیط ہے ایک شبانہ روز میں اپنا دورہ تمام کرتا ہے اور تمام آسمانوں کو اپنے

ہمراہ حرکت دیتا ہے اور اسکے نیچے فلک ہشتم ہے اوسکو **فلک ثوابت** اور **فلک البروج** بھی کہتے ہیں
اور اسکے نیچے **فلک زحل** ہے جسکو ساتواں آسمان کہتے ہیں اور اسکے نیچے **فلک مشتری** ہے جسکو چھٹا
آسمان کہتے ہیں اور اسکے نیچے **فلک مریخ** ہے جسکو پانچواں آسمان کہتے ہیں اور اسکے نیچے **فلک شمس** ہے جس کو
چوتھا آسمان کہتے ہیں اور اسکے نیچے **فلک زہرہ** ہے جسکو تیسرا آسمان کہتے ہیں اور اسکے نیچے **فلک عطارد** ہے
جسکو دوسرا آسمان کہتے ہیں اور اسکے نیچے **فلک قمر** ہے جسکو پہلا آسمان کہتے ہیں ان نو آسمانوں کے نیچے طبقات
عناصر اربعہ ہیں اور حکمائے روشن ستارے عالم افلاک کو عالم علوی اور عناصر چہارگانہ وما فیہا کو عالم عنصریات اور
عالم سفلی اور عالم کون و فساد کہتے ہیں اور جو نقطہ کہ ان تیرہ کرہ ہائے مذکورہ کے درمیان فرض کیا گیا ہے
اوسکو مرکز عالم کہتے ہیں چنانچہ افلاک اور کرہ ہائے عناصر کی شکل اس نقشہ سے ظاہر ہے



حکما کے نزدیک مقرر ہے کہ جو چیز وزن میں زیادہ ہوتی ہے وہ بسبب طبیعت اور بباعث کشش ذاتی کے مرکز
کیطرف زیادہ میل رکھتی ہے کہ وہاں قرار پاتے اسواسطے یہہ بات مقرر ہوئی کہ زمین سب عناصر میں بھاری ہے

پس واضح ہوگیا کہ زمین بسبب گرانی و ثقل ذاتی کے مرکز عالم پر قرار پکڑے ہے چنانچہ حکیم بطلیموس و ارسطاطالیس
وغیرہ کا مذہب اور حکیم فیثاغورس کا بھی مذہب ہے اور فیثاغورس کا قول جسم علم ہیئت میں بیان کرینگے آئندہ
جزو ہر دو اگرچہ ہم تمہیں جسم کی حقیقت سے مطلع کر چکے ہیں مگر اسقدر اور بھی یاد رکھو کہ حکمائے جسم کو ایک جوہر
قرار دیا ہے جو ابعاد ثلثہ سے موصوف ہو یعنی تم جسے جسم جانتے ہو اب سنو کہ جوہر کے واسطے عرض لازم ہے
جس جوہر میں ابعاد ثلثہ موجود ہوں وہ جسم طبعی ہے کوئی جوہر بغیر عرض کے نہیں ہوتا عرض وہ ہے کہ جسکا
وجود کے واسطے غیر کا محتاج ہو جیسے زردی یا سرخی کہ عرض ہے بے وجود ایسی چیز کے جو زردی یا سرخی کو قبول
کرے وجود نہیں پا سکتی اور حکیموں نے مان لیا ہے کہ ہر جسم میں دو امر لازم و ملزوم ہیں اول ہیولی دوم صورت
جسمی اسواسطے کہ جو جسم فلکیات اور عنصریات سے نظر آتا ہے اور اسکے واسطے ایک شکل اور مقدار معین جو
محسوس ہوتی ہے اور شکل و مقدار دونوں عرض ہیں اسکے واسطے ایک جوہر ضرور ہے اور جو جوہر ان دونوں کو
قبول کرے اسکا نام ہیولی رکھا ہے اس سے واضح ہوا کہ تعینات مادی میں ہیولی صورت کا اور صورت ہیولی کی
محتاج ہے اور صورت و ہیولی کا فرق اس مثال سے بخوبی ظاہر ہوگا کہ مثلاً پانی کسی ظرف میں لبریز ہے
پس جسم پانی کا اوس ظرف کی صورت سے مشابہ ہوگا اسواسطے کہ ظرف سے اتصال رکھتا ہے اور جسوقت اوسکو
دوسرے ظرف میں ڈالیں تو اوسکی صورت اولین مالوف ہو جاتی ہے اور دوسری صورت نظر آتی ہے مگر اصل میں پانی کا
وہی جسم ہے جو ظرف اول میں تھا اس مثال سے دریافت ہوا کہ ہر جسم میں ایک جوہر ہے مگر خود جوہر محسوس نہیں ہوتا
بلکہ جو کچھ محسوس ہوتا ہے وہ عرض ہے اور جسم یا بسیط ہوگا یا مرکب بسیط وہ ہے کہ جسکے سب اجزا اوسمیں
[illegible] کہتے جائیں اور وہ تمام بالطبع ایک ہوں چنانچہ جسم آب کا اگر اوسمیں سے کوئی جزو فرض کرو تو اوسکی بھی طبیعت
سرد و تر ہوگی اور اون اجزا میں کسیطرح کا اختلاف نہ پایا جائیگا جسم مرکب وہ ہے کہ جسکے اجزا ایک طبیعت پر نہ ہوں
چنانچہ سکنجبین کہ جو سرکہ اور شہد سے مرکب ہے اور دونوں کی طبیعت باہم برخلاف یعنی سرکہ سرد اور شہد گرم اب
یاد رکھو کہ جسم بسیط دو قسم ہے ایک قابل فنا جیسے عناصر دوسرے جو قابل فنا نہو جیسے افلاک کہ حکیموں نے بدلائل
ثابت کیا ہے کہ افلاک کو فنا نہیں اور وہ ایک جوہر سے دوسرے جوہر میں تغیر و تبدل نہیں پا سکتا جسم بسیط
افلاک و عناصر کے سوا اور کوئی نہیں ہے افلاک کو بسائط علوی اور عناصر کو بسائط سفلی کہتے ہیں اور یہ بھی
حکما کا امر مقرری ہے کہ ہر جسم مرکب کی ترکیب عناصر سے ہوتی ہے پس بسائط کا وجود بعینہ مرکبات کے
وجود سے مقدم ہوگا اور اس دعوی پر کہ ہر مرکب کی اصل عناصر سے ہے دو دلیلیں نہایت قوی ہیں
اول طریقہ ترکیب دوم طریقہ تحلیل ترکیب کا طریقہ یہ ہے کہ سوائے حشرات یعنی ذرا ذرا سے کیڑوں کے
کامل الخلقت ہیں کہتے ہر حیوان کامل الخلقت کا جسم منی سے بنتا ہے اور منی حرکت وجود بانی ہے اور خون سے

پیدا ہوتا ہے اور ہر غذا یا حیوانی ہوگی یا نباتی اور غذائے حیوانی البتہ نباتی پر منتہی ہے اسواسطے کہ ہر حیوان
کمال الخلقت کی زندگی غذائے نباتات پر منحصر ہے اور نباتات اختلاط عناصر سے حاصل ہوتے ہیں اسوجہ سے کہ پانی جب
خاک سے ملتا ہے اور اوس سے ہوا پہونچتی ہے اور حرارت آفتاب اپنا اثر کرتی ہے تو نباتات وجود پاتے ہیں اب سنو
کہ طریقہ تحلیل یہہ ہے کہ جسوقت کسی جسم حیوانی یا نباتی یا معدنی کا ٹکڑا قرع وانبیق میں ڈالکر قرع کو آگ پر رکہیں تو اوس سے
پانی کی تری علحدہ ہوجاتی ہے اور اجزاے ہوائی بخار بنکر اوس سے دور ہوتے ہیں اور اجزاے خاکی بشکل خاکستر قرع کی تہہ میں
بیٹھہ جاتے ہیں یہہ امر اسبات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ جسم دراصل عناصر اربعہ سے مرکب تہا اور حکما کہتے ہیں کہ خلا محال ہے
اس دعوی پر بہت سی دلیلیں لاتے ہیں چنانچہ ایک یہہ ہے کہ ایک نے کا ٹکڑا جو درمیان میں سے خالی ہو اوسکو ایکطرف سے ہاتہ
لگاکر دوسری طرف سے منہہ لگاکر چوسین تو پانی نیچے سے اوپر چڑہ کر منہہ میں آجائیگا باوجودیکہ پانی کی طبیعت اوپر کیطرف
میل نہیں کرتی اور وہ پانی جو اوپر آجاتا ہے اوسکا یہہ سبب ہے کہ جب ہوا اوپر کہچتی ہے تو وہ پانیکو بہی کہینچکر لیجاتی ہے
پس معلوم ہوا کہ نے اندر سے خالی نہیں بلکہ ہوا سے بہری ہوتی ہے دوم یہہ کہ جب کسی ایسے ظرف کو کہ جسکا منہہ چہوٹا ہو
اور اوسکے نیچے چہوٹے چہوٹے تنگ سوراخ ہوں پانی سے لبریز کرکے اوسکا منہہ مضبوط بند کردین تو پانی اون
سوراخوں میں سے نہ گریگا اور جو اوسکا منہہ کہولدیں تو وہ پانی اون سوراخوں میں سے نکلنے لگے گا اسکا یہی سبب ہے کہ جب ظرف کا
سر بند ہوتا ہے تو ہوا اندر نہیں کرے پانی اور جسوقت کہلتا ہے تو ہوا اوسمین گہسکر پانی کی جگہہ چہین لیتا ہے اور
پانی نیچے کے سوراخوں میں سے نکلنا شروع ہوتا ہے یہہ امر بہی خلا کے نہونے پر بڑی دلیل ہے اور استحالہ یہہ ہے کہ عناصر
ایک حال سے دوسرے حال پر بدلجاتے ہیں جسوقت عنصر کی صورت بدلتی ہے تو صورت اولی کے معدوم ہونیکو فساد اور
صورت ثانی کے موجود ہونیکو کون کہتے ہیں اسی باعث سے عالم عناصر کا نام کون وفساد ہے کہ یہاں طریقہ استحالہ
جاری ہے اور ہم پہلے بیان کرچکے ہیں کہ عناصر اربعہ کا ہیولی ایک ہے کیونکہ تحقیق معلوم ہوچکا ہے کہ ہر جسم ایک جوہر
رکہتا ہے جسمیں اوس جسم کی صورت قائم رہتی ہے عناصر اربعہ بہی ایساہی ایک جوہر رکہتے ہیں کہ جو اون چاروں جسموں کو
اوٹہاتے مثلاً ایک کاغذ پر قیاس کرو کہ کسی قدر سرخ رنگ موجود ہے اور کسیقدر زرد اور کسیقدر سبز اور کسیقدر سیاہ
پس ان چاروں مختلف رنگوں کا جسم کسی جوہر پر قائم ہے اور وہ جوہر ہیولی سے مراد ہے پس ہیولی ہمیشہ آثار
علوی کی تاثیرات سے ایک صورت چہوڑکر دوسری صورت قبول کرتا ہے چنانچہ صاف نظر آتا ہے کہ چہہ طرحکا تغیرو
تبدیل لاحق ہے اول یہہ کہ آگ ہوا سے بدلجاتی ہے جیسے ظاہر ہے کہ جسوقت آگ کا شعلہ بلند ہوتا ہے
تو اوسمین [illegible] تاثیر باقی نہیں رہتی مثلاً باروت جب مشتعل ہوتی ہے تو ایک ایسا شعلہ نظر آتا ہے جس سے
حرارت سے [illegible] تمام ستے فی النار ہوتا ہے مگر جب وہ شعلہ زیادہ بلند ہوتا ہے تو سوا سے اوسکے [illegible] مشتعل ہوچکتا ہے
کچھ بھی اثر اوسمیں [illegible] نہ پایا جاتا دوم یہہ کہ ہوا آگ بنجاتی ہے جیسے لوہار [illegible] وہ ہوا آگ بنجاتا ہے

کسقدر گرم ہوتی ہے کہ جیسے اوسکے مقابل آتی ہے ویسی ہی ہلجاتی ہے سوم یہہ کہ پانی ہوا سے بدلجاتا ہے چنانچہ ظاہر ہے
کہ تھوڑا سا پانی کسی ظرف میں جوش دیں تو اوس سے بخار نکل کر ہوا میں ملجائیگا اور رفتہ رفتہ کچھہ بھی باقی اوس ظرف میں
نہ رہیگا چہارم یہہ کہ ہوا پانی سے متبدل ہوتی ہے چنانچہ دیکھنے میں آتا ہے کہ کسی پتیل یا تانبے وغیرہ کے ظرف میں
برف یا یخ یا آب سرد لبریز کرکے ہوائے گرم میں رکہیں تو اوس ظرف کے سطح ظاہری پر قطرات آب نمودار ہوتے ہیں اور جو
وہ ظرف لبریز ہوگا تو اندرونی سطح پر بھی جتنا کہ یخ یا برف سے خالی ہے اور سطح بیرونی پر بھی قطرات آب موجود ہونگے
اسکا یہہ سبب ہے کہ کمال گرمی کے باعث ہوا میں حرارت پیدا ہے جس سے ہوا لطیف ہوجاتی ہے اور جبکہ برف یا یخ یا آب
سرد اوس ظرف کے جوہر کو نہایت سرد کردیتا ہے تو جو ہوا کہ اوس ظرف سے متصل ہوتی ہے وہ بھی سرد ہوجاتی ہے
اور اوسمیں سردی کے سبب سے اتنی کثافت پیدا ہوتی ہے کہ وہ غلیظ ہوکر پانی سے بدلجانیکی لیاقت حاصل کرلیتی ہے اور
موسم سردی یا ہوائے خشک میں یہہ قطرے ظاہر نہیں ہوتے اسواسطے کہ برودت کے سبب اوس ظرف کے اطراف کی ہوا میں
لطافت باقی نہیں رہتی کیونکہ قاعدہ ہے کہ جو شے زیادہ تر گرم ہے وہ زیادہ تر لطیف اور لطافت کے باعث تحلیل کے
واسطے بھی زیادہ تر قابل ہوگی چنانچہ اسپر یہہ دلیل ہے کہ جاڑوں میں گرم پانی اور ٹھنڈا پانی جدا جدا دو ظرفوں میں
بھر کر ایک میدان میں جہاں ٹھنڈی ہوا آتی ہو رکھدیں تو اول گرم پانی جمیگا اوسکے بعد آب سرد کی نوبت آئیگی پنجم یہہ
پانی خاک سے بدلجاتا ہے چنانچہ ملک ریستان میں ایک پہاڑ کے پاس سے آب صاف نکلتا ہے اور تھوڑی دور تک
زمین پر بہکر پتھر کیطرح سخت ہوجاتا ہے اس پتھر کو اوس ملک میں سنگ آبگیر کہتے ہیں ششم یہہ کہ خاک پانی بنجاتی ہے
جیسے کہ بعض معدنیات وغیرہ کسی خاص تدبیر سے پانی کیطرح حل ہوجاتے ہیں اسکا نام انحلال ہے اے عزیز تمام
حکما اس بات پر متفق ہیں کہ اجسام سفلی میں اجرام علوی اپنا اثر کرتے رہتے ہیں یعنی عالم عنصریات پر سبعہ سیارہ کی
تاثیر ضرور پڑتی ہے اونمیں سے آفتاب و ماہتاب کو نیرین کہتے ہیں ان دونوں کا اثر ظاہر و آشکار ہے اسکے اختلاف سے
عالم سفلی کا احوال مختلف ہوتا رہتا ہے چنانچہ لیل و نہار کا تغیر اور فصول چہارگانہ کا تبدل آفتاب کی تاثیر سے متعلق ہے
اور ماہتاب کی تاثیر سے تین چیزوں میں اختلاف واقع ہوتا ہے اول دریا کے جزر و مد کا اختلاف یعنی جب دنوں میں
نور ماہ کو ترقی ہوتی ہے دریا کا پانی بھی زیادہ ہوتا جاتا ہے اسکو مد کہتے ہیں اور جبکہ نور ماہ میں نقصان شروع
ہوتا ہے تو پانی بھی کم ہوتا جاتا ہے اسکا نام جزر ہے دوم ایام تزاید النور میں اخلاط کا مغز بڑھ جاتا ہے اور
ماہ کے نقصان میں نقصان پاتا ہے سوم جبکہ ماہ زائد النور ہوتا ہے میوہ جات زیادہ پکتے ہیں اور ایام نقص النور
میں
اول طریقہ سے تحقیق ثابت ہوگیا کہ عالم کون و فساد میں کواکب موثر ہیں اب معلوم کرنا چاہیے کہ بخار کے پیدا ہونیکا سبب
کامل الخلقت یہیں سے کہتے ہیں حرارت آفتاب کی تیزی سے لطیف بنکر اجزائے ہوائی کے ساتھہ بلند ہوجاتے ہیں بس
ذرے لطیف ہیں جو ہوا کے اجزائے صغیرہ میں مختلط ہوکر نہایت باریکی کے سبب

بخار دخان

دونوں میں سے ایک بھی محسوس نہیں ہوتے اور ایسے نظر آتے ہیں کہ آب ہوا سے کوئی علیحدہ چیز ہے مگر اصل میں ان دونوں
عناصر کے چھوٹے چھوٹے اجزا ہیں اور دخان کے پیدا ہونیکا یہہ سبب ہے کہ زمین کے اجزائے خشک پر دھوپ کی گرمی اثر
کرتی ہے اور حرارتِ آفتاب کے باعث اجزائے زمین کی رطوبت جلکر یبوست غالب ہوتی ہے پھر وہ اجزا حرارت کی
تاثیر سے خفیف و سبک ہوکر اجزائے ہوا کے ساتھہ بلند ہوتے ہیں اسکا نام دخان ہے، اب سنو کہ اگر کسی جسم میں حرارت کی
کیفیت پیدا ہوتی ہے تو اوس جسم کے اجزا کشادہ اور پراگندہ ہو جاتے ہیں چنانچہ ظاہر ہے کہ کسی ظرف میں پانی کو
تھوڑا سا پانی ہو آگ پر جوش دینے سے ابال اوٹھتا ہے بلکہ اکثر جوش کی حالت میں ظرف سے باہر نکل آتا ہے
اس حرارت کی تاثیر سے اوسکا اثر بڑھجاتا ہے اسیطرح جسوقت برودت کی کیفیت کسی جسم میں لاحق ہوتی ہے
تو اوسکے اجزا سمٹ اور منعقد ہوکر وہ جسم چھوٹا ہو جاتا ہے چنانچہ یخ کی کیفیت سے واضح ہے تو اس حکمیہ بیان
بذہن علوم حکمیین نواب دریافت کرنا لازم ہے کہ حکمائے ہوا کے پیدا ہونیکی چار صورتیں مقرر کی ہیں اول یہہ کہ
جس طرف کی ہوا تابشِ آفتاب کی علت سے نہایت گرم ہوجاتی ہے تو مقدارِ اصلی سے اوسکا حجم بڑھنا شروع
ہوتا ہے اس سبب سے وہ اپنے اطراف و جوانب کی ہوا کو دفع کرکے اوس مقام پر جو وہ پھیلتی جاتی ہے اور ہوا میں
حرکت پیدا ہوتی ہے اس ہوائے متحرک کو باد کہتے ہیں دوم یہہ کہ جس کسی طرف سے ہوا کو برودت بہت سرد
کرتی ہے تو برودت کے سبب سے وہ ہوا منقبض اور منعقد ہو جاتی ہے اور اوسکے اجزا باہم بستگی حاصل کرلیتے ہیں اس
علت سے اوسکا مقدار کم ہوجاتا ہے اور اوسکے متصل کی ہوا میں اسلئے حرکت پیدا ہوتی ہے کہ ہوا سے منعقدہ جو مقام
خالی ہو وہاں اپنا دخل کرے چنانچہ ہم کہہ چکے ہیں کہ خلا محال ہے اور ایسی حرکتِ ہوا کا نام باد ہے جو اجسام کو
محسوس ہوتی ہے ان دونوں قسموں کی باد کو نرمی و ملائمت کے لحاظ سے نسیم کہتے ہیں سوم یہہ کہ ہوا سے علاوہ
کوئی اور چیز اوسکو حرکت دے چنانچہ جو بخار اور دخان زمین سے بلند ہوکر ہوا پر جاتے ہیں جسوقت وہ کرۂ زمہریر پر
پہنچتے ہیں تو اگر ہوائے زمہریری کی برودت اوس بخار یا دخان کی حرارت کو زائل کرتی ہے تو حرارت باقی رہنے کے
سبب اوسمیں غلظت اور ثقالت نمایاں ہوتی ہے اور باعثِ گرانی وہ بلندی سے پستی کیطرف میل کرتا ہے اس
سبب سے ہوا میں تموج پیدا ہوتا ہے اور آندھی اپنا ظہور دکھلاتی ہے اور جو برودتِ زمہریری بخار و دخان کی حرارت
زائل نہیں کرتی تو وہ کرۂ زمہریر سے گذر کر کرۂ آتش تک جا پہونچتا ہے مگر ثقلِ ذاتی کے سبب وہاں سے زیادہ نہیں چڑھ سکتا
اور پھر اسفل کیطرف نزول کرتا ہے اسوقت ہوا میں حرکت پیدا ہوتی ہے اور آندھی آجاتی ہے لیکن یاد رکھو کہ جو ہوا
اس علت سے حادث ہوتا . ہمیشہ اوپر کیطرف سے چلنا شروع کرتی ہے چہارم یہہ کہ ابخرۂ تر یعنی بھاپ جو زمین سے
بلند ہوتا ہے ا . آفتاب اوسکو نہایت لطیف و سبک بناتا ہے اور وہ بخار جب کرۂ زمہریر کے متصل ہوجاتا
تو اوسمیں برودت ہے اور حرارت و یبوست کم ہو جاتی ہے پس جو کچھہ کہ اوسمیں لطیف ہے وہ ہوا ہوجاتا ہے

ہوا کا بیان

باد

نسیم

آندھی

اور جسقدر کثیف و غلیظ ہے ابر اوسی سے عبارت ہے اور جو یہہ امر مقرر ہو چکا کہ خلا محال ہے اور جس چیز کو خلا
خیال کرتے ہیں وہ ہوا سے لبریز ہے پس کسی ایسی چیز کو جنبش دیں کہ جو ہوا کو متموج کر سکے تو ہوا میں حرکت پیدا ہوکے
ستے آواز محسوس ہوگی چنانچہ پنکھے کی ہوا اسی قبیل سے ہے اور ابر وہ ہے کہ تابش آفتاب کے باعث پانی یا انساک
رطوبت سے بخارات ہوا پر بلند ہوتے ہیں اگر اونکا وجود قلیل ہے اور ہوا گرم تو ہوا کی گرمی اونکو تحلیل و پریشان کر دیتی ہے
اسلئے کہ تفریق اور لطیف اجزا ہمیشہ حرارت کا فعل مقرری ہے اور جو اجزے بہت ہیں اور ہوا میں حرارت کی
تاثیر کم ہے یا بالکل نہیں تو البتہ وہ بخار کرۂ زمہریر تک پہونچکر سردی سے منقبض و کثیف اور مجتمع و متراکم ہو جاتے ہیں
ان بخارات کثیفہ کو ابر کہتے ہیں اے جدید پرور جبکہ ابر کی حقیقت معلوم ہوگئی تو یہہ بھی سمجھہ لو کہ اگر اوسمیں سردی کی
تاثیر اسقدر نہیں کہ اوسکو بہت غلیظ کر دے تو وہ ابر تھوڑی دیر سے ہوکے متفرق اور پراگندہ ہو جاتا ہے اور جو سردی
اوسکو اسقدر گاڑھا کر دیتی ہے کہ اوس سے صفت بخاری دور ہو جاتی ہے تو اس صورت میں ابر کے اجزاے لطیف
پانی کی صورت قطرہ قطرہ ہوکر برس پڑتے ہیں اور جو کچھہ کثیف ہوتا ہے وہ ہوا میں پراگندہ و منتشر ہو جاتا ہے اس سے
ثابت ہوا کہ حقیقت میں قطرات باراں بعضے ابر کے اجزا ہوتے ہیں جو برودت ہوا کے سبب سے کثیف ہوکر زمین پر
ٹپک پڑتے ہیں حکماے مقرر کیا ہے کہ ہر چیز اپنے مرکز پر مائل ہے یعنی خاک مرکز خاک پر اور آب مرکز آب پر
اور ہوا مرکز ہوا پر اور آتش مرکز آتش پر پس جبکہ حرارت جو آتش کا اثر ہے اجزاے آبی میں اثر کرتی ہے تو اوٹھتے
بخارات اوٹھتے ہیں اور بخار میں بھی اجزاے لطیفہ آبی اور اجزاے آتشی موجود ہیں آتش کا خاصہ ہے کہ اپنے
مرکز یعنی کرۂ نار کیطرف میل کرتی ہے اسلئے بخارات ہمیشہ بلندی کیطرف مائل ہوتے ہیں اور جب کرۂ زمہریر پر
پہونچتے ہیں تو برودت سے حرارت فرو ہو جاتی ہے اور اجزاے آبی حرارت سے جدا ہوکر ناچار مرکز زمین کیطرف
اسلئے میل کرتے ہیں کہ مرکز آب اوسی سے ملا ہوا ہے یہی پانی برسنے کا سبب ہے اور جبکہ بخار میں نہایت برودت
اثر کرتی ہے تو سردی کے باعث اجزاے بخار میں کشش و تشنج پیدا ہوتی ہے وہ جم جاتا ہے اسکو برف کہتے ہیں
اور جو ہر طرف سے کشش برابر ہوتی ہے تو اوسکی صورت گردی یعنی مدور ہو جاتی ہے اسکو اولا کہتے ہیں اور جب
ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ ہوا صاف کو بخار کیطرح برودت کثیف و غلیظ کر دیتی ہے اور اوسمیں حرارت نہیں رہتی
اسواسطے وہ بلندی کیطرف رجوع نہیں کر سکتی بلکہ زمین کیطرف مائل ہوتی ہے چیزوں کو نم کر دیتی ہے اور نباتات کے
پتوں پر قطروں کی صورت نمودار ہو جاتی ہے اسکو شبنم کہتے ہیں اے جدید پرور تم جانتے ہو کہ بخار دو قسم ہے
ایک بخار آبی دوسرا بخار دخانی جبکہ بخارات آبی کرۂ زمہریر پر جاکر سردی سے جم جاتے ہیں وہ ابر ہے اور
بخارات دخانی جو مرکز زمہریر سے گذر کر کرۂ نار کیطرف میل کرتے ہیں تو حرارت کی طاقت سے ابر کو چاک کر ڈالتے ہیں
اوسمیں سے آواز ہولناک پیدا ہوتی ہے جسکو رعد کہتے ہیں دوسرا یہہ کہ زمین میں سے ہر وقت سے ابخرے بلند ہوتے

اور جو بخار کہ پہلے جزو کر سردی سے جم گیا ہے اور جب باہم ملتے ہیں تو آوازِ عظیم پیدا ہوتی ہے اسکا نام رعد ہے
یہی دستور ہے کہ جب دو چیزیں زور و قوت سے ٹکراتی ہیں تو اوسمیں ضرور ایک آواز نکلتی ہے اور جبکہ باہم رگڑ کھا کے
مادۂ دخانی زیادہ گرم ہو جاتا ہے تو شعلۂ آتش نمودار ہوتا ہے اسکو برق کہتے ہیں چنانچہ ظاہر ہے کہ جب دو چیزیں
باہم مزاحم ہونگی تو آواز نکلے گی اور شعلہ پیدا ہوگا جیسے کہ پتھر اور لوہا وغیرہ اور اکثر نیستان میں بھی اسیطرح دو چیزوں کے
رگڑ کھانے سے ایک شعلہ نکلکر آگ لگجاتی ہے اور جبکہ بخار و دخان کا مادۂ غلیظ اعلیٰ سے اسفل کو نزول کرتا ہے تو اوسی
آگ لگتی ہے اسصورت میں اگر ابر درمیان حائل ہوتا ہے تو وہ بخار اپنی قوت سے اوسکو شگافتہ کرتا ہے پس مادۂ دخانی
شدتِ حرکت کے سبب مشتعل ہو جاتا ہے اور اجسام ارضیہ قسم کی کوئی چیز مثلاً لوہا یا تانبہ یا پتھر وغیرہ اوس شعلہ کے ساتھ
میں نیچے گرتا ہے اوسکو صاعقہ کہتے ہیں اور قوسِ قزح کی یہہ کیفیت ہے کہ جسوقت آفتاب افقِ مشرق یا مغرب سے
قریب اور اوسکے مقابل دوسری طرف ابرِ شفاف و رقیق مجتمع ہو اور اس ابر کے پیچھے کوئی سیاہ رنگ چیز جیسے ابرِ سیاہ
یا کوہ وغیرہ ہو تو وہ ابرِ رقیق و شفاف بصورتِ آئینہ اون دونوں کا عکس قبول کرتا ہے اور شعاعِ منحرف کے اثر سے
اوسمیں مختلف رنگ نظر آتا ہے اور ابرِ رقیق اگر ماہ کے اطراف مجتمع ہو اور پرتوِ ماہ اوسپر پڑے اور پھر اس ابرِ شفاف کا
عکس اوس ابرِ کثیف و ظلمانی کے اجزا پر منعکس ہو کر جو اس ابرِ لطیف دوراں سے متصل ہے تو اس کا عکس دائرۂ
نورانی کیطرح نظر آئیگا ماہِ کامل کا ہالہ بہت بڑا اور گول [illegible] ہالہ کا دائرہ بھی
درست نظر آتا ہے و یہ ناقص اور زلزلہ پیدا [illegible] ث ہے کہ جب حرارتِ آفتاب [illegible]
پیدا ہوتے ہیں پس اگر اونکا وجود قلیل ہے تو زمین کی برودت اونکی
حرارت دور کر دیتی ہے اور وہ زمین میں منتشر ہو جاتے ہیں یہہ بمنزلہ اوس بخار کے ہے جو ہوا میں تحلیل ہو جاتا ہے
اور اگر بخار و دخان کا وجود بہت زیادہ ہے تو برودتِ زمین سے اونکی حرارت سرد نہیں ہوتی بلکہ وہ بخارات نہایت
زور و شور کی حرکت سے زمین کو شق کر کے باہر نکلجاتے ہیں یہہ بمنزلہ اون بخارات کے ہیں جو ہوا میں ابر کا وجود مہیا
کرتے ہیں اور جو اون بخاروں میں اسقدر قوت نہیں ہے کہ زمین کو شق کر سکیں تو جسوقت وہ باہر نکلنے کیواسطے
زور و طاقت کرتے ہیں اور اپنے ضعف کے باعث زمین کے سخت مسامات سے نکل نہیں سکتے تو ناچار اونکی بیقراری اور
حرکتِ اضطرابی کے سبب سے زمین کے اوس قطعہ کو جنبش ہوتی ہے زلزلہ اسی عبارت سے ہے یہہ بخارات بمنزلہ اسکے ہیں کہ جیسے
زمین پر بجلی گرتی ہے اور آندھی پیدا ہوتی ہے اور جہاں زمینِ سخت یا کوہستان ہے وہاں بخارات اور زمین کے
مسامات بند ہونے سے زلزلے کی بہت شدت ہوا کرتی ہے اور زمینِ شورہ زار اور ریگستان میں اس باعث سے
کہ زمین کے مسامات کھلے ہوئے ہوتے ہیں اور اونکے بند نہیں ہونے پاتے زلزلہ کم واقع ہوتا ہے اور کبھی ایسا اتفاق
ہو جاتا ہے کہ زلزلے کی حالت میں بخارات کی قوت سے زمین پھٹ جاتی ہے اور وہاں سے چشمۂ آب پیدا ہو جاتا ہے

برق

صاعقہ

قوس قزح

ہالہ

اور زمین میں سے آواز نکلنے کا یہہ سبب ہے کہ زمین کے اندر بخارِ غلیظ اور دخانِ کثیف جمع ہوتے ہیں اور باہم الجھ کے
ٹکر کھاتے اور رگڑ کھانے سے زمین کے نیچے آواز پیدا ہوتی ہے اور اس قسم کی آواز ہیبتناک اکثر اوقات زلزلہ کے وقت
ہوا کرتی ہے اور کبھی ایسا اتفاق پڑتا ہے کہ زمین چٹک کر اور پھٹ کر ایک ہولناک آواز نکلتی ہے یہہ ہوا بمنزلہ رعد کے ہے
اور زمین سے ہوا نکلنے کی یہہ صورت ہے کہ جسوقت موادِ دخانی زمین کے درمیان منعقد ہوتا ہے تو نکلنے کے ارادے سے
حرکت شروع کرتا ہے اگر اوسکو زمین میں کوئی سوراخ یا راستہ ملجاتا ہے تو وہاں سے دخان باہر نکل آتا ہے اور اوسکی وجہ سے
جو ہوا چلتی ہے چنانچہ اکثر ولایتِ یونان میں یہہ صورت ظاہر ہوا کرتی ہے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ دخان جوہر لوہے میں مثلاً
جواہر کی طرح معلوم ہوتا ہے اور زمین سے آگ نکلنے کا یہہ سبب ہے کہ جب موادِ دخانی زمین میں بند ہوتا ہے تو اوسمیں ایک طرح کی
چکنائی رہتی ہے اور اس چکنائی کے سبب سے اور دخان میں جو مادہ کی حرارت ہوتی ہے اور جبکہ وہ حرکت کرتا ہے تو اپنی
تمام وکمال قوت وشوکت سے زمین کو کسی مقام سے شق کرکے باہر نکلتا ہے اور اوس چکنائی کے سبب سے کہ جو اوسمیں موجود ہے
جسوقت ہوا سے حرارت اوسپر اثر کرتی ہے تو مشتعل ہوکر شعلہ کی طرح دکھائی دیتا ہے اور وہ شعلہ میں بسبب حدت کے جو کہ نہایت ہوتا ہے
یہہ مثل برق کے ہے اور اس کیفیت میں اگر دخان لطیف ہوتا تو شعلہ ظاہر نہیں آتا بلکہ ہوا میں ایک نور چمکتا ہوا نظر آتا ہے
اور پانی کے پیدا ہونیکا یہہ سبب ہے کہ جسوقت بخارات زمین میں محتبس ہوکر کسی طرف اور بھی اندر حرکت کرتے ہیں اگر اوس
زمین میں سردی زیادہ ہوتی ہے تو برودت کی تاثیر سے وہ بخارات صفتِ آبی میں رطوبت پیدا کرلیتے ہیں اور دوسرے
بخاروں کی پیدائش سے مدد حاصل کرکے بقوتِ تمام کسی جگہہ سے زمین کو چاک کر ڈالتے ہیں اور وہاں سے پانی جاری ہوجایا کرتا
یہہ ندی وغیرہ کا پانی ہے اے **خردپرور** یہہ پانی تین شرطوں سے پیدا ہوتا ہے اول جبکہ بخاراتِ محتبسہ کا وجود
زیادہ ہو دوم استعداد لطافت رکھتے ہوں کہ زمین کو شگافتہ کرڈالیں سوم اوس بخار کے تمام اجزا ایک دوسرے کے مدد
ومعاون ہوں اور اونمیں پانی بنجانیکی استعداد موجود ہو پس اگر ان میں سے تیسری شرط مفقود ہوگی تو تحلیل کی ابتدا
ہوگی اور یہہ پانی جاری نہیں ہوتا ہے اور جب دوسری شرط مفقود ہوگی تو کنوئیں کا پانی پیدا ہوگا الحاصل
**فرزانہ روزگار** نے آدمِ کائنات کا احوال تمام وکمال شہزادہ بلنداقبال کو اس شرح وبسط سے سمجھایا
کہ کوئی دقیقہ فروگذاشت ہونے نہ پایا پھر فرمایا کہ ہم طبقاتِ عناصر کا حال بیان کرچکے اب **علم ہیئت** کا بھی مختصر
بیان کرتے ہیں تاکہ طبقاتِ افلاک کی حقیقت سے آگاہی حاصل ہو چونکہ یہہ علم ایک نہایت شریف علم ہے اسکے وسیلے
کرہ ارض کا احوال اور فلکوں کا طلوع وغروب اور ظلمت ونورانیت روز وشب کی کیفیت اور موسم کا اختلاف اور اجرام
فلکی اور سبعہ سیارہ کی حقیقت معلوم ہوسکتی ہے اے **خردپرور** اس زمانہ میں علم ہیئت دو نظام پر جاری ہے
اول **نظامِ مجددِ بطلیموسی** دوم **نظامِ نامجددِ فیثاغورسی** پہلے ہم نظامِ مجددِ بطلیموسی کا
بیان مناسب سمجھتے ہیں یہہ وہ ہیئت ہے کہ حکیم بطلیموس نے حکمائے متاخرین کی علم ہیئت کے بموجب ترتیب

اس نظام میں زمین کو مرکز عالم قرار دیا ہے کہ اسکے گرد تمام اجرام سماوی گردش کرتے ہیں اس انتظام کے مطابق
نو کرے تجویز کئے گئے ہیں یعنی چار عناصر اور نو افلاک جیسا کہ ہم کو یاد دلوانا چاہئے ہیں آسمانوں کی ابتدا فلک الافلاک سے ہے
اور فلک قمر پر منتہی ہوتے ہیں پھر اوسکے نیچے چارون کرۂ عنصری ہیں مگر کرۂ آب اور کرۂ خاک دونون ملکر ایک کرہ کا
حکم رکھتے ہیں کہ آب نے خاک کا پورا احاطہ نہیں کیا بلکہ ربع زمین کشادہ ہے اور کرۂ افلاک میں سے پہلے آسمان پر **قمر** دوسرے پر
**عطارد** تیسرے پر **زہرہ** چوتھے پر **آفتاب** پانچویں پر **مریخ** چھٹے پر **مشتری** ساتوین پر **زحل** ہے
ان ساتون آسمانون کو ساتون ستارون سے منسوب کیا ہے اور فلک ہشتم کو فلک ثوابت قرار دیا ہے اس کو
فلک البروج بھی کہتے ہیں حکماء نے اس آسمان پر ایک دائرہ فرض کیا ہے اور اوسکو بارہ حصون پر منقسم کرکے
ہر حصہ میں ایک برج قرار دیا ہے اس دائرہ کو **منطقة البروج** کہتے ہیں یہہ دائرہ معدل النہار کو تقاطع کرتا ہے
اور **معدل النہار** شرق سے غرب تک آسمان کی نصف کل میں لاتا ہے اس دائرہ کا قطب شمالی محسوس
و معروف ہے اور قطب جنوبی نظر نہیں آتا لیکن خط استوا پر یا اوسکے قریب البتہ مشاہدہ ہو سکتا ہے پس معدل النہار
گر دائرہ معدل النہار زمین کو برابر دو ٹکڑے
کرے تو جس مقام پر یہ جمع ہوں وہی خط استوا [illegible] آفتاب اسی دائرہ کے نقطۂ تقاطع پر گذرتا ہے
تو لیل و نہار تقریباً برابر ہو جاتے ہیں اور آفتاب [illegible]
ایک بار اول حمل میں اور بار دوم آخر سنبلہ میں [illegible] معدل النہار اور منطقة البروج کی [illegible]

اس دایرہ میں جہاں تقاطع کے محل پر دو نقطہ واقع ہیں انکو نقطۂ اعتدال کہتے ہیں آفتاب برج منطقہ پر سے گذرنے کے بعد شمالی ہو جاتا ہے اوس کو اعتدال ربیعی کہتے ہیں وہ راس حمل ہے اور دوسرا نقطہ جو اوس کے مقابل ہے آفتاب اوس سے گذرنے کے بعد جنوبی ہو جاتا ہے اوس کو اعتدال خریفی کہتے ہیں وہ راس میزان ہے اور سیر آفتاب ہمیشہ دایرہ منطقة البروج پر واقع ہے




اور فلک نہم تمام آسمانوں پر محیط ہے اسکو فلک اطلس بھی کہتے ہیں اگرچہ ہر فلک کی جداگانہ حرکت ہے مگر آٹھون آسمان اور ساتون سیارہ وغیرہ فلک نہم کی حرکت یومی سے وابستہ ہیں اور شب و روز کی گردش خاص اسی آسمان سے متعلق ہے مگر سبعہ سیارہ کی حرکت سالانہ ہر ایک فلک کی حرکت خاص سے علاوہ رکھتی ہے چنانچہ ارسطو اور برجس وغیرہ اور وہ حکما کہ جو بطلیموس کے زمانہ سے پیشتر ہوئے تھے اون سب کی یہی رائے تھی

وسطا جو تہا حوتو یا پنجواں پاس اور اٹھارستروین چار مشتری کے ہمراہ اور ستائیس زحل کے ہمراہ اور چہارم
ماہِ جیم سیندرس کے ہمراہ اور اے خردمند دریاد رکھو کہ علمِ ہیئات کی اصطلاحوں میں سے چند اصطلاحیں یہہ ہیں
خطِ استوا ایک دایرہ وہمی ہے کہ جو زمین کو برابر دو حصوں پر منقسم کرتا ہے قطبیں دو ستارے ہیں ایک قطبِ
شمالی دوم قطبِ جنوبی اور ایک قطب سے دوسرے قطب تک جو دایرہ وہمی کیا گیا اوسکا نام خطِ محور ہے ان
دونوں خطوط سے شکلِ صلیبی بنتی ہے شعر خطِ استوار و خطِ محور مد فلک را تا صلیب آید ہویدا خطا
وہمی کریں یہہ ہوس ہے کہ زمین کو اوسکے حساب سے برابر دو حصوں پر اس سے منقسم کیا ہے کہ ہر ملک اوسکا
فاصلہ دریافت کریں کہ خطِ استوا سے قطبِ جنوبی کیطرف ہے یا قطبِ شمالی کی جانب اور اہلِ ریاضی نے اسکو
تین سو ساٹھہ درجوں پر قسمت کیا ہے اور ہر درجے کو ساٹھہ دقیقے پر جیسا کہ ہم جغرافیہ میں بیان کر چکے ہیں پس
خطِ استوا سے قطبِ شمالی خواہ قطبِ جنوبی نوّے درجے پر ہے اسکو عرضِ بلد کہتے ہیں خطِ سرطان اور
خطِ جدی کا حال بھی جیسے جغرافیہ میں بتادیا اور منطقۃ البروج کا بھی اقسام دریافت ہو چکے ہو یہہ دایرہ ایک مقام پر
خطِ جدی سے ملا ہوا مقام سے خطِ استوا کو منقطع کرتا ہے دایرۂ نصف النہار ایک دایرۂ عظیمہ ہے جسنے دونوں
قطب شمالی و جنوبی پر سے گذر کر ... دو حصۂ شرقی و غربی پر منقسم کیا ہے اور دایرۂ عظیمہ کا حال ہم علمِ ہندسہ میں
ذکر کر چکے ہیں کہ وہ کرہ کی تنصیف کرتا ہے اور جو کرہ کی تنصیف نکرے وہ صغیرہ ہے پس اہلِ ہیئت کے نزدیک تمام
نو دایرِ عظیمہ قرار دیتے ہیں اول معدل النہار دوم دایرۂ منطقۃ البروج سوم دایرۂ مارۃ الاقطاب الاربعہ
چہارم دایرۃ الافق پنجم دایرۂ نصف النہار ششم دایرۃ الارتفاع ہفتم دایرۂ اول السموات ہشتم دایرۂ المیل نہم دایرۂ العرض
اور بعضے علمائے ہیئت نے انکے علاوہ دایرہ دہم بھی فرض کرکے وسط السماء الرؤیہ اوسکا نام رکہا ہے بجز ان
سب دایروں کا مفصل احوال نہایت شرح و بسط کے ساتھہ شہزادہ عقیل و فہیم کو فہمایش کر دیا اور فرمایا کہ عرضِ مکان
اوس فاصلہ سے عبارت ہے جو خطِ استوا سے قطبِ شمال کیجانب ہو خواہ قطبِ جنوب کیطرف اور طولِ مکان
اوس فاصلہ سے عبارت ہے جو اولِ نصف النہار سے خواہ مشرق کی جانب ہو خواہ مغرب کی طرف اور اولِ نصف النہار
اوس سے عبارت ہے کہ جس مقام سے طولِ شرقی و غربی کو حساب کرتے ہیں یہہ تمام دوائر اور سب خطوط دراصل
وہمی ہیں خارج میں انکا کچھہ وجود نہیں اے خردمند تمام حکمائے سابقین دائرہ میں سے نظامِ محدود
بطلیموسی اور نظامِ نامحدود فیثاغورسی کے معتقد باہم متفق ہیں کہ زمین مدور ہے اور کسی چیز پر کسیطرف سے
قائم نہیں اور اسکے گول ہونیکی بہت سی دلیلیں موجود ہیں چنانچہ مسافرانِ خشکی کو اول سرِ کوہ یا سرِ درخت یا سرِ منارہ
اور رہ نوردانِ دریا کو پیشتر جہاز کا مستول نظر آتا ہے اگر زمین گول نہوتی تو ہر چیز اول سے آخر تک برابر
دکھلائی دیتی وعلیٰ ہذا القیاس جو چیز گول ہوتی ہے اوسکا عکس بھی ہمیشہ گول ہوتا ہے یعنی زمین کا

عکس چاند پر خسوف کے وقت مدور نظر آتا ہے دیکھو ان دونوں نقشوں سے بخوبی ثابت ہے

اور زمین کے آٹھہ راوے شمار کئے جاتے ہیں چنانچہ اس دائرہ سے ظاہر ہیں

اور اہل تبت و ترکستان کہ یہاں عموماً سب ہرگز نہیں اونکا یہہ عقیدہ ہے کہ آفتاب ساکن اور زمین اپنے محور پر گردش کرتی ہے اسکے سبب زمین کا ہر حصہ تمام دن رات میں ایکبار روشنی و تاریکی قبول کرتا آفتاب ایکوقت میں اپنے مقابل کی نصف زمین کو روشن رکہتا ہے اور نصف زمین کا دوسرا نصف حصہ جو آفتاب سے دور ہے ہمیشہ تاریک ہوگا یہہ تاریکی شب سے مراد ہے اور وہ روشنی روز ہے چنانچہ اس نقشہ سے ظاہر ہے

ب کو ایک گولہ سا فرض کرو اور بیچ ایک دُوری اوس گولے میں لگی ہے جسکے پھرنے سے وہ گولہ گھومتا
اور بیچ ایک شمع ہے اوسکو آفتاب سمجھو گولے کا پہلا حصہ جو چراغ کے روبرو روشن ہے وہ پھرنے سے اوس اندھیرے کیطرف ہوجائیگا
اور دوسرا حصہ جو تاریکی میں تھا روشنی میں آجائیگا اسیطور پر گردش کرنے سے کرۂ زمین بھی روشن و تاریک ہوجاتا ہے
اور کہیں دن کہیں رات کا عالم نظر آتا ہے محیط زمین کی ساحت چوبیس ہزار نو سو بارہ[۲۴۹۱۲] میل انگریزی ہے اور زمین کی نسبت
آفتاب تیرہ لاکھ اسی ہزار مرتبہ بڑا ہے پس عقلِ سلیم ہرگز رخصت نہیں دیتی کہ آفتاب باوجود اس بزرگی کے زمین کے
اطراف گردش کرتا ہے زمین میں قوت جاذبہ موجود ہے اوسکی یہہ تاثیر ہے کہ ہر ایک چیز اپنے دل کیطرف یعنی اپنے
مرکز کی جانب مائل ہوتی ہے چنانچہ اس قوت کے سبب میں بھی اول سب چیزون کو جو سطح زمین پر واقع ہیں مرکز
کیطرف کشش کرتی ہے مثلاً اگر توپ کا گولا آسمان کیطرف پھینکیں تو پھر وہ زمین کیجانب رجوع کریگا اس کشش کا نام
ثقل کہتی ہے اور اس کشش کا نام قوت جذب اسی قوت کی تاثیر سے تمام حیوانات اور جمادات اور نباتات کرۂ زمین
پر اطراف قائم رہتے ہیں گر نیکا تعلق اندیشہ نہیں اسیطرح آفتاب کو بھی قوت جاذبہ طبعی حاصل ہے جسکے سبب زمین کو اپنی
طرف جذب کرتا ہے اے خرد پرور اب سوکہ جب دونوں میں کشش پیدا ہوئی تو ظاہر ہے کہ دونوں آپس میں ایک
ہوجائیں یا تو آفتاب میں پر گر پڑے یا زمین آفتاب جاکر ملجائے مگر ان کو اس بات سے ایک امر مانع ہے اوسکا بیان
ہم تمہیں سمجھائے دیتے ہیں یاد رکھو کہ جو جسم کسی دائرہ پر گردش کرتا ہے تو گردش کے زور سے اوسمیں یہہ طاقت پیدا ہوجاتی ہے
کہ وہ مرکز سے باہر نکل جائے اس طاقت کا نام تارک المرکز ہے اور دائرہ کے مرکز میں جو قوت جاذبہ موجود ہے
وہ ہمیشہ اوس جسم کو اپنی طرف کھینچتی ہے اس طاقت کا نام طالب المرکز یہہ دونوں قوتیں باہم برابر ہوتی ہیں اب
معلوم کرنا چاہئیے کہ زمین کو دو طرح کی گردش حاصل ہے ایک گردشِ محوری کہ جو ایک شبانہ روز میں تمام ہوجاتی ہے
اور دوسری حرکت وہ ہے کہ ایک برس کے عرصہ میں آفتاب کے گرد دورہ کرتی ہے اسلئے کہ اگر سورج کے پاس یہہ زمین نہ
تو قوت تارک المرکز کے سبب آفتاب کی جذب سے کسطرح پیدا ہوتی اور آفتاب بھی اپنی ذات خاص سے ایک محور پر ۲۵ پچیس
دنمیں گردش کرتا ہے اوسکو بھی اس حرکت کے سبب سے قوت تارک المرکز حاصل ہے پس آفتاب کا مقدار جسقدر بڑا ہے
اوسیقدر اوسکی حرکت کم ہے اور زمین جسقدر مقدار میں کم ہے اوسیقدر حرکت میں تیز ہے اس حالت میں دونوں کی
قوت تارک المرکز دونوں کی طاقت طالب المرکز سے معادل ہوکر باہم کے صدمے سے دونوں محفوظ ہیں اے خرد پرور اہل
فرنگستان کے قیاس میں زمین ایک ستارۂ ظلمانی ہے اور آفتاب کے گرد اپنے دائرے پر ایک برس میں دورہ تمام
کرتی ہے اسیطرح اور بھی دس ستارے جداگانہ اپنے دائروں پر مختلف زمانہ میں آفتاب کے اطراف گردش کرتے ہیں
چنانچہ اونکے نام یہہ ہیں **عطارد زہرہ مریخ سیرس پالس جونو وستا مشتری**
**زحل جارجیم سائدس** کہ جسکو **یورنس** اور **ہرشل** بھی کہتے ہیں ان گیارہ سیارون میں سے

کوکب الارض یعنے زمین تیسرا ستارہ ہے زہرہ اور عطارد کا مدارات کے درمیان واقع ہے اور دوسرے
سیاروں کا دائرہ گردشِ مداریہ سے خارج ہے اور اہلِ ہیئات فرنگستان نے ایسا دریافت کیا ہے کہ سطح سیارۂ زمین
معمور اور حیوانات کا مسکن ہے اسی طرح دوسرے سیاروں میں بھی آبادی ہے اور حیوانات بستے ہیں پر جو وہاں اس
قسم کے حیوانات ہوں جیسے کہ کوکب الارض پر ہیں مگر دوسرے سیاروں کے مناسب ہی اہلِ زمین کی سطح تو آفتاب سے
منعکس ہوتے رہتے ہیں اور سطح زمین کو گردشِ محوری ہے جسکے باعث روز و شب کی کیفیت پیدا ہوتی ہے
اسی طرح دوسرے سیارے بھی گردشِ مدارات کے علاوہ ایک محوری گردش بھی کرتے ہیں جسکے سبب سے وہاں بھی رات
اور دن ظاہر ہوتا ہے چونکہ مشتری اور زحل اور ہرشل آفتاب سے بہت دور ہیں اس سبب سے زمین کی بہ نسبت ان میں
تو آفتاب کم پہنچتا ہے اسواسطے ان سیاروں کو کئی کئی چاند دیے گئے ہیں چنانچہ مشتری کے چار چاند اور زحل کے سات چاند
اور ہرشل یعنے جارج سائدس کے چھ چاند ہیں اور یہ چاند جو اہلِ زمین کو نظر آتا ہے اسکا شمار بھی سیاروں میں
ہے بلکہ یہ زمین کا چاند کہلاتا ہے اور یاد رکھو کہ آفتاب کی قوتِ جذب کی کمی و بیشی سے جو سیارے کہ آفتاب سے
قریب ہیں وہ اپنا دورہ جلد تمام کر لیتے ہیں اور جو دور ہیں انکا دورہ ایک مدتِ طویل میں انجام کو پہونچتا ہے اے
خردپرور ہر سیارہ کی مقدار کا حال اور ایام گردش کی کیفیت اور فاصلہ آفتاب کی حقیقت اس نقشہ میں تمہیں سمجھاتے ہیں دیکھو

| | قطر کواکب سیارات | ایام گردش سیارات | فاصلہ سیارات از آفتاب |
|---|---|---|---|
| عطارد | ۳۲۲۴ میل | ۸۷ روز ۲۳ ساعت | ۳۶۸۴۱۴۶۸ میل |
| زہرہ | ۷۶۸۷ میل | ۲۲۴ روز ۱۷ ساعت | ۶۸۸۹۱۴۸۶ میل |
| زمین | ۷۹۱۲ میل | ۳۶۵ روز ۶ ساعت | ۹۵۰۱۷۳۲۷ میل |
| مریخ | ۴۱۸۹ میل | ۶۸۰ روز ۲۳ ساعت | ۱۴۵۰۱۴۱۴۸ میل |
| سیرس | ۱۶۳ میل | ۱۶۸۱ روز ۱۲ ساعت | ۲۶۳۰۰۰۰۰۰ میل |
| پالس | ۸۰ میل | ۱۷۰۳ روز ۱۷ ساعت | ۲۶۵۰۰۰۰ میل |
| جونو | ۱۴۲۵ میل | ۱۵۸۰ روز + | ۲۵۲۰۰۰۰۰۰ میل |
| وسٹا | ۲۳۳ میل | ۱۱۱۰ روز + | ۲۲۵۰۰۰۰۰۰ میل |
| مشتری | ۸۹۱۷۰ میل | ۴۳۳۲ روز ۱۴ ساعت | ۴۹۴۹۹۰۹۷۶ میل |
| زحل | ۷۹۰۴۲ میل | ۱۰۷۵۹ روز ۲ ساعت | ۹۰۷۹۵۶۱۳۰ میل |
| ہرشل | ۳۵۱۱۲ میل | ۳۰۶۳۷ روز ۴ ساعت | ۱۹۲۵۷۶۲۶۶۲ میل |

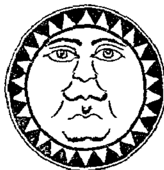
اور بہت سا ان کا اسے ہم بیدرنگ قدرت دریافت کیا ہے کہ توپ کا گولہ جس قدر تیز چلتا ہے اگر اسقدر تیز رفتاری سے
وہ مسلسل ایک گھنٹہ میں چار سو اسی میل انگریزی طے کریگا پس فرض کرو کہ یہہ گولہ اس حساب کے طریق پر آفتاب کی
طرف روانہ ہو تو مدارِ عطارد پر آٹھہ برس دو سو چھہتر دن میں اور مدارِ زہرہ پر سولہ برس ایک سو چھتیس دن میں
اور مدارِ زمین پر بائیس برس دو سو چھبیس دن میں اور مدارِ مریخ پر چونتیس برس ایک سو چھیاسٹھ دن میں اور مدارِ [illegible]
اٹھاسی برس ایک سو پینتیس دن میں اور مدارِ مشتری پر ایک سو سات برس دو سو پینتیس دن میں اور مدارِ زحل پر
تین سو پندرہ برس دو سو ستاسی دن میں اور مدارِ جارجیم سائیڈس پر چار سو پچیس برس دو سو نوے دن میں
پہونچیگا اب رفتارِ کواکب کی تیزی کا حال سنو کہ عطارد ایک ساعت میں ایک لاکھ نو ہزار چھہ سو نانوے
میل طے کرتا ہے اور زہرہ ایک ساعت میں اسی ہزار دو سو پچانوے میل اور زمین ایک ساعت میں اٹھہتر
ہزار دو سو ستر میل اور مریخ ایک ساعت میں پچپن ہزار دو سو ستاسی میل اور سیریس ایک ساعت میں ایک لاکھ
اکہتر ہزار سات سو چالیس میل اور مشتری ایک ساعت میں اوتیس ہزار اسی میل اور زحل بائیس ہزار اکسٹھ میل
اور جارجیم سائیڈس چودہ ہزار سات سو ستانوے میل مسافت قطع کرتا ہے اے خردپرور دانا کو
آفتاب جہانتاب کا قطر آٹھہ لاکھ تراسی ہزار دو سو چھیالیس میل انگریزی ہے اور ماہتاب عالمتاب کا
قطر دو ہزار ایک سو ستر میل ہے قمر اپنے دائرہ پر زمین کے گرد ایک ساعت میں دو ہزار دو سو نوے میل طے کرتا ہے اور
مشتری کے گرد چار قمر مختلف وضعوں میں گردش کرتے ہیں قمر اول جو مشتری سے بہت قریب ہے
ایکدن اور اٹھارہ گھنٹے اور اٹھائیس منٹ میں مشتری کے اطراف دورہ تمام کرتا ہے اور قمر دوم تین دن
تیرہ گھنٹے اٹھارہ منٹ میں اور قمر سوم سات دن چار گھنٹے اور سینتالیس منٹ میں اور قمر چہارم سولہ دن
اٹھارہ گھنٹے پانچ منٹ میں پس اقمار مشتری کی تیز رفتاری سے معلوم ہوتا ہے کہ مشتری کی قوت جاذبہ دوسرے
سیاروں کی بہ نسبت بہت زیادہ ہے اور زحل کے گرد سات قمر دورہ کرتے ہیں قمر اول جو زحل سے
قریب ہے ایکدن اکیس گھنٹے اٹھارہ منٹ میں اپنا دورہ تمام کرتا ہے اور قمر دوم دو دن سترہ گھنٹے چوالیس منٹ
میں اور قمر سوم چار دن بارہ گھنٹے پچیس منٹ میں اور قمر چہارم پندرہ دن بائیس گھنٹے سینتالیس منٹ میں
اور قمر پنجم اوناسی دن سات گھنٹے ستائیس منٹ میں اور قمر ششم ایکدن سات گھنٹے ترپن منٹ میں
اور قمر ہفتم بائیس گھنٹے سینتیس منٹ میں اور علاوہ اسکے ایک حلقہ عجیب بھی گرد زحل کے اطراف دریافت ہوا ہے
اوسکا حصہ شمالی پندرہ برس تک علی الاتصال نورِ آفتاب سے روشن رہتا ہے اور اوسکے بعد اسیقدر مدت تک
اوسی حلقہ کا حصہ جنوبی درخشندگی رکھتا ہے پس تیس برس میں زحل کا ایک رات دن تمام ہوتا ہے اور یہی مدت
مدارِ حمل پر دورہ زحل کی ہے اور جارجیم سائیڈس کے گرد چھہ قمر دورہ کرتے ہیں قمر اول پانچ دن

اکیس گہنٹے چھبیس منٹ مین اور قمر دوم آٹھہ دن سترہ گہنٹے ایک منٹ مین اور قمر سوم دس دن تینتیس گہنٹے
چار منٹ مین اور قمر چہارم تیرہ دن گیارہ گہنٹے پانچ منٹ مین اور قمر پنجم اٹہیس دن ایک گہنٹے اونچاس
منٹ مین اور قمر ششم اکیاسی دن سولہ گہنٹے چالیس منٹ مین اور ان چھہ چاندون مین سے حکیم ہرشل نے
پہلا اور دوسرا قمر ۱۷۸۷ء مین اور باقی چارون کو ۱۷۹۰ء اور ۱۷۹۴ء مین دریافت کیا اب سنو کہ عطارد
اپنے محور پر چودہ دن چوبیس گہنٹے مین اپنا دورہ تمام کرتا ہے اور زہرہ تئیس دن اکیس منٹ مین اور
مریخ چوبیس گہنٹے چالیس منٹ مین اور مشتری نو گہنٹے چھپن منٹ مین اور زحل دس گہنٹے سولہ منٹ
مین اور آفتاب اپنے محور پر پچیس دن چودہ گہنٹے مین مشرق سے مغرب کیطرف دورہ تمام کرتا ہے اور اہل
ہیئات نے گردش آفتاب کی وجہہ دوربین کے ذریعہ سے اسطرح پر دریافت کی ہے کہ جرم آفتاب مین جابجا اوسکے
سیاہ موجود ہین ہرچند آفتاب چشمہ نور ہے مگر اس گردش محوری کے وسیلے سے اون سیاہ داغونکو سیارونکے برابر
اسلئے برطرف کرتا ہے کہ سبکو برابر نور تقسیم ہو اور جرم قمر مدور مصفا ہے آفتاب سے درجہ بدرجہ نور حاصل کرتا ہے اور
قمر کا فاصلہ سطح زمین سے بارہ ہزار میل ہے اے خرد پرور اگرچہ آفتاب سے چار جیم ساٹہس کا فاصلہ حیرت افزاے
عقل وہوش ہے لیکن یہہ نکتہ حیرت اور اس سے بھی زیادہ تر تعجب خیز ہے کہ بعضے دم دار ستارے چار جیم ساٹہس کے
فاصلہ سے ہفت چند فاصلہ پر آفتاب سے دور واقع ہیں اونکا شمار ابتک کسیکو نہین معلوم مگر اور سنو کہ چند کواکب
دنبالہ دار آفتاب سے نہایت دوری پر واقع ہین لیکن ثوابت کی بہ نسبت بہت نزدیک ہیں اور ثوابت کا فاصلہ
عقل وقیاس سے خارج ہے دیکھو اگر دو مکان عظیم الشان جو آپسمین ایک میل کے تفاوت پر ہون اونکو ہم کئی
میل کے فاصلہ سے دیکھین تو وہ بہت چھوٹے اور پاس پاس نظر آوین گے اور جسقدر قریب جاوینگے بزرگی
وعظمت اور بُعد وتفاوت بخوبی الظہر آتا جائیگا اب معلوم کرنا چاہیے کہ جس دائرہ پر آفتاب کے گرد زمین ایک برس مین
گردش تمام کرتی ہے اوس دائرہ کا قطر اونیس کروڑ میل سے زیادہ ہے پس ہر برس مین زمین ایکبار اونیس کروڑ
میل ثوابت کیطرف جاتی ہے پھر چھہ مہینے کے بعد ثوابت سے اونیس کروڑ میل دور ہوتی ہے لیکن باوجود
اونیس کروڑ میل نزدیک ہوجانیکے بھی اگر اہل بین ثوابت کو دوربین سے دیکھتے مین تو دونو حالت مین بھی قدر وقامت
اور مقدار ثوابت مین کچھہ تفاوت معلوم نہین ہوتا اس دلیل سے صاف ظاہر ہے کہ بہ نسبت فاصلہ ثوابت کے
دائرہ زمین کا قطر گویا کہ بمنزلہ ایک مرکز دائرہ کے تصور کیا جائیگا اور ان ثوابت مین سے جو کہ تمام سطح آسمان پر
جابجا موجود ہین ایک کا بھی فاصلہ ثابت کرنا ادراک انسانی سے بعید ہے مگر اہل ہیئات انگلستان نے اسقدر
البتہ دریافت کیا ہے کہ ثوابت مین سے ہر ستارہ ایک آفتاب ہے اور اون سب آفتابونکے گرد بیشمار سیارات اور اقمار اور
دنبالہ دار ہین اپنے محور اور مدار پر گردش کرتے رہتے ہین اور ہر ایک سیارہ مین زمین کیطرح انواع واقسام کے

دی حیات مسعود و آباد ہیں اور ثوابت کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حکمائے متقدمین کی رائے میں ثوابت کو حرکت
نہیں بلکہ وہ ہمیشہ ایک ہی مقام پر قائم ہیں اس کو کب سبعہ سیارہ کی طرح تغیر و تبدل واقع نہیں ہوتا اور
اہل زمین کو زمین کی گردش محوری کے سبب ثوابت کی گردش نظر آتی ہے جب زمین گردش کرتی ہے تو اہل
زمین جانتے ہیں کہ ثوابت گردش میں مصروف ہیں جیسا کہ اگر کوئی شخص کشتی میں یا بگھی وغیرہ میں سوار ہوتا ہے
تو اسکو سب چیزیں متحرک محسوس ہوتی ہیں مگر دراصل وہ سب اپنی جگہ ساکن ہیں اور کشتی یا بگھی وغیرہ خود
حرکت کرتی ہے اور ہم تمہیں سمجھا چکے ہیں کہ حکمائے متاخرین انگلستان جو فیثاغورث کے طریق پر چلتے ہیں اونکے
قیاس میں تمام کواکب ثوابت آفتاب ہیں اور ہر ایک کا نظام شمسی جداگانہ ہے اور ہر ایک اونمیں سے مثل آفتاب خود آفتاب کی
طرح نورانی ہے کہ جہ ہمارے آفتاب کا نور اونکو فائدہ نہیں پہونچا سکتا ثوابت کی کثرت اسقدر ہے کہ ہندسہ بیان جنکی
تعداد سکے شمار سے قاصر ہے پس اگرچہ ثوابت حساب شمار میں لاانتہا ہیں مگر حکمائے متقدمین نے ایک ہزار بائیس
ثوابت کو مختلف اڑتالیس شکلوں پر قسمت کیا ہے یعنے ہر شکل میں چند ثوابت موجود ہیں اور ان تمام ثابتوں کو
داخل الشکل کہتے ہیں اور ان اڑتالیس شکلوں سے علاوہ جو ثوابت ہیں اونکو خارج الشکل کے نام سے نامزد
کیا ہے ثوابت میں سے جو ستارے دوربین کے ذریعے سے نظر آتے ہیں وہ دوربینی ثوابت کہلاتے ہیں اور دوسرے
ستارے جو بغیر دوربین کے ہمکو اپنی آنکھ سے دکھائی دیتے ہیں وہ چھہ حصوں میں منقسم ہیں اہل ہیئات انکی
ہر ایک حصہ کو قدر کہتے ہیں جو ستارے سب سے بڑے اور چمکدار نظر آتے ہیں وہ اول درجہ کے شمار کیے جاتے ہیں
اونکو ثوابت قدر اول کہتے ہیں اور جو اوس سے کم چمکتے ہیں وہ درجہ دوم میں داخل ہیں اونکو ثوابت قدر دوم
کہتے ہیں وعلی ہذا القیاس اور نقشہ افلاک میں اونکی شناخت کے واسطے جدا جدا صورتیں مقرر ہیں دیکھو

| قدر اول | قدر دوم | قدر سوم | قدر چہارم | قدر پنجم | قدر ششم |
|---|---|---|---|---|---|
| ✸ | ✸ | ✸ | ✸ | ✸ | + |

## شکل آفتاب



اے خرد پرور شکلوں کے مطابق آسمان میں جو نور منقسم ہے حصہ اوّل نصفِ شمالی حصہ دوم منطقۃ البروج حصہ سوم نصفِ جنوبی

**مؤلف**

ہژدہ پیکرِ نور است در ایوانِ جنوب — بست و یک پیکرِ نور است در ایوانِ شمال
نوزدہ شکلِ دگر ہست بہ تحقیقِ فرنگ — دہ و دو در آمدہ در منطقہ با حسن و جمال

انتیس شکلیں نصفِ شمالی میں اور پندرہ نصفِ جنوبی میں اور بارہ منطقۃ البروج پر واقع ہیں بعد ان اڑتالیس شکلوں کا نام اور صورتیں اور ستارے وغیرہ بخوبی سمجھا دیے بعد اُسکے فرمایا کہ حکماے فرنگ نے اُنیس شکلیں دوربین کے وسیلے سے نئی نکالی ہیں پس اب شمال بریں حساب اڑسٹھ شکلیں شمار کی جاتی ہیں پھر ان اشکالِ جدیدہ کے بھی نام اور صورتیں اور ستاروں سے حسبِ دلخواہ واقف و آگاہ کر دیا اور کسوف و خسوف کا احوال اور ہر شکل کا طول و عرض اور دور دور سے دیکھنے اور ہر قسم کے ثوابت و سیّارا اور کواکبِ دنبالہ دار کی کیفیت اور طول و عرضِ ممالک و بلاد وغیرہ کے دقائق و غوامض سے بوجہِ احسن محرمِ راز فرما دیا اتنے عرصہ میں بطلیموس کی رائے سے آفتاب نے نصف منطقۃ البروج طے کیا اور فیثاغورس کے طریق پر کوکب الارض نے رفتارِ سالانہ سے مدارِ گردش کو دائرہ علیحدہ پایا یعنی چھ مہینے کا عرصہ منقضی ہوا اور **شعور تحسین پس حاضر** ہو کر بدستورِ قدیم دونوں کو محفلِ امتحان میں اپنے ہمراہ لے گیا

## امتحانِ ششم

**مؤلف**

ہر آئینہ مرے آئینۂ دل پر ہے آئینہ — اگر شکلِ جنوبی ہے و گر شکلِ شمالی ہے
نہیں مجھسا کوئی داناے رازِ اخترِ گردوں — کہ میرا ذہن شایانِ دانش آئین سے عالی ہے

جبکہ مہرِ عالم افروز برجِ سلطنتِ لازوال اور وہ آفتابِ جہانتابِ آسمانِ فضل و کمال یعنی وزیر الاعظم دانش پناہ اوس اورنگ نشینِ گردوں بارگاہ کے دربارِ عرش وقار میں داخل ہوئے خسروِ خورشید حشم سلطان **عقلِ مجسم** نے نہایت اعزاز و اکرام اور تعظیم تمام سے **فرزانۂ روزگار** کی تعظیم و تکریم کی اور **خرد پرور** سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے فرزندِ عزیز اس عرصہ میں گنجینۂ علم و ہنر سے سرمایۂ دانش و تمیز کسقدر حاصل کیا اور خزینۂ فضل و کمال سے کہانتک ذخیرہ اندوزِ عقل و شعور ہوئے **خرد پرور** نے عرض کی کہ خداوندِ کشور ستان کے ظلِ حمایت اور ارشادِ ہمہ دان کے سایۂ عاطفت میں اس ذرۂ ناچیز و احقر نے تیرنے عناصر و افلاک کی سیر سے دل سیر کیا ہے اور سلسلۂ نظامِ آفرینش کے کارخانہ کو خیالِ حکیمانہ سے دیکھنا شروع کر دیا ہے شاہنشاہِ عالم پناہ نے ارشاد کیا کہ بھلا عناصر کتنے ہیں اور اون سے کیا فائدہ نکلتا ہے شہزادہ خردمند نے گزارش کی کہ یہ بحث علم طبیعیات سے متعلق ہے

اور یہہ علم دو قسم پر منقسم ہے ایک تو وہ طریق ہے کہ جسکو بو ابوعلی کا تحت قرار دیا، دوسرا ترکیبال
طریق ہے کہ جسکو حکماے فرنگ نے کیمسٹری کے نام سے ملقب کیا ہے **عقلِ مجسم** نے کہا کہ فصل ساب کرو جو دو
دیس کی کہ خصوصیت سے مواد پر متوجہ ہوں بعض حال پر لیکن مثلہ جیسے حیوانات اور جمادات اور نباتات ہیں ہر ایک چند
سادہ سے مرکب ہوکر بنائی گئی ہے اور جب کبھی دو عنصر ملاتے جاتے ہیں تو ایک نئی کیفیت ایسی حاصل ہوتی ہے
جسکا نام مزاج قرار دیا جاتا، اور یہہ ایک مرکب ہے کہ جسکو اوس عنصر سے کچھہ مناسبت ہوگی چنانچہ گندہک
اور پارہ ملکر شنجرف بنتا ہے یا جست اور تانبا ملکر پیتل ہوجاتا ہے ایسی بعد مرکب ہوجانے کے اول عنصر مثل
کسی جسم کا نشان پایا نہیں جاتا اسواسطے کہ اوسکے اجزا جو چھوٹے چھوٹے ہوکر حس انسانی کے سبب سے اسقدر باہم مخلوط
ہوجاتے ہیں کہ ساخت میں نہیں آتے گو ہر ایک خاص کیواسطے اوراک کی قید ہی شرط ہے چنانچہ جتنک سو حصے
گندہک اور سو حصہ پارہ ہو شنجرف ہرگز نہ بنے گا اور حس انسانی کے سبب سے جو قدرتی اجسام بہت سے ذرات
ملکر بناتے ہیں تو وہ دو حال سے خالی نہیں ہونگے اگر اوس حد سے قوی ہے ایسیں جو ملتے ہیں پس جسم سخت
اور ٹھوس ہوگا جیسے سنگ مرمر کہ جو ہے اور کاربونک ایسڈ سے مرکب ہے، اور جو ایسی قوت جاذبہ کم ہے تو جسم
متخلخل اور نرم سے ہیں جیسے روئی وغیرہ ڈاکٹر والے اگرچہ کیمسٹری کا ترجمہ علم کیمیاوی کیا ہے مگر اوس تعقید کیمسٹری کی
دست میں علم العناصر یا علم تحلیل بہت درست اور بہتر ترجمہ ہے اسلیئے کہ اس علم کے ذریعہ سے اجزاے مرکبات کو
جدا کر لینے میں اسکا نام تحلیل ہے جسے ڈاکٹری اصطلاح میں تفریق کیمیاوی کہتے ہیں اسکی بہت سی ترکیبیں ہیں
از انجملہ ایک یہہ کہ حرارت کے وسیلے سے جدا کرتے ہیں اسلیئے کہ حرارت کا یہی خاصہ ہے کہ اجزا کو تحلیل و تفریق
کرے چنانچہ سنگ مرمر کو جلانے سے کاربونک ایسڈ نکل جاتا ہے صرف چونہ رہجاتا ہے یا نمک پانی میں گھول کر
آتش پر رکھنے سے پانی بخار بنکر اوڑجاتا ہے اور نمک رہجاتا ہے دوسرا طریق یہہ ہے کہ قوت جاذبہ کی کمی و بیشی
اجزا کو تحلیل کرتے ہیں مثلا ایک مرکب میں دو چیزیں شامل ہیں تو اوس میں ایک ایسی تیسری چیز ملا دینگے کہ جس میں ان
دونوں سے قوت جاذبہ زیادہ ہو جیسے شنجرف سے پارہ نکالنا منظور ہے تو اوسکو لوہے کے ساتھہ آنچ دینگے
کیونکہ تجربے سے ثابت ہوا ہے کہ لوہے اور گندہک میں پارہ کے نسبت زیادہ جذب ہے پس تمام گندہک
اس سبب سے پارہ کو چھوڑ کر لوہے سے ملجاتی ہے یا شورہ کے تیزاب میں کہ جسکو نٹرک ایسڈ کہتے ہیں تانبا
ڈالدیں تو قوت جاذبہ کے باعث تانبا تیزاب میں گلکر نیلا پانی ہوجاتا ہے پھر اوس نیلے پانی میں ایک لوہے کا
ٹکڑا ڈالنے سے تیزاب تانبے کو چھوڑ کر لوہے میں ملجائیگا اور تانبا لوہے پر جم جائیگا اسلیئے کہ تیزاب کا جذب
تانبہ کے نسبت لوہے کیطرف زیادہ ہے چنانچہ فلاسفۂ متقدمین اسباب کے قائل ہیں کہ عناصر چار ہیں
اور اونکے مزاج بھی جدا جدا گانہ چنانچہ بعضے گران ہیں اور بعضے سبک پس اجسام ثقیلہ پستی کو اور اجسام خفیف

تندی کو آل میں اجزائے ناری نہایت سبک اور لطیف ہیں اسلئے آیا اعلے کو رجوع کرتے ہیں اجزائے ہوائی اوس سے
کم لطیف و سبک ہیں اسوجہ سے قریب اوسکے ہیں علے ہٰذا القیاس اجزائے ارضی نہایت ثقیل و کثیف ہیں اس باعث
قریب اسفل ہیں غرضکہ ان چارون عناصر کا ہیولیٰ ایک ہے اتنے مین ایک حکیم فہیم برگزیدۂ انفس و آفاق موسوم
بہ **مظہر الاشراق** سرزمینِ **ظہورستان** کا رہنے والا کہ دربارِ جہاں مدارِ کیوان اقتدار میں علم ریاضی و دروبیر
عالیوقار کیطرف مخاطب ہوکر سرگرم دعا و ثنا ہوا اور عرض کی کہ **مولف** عنایاتِ ایزد سبحانی
اے **خدیو** ور بلند اقبال تا عناصر کو امتزاج رہے معتدل آپکا مزاج رہے یہ نیازمند امیدوار ہے
کہ ہیولے کے معنے بھی زبانِ مبارک سے مستفیض ہو شہزادہ شیرین کلام نے کہا کہ ہرشے کے مادہ ماہیت
اور ہر چیز کی اصل کو لغت میں ہیولیٰ کہتے ہیں اور حکما کی اصطلاح مین ایک جوہر ہے کہ جسمین صورت جسمی کا ظہور ہوتا ہے
اور متکلمین کے نزدیک حقائقِ اشیا کا نام ہیولیٰ ہے مگر ہماری دانست مین یہہ لفظ ہیئت اور اولیٰ سے مرکب ہے
یعنی صورت و شکلِ اولین اور کثرتِ استعمال کے سبب سے مخفف ہوکر ہیولیٰ رہ گیا ہے اور ہر چیز کی ترکیب کا سامان
جو اوسکے مرکب ہونے سے پیشتر متفرق رہا کرتا ہے وہ فضائے نامتناہی میں اجزائے ذرات سے انتہا درجے کے کئے گئے ہین
اور فنائے جسمی کے بعد بھی ہر چیز کا ہیولا قائم رہتا ہے یعنے جب کسی چیز کی ترکیب مین خلل واقع ہوجاتی ہے
تو پھر اوسکے اجزا بشکل ذرات منتشر ہوکر اوسی فضائے نامتناہی مین پریشان ہوجاتے ہیں اور انکو بھی فنا
نہین ہوتی مگر مزاجِ ترکیبی اکثر فنا ہوجایا کرتا ہے تم جانتے ہو کہ ہر چیز کی آفرینش دو صورت پر ہوتی ہے یا قدرتی
یا مصنوعی قدرتی وہ ہے کہ ذراتِ پریشان خود بخود بکشش اتصالی کے وسیلے سے مرکب ہوکر ایک جسم پیدا
کرلیتے ہین اور مصنوعی وہ ہے کہ انسان یا حیوان اپنی ترکیبِ عقلی سے اجزائے متفرق کو مجمع کرکے انکو مرتب بنالیتے ہیں
اشیائے مصنوعی ہرگز اشیائے قدرتی کی برابری نہین کرسکتی ہین یعنے اشیائے قدرتی بالقوای و مالی اصت
منفعت جمہور انام اور کارآمد خاص و عام ہیں اور اشیائے مصنوعی جو رفعِ ضرورت کیواسطے تیار کیجاتی ہین اونکا
یہہ سبب ہوتا ہے کہ اوسکے ذریعہ سے کوئی مطلب حصول ہو پس یہہ سبب چار قسم ہے اول علتِ داخل بالقوہ
جیسے تخت کی مناسبت لکڑی سے دوم علتِ داخل بالفعل جیسے تخت کی نسبت صورتِ مربع یا مسدس سے سوم
خارج بالقوہ جیسے تخت کی نسبت اوسکے بنانیوالے سے چہارم خارج بالفعل جیسے تخت کی نسبت جلوس سے
اس نسبت کا نام علتِ غائی ہے یہہ علت بظاہر سب معلول سے آخر ہوتی ہے اور ذہن و تعقل مین سب سے مقدم ہے
میری دانست مین یہہ لفظ دراصل علتِ غایتی تہا یعنے وہ علت کہ جو غایت و منتہائے مطمحہائے اربعہ ہے
یائے نسبت کے الحاق سے تائے فوقانی حذف ہوگئی غرضکہ ایسے ایسے چند غوامض و دقائق حل کرکے
پھر بر سرِ مطلب توجہ فرما ہوا اور سلطانِ آسمان آستان کی خدمتِ اعلےٰ درجت مین عرض کی کہ خداوندا حکمائے طائفہ متاخرین

ہیولیٰ کا بیان

چار علتوں کا بیان

چار عناصر

قول ہے کہ آتش کا کوئی کرہ نہیں بلکہ زمین عبارت ہے مجموع عناصر سہ گانہ یعنے آب و ہوا و خاک سے
اور سماے جو آفتاب ایک چشمہ حرارت ہے اوسی سے آگ زمین پر وارد ہوتی ہے کیونکہ اشعہ شمسیہ کو جو
عالم تحلیل سے دیکھا تو احساسے ناری پائے گئے اور آتشی آئینہ کو ملاحظہ فرمائیے کہ جب وقت شعاع آفتاب کے مقابل
کیا جاتا ہے تو جو چیز اوسکے محاذی ہوتی ہے وہ فوراً جل اوٹھتی ہے اور چونکہ شعاع آفتاب اکثر زمین پر
پہونچتی ہے اس سبب سے کرہ ارض میں بھی اجزاے ناری مخلوط ہیں غرضکہ خاکسار کے نزدیک دونوں کی
رائیں ہیں اربعہ عناصر کا وجود متحقق ہے فرق اسیقدر ہے کہ متقدمین چار چیزین علحدہ علحدہ قرار دیتے ہین اپنے اپنے جگہ
ہیولی واحد جانتے ہیں اور متاخرین حکماے فرنگ تین عنصروں پر ایک کرہ کا اطلاق کرکے چوتھے عنصر کو
نار آفتاب کہتے ہین مگر بنظر غور سے دیکھا جاتا ہے تو نار کا حدوث خواہ اشعہ شمسیہ سے ہو جیسا کہ متاخرین کہتے ہین
یا ہوا شدید الحرارت سے ہو جیسا کہ مذہب انگریزی ہے، یا اشتعال حرارت کہربائیہ غریزیہ سے
اور اوسکے تابع ہیں یا بذات خود عنصر مستقل ہو جیسا کہ محققین مشائین کا اعتقاد ہے بہرحال آگ
ایک وجود ضرور ہے مگر فلاسفہ متقدمین نے عناصر اربعہ کو فقط خالص اور بسیط نہین قرار دیا بلکہ اسبات پر
اتفاق ہے کہ ان چارون میں اجزا ایکدیگر باہم مخلوط ہین اور فیثاغورس وغیرہ اسبات کے قائل ہیں کہ
وجود خالص کسی کا نہیں لیکن غلبہ کے سبب سے مشہور ہین یعنی جسمین اجزاے ناری غالب ہین وہ آگ ہے
جسمین اجزاے ہوائی غالب ہین وہ ہوا ہے اور جسمیں اجزاے آبی غالب ہیں وہ پانی ہے اور جسمین اجزاے
ترابی غالب ہین وہ تراب ہے حکماے فرنگستان کے متاخرین نے تحقیق و تدقیق کو اس درجہ اعلی پر پہونچایا کہ
پانی میں سے اٹھانوے حصے آکسیجن اور گیارہ حصہ ہیڈروجن اور ہوا میں سے دو حصہ نیٹروجن اور ایک حصہ آکسیجن
نکالا ہے اور ان اجزاے بسیطہ کو اون مرکبات سے علحدہ علحدہ جدا کر لیا ہے پس ان عناصر کا مرکب ہونا
حکماے متقدمین نے بھی قرار دیا ہے اور حکماے فرنگ نے اوسکے اجزاے بسیطہ کو بزور علم کیمسٹری جدا جدا کر لیا
فلاسفہ متقدمین نے چار عناصر بسبیل تجسس مقرر کیے ہین اور حکماے متاخرین فرنگ نے جو چونسٹھ
دیے ہین وہ بھی بموجب تلاش و جستجو کے ہین کہ تیرین بحجاوان کی دانست مین ممکن ہے کہ اس سے بھی زیادہ نکالو
اسکے حصر کی دلیل عقلی کسیکے پاس موجود نہیں، مگر تاہم اربعہ عناصر کا حصر کسیقدر دلیل سے ثابت

**مظہر الاشراق** نے کہا کہ بھلا فرمائیے عناصر چار گانہ کا ثبوت کس دلیل سے پایۂ ثبوت کو پہونچا

**خرد پرور** نے کہا کہ حضرت ذرا غور فرمائیے کہ تمام دنیا میں چار کیفیتین موجود ہین گرمی
خشکی تری اور کوئی عنصر ایسا نہین کہ جسمیں ایک ہی کیفیت ہو بلکہ دو دو کیفیتین پائی جاتی ہین
اجتماع ان چارون کیفیتوں کا یا تین کیفیتوں کا ایک شے میں محال ہے کیونکہ گرمی و سردی میں اور خشکی تری

لازم ہے اور اجتماعِ ضدین ممکن نہیں تو ضرور ہوا کہ گرمی و خشکی جمع ہو سکے جیسے آگ میں ہے اور گرمی و تری جمع
جیسے ہوا میں ہے اور سردی و تری جسمیں جمع ہو جیسے پانی میں ہے۔ اور سردی و خشکی جمع ہو جیسے مٹی میں ہے۔ اور سردی
و گرمی یا خشکی و تری تنہا جمع نہوں گی پس حصر عناصر کا چار چیزوں میں ثابت ہوا دوسرے یہہ کہ ہرچند فلاسفہ
متقدمین کا تجربہ اسی اثر کا ہوا تھا جیسا کہ حکمائے حال کا تجربہ ہے مگر اون دانشمندوں نے آپ تیاس سے یہہ بات
ریافت کی تھی کہ جب ہم معنے مرکبات کے اجزا تحلیل کرتے ہیں تو یہی عناصر اربعہ حاصل ہوتے ہیں اور حکمائے فرنگ
جو تجربہ بلیغ و وسیع کیا تو اوس سے یہی بات ثابت ہوئی کہ سوائے معنے معدنیات کے کل موالید ثلثہ میں چار چیزیں
ضرور پائی جاتی ہیں ایک کاربن دوسرا ہیڈروجن تیسرا آکسیجن چوتھا نیٹروجن پس اس تجربہ سے بھی چار عناصر کا
ثبوت ہوا کاربن ایک جوہر ارضی کا جز ہے کہ بصورت پر ہے کوئلے میں اور اکثر پتھروں میں اور سیاہ سے میں
پایا جاتا ہے اور ہیرا خالص کاربن تصور کیا گیا ہے ہیڈروجن ایک جوہر نہایت خفیف اور ہلکا ہے آکسیجن
ایک ہوا جہاں میں بکثرت ہے اور پانی میں آٹھہ حصے یہہ ہوا اور ایک حصہ ہیڈروجن ہے اور پانچ حصے ہوا کے
محیط اوس میں بھی ایک حصہ یہہ ہوا ہے نیٹروجن سے ہوا مرکب ہے جیسے ہوا میں ایک حصہ آکسیجن اور چار حصے
نیٹروجن ہے اور سوا اسکے کلورین بروم آیوڈین فلورین سلفر فاسفورس سلیسیم بورن پوٹاسیم سوڈیم
کلسیم بیریم اسٹرانشیم میگنیشیم الیومنیم آیرن وغیرہ سا ٹھہ عنصر اور بھی ہیں غرضکہ جب چوتھے عنصر کا
مفصل بیان کر چکا تو پھر شہزادہ خردبرو رشاہنشاہ بحروبر کیطرف پھرا اور علم طبعیات کی سلسلہ جنبانی کی
کہ اے آفتابِ گیتی گرد و ملک سپہر جسطرح بدلائل و براہین چار عناصر اصلِ آفرینش ہیں اسیطرح چار چیزیں اصلِ مرکبات ہیں
اول آثارِ علوی جیسے کہ ابر و رعد اور برق و صاعقہ وغیرہ دوم معدنیات جیسے الماس و یاقوت اور سیم و زر
وغیرہ سوم نباتات یعنے درخت و گل اور برگ و بار وغیرہ چہارم حیوانات یعنے انسان و حیوان اور وحوش
طیور وغیرہ اور ظاہر ہے کہ آمیزش عناصر سے مزاج اور ترکیب ہیولیٰ سے جسم پیدا ہوتا ہے اور چاروں عنصروں کا
ہیولیٰ ایک ہے اور ایک عنصر دوسرے عنصر سے بدلجاتا ہے اسکو استحالہ کہتے ہیں اور عالم عنصریات پر سبعہ سیارہ
کا اثر ضرور ہوتا رہتا ہے زمین سے کرۂ آب ملا ہوا ہے اسواسطے ان دونوں پر برابر تاثیر پڑتی ہے اور دو طرح کے ابخرے
اوٹھتے ہیں ایک خشک جو زمینِ خشک پر شعاعِ آفتاب کے باعث اجزائے غبار سوختہ ہو کر ہوا میں اوڑجاتے ہیں
دوم تر جو زمینِ نمناک وغیرہ سے بلند ہو کر ہوا میں شامل ہو جاتے ہیں جیسے جسطرح پانیکو آگ پر گرم کرنے سے
حباب اوٹھتے ہیں اسیطرح سمندر اور زمین اور پہاڑ اور جھیل اور ندی اور نباتات اور جانوروں کے اجسام سے
آفتاب کی گرمی کے باعث ابخرے نکلتے رہتے ہیں اور یہہ بخار بلند ہو کر سردی کے سبب شبنم اور برف
اور اولے اور مینہہ وغیرہ بنجاتا ہے یہہ باتیں اختلافِ موسم سے متعلق ہیں اور آفتاب کی شعاعیں کچھہ

ایک ہی مقام پر مقیم نہیں رہتیں بلکہ متحرک ہونیکے باعث مختلف اثر کرتی ہیں جبکہ ہوا زمین کے نزدیک سرد ہوتی
تو بخارات نہیں اوٹھتا اور سردی کے باعث شبنم وغیرہ ہوکر گر پڑتا ہے اور جب زمین کے نزدیک ہوا سرد نہیں ہوتی
تو بخار اوپر چڑھکر ابر بن جاتا ہے اور اگر زیادہ سردی پاکر برسنا شروع کرتا ہے اور بادلوں کا پانی زیادہ
سردی پاکر جم جاتا ہے پس اگر قطرے ہونے سے پہلے جمیگا تو برف ہوکر روئی کے گالوں کیطرح گریگا اور جو قطرہ
بنجانیکے بعد جمیگا تو اولے ہوکر زمین پر رجوع کریگا ابر پندرہ میل سے بلند نہیں ہوتا اور اکثر قریب کوس کوس کے
بلند رہتا ہے اور بادلوں میں اسطرح کی آگ ہوتی ہے جسکو بجلی کہتے ہیں جب دو بادل ملتے ہیں تو وہ ایک میں سے
دوسرے میں چلی جاتی ہے اور اوسوقت ایک آواز ہوتی ہے جسکو گرجنا کہتے ہیں **مظہر الاشراق** نے کہا کہ اے شہزادہ
ارجمند آپ فرماتے ہیں کہ بجلی ایک قسم کی آگ ہے جب وہ چمکتی ہے تو فوراً بادل گرجتا ہے بھلا یہہ تو فرمایئے
کہ آگ پانی میں کسطرح رہتی ہے اور ہمنے بارہا دیکھا ہے کہ بجلی چمکنے سے بہت دیر کے بعد آواز آتی ہے اور کبھی
ایسا ہوتا ہے کہ آواز نہیں آتی اور خالی بجلی چمکتی ہے اور کبھی بجلی نہیں چمکتی اور خالی بادل گرجتے ہیں اسکا باعث
کیا ہے شہزادہ **خرد پرور** نے جواب دیا کہ دنیا کی سب چیزوں میں کم یا زیادہ گرمی موجود ہے اور جب
اسطرح کی دو چیزیں جمع ہوتی ہیں کہ ایک میں کم گرمی ہو اور دوسری میں زیادہ تو زیادہ گرم چیز سے اسقدر
گرمی نکلکر دوسری چیز میں چلی جاتی ہے کہ وہ دونوں برابر گرم ہوجاتی ہیں اور سردی حقیقت میں کوئی
چیز نہیں ہے بلکہ جس چیز میں گرمی کم ہوتی ہے اوسے سرد کہتے ہیں چنانچہ ظاہرا برف سے زیادہ سرد کوئی
مگر جب آزمایش کی ہے تو اوس میں سے بھی آگ کی چنگاریاں نکلی ہیں اور جسم انسان میں جسقدر گرمی ہے اگر اوسکی
بہ نسبت کسی چیز میں کم گرمی ہوگی تو بظاہر محسوس نہیں ہو سکتی مگر اس پوشیدہ گرمی کے ظاہر کرنیکی چند ترکیبیں ہیں
چنانچہ دو چیزوں کو باہم رگڑنے سے اون کی گرمی ظہور میں آتی ہے جیسے بانس پر بانس رگڑ کہاتا ہے تو اوسکی
گرمی آگ بنکر نکلتی ہے جس سے اکثر اوقات نیستان جلکر یک لخت خاکِ سیاہ ہوجاتا ہے یا ایک چیز کو دوسری
چیز پر ضرب دینے سے آگ نکلتی ہے جیسے چقماق اور پتھر وغیرہ میں یا ایک چیز کو دوسری چیز میں ملانے سے
آگ پیدا ہوتی ہے جیسے سمیات میں تیزاب وغیرہ کے داخل ہونے سے اور جسوقت گرمی کے باعث پانی کے
اجزا منتشر ہوتے ہیں تو وہ پانی بخار بنکر اسقدر پھیلتا ہے کہ سیر بھر پانی کی بھاپ اتنی گھیر میں سماتی ہے جتنے
گھیر میں ہزار سیر پانی سماتا ہے اور آپ جو فرماتے ہیں کہ روشنی پہلے نظر آتی ہے اور آواز پیچھے سنائی دیتی
اسکا یہہ سبب ہے کہ قوتِ سامعہ کی بہ نسبت قوتِ باصرہ نہایت تیز ہے چنانچہ آواز کی رفتار بھی روشنی کی رفتار
کمال درجہ سست و ضعیف ہے روشنی کی حائل کوئی چیز نہیں ہو سکتی اور جو چیز نظر کو نہیں روکتی جیسے شیشہ
اور بلور اور ابرک وغیرہ اوس سے روشنی بھی نہیں رک سکتی اور آواز کے لئے ہوا واسطہ راہ ہوتی ہے

آواز کی حالت کا صدمہ بھی مثل ہے کہ سطح تالاب یا دریا میں کوئی پتھر پھینکے تو اوس کے ست لہریں پیدا ہونگی
اسیطرح آواز کا صدمہ جب ہوا کو حرکت دیتا ہے تو وہ ہوا موج در موج کانوں کے پردے پر اپنا اثر پہنچاتی
اگر ہوا ہو تو آواز بالکل سنائی دے صرف ہوا کے وسیلے سے آواز کانوں تک رسائی پیدا کرتی ہے
تیس کوس کی بلندی پر ہوا مطلق نہیں ہے حکمائے تحقیقات کا آل دریافت کیا ہے کہ روشنی ایک سکنڈ میں ایک
لاکھ پچانوے ہزار میل کی مسافت قطع کرتی ہے اور آواز ایک سکنڈ میں ایک میل راہ چلتی ہے اور ہوا تیز کی
رفتار ایک گھنٹے میں پچیس میل ہے اور آدمی ایک گھنٹے میں سو میل کا فاصلہ طے کرتی ہے اور سحاب اس
طرح پرتو آفتاب و نور ماہتاب کا مائل ہوتا ہے اسیطرح اگر لمعہ برق بھی بطرف بالا علو اور رہوتا ہے
تو جا در اہل نظر کا پردہ حائل ہے اور صرف آواز رعد اتنسا سے پردہ گوش ہوا کرتی اور با اسرار حد فاصلہ
بلند ہو جاتا ہے کہ فقط بجلی کی چمک دکھائی دیتی ہے اور گرجنے کی آواز مسموع نہیں ہوتی غرضکہ اسطور بہت سی
دلیلیں پیش کرکے پھر **عقل مجسم** کیجانب رُخ کیا اور عرض کرنے لگا کہ اس قسم کی چیزیں زیادہ عرصہ تک
باہمی نہیں رہتیں خارجہ یہہ امر بدیہی بحول ظاہر و آشکار ہے اور سوا لیدیکہ جو عناصر سے پیدا ہوتے ہیں مدت
تک رہتے ہیں انہیں سے ہر ایک کے انواع و اقسام بے نہایت ہیں مثلاً معدنیات کو ملاحظہ فرمائیے کہ انکی ترکیب
عنصری درجہ اعتدال سے قریب ہے اسواسطے اونکو بعض درجہ قبول کرنیکی استعداد نہیں معدنیات کے پیدا ہونیکا
یہہ باعث ہے کہ بخار تر یا دخان خشک زمین میں بند ہو کر مختلف مقدار و ترکیب کے ساتھہ باہم اختلاط پیدا کرتے
ہیں انسبات سے معدنی کی ترکیب دو قسم ہے یا قوی یا ضعیف قسم اول جو قوی الترکیب ہے وہ بھی دو قسم پر
ہے [illegible] ر قدا ہو نگا جسے سونا چاندی لوہا تانبا وغیرہ اور یا منفوذ ہے کی طرح

قسم دوم جو ضعیف الترکیب ہے یہہ بھی دو قسم ہے ایک وہ کہ رطوبت میں حل ہو جاتا ہے جیسے ہیرا
اور نوشادر وغیرہ دوم وہ کہ تری میں حل ہو جیسے گندھک اور ہرتال وغیرہ اور تمام فلزات جیسے وہ جو ہر
ہیں کہ جو حرارت آتش سے پگھل جاتے ہیں اور انکا اصل الاصول پارہ اور گندھک ہے اور پارہ کی یہہ اصل ہے کہ
بخارات آبی سے بخارات دخانی لطیف مختلط ہوتے ہیں اور حرارت آفتاب کی تاثیر سے حالت انعقاس میں
ہو جاتا ہے سیماب میں بخارات دخانی پر بخارات آبی غالب ہیں اور اصل کبریت بھی بخار
ہے مگر وہ بخارات دخانی ہیں جسمیں تکمالی عالت ہے اگر ابخرہ آبی کے اجزا غالب ہوں تو بطور
برات وغیرہ اور اسی قسم کی اشیاء و آثار جن میں حاصل ہوتی ہیں اور جو ابخرہ دخانی غالب ہوں تو ہر
درچیزیں اور گندھک وغیرہ پیدا ہوتی ہے غرضکہ چاندی اور سونا اور تانبا اور لوہا اور سیسہ

اور رانگ اور جست وغیرہ کی اصل بھی یہی پارہ اور گندھک ہے مظہر الاشراق نے کہا اگر ان سبکی
اصل یہی ہے تو اقسام فلزات میں کسلئے اختلاف واقع ہوا خرد پرور نے کہا کہ اس امر میں تحقیقِ
قدرتی کو دخلِ کامل ہے یعنے اگر سیماب و کبریت کا جوہر متساوی التعداد ہے اور طبخ کامل بھی پایا ہے تو طلاء
خالص وجود میں آیگا طبخ اگرچہ لغت میں میوہ کی پختگی کو اور ہضم اور مادہ اور خلط اور ہر چیز کے پکانیکو کہتے ہیں
مگر اطبا کی اصطلاح میں جو چیز خروج یا نکلنے لائق ہو اور اسکی بھی دو صورتیں ہیں یا رقیق شئے غلیظ ہو یا غلیظ
چیز رقیق ہو اور میری دانست میں طبخ کے اصلی معنی یہہ ہیں کہ کسی چیز کا بغیر آتش کے پکانا خواہ ادویات کا
تاثیر سے ہو خواہ آفتاب کی حرارت سے خواہ کسی اور ترکیب سے اسلیئے کہ اگر جوہر سیماب بدنیات ہے تو نقرہ اگر
اور ہر چند رانگ کا مادہ بھی چاندی سے مشابہ ہے مگر جوہر سیماب و کبریت کے امتزاج کے بعد بادیگ نضج کامل
نہیں پایا اور ہوا اوسکے اجزا میں سدہ گئی اسلیئے چاندی کے درجہ پر نہ پہونچا اور سیسہ بھی مادہ میں رانگ سے
مشابہ ہے مگر یہی فرق ہے کہ جوہر سیماب و کبریت میں ہنوز کدورت باقی تھی کہ باہم امتزاج حاصل کر لیا
اور لوہے کے مادہ میں سیماب و کبریت کا جوہر مساوی لیکن نے منقبض کلی کے امتزاج قبول کر لیا جست میں
سیماب کے جوہر پر کبریت کا جوہر غالب ہے غرضکہ اسیطرح تمام معدنیات کی اور میں کا احوال مفصل بیان کرکے یہہ
تناہستانِ عالیہ وقار کیجانب متوجہ ہو کر گذارش کی کہ جواہرات کا بھی مادہ یہی ہے جیسے لعل و یاقوت اور مروارید
اور زمرد و فیروزہ اور عقیق و بلور وغیرہ اسی سے بنتے ہیں صفائی و درخشانی اور طراوت و لطافت اور رنگ
و روپ کے اختلاف میں اوسیقدر تفاوت ظہور پاتا ہے کہ جسقدر بخارات و دخانات کے امتزاج اور اونکی
کیفیت و کمیت میں مقدار و طبخ کا اختلاف واقع ہوا ہے اور خلقتِ نباتات کی یہہ کیفیت ہے کہ صانعِ قدرت نے
اوسکو ایک جسمِ نامیہ بنایا ہے اگرچہ حس و حرکتِ ارادی کی قوت اوسمیں نہیں ہے مگر چونکہ ترکیب معدنیات سے
اسکی ترکیب اعتدال سے بہت قریب ہے اسلیئے نباتات کو ایسے نفسِ مدبرہ کی احتیاج پڑی کہ جو اونکا مدبر ہو تاکہ اوس
حکمو نفسِ نباتی کہتے ہیں نفسِ نباتی کے واسطے تین قوتیں لازم ہیں اول قوتِ غاذیہ دوم قوتِ نامیہ سوم
قوتِ مولدہ پس کوئی نفسِ ارضی قوتِ غاذیہ سے خالی نہیں یہہ ایک ایسی قوت ہے کہ اجزائے عناصر کو خارج
جسمِ نباتی کیطرف کھینچکر جسم کے بدن سے مشابہ کر دیتی ہے کہ بدلِ ما یتحلل ہو مظہر الاشراق نے کہا کہ اونکی
بھی تشریح بیان فرمایئے خرد پرور نے ارشاد کیا کہ حرارتِ غریزی اور حرارتِ غریبی کے سبب سے جسقدر
جسم کم ہوتا ہے دوسرا جسم اوسکا قائم مقام اور بدل بنتا ہے جو جسم کم ہوتا ہے وہ رطوبتیں ہیں کہ ان دو
حرارتوں سے تحلیل پاتی ہیں اور اوسکے عوض میں قوتِ غاذیہ کے وسیلے سے دوسری رطوبتیں شامل کر
جسم نباتی میں جسقدر کہ بدلِ ما یتحلل نہیں پہونچتا البتہ جسم کا مزاج بہت جلد فاسد ہو جاتا ہے اور اسی

ساختیار کرتی ہے اسواسطے حکمت اس امر کی مقتضی ہوئی کہ قوتِ غاذیہ موجود ہاتے تاکہ بقدر امکان
جسم نامی کے لئے بدلِ ما یتحلل مہیا کرے حرارتِ غریزی حرارتِ طبعی سے مرادہے اور حرارتِ غریبی
حرارتِ خارجی سے عبارت ہے جیسے کہ حرارتِ آفتاب جسموں پر تاثیر کرتی ہے پھر سلطان ملک لسان سے
مخاطب ہو کر عرض کرنے لگا کہ قوتِ دوم یعنی قوتِ نامیہ وہ قوت ہے کہ قوتِ غاذیہ کے مادہ کو جمع کرکے
اجسام کے عرض وطول وعمق میں بتدریج بڑھاتی ہے سوم قوتِ مولدہ اور وہ جسم نامی میں اس قسم کی ایک
قوت ہے کہ اسی طرح کی چیز پیدا کرتی چلی جاتی ہے قوتِ غاذیہ کے چار خادم ہیں جو اوسکی خدمت کو انجام دیتے
رہتے ہیں ایک قوتِ جاذبہ جو غذا کو جذب کرکے جسم کے اجزا میں کھینچتی ہے دوم قوتِ ماسکہ جو جذب کی ہوئی
غذا ایک مدت تک نگاہ رکھتی ہے سوم قوتِ ہاضمہ جو غذا کو ایک صورت سے دوسری صورت میں تغیر کرتی ہے
یہہ صورت متغیرہ اوس جسم کی صورت سے مشابہ ہوتی ہے چہارم قوتِ دافعہ جو کہ جسم سے غذا کے فضلہ کو دفع
کرتی ہے ان چاروں قوتوں کے چار خادم ہیں یعنی کیفیاتِ چہارگانہ کہ حرارت اور برودت اور رطوبت اور
یبوست سے عبارت ہے سو کہ قوتِ غاذیہ کے آٹھہ خادم ہوئے حضرتِ حکمت کو یہاں منظور ہوئی ہے
کہ جسم کو فنا کرے تو پہلے قوتِ نامیہ بیکار ہوتی ہے پھر قوت مولدہ اور اسکے بعد قوت غاذیہ بتدریج
ضعیف ہوتی ہے یہانتک کہ آخر کار جسم فنا ہو جاتا ہے نباتات کی فنا یہہ ہے کہ خشک ہو جاتا اور حیوانات کی
فنا یہہ ہے کہ حس وحرکت جسم سے دور ہو اب خلقتِ حیوانات کا حال بھی استماع فرمائیے کہ ہر حیوان صفتِ
حیوانی سے متصف ہے اور قوتِ حیوانی اسے متعلق ہے اسکے سبب سے حرکتِ ارادی اور حرکاتِ جسمانی کا ادراک
حاصل ہے اور اسکی دو قسمیں ہیں نوعِ اول کو قوتِ مدرکہ کہتے ہیں اسکی بھی دو صورتیں ہیں مدرکۂ ظاہری اور
مدرکۂ باطنی اول مدرکۂ ظاہری پانچ ہیں اول سامعہ جو آواز کو ادراک کرتی ہے دوم باصرہ جو نظر آنے والی چیزوں کو
ادراک کرتی ہے سوم شامہ جو خوشبو اور بدبو کو ادراک کرتی ہے چہارم ذائقہ جو طعام کی کیفیتوں کو ادراک
کرتی ہے پنجم لامسہ جو اشیاء محسوسہ کو دریافت کرلیتی ہے اور مدرکۂ باطنی بھی پانچ ہیں اول حسِ مشترک
کہ صورِ محسوسات ظاہری وہاں پہونچتے ہیں دوم خیال یہہ حسِ مشترک کا خزانہ ہے اسلئے کہ صورِ محسوسات کا
نگہبان ہے اور بوقت ضرورت حاضر کردیتا ہے سوم وہم کہ جزئیہ محسوسات کے معانی کا مدرک ہے چہارم حافظہ یہہ وہم کا
خزانہ ہے پنجم متخیلہ یہہ صورِ محسوسات کو معانی جزئیہ سے ترکیب دیکر مرتب کرتا ہے اسکو متصرفہ بھی کہتے ہیں
اور نوعِ دوم قوائے نفسانیہ کی قوتِ محرکہ ہے اسکی بھی دو شکلیں ہیں اول باعثِ حرکت اسکا نام شوقیہ ہے
قوائے نفسانی اور قوائے عقلی اسکے خادم ہیں دوم فاعلِ حرکت کہ جسکے سبب سے اعضا وغیرہ ہلتے ہیں اور بارگاہ
حضرتِ آفریدگار سے انسان کو سب حیوانات سے زیادہ شرافت عنایت ہوئی ہے اور تمام مخلوقات سے بزرگ

حیوانات کا بیان

حواس ظاہری

باطنی

قوائے نفسانی کا بیان

بزرگی بخشی ہے مظہر الاشراق نے کہا کہ آدمی کس نظر سے اشرف مخلوقات قرار پایا اور حیوان و انسان میں
کیا فرق ہے خرد پرور نے جواب دیا کہ نفس ناطقہ کے وسیلے سے انسان کلیات کو ادراک کرتا ہے اور
عقل کے ذریعہ سے تصورات و تصدیقات کو معلوم کر لیتا ہے اس باعث تمام حیوانات پر شرف و امتیاز پایا
مظہر الاشراق نے پوچھا کہ نفس ناطقہ کیا چیز ہے خرد پرور نے کہا کہ حکما کے نزدیک نفس ناطقہ ایک جوہر
مجرد ہے جسم و جسمانی ہرگز نہیں اور افلاطون کی دانست میں قدیم ہے مگر ارسطاطالیس کی رائے میں حادث
اور بدن کے ہمراہ اسکا بھی حدوث ہوتا ہے لیکن میں جانتا ہوں کہ خاص جسم انسانی حالت حیات میں نفس ناطقہ کا
مظہر ہے جب شہزادہ تمام تک پہنچی سلطان عقل مجسم نے فرمایا کہ اے خان مدبر تم تو بالکل آیات علوی کے
ہو رہے اہل محفل چاہتے ہیں کہ اجرام فلکی کا بھی کچھ حال سنکر محظوظ ہوں شہزادہ والا مرتبت نے کہا کہ حضور
یہہ بحث علم ہیئت سے تعلق رکھتی ہے علم ہیئت ایک بہت عمدہ علم ہے جسکے وسیلے سے کرۂ ارض کا احوال
اور ملکوں کا طول و عرض اور نور و ظلمت کی کیفیت جیسے شب و روز کا اختلاف اور موسم کا تغیر و تبدل اور کسوف
و خسوف کا حال اور ہر ستارہ کی حقیقت اور فلکی اجرام کی شکلیں دریافت ہو سکتی ہیں پیشتر شہر بابل میں اس
علم کی ابتدا ہوئی وہاں آسمان ہمیشہ صاف رہتا تھا اسلئے وہاں کے باشندے راتوں کو میدانوں میں آرام سے
رہتے اور اپنے گلوں کی نگہبانی کرتے اور اکثر آسمان کیطرف دیکھتے دیکھتے کیا دیکھا کہ شام سے صبح تک بہت سے
ستارے مشرق سے مغرب کیطرف چلے جاتے ہیں اور بعضے جو مغرب کیطرف نظر آتے ہیں وہ روز بروز
مشرق کیطرف ہٹتے جاتے ہیں اور بعضے ایک ہی جگہ ہمیشہ قائم رہتے ہیں مگر وہ لوگ صرف اپنی نگاہ سے
کام لیا کرتے تھے اونکے پاس کسیطرح کی دوربین یا خوردبین موجود نہ تھی غرضکہ اجرام علوی کی گردش سے
وہاں کے باشندے نہایت متعجب ہوئے اور رفتہ رفتہ نوبت پہنچی کہ چاند سورج وغیرہ کی پرستش کرنے لگے
پھر جب غیر قوم والوں نے بابل کو فتح کیا تو اون لوگوں کی زبانی یہہ حال اونکو بھی معلوم ہوا اور اونھوں نے
اپنی عقلوں کے زور سے اسمیں کچھ ترقی حاصل کر کے اس خیال کو تھوڑا سا رواج دیا جا بجا چنانچہ مصر و ہندوستان
اور چین وغیرہ تک اسکا چرچا ہوا اور ان ملکوں کے باشندوں نے اس علم کو شریف سمجھکر شامل مذہب کر لیا
مگر عرب اور یونان والے اس علم کی کیفیات کو علمی طور پر سیکھنے لگے خصوصاً شہر یونان میں علم ہیئت نے
بہت کچھ ترقی پائی اگرچہ اہل اسلام نے پیشتر اس علم کی قدر کم کردی اور مخلوق کی گمراہی کا باعث جانا مگر جبکہ
سنہ ع سات سو بہتر عیسوی میں شہر بغداد کی تعمیر ہوئی جب سے مشرقی مسلمانوں نے اس علم کو از سر نو آغاز کیا
اور خلیفہ منصور بانی بغداد اور خلیفہ مامون بن ہارون رشید اور الغ بیگ نبیرہ شاہ تیمور اور اکثر شاہزادوں نے
اس علم کے عمدہ عمدہ مسئلے اور اچھے اچھے نقشے جمع کئے پھر سنہ چودہ سو عیسوی سے اسپانیا میں لا

مزل شروع ہوا جسکا نتیجہ صرف نجومی اور جوتشی باقی رہ گئے اسکے بعد یورپ میں ترقی ہونے لگی اور کوپرنیکس صاحب نے
بڑی جانفشانی سے سولہویں صدی کے شروع میں پیدا ہو کر دریافت کیا کہ علمِ ہیئات کے قدیم حساب اور انتظام میں
بہت سی غلطیاں ہیں کیونکہ ابرخس نے صحیح یہہ بیان کیا ہے کہ تمام آسمان زمین کے گرد گردش کرتے ہیں یہ ناسمجھی ہے
مگر کوپرنیکس صاحب نے بہت صاف طور سے بیان کیا کہ زمین اپنے محور پر روزانہ اور سورج کے گرد سالانہ گردش
کرتی ہے پھر کوپرنیکس کے بعد ایک شخص کہ جسکا نام ٹیکو براہی تھا اس علم میں مشہور ہوا اوسنے کوپرنیکس کا طریقہ
ترک کر دیا اور اپنا ایجاد طور ترتیب دیا کہ آفتاب زمین کے گرد گردش کرتا ہے اور سب سیارے
اوسکے گرد پھرتے ہیں پھر وہ وقت آیا کہ اس علم کے تمام شکوک رفع ہو گئے اور صحیح انتظام جسکے واسطے
مقرر ہوا ہے گیلیلیو صاحب ملک اطالیہ میں پیدا ہوئے اور علمِ ہیئات میں نہایت درجہ کی کوشش بہم پہنچائی
اوسی زمانہ میں جنس صاحب ساکن ہالینڈ نے بڑے بڑے شیشے کی شکلیں اسطرح پر ترتیب دیں جسکے باعث
دور کی چیزیں نزدیک نظر آنے لگیں یہہ خبر جونہی گیلیلیو صاحب کو معلوم ہوئی کہ ہالینڈ میں اسطرح کی
تاثیر دریافت ہوئی تو بہت کچھ تجربوں کے بعد ایک دوربین تیار کرکے اوسکے وسیلے سے کوپرنیکس صاحب کا
انتظام بہت درست پایا حکیم گیلیلیو کا اصل حال یہہ ہے کہ یہہ فیلسوف سنہ ۱۵۶۴ء میں جلوہ نگارِ آرامش سے
اکمل وجود میں آیا عہدِ طفلی سے انوارِ علم و حکمت اوسکی پیشانی سے ظاہر تھا اور سنہ ۱۵۸۹ء میں زمیں
اور سنہ ۱۶۰۹ء میں خود دوربین نہایت خوبی و لطافت سے ترتیب دیکر اقمارِ مشتری کو سنہ ۱۶۱۰ء میں دیکھا
اور معلوم کیا کہ زمین آفتاب کے گرد گردش کرتی ہے پھر ان تمام تحقیقات اور اقمارِ مشتری اور گردشِ زمین وغیرہ کو تحریر
کرکے کتاب دیا جسوقت علمائے مذہبِ نصاریٰ اس احوال سے مطلع ہوئے تو اس تحقیقات کو حضور پاپا کی
حرکت کو مسائلِ مذہبی کے برخلاف حاکم محرم سمت قرار دیا اور دائم الحبس کیا مگر کسی شہزادہ رحمدل کی سفارش سے
ایک برس کے بعد رہائی پائی اس حکیم کی عمر اٹھتر برس کی ہوئی سنہ ۱۶۴۲ء میں دارِ ناپائدار سے کوچ کیا پھر سر آیزک
نیوٹن صاحب ساکن انگلستان نے کششِ مرکزی کو بہت صاف بیان کرکے درجۂ ثبوت پر پہنچایا جسکے باعث علمِ ہیئت کو
بڑی رونق ہوئی اور اوسوقت سے یورپ میں آجتک اس علم شریف کی ترقی ہوتی چلی جاتی ہے حکیم مطلع الاشراق نے
کہا کہ اے چشم و چراغ دولت و اقبال و اے سرفرازندۂ فلکِ تختِ لازوال حکمائے ولایتان کی عقلِ سلیم
اور ذہنِ مستقیم نے جسکے لئے جو انتظامِ صحیح مقرر کیا ہے اوسکی کیا صورت قرار دی گئی شہزادہ حرویدو بلند اختر نے
زبانِ فصاحت بیان سے ارشاد کیا کہ آسمان کا وہ انتظام جسمیں آفتابِ عالمتاب مرکز ہے اور سب سیارے اسکے
گرد گردش کرتے ہیں نظامِ شمسی کہلاتا ہے یہہ بیان سراسر حسرت کے روبرو تقریر کے پیرایہ وہ تصویر کھینچی تھی
جسکے وسیلے سے چشمِ ظاہر میں بر تمام و کمال حقیقتِ حال بخوبی واضح و آشکار ہو جائے ان باتوں کو سمجھنے کیواسطے

یہہ ترکیب کیجئے کہ اول کسی مقام پر دو فٹ کا ایک گولہ رکھکر آفتاب قرار دیجئے اور اوس سے بیاسی فٹ کے
واسطے پر ایک خردل یعنے رائی کا دانہ رکھکر عطارد سمجھیے پھر آفتاب مفروضہ سے ایکسو بیالیس فٹ فاصلے پر
ایک چھوٹی مٹر رکھکر زہرہ مانیے بعد اوسکے دو سو پندرہ فٹ پر ایک بڑی مٹر رکھکر زمین تصور کیجئے پھر
تین سو ستائیس فٹ پر ایک الگنی کا دانہ رکھکر مریخ جانئے اسکے بعد چار دانے خشخاش کے رکھو نہین ویسٹا کے
یعنے وسٹا جونو سیرس پالس شمار کیجئے پھر اوسی آفتاب سے کوس کے آٹھوین حصے پر ایک نارنگی رکھکر اوسے
مشتری معلوم کیجئے بعد ازاں ربع کوس کے قریب ایک چھوٹی نارنگی رکھکر اسکو زحل قرار دیجئے پھر آدہ کوس کے قریب
ایک بیر رکھئے اور اوسکو جرم یورینس ملاحظہ فرمائیے غرضکہ اس تقریر دلپذیر کے بعد عقل مجسم کچھ مدت میں
اظہار کرنے لگا کہ پہلے اس علم کے واقف و کامل محقق یہہ خیال کرتے تھے کہ آفتاب کا تمام جسم روشن ہے مگر
سنہ ۱۸۲۶ع میں ڈاکٹر سکندر ورس کین اسکاٹ لینڈ ای دوربین سے دیکھا تو آفتاب کے جرم پر ایک سیاہ داغ
نظر آیا جب اوسکو امتحان کیا تو دریافت ہوا کہ آفتاب کے جسم نورانی مین ایک اور سیاہ جرم ہے آفتاب زمین سے نو کروڑ پچاس
لاکھ میل انگریزی یعنے چار کروڑ پچہتر لاکھ کوس دور ہے آفتاب کا قطر زمین کے قطر سے تیرہ لاکھ اسی ہزار گونہ بڑا ہے
اور وزن بھی دو سو تین لاکھ چھبیس ہزار زمین کے وزن سے زیادہ ہے لیکن یہہ بات لحاظ کے قابل ہے کہ عطارد کا
قطر چالیس سو ہے اور دوربین سے معلوم ہوتا ہے عطارد آفتاب سے بہت قریب ہے اس سبب سے اوسکا حال کم
دریافت ہوا گردش اسکی زمین کے دن کی نسبت چوبیس گھنٹے چھ منٹ کا اور برس دو مہینے اٹھائیس دن کا اور قطر
زمین کے قطر سے بحساب حصہ اور وزن میں بھی زمین کے برابر ہے زھرہ کا دن تئیس گھنٹے اکیس منٹ اور برس زمین کے
دنوں سے سات مہینے پندرہ دن اور قطر پانچ میں سے چار اور وزن دس میں سے نو ہے زہرہ کی ہوا زمین کی ہوا سے
بہت گاڑھی ہے اور دوربین سے اوسکی ہوا میں بادل نظر آتا ہے زہرہ مین بہت پانی اور پہاڑ ہیں اون پہاڑوں کی
بلندی زمین کے پہاڑوں سے زیادہ ہے اور اوسکا سطح ناہموار زمین سے کسی درجہ مین ہے اور ہمارے رہنے کی جگہہ
اور آفتاب کے گرد تین سو پینسٹھ دن چھ گھنٹے میں گردش کرتی ہے اس عرصہ کو برس کہتے ہین قطر زمین کا
آٹھ ہزار میل کے قریب ہے اور محیط چوبیس ہزار میل اور آفتاب کے گرد ایک گھنٹے مین اٹھاون ہزار میل گھومتی ہے
مریخ کی ہوا اور رات دن زمین کی ہوا اور رات دن سے کچھہ موافق ہے اسمیں بھی سمندر اور جزیرے زمین ہی
کیطرح واقع ہین اور اسکے دونوں محوروں پر دو روشن نقطے ہین لیکن یہہ معلوم ہوا کہ یہہ روشنی
برف سے نکلتی ہے وسٹا اور جونو اور سیرس اور پالس یہہ چاروں عجیب و غریب ستارے
ہیں اور انکی نسبت ایسا گمان ہوتا ہے کہ سابق مین یہہ چاروں ایک تھے اب شاید کسی صدمہ سے ٹوٹکر
چار ہوگئے اور چاروں ابھی اپنی راہ مین گردش کرتے ہین مگر کبھی کبھی ایک دوسرے کی راہ پر بھی آجاتے ہین

لیکن ہر ایک اپنی اپنی ہوا جداگانہ رکہتا ہے زمین سے تو بڑا ہے پر چاند سے کچھ کم ہے اور جو چہوٹا ہے اوسکا
کل سطح صوبہ اودھ سے بڑا نہیں ہے **مشتری** کے برابر زہرہ کے سوا اور کوئی ستارہ نہیں چمکتا اور یہہ
دوربین سے بہت خوبصورت نظر آتا ہے چار چاند اسکے گرد گردش کرتے ہین اسکے موسم مین کچھ فرق نہین ہوتا
اسکا محور ہمیشہ اپنی راہ پر سیدہا رہتا ہے قطر اسکا زمین کے قطر سے دس گونہ بڑا ہے مگر وزن مین زمین سے
ہلکا ہے بعض اوقات اسکی ہوا مین نطاق سے کمربند کیطرح بادل نظر آتے ہیں **زحل** کے سوا کوئی ایسا
عجیب ستارہ آفتاب کے گرد نہیں گردش کرتا اسکی سطح زمین سے برابر ہیں قطر اسکا دس گونہ اور کل جسم اسکا
زمین سے ہزار گونہ بڑا ہے اسکے گرد سات چاند گردش کرتے ہیں انمین سے ایک چاند مریخ کے برابر ہے اور زحل ایک
منور حلقہ ہے اور وہ اوسکے ہر طرف گردش کرتا ہے کبھی افق پر اور کبھی سمت الراس پر گہومتا ہے اس حلقہ کے
دو حصے مین جو باہر ہے وہ بائیس ہزار کوس عریض ہے اور جو اندر ہے وہ آٹھ ہزار اکیس کوس اور انکے درمیان سیت
دو سو کوس کا ہے زحل اول حلقہ کے درمیان نو ہزار بانسو کوس کا فاصلہ ہے اور زحل کا وہ سطح جو حلقے کے نیچے
اوسکے سایہ سے اٹہارہ برس تاریک ہے **یورنس** یا **ہرشل** یا **جارجیم سائیڈس** زمین سے بچاس کروڑ کوس کے
فاصلہ پر ہے اسلئے اسکا حال بہت کم دریافت ہوتا ہے اسکی حرکت ایک گھنٹے میں سات ہزار میل ہے اس
حساب سے اوسکی گردش ساسی برس مین تمام ہوتی ہے **لیوریار** ایک سیارہ ہرشل سے دور ہے سوا اوسکے
جرم کے اور کچھ دریافت نہین ہوتا **ثوابت** وہ ستارے ہیں جو نظام شمسی سے باہر ہیں اور ہمیشہ ایک ہی
مقام پر بحرکت نظر آتے ہیں اور اپنی روشنی سے چمکتے ہین اسلئے معلوم ہوتا ہے کہ شاید یہہ سب بجائے خود
آفتاب ہیں اور انکے گرد بہی سیارے گہومتے ہین ثوابت درحقیقت بیشمار ہین مظہر الاشراق نے کہا کہ جسقدر
اجرام فلکی کا آپنے بیان فرمایا اسکے سوا کچھ اور بہی ہیں یا نہین خرد پرور نے ارشاد کیا کہ اونکا احوال بہی سنئیے
جبکہ آسمان خوب صاف رہتا ہے تو راتون کو جابجا ابر کی سفیدی بہت نظر آتی ہے اوسکا نام **کہکشان** ہے
متقدمین خیال کرتے تہے کہ یہہ سب بیشمار ثوابت ہیں لیکن اب دوربین کے ذریعے سے معلوم ہوتا ہے
کہ بعض انمیں ثوابت ہین اور بعض تارے ان ہالو کی شکل مین اختلاف ہے کیونکہ بعضے دور تک دراز ہین
اور بعضے مدور ہیں اور اونکا مرکز تارے سے زیادہ روشن ہے مگر ولیم ہرشل صاحب سے پہلے کسی اہل ہیئت نے اس
عجیب منظر کا امتحان بخوبی نہین کیا تہا اور ولیم ہرشل نے ایک بڑی دوربین بناکر دیکہا کہ انمین بعضے اجرام
روشن ہین اور بعضے ثوابت پھر یہہ نتیجہ نکالا کہ کہکشان نیا جرم ہے جو ابھی تک تیار نہیں ہوچکا ہے **شہاب**
بد شکلو نمین نظر آتے ہیں کبھی کبھی ستارونکی صورت چنگاریان نکلتی ہوئیں اور بعض اوقات اجرام منورہ بیساعت
ساعت ظاہر ہوتے ہین انکو شہاب ثاقب کہتے ہیں اور جب ٹوٹکر زمین پر گرتے ہین تو شہاب سعادی کہلاتے ہین

مشتری

زحل

یورنس

ثوابت کا بیان

کہکشان کی حقیقت

شہاب ثاقب

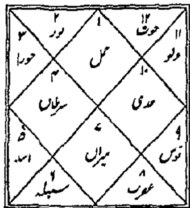
شہاب ہر سمت سے زمین پر آتے ہین اور بعض مرتبہ جب زمین کی ہوا میں پہونچتے ہیں تو بہر بیاں آگ اپنی گردش پر چلے جاتے ہیں اور وہ اسقدر بلندی سے آتے ہین کہ بعض مرتبہ جب زمین پر گرتے ہین تو نہایت شدت سے آٹھہ یا دس ہاتھہ زمین کے اندر گھس جاتے ہین دنبالہ دار ستارے اجرامِ فلکی کے پست جیسے عجیب ہین انکی شکلین ہمیشہ ایک طرح پر نہین کبھی مدور کبھی مطول اور انکی دُم آسمان کے سطح پر دور تک نظر آتی ہے مگر مرایک کا جرم شفاف ہے کیونکہ جو ستارے دنبالہ دار کے حجاب مین آجاتے ہین وہ اوسکے جرم صاف بیچ سے نظر آتے ہیں اسلئے خیال کرتے ہین کہ یہہ عجیب جرم شاید ایک قسم کا کہکشان ہو دنبالہ دار ستارے کئی مختلف مدتوں مین جو اکثر مختلف الاوقات ظاہر ہوا کرتے ہین اور میری دانست میں نظام شمسی سے متعلق ہیں اسی اثنا میں ایک نجومی کا اختر شناسی میں اچھا لطیفہ رکھتا تہا موسوم بہ **کوکب خشان** دربارِ شاہنشاہِ انجم سپاہ مین حاضر تہا شہزادہ خورشید کلاہ نے استفسار کرنے لگا کہ جس وقت اہلِ تنجیم کوئی زائچہ بناتے ہیں تو زمین کو متحرک اور زمین کو دائم شمار کرکے حکم لگاتے ہین مگر اس حساب میں احکام نجوم کبھی خطا نہیں کرتے اور آپ فرماتے ہیں کہ زمین ایک ستارۂ ظلمانی ہے بس فرمایئے کہ جرم زمین کیا شے ہے اور اسکی گردش کو غلط ماننے سے احکام نجوم مین خلل کیون نہیں واقع ہوتا خرد پرور نے کہا کہ زمین کی پیدائش کوئی تحقیق نہین جانتا دیکھو کیونکر ہوئی لیکن خیال کرتے ہیں کہ شاید زمین کہکشان سے ہی ہے اور یہہ بات اوسکی ترکیب سے ثابت ہے اسلئے کہ جسقدر سطحِ زمین کو مرکز کی طرف کھودتے ہین اوسیقدر سنگ پر رونق اور زیادہ پاتے ہیں اور اسکے نیچے بلور مین سنگ نکلتے ہیں اور قیاسًا دریافت ہوتا ہے کہ وہ گرمی سے بنتے ہین زمین برس بہر یکساں نہیں رہتی کبھی سمندر میں یا جزیرہ پیدا ہوتا ہے اور کبھی خشک زمین پر پانی آجاتا ہے ظاہر ہر گھنٹے مین موسم کے باعث زمین کی شکل میں فرق ہے مثلًا جب اونچی زمین یا پہاڑ پر پانی پڑتا ہے تو اوسکے ساتھہ پتھر اور ریت اور مٹی وغیرہ نیچی زمین پر بہہ آتے ہین اور بہونچال سے بھی زمین کہین کہین اونچی نیچی ہوجاتی ہے اور سب جانتے ہیں کہ سمندر اور دریا کے کنارون پر ہر روز فرق نظر آتا ہے الغرض باوجود اس تغیر و تبدل کے زمین ہمیشہ آفتاب کے اطراف گردش کرتی ہے اور جس برج مین زمین ہوتی ہے آفتاب ہمیشہ اوس سے ساتوین برج مین نظر آتا ہے اور بعضے اہلِ ہیئت کی رائے مین زمین اوسی برج میں ہوتی ہے جسمین زمین کے باشندے آفتاب کو دیکھتے ہیں بہر حال تم جسکو آفتاب کی تاثیر خیال کرتے ہو وہ اصل مین زمین کی تاثیر ہے اسواسطے تمہاری رائے مین احکامِ نجوم صحیح معلوم ہوتے ہین مظہر الاشراق نے کہا کہ اہلِ تنجیم ہر ستارہ کسی نہ کسی برج مین ایک مدتِ مقررہ تک رہا کرتا ہے بس حکم نجوم کے قواعد سے آگے قمر اور عطارد وعلے ہذا القیاس فلکِ ہفتم پر زحل ہے پہر یہہ کسطرح سے ممکن ہے کہ پہلے آسمان پر قمر یا ہر آسمان پر ستارہ

فلکِ ہشتم پر یہہ جگہ کسی برج مین داخل ہوتا ہے خرد بزرگ نے جواب دیا کہ جسوقت نجومی کہتے ہین کہ فلانا سیارہ
فلانے برج مین داخل ہوا یا موجود ہے تو اس سے یہہ غرض نہین ہوتی کہ وہی سیارہ بذاتِ خاص اوس برج مین
جو پہنچگیا اور نہ یہہ کہ وہ برج کچھ اوس سیارہ سے اگے خود ملگیا بلکہ اس سے یہہ مراد ہوتی ہے کہ ایک خطِ مستقیم مرکزِ زمین کے
مرکز سے اوس کوکب سیارہ کے مرکز پر گذرتا ہوا فلکِ ہشتم مین جس برج تک پہونچے اور اوس برج کے جس درجہ
اور جس دقیقہ پر نظر آئے تو اوسی حساب دریافت کرتے ہین کہ وہ سیارہ اوس برج مین داخل ہے عقلِ مجسم نے
فرمایا کہ اس خطِ مستقیم سے تاثیر کواکب کس طرح دریافت ہوسکتی ہے خرد بزرگ نے عرض کی کہ نجومی سلطنۃ الروح کی
بارہ شکلون کو سبعہ سیارون سے متعلق کیا ہے چنانچہ زحل کو جدی و دلو سے اور مشتری کو قوس و حوت سے
اور مریخ کو حمل و عقرب سے اور آفتاب کو برجِ اسد سے اور زہرہ کو ثور و میزان سے اور عطارد کو جوزا اور سنبلہ سے اور قمر کو
سرطان سے اور ان سبعہ سیارہ مین سے شمس و قمر کو نیرین کہتے ہین شمس کو نیرِ اعظم اور قمر کو نیرِ اصغر اور زحل و مشتری کو
علویین اور ان دونون کے ساتھہ مریخ کو بھی شامل کرکے علویہ کہتے ہین اور زہرہ و عطارد کو سفلیین اور مشتری
و زہرہ کو سعدین کہتے ہین مشتری کو سعدِ اکبر اور زہرہ کو سعدِ اصغر اور زحل و مریخ کو نحسین کہتے ہین زحل کو نحسِ اکبر
اور مریخ کو نحسِ اصغر اور عطارد کو ممتزج یعنے کواکبِ نحس کے ساتھہ نحس ہے اور کواکبِ سعد کے ساتھہ سعد اور نیرین سے علاوہ
یعنے شمس و قمر کے سوا پانچون سیارون کو خمسہ متحیرہ کہتے ہین اور روز و ماہ و سال کا حساب جو آفتاب سے متعلق ہے
اوسکو ماہِ شمسی اور سالِ شمسی اور جو قمر سے متعلق ہے اوسکو ماہِ قمری اور سالِ قمری کہتے ہین برجِ حمل مین آفتاب کی
تحویل سے سالِ شمسی شروع ہوتا ہے آفتاب تیس روز مین ایک برج طے کرتا ہے اسکو ماہِ شمسی کہتے ہین حمل سے
حوت تک بارہ برج طے کرنے سے ایک سال تمام ہوتا ہے شمسی مہینون کے یہہ نام ہین فروردی اردی بہشت خورداد
تیر امرداد شہریور مہر آبان آذر دے بہمن اسفندارمذ شمسی ہر مہینا تیس دن کا ہوتا ہے ماہِ اسفندارمذ کے
آخر مین پانچ دن زیادہ کرکے خمسہ مسترقہ کہتے ہین اسکو تاریخِ فارسی اور تاریخِ یزدجردی کہتے ہین اور اہلِ عرب کا
مہینا خاص رویتِ ہلال سے شروع ہوتا ہے اور برس کا آغاز ماہِ محرم سے چنانچہ عربی زبان مین قمری مہینون کے
یہہ نام ہین محرم صفر ربیع الاول ربیع الآخر جمادی الاولے جمادی الاخر رجب شعبان رمضان شوال
ذی القعدہ ذی الحجہ قمری ہر مہینے کے روزِ اول کو غرہ اور روزِ آخر کو سلخ کہتے ہین یہہ مہینا رویتِ ہلال پر
منحصر ہے کبھی اونتیس کا اور کبھی تیس کا ہوتا ہے اسکو تاریخِ عربی اور تاریخِ ہجری کہتے ہین اور اہلِ ہند کا مہینا
کمالِ ماہ سے شروع ہوتا ہے یعنے جب کہ قمر ہلال سے بدرِ کامل بنجاتا ہے اوس روز اہلِ عرب کی تیرہوین تاریخ
ہوتی ہے اور اہلِ ہند کا برس ماہِ چیت سے شروع ہوتا ہے ہندی مہینون کے یہہ نام ہین چیت بیساکھہ جیٹھہ
اساڑہ ساون بہادون کنوار کاتک اگہن پوس ماگہہ پہاگن اور دونون کے حساب سے ایک مہینا

لوہ کا جس برس میں پیدا ہو کذاب اور آپ ہم بھی حساب اسی پر عمل کرتے ہیں ہندیاں آفتاب کے مہینے میں کا
شروع ہوتا ہے اور وہی مہینوں کے نام ہیں تشرین اول تشرین آخر کانون اول کانون آخر شباط
آذار نیسان ایار حزیران تموز آب ایلول ان میں ہر مہینے تشرین آخر اور نیسان اور حزیران
اور ایلول میں تیس دن کے اور باقی سات مہینے اکتیس دن کے مگر شباط اٹھائیس دن کا ہے اور چوتھے برس انتیس کا
ہوتا ہے اور انگریزی مہینے بھی رومی مہینوں کے مطابق ہیں انکا برس جنوری سے شروع ہوتا ہے
انگریزی مہینوں کے نام یہ ہیں جنوری فروری مارچ اپریل مئی جون جولائی اگست ستمبر اکتوبر نومبر
دسمبر ان میں اپریل اور جون اور ستمبر اور نومبر یہ چار مہینے تیس دن کے اور جنوری اور مارچ اور مئی اور جولائی
اور اگست اور اکتوبر اور دسمبر یہ سات مہینے اکتیس دن کے اور فروری اٹھائیس دن کا اور چوتھے برس کبیسہ
ہوتا ہے انتیس روز کا ہوتا ہے اس حساب سے گیارھویں مارچ کو آفتاب برج حمل میں داخل ہوتا ہے اسکو نوروز
کہتے ہیں اہل عجم اور سرمایہ ایک زائچہ ملتے ہیں اوسکا نام زائچہ سال ہے اس زائچہ کی بدولت تمام سال کی سعادت
نحوست کا حال اور خیر و شر کی کیفیت جمیع سیارات کی نظرات سے دریافت کرتے ہیں کوکب جستان ... نظر
... کہتے ہیں ... کہا کہ جب دو ستارے ایک برج و ایک درجہ اور ایک دقیقہ میں جمع ہوتے ہیں
تو اوس کو قران اور مقارنہ کہتے ہیں اور جو آفتاب و ماہتاب میں یہی صورت واقع ہو تو اجتماع ...
... خواہ ... ہیں ... احتراق اور ماہتاب اور ... تحیرہ میں ...
قران یا مقارنہ کہتے ہیں اور جو دو ستاروں میں دو برج کا فاصلہ یعنی سدس آسمان کا فاصلہ ہو تو
اوسکو نظر تسدیس کہتے ہیں اور تین برج کا یعنی ربع فلک کا فاصلہ ہو تو تربیع اور چار برج سے
ثلث فلک کا فاصلہ ہو تو تثلیث اور چھ برجوں کا یعنی نصف آسمان کا فاصلہ ہو تو مقابلہ کہتے ہیں ...
برج کے ... کا نام استقبال ہے اے کوکب جستان ... نظر تربیع و مقابلہ ... مقابلہ
... اور تربیع نیم ... اور تثلیث و تسدیس کو نیک جانتے ہیں تثلیث تمام دوستی اور
تسدیس نیم دوستی ... کی یہ کیفیت ہے کہ کواکب سعد کے ساتھ سعد اور
کواکب نحس کے ساتھ نحس ... تمام سال کی سعادت و نحوست کو نظرات کواکب اور ...
... معلوم کرنے میں ... الاشراق نے کہا کہ شرف و ہبوط وغیرہ کا بیان بھی ...
... ستارہ کہا کہ آپ ... میں ایک ... کے ...
... سیارہ اور ... اور حدود ... اور مدت قیام آفتاب ...
... والوان اور ہر ستارہ کو شرف و وبال اور ... اوج و حضیض

حوالی سمجھا دوں وہاں کیا دیر تھی مع اقلیداں حاضر ہو گیا تھا اور اسیوقت ایک دائرہ اسطور پر کھینچا کیا

در ہر خانہ کا احوال نہایت شرح و بسط کے ساتھ بیان فرمایا کہ تمام حاضرین دربار شہریار گردوں اقتدار
از حیرت سے نقش بدیوار رہ گئے پھر کہا کہ اے کوکب رخشاں دیکھو زائچہ نجوم کی یہ صورت ہوتی ہے



[illegible]

[illegible]

| [illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible] |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| [illegible] | ≡ | ═ | — | ≡ | ═ | ═ | ≡ | ≡ |
| نام | [illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible] |
| شمار | ≡ | ═ | ≡ | — | — | — | — | [illegible] |

[illegible]

## مؤلف

کہتے ہیں اہل ہیئات و نجوم
مختلف قول مختلف کشف
آج تک اشتباہ میں ہیں اسیر
[illegible]
متحرک ہیں آسمان کہ زمیں
[illegible]

[illegible]

[illegible]

# باب ہفتم موسوم بہ عقل چہارم

## مؤلف

کباب لخت دل کھانا ئی خون جگر پینا | تری فرقت میں اے ساقی نہ تھے اسطرح جینا
طلسم آفرینش کی حقیقت جس سے کھل جاتے | بھیج لیکر جلد ایسا کیوں سے وہ ساغر و مینا
تماشا گاہ عالم جلوہ صنعت نقش شیریں | بنے دل جام جم سینہ سکندر کا ہو آئینہ
عجائبات نمایاں کبھی ہے سیر و بد کے قابل | کہاں گوش شنیدن میں کدھر ہے دیدۂ بینا
نہ جینے کا کبھی تقدیر علم و بحث حکمت میں | مرید حضرت پیر مغاں سے بو علی سینا

جس وقت دربار خسرو عالیوقار سے ترد برد روزبازروزگار اسے قصر رنگا میں داخل ہوکر بی ام تدریس کی نوبت آئی اوستاد نے فرمایا کہ اے عزیز میرا یا تمیز فرد کمال نشین بہ وقت ازمانہ ہت د وقت سرشت کو بیان اب وہ موقع ہے کہ تمکو عجائبات و غرائبات رنگ زمین اور طلسمات و نیرنجات کی حقیقت و ماہیت سے آگاہ کرین کہ صنعتگری قدرت سے قوت صنعت گری حضرت انسان کو کسقدر بہم پہونچی ہے کہ باوجود اس ہمہ دانی و ہمہ خدا بینی کے درجے سے نازیبا مگر سزاوار خدائی خاص و تہا مقتضائے تحقیق ہے جسنے سراپا اسکو اپنی قدرت کاملہ سے ایک طلسم قدرت پیدا کیا کہ جسکی ادنی توجہ سے طلسم اعلے ظہور پاتے ہیں یاد رکھو کہ صنعت نیرنجات تو اثر روحانی اور اجسام عنصری کی ترکیب سے بنتے ہیں اور طلسمات اجزائے ارضی و سماوی سے بنائے جاتے ہیں یعنے بعضی ادویہ اور سامانوں سے کہ انمین ہر ایک جداگانہ اپنا خواص ہے مرکب ہوکر طلسم وجود پاتا ہے اسکے وسیلے سے خیالات موہوم عجیب و غریب صورت و شکل سے نظر آتے ہیں جسکا بیان باقی توقت آخر کر تم ذہن نشین خوبی کے ساتھ ہم تمہارے گوش گذار کرینگے تمہید و گذاشت

## مؤلف

بہ تماشا رسیدنی دارد | جلوہ صنعت سہتا دیدنی دارد
عالم و فسانہ ایست در باقی ہیچ | حرف ما ہم شنیدنی دارد

ہم اسکو تمہارے ذہن نشین ہونیکے لحاظ سے دو صورت پر بیان کرتے ہیں ایک وہ کہ حکمائے سلف نے اوسکو اپنے خیالات کی ترقیات سے ایجاد کیا دوسرے وہ کہ جسکو ہماری قوت واہمہ پیدا کرکے ہماری قوت باصرہ کو دکھاتی بلکہ دوسرون پر بھی اوس کا اثر محسوس ہو سکتا ہے حتی کہ مشاہدہ کر سکتے ہیں اب سنو کہ جسکو حکمائے متقدمین نے اختراع کیا ہے وہ بھی دو قسم پر منقسم ہے اول یہ کہ وہ کوئی ایسی چیز بنا کر بطریق یادگار چھوڑ گئے کہ دوسرے

طلسمات کا بیان

اوسکا ہونا ممکن نہیں اس سبب سے کہ مشاہدین کی تمثال وہان کہ جہہ منفعت تک رسائی پیدا کرین تو مرتبۂ دوم یہہ کہ
انکا اوس طریقہ مرکب اور طرز تزیین سے افادہ و افاضہ منسوب ہو قسم اول یعنی وہ کہ جنکی خبرین تو احوال سیاحان جہانگرد
کثرت معاینہ ہوتی رہتی ہیں حکایت چنانچہ ایک دنیا دیدہ سیاح نے وریافت کرکے سب سے حکیمون سے استفسار
وہانکہ تم لوگون نے ہر بار میں صنعات سے جو ملکہ سیر بعد ہی منتخب ہو کہ ہر جنس یادگار رہکو گر یہہ بتاؤ کہ تمنے
جیسے ہی ایسے طلسمات اور ہر رنگ خیال ایجاد کئے ہین کہ جسکی ادراک ماہیت میں تمہاری عقل رسا کو راہ نہو حکما لوگون نے
کہا جو سے علم و فن میں برگزیدہ و منتخب اوسکے اوستاد کا اوستاد تمہارا ستایش و نمایش شمار کرا رہین کی
حکمائے سابق نے ایسے ہزار ہا نیرنگ اصول ایجاد و اختراع کئے ہین کہ جنمین سے واضع طلسم کے کوئی اوسکی اصل
حقیقت سے اطلاع نہ پائیگا چنانچہ اوس میں ایک یہہ ہے کہ کسی زمانہ میں ایک بار ایک جابجا زمین شق ہوکر
ایک غار تیرہ و تار پیدا ہوگیا اور اوس میں سے ایک طلسم نمودار ہوا اوسکی کیفیت یہہ تھی کہ رانگ اور تانبے سے ایک گنبد
تیار کیا گیا تہا اور اوسکے پہلو میں شکل نادال ایک رحمہ اس حصے میں جسکے خورشید کیطرح تابندہ و درخشندہ کوئی شے
جلوہ گر نظر آتی تھا اور دشت وحشت انگیز میں ایک شبان کو گرد ہوا و غبار سے نظر آیا دیکہا کہ ایک طلسم
و حیران اور مبہوت انکا دیدار ان حرکات سے پہلوئے اسپ کے اندر اوس نے نگاہ کی کیا دیکہتا ہے کہ ایک شخص برہنہ
سال آدمکے اندر سرگرم خواب ہے اور اوسکے ہاتھ میں ایک نہایت باآب و تاب انگشتری موجود اوس چرواہے نے اپنا
ہاتھ بڑہا کر حضرت کے ہاتھ سے ملایا اور مصافحہ کرکے نہایت عیاری سے وہ انگوٹھی اپنے ہاتھ میں پہن لی
پہر بہت کچھہ ٹٹولا مگر سوا اوسکے کچھہ نپایا غرض وہان سے خوش و خرم واپس آیا شام ہوگئی تھی سو رہا صبح کو اپنے
مالک کے پاس اس امید پر ملازم ہوا کہ انگوٹھی کی قیمت دریافت کرے جس وقت مالک نے مجمع یاران کو دیکہا اپنے جانورونکا
حال دریافت کرنے لگا شبان جواب معقول دیتا مگر وقت گفتگو کبہی اوسکی نظر سے پوشیدہ ہوجاتا گویا غایب ہوکے
مالک نے یہہ حال مشاہدہ کیا نہایت تعجب سے کہا کہ ای شبان یہہ کیا حرکت ہے کہ کبہی میری نظر سے غایب ہوجاتا ہے
اور کبہی بہہ ظاہر ہوتا ہے آج ایسا کوسا معتبر سمجھا ہے کہ مجہہ جیسا امتحان کرتے آپ ہے چرواہے کو نہایت حیرت ہوئی
اور عقل سے دریافت کیا کہ شاید یہہ اس انگشتری کی تاثیر ہے اسواسطے کہ اوسوقت وہ انگوٹھی سے بازی کررہا تھا
اور اپنی انگشت میں اوسکو اسطرح حرکت دیتا کہ کبہی نگینہ اوسکا کف دست کیطرف گردش کے باعث نہان ہوجاتا اور
کبہی گہوم کر پشت دست کیجانب جلوہ افروز ہوتا سمجہہ گیا کہ جب سے میرے حجاب نگین ہتا نگین کیطرف ہے جب تک
اور ظہور باعث ظہور الحاصل جسم شبان اس راز سے آگاہ ہوا فی الفور مالک کی نظر سے پوشیدہ ہوکر دشت
و کوہسار کی راہ لی جب چاہتا کہ مجہے کوئی نہ دیکہہ سکے نگین انگشتری کو پنہان کرلیتا اور جس وقت ظاہر ہونا
منظور ہوتا تو موافق ترکیب معلومہ کے اوسکو بیرونی گردش دیتا اسطرح ایک مدت دراز تک ظاہر و پنہان

شہر میں اسکا عمل اسحولی عمل کرتا رہا اکثروں نے خیال کیا کہ اسمیں کوئی بھید ہے شہر کی تسخیر کر لی ہوئے
یہ سوچکر ایک مسیر مرتبہ تابعین ہوئے بادشاہ وقت کے قصر عالی میں داخل ہو کر چھپ رہا حملہ کا ان دونوں
انحس سلطنت مال ہوئی ناگاہ یہ شخص ایک عجیب غریب شکل و شمائل سے بادشاہ پر ظاہر ہو گیا بادشاہ نہایت
مضطرب و پریشان بحالت سراسیمہ پرسان آداب بجا لایا اور لوازم خدمتگاری ادا کیے اور کمال ادب سے دست بستہ
عرض کی کہ آپ کو نسا حسن اور میرے دربار میں کس غرض سے قدم رنجہ فرمایا اسنے کہا کہ میں سمیر ہوں میری
اطاعت قبول کر اور جو تجھے میری موت میں شک ہو تو میں یہ نہ کہتا ہوں کہ ہمارا کسکی طرح مجھے مار سکے
بادشاہ نے اوسیدم ہر امر اوسکی قبول کی اور تمام شہر کے باشندے ملکر اوس ملک کے سب جوروکلاں اوسکے ایمان لا
مبادا یک کہ احکام کا رہی اوس ملک کا بادشاہ ہو گیا اسے سکندر اس کیفیت کو دیکھ باریک میں خیال کر کے اوس گسترنگا
کی طرح الگ کہ اُن کو سبب موت اور ورثہ سلطنت سے ہو بچا دیا بر حد ہے آپس میں بہت کچھ گفتگو اور غور
وافر کیا اگر اس تدبیر سے یہ عقدہ حل ہو سکا سکندر نہایت متعجب ہوا اور کمال ... عجیب قسم کے
ہیں کہ سند میں صاحب مراج ... میں ایک کوہ ہے اور اوس کوہ پر ایک غار ... ایک ہوا تند
جلا کرتی ہے وہ ہوا اسقدر تیز ہوتی ہے کہ اگر کوئی شخص اسپر بھاری پتھر اسمیں ڈالیں تو وہ زور قوت ہوا اوسکو جھٹک دے
کی طرح اوپر کو اوچھال دیتی ہے اس سبب سے کوئی اوس کوہ کے قریب نہیں جا سکتا اور آج تک اوسکی حقیقت سے
کسیکو اطلاع نہیں کہ یہ کیا اسرار ہیں اسی طرح سمندر اور دوسرا کے درمیان ایک جزیرہ ہے اوس میں کبھی ایک ... سے
اسقدر ظاہر ہوتا ہے اور اوسکے اندر سے ایک آواز ایسی آتی ہے کہ گویا ڈھول بجتا ہے اور ... طرح طرح
طرح کے ڈھولوں بجتے رہتے ہیں اوسکی آواز اسقدر بلند ہوتی ہے کہ بہت دور سے سنتے ہیں مگر کوئی نہیں جانتا کہ یہ
کیا حکمت ہے اور اسیطرح کو واسطے میں ایک غار ہے اوس غار میں ایک سنگ وسیع اور اوس سنگ وسیع میں
ایک سنگ ہے جسکو اوس غار میں داخل ہوکر اوس سنگ میں نظر کرتے ہیں تو ایک سوار آہنی دکھائی دیتا ہے
اور وہ اسپ آہنی استادہ ہے جب سوار کو ہاتھ لگا یا چاہتے ہیں تو وہ غائب ہو جاتا ہے جب ہاتھ ہٹا لیتے ہیں
تو پھر اوسی جگہ پر دستور ظاہر ہوتا ہے اور جو اوسکے چھونے میں زیادہ کوشش و مبالغہ کرتے ہیں تو سنگ سے شرار
نکلنے شروع ہوتے ہیں اور جسکے اوسمیں بہت شرارے ہوں تو وہ آگ ہر گز بجھ نہیں سکتی معلوم
کہ یہ طلسم کسنے بنایا اور کسلئے بنایا اسیطرح دریا الخاص میں ایک قلعہ مستحکم بنا ہوا ہے اوسکا دروازہ کسیطرف اصلا نہیں
اور کوئی راہ کہ جس سے انسان داخل ہو سکے اور نہ کوئی ایسا روزن کہ جس سے کوئی جھانک سکے مگر اوس قلعہ سے
ہمیشہ شور و غل کی آواز آیا کرتی ہے خلقت اسمیں سے ایک جماعت جاتا کہ اسکی حقیقت دریافت کرے جبکہ اوس
قلعہ کے متصل پہنچا وہاں سے لوگوں کا شور و غل اسقدر سنا کہ جیسے ہزار ہا آدمی غل مچا رہے ہیں جماعت نے چند کوشش

طبع کی مگر سبب اوس میں جانا ممکن نہوا آخرکار ایک مرد ہوشیار کو اوس قلعہ کی دیوار پر چڑہایا جب اوسنے قلعہ کے
اندر نظر کی تو ایک قہقہہ مارکر اوسمیں جا پڑا یہہ حال دیکھکر خلیفہ کو نہایت استعجاب ہوا اور دوسرے شخص کو اوسکی دیوار پر
چڑہایا اوسکا بھی یہی حال ہوا جب تو دیوار قلعہ پر چڑہنے سے سبنے انکار کیا اور کوئی بشر قلعہ کی خبر لانے پر
مستعد ہوا اس خلیفہ نے یہہ تدبیر کی کہ ایک شخص کو بہت سا مال و متاع دیا اور نہایت بخشش و اکرام کا امیدوار کیا
پھر ایک بہت بڑی سیڑہی اوس دیوار پر نصب کی اور اوس شخص کی کمر میں ایک رسی باندہی اور مضبوط تاکید کر زبان سے
چڑہایا اور کہدیا کہ اس قلعہ میں جو کیفیت ہو اوسکو مفصل دیکھہ لینا پھر ہم تجھہ سے پوچھہ لینگے اور جب دیکھہ چکے گا
تو ہم تجھکو اسطرف کھینچ لینگے وہ شخص اس امر کو منظور کرکے سیڑہی چڑہتے قلعہ کی دیوار تک پہونچا جب حصار اندر نگاہ کی تو
بے اختیار ایک قہقہہ لگاکر اوسطرف چلا لوگوں نے بقوت تمام اوس رسی کو کھینچنا شروع کیا اوسوقت وہ شخص دو ٹکڑے
ہوکر ایک نصف تو اوس قلعہ میں گر پڑا اور دوسرا نصف جو کہ رسی سے بندہا تہا اسطرف کھینچا ہوا چلا آیا یہہ احوال غرابت
اشتمال معاینہ کرکے خلیفہ کو حیرت کمال اسکے حال ہوئی اور حقیقت اوس طلسم کی مطلق دریافت نہوئی کہ اس میں
کیا راز مخفی ہے الحاصل زمانہ سابقہ کے بادشاہ ایسے طلسمات بنا گئے ہیں اے عزیز من ایکبار ایسا اتفاق ہوا کہ خود میں عالم
سیاحت و جہانگردی اور زمانہ سیر و سفر میں ایک مرتبہ سفر دریا میں آیا چند شخص باہم ایک جہاز پر سوار ہوئے تھے
وہ جہاز صدمہ طوفان سے تباہی میں آگیا اور تلاطم امواج نے اوسکو پاش پاش کر دیا سب مال و اسباب اور زن
و مرد غرق آب ہوگئے چونکہ ہماری زندگی باقی تہی ہم دو شخص ایک تختہ جہاز پر بیٹھے رہگئے تہے تختہ بہتے بہتے
جو تہے روز ایک ایسے مقام پر پہونچا کہ ہمکو وہاں ایک نہایت عالیشان عمارت نظر آئی جسکے اطراف و جوانب
پانی ہی پانی تہا اور صناع بے بدل نے اوسکو بزور طلسم سطح آب پر تعمیر کیا تہا چونکہ میں کثرت سفر سے تجربہ کار
ہوگیا تہا او صنعت طلسمات سے بھی آگاہ اسلئے بغیر حقیقت حال دریافت کئے ہوئے اوسمیں داخل ہونا مناسب نجانا
اور اوسکی اصل صنعت کو غور کرنے لگا مگر دوسرا شخص کہ اپنی زندگی سے بالکل دست بردار ہوچکا تہا اوسے باہر سے
نکلنا غنیمت جانا اور مساحت طے کرکے قصر طلسمی کے زینہ اول پر جا پڑا اور پہر سنبہلکر اوپر چڑہنے کا قصد کیا مگر
میں دیکہہ رہا تہا کہ وہ عمارت سات زینے تہے زینہ ہفتم پر ایکطرف ایک بندوق اور اوسکا سب لوازمہ معہ تلوار رکہے
دوسری جانب ایک پیکر انسانی کہ جسکے تمام اعضا جدا جدا تہے افتادہ سے کہیں سر پڑا ہے کہیں ہاتہہ کہیں پاؤں کہیں
دہڑ کہیں جسوقت اس شخص نے زینہ اول پر قدم رکہا وہ تمام اعضا متحرک ہوگئے اور بندوق نے بھی اپنے مقام سے
جنبش کی جب زینہ دوم پر قدم رکہا سب اعضا سمٹ کر اکٹہا ہوگئے اور پوری تصویر تیار ہوگئی جب زینہ سوم پر
قدم رکہا وہ پیکر طلسمی اوٹہہ بیٹہا جب زینہ چہارم پر قدم رکہا وہ استادہ ہوگیا جب زینہ پنجم پر قدم رکہا اوسنے
بندوق اوٹہاکر بہر لی جب زینہ ششم پر قدم رکہا اوسنے سپاہیانہ وضع سے بندوق سینہ پر دہر کر نشانہ باندہا

جس وقت زینۂ ہفتم پر پہونچا تو اوسنے صندوق دیکہی اور سیر ہزاری کے سبب ہر گولی ایسی کارگر گئی کہ یکلخت
اودہر تو وہ ہر تکیہ بے ساختہ دریا میں گرا اور بیدم ہوکر اوسیدم غرق آب ہوگیا اور یہہ پہونچنا طلسمی تہا او سطح
ہموار ہوکر اوسی زینہ پر گر پڑا اور صندوق وغیرہ دستور سابق اپنے اپنے مقامات مختلف پر جا رہے
پس بقول تیسرے مثل اگلا گرا پچھلا ہوشیار یہہ مہیب جبردار اور اوس کارخانہ طلسمی کی ہیبت اور سیاح کی
اہل سمت سے بخوبی واقف اسرار ہوگیا اور فی الفور عقل کی رسائی سے ایسی تدبیر نکالی کہ واضع طلسم کی محنت کا
نتیجہ بیشتر تقسیم ناتمام رہ گیا یعنی جب کہ زینہ اوسکے رستہ اول پر قدم رکہا تو اول اوسکے متفرقات کو از سر نو
پہر وہی حرکت و اضطراب پیدا ہوا ہے دوسرا زینہ چہوڑ کر تیسرے زینہ پر قدم رکہا اور پہر چوتہا زینہ چہوڑ کر پانچویں
زینے پر پہونچ گیا اس ترکیب سے اصول قواعد اصلی میں فتور واقع ہوگیا پس وہ اعضا جمع ہوسکے مگر اونکا اضطراب
درجہ بدرجہ زیادہ ہوتا گیا حاصل کلام یہہ ہے کہ میں زینہ ششم کو چہوڑ کر زینہ ہفتم پر پہونچا مگر اوس ہیبت طلسمی میں
بجز شدت اضطراب کے کوئی بات باقی نہیں رہی جس عنایت ایزدی میں اوس عمارت عالیشان میں داخل ہوگیا اور
اوسکو انواع و اقسام کی زیب و زینت سے آراستہ پیراستہ پایا آخرکار جب سیر و تماشہ سے فرصت ہوئی تو ایک مقام
ایک مقام پر پہونچا دیکہا کہ ایک صندوق آہنی معلق بغیر سہارے کے ہوا پر قائم ہے اوسکی وجہہ دریافت کی معلوم ہوا
کہ اوسکے داہنے بائیں اور آگے پیچہے اوپر نیچے اوپر سنگ مقناطیس نصب ہے اور ہر طرف کی کشش برابر ہے اسواسطے
کسیطرف نہیں جا سکتا ہے اوس صندوق کو وہاں سے ہٹا کر زمین پر اوتارا اوسمیں قفل ابجد لگا ہوا تہا بہ
حرف مطابق کرکے کہول لیا اوسمیں ایک سر بمہر لفافہ موجود اور ایک قلمدان عجیب غریب اوسکے برابر رکہا ہوا ہے اوس
لفافہ کو اوٹہا کر شتالو کیا اوسپر حروف طلسمات تحریر تہا کہ ای فرزند روزگار یہہ لفافہ چاک کر اور جو اس کاغذ پر تحریر ہے
ملاحظہ فرما مجہے کمال تعجب ہوا کہ اس لفافہ پر میرا نام کس نے لکہا اور مجہے موجد طلسم کیا جانتا ہے
غرض اوسمیں سے کاغذ ملفوف نکال کر پڑہا اوس میں یہہ مضمون حیرت مشحون مندرج تہا

برخوردار فرزانہ روزگار سلامت

نہی ہے کہ میری روح لطیف کو جسم کثیف سے سلسلۂ حیات منقطع

ہوئے آجتک سات ہزار دو سو پندرہ برس کا عرصہ منقضی ہوا اور

فی الحقیقت یہہ ایک بہت بڑا زمانہ ہے اسے فرزند عزیز اؤلاؤ
میرے طوفان نوح تمام روے زمین کو غرق آب کریگا مگر اس عمارت فلک
رفعت کو ہیم زوال سے مطلق سروکار نہوگا بحر و بر مین طرح طرحکے
انقلاب حادثات واقع ہوے لیکن اس قصر نادر العصر کو اصلا اندیشہ تزلزل
ہین تا وقتیکہ یہ اگلہ فرحت اثر اس مقام پر موالحب لیند کہ آج تو بخیر و خوبی
یہان وارد ہوا مگر مین نہایت افسوس کرتا ہون کہ اسوقت سوح سیر
والب میں نہین ورنہ حسب دلخواہ رسم مہانداری بجالاتا لیکن اس عالم مجبوری مین
بطریق ہدیہ اب یہہ قلمدان تجھے پیشکش کرتا ہون اسمین ہر چیز ایک نئی
رکھتی ہے مقراض مین یہہ وصف ہے کہ پانی کو کترتی ہے مثلاً کوئی پا
رتی ہو تو اوسمین سے ایک ٹکڑا علیحدہ کتر کے گھاٹ آبی بن سکتے مین
اور لطف یہہ کہ اس مقراض کی تاثیر سے فوراً گھاٹ آبی یخ بستہ ہو جاتے ہیں
اور وہ برف بلور سے زیادہ پائدار ہجاتا ہے سوا اسکے جس پرندکے پر جا ہو

وضع کرلو یعنے وہ جانور پروا کنان کہین جاتا ہو نظر آتا سے یہان اس ۱۲

مینچی کو حرکت ہو وہان اوسکے پرکٹ جائین غرض یہہ مقراض خود تمام یہ

نایاب ہے کہ حقیقت عنقا کے پر کترتی ہے قلم آتش مین یہہ کمال کہ جس

چیز کا نام لیکر اشارہ کر دو بس بالفرض اگر وہ چیز بارہ ہزار کوس کے فاصلے پر بہی ہے

تو برابر دو ٹکڑے ہوجاویگی پتہر لوہا لکڑی اور قلم اسکی تیزی کے روبرو سب برابر ہین ۱۲

لیکن کچہہ حقیقت نہین کہ اسکی آب سے مقابل ہو اور فنا کے گہاٹ اوتر جاوے

قلم مین یہہ خوبی ہے کہ اسکے روبرو جیسا کاغذ چاہو رکہدو جو کچہہ مضمون یا اندیشہ

تمہارے ذہن گذرے یا وہم و خیال مین پیدا ہو اوسکو بے منت دست برابر لکہتا

چلا جاویگا اور جسقدر منظور ہو اوسیقدر یہہ قلم آپسے آپ جلی یا خفی ہو سکتا ہے ۱۲

جس قسم کے حروف یا عبارت جس زبان مین چاہو اوسی قسم کے حروف اور عبارت

اوس زبان مین خود بخود رقم کر سکتا ہے سیاہی مین یہہ عمدگی ہے کہ جسکو تم

وہ حرف دکہلانا چاہوگے اوسکو نظر آوینگے اور جسے پوشیدہ رکہنا منظور ہوگا

وسکی نگاہ زنہار کام نکریگی چنانچہ سوادی موجود ہین اور تمکو مدنظر ہے کہ یہ دو
پس آدمیونکو یہہ حروف نظر آتین اور باقی اوسکے معاینہ سے محروم رہین
اگر سب کے سب یکبارگی اوس کاغذ پر نظر ڈالین تو بجز مدنظر مردم کے دوسر
آدمی اوسکے دیدہ سے محروم رہینگے اور جسوقت مصوری پر طبیعت راغب ہوتو یہہ
خامہ طلسمی تمکو قلم کا کام دیگا اور یہی سیاہی طلسمی ہر قسم کی رنگت کی خاصیت پیدا
کریگی قلم دوات سے کہدینے کی دیر ہے کہ ہر شکل کی تصویر اور ہر رنگ کا نقشہ
تیار لو اور اسکے نیچے دو خانے موجود ہین ایک مین کاغذ طلسمی کے چند ورق رکھے ہین
اور دوسرے مین ایک کتاب سادہ مجلد کاغذ کی یہہ توصیف ہے کہ جس قسم کی ضرورت
خواہ وصلی یا تختہ رنگین یا صفحہ جدولین یا ورق زرافشان یا منقوش و نگارین
وغیرہ اوس سے ہمیشہ بہم پہونچتا رہیگا کتاب کی یہہ تعریف ہے کہ جب تمکو تفریح
طبع کیواسطے کسی نظم و نثر وغیرہ کے مطالعہ کا شوق و امنگیر خاطر ہو اس مین
حسب دلخواہ ملجائیگا یعنے تمہین اسی ایک جلد مین ہر قسم کی کتاب اور ہر قسم کی عبارت

تا قدیم نے بہرو طلسم بودہ باشد

اور ہر قسم کے حروف اور ہر قسم کے مضامین نظر آسکتے ہیں اور سب سے عجیب تر

صفتِ جامع یہہ ہے کہ کبھی اس قلم کو بنانیکا ، بعیلاج ہوگی نہ سیاہی اختتام کو

پہونچیگی نہ تیغ ... آئیگا ... ما ابداری مین فرق پڑیگا نہ کاغذکی تعداد

مین قلت کبھی واقع ہوگی نہ ... نِ کتاب کہنگی و بوسیدگی قبول کرین گے

اسے فرزانہ روزگار ساکر ... یہہ نعمت غیر مترقب تیری قسمت مین تہی اسکو

... سر ... و توقف مناسب نہین یہہ طلسم خاص تیرے ہی

واسطے بنایا گیا تہا اب تو یہان داخل ہوچکا اور اس طلسم کی میعاد بہی پوری

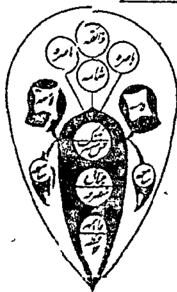
ہوگئی کشتی حاضر ہے سوار ہوجاؤ - فقط - والسلام باختتام الکلام

اے حق پرور دین نہایت متعجب و متحیر تہا کہ یہہ حالتِ خواب یا عالمِ بیداری مگر قلمدان ہاتہہ میں لئے ہوئے زینہ سے نیچے اوترا کیا دیکہتا ہون کہ ایک شخص نقاب پوش کشتی لیکر زینہ اول کے قریب حاضر ہے مین سوار ہوکر تہوڑی دور چلا تہا کہ یکایک قصر عالی اپنے مرکز سے متحرک ہوکر آفتاب کی قوتِ جاذبہ سے اوپر کیطرف رجوع ہوا اور سطح آب سے بلند ہوکر اسقدر اونچا ہونا شروع ہوا کہ میری نظر سے یک لخت غائب ہوگیا اوسکا نام و نشان بہی وہان باقی نرہا مین اپنے دل مین داخل ہوگیا اور وہ قلمدان بہی اب تک موجود ہے مینے اوس زمانہ دراز کو علمِ تواریخ کے قاعدے سے حساب جوڑ کیا تو خاص حضرتِ ابوالبشر آدم علیہ السلام کا زمانہ پایا گیا

فرد

مژگانِ تست بست و کشادِ طلسم دہر ... اے چشم آہی بچہ غفلت غنودۂ

اوستاد کے حرو بریدہ سے ارشاد کیا ہرانہ روزگار ہے ایک دستک دی تھا ایک شخص قلمدان مدرکو لیکر حاضر ہوا اور تیار کیا
ہے قلمدان سے آج ہم آپکی طرف سے تمکو پیشکش کرتے ہیں تمہارا وہ خوش قسمت نہایت ہی خوش ہوا
اور کمال شکریہ ادا کیا بہر حال ہرانہ روزگار نادر پایا کہ اے نور چشم سلطنت صاحب ہوکر دماغ انسانی ایک
عجب جوہر متحمل ہے اور اوس میں لئے لئے سی موجود چنانچہ اوس کی یہ شکل ہے



تمام حکما اس بات پر متفق ہیں کہ ماہیۃ خلائق ہے یعنی جو چیز موجود ہو وہ ہر روز ہمیں نظر پیدا ہو جاتی ہے چنانچہ اکثر
عوام الناس اوسکو کہیں آسیب بتاتے اور کہیں جن و پری اور کہیں بھوت اور غول اور کہیں لتابات وغیرہ کا ذکر ہوا
دنیا پر چند حالات ایسے ہیں مگر یہ سوالات اصلی اور تصور جمالی میں درج کرنا سکو تمہیں کمال درکار ہے اور یوں تو زمانہ میں بارہا
ایسی غرائب قیاس اور عجیب الوقوع ہیئتیں ظہور میں آتی رہتی ہیں اور بہت سے عجائبات آسمانی جیسے ستارہ دمدار
اور اکثر اشکال مختلفہ اور ستارہ سکانو شما اور جسیم ثقیل کا گرا جانا چنانچہ حکیم بوعلی سینا کہتا ہے کہ سر زمین جرجان میں
طرح ایک جسم ثقیل بانجرود انوک کے برابر مستغرق گرا اور مستنبین انسانی کے باعث باہم ملکر ایک جسم ہو گیا کہ جسکو
وزن بچاس من کے قریب تھا ہر چند لوگوں نے چاہا کہ اوسکو توڑیں یا نہ ٹوٹا اور کہتے ہیں کہ اسقدر سخت ہو گیا تھا کہ اوس پر
لوہا وغیرہ مطلق اثر نہ کرتا تھا اور آسمان سے لوہے اور تانبے کے مانند تیر کا گرنا چنانچہ ابو الحسن علی بن الاثیر کہتا ہے
کہ زمین افریقہ میں ایک ابر سیاہ رعد و برق کے پیدا ہوا اور تین من بھر کے آ ولے گرے اور مقام اسیرم جو
جو اصفہان اور خورستان کے درمیان واقع ہے ایک ابر سرخ سے اسقدر نزدیک آیا کہ آدمیوں کے سر سے ہو کر
بلند ہو گیا تھا اور اوس ابر سے شیر کی آواز نہایت خوش و خروش اور کمال رعد و شور سے بلند تھی اور بسبب

بادشاہ اسکو تیار کرنا چاہے تو بیشک سالہا سال میں بھی تیار نہو سکے گا گزشتگان قدیم نے بہرومن اور وہ پاس
اعتبار کرکے جو لاشین عزیز محبوبون کی دستیاب ہوئین اونکو دفن کیا فی الواقع زندگی ایک حباب کی سی ہے جلد
بہہ جانیں سراب کی سی ہے کبھی انسان سے عجائبات ظاہر ہوتے ہین جیسے مریض اونکی دعا سے صحت پاتے ہیں
اور خشکسالی مین مینہہ برستا ہے اور وبا زائل ہوجاتی ہے اور کبھی خسف اور طوفان اور سنگباری جو حیوانات
و نباتات کی ہلاکت کا موجب ہے ہویدا ہوتے ہین اور کبھی نفوس انسانی نفوس آیندہ سے ملکر پیشین گوئی کرتے ہین
اور کبھی بعض اشخاص فقط صورت ہی سے سیرت اور حال ماضی و استقبال بیان کردیتے ہین اور کبھی انسان ایسا
طلسم مثل ایجاد کرتا ہے کہ دوسرے آدمیونکو نہایت حیرت ہوتی ہے چنانچہ ایک شخص خلیفہ جعفر کی مجلس مین حاضر ہوا
اور خلیفہ کی انگوٹھی طلب کرکے دریا مین پھینکدی پھر غلام سے ایک ڈبیہ لیکر ایک ماہی زرین نکالی اور اوسکو بھی
دریا مین پھینک دیا تہوڑے عرصہ مین وہ مچھلی اوسی انگوٹھی کو منہہ مین لیے ہوئے نمودار ہوئی عامل نے وہ انگشتری جعفر کے
حوالہ کی اسیطرح ایک شخص کہلکو وحشت کرتا تھا کہ اوسنے اپنے لڑکے کے لیے خرید کیا اور بہت دنون تک وہ تعجب
رہا ایکروز اوسنے بت پرستی کی ممانعت کا خیال کرکے اوسکو پھینک دیا وہ تصویر دو تولہ بادن سے کہڑی
ہو گئی تین مرتبہ اوسنے اسیطرح اوٹھا اوٹھا کر پھینکا وہ ہر مرتبہ کہڑی ہو جاتی تہی جب تب بہ اوس کی خاصیت جانکر کہودنا
شروع کیا وہان سے خزانہ برآمد ہوا اوس مرد ہوشمند نے معلوم کرلیا کہ یہہ تصویر طلسم سے بنا کر دفائن کے موضع ہے
چنانچہ جب امتحان کیا درست پایا اور ایک قسم عجائبات سے یہہ ہے کہ انسان کو یک بیک ہیبت ناک شکل نظر آجاتی ہے اس کی
دو صورتین ہیں ایک حالت خواب دوم عالم بیداری پس اگر خواب مین ایسی چیزونکا ظہور ہو تو بیداری مین اوسکا اثر
باقی نہین رہتا اور بعضے خواب سچ بھی ہو جاتے ہین اوسوقت البتہ رنج یا فرحت سے دل متاثر ہوتا ہے اور اگر بیداری
میں ہی اوسکے آثار ظاہر ہوتے ہین شکل اول جسکا اثر ظاہر نہو جیسے خواب مین اوڑنا یا ہاتھی اور شیر اور سانپ
وغیرہ سے ڈرنا یا دریا میں غرق ہوجانا یا بلندی سے گرنا یا آگ مین جلنا یا لڑائی مین زخمی ہونا یا بیماری سے مرنا
یا کسی دشت پر خطر مین پہونچنا یا کسی بلا سے دوچار ہونا کہ جسکا خوف بیداری میں رفع ہوجاتا ہے یا خواب میں ایک
عورت دراز کا مقتضی ہونا یا سلطنت و گدائی وغیرہ اور جو خواب سچ ہو جاتے ہین اونکی یہہ حقیقت ہے کہ ایک شخص کی
بیش قیمت انگوٹھی گم ہو گئی ہر چند تلاش کی سراغ نہ ملا اوسکو نہایت رنج و ملال تہا ایکروز شب کو سوتا تہا کہ دروازہ ایکے
ایکہ کہل گیا اور پاؤن کی آہٹ معلوم ہوئی دیکھتے ہین کہ اونکا آقا باہر سے آکر بے تکلف
آیا کہ ننگے سر ننگے پیر ایک چادر اوڑہے ہوئے تہا یہہ حال مشاہدہ کرکے ملازمون سے
وقت کہان گئے تہے مگر اوسنے جواب نہ دیا غرض جسکہ اون لوگون نے بہت شور و غل
ہوتے اور تمھین ایسی جلدی کیا ہو گیا ابہی تو ہمنے دیکھا کہ تم باہر سے چلے چلکے آنکہ

پلنگ پر لیٹ رہے جب تو صاحب خانہ خواب سے بیدار ہوا اور آنکھیں ملکر کہنے لگا کہ حضرت سے اسعد کیوں
وہم بجائی ایک مرض کی کہ آپ اسوقت بحال پریشان سر برہنہ کہاں تشریف لیگئے تھے اور پھر واپس
آکر جو سوئے کیوں سو گئے اونسے جواب دیا کہ میں اوسوقت نہایت غافل سوتا تھا تمنے مجھے جگا دیا ہے اور تو
کچھہ بات نہیں تھی مگر یہ ہے البتہ اسوقت ایک خواب دیکھا ہے یعنی ایک شخص کہتا ہے کہ تیری انگوٹھی جسکا
گم ہوئی تھی اور وہ ایک چرواہے کو ملی اور اوسنے فلانے پہاڑ پر جو یہاں سے تین میل ہے ایک سوراخ کے نیچے زیر دیوار
دفن کی ہے اگر اب چلتا ہے تو چل ورنہ صبح کو وہ وہاں سے نکالکر دوسرے مقام پر پوشیدہ کریگا پھر ہاتھہ آنا
دشوار ہے یہہ سنتے ہی میں نے کہا بہتر ہے اور اوسیوقت پہاڑ کیطرف روانہ ہوا وہاں جاکر تخانہ کی دیوار کے نیچے جو میں
کھودتا ہوں تو فی الحقیقت انگوٹھی موجود ہے میں نے خوش ہوکر اوسکو لے لیا اور اپنے مکان کی راہ لی جسوقت گھر میں
سو رہا اور چاہتا تھا کہ یہہ انگوٹھی تم لوگوں کو بھی دکھاؤں مگر تمنے اوسیوقت مجھکو جگا دیا اور میری آنکھ کھل گئی
خدمتگاروں نے کہا کہ حضور یہہ بھی عجب طرح کا خواب ہے ابھی تو آپ ہمارے سامنے باہر سے تشریف لائے ہیں
جب بھلا یہہ تو فرمائیے کہ وہ کون شخص تھا جسنے انگشتری کا نشان بتایا اوسنے کہا کہ میں اوسکو نہیں پہچانتا اور کبھی
اوس پہاڑ پر بھی سیر اگر نہیں ہوا البتہ شکار کیواسطے تو شاید گیا تھا اتنے میں ایک نے کہا کہ حضرت بھلا اپنا
ہاتھہ بھی آپنے ملاحظہ فرمایا اونسے جسکہ انگلیوں پر نگاہ کی تو فی الحقیقت وہی انگوٹھی موجود تھی جب صبح ہوئی تو جا بجا
اسبات کا چرچا پھیلا اور جسنے سنا اوسکو کمال تعجب ہوا اسیطرح ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ ایک پری آتی ہے کہ اوٹھہ
بستر بچھا چل اونسے انکار کیا دوبارہ کہا کہ اگر آج میرے ساتھہ چلتا ہے تو بہتر ورنہ کل میں پھر آؤنگی تجھے اوڑا لیجاؤں گی
یہہ سنکر وہ مایوس ہوا تا صبح کو سب دوستوں اور عزیزوں سے یہہ خواب بیان کیا سبنے کہا کہ وہم و خیال ہے کچھہ اندیشہ نکر
غرض جب دوسرے روز رات کو سویا تو صبح بستر پر تھا ؂ **مؤلف** ؂ تری پری نے مر گیا کر اوڑ گیا ایک پلنگ میں ؂ تراد دیا ہے آپ
جا ہو شکار ستارہ میں ؂ اسیطرح ایک شخص نے خواب دیکھا کہ کوئی کہتا ہے تیری موت قریب آگئی اوٹھہ کر سب سے رخصت ہو
اور مرنے کی تیاری کر یہہ سنتے ہی اوسیوقت اوٹھہ بیٹھا اور سب گھر والوں کو جمع کرکے احوال خواب ظاہر کیا سبنے کہا کہ ہم لوگ
بہت کچھہ خواب دیکھتے رہتے ہیں اس سے کیا ہوتا ہے تو ہرگز غم نکر اوسنے ہر چند کہا پر اول گواہی دیتا ہے کہ میں نہ
رہونگا مگر کسی نے کچھہ خیال نکیا صبح کو بستر پر مردہ پایا اسیطرح ایک شخص نے خواب دیکھا کہ میں ملک ہند سے سلطنت روم میں
ہو نکلا ہوں اور قصر پادشاہی کی نحو ہی سیر کی جسکو خواب سے اوٹھکر اوس عمارت کا نقشہ ایک کاغذ
پر کھینچا عرصہ دراز کے بعد سفر روم پیش آیا اور اس سے پیشتر کبھی اوسطرف جانیکا اتفاق ہوا تھا وہاں پہونچکر
اور ہر مقام کو خواب کے مطابق پایا لیکن ایک بیا کہ کسی جانب نظر آیا جو خواب میں دیکھا تھا ہماہیت
کمرہ کھینچا وار عمارت جا ملیا کہ یہہ پہلے بہ تہائی الحال جدید ور ہوکہ حکم سلطان سے بنایا گیا ہے

سادہ اکثر ہوتے ہیں اب سنو کہ جو عالم بیداری میں خوف طاری ہوتا ہے اوسکی بیس صورتیں ہیں **اول** **بھوت** اسکو وہم کیا ہے کہ ایک شخص ہیبت ناک چوٹی والا ناک میں نتھ ڈالے **دوم چڑیل** اس کو وہم کیا ہے کہ پاؤں کی ایڑیاں سامنے اور پنجے پیچھے کو پھیرے ہوے ایک عورت ہے **سوم غول بیابانی** اسکو وہم کیا ہے کہ ایک شخص مشعلیں روشن کرکے جنگل میں دوڑتا پھرتا ہے اور لوگونکو راستہ بھلا دیتا ہے **چہارم شہابہ** اسکو وہم کیا ہے کہ ایک لشکر مع خیمہ اور فیل و اسپ شتر وغیرہ سوار ہوکر صحرا میں انکو بسا ہو بر تقسیم نظر آتا ہے جسقدر قریب ہو دور ہوتا جاتا ہے **پنجم عفریت** اسکو وہم کیا ہے کہ ایک شخص مہیب کسی مقام پر تو تاریک میں اطلاع نظر آتا ہے کہ سو یہ جس سے انگارے اونکلتوں سے چنگاریاں اور سانس کے ساتھ شعلے نکلتے ہیں **ششم ڈائن** اسکو وہم کیا ہے کہ ایک عورت جج پر سوار نہایت خوش وروش ہر کسی مقام پر انسان و حیوان وغیرہ کا کلیجہ چٹ کر جاتی ہے **ہفتم شیاطین** اسکو وہم کیا ہے کہ حقیقت تیسی انسانوں کی گمراہی پر مسلط ہیں، وسوسے طرح طرح کے وسوسے اور خیالات فاسد پیدا کرتے ہیں **ہشتم دیو** اسکو وہم کیا ہے کہ ایک مخلوق بہت بڑا اوسکا جسم ہے سر پر دو سینگ اور ہاتھی کے مانند پاؤں اور مختلف صورتیں اور پشت پر ایک دم اور بارہ بڑے دو بڑے ہوتے ہیں **نہم جنات** اسکو وہم کیا ہے کہ یہ بد انسانوں کی صورت ہیں مگر شکل بدلنے کا اختیار رکھتے ہیں دیو انسانوں کو کھا جاتے ہیں مگر یہہ نہیں کھاتے **دہم پری** یہہ ایک مخلوق آتشی نہایت حسین و جمیل اور نہایت شکیل سے عورتوں کی صورت پر اور سب کی سب پر پرواز رکھتی ہیں انکے مجموعہ کو پرستان کہتے ہیں **یازدہم شہید** اسکو وہم کیا ہے کہ گردن سے قدم تک ایک جسم جوان اکو ہو اور سفید لباس ہے اسکا سر اسکے ہاتھ میں لٹکتا ہوتا ہے یا آگے آگے علیحدہ چلتا ہے **دوازدہم بلیات** اسکو وہم کیا ہے کہ ارواح خبیثہ ہیں اور ہر شکل میں نظر آسکتی ہیں اور ہر قالب میں جا سکتی ہیں انسان کی دشمن اور دیتے ہلاک **سیزدہم ہمزاد** اسکو وہم کیا ہے کہ ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان پیدا ہوتا ہے اور وہ عمل کے سبب سے اکثر تسخیر ہو کر فرمانبردار ہو جاتا ہے **چہاردہم موکل** یہہ بطور فرشتگان سفلی کے ہیں عمل کے تابع رہتے ہیں عامل وغیرہ کو اکثر ڈراتے ہیں مگر جس عمل تمام ہو جاتا ہے تو اوسکے محکوم بن جاتے ہیں **پانزدہم بیر** یہہ بھی شیطان کی قسم سے ہیں منتر وغیرہ اور عملیات سفلی کے مطیع رہتے ہیں اسمائے الٰہی کے سنتے ہی فرار ہو جاتے ہیں اور کلمات کفریہ سنتے رہتے ہیں **شانزدہم بھینسا سور** اسکو وہم کیا ہے کہ ایک بردار بھینسا قوی الجثہ سور کی طرح دو بڑے بڑے دانت رکھتا ہے **ہفدہم موہنی** اسکو وہم کیا ہے کہ سانپ جی اور اگر بارہ برس پانی نہ پیتی تو ایک خوبصورت عورت بنکر انسانوں کو اپنے دام فریب میں پھنسانی ہے **ہیجدہم زچا** اسکو وہم کیا ہے کہ جب کوئی عورت مع حمل کے جنتی یا جنے کے اندر مر جاتی ہے تو ایک قسم کی جو چڑیل بنجاتی ہے **نوزدہم ناداں** اسکو وہم کیا ہے کہ ایسے چھوٹے چھوٹے بچے مرجانے کے بعد

ایک ایسی چیز نظر آتی ہے کہ جیسے کوئی سر پر سوار ہوتے ہیں جو اونکا اونٹ کی نسل سے ہو گیسکی شکل میں مادہ کی
کرن سمات بستیم بلیناس حکیم نے کہا ہے کہ جب کوئی شخص حالت غسل میں ہلاک ہو جاتا ہے اور کوئی اسکا
تو وہ ایک قسم کا بھوت ہو جاتا ہے اور تنہائی میں رہتا ہے اور مکان میں جو یہ سب جگہ مکان کہ اگر عالم ہستی میں آئے سے
انسانکو صدمہ دیتا ہے اور اونکی ہلاکت مقصود ہے اگر کسی مکان میں کوئی مردہ رات کو تنہا پڑا رہجاوے تو اوسکے دیو
کوئی طرح اسپر اگر اہل ہو یا ارتی ہے **حکایت** ایکبار ایسا اتفاق ہوا کہ چند آدمی گھوڑوں پر سوار
ہمسفر تھے جو ایک گاؤں میں شام کو مقام کیا اوسوقت اونمیں سے ایک شخص نے کہا کہ یہاں سے قریب کے گاؤں میں ایک قصبہ
اونمیں ایک میرا دوست رہا کرتا ہے اور مجھسے ملاقات کرتا ہے جب اوس مقام پر پہونچا تو کہا کہ تمام قصبہ
جلکر خاک سیاہ ہو گیا ہے جس آدمی کو ملا وہ ایسا جلد تھے کہ سوا کہ دوست کے مکان پر پہنچا اوسوقت وہاں گیا
وہ مکان کے دروازے کہل کھلے گر دروازہ اور سے بند دیکھ کے گمان کیا کہ شاید میرا دوست موجود ہوگا یہ سوچکر
آواز دی تو مکان اندر سے جواب آیا کہ میں دروازہ کھولتا ہوں آپ توقف کیجئے اتنے میں دروازہ کھل گیا اور یہ
گھوڑے سے اوترکے مکان میں داخل ہوا اور ہر طرف سب گری تھی اسکو ایک عجیب کیفیت نظر آئی یعنی ایک
جانور ہر ایک شخص ورم کے سبب نہایت پھولی ہوئی اور اسکی بدبو سے دماغ پریشان ہوتا تھا بڑا ہوتی ہے اور
اوسکی ناک میں ایک طرح کی روشنی سے چمکتے تھے اور اسکا چہرہ بیحد سیاہ تھا اور اسکا سر گویا کہ ایک مقبرہ کا
گنبد ہے اور دو آنکھیں مشعل سے زیادہ روشن تھیں اور اسکی منقار بیحد بڑی تھی کلاں دو دانت ہاتھی کی طرح
پریشان ہو تو اسکا یہ عالم کہ دونوں ہاتھیں ماگوشت سے اور جسامت سب کے برابر دروازے میں سے نکلنے کو آئی
گردن کا یہ عالم کہ سر سیدھا اوپر چلا جسم کی بیحد مونا تمام جہان سے بڑھ کر بعض سے بیحد لگا اور مکہ سر اوسکی طرح
قیاس کر لیا جائے اور یہ دیکھتے ہی کہنے لگا کہ او میرا دوست ایسا دل مت سخت کر کہ کہا کہ اسکا مزاج کیسا ہے
تمہارا اور سب تجاہل سے آواز آئی کہ ہمارا حال کیا پوچھتے ہو تمیں روز ہوئے کہ اس گاؤں پر ڈاکہ پڑا کہ لوگ
سب نکلے اور کچھ مارے گئے میں محجر سوتا تھا کہ ڈاکو والونے اس قصبہ میں آگ لگا دی میں بھی اسی سبب سے جلکر
کباب ہو گیا ہوں اسواسطے خاطرداری سے معذور ہوں اگر دوا ٹھیر جائے کہ تمہاری مہمانی ادا کروں تب تو یہ شخص بہت
گھبرایا اور کمال تعجب ہوا کہ اسکے تئیں کیا بلا سامنے ہے اور تھرتھر کانپنے لگا پھر اوس نے کہا کہ آپ کچھ خوف
نہ کیجئے اور آج اسکو یہیں تشریف رکھئے اور سے جواب دیا کہ بہتر تمہیں صرف آپکی ملاقات کو حاضر ہوا تھا اب رخصت
ہوتا ہوں یہ سنتے ہی اوس بیکرے روح نے یکبارگی اپنی شکل مہیب کو ایسا کہ گول گول اور بڑی بڑی
آنکھیں باہر نکال کر ڈرے اور بیلے بیلے دانت کھول اور پیچ میں کا سر ہلا کر ایک آواز سے کہا کہ اب کہاں
جا سکتے ہو اور فوراً چراغ گل ہو گیا تب تو وہ شخص اوٹھکر بھاگا اور جھٹ پٹ دروازہ باہر سے لگا دیا یہ بلیت

جیسی وبالا کی سے سوار ہوگیا اتنے مین وہی مست دیوار سے اوترکر باہر آپڑی چارپائی بہی اوسکی پشت سے
چسپان تہی اور ایک آواز دی کہ خبردار اب کہان جانے پاتا ہے سوار نے گہوڑے کو کوڑا کیا اور ہوا ہوگیا جب
پیچھے پہرکر نگاہ کرتا تو وہ ساتہہ ہی اوڑتی ہوئی چلی آتی تہی غرض تین کوس اسی صورت بہاگتا ہوا جا پہنچا
اور وہ چارپائی بہی اوسی دم حاضر تہی جسوقت ہمراہیوں پر نگاہ پڑی تو کہا خدا کے واسطے مجھے بچانا یہہ
کہتے ہی گہوڑے سے گر پڑا سب لوگون نے دوڑکر اوسکو اوٹہالیا تمام رات بیہوش رہا صبحکو جب کچہہ ہوش آیا
تو دوستون سے اپنی سرگذشت بیان کی جب اون لوگون نے باہر جاکر دیکہا تو حقیقت مین تہوڑی دور ایک
چارپائی میدان مین پڑی ہے اور ایک مردہ بہی سوختہ وبریان اوسپر بیحس وحرکت موجود ہے وہ بلائے
ناگہانی اوس دالان سے نکلکر چلی گئی تہی اوسکو دفن کردیا اور وہ لوگ منزلِ مقصود کو روانہ ہوگئے ابہی تہوڑی
دور چلے تہے کہ ناگاہ لبِ گور سے نہایت زور وشور سے یہہ آوازِ خدا ساز پیدا ہوئی جسکو سب نے سنا

فرد

پس از مردن بہی آثارِ وحشت تہارے تن مین | کہ اپنے پاؤن سے مین آپ پہونچا ہے مدفن مین

اتنے صحرا وبر ودریا سطح کی بہت صورتین پیش آئی ہین مگر ایک عجیب وغریب کیفیت جو میری نظر سے
گذری ہے اوسکا بیان بہی لطف سے خالی نہین ہے مین سفر مین تہا اور مجھے تہا ایک صحرائے لق و
دق مین شام ہوگئی دس دس کوس تک چارون طرف آبادی کا نام ونشان نہ تہا اوسوقت مین ایک درخت کے
نیچے فروکش ہوا اور دلمین طرح طرح کے توہمات پیدا ہونے لگے کبہی آسمان کی جانب نظر کرتا اور کبہی تینون
چارون طرف آنکہہ ڈالتا قاعدہ ہے کہ جب انسان تنہا ہوتا ہے اور طبیعت کو متوجہ کرنیوالی کوئی شی پاس نہین
ہوتی تو وہ اپنے مشغلے سے مایوس ہوجاتی ہے اور قوتِ واہمہ عقل کو مغلوب کرلیتی ہے غرضکہ اوسی حالت مین
یکایک نصف شب کو مغرب کی طرف سے ایک روشنی نمودار ہوئی گویا صبح کے آثار نظر آنے لگے مجھے تعجب ہوا کہ
آفتاب کو عجب طرح کی رجعتِ قہقری ہوئی کہ جس طرف سے غروب ہوا تہا اوسیطرف سے پہر طلوع
ہوتا ہے اتنے مین جنوب وشمال کی طرف سے بہی وہی کیفیت نمود ہوئی پہر مشرق کی طرف سے
بہی ظہورِ صبح کی علامت نظر آئی اور ناگاہ چارون طرف سے چار آفتاب جلوہ گر ہوئے اور افق سے
بلند ہونے لگے مین کمال دہشت وحیرت سے اوس درخت پر تکیہ کرکے نقشِ بدیوار ہوگیا کہ آج تک
اس طرح کا واقعہ عجب خیز اور سانحہ حیرت انگیز آنکہون سے دیکہنا تو ایک طرف بلکہ گوشِ ہوش سے بہی
سنا تہا جبکہ ٹہیک ٹہیک وہ اپنے افقِ حسّی سے پینتالیس درجہ بلند ہوئے تو اسطرح نظر آنے لگے کہ گویا
ایک سپرِ فولادی پر چار آفتابی پہول نصب ہین اب وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور مجھے دفعتًا ایسا

عوض میں مولا کو پادشاہ ہمت توڑ کر شب بیگ پیچ کر حیرت زدہ سب سے سوا نہ رہ سکے
دست برداری سے تو ہم دوستو قوم اوس مقام پر قدم ہوگئے تھے پادشاہ تو سب سے اور میں
بیچ میں دہ تمام ناچار نہ سرکار کی محتاج ہوئے حضور ہم کرتے ہو یہاں اوس میں سے دور ہو کر تو دل سے بہت
مسند پر مولا ہوتے اور یہ حرف محال ہو کر تھکے کہ ات قربان رہتے ہیں یہ بات سے بہ
دل و جان کی محبت و رحمت آپ کا مشتاق و لایق سب اور یہ معلوم ہوا کہ الزام تھے
تو میں عامہ ہو کر سارہ عمل کی دیں اگر بہ اوس وقت میرے حواس سب سب کھو بیٹھے ہیں
اسے ایک ساتھ اون کے سوا کلمہ یہ حوادث کے مراعات سے عزت معتقد میں پڑی گراں ہے

## رباعی

گر سایہ معتقد نہ گداست ملت — ور بلطف لطف رہ مست قوانست
ای دست گداست سے لوا مدتع — حسہ آید لطف قدول دمانہ ندا

میرا یہ رنگ پڑھا تھا کہ وہ عمارات آفتاب یکبیک لطف سے غائب ہوگئے اور تمام
مجمع میں اس قدر سناٹا چھا گیا کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا تھوڑی دیر کے بعد
تمام بیہوش ہو کر گرے لاکھوں تارے ٹوٹتے ہوئے نظر آتے اور جو تا آنکھوں میں چمک کر
پھر جلسہ میں پیچ و شرر کے کر برساتے ہیں ایک عجیب مہر تک آئے جا بجا تھی ہی عرصہ میں وہ
وحشت اور اسی طرح کی اشکال مختلف الصفات پھر گیا کر کے ہاتھوں میں وہی مشعلیں روشن ہیں اور اون میں
مجموعہ کرم اور تیم ہوئے ایک قریب تکلف صاحب سعید کہتے ہیں کہ دہر و بار کی عادل بیلی تھی اس وقت کے
اوپر باوں ویران میں پہایا گیا کہ تماشا تک کوئی نظر پڑ وار کرتا اور ان کے سوا کچھ اگر نظر آتا سب
ہو چکا گھر میں کو ایک سخت زلزلہ آیا اور جیسا آسمان اور عمارت کے تقاطع قطع رہے آسمان شق ہو گیا
ایسی ایک غار سخت پیدا ہوئی کہ جیسے تمام برابر ہیں پیچ کے کانوں برابر جل گئیں اور ان کے صدمہ سے ایک غشی
ہوتی تھی مجھ پر طاری ہوئی مگر بعد کے جو ہوش میں آگیا دیکھتا ہوں کہ ایک تخت مرصع جواہر نگار جس کا ہر جواہر
انمول کی قسمت سے بڑی گراں بہا ہے اور اس کے چو ذی پایوں پر دو عادل حور سیاہ جلوہ گر ہیں کہتے ہیں
ایک شخص عجیب ہیئت عرب السعر ملبوس زرات اور ان کے چہرہ تعبیرت اور بہت وہ وجیہ مشہد گیا ہے نگاہ
ہو رہا ہے کہ وہ روئے آفتاب جس کے حسن کے طرح لیتے ہیں جیسے آفتاب کے روبرو چاند کے رو
میں برادر تراہ دنیا وے میرا استقبال کیا اور لیجا کر اپنے برابر بٹھالیا حضور یا کہ آپ
تو میں سوچتا ہے کہ ہم کون ہیں میں نے کہا کہ حضرت سلامت نہ میں نے آپ کو کبھی دیکھا ہے

جانتا ہون لیکن اسوقت آپکے اخلاقِ خسروانہ سے نہایت محظوظ ہوا کہ آپ نے اپنے دیدارِ پُر
انوار سے دیدۂ دیدار طلب کو روشنی بخشی بادشاہ نے تبسم فرمایا اور ارشاد کیا کہ ہمارا نام
**سلطان موہوم پیکر** ہے اور سلطنتِ **عالمِ مثال** ہماری ذاتِ خاص سے وابستہ
اور دار السلطنت **حیرت آباد** اور یہہ چارون ہمارے وزیر ہین ایک **فروغِ بوقلمون**
دوسرا **برقِ تحیر** تیسرا **جلوۂ برزخ** چوتھا **نیرنگِ خیال** بغیر ہماری اجازت کے اشکالِ
موہومات کا نظر آنا غیر ممکن اور ہمارے فرمانبردارون کو یہہ دستگاہ حاصل ہے
کہ ہر شخص خواہ عالمِ بیداری مین ہو یا حالتِ خواب مین مگر اون کو تجلی دیکھ سکتا ہے اور
ہمارے فرمانبردارون کو اختیار ہے کہ ہر صورت سے نگاہِ اہلِ عالم پر ظاہر ہو سکتے ہیں
موالیدِ ثلثہ یا اربعہ عناصر مین وہ شے داخل ہو یا خارج اور ہمارے فرمانبردارون کو
اختیار ہے کہ جس قدر جسم چاہین بڑہالین اور جسقدر چاہین گہٹالین یہان تک کہ دونون
صورت مین نگاہ کام نکر سکے اور ہمارے فرمانبردارون کو اختیار ہے کہ ہر شے کو نظر سے
غائب کر سکتے ہین اور جس چیز کو چاہین دکہلادین اگرچہ وہ کہین ہو اور ہمارے فرمانبردارون کو
اختیار ہے کہ جس کو چاہین ہلاک کر ڈالین اور جس سے چاہین درگذر کرین غرض اس قسم کے
بہت کچہہ اصولِ موضوعہ اور علومِ متعارفہ بیان کر کے محبت سے فرمایا کہ اگر کچہہ
تماشا دیکہنا منظور ہے تو ہم دکہلائین مین نے کہا کہ عین عنایت و کرم گستری اور
نوازش و الطاف پروری ہے **موہوم پیکر** نے ہزار شخصون کو اپنے سامنے طلب کر کے
کہا کہ ہان فرزانۂ روزگار کی تفریحِ خاطر مابدولت کو منظور ہے تم کچہہ سیر دکہاؤ
وہان حکم کی دیر تھی کہ وہ سب کے سب اپنی شکلین … صورتِ بنی آدم بنگئے
ایک آدمی آگے بڑہ کر آداب بجا لایا اور دوسرے … کیا اور ہمنے جیب کر
اس کے سینے مین ایک ٹکر ماری اور جسم سے … اب یہہ شخص جو
کہڑا ہوا تہا دو آدمیون کے برابر ایک … تیسرا آیا اور سے
نے بہی حرکت کی اور اوس کے بدن مین … ہہ آنے لگا حاصلِ
کلام یہہ ہے کہ اسی طرح وہ ایک کم … ن مین پیوست
ہوگئے اور یہہ شخص تن تنہا ہزار آدمی … تنومند بن گیا



اوس کی تو





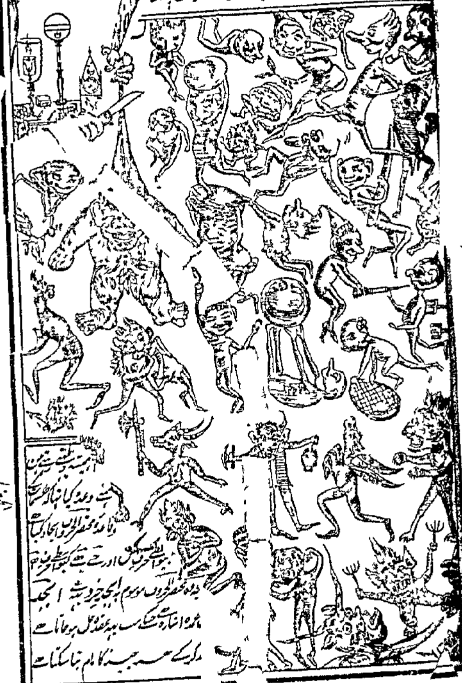
ہے اور شاہ نے کچھ حکم دیا ہے اور اسوقت اسقدر بڑا کہ گرتا

وہ سب نمودار ہوئے اور بہت خوش ہوئے لوگوں نے تحسین شروع کی مضمون ہے ہے اور وہ شخص ہوا پر معلق لٹک کے سہارے رہ جاتا ہے

پھر بادشاہ نے ایک اشارہ کیا فوراً وہ بیٹھنا شروع ہو گیا یہانتک کہ

جو اُس کا سر تھا انتہائی حیرت ہوئی سلطان موصوف بیکرے

تھا اعلام ہوا جب اسوقت لاال جیب ... کمال ...



اور یہ سب ...

ہے وعدہ کیا تھا اُسکا

بادہ مختصر الحروف ابجد کا

ہوا حرف ... اور ... ہے

یہ مختصر الحروف موسوم ابجد ہوز ہے ابجد

بادہ اشارہ ... حساب ... ہوجاتا ہے

... کرکے ... کا نام بتا سکتا ہے

جب آیا پیر کہا کہ تمہیں مبارک ہو
موموم بلیوس نے سلام کیا اور وہ شہزادہ ہنسا اور کہا جیسے
موموم ہنس کر نے دریافت کیا کہ آپ کس مقام کا ارادہ رکھتے
ہو وہ نورافشان ہے کہ تمام جہان کی سیرت دل

لطف

جہانوردی ہمین اب طاقت آوارہ گرد
نشینی پسند طبع ہے عزلت گز
... تابالی سے کہدو کہ اس کو اپنے مسکن مین جگہ
... البتہ بیگانگی ہے جنون منظور ہے نہ ...
جو غولوں سے ہے کوئی پوچھے تو کہدین یہ ... مقصود ...

سلطان موموم ہنس کے کہا کہ اے فرزانہ روزگار تم آنکہین بند کرکے تصور کرو کہ مین کوہ ... ہو جاؤنگا پھر آنکہین کہولدو چنانچہ جسوقت مینے اوسکے قول پر عمل کیا تو فی الحقیقت وہین موجود تہا اور یہہ پہاڑ چھ ہزار تیرہ کوس تہا اور اسوقت جو ہمارا قلمدان ایک چشم زدن مین یہان اوٹھا لایا وہی ہے آدمی جیب مین پڑا ہوا ہمارے ساتھ چلا آیا تہا اسے خرد ... رہبہ ... خود دیدہ مینے پایا اور ... ایسی وارداتین گذری ہین کہ حیرت سے خالی نہین گر بیان اوسکا طول وطویل ہے اس نظر سے ہم مطلب کی طرف رجوع کرتے ہین یعنی وہ دوسری قسم کہ جسکا سلسلہ ابتک موجود ہے اوسکی بہت صورتین مختلف اقسام ہین چنانچہ کچھ قاعدے فیلسوفون مین مروج اور کچھ طریقے بازیگرون مین جاری ہین جہانگیر کے زمانہ مین جو تماشا ہوا تہا توزک جہانگیری مین تمہاری نظر سے گذر چکا ہے اوسکو تو ایک عرصہ دراز منقضی ہوا ہمارے بہی اکثر ایسے تماشے نظر سے گذرے ہین کہ خلق اللہ کو تعجب ہوتا ہے چنانچہ ایک آدمی کو کرسی پر ... بیہوشی سونگہاتے ہین جب بیہوش ہوجاتا ہے تو تلوار سے اوسکا سر علیحدہ کرکے ہاتھ مین اوٹھا لیتے ہین ... تماشا ہوتا ہے پہر تو سر تا گردن برابر پیوستہ ... کرکے زندہ کر دیتے ہین اور یہہ تماشا بہی عام مین ... آدمی کو کرسی پر ایستادہ کرکے دو لکڑیان دونون کہنیون کے نیچے ٹیکن کے ... سے نکال لیتے ہین اور آدمی اوسی طرح بے حس وحرکت ... کے نیچے سے لکڑی نکال لیتے ہین اور وہ ... رہتا ہے پہر دونون پاؤن اوٹھا کر ...

اسقدر بلند کرتے ہیں کہ جسقدر تکیہ سے سر بلند ہوتا ہے اور وہ شخص ہوا پر معلق لڑکے کے سہارے رہتا ہے

سکے بعد یہ کرسی بھی دوسری کرسی کی طرح سے نکال لیتے ہیں تو تماشائی ہزار با تماشا دیکھتے ہیں اور بہت متعجب ہوتے ہیں
جو دیکھنے والے خوش ہوتے ہیں ہرگز بے مزہ کم نہ ہونگے ۔ چرچے بھی رہینگے افسوس ہم نہ ہونگے ۔ اب حروف ابجد کا وعدہ کیا تھا کہ
بیان ابجد جمل کا ذکر کرینگے اسواسطے ضرور ہوا کہ تمکو اسکی کیفیت سے بھی مطلع کریں یاد رکھو کہ یہ جو نام مختصر الحروف ایجاد کیا
اور جن الف ہمزہ کیواسطے حرف آ اور تے طوئے کیواسطے حرف ت اور سے سین صاد کیواسطے حرف س اور حے ہے کیواسطے حرف ح
ہوا اسیطرح ذال ظوئے کیواسطے حرف ذ اور شین کیواسطے حرف ش بدنہ مختصر الحروف موسوم ابجد ہوز حطی ہے ابجد
ہوز حطی کلمن سعفص قرشت ثخذ ضظغ اور ہمت حروف ہندی وغیرہ کیواسطے بعدہ اشارہ ہے جبکہ سب بعد تعدد کل ہوتا ہے
کل عدد کے ہر جزو میں ایک طلسم عجب نہاں ہے کہ انسان اسی مدد کر کے عدد جیسا نام بتا سکتا ہے

وہ قاعدہ یہہ ہے

بیان کرو | کرو بیان | ہم بیان کرو | بیان کرو تم | بتادو | بتاؤ | ہم بتاؤ
بتاؤ تم | دریافت کرو | کرو دریافت | ہم دریافت کرو | دریافت کرو تم | غور کرو
کرو غور | ظاہر کرو | کرو ظاہر | کیا چیز ہے | کیا جنس ہے | کیا شے ہے

ہے یہہ مطلب ہے کہ جب ہم ان سے کوئی لفظ بیان کریں تم سمجھ لو کہ اوس لفظ کے پیچھے جو حرف ہے
وہی تعلیم کیا ہے مثلاً خرد کا لفظ دریافت کرنا ہے تو پہلے کہیں گے کہ کرو ظاہر تم خ سمجھ لینا پھر کہیں گے
کہ کیا جنس ہے تم ر سمجھ لینا پھر کہیں گے کہ بیان کرو تم تم دال سمجھ لینا اور جب ہم خاموش ہو جائیں
تو تم اون حرفوں کو ترتیب وار جمع کر کے بلا تکلف خرد کہہ دینا اس سوکہ جلد اور جلد کہو کا لفظ تبدیل
حروف کے واسطے مقرر ہے جیسے کہو کہ دریافت کرو یہہ ک ہے اور جلد دریافت کرو یہہ گ ہوا
یا غور کرو یہہ س ہے اور جلد غور کرو یہہ ش ہوا اور کیا جنس ہے یہہ ر ہے اور جلد کہو کیا جنس ہے
یہہ ڑ ہوا وعلیٰ ہذا القیاس ہر چیز اسیطرح معلوم کر کے بیان کر دینے سے لوگوں کو اسقدر استعجاب ہوتا ہے کہ
غیب دانی اور کرامت پر محمول کرتے ہیں یا جانتے ہیں کہ کسی عمل وغیرہ کے زور سے کوئی جن یا موکل انکا تابع ہو گیا
ہے وہ چپکے سے کان میں بتلا دیا کرتا ہے غرضکہ اسیطرح سیمیا کے قواعد و ضوابط اور فنون سخن کے دقائق و نکات سے
بھی بخوبی واقف و آگاہ کر دیا اور اسی تعلیم و تعلم میں چھ مہینے گذر گئے شعورِ سخن رس
حاصل ہوا اور ان دونوں کو یہ آئینِ قدیم دربارِ شہریارِ عالی وقار میں لے گیا

# امتحانِ ہفتم

**مؤلف**

آگاہی نیرنگِ طلسماتِ دوعالم | تقدیر کی خوبی سے ہے جاگیر ہماری
افسوں سے ہے جو گفتار تو جادو ہے | اعجاز سے کچھ کم نہیں تقریر ہماری

جسوقت یہہ دونوں نظارگیانِ تماشائے آفرینش بزمگاہِ دربارِ شاہی میں تشریف لائے بعد
ستور الخمس آراستہ محفل امتحان ہوئے عقلِ مجسم نے فرمایا کہ اے خرد پرور بیان کرو کہ اس کس علم و فن کا
جوہر دکھلانا منظور ہے شہزادہ نامدار نے جواب دیا کہ اے شاہنشاہِ ظل اللہ یہہ بندہ درگاہِ گیتی پناہ عجائبات
و غرائبات بر بحر و بر سے خبردار اور طلسمات و نیرنجات حکمائے روزگار کا محرم اسرار ہو چکا ہے
ظل سبحانی نے ارشاد کیا کہ ہماری دانست میں کارخانۂ قدرت کی ہر چیز عجیب و غریب ہے پس کسی خاص شے کو

لفظِ عجیب و غریب کا اطلاق غیر ممکن ہے جو چیز نے عرض کی کہ جناب عالی یہہ جو فعلِ حکیم خالی از حکمت نہیں لیکن
تمام اشیائے کا بنانا ایک حکم کن ہیں تو کسی خاص و عام کا لفظ موضوع ہوتا جو چیز ہر شخص کو ہمیشہ نظر آتی رہتی ہے
وہ کچھہ عجیب و غریب نہیں کہلاتی بلکہ جو کچھہ کبھی نہ دیکھا ہو نہ سنا ہو وہ ایکبارگی نظر آجاتی ہے یا اوس کا
ذکر سنا جاتا ہے مگر کاریگری صنعت اور ندرتِ قدرت آئینۂ دل پر عکس انگن ہوتی ہے اوسکو عجائبات کے
لقب سے ملقب کرتے ہیں بادشاہ نے فرمایا کہ ایسی کیا خبر ہیں یہ شہزادے نے گذارش کی کہ اون خبروں کا بیان
اگرچہ نہایت طول و طویل ہے مگر یہہ ذرہ بمقدار تھوڑا سا اہلِ دربار کے گوش گذار کرتا ہے ✿ مولف مثنوی
اس واقع روئی زمین ✿ اِنَّ ہذا عبرۃ للناظرین ✿ صانعِ حقیقی کی صنعتوں کا بیان انسان ضعیف
نحیف کے دائرۂ حیثیت سے خارج ہے ایسی چشمِ بینا کہاں کہ اوسکی قدرت کو دیکھے اور ایسی عقلِ رسا کہاں
کہ اوسکی صنعت کو سمجھے طبقاتِ زمین و آسمان اوسکے حکم سے معلق ہوا پر قائم ہیں اوسنے صفحۂ افلاک کو
کواکب سے زینت دی اور سطحِ خاک کو کوہسار سے رونق بخشی وہ مقبولانِ بارگاہ کبریا کہ جو ایک لحظہ میں تمام عالم کا
مشاہدہ کرتے ہیں اور وہ بادشاہانِ ذی جاہ و علا کہ بامقدور اکنافِ عالم کی سیر فرمایا کرتے ہیں ایک مثل صنعتِ
باری اور رویاتِ کچھہ قدرت کاری میں حیران و پریشان اور پشیمان و سرگردان ہیں

عجائب روی زمین کا بیان

کہ اس راہِ دشوار گذار میں قدم رکھہ سکے مگر جسقدر اوسکی ہدایت و رہبری دستگیری کرتی ہے اوسقدر عقل
تاریک میں اس بحرِ عظمیٰ و دولت کبریٰ سے بہرہ اندوز ہو سکتی ہے چنانچہ اکثر عجائبات بحر و بر ہنگام سیر و سفر
اہلِ نظر پر جلوہ گر ہوتے رہتے ہیں مثلاً **ولایتِ توران** میں دشت و کوہسار بکثرت ہیں اور آبادی
بہت کم وہاں **قلماق** نام ایک صحرا ہے اوس صحرا میں ایک کنواں ہے اوس میں پارہ پیدا ہوتا ہے اوسے
**چاہِ سیماب** کہتے ہیں وہاں کے باشندے اوس کنوئیں کے چاروں طرف زمین میں گڑھے کھود کر خوبصورت لڑکیوں کو
زریں لباس پہناکر چالاک گھوڑوں پر سوار کر کے لبِ چاہ ایستادہ کرتے ہیں اور وہ حیران صاحب
جمال کنوئیں میں سر جھکا کر آوازِ بلند کہتی ہیں کہ جو سوار ہو ہم آپ پیچھے ہیں یہہ سنتے ہی وہ کنواں اوبلنا
شروع ہوتا ہے اور وہ حسین لڑکیاں گھوڑے کو بکڑا کرتی ہیں سیماب بھی کنوئیں سے باہر نکلکر ایک کوس تک
اونکا تعاقب کرتا ہے مگر وہ تیز رفتار گھوڑے ہاتھہ نہیں آتے غرضکہ جب وہ لڑکیاں نظر سے غائب ہو جاتی ہیں
تو سیماب واپس مراجعت کر کے اوسی کنوئیں میں داخل ہو جاتا ہے اوس وقت گڑھوں میں جو کچھہ باقی رہتا ہے
اوسکو نکالکر دوسرے کاموں میں صرف کرتے ہیں اور اوسی ولایت میں دوسرا کنواں ہے اوسکو **چاہِ نخشب**
کہتے ہیں نخشب ایک حکیم کا نام تھا اوسنے اوپر روئے ... یہ جادو تیار کر کے اوس کنوئیں میں اوتار دیا تھا
وہ ہر شب جلوہ گر ہو کر بارہ کوس تک نظر ... جو ہو جاتا ہے اوسکو ماہِ نخشب کے لقب سے ملقب کرتے ہیں

ولایتِ توران

**ولایت ایران** وسیع و سبز ملک ہے اوسمین ایک موضع کا نام دہنہ **فرعون** ہے وہان ایک قسم آدمی رہتے
اوسکو سنگ کر کہتے ہیں اوسمیں یہ تاثیر ہے کہ اگر سوا آدمیوں کے بھی زیادہ ہم ہو تو آواز بلند شور و غل کی مگر
ہرگز ایک دوسرے کی نہیں سنتا اور یوشنگ نام ایک کوہ ہے. وہان ایک ایسا کنواں ہے کہ اگر اوسمین ایک
نگاہ بھی کرے تو وہ مرتا اور اوسکو باہر نکال دیتا ہے کسی انسان و حیوان کو اوسمیں غرق ہونیکا خوف نہیں مگر
کو سب سلامت باہر نکلتے ہیں اور ایک پہاڑ ہے اوسپر ہمیشہ برف گرتی ہے اوس برف کے نیچے ایک قسم کے
پرندے پیدا ہوتے ہیں جب وہ برف پانی ہو جاتا ہے تو وے سبز رنگ نکلکر اوڑتے ہیں اور بچے دیتے ہیں یہ وہان نہیں آتے ہیں
پہاڑوں میں اوسکا آشیانہ جانتے ہیں **ولایت ہندوستان** سرسبز و سیراب اور آباد و پر خیر ہے اوسکے
کوہستان میں ایک مقام پر رات دن ایک شعلہ آگ ہمیشہ نکلتا رہتا ہے قوم ہنود اوسکو **جوالا مکھی** کہتے ہیں
اور اوسکی پرستش کرتے ہیں اور موضع دہنہ کے متصل ایک نہر ہے اوسکو دریائے **شنکلین** کہتے ہیں انسان و حیوان
وغیرہ جو کچھ اوسمین گرتا ہے فی الفور پتھر کا بنجاتا ہے اور ایک برف کا پہاڑ ہے وہاں فیل مرغ اور شتر مرغ اور
ٹڈی کے برابر سفید جونے میں گاؤں کے اور جگنو کے برابر چیونٹیاں پیدا ہوتی ہیں اور ایک صحرائے عظیم آتشستان ہے وہان آدم
دبار گوش اور دم کیا مثیا سکونت رکھتے ہیں اور ایک درخت ہے اوسمین آدمی کی صورت کا پھل آیا کرتا ہے مگر گفتار
نہیں کر سکتا اور ملک چین میں ایک پہاڑ ہے اوسمین ایک غار تنگ و تاریک اور ہیبتناک ہے اوسکے اندر ایک
اژدہا ہے جو خوار مردم آزار کا سکن ہے شکل اوسکی ہاتھی کی شکل سے مشابہ ہے اوس اژدہے کے منہ سے ایک چشمۂ آب
جاری ہے اور پہاڑ کے نیچے ایک بڑا موضع آباد ہے وہاں ایک حوض میں وہ پانی جمع ہوتا ہے برس بھر بعد
اوسپر کف کے باعث غبار پیدا ہو جاتا ہے اوس موضع کے باشندے ظروف آہنی میں وہ کف اوٹھا لیتے ہیں جب کہ
اوسپر ہوا اور دھوپ اثر کرتی ہے فی الحال پتھر بن جاتا ہے اوسکو **زہر مہرہ** کہتے ہیں وہ ہر قسم کے زہر کو
دفع کرتا ہے اور ایک چشمہ ہے کہ اگر انسان اوسمیں گرے پیر ہے تو جوان ہو جاوے اور جوان ہے تو چودہ برس کا لڑکا
اور **کامرو دیس** ایک مقام ہے وہان ایک بہت بڑا پہاڑ ہے اوسکے نیچے ایک صحرائے وسیع سرسبز نہایت
ماہجا پاک کے چشمے جاری ہیں اور ہر قسم کے میوجات پیدا ہوتے ہیں اوس جنگل میں ہاتھیوں کی پیدائش ہے
اور پہاڑ پر سیمرغ کا آشیانہ ہے ہر روز وہ سیمرغ پرواز کرکے پہاڑ سے نیچے اوترتا ہے اور ہاتھیوں کا
شکار کرکے کچھ کھاتا ہے اور کچھ بچوں میں لیجاتا ہے **ولایت فرنگستان** ایک ولایت عالی ہے وہان
ایک پہاڑ پر چشمۂ شیریں رواں ہے. اکثر اوقات حضرت عیسے مسیح نے اوسمین غسل فرمایا ہے اسلیے اوس پانی کی
یہ تاثیر ہے کہ جو بیمار اوسمین غسل کرتا ہے وہ ہر قسم کی بیماری سے شفا پاتا ہے اور جو آئینہ بے جوہر ہو اوس
پانی میں غوطہ دینے سے جوہردار ہو جاتا ہے اس چشمہ میں ایک شاخ خدا اسمعیل کاتب کی شکل بھی پیدا ہوتی ہے

اور ولایتِ فرنگ کے ایک صحرا کے بیچ میں ایک جانور عجیب الخلقت پیدا ہوتا ہے اوسکی شکل انسان کی اور پاؤن ہاتھی کے اور دم بکری کی ہوتی ہے اور ایک پہاڑ دریاے شور کے متصل ہے وہان پردار آدمی پیدا ہوتے ہین اور طائرون کیطرح پرواز کرتے ہین اور ایک جانور ہوتا ہے فیل کی شکل اور بیل کے پاؤن اور گھوڑے کی دم اور شیر کی گردن **ولایتِ سراندیپ** جزیرے کے طور پر آباد ہے وہان صندل اس کثرت سے پیدا ہوتا ہے کہ ہر عمارت اسی لکڑی سے بنائی جاتی ہے اور جلانے میں بھی صرف ہوتا ہے اس ولایت کے جنگل مین فیلِ سفید پیدا ہوتا ہے اور وہ ہمیشہ بادشاہ کی سواری مین رہتا ہے اور فیلِ سیاہ اسقدر ہین کہ ہر شخص کے دروازہ پر بندھے رہتے ہین اور وہ لکڑیان اوسی پر لادکر ہمیشہ بازار مین لایا کرتے ہین اور وہان ایک شہر ہے اوسمین درختِ عالیشان جسکا میوہ بالکل قامتِ فیل کے برابر اور بعینہ ہاتھی کیصورت ہوتا ہے جب وہ پکجاتا ہے تو اوسکی سونڈ مین سے دودہ شکر ملا ہوا جاری ہوتا ہے اوس شہر کے باشندے بہت مزے سے پیتے ہین اور وہان ایک قسم کا پتھر ہوتا ہے اوسکو جاذب **موشان** کہتے ہین اوس ولایت مین چوہون کی پیدایش بکثرت ہے اور بلی پیدا نہیں ہوتی اسواسطے لوگ یہہ پتھر اپنے مکانون مین رکھتے ہین جو چوہا اسکے قریب آتا ہے وہ اوس سے پیوست ہوجاتا ہے پھر ہرگز مخلصی نہین ہوتی **ولایتِ ترکستان** کم ہے وہان ایک پہاڑ پر پتھر کی ایک تصویر ہے مثل انسان انگشت بدندان موجود ہے جب اوس ولایت مین مینہ نہین برستا تو وہان کے چھوٹے بڑے مجتمع ہوکر اپنے سردار کو دست بستہ اوسکے روبرو حاضر کرکے نہایت عجز و انکساری سے التماس کرتے ہین کہ اگر پانی برستا ہے تو بہتر ورنہ ہم سب تیرے قدمون پر اپنا سر فدا کرتے ہین خدا کی قدرت سے وہ تصویرِ سنگین اپنی اونگلی دانتون مین سے باہر نکالتی ہے اوسیدم بارانِ رحمت نازل اور اوسکے مونہہ مین سے بھی پانی جاری ہوجاتا ہے جب تمام زراعت سیراب ہوچکتی ہے اور پانی کی خواہش نہین رہتی تو پھر سب اوس تصویر کے روبرو آن کر عرض کرتے ہین کہ اب زراعت بالکل سیراب ہے پانی کی احتیاج نہین یہہ سنتے ہی وہ تصویر پھر اپنی اونگلی دانتون مین داب لیتی ہے اور پانی برسنا موقوف ہوجاتا ہے **ولایتِ خطا** وسیع و سیر حاصل ہے وہان ایک مقام پر جالینوس حکیم نے ایک منارہ تعمیر کیا ہے اوس پر ہمیشہ رات کے وقت ایک عجیب چراغ روشن ہوتا ہے چارون طرف اسکی روشنی دس دس کوس برابر جاتی ہے اور ایک پہاڑ ہے اوس پر ہر وقت ابر معلق موجود رہتا ہے اگر کوئی شخص ڈہول یا نقارہ بجاے یا بآوازِ بلند بات کرے تو برق اس شدت سے گرتی ہے کہ ہر انسان و حیوان اوسکے نیچے ہلاک ہوتا ہے اسواسطے اہلِ قافلہ وہان کوئی آوازِ بلند نہین کرتے بلکہ خاموش باشارہ کنان گذرجاتے ہین اور ایک جانور پیدا ہوتا ہے شیر کیصورت ماہ منزل کا قد و قامت ہے اور ایک قسم کا کتا پیدا ہوتا ہے اوسکے دو سر دو پاؤن اور ایکدم ہوتی ہے ی تصویر قائم کی جنے

دو پہر سے نکلتا ہے **ولایتِ ختن** وسیع و بیحاصل آبادی بہت صحرا کم کوہسار زیادہ لیکن ہر جنس کا سب
وہاں فلاطون حکیم نے ایک بہت بڑا منارہ سنگِ بلور سے تیار کیا ہے اوس ولایت کے باشندے تماشے کے واسطے
جمع ہوتے ہیں جب اوسکے سایہ میں بیٹھتے ہیں تو عجیب و غریب رنگ جلوہ گر ہوتے ہیں کہ کبھی انسان کے وہم و خیال میں
بھی نہیں گذرتے اور ایک پہاڑ کے پیچھے غار ہے جب اوس پر برف گرتی ہے تو لوگ اوس غار میں بھر کر اوس
سوراخ بند کر دیتے ہیں کہ دھوپ اثر نکرے بارہ برس کے بعد وہ برف بلور بنجاتا ہے **ولایتِ چین** وسیع
یہاں نقاش و مصور عجیب و غریب پیدا ہوتے ہیں کہ آواز پر تصویر کھینچتے ہیں بادشاہ کا لقب خاقان
اوسکا محل چینی کی سفید اینٹوں سے بنایا گیا ہے اگر کوئی وہاں بلند آواز نکالے تو اوس میں سے عجیب و
غریب رنگا رنگ کی آوازیں موجود ہوتی ہیں اور وہاں ایک کنواں ہے اوس میں بیشمار مچھلیاں اور
جلمانس ہیں ہر روز دھوپ میں باہر نکل کے بچوں کی طرح کھیلتے ہیں اور اوس ملک میں ایک جزیرہ ہے
وہاں یا ہیں ایک مرغ کا آشیانہ ہے وہ مرغ اسقدر بڑا ہے کہ اوسکے پروں کا سایہ چار کوس تک آتا ہے
**ولایتِ ماچین** بہت وسیع ہے اوسکے متصل جزائرِ دریا بکثرت واقع ہیں اوسکے اطراف ایک عالیشان
پہاڑ ہے اوپر آسمان سے ہر شب آگ برستی ہے اور ہر روز برف گرتی ہے اور اوس جزیرہ میں ایک درخت ہے
بہت بلند گویا آسمان سے باتیں کرتا ہے ہمیشہ سرسبز و شاداب رہتا ہے دن بھر اوسکی شاخوں سے پانی ٹپکتا ہے
جب رات ہوتی ہے تو آتشِ چراغ کی طرح وہ درخت جلتا ہے اور اوسکے جلنے کی روشنی بارہ بارہ کوس تک
پہنچتی ہے اور اوسی دریا کے کنارے ایک جزیرہ ہے اوسکو **جزیرۃ المغفر** کہتے ہیں وہاں ایک قوم بودوباش
رکھتی ہے اونکا سر کتوں کے سر سے مطابق اور جسم بدنِ انسان کے موافق ہے اس قوم میں جواہر و طلا کثرت سے
اور اونکے مکان سونے کی اینٹوں سے بنائے گئے ہیں جواہر کے تودے اونکے گھروں میں موجود ہیں جب ولایتِ چین
میں سلطان سکندر کا گذر ہوا اوس قوم کا مال سنکر بے اختیار جی چاہا کہ اس ملک پر اپنا قبضہ کیجئے غرض
لشکر کشی کر کے چھ مہینے تک لڑتا رہا مگر فتح نصیب نہوئی ناچار سب حکیم اور بہادر اور پہلوان لڑائی سے
عاجز ہو گئے پھر ایک لاکھ کتوں کے قریب یا اس سے بھی زیادہ اون حاکموں کے گروہ میں روانہ کئے جب اوس
قوم نے اپنے ہمشکلوں کو دیکھا نہایت گھبرائی اور خود بخود بھاگ نکلی اس سبب سے سکندر کو فتح حاصل ہوئی
اور وہ دولتِ بیشمار ہاتھ آئی کہ جسکا اوٹھانا مشکل ہوا اون دنوں سکندر ظلمات کا ارادہ رکھتا تھا بوجہ
بارِ گران جابجا چھوڑنا شروع کیا آخرکار کہیں ایک حصار آراستہ کر کے وہ خزانہ رکھدیا اور اس خزانے پر تصویریں
طلسم بنا دیں جو ہتیار ہاتھ میں تیر و کمان ہے جس وقت لوگوں کا گروہ خزانہ لوٹنے کا ارادہ کر کے آتا ہے اونکو وہ
باتیں عوطہ دینے سے جوہر ہوائی ہیں اور وہ تیر خود بخود اونکے ہاتھ میں آجاتے ہیں چنانچہ آجتک وہ خزانہ

ولایت روس

اور بطلع بیہات ولایتِ روس وسیع و بسیار حاصل ہے وہان ایک پہاڑ کے دامن مین صحرائے عالی ہے
اوسمین ایک قوم کا مسکن ہے اور ایک حیوان عجیب پیدا ہوتا ہے اوسکا قد فیل کے برابر اور ایک سونڈ ہے اور
ہاتھہ پاون آدمی کے مانند چھہ مہینے تک سوتا ہے اور چھہ مہینے بیدار رہتا ہے اوس ولایت کے باشندے
اوسکو مکر و فریب سے قید کرکے شہر مین لاتے ہین اور تعلیم و تربیت کرتے ہین جب کبھی دشمن لشکر کشی کرتا ہے
تو اس حیوان کو شراب سے مخمور کرکے دشمن کے مقابل چھوڑ دیتے ہین بنی آدم کو اوسکے مقابلہ کی تاب ہرگز
نہین ہوتی اور غنیم کا لشکر ہلاک ہوجاتا ہے اوس ولایت کے حدود آخر پر حکیم افلاطون نے ایک شہر آباد کیا اوسکو
طلسم آبادِ سکندری کے نام سے نامزد کرتے ہین اوس شہر مین تمام عورتین سکونت رکھتی ہین مرد کا
نام و نشان بھی نہین ہے جبکہ بہار کا موسم آتا ہے تو وہ عورتین جمع ہوکر شہر کے باہر آتی ہین وہان ایک حوض
طلسمی ہے اوسمین طلسم کے آدمی رہا کرتے ہین یہہ عورتین اوسمین داخل ہوتی ہین اور جو مرد جسکو پسند آتا ہے
اوسکے ساتھہ عیش و عشرت کرتی ہین اسیطرح ایک مدت گذر جاتی ہے اور اوسکا اولا ظہور باقی ہے بارہ
برس کے بعد ایکدن مقرر ہے اوس روز تمام عورتین ایک علحدہ سیر و تماشے کو جاتی ہین اور سب مرد دوسری
جانب روانہ ہوتے ہین اوسدن وہ عورتین اپنے بچونکو شوہرون کے سپرد کرکے آپ اوس حوض سے باہر نکلتی ہین
اور جونہی وہ مرد اور بچے اونکی نظر سے غایب ہوجاتے ہین باہر یہہ صورت پیش آتی ہے کہ گویا ابھی اس
شہر سے باہر جانیکا اتفاق ہوا تھا اور ایک ہی ساعت کے بعد حوض سے نکلے ہین بلکہ پاون کے نشان اونکے
زمین پر موجود ہوتے ہین غرضکہ وہ سب عورتین وہان سے روتی پیٹتی اپنے گہرونمین آتی ہین اور اطفال شوہر کی
یاد مین سال آیندہ تک نوحہ و ماتم کرتی ہین ایک برس کے بعد اون طلسمی شوہرون سے خواب مین حاملہ ہوتی ہین
اور اسیطرح ہمیشہ لڑکیان جنتی ہین ولایتِ حبش مین آدمی سیاہ رنگ زرد چشم کشادہ لب سفید

ولایت حبش

دندان بلند قامت اور قوی ہیکل پیدا ہوتے ہین وہان ایک قوم ہے اونکے دانت بعینہ دندان خوک سے
مشابہ ہین شاہِ حبش کے مطبخ مین ہر روز چالیس ہاتھیون کا گوشت پکایا جاتا ہے اور حاضرین دربار خوشی
خوشی اوسکو بالکل نوش جان کرلیتے ہین بجز استخوان کے کچھہ باقی نہین رہتا زنگبار مین ایک پہاڑ کے غار سے
ایک اژدہا جسکی صورت انسان کی شکل سے مشابہ ہے ہر سال باہر نکلا کرتا ہے اور جب اوسکے ظاہر ہونیکا زمانہ قریب
آتا ہے تو وہانکے باشندے اپنے شہرون کے قریب ایک نہر پانی کی اوسکے راستے مین جاری کرتے ہین وہ
اژدہا نہر پر پہونچکر پانی مین اپنا مونہہ ڈالتا ہے فوراً سارا پانی پی لیتا ہے اور پھر واپس ... رین داخل
ہوجاتا ہے جزیرہ سفینۃ الحدب دریائے برکند مین واقع ہے اوس جزیرہ مین دقیانوس بادشاہ نے ایک
باغ بنایا ہے اوس باغ مین حکیمون نے ایک منارہ بلند آراستہ کرکے اوسپر ایک ... کی تصویر قائم کی ہے

اوس تصویر کے ہاتھ مین چاندی کی ایک تختی ہے اوس تختی پر تمام آسمان و زمین کی کیفیت درج ہے
ولایتِ روم عالیشان اور وسیع اور سبز ملک ہے جنگل بیابان کوہستان ریگستان بہت اور آبادی کم
ایکسو ستر شہر عظیم اس ولایت کے تابع ہین اور بارہ بادشاہ جدا جدا حکومت کرتے ہین مگر سب کے سب
روم کے ماتحت و محکوم ہین سلطان کو قیصرِ روم کہتے ہین اور امیرون کو بادشاہ کے لقب سے ملقب
کرتے ہیں دار السلطنت کا نام استنبول اوسکی آبادی ہر طرف بارہ بارہ کوس تک ہے وہان ایک زینت
عالیشان سبز و خرم ہے رات کو اوسکے بیچ بصورتِ چراغان روشن نظر آتے ہین اگر آدمی تماشے کو جا کر پہنچا
اگر کوئی اوسکو ہاتھ لگاتا ہے تو شعلہ اوس سے جلکر آبلے پڑجاتے ہین اور ولایتِ روم اور ملک عرب اور نواح کرد کی
دشتِ پر خطر مین غول بیابانی سکونت گزین ہیں اور ایک شہر کا نام تراب الاقدام ہے اوسکے قریب ایک
پہاڑ ہے پرند جانور مثلِ آدمیون کی صورت اور بعضے اونٹون اور زرافون کی شکل رکھتے ہین اور ایک
کرد مرغزار و جزیرہ مین شکل اسپ ایک مرغ پیدا ہوتا ہے مستی کے دنون مین اوسکے منہ سے موتی جھڑتے ہین اور ایک
بہائم اور سبز تمام ریگ مین کے حیوانات جزیرہ پرندہ کا مسکن ہے اور سیمرغ عنقا بھی اسی پہاڑ پر رہتا تھا جب وہ پرواز
کرتا اوسکے پرونکا سایہ دو کوس تک پڑتا اور اوسکے خوف سے تمام جانور پوشیدہ ہوجاتے اوسوقت وہ عالم گرد کے
جس شہر کیطرف رخ کرتا ہزارون آدمیون کو چن چنکر ہڑپ کرجاتا ناچار بنی آدم نے نہایت فریاد و زاری سے
باری مین دعا کی حضرت آدم کارے اوسکو کوہِ قاف پر قید کردیا اور ہر روز غیب سے اوسکو غذا پہنچ جاتی ہے
انہیں دشت مین ایک صحرا ہر رنگ سے اوسمین غول رہتے ہین اونکی شکل انسانونکی صورت مشابہ ہے مگر ہیبت قد آور
اور دراز ہوتے ہین اور تمام بدن پر لال گول لمبے لمبے بال اور اونکی اور عورتونکی صورت نہایت قوی ہیکل
بلند قامت پر ہیبت اور حیوانات کیطرح تمام جسم پر موٹے دراز بال ہین کانٹون کیطرح سخت اور اونکا رنگ سیاہ
غول اوس صحرا ہولناک مین رہزنی کرتا ہے اور ہر قافلہ پر لوٹ مار کرکے جو چیز اشیائے خوردنی غلہ وغیرہ
انسان و حیوان ان غولون کے ہاتھ آتی ہے اوسکو اپنے وطن پر لادکر لیجاتے ہین اور ولایتِ مغرب
مین ایک پہاڑ کا نام کوہِ صعفا ہے اوسپر ایک غار تاریک و مہیب ہے کبھی کبھی اوس غار سے ایک قوم نکلتی
انسانکی صورت اور حیوان کا جسم اور شیر کی آنکھیں اور ہاتھی کے کان اور سر بیل کیطرح دو سینگ اور اونٹ کیطرح
لمبی گردن اور چار پاؤن ہاتھی کیطرح فربہ اور بازون پر پرندونکیطرح دو پر ہوتے ہین اس قوم کا نام واتیہ یا اعرت
اور وہ اوس غار مین سے نمودار ہوتے سیکڑون ہزار آدمی مین داخل ہوجاتے ہین یہ قوم اپنے بادشاہ سے اجازت لیکر
دنیا کو غارت اور تباہ کرنے کے ارادہ پر غار سے باہر نکلتے ہین مگر شعاعِ آفتاب کے اثر سے فی الفور نابود ہوجاتے
جسوقت اونکے نکلنے کی ساعت آجاتی ہے اوسوقت انہین بدستور چیا و روشن زمین کی ولایت

اور سرسبز و سیراب سیر حاصل ہے وہاں ایک پہاڑ پر عجیب و غریب سانپ پیدا ہوتا ہے انسان کی صورت
اور اونٹ کی سی گردن اگر اتفاقاً انسان اوسکے مقابل ہو جاتا ہے تو اوسکو دیکھتے ہی فوراً ہلاک ہو جاتا ہے
اور اوس ولایت میں ایک چھت بلند ہے رات کو آتش کی طرح روشن نظر آتا ہے بلکہ اوسکی روشنی میں گائے
کریان چرتی ہیں مگر جب کوئی آدمی متصل جاتا ہے تو روشنی غائب ہو جاتی ہے آجتک وجہ اسکی معلوم نہوا
کہ کون سا ہے **ولایت رَیّ** سرسبز و شاداب اور سیر حاصل ہے وہاں جنگل میں ایک حیوان اونٹ کی شکل
پیدا ہوتا ہے ہر وقت اوسکے موبہ مو سے شرارۂ آتش نکلتے رہتے ہیں **ولایت شام** ایک عالیشان ولایت ہے
وہاں ایک صحرائے عظیم ہے اوسکو **بادیۂ شام** کہتے ہیں اوس میں ایک قوم ہے صحرانشین تمام بدن پر جنکے
اور سراپا جسم پر بال موجود وہ قوم بلند قامت اور قوی ہیکل اور دراز ریش ہے اونکی غذا میوہ سیب اور صحرائی
حیوانات اور پانی کے عوض آب انگور و آب انار و سیب مقرر ہے اوس قوم کو **اعرابی** کے لقب سے ملقب
کرتے ہیں ایکبار کسی اعرابی نے ایک عرب کو گرفتار کرکے اپنے مکان میں لیجاکر مقیم کیا اوس عرب کے پاس نمک
اور سنگ چقماق موجود تھا چند روز میں باہم ایکدوستی ہو گئی اور وہ اعرابی اکثر اوس عرب کے واسطے ہرن شکار
کر لاتا ایکروز عرب نے گوشت میں نمک لگا کر آگ پر بھونا اور اعرابی کی خدمت میں پیش کیا اوسے جس وقت
[illegible] کھایا اسکی لذت سے بہت متعجب اور متحیر ہو کر اپنے رئیس کی خدمت میں لیگیا اعرابی کے [illegible]

یہہ گوشت کہانسے لایا اوسنے مفصل حال بیان کر دیا سردار نے مرد عرب کو طلب کرکے جب [illegible]
اور چونکہ ایک عرصہ گذر چکا تھا اسلئے یہہ اونکی زبان سے بھی کچھہ واقف ہو گیا تھا سردار نے اوس سے کہا کہ تو ہمیشہ
نمک کو مع اسباب و لوازمۂ طعام یہاں لاکر اقامت اختیار کر اوسنے خوف جان سے قبول کر کے اعرابی سے
اشارہ کیا کہ کچھہ خرچ مجھے درکار ہے کہ میں اپنا سرانجام کر کے اسباب ضروری خرید لاؤں اوس اعرابی نے
اپنے سرگروہ سے عرض کی اوس سرگروہ نے سونیکی دس اینٹیں اپنے گھر میں سے لادیں اور کہا کہ اگر یہہ
مرد اپنے وعدے پر نہ حاضر ہوگا میں تجھے جان سے مار ڈالونگا آخر الامر وہ اعرابی دوستی کے بہروسے پر ضامن ہوا
اور عرب کو رخصت کیا رخصت کے بعد اوس عرب کو پھر طلب کرکے دس اینٹیں سونی کی اور دیتے غرضکہ اوس عرب نے
اپنے وطن میں یہہ حال ظاہر کیا اور تھوڑے دنوں کے بعد بہت کچھہ نمک اور روغن اور غلہ اور شکر
وغیرہ اپنے ہمراہ لیکر اوس جنگل میں پہونچا اور منتظر تھا کہ وہی اعرابی نظر آیا اور اسکو ہمراہ لیکر سرگروہ کی
خدمت میں حاضر ہوا اور ہمیشہ اوس تحفہ میں سے تھوڑا تھوڑا اوس سرگروہ کو دیتا اور اپنے رہنے کیواسطے
ایک مکان بنالیا اور آپ ہمیشہ اسیطرح خرید و فروخت کے لئے آمد و رفت رکھتا اور جب سرگروہ سے رخصت مانگا





سوکہتے ہیں اوسوقت وہ مرغ ✓ گوشہ میں پانی بہرکر وہاں لیجاتا ہے اوسکا سوبہہ لسونیسک سے
تمام جانورانکی ایک مشکر ہے یہ جب آدم قریب ہوتی ہے توسب مرغ اسی مقدار ورق زمین میں ایک
گڑہا تیار کرتے ہیں اور جسمیں سقا سوداد ہوتا ہے توسب مرغ سا اوس قصان استعمال کرکے لاتے ہیں
اور وہ مرغ گڑہا لبریز بہردیتا ہے یہہ جانور بخاطر جمعی سیراب ہوجاتے ہیں اوسکی اجرت یہہ مقرر کی ہے کہ
اسے گردہ میں سے ایک مرغ خوراک کے لئے مدد کرتے ہیں **ولایت بیت النور** وسیع وعالیشان اور

ولایت بیت النور

سیراب ہے وہاں کے باشندے رات کیوقت ایک پہاڑ پر خیمہ وخرگاہ برپا کرتے ہیں اور عصر کے وقت اوس پہاڑ پر
ایک خیمہ عالیشان سوار ہوتا ہے اور ایک چراغ آفتاب کیطرح اوسمیں روشن نظر آتا ہے اوس چراغ سے
شعلہا سے بوقلموں جلوہ گر ہوتے ہیں اور ہر شعلہ بشکل شعلۂ انساری کیطرح رنگارنگ دکہائی دیتا ہے اور
اون شعلوں سے مرغان جونسرنگ ہوامیں اوڑجاتے ہیں اور ویت سردار اونکے سروں سے عجیب سلسلہ الحان الصوت
سماع آمات نمایاں ہوتے ہیں مردم تماشائی کمال درجہ حیران ہوتے ہیں کہ یہہ کیا اسرار ہے اور جسوقت دیر
روشن ہوتا ہے وہ خیمہ اور چراغ اور مرغ بالکل نظر سے غائب ہوجاتے ہیں اونکا کچہہ اثر باقی نہیں رہتا
[illegible] اوسکا سایہ تین میل کوس چاروں طرف پہیلتا ہے اوس پر بد جانور بکا آشیانہ ہے
وہ جانور [illegible] رنگ گاتے ہیں

اور انسانوں کی طرح باہم حرف وحکایت اور بال والی وسرو جوالی میں [illegible]

لغوبستان

**لغوبستان** سرسبز وسیراب ہے اوس میں ایک شہر عالیشان آباد ہے وہاں ایک کوہ تیں میں بہت بڑا
درخت ہے اوسکی ڈالیاں اس طرح سے بلند اور باہر پہیلی ہوئی ہیں اوس درخت میں مکڑیوں کیصورت میوہ پیدا
ہوتا ہے اوس میوہ کی لذت اور خوشبو کباب تکہ سے بہت مشابہت رکہتی ہے جب وہ پہل زمین پر
اوس کرجاتے ہیں اوسوقت اوس سے گرم کباب کیطرح دہواں نکلتا ہے اور اوس ولایت میں ایک
شہر عالی سرسبز وسیراب ہے اوسکو **تخل لقمون** کہتے ہیں اوسکے گرد ونواح میں تیس میل تک
آفتاب کی روشنی نہیں پہونچتی افلاطون حکیم نے اوس شہر میں ایک منارہ بلند بناکر اوس پر ایک چراغ
بصورت آفتاب روشن کیا ہے اوس چراغ کی روشنی ایک مہینے کی راہ تک اثر کرتی ہے جیسے کہ صبح
صادق کا ظہور ہوتا ہے اور وہاں کے باشندے شب تاریک میں روز روشن کے برابر کام کرتے ہیں اونکو
آفتاب کی احتیاج نہیں چراغ افلاطون ہمیں کفایت کرتا ہے اور اوس ولایت میں ایک پہاڑ ہے
اوسکے نیچے ایک غار تنگ وتاریک ہے اوس سے اکثر گرمی کے موسم میں بچہو نکلا کرتے ہیں قامت اونکا میل کے
برابر اور اونکے ڈنک میں سے آگ کے شعلے سوار ہوتے ہیں اور وہ غار سے نکلکر اوس ولایت کے باشندوں کو

حملہ کرتے ہیں تمام آدمی اونکے معہ وطن سے مع عیال و اطفال جا بجا مخفی اختیار کرتے ہیں اور اونکے مکان
خالی پڑے رہتے ہیں جس جانب کہ کژدم نکلتے ہیں اونکے برابر دو سر اکثر ہے اور اونکے دم میں زہر دار گزیدہ
کلانکے برابر پہر آکر اون بچوں کو اپنے مرض بیش ہلاک کرنا شروع کرتے ہیں کژدم اونکے مقابلہ کی
نہیں لاتے اور خوف سے بہاگ کر اونکی غاروں میں داخل ہوتے ہیں پہر وہ آوارہ وطن اپنے مسکن اور موضع
اور مکانوں میں آباد ہوتے ہیں اور اوس ولایت میں ایک پہاڑ ہے اوس میں ایک غار اور غار میں ایک اژدہا
نکلتا ہے اوسکے قد کی درازی بارہ کوس کی ہے وہاں کے رہنے والے اوسکے منتظر رہتے ہیں جس وقت
وہ باہر نکلتا ہے جتنے لیکر اوسکے سر پر جا بیٹھتے ہیں اور اول کلہاڑی سے بولاتے اوسکا گوشت کاٹ
کاٹکر کہانا شروع کرتے ہیں اور وہ اژدہا اسقدر گوشت کٹنے کی کچھ پروا نہیں کرتا اور ایک مہینے کے
بعد پہر اوسی غار میں داخل ہوتا ہے اوسکی غذا پہاڑ کے بڑے بڑے پتھر ہیں اور آدمیوں کی طرف مطلق
رجوع نہیں کرتا اور اوس کوہ کے قریب ایک دریا ہے عجیب و غریب بایکا وہ اسکو ایک دم میں پی جاتا ہے
**ولایت بقیۃ الارض** ایک ولایت عالیشان ہے وہاں ایک پہاڑ میوے سے پُر ہے اور اوس پر
چشمہ ہائے شیریں جاری ہیں اوس پہاڑ کے دامن میں ایک صحرا ہے اوسکے گرداب سنگین کا ایک دریا
جو چاروں طرف گہرا ہے اوسوقت پتھر کی صورت ہو جاتی ہے وہ پہاڑ تمام سونے کا ہے اوس پر ایک قوم رہتی
اونکا سر فیل اور ہاتھی اور اونٹ وغیرہ کی طرح اور تمام جسم اعضاء بنی آدم کی مانند اور جب کوئی انسان اونکے
پاس آجاتا ہے تو اوسے بسمل اوسکو ہلاک کرتے ہیں مگر اوس چشمہ سنگین کے خوف سے اسطرف عبور نہیں کرسکتے اور اوس
سنگین کے اس جانب جو لوگ سکونت رکھتے ہیں اونکا یہ طریقہ ہے کہ بڑے بڑے گروہ کہو جگہ جب آپ
جمع ہوتے ہیں اور ڈہول نقارے وغیرہ خوب زور سے بجاتے ہیں جب اوس قوم کو خبر ہوتی ہے تو اونکے
واسطے وہ سر کہا پر آتے ہیں اور کان لگا کر مدہوش ہو کر بجانے میں آجاتا۔ وجہ وہ بیہوشی کا خاتمہ ہی
ہوتا ہے جب یہ لوگ اونکو بیخبر پاتے ہیں تو یہاں سے تیر اور گولیاں اونپر برساتے ہیں جب بہت سے
کچھ زخمی ہوتے ہیں اور کچھ مر جاتے ہیں تو یہ لوگ ڈہول اور نقارے کی آواز موقوف کرتے ہیں تو تھوڑی دیر بعد
جب اونکو ہوش آتا ہے اور اپنی طرف والوں کو مقتول و مجروح نظر آتے ہیں تو نہایت غصہ کی حالت میں
اوس پہاڑ پر سے سونے کے پتھر اوٹھا اوٹھا کر اس ولایت کے آدمیوں کو مارتے ہیں یہ لوگ اول گڑہوں میں
پوشیدہ ہو جاتے ہیں جب اونکو زیادہ غصہ آتا ہے تو بہت بڑے بڑے پتھر نہایت زور و طاقت سے
اونکی طرف پہینکنا شروع کرتے ہیں اور جب وہ سمجھتے ہیں کہ سب چہپ گئے اور نظر نہیں آتے اوسوقت
وہ روتے پیٹتے جنگل میں داخل ہوتے ہیں اس ولایت کے باشندے وہ سونا جمع کرکے نصف خزانہ شاہی کو

داخل کرتے ہیں اور سب باہم تقسیم کر لیتے ہیں اوس کوہ کو **معارج طیبہ** اور اوس قوم کو **قوم یوق**
کہتے ہیں اور اوس میں ایک صحرا وسیع ہے وہاں ایک قوم کا سکن ہے چہرہ اونکا کہر کی طرح مدور اور
آنکہیں سرخ اور تمام بدن پر بال جو کری لاجکے ہیں اوس قوم کی غذا سانپ اور جوتے اوسوقت اونمیں بچہ
پیدا ہوتا ہے جو اوسکی قدرت سے اوسیوقت عند موت رہو بحکرات بالباہ کے برابر تو دو ناست پیدا کرکے
معلوم ہوتا ہے اس قوم کی عمر بہت بڑی ہوتی ہے سیکڑوں برس زندہ رہتے ہیں اور جب موت کا وقت
سر پر آتا ہے تو خود بخود تلووں سے آگ لگتی ہے اور سر سے پاؤں تک اپنی آتش میں آپ جل بجہتے ہیں اور
خاک سیاہ ہو جاتے ہیں **ولایت خاورستان** وسیع و پرنزل ہے اوس ولایت میں ایک سونیکا برج
پیدا ہوتا ہے دہاں کے باشندے ہیکل اوسکو گرفتار کرتے ہیں دو منہ ہر برج ایک بیضہ دیتا ہے اوس انڈے
پہنچتے ہیں اور موتیہ میں ایک ونیم نکلتا ہے **ولایت ظلمات** وسیع و عالیشان ہے وہاں
بیضہ و تقویہ ولایت کے حسد رہتے ہیں سکے لکانوں میں حسب لیاقت ایک ایک تہہ خانہ موجود ہے
اور سرکا ہیں جہ سکونت رکھتے ہیں اور بقدر ڈہول اور نقارے موجود ہیں جسوقت آفتاب جہانتاب
غروب ہوتا ہے اک رحمت کی ہیبت سے زن حاملہ کا حمل گر پڑتا ہے
اور بچونکا کلیجہ پہٹ جاتا ہے اور مرد جوان نامرد ہوتا ہے اور پیر ملتے ہیں
اس سبب سے یہہ رسم ہے کہ غروب آفتاب کیوقت سب لوگ پیر و جوان اور اطفال صغیر.
تہ خانوں میں داخل ہوکر ڈہول اور نقارہ کمال زور و شور سے بجاتے ہیں اور اس رسم کے سوا سلطان سکندر
ذوالقرنین کا جب اوس ولایت میں گذر ہوا اور اس احوال کی خبر سوئی تو اوسے حکیموں سے کہا کہ کوئی ایسی تدبیر
کرنی ضرور ہے کہ یہہ لوگ اس آواز سے محفوظ رہیں حکماء کے حکم کے موجب کوس رویں ہر شہر اور موضع میں مقرر کیا
نقارہ کی آواز جا بجا کوس پہونچتی ہے غروب آفتاب کیوقت وہ لوگ اس نقارہ کو بجاتے ہیں تو وہ آواز
کسی برابر میں کرتی اور بہی اوس ولایت کی آبادی کا سبب ہے **کوہ تصویر** کرمان کے متصل ہے اوس
پہاڑ کے بیچ بشکل انسان اور پتہر اوسکا انسان کی تصویر سے اگر اوس پہاڑ سے کوئی سنگریزہ یا پتہر توڑکر علیحدہ
کریں تو وہ بہی انسان کی صورت نکلتا ہے اور جو اوسکو باریک پیسکر پانی میں گہول دیں تو اوسکی تہہ میں انسان کی
تصویر بکروہ تہہ نشیں ہو جائیگی **کوہ تبت** ایک پہاڑ ہے جب اوسپر آگ روشن کرتے ہیں تو پانی اوسکے
نیچے سے موجود ہوکر آتش کو بجہا دیتا ہے چنانچہ ایکبار حاکم نے امتحان کیواسطے گیا اور حکم دیا کہ لکڑیاں جمع
کریں گے بہت اور بعد روشن کرنے جسوقت آگ سلگائی فوراً پانی ظاہر ہوا اور آتش سرد ہوگئی **کوہ تیمیر** ایک
پہاڑ ہے دو گہڑی دن باقی رہے ہر روز وہاں باد نسیم چلتی ہے اور درختوں کے پتوں کو ایک عجیب حرکت پیدا ہوتی ہے

ولایت خاورستان

ولایت ظلمات

اور ہمیشہ ایک طرح کی آواز خاطر خواہ کانوں میں آتی ہے اور اس آواز میں تمام طرح کے راگ سنائی دیتے ہیں اور اکثر اوقات
عجیب غریب مزے کے اشعار مختلف الاوزان زبانِ کشمیری میں معلوم ہوتے ہیں ہر روز شعرائے صحیح کو وہان
ہجوم رہتا ہے **چشمہ داراب** میں ایک قسم کی گھاس پیدا ہوتی ہے جسوقت کوئی غسل کیواسطے اوسمیں اوترتا ہے
تو وہ گھاس تمام بدن پر لپٹ جاتی ہے جسقدر زیادہ بیقراری کرتا ہے اوسیقدر زیادہ محکم ہوتی ہے اور جب
اپکو صبر کرتا ہے تو اوس پانی کی طبیعت سے خود بخود جدا ہوتی ہے **چشمہ تار** نواحِ انطاکیہ میں موجود ہے جو چیز
اوسمیں ڈالتے ہیں وہ پتھر میں ملجاتی ہے **چشمہ موش** حدود مصر ایک مرغزار میں چشمہ آب ہے اور اوسکے گرد ایک
قسم کی مٹی ہے جسوقت یہہ مٹی اوس پانی میں ملکر کیچڑ ہوتی ہے تو اسکے چوہے بنجاتے ہیں اور **عجائباتِ
انسانی میں عوج ابنِ عوق** کہ جسکو اکثر عوام الناس غلطی سے عوج بن عنق کہتے ہیں حضرت آدم کی
بیٹی کا لڑکا تھا اوسکا قدو قامت بہایت طولانی طویل تھا اور چھ ہزار نو سو ایک فیٹ اور ہزار برس کی نوبت پہنچی
اور طوفانِ نوح کہ جو بلند پہاڑوں سے اونچا تھا اوسکے گھٹنوں تک تھا اور اسکے زانو سے بلند نہوا جب وہ مرگیا تو اوسکی
ساقِ پا ایک عرصہ دراز تک رود نیل پر پل کا کام دیتی رہا اور جب **محمد معظم بہادر شاہ** اپنے برادر حقیقی
**اعظم شاہ** کو قتل کرکے تختِ عالمگیر پر جلوہ افروز ہوا بعد شاہزادہ کام بخش کی فکر میں حیدرآباد کیطرف روانہ ہوا
اور وہاں جاکر اوسکو بھی مقتول کیا اس اثنا میں بھی لو داسنگہ جنسیں گرو گوبند سنگھ لاہور کی جانب
ہو دو شورش و فساد ہے اوسیوقت اوسکا ارادہ کیا بر رو پر شکار کہیلتے ہوتے چلے جاتے تھے ایک دریا کے
کنارے ہمراہِ امرائے دولت شکار میں مشغول تھے اتنے میں **فتح اللہ خان بہادر** دو ہزار سوار کے
ہمراہ ایک کوہ میں داخل ہوئے وہاں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک دیو بچہ جسکا ستر گز کا قدو قامت ہے اور تمام
اعضا جسم کے مطابق طویل و عریض ہیں اوسکا سر گنبد کے سر سے مشابہ اور جسم بصورتِ انسان اور ہنوز
دو دو کے دانت موبہ میں موجود ہیں خواب غفلت میں مست و مدہوش ہے فتح اللہ خان نے حکم دیا کہ ہاتھیوں کے
زنجیر کا حلقہ لاکر اسکے گلے میں ڈالدو اور تمام بدن اسکا پیچ در پیچ رسیوں میں جکڑ لو غرضکہ جکڑ دیا گیا اور دونوں
ہاتھ پاؤں اوسکے مضبوط باندھ کر بیس سوار مع نقیب اوسکو کمال احتیاط سے گرفتار کرلیا اور وہ خواب غفلت
بیدار نہوا جب اوسکو گھسیٹنا شروع کیا تو وہ ایکدم چونکا اور ہر چند ہاتھ پاؤں مارے مگر کچھ اثر نہوا آخر کار
اوسکو ہاتھیوں پر لادکر لشکر بادشاہی میں حاضر کرکے بادشاہ کے حضور میں پیش کیا معظم شاہ کو از حد تعجب ہوا
اور فرمایا کہ یہہ فال نیک ہے انشاءاللہ تعالی بندا سنگھ بھی اسیطرح اسیر ہوگا اور حکم دیا کہ اسکو زندہ چھوڑ دو چنانچہ
رہائی کے بعد بیس روز تک زندہ رہا پھر قید حیات سے مخلصی حاصل کی اور حیوانات میں ایک عجیب قسم کا
حیوان ہے اوسکو جھنکار کہتے ہیں اور وہ نر ایک جانب ایک بڑا رکھتا ہے اور دوسری طرف ایک ...

ویلی بدالقیاس مادہ ایک نہایت ایک حلقہ کہینچتی ہے اور دوسری طرف ایک بڑے جست میں پرواز سے میں تو بیتحدہ
ہوکر دانہ کہانے میں اور جب پرواز کا ارادہ کرتے ہیں تو نر اپنے دانہ کو مادہ کے حلقہ میں ڈالدیتا ہے اور
دونوں باہم پرواز کرتے ہیں حاصلِ کلام یہہ ہے کہ عجائباتِ ربع مسکون اور غرائبِ عالم کہ جنکو ہم متبادر سمجھتے
ہیں کہ زبان کو مقدور بیان اور قلم کو طاقتِ رقم نہیں اور سب سے زیادہ عجیب غریب حضرتِ انسان ہیں کہ
بہت بقا سرانجام و امداد اور بہبود احباب نظر سے کرتے ہیں مگر بیہودگی و غفلت اور بیہودہ سکوت سے
مطلقاً عبرت حاصل نہیں کرتے ہیں اور تماشا یہہ ہے کہ دل کو اپنا دوست جانتے ہیں اور دنیا میں چھوڑ جاتے ہیں
ظلم و ستم کو دشمن سمجھتے ہیں اور ساتھ لیجاتے ہیں اگر کسیکا ایک گناہ دیکھہ لیتے ہیں ہزار زبان سے اوسکی
ہجو کرتے ہیں عیب آپ ہزاروں گناہ کرکے خبر نہیں رکھتے کہ کچھہ کیا ہے بالکل بہیان تو دیگر ہے الاولکو
اوروں کو حلال دیتے ہیں اور خود وہیم و ناطلب ہیں حرص کی محبت ایسی کہ ملے جاتے ہیں دوستوں کو
ہمدردی کی نصیحت سے ملف کرتے ہیں اور خود ہوا کی اتمالِ جروی سراو ہیں خدا کو دوست جانکر اوسکا حکم نہیں
مانتے شیطان کو دشمن بجانکر اوسکی فرمانبرداری سے باز نہیں آتے دنیا کو سودا جانکر اوسکی نوردانی سے گریز نہیں کرتے
قیامت کو برحق جانکر اوسکی کا اندیشہ نہیں فرماتے اس زندگی پر اور ہزار افسوس اس زندگی پر

## مؤلف

محاسبہ وعدہ کا علاوہ جسم عبث سے — کہ ویران خانہ دنیا کا ہے تعمیر غفلت
عبث اے ہیچ و پوچ سے دلبستگی کب تک — ہوا کا لعبہ مردل

ایک دن کہ شہزادہ علم و اقبال سے کسی علاج کا سوال کرسکے مگر ایک شخص ماسٹر دراس مسمریزم
نام عرض کرنے لگا کہ عجائباتِ انسانی میں یہہ بات بھی داخل ہے کہ انسان عجائب بیّنا اور غیب گوئی کرسکتا ہے
لیکن آپ نے اسکا کچھہ بیان فرمایا حضور پرنور نے جواب دیا کہ یہہ بات نہایت سہل طریقے سے انسان کو حاصل
ہوسکتی ہے کیا آپ کو نہیں معلوم کہ فرنگستان میں ایک فن ایجاد ہوا ہے جسکو مسمریزم کہتے ہیں صاحب
موصوف نے کہا کہ البتہ میں نے اوسکا نام سنا ہے مگر آپ اوسکی مفصل حقیقت بیان فرمایئے شہزادہ نے کہا
کہ حکمائے فرنگ نے تصور کو اس علم کا موضوع قرار دیا ہے کہ دلسے کسی شے کی تصدیق کو صحیح جانتا ہے بیدرد
برس کی عمر سے بیشتر اوسکی تحصیل کا نہایت عمدہ زمانہ ہے اسکے واسطے صحتِ دماغ لازم ہے
بشرطیکہ ترکیب میں بے ترتیبی واقع ہوا ہو مقصود سمجھہ کیونکہ
پانچ مرحلے مقرر ہیں **مرحلہ اول** یہہ ہے کہ رات کو سوتے وقت آنکہیں بند کر

تصور کرے کہ تمام مکان میں برابر سارا ایک قسم کی رکابیاں یا کٹوریے یا لوٹے وغیرہ سے فرش ہو رہیں
اور پلنگ پر کہ تمام جسم پر بچی رکھے ہیں اور ہر ہر تصور میں چہرہ کو بدلتا جاتا ہے جب یہ تصور خوب قائم
ہو جائیگے اوس وقت عالم تصور میں دبا دیا آنکھ کو ملنی شروع کرے اور یہ قرینہ تصور میں آنکھ کو بہت کو زیادہ
کرتا جاتے جس قدر کیفیت جسے لکھا ہو مل ہو تو اوسکی تصدیق کی فکر کرے یعنے تصور کیا کہ ایک جگہہ ایک
لوٹا رکھا ہے اور ایک چھڑی ہاتھ میں لیکر اوس خیالی لوٹے پر لگاتے ہیں پہلے کچھ معلوم ہوگا آخر کار اس
درجہ سے ایسی آواز آئیگی کہ اوس مکان کے سب لوگ سنکر متحیر ہو گئے پھر مرحلہ دوم کی فکر کرے
اور اس تصور کا اسی طرح پر ہو چکا اسکی یہ تدبیر ہے کہ چند بیابانات کی بین خود درخت جب درخت
اوگ جا تو ایک درخت پر نظر ہو اور یہ تصور کرے کہ یہ درخت سے گرا ہے اور میں اپنے تصور سے اسکو گرا دیا ہوں
اسیطرح درخت بار بار تصور کرے اور اسکا امتحان کرے و اصل وہ درخت اور درخت سے گرا ہوا نظر آتا اسیطرح کسی چیز
نظر جاکر چھوٹا گرانا شروع کرے وہ چھوٹا ہو جائیگا اگر مرحلہ اول کی مشق ترک کرے مرحلہ سوم یہ ہے کہ گھڑی
بازوت با نفوذے چھوٹے بڑے جانوروں کے بچوں کو سامنے رکھکر کسی چیز سے حرکت دے کہ وہ جاگیں جو
نظر جاکر تصور کرے کہ مجھ میں حب سکتا اور کیسا عمرت دیکر تصور کرے کہ یہ ہوا ہے جب اسکی تصدیق
ہو جائے تو اس قسم کے چھوٹے جانوروں پر عمل شروع کرے اسیطرح اوسے مرتب جانور پر نظر جماتے
رفتہ رفتہ جب کر سنگ کی نوبت آجاتے اوس وقت آدمیوں کے تصویر اسکو عمل کرے کہ کسی چھوٹے
لڑکے کو پانو پر استادہ کر کے کسی چیز کیطرف متوجہ کرکے تصور سے گرائے جب وہ بھی گرنے لگے تو کچھ
فاصلہ سے شروع کرے اور تدریج وہ بیہوش ہوتے جب بیس قدم کی نوبت آئے تو اوسکے بڑے
لڑکوں پر اور پھر جوان آدمیوں پر مشق شروع کرے کبھی گرائے اور کبھی اوٹھائے اور نظر سے گرانا تصور کرنے کی
ضرورت نہیں صرف اسکا دیکھنا کافی ہے اور ایسی حالت میں کسیکو بیہوش نہ کرے اور بنا بیہوش ہو تو
تو اپنے تصور سے پھر ہوش میں لائے اگر ان تصورات کی تکمیل میں دیر گذرے تو پھر اگر ترک کرے
اور اسمیں مرحلہ اول و دوم کی مشق بھی کرتا رہے مرحلہ چہارم یہ ہے کہ جب مرحلہ سیوم تک خوب
مشق عمل ہو جاوے حالت میں بیٹھا بیٹھا یہ تصور کرے کہ میں اسوقت فلانے محلہ میں فلانے
دوست کے مکان پر گیا ہوں اور وہاں کی کیفیت دیکھ رہا ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ وہ مکان
بخوبی دیکھا ہوا ہو اسیطرح چند مکانات کا جو آپس میں ایک باہم فاصلہ رکھتے ہوں تصور کیا ہے جب اسکی
تصدیق ہو جائے تو اپنے تصور کو ایک شہر سے دوسرے شہر میں لیجاتے مگر اوس دوسرے شہر یا اوسکی
سمت سے صحیح خبر رکھتا ہو اور شہر کے حالات خوب مشاہدہ کرے اور اسی مرحلہ میں زمین کے اندر دیکھنا تصور اور

کبھی مسند صدور کے اندر کا تصور اور حجرہ متصل کے اندر کا تصور اور اسباب کے شکر گذر
کہ مرتبۂ چہارم و پنجم کبھی آنکھ کھول کر کرے ورنہ اوسکی تکمیل دشوار ہے اور اول و دوم و سوم
کرین جب ان چاروں مرتبوں کی مشق میں تکمیل حاصل ہو جاتی ہے اوسوقت مرتبۂ پنجم کی
کہ اگر روضہ مطہرہ کا تصور کرے کہ میں روبرو قبر شریف کے کھڑا ہوں علاوہ مقام پر گیا ہوں
کسی حالات کا تصور ایسے دل سے قائم کرکے کرے کہ اوس روضہ کی جو کیفیت نظر آتی ہے اوسکو اوم
کرے جسقدر نظر آتی ہے اوس سے زیادہ کوئی بات نکالے غرض جب کیفیت روضۂ نبوی نظر آنے لگے تو
تصور کرے اور رفتہ رفتہ اس تصور کو بڑہاتا جائے آخر بڑہتے بڑہتے نوبت یہانتک پہنچی کہ سالہا سال
نام نہیں کوئی سبب جسوقت مہاراجہ نے یہانتک سمر ریم کا جواب فرمایا ایک شخص روبینہ گری کا رہنے
**مقامیں لغت لغت** کے تب حاضر دربار تھا کہنے لگا کہ اے خلد اقبال یہ حال پہلا سبب ہو رہا ہے
ہی کسی طلسم باعث ان باتیں گوئی وغیرہ میں داخلت کہتے ہیں یا نہیں اور اعتقاد کس چیز کو پوشیدہ مخفی کرتے ہیں
حالت جب مطلع اور امید تم میں ہی زبان پر یہی لاتے حرف یہ کہا آپ جبتک عادت ہو نہیں ہوسکے رہا
احوال معلوم نہیں ہوسکیگا اگر یہ **فری میسن** کہ جسکو عوام **فرامشن** کہتے ہیں مرکب تو صحیح ہے اسکے معنی معمار
**آزاد معمار** مگر اصطلاح میں معنی **مقبولِ بارگاہِ کبریا** اور اس کارخانہ کا نام زبان ہندمیں **لاج** گھر
جو اسکی جماعت کے خیرخواہ ہیں وہ اسکی کمال تعریف کرتے ہیں اور جو اسکے بدخواہ ہیں وہ ہمیشہ اسکی تضحیک و تحقیر کے
درپے رہتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ اسکے برابر حق ایمان کہیں نہیں کوئی اسکو بالکل حرکت شیطانی جانتا ہے
بعض اسے نیکی کا الٹ کتاب سمجھتے ہیں اور بعض اسکو دنیا کی کل برائی قرار دیتے ہیں مگر اسمیں شک نہیں کہ کوئی
نہ کوئی بات ایسی ضرور ہے کہ جسکے سبب لوگ روپیہ کثیر اور محنت شاقہ کمال خوشی گوارا کرتے ہیں ان لوگوں کے لباس
کارخانے میں عجیب و غریب ہوتے ہیں تمام جواہرات اور تمغے انکے گلوں میں لٹکتے ہیں اور جس جس گھر سے جو شے کسیکو
عطا ہوتی ہے وہ نہایت عجیب اور بڑی نعمت سمجھی جاتی ہے انگریزی لاج گھروں میں ملکی یا مذہبی امور کا کچھ چرچا
نہیں رہتا مگر بسبب قوم عیسائی استے بڑے بالاں اور تمام کی ہیں اور لطف یہ ہے کہ صاحبانِ انگریز اور اچھے اچھے عالم
داخل اس عقیدہ خانہ کے معتقد کثرت سے ہیں اور کسی ملت و مذہب پر منحصر نہیں سب لوگ اس عقیدے والوں میں داخل
ہوسکتے ہیں اپنا بھید کسی سے نہیں کہتے اور ایک دوسرے کو بھائی کہتے ہیں اور باہم الفت رکھتے ہیں لیکن عورت اور غلام اور
مشرک اور غیر اہلِ کتاب اس قوم میں ہندو اور حرامی کو قبول نہیں کرتے جسوقت جلسہ ہوتا ہے تب کی گفتگو شروع ہوتی ہے
تو ایک شخص کھڑے ہوکر جب اسکا اظہار ہوتا ہے سر پر جسکے نظر عزت سے حضرت پروردگار کی قدرت کاملہ کا اشارہ
کرتے ہیں پہلے جلسہ میں کا امر ٹوپی اوتار کر کہتا ہے کہ **لاج گھر کھولا گیا بنام مقدس سینٹ جان**

ہا کرے گر گیا کیا جاتا ہے
بھی ورد گذشت
وہ بہت سے
تصور میں
سا عرض
ہا کرتا کا
سکا
لو

پوچھا کہ کوئی گالی اور قسم اور غیبت وغیرہ بُری بات نکرے میں مجلس کا نام فریمیسن ہے
اوسکے ہاتھ کا نام جونیر وارڈن اور سینیر وارڈن ہے، ہر کتاب مقدس وقت کہولتی ہے جس مقام پر ہو
وہاں سے اوسکو کالا تے ہوتا ہے کہ حیرت نام دو مارے رکھو پر سب ملکر اوس پیر کو فرت کی
عورکرکے اوسمیں مر یک ہوکر اوسکی اسٹ گفتگو کرتے ہیں وہ گفتگو ایک کسی کہتی ہے کہ بہ انگلو کی طرح بیان کرتے اور
اوسوقت کوئی جاوے تاکہ سب عمل میں لاوے اوس پیر حرارت کی کمال علامتہ ملکہ وہ ایک ہمت مقرر کرکے ملکی عبادت کرتے
اور اوس پیر کچھ چیز ہوتی ہے جسا کہ تحقیق کرکے جاند و سورج اور کئی قسم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا کی
عظمت کا بیان معلوم ہوتی ہے آدمی کی کہوپری اس غرض سے رکہتے ہیں کہ آج حوصلہ تاحوصلہ کل وہ ماکیں شہید ہونگے
غرضکہ اسی طرح کچہہ آلات سماوی وغیرہ موجود ہوتے ہیں اور یہہ مراد کہ محبت و مروت اپنے میں مرم کرے اور تمیز کو
حاصل ہو یہہ عقیدہ لا اخلاق اسکو بھی ملا رہے جو اس جماعت میں شامل ہوا ہی متعالیس جو وقت کوئی جمع ہو کر
ہوتا جاتا ہے تو اوسکو ایک مالک کرتے ہیں الغرض کچھ مادہ کہ عرصہ تک خاموش تہا کہ بہت رہا بعد بات سب
فریمیسن اپنا دم سوا اور بیمار وصلاح لگاتے وہی مدعا جمع کرنا اور رہا کہتے جیسے رہتے ہیں میں مجلس
قریب لگتا ہے وہاں طلق کبہی گذر نہیں ہوتا اوس کا پردہ رہتا ہے وہاں اوسکو ملا کر سب اوسکے گرد بیٹھ
جاتے ہیں حرف و دعا اور ہم وابستہ طریق امتحان اکثر ہیں اور جس درجہ کا شخص ہے اوسی درجہ کے نشان کا سمجھا جاتا
اور نہایت استحکام کے ساتھہ عہد و پیمان کرتا ہے کہ میں یہہ راز کبھی کسی حالت میں فاش نکرونگا اگر بحث قبول
کریں یہ ہوا اور اوس مقام پر بعض عادت و پارسائی بس لوگوں کے مالیت جس کے اور وہ بیان کرنا
مشاں میں عہدہ صدر ہوتے ہیں متفق سکتے ہیں وہ اس جسکو دکہاتے ہیں اور وہ اونٹانی ایک جو اس کا ہو کر
اپنا مطلب اور بیر تحریک کے سے اوسکے کام میں ہو کر دیتے ہیں اوسوقت یہہ شخص فریمیسن ہو جاتا ہے پھر
جو ایک دوسرے کو پہچان لیتے ہیں مرت الغرض کی تبلی کو اشارہ ہے کچھ کشف و کرامت نہیں اور جسوقت
کوئی فریمیسن ہونیکا قصد کرتا ہے تو اول اوسکو فیس روپیہ سے سو دو سو روپے تک داخل کرادیتے
ہیں دو ایک سال میں ہزار ہزار آدمی فریمیسن ہوا کرتے ہیں اور اکثر بہت عزت و مہر دی سے
باہم ہی اوقات بسر کرتے ہیں زیادہ بیان کہ جب اس کا حال کہلتا ہے اسلئے موقوف ہوا

سب سنتے ہی برخاستہ مجلس سے سحاب شد و جمیع مجلس بھرا
عالم قدرت سے فرزانہ روزگار کو سے نہر قاتما
کمال انعام وخوشی میں رخصت ہوا

رخصت ہوا





باب ہشتم و سوم

| | |
|---|---|
| نئے ہیں تصور سے نئے ہیں خیال | ...ے ہیں تکلم سے نئے مضمون |
| لبن ہے بعثہ برق تجلی انوار | ...ے جلوہ مصحف بیو گردون |
| نقاب دوستہ ہر حیہ روئے لیلی است | ...اسے لائے گر کوئی دیدہ مجنون |
| مری نگاہ سے کر مضمون کا نظارہ | ...بدہ ہو تو نیرنگ دعب بوقلمون |

حقیقت انجمن امتحان سے شہزادہ نامدار پر ... جلد وا و وزیر ہوا اور ستارہ صبح ہیداہ
ناخن زبان اسرار بیان سے عقدۂ رموزات معنی کو اسطرح کشایش دیتا ہے
اس قال پایہ ہیں کہ کبھی کچھ پہرا ہے عجیب مصنف نا سے عریب کی کیفیت اور اصل حقیقت سے
کرین کہ وہمِ چالاک کو برق جولانی نامل ہو اور عقاب طبیعت کو سعب بلند پروازی سے تعجز وقد
رگلگل برگند یہ ورنج باز ہ نزان سال کہ زنا بوس جرات مدرآہ ہنی نر ہے کہ زمانہ حال مین اکثر
فیلسوفون نے ہرا نا فنون بدیع و نادر ایسے ایجاد واختراع کئے ہین کہ او نکو بہی عالم طلسمات مین محسوب کرنا
مگر چونکہ ہم لوگ اکثر اوسکے مشاہدات کے عادی ہو گئے اسواسطے کل جدید لذیذ کا لطف ساقط ہو گیا چنانچہ
تار برقی اور دہوئین کی گاڑی اور جہاز دخانی اور تصویر عکسی اور بجلی کا لمپ وغیرہ کہ فی زمانا مروج ہین انکے احوال
واقف ہونا ضرور ہے اول ہم تار برقی کی کیفیت مختصر طور پر بیان کرتے ہین کہ تمہیں سمجھنے مین دقت واقع نہو
یہہ تار آہنی جو کہ سابق مین بانسون اور تھمبون پر لگایا گیا تہا اور فی الحال اسکے واسطے ستون آہنی ہو گئے ہین
اسکا نام زبان انگریزی مین **ٹیلی گراف** ہے اور اس سے پہلے ہندوستانیون کی نظر سے اسملک مین کبھی نہین
گذرا تہا مگر اہل یورپ نے اسکو مروج کیا اگرچہ عوام الناس اسکو ستونون پر رکہا ہوا دیکہتے ہین اور یہہ بہی جانتے ہین
کہ اسکے ذریعے سے دور دور دراز کی خبر بہت جلد آسکتی ہے مگر حقیقت حال سے ایسے ناواقف ہین کہ جس وقت یہہ
ابتدا مین تیار کیا گیا تہا تو بعضے گمان کرتے تہے کہ اس تار پر ایک پتلی کل کے رستے دوڑیگی اور ایک مقام سے دوسرے
مقام پر خبر لیجایا کریگی اور بعضے خیال کرتے تہے کہ تار اندر سے خالی ہے اسمین کوئی چیز سیال جیسے پانی وغیرہ کیطرح سے
رقیق ہوگی اور اسکے بہنے سے ایک جگہہ کی خبر دوسری جگہہ پہونچ جائیگی اور اکثر لوگونکو اصل مطلب مین بہی مدتون
شک واقع رہا اور کہتے تہے کہ اسقدر جلد خبر کی آمد ورفت محال ہے یہہ تار سرکار نے کسی ایسے کام کیواسطے لگایا ہے

کہ اوسکا مطلب سواے اسکے ان سرکار کی آمدنی بیش جاتا اسطرح پر ایک اتفاق اسکے موافق پیدا کہ ان خیالات کو
الغرض یہ تار برقی ہندوستان میں اول سنہ ۱۸۵۱ عیسوی کو بمبئی سے آگرہ تک جاری ہوگیا تھا اور وہ آلات و اسباب
وغیرہ جو مقامات مختلف پر موجود ہیں اسکی ماہیت اصلی سے اہل ہند بہت کم واقف ہیں اور جس طریق سے باہم خبر رسانی کا
سلسلہ جاری تھا بہ مگر آگاہی نہ رکھتے تھے جب سنہ ۱۸۵۷ء میں غدر برپا ہوا تو باغیان نا عاقبت اندیش نے اوسکو جابجا
شکستہ و گسستہ کر دیا مگر جبکہ اقبال و عدل ملکہ معظمہ **کوئین وکٹوریا فرمانرواے انگلستان** نے
آتش فساد کو اوس انتظام سے منطفی کر دیا تو بار دیگر اسکی مرمت و درستی کا سرانجام بخوبی عمل میں آیا اسے مختصر بر و اگرچہ
اب تک یہ کسیکو نہیں معلوم کہ مادہ برقی کیا شے ہے اور اوسکی اصل ماہیت کیا ہے لیکن حکیموں نے اسکی تعیین قوتین اسکی
اور مادہ پیدا کرنیکی اسباب دریافت کرکے اوسکو اکثر مطالب میں مستعمل کیا ہے اور انکو باقی یہ تحقیق کی قوت دو قسم
**اول قدرتی** جیسے بادل کی بجلی یعنی جھلیوں میں پائی جاتی ہے **دوم مصنوعی** جو انسان ہی کا اثر کی
لیے صنعت سے نکالتا ہے انسان اسکو نکالا ہوا بجلی کا مادہ کئی ترکیبوں سے پیدا ہوتا ہے **اول** رگڑ سے
**دوم** گرمی سے **سوم** کئی چیزوں کو باہم ترکیب کے ساتھ ملانے سے چنانچہ قسم سوم بجلی گراف کے کارخانہ میں برتا جاتا
اور ابتدا اسکی اسطرح پر ہوئی کہ حکیم **گیلونیہ** کو بعد از العاقبہ دریافت ہوگیا تھا کہ اگر دو مختلف قسم کی دھاتوں کے
ٹکڑوں کو باہم ملا کر ایک ہاتھ سے ایکسی دھات کو اور دوسرے ہاتھ سے دوسری دھات کو چھوئیں تو ایکطرح کا ضعیف سا صدمہ
محسوس ہوتا ہے اگر اونکو زبان پر رکھیں تو ایک قسم کا مزا جو دونوں دھاتوں کے مزے سے علحدہ ہو پایا جاتا ہے مثلاً
اگر جستہ زبان کے نیچے اور اوسی طرح تانبا جست کا اوسکے اوپر رکھکر اور کلیف دونوں کو ایک طرف سے ملادیں ایک
قسم کا مزا جو سابق میں د... ٹکڑوں کے مونہ میں رکھنے سے پیدا نہیں ہوتا تھا محسوس ہوجاتا اسطرح اگر علحدہ
اون ٹکڑوں کو ملا کر علحدہ کر... وہ کیفیت زیادہ تر محسوس ہوتی جاتی تھی حکیم گیلونیہ نے دریافت کیا دو دھاتوں کے
دو دو ٹکڑوں سے... سے جوڑے لیے اور بھیگے ہوے کپڑے کی تہہ دیکر باہم ملانے سے تو زیادہ طاقت دیا
لیے دونوں ٹکڑوا... سے کو چھونے سے بہت سا صدمہ محسوس ہوا چنانچہ اوسکا نقشہ یہ ہے

جست کا ٹکڑا
تانبا
بھیگا کپڑا
جست
تانبا
ٹکڑا
جست
تانبا
کپڑا
جست
تانبا
کپڑا
جست
تانبا

اس میں تانبے اور جست کے دو دو ٹکڑے ہیں اور اون میں کپڑا نمک کے پانی سے بھیگا ہوا رکھا ہے اسکے اوپر اور نیچے کا

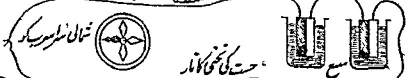
تختوں کو چہو نیسے جسقدر حاصل ہوتا ہے اوسکے بعد اسمیں یہہ اصلاح ہوئی کہ جست اور تانبے کی تختیوں کو
علاحدہ علاحدہ گلاسوں میں یعنی کانچ کی ڈولچیوں میں رکہکر ستگہ کے تیزاب یا جلے تیزاب کا پانی یا گندہک
وغیرہ کا تیزاب بہت سا پانی ملا ہوا اوسمیں ڈالا گیا اور تانبے یا پیتل کے تار سے ایک ڈولچی کے جوڑے کو دوسری
ڈولچی کے جوڑے سے اسطرح ملا دیا کہ ایک کنارہ تار کا ایک ڈولچی کے تانبے کے ٹکڑے میں جہالا اور دونوں کنارو کی
ڈولچیوں میں جو دو تانبے اور جست کی تختیاں باقی رہیں اونکو ایک ایک تار جہالے جیسے اس نقشے سے ظاہر اسکا ہے

تانبے کا تار
تانبے کا تار
تانبے کا تار
تانبے کا تار
کانچ کی ڈولچی
کانچ کی ڈولچی
کانچ کی ڈولچی
کانچ کی ڈولچی
کانچ کی ڈولچی

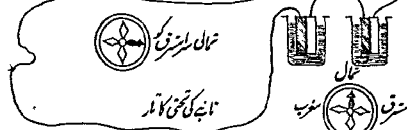
اس ترکیب میں بہت سے فائدوں کے علاوہ دو فائدے بہت بڑے حاصل ہوئے ایک تو ڈولچیوں کی تعداد زیادہ
کرنے بجلی کی قوت بڑہانیکا اختیار رہا اور دوسرا یہہ کہ کنارو کے تاروں کو دور دراز کرنیسے جہانتک چاہیں کہربائی کا اثر
لیجا سکتے ہیں سابق میں جو تختے اور بجلی ملانے کے ٹکڑوں کو چہونیسے تاثیر محسوس ہوتی تہی اب ان تاروں کو چاہو جس
جگہ سے کہ دونوں کناروں پر لگی ہیں چہوئیں تو وہی اثر حاصل ہوگا الغرض جبکہ ایسا آلہ قوت کہربائی کا
برق نکلنے والا حاصل ہوا تو حکمائے کہربائی کے خواص دریافت کرنیکی طرف توجہ کرکے بہت سے مفید خواص
دریافت کئے چنانچہ دونوں تاروں کو جو کنارو پر ہیں ملاوے یا پاس لاوے تو شعلہ یا چنگاری پیدا ہوتی ہے اور بعد
ملا دینے کے کچہہ کیفیت معلوم نہیں ہوتی مگر دونوں تاروں کو علیحدہ کرکے پہر ملائیں تو پہر ویسا ہی اثر محسوس ہوگا
اور بار بار جدا کرکے ملانیسے وہی شعلہ اور چنگاری پیدا ہوگی اور جب ایک تار کو ایک ہاتہہ سے اور دوسرے تار کو
دوسرے ہاتہہ سے چہوئیں تو اوسوقت بہی اثر محسوس ہوگا کیونکہ وہ اثر ایک تار میں ہوکر انسان کے بدن کی راہ سے
دوسرے تار میں پہونچ جاتا ہے اسیطرح ایک تار کو زمین میں گہرا گاڑیں اور دوسرے تار کو بہی گہرا کہود کر زمین میں
لائیں تو ملانے کیوقت وہی چنگاری اور شعلہ پائی جائیگی اور سبب اسکا یہہ ہے کہ اثر ایک تار سے زمین میں جاتا ہے
اور زمین کے نیچے نیچے دوسرے تار کے سرے پر ہوکر پہر تختیوں تک ڈولچی میں آجاتا ہے جسوقت دونوں تار
باہم بلا واسطہ یا زمین وغیرہ کے وسیلے سے ملے ہوئے ہوں اور قوت کہربائی اونمیں گردش کر رہی ہو
اوسوقت اگر قبلہ نما کی سوئی جو ہمیشہ شمال وجنوب رہتی ہے تار کے نیچے رکہی جاوے تو شمال وجنوب نرہیگی بلکہ مشرق ومغرب ہو جائیگی
اور اگر جست کی تختی کا تار اوپر رکہا جاوے اور تانبے کی تختی کا تار نیچے ہو تو سوئی کا شمالی سرا مشرق کو پہر جائیگا اور جب

تانبے کی تختی کا تار اوپر اور جست کی تختی کا نیچے ہوگا تو وہی شمالی سر مشرق کو پہر جائیگا چنانچہ اس شکل سے ظاہر ہے

شمال




جست کی تختی کا تار



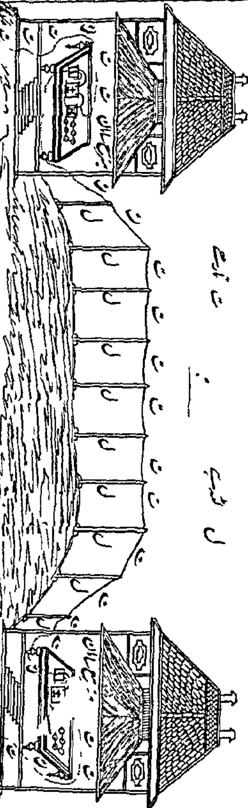

شمال

مشرق مغرب

تانبے کی تختی کا تار

قطب نما جنوب بحالت اصلی جنوب

اس بیان سے ظاہر ہوا کہ دونوں تارونمیں ایک طرح کی کہربائی نہین بلکہ دو طرح کی ہے اور اختلافِ خواص کے سبب سے ایک کہربائی کا نام جو جست کی تختی مین ہوکر اوسکے تار ملحقہ کی راہ سے نکلتی ہے کہربائی موجبہ رکہا ہے اور اوس کہربائی کا نام جو تانبے کی تختی مین ہوکر اوسکے تار ملحقہ کی راہ سے نکلتی ہے کہربائی سالبہ رکہا ہے اور ایک عمدہ بات یہہ ہے کہ اگر کسی لوہے کی سلاخ پر تانبے کا تار سوت خواہ ریشم سے لپٹا ہوا لپیٹا جاوے اور اوس تار کے دونوں سرونکو دونوں تاروں کے سرے سے جو آخیر کی ڈولچیوں کے تانبے اور جست کی تختی مین جڑے ہوئے ہیں ملادیں تو وہ لوہا جسپر ریشم سے ڈہکا ہوا تار لپٹا ہے قوتِ مقناطیسی پیدا کرلیگا یعنے اور لوہے کو اپنی طرف جذب کریگا پس اگر وہ لوہا کچا اور نرم ہے تو اوسمین قوتِ مقناطیسی اوسوقت تک رہیگی کہ جبتک وہ مادے سے ملحق ہے اور جو وہ لوہا پکا اور سخت ہے تو ڈولچیونکے تار سے علحدہ کرلینے کے بعد بہی اوسمیں قوتِ مقناطیسی قائم رہیگی اس ترکیب سے آہن اور فولاد کے مصنوعی مقناطیس بن سکتے ہین اور ایک عجیب خواص یہہ ہے کہ مادہ برقی نہایت جلد چلتا ہے اگر کوئی مزاحم نہو تو جتنی دور لیجاؤ اوتنی دور چلا جائیگا اس خاصہ کے سبب سے بجلی کی قوت ڈاک کے کام کے لئے بہت مفید اور مناسب ہے یعنے ایک مقام سے دوسرے مقام تک تار کے ذریعے سے اوسکا اثر آنا فانا یا ایک تار سے بہی کم عرصے مین پہنچ جاتا ہے اور اون اشاروں سے کہ جو اثر دریافت کرنے اور حروف کے پہچاننے کے مقرر کرتے ہین عبارت اور فقرے بناکر مضمون دریافت کرلیتے ہین اسے خبر دہ بورڈ وہ اصطلاحی حروف ہم تمہین پیچہ سمجہائینگے مگر پہلے خبر رسانی کا سامان اور اوس کی ترکیب سمجہاتے ہین یاد رکہو کہ تار



یہہ نمبر جو تار گہر کے بنگلے میں موجود ہے اسپر چار آلے خبر بہیجنے کے سبب رہتے ہیں **اول** کا نام **منبع** ہے اور
دوسرے کا نام **مبدل** ہے اور تیسرے کا نام **مخبر** ہے اور چوتہے کا نام **راجع** ہے جو لوہے کا تار سرنگ
لگا ہے اوسکا ایک سرا ایک تار گہر میں اور دوسرا سرا دوسرے تار گہر میں میز کے اوس آلے سے جسکا نام راجع ہے
ملتا ہے اول ہم راجع کا بیان کرتے ہیں یہہ آلہ کسی پکی اور خشک لکڑی کا صرف ایک چوکور تختہ چہہ انچہہ مربع
اور ایک انچہہ کا دل ہوتا ہے اوسمیں تین کہونٹیاں پیتل کی جمی ہوتی ہیں ان کہونٹیوں کے اوپر کی طرف اندرونی
پیچ کہدا ہوتا ہے اور پیچ کے انتہا پر وار پار ایک سوراخ گول ایسا ہوتا ہے کہ جو تار اوسمیں ڈالکر پیچ کسدیں
تو وہ کہونٹیوں سے خوب مل ہوجاوے اس آلہ میں دو کہونٹیاں ایکطرف اور ایک کہونٹی دوسری جانب ہے

پیتل کا پیچ چوڑے سر کا

کہونٹی مع اندرونی پیچ اور گول سوراخ کے

پیتل کی کہونٹی

آلہ راجع کا تختہ

کہونٹی میں تار دبا ہوا

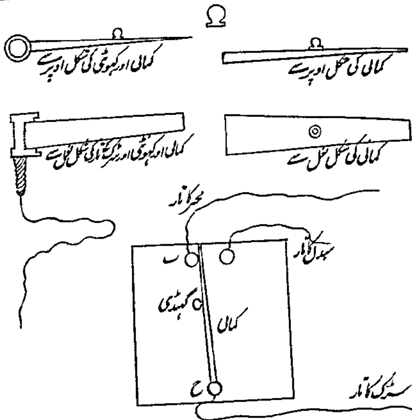
راجع کے ایکطرف کی دو کہونٹیوں میں دو تاروں کے سرے پیچ سے دبے ہوئے ہیں اور دوسرا سرا ایک تار کا
مخبر سے اور دوسرے تار کا میز کے نیچے ہوکر مبدل سے ملا رہتا ہے اور تیسری کہونٹی میں نیچے کی ... کا
تار میز کے نیچے سے آکر ملتا ہے اور اس کہونٹی میں ایک سپات کی نوکدار کمانی جڑی ہوتی ہے اس طرح

مخبر کا تار

آلہ راجع

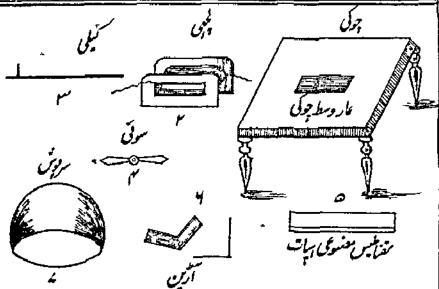
سرنگ کا تار

یہہ کمان ماہچ انچہ کے قریب لمبی اور آدہ انچہ کی چوڑی اور اسکے درمیان ایک چھوٹی سی گھنڈی ہاتھی دانت کی
اون کی دونوں کھونٹیوں میں سے اوس کھونٹی کے بیچ ۔ ہوتی ہے جس محرک کا تار اگر دباتے حالت اصلی میں یہہ
کمان ہمیشہ اسی کھونٹی سے ملی رہتی ہے اور جب اس کمانکے ہاتھی دانت کی گھنڈی کو دباتے ہیں تو یہہ
کمان دوسری کھونٹی سے جس میں سگنل کا تار لگا ہے ملاتی ہے چنانچہ ان شکلوں سے ظاہر ہے




راجع کا فائدہ یہہ ہے کہ خبر کی آمد کے وقت بجلی کا اثر سڑک کے تار کے وسیلے سے تیسری کھونٹی ج پر پہونچتا ہے
اور وہاں سے کمان کے سبب دوسری کھونٹی ب پر ہو بجلی تار برق کی مورت محرر پر اتر کر کے قطب نما کی سوئی کو
اپنے بائیں حرکت دیتا ہے لیکن جب بھیجے کے وقت ہاتھی دانت کی کھونٹی کو اونگلی سے دبا کر کمانیکو اول کھونٹی
سے ملاتے ہیں تو بجلی کا اثر سیدھا سگنل میں ہو کر تار کے ذریعے سے اسی کھونٹی تک آتا ہے بلکہ اسمیں سے
ایکی راہ سے تیسری کھونٹی ج اور سڑک کے تار پر ہو کر دوسرے شہر کے راجع کے ذریعے سے وہاں کے محرر پر
بجلی اوسکی سوئی کو حرکت دیتا ہے اسیطرح بار بار حرف بھیجے کے وقت کمان کو ہاتھی دانت کی گھنڈی دبا کر پہلی
کھونٹی سے اسے ملاتے جاتے ہیں اور جب حرف مکمل ہوتی ہے تو کمان کو چھوڑ دیتے ہیں کہ وہ خود بخود

دوسری کہونٹی سے ملحق ہوکر تار کا اثر اپنے شہر کے مخبر پر ہوپہنچاتی ہے خرد برور نے سوال کیا کہ حضرت اس کمانی مین ہاتہی دانت کی گہنڈی نصب کرنیسے کیا فائدہ ہے اور ہم اگر کمانی کو ہاتہہ سے دباکر اکہونٹی سے لادیا کرین تو کیا قباحت ہے ورانہ روزگار نے فرمایا کہ اے عزیز اسکا سبب یہہ ہے کہ ہاتہی دانت مین ہوکر مادۂ برقی گذر نہین سکتا ہے وہ غیر قابل النفوذ ہے لہذا اوسپر اونگلی لگاکر کمانی کو دبانیسے اثر بجلی کا استادہ ہیکے ہاتہہ اور بدن میں ہوکر زمین مین نہین اوتر جاے یا تا ملکہ تیسری کہونٹی ج مین ہوکر شہر کے تار پر چلا جاتا انسان کا بدن ہوا سریع النفوذ ہے اسواسطے کہ پانی اسکے بدن میں ہوکر بہت جلد نفوذ کرجاتی ہے اے خرد برور اسکی کیفیت سے تم بخوبی مطلع ہوچکے اب ہم آلہ مخبر کا بیان کرتے ہین اس آلہ کے سات پرزے ہین اول چوکی دوم لچھی سوم کیلی چہارم سوئی پنجم مقناطیس ششم ارتین ہفتم سرپوش چنانچہ ان اشکال سے اونکی کیفیت ظاہر ہے




اول چوکی کا حال معلوم کرو یہہ ساگون یا توت کی لکڑی کا چوکور تختہ آٹھہ انچہ مربع اور ایک انچہ موٹا اوسکے چار پاے لگے ہوتے ہین بنایا جاتا ہے اس تختہ کے بیچ مین ایک لمبا غار ڈہائی انچہ طول آدہ انچہ عرض اور ڈیڑہ انچہ عمق کا ہوتا ہے دوم لچھی اسکی یہہ صورت ہے کہ تانبے کے بہت باریک پچاس ہزار فیٹ لمبے تار پر کچا ریشم لپیٹ دیا لچھی بنانے مین تار کا ایک سرا دوسرے سے ملکر مادۂ برقی کی گردش مین جو تار مین ہوکر ہوا کرتی ہے خلل ڈالے اسلئے ریشم کے لپٹے ہوئے تار کو سخت کاغذ یا وصلی کے خول پر جسکی لمبائی دو انچہ اور چوڑائی آدہ انچہ اور درمیان کا فرق تہائی انچہ کی ہو لپیٹ کر تار کے دونون سرونکو ایک ایک بالشت کے قریب کہلا رکھتے ہین اور اوس کاغذ یا وصلی کے خول کے دونوں کنارونکی طرف اوسی قسم کے سخت کاغذ کے کہڑے حلقے بطور آڑ کے لگاتے ہیں کہ تار خول سے اوتر جاے اور خول کے جوف کی مطابقت کے لئے تہائی انچہ چوڑا اور دو انچہ لمبا سوراخ ہوتا ہے اور

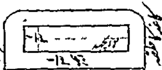
سلاخ کے چاروں طرف کاغذ کی پٹی تہائی انچہ چوڑی چہوڑتے ہین چنانچہ لچھی اور خول اور حلقون وغیرہ کی یہہ شکلین ہین





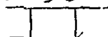


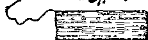




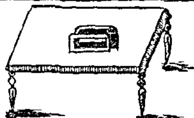



خرد پرور نے عرض کی خاصیت والی خول پر تار کسطرح سے لپیٹا جاتا ہے اوستاد نے جواب دیا کہ خول کو اسطرح سے
ہاتھ میں رکھنا چاہیئے کہ کاغذ کی پٹڑی کا عرض لپیٹنے والے کے سینے کے سامنے رہے اور دونوں کھلے ہوئے
سرے یمین و یسار رہین پھر تار کو بائیں ہاتھ کیطرف خول کے کنارے پر نیچے سے ملاکر اپنے سینے کے سامنے سے
اوپر کیطرف کھینچا اور اسیطرح چکر کے بائین طرف سے داہنی طرف تک ایک کو دوسرے سے ملاکر لپیٹتا جائے جب تک
کہ ایک تہہ تار کی چکر پر لپٹ جائے مگر احتیاط رہے کہ لپیٹنے مین تار نیچے اوپر نہ پڑے پھر دوسری اور تیسری
تہہ کو اسی قاعدے سے لپیٹیں یہانتک کہ سب تار تمام ہو جائے اس کل سنت مجموعی کا نام لچھی ہے اس طرح




یہہ لچھی نیچے کیطرف سے چوکی کے غار مین اسطرح رکھی جاتی ہے کہ لچھی کے جوف کے نیچے کی سطح چوکی کے
تختے کی سطح سے ہموار رہے ذرا بھی نیچی اونچی نہ ہو چنانچہ اگر کا تیسرا پرزہ جسکا نام کیلی ہے اسجگہہ کہا جاتا اور یہہ چوکی پر
اسطرح رکھی جاتی ہے کہ لچھی کے کھلے ہوئے منہ مشرق و مغرب ہیں اور یہانی لچھی کی شمال جنوب چنانچہ لچھی مع چوکی یہہ ہے



سوم کیلی یہہ فولاد کی بہت چھوٹی نوک ہے انچہ کے آٹھوین حصہ کے برابر لمبی ہوتی ہے اگر اتنا بڑا کسی سوئی کا ٹکڑا نوک کی

طرف سے ہو تو اوسکی سیدھ میں خوب کیلی مثل اس نوک کو تانبے کی پتلی پتی پر رکھکے ایک سرے کے قریب گہری جگہ اتنی ہو
بنانے کی پتی میں ایک انچ لمبی آدہ انچ چوڑی اور کاغذ کے برابر موٹی ہوتی ہے اوراس کیلی پر قطب نما کی مچھلی یا سوئی رکھنے میں
بنانے کی پتی کے اوسکا سر کو مدہر کیلی جاتی ہے موٹی کیطرف سے چوکی پر رکھکر اسقدر ڈبیا کے اندر سرکا دیتے ہیں
کہ کیلی ٹہیک ڈبیا کے وسط میں پہونچ جائے اور اوسکے نیچے ڈہکی رہے چنانچہ کیلی اور سوئی کی یہہ شکل ہے

پتی مع کیلی کے کیطرف سے

پتی مع کیلی اوپر کیطرف سے

پتی مع کیلی اور قطب نما کی سوئی کے

چہارم سوئی پہلے ہم قطب نما کی ترکیب بیان کرتے ہیں قطب نما کی مچھلی ایک انچ لمبی اور انچ کا بارہواں حصہ
چوڑی کاغذ سے پتلی اسپات کے پتی کی ہوتی ہے اور اوسکے وسط میں ایک گول سوراخ کرکے اوسپر پیتل کی ٹکی سی ٹوپی جمال کر
ٹوپی میں ایک گول گڑہا جو نیچے سے مچھلی کے گول سوراخ کے برابر چوڑا ہوا اور اوپر کو تنگ ہوتے ہوتے
ایک نقطے پر ختم ہو جاتا ہے گویا اوپر سوراخ ہوتا ہے لیکن ایسا صاف اور چکنا کہ کیلی کی نوک پر اوسکو رکھنے سے
ہر طرف بہت آسانی سے گردش کرسکے ذرا بھی نہ رکے برابر تُلی رہے جیسے ان شکلوں سے واضح و آشکار ہے

پیتل کی ٹوپی مع سوراخ

پیتل کی ٹوپی

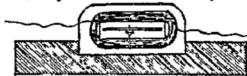
قطب نما کی سوئی مع گول سوراخ کے

مچھلی یا سوئی

قطب نما کی سوئی مع ٹوپی کے کیلی پر

اس سوئی کو اسپات کے مصنوعی مقناطیس پر رگڑنے سے اسمیں بھی مقناطیسی اثر پیدا ہو جاتا ہے اسصورت میں اگر اوسکو
کیلی پر رکھینگے تو سوئی خود بخود گردش کرکے شمال جنوب کو ٹہیر جائیگی پس شمال کیطرف جو سرا رہے اوسپر کوئی نشان کر دیا جاتا ہے
اور اسطرح یہہ سوئی چمکی گی اسواسطے جنوبی سر پر تھوڑا سا موم لگا دیتے ہیں سوئی اور ڈبیا کی یہہ شکلیں ہیں

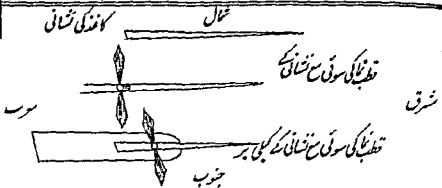
ڈبیا مع قطب نما کی سوئی کے تختے کے اوپر مشرق سے



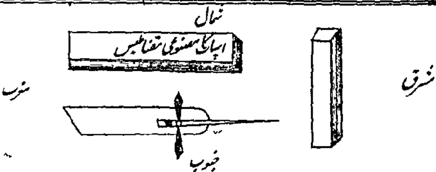
قطب نما کی سوئی ڈبیا کے اندر



جو کہ مچھلی کے کانٹے میں قطب نما کی سوئی جسکی حرکتیں معلوم ہوتی ہیں ہمیشہ شمال جنوب میں مچھلی کے نیچے ڈھکے
رہتے ہیں اوسکی حرکتیں دیکھنے میں وقتیں واقع ہوتی ہیں لہذا سوئی کے وسط میں اوسکے نیچے کیطرف سفید
کاغذ کی ایک نشانی شرق و غرب تک لاکھ سے چپکا دیتے ہیں یہہ نشانی دو انچہ لنبی اور ایک سرے پر انچہ کا
آٹھواں حصہ چوڑی اور دوسرے سرے پر نوکدار ہونے کا. و م ہوتی ہے اسکا موٹا سرا سوئی کے وسط سے
نوکدار سرے کی بہ نسبت زیادہ دور رہتا ہے تاکہ سوئی ایکطرف سے بھاری ہو کر اپنی گردش میں کچھہ فرق پیدا کرے
نشانی کا چوڑا سرا سوئی کے غرب طرف اور نوکدار سرا شرق کی جانب رہتا ہے جیسا کہ ان شکلوں کو دیکھو




تحریم مقناطیس جبکہ نشانی وغیرہ سے سوئی مرتب ہو کر کیلی پر رکھتے ہیں اور مچھلی کے اندر رکھی جاتی ہے تو بسبب
اسکے کہ مچھلی کا اندرونی مادہ خود ہوا اور بادل وغیرہ میں بھرا ہے اور اکثر اپنی مقدار میں بدلتا رہتا ہے سوئی پر اثر کرکے اسکو
ایک حالت پر ساکن نہیں رہنے دیتا بلکہ مذبذب رکھتا ہے ایک مصنوعی مقناطیس اسپات کا جو کہ سوئی کے مشرق کی طرف
مچھلی کے نزدیک قریب لنبا لنبا استوار رکھتے ہیں کہ مقناطیس کا قطب شمالی جنوب کی سمت یعنے سوئی کے جنوبی سرے کی طرف
اور مقناطیس کا قطب جنوبی سمت شمال یعنے سوئی کے قطب شمالی کیطرف ہو اس تحریک کشش میں سوئی کو جو یا شمالا گویہ استقلال کی
صورت حاصل ہو جاتی ہے اور یہہ مقناطیس مصنوعی اسپات کا چھہ انچہ لنبا آدھہ انچہ چوڑا اور پاؤ انچہ موٹا ہوتا ہے اور اسمین اثر مقناطیسی رہنے کی
اگرچہ اور بہت سی تدبیریں ہیں لیکن جس ترکیب سے ہم قوت مقناطیسی جو تیسے خواص میں تھوڑے سمجھا چکے ہیں اوس
طرح سے بھی بن سکتا ہے اور یہہ شکل مقناطیس کی اور اوسکے رکھے جانیکا مقام ہے ان دونوں شکلوں پر غور کرو



ششم تار ہیں اور یہ اسطرح سے ہیں کہ ایک دوسرے شہر کے منبع میں بجلی اثر کرتی ہے تو اس کا سرا تو سوئی کو بہت تیز دو ہندسی حرکت اور کھینچنے میں بکثرت وزن اٹھا لیتی ہے سوئی ہو جاتی ہیں اور بجلی کے سرے بیا رہاتے ہیں اور مقناطیس کے درمیان نشانیاں ہیں کہ دائرہ کے دو نقطے کھینچنے میں لکڑی کی تیلی تپی ہے جو اس لمحہ میں اور با تو اجسام چیزیں ہوتی ہیں جاتی ہیں اور اس میں اتمام ہوتا ہے کہ جب کیسا بجلی کا چوکی پر رکھا جاتا تو دوسرا سرا اکھڑا ہو کر لوہے کو قائمہ پیدا ہو جاتا ہے چنانچہ ان شکلوں سے اس کی کیفیت ظاہر ہے

آلہ رنگی شکلیں

نقشہ آلہ اور مقناطیس کھینچنے والی جگہ کا

ہفتم سرپوش چونکہ ملک ہندوستان اکثر ہوائیں بہت تیز چلا کرتی ہیں اور سوا اسکے پنکھے کے سبب بھی کمرہ میں ہوا حرکت کرتی ہے اس باعث سے سوئی اور نشانیوں کو اکثر حرکت رہتی ہے لہذا ایک بڑا سرپوش کانچ کا جو بجلی اور سوئی اور نشانی اور آلہ کو ڈھکے چوکی پر رکھا جاتا ہے لیکن اسباب کا مقناطیس سرپوش سے باہر رہتا کہ ہوا اس کو ہلا نہیں سکتی اور اس کی صورت یہ ہے

کانچ کا سرپوش

مقناطیس مصنوعی

سرپوش مع اسباب کے جو اس کے نیچے رکھا ہے

یہ چوکی جو یہ آلات مرتب ہے راج کے داہنی طرف یعنی اوس کے شمال کی سمت برابر اس کے رکھی جاتی ہے کہ بجلی کے دو تار جو دوسرے میں ہیں بجلی جو دلیا سے کے تار کو لینے اوس سرے سے کہ جہاں سے شروع کیا تہا راج کی دوسری کھونٹی سے ایک ساتھ کر کے جس کھونٹی سے حسب اصل میں راج کی کمانی ہمیشہ ملحق رہتی ہے ملا دیتے ہیں اور بجلی کے تار کے دوسرے سرے کو زمین کر خواہ گہرا گاڑ دیتے ہیں خواہ منبع کے ایک انتہا کے تار کے ساتھ جو زمین میں گہرا گڑا ہوتا ہے ملا دیتے ہیں اس [illegible] کیفیت اشارہ کا بایاں ہاتھ راج کی کمانی کی گنبدی سے لگا رہتا ہے اور داہنا ہاتھ مسدل کے دستے سے جو مجسہ کے داہنے طرف میز پر رکھا جاتا ہے اور اس طرح خبر کی آمد و رفت جاری ہوتی ہے دیکھو

آلۂ راجع
آلۂ مخبر
آلۂ مبدل
شرق کا تار
اشارہ فہم کی نشست

آلۂ مبدل کی ترکیب ذرا پیچدار ہے لہذا زیادہ تر تفصیل سے بیان کی جاتی ہے اسکو غور سے سمجھنا چاہیے یہہ آلہ ایک تختی پر کہ اوسکے نیچے چار چھوٹے چھوٹے پائے اسطرح پر ہوتے ہیں ایک عمدہ اور پائدار لکڑی کا بنایا جاتا ہے

تختہ آلۂ مبدل

اول اس تختے میں چاروں کنارے پر چار کہونٹیاں اوسی قسم کی ہوتی ہیں جیسے آلۂ راجع میں تم معلوم کر چکے اونکے درمیان ایک آٹھ سوراخ ناڑاسے کا اور اوپر ایک گہرا اکہ چار سوراخ سے بیچ تار بانیکے تھے ہوتا ہے دوم تختے کے بیچوں بیچ میں ایک چوگہڑا کہ ایک خشک لکڑی کا چار انچ مربع اور دو انچ موٹا لگایا جاتا ہے اس چوگہڑے کے اوپر کی طرف چار چوکور خانے ایک ایک انچ مربع آدہ آدہ انچ گہرے کہود رکہے ہیں ان خانوں میں باہم ایک انچ کا فاصلہ اور کناروں سے آدہ انچ کا رہتا ہے اسطرح

چوگہڑا

اس چوگہڑے کے مقابل کے کونوں کے دو دو خانوں میں تانبے کا تار لگا رہتا ہے اس صورت سے لیکن تقاطع تاروں کے لگانے میں ایسی ہوشیاری لازم ہے کہ وہ ایک دوسرے سے مل نجائیں ورنہ جو اثر کہربائی کا اونکے ذریعے سے ایک خانے سے دوسرے خانے میں پہونچایا جائیگا وہ راہ میں مخلوط ہو کر درمیان ہی خانے میں لوٹ پڑیگا اور دوسری تار کی راہ زمین میں پہونچکر اپنا دورہ پورا کر لیگا اور آگے کو ہرگز نہ نکلیگا اس چوگہڑے کے شمالی دو خانوں میں دو اور تاروں کے سرے لگے ہوتے ہیں اور ان تاروں کے دونوں سرے اون خانوں کے نزدیک کی کہونٹیوں کے نیچے کی طرف چلے گئے ہیں اور ان کہونٹیوں سے شمالِ مغرب کی کہونٹی میں تانبے کی تختی کا تار اور شمالِ مشرق کی کہونٹی میں جست کی تختی کا تار رہتا ہے

اس سبب سے اول خانہ میں کہرباتی سالبہ تار اور دوسرے خانہ میں کہرباتی موجبہ کا اثر پیدا ہوتا ہے چونکہ جنوب مغرب خانہ میں جاذب مادہ بہر دیا جاتا ہے تاکہ اون دو کا اثر جذب ہو ایک ایک سرا کتو شوٹ سے جلا اور دوسرا شمال خانوں کر دیا اور دونوں کناروں تاروں کی راہ مقابل کے جانب پہنچ جاتا ہے اس ترکیب سے شمال مغرب جنوب مشرق کے جانب کہرباتی سالبہ کا اور شمال مشرق جنوب مغرب کی خانوں میں کہرباتی موجبہ کا پیدا ہو جاتا ہے

آلہ مبدل

شمال مغرب — جنوب مغرب — شمال مغرب (سالبہ) — جنوب مغرب (موجبہ)

شمال مشرق — جنوب مشرق — جنوب مشرق — شمال مشرق

آلہ مبدل ہمیشہ آلہ محدثہ کے شمال میں اور سمع کے جنوب میں رکھا جاتا ہے صورت اس سب ترکیب کی یہ ہے

شمال — مغرب — مشرق — جنوب

سمت کی تختی کا تار — حت کی تختی کا تار

سوا ان چار من پیچ اور جو کھڑے کے آلہ مبدلہ کے تختے پر دو پیتل کے مینار سا ہے چار انچ اونچے جو کھڑے کے جنوب کی سمت جڑے جاتے ہیں اور دونوں میناروں اور اوسکے متصل کے کناروں کی کھونٹیوں کے نیچے تار جڑے ہوئے ہیں اس شکل سے

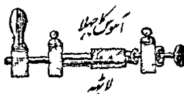
تار جو زمین میں گڑا ہے — تار جو راج سے لگا ہے — جنوب — مینار — مغرب — مشرق — آب کی تختی کا تار — حت کی تختی کا تار — شمال

مینار کے اوپر کے سرے پر کھونٹیوں کی طرح آنا گول سوراخ تار کے ڈالنے کے لئے اور کھڑا پیچ کسنے کے لئے ہوتا ہے اس مین ستک کا ایک سرا جسکا بیان ہم آگے کرینگے دبایا جاتا ہے چنانچہ مینار کی یہ شکل ہے

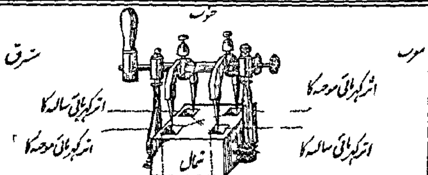
مینار

اسکے جو دیر وہ دو استوجہ ہو کر سو کہ دو کھنبے جو گھر کے شرق و غرب آڑے لگے ہوئے ہیں ان میں دو تختے زنجیر سے جا بیٹھتے ہیں
نصف ماہ اٹھ اٹھ انچ کے موٹے ہیں اور ہر ایک کے اندر ایک ایک گول سوراخ ہوتا ہے اسکے اندر ایک لاٹھہ سرا ہوا مضبوط ڈالی جاتی ہے
اسکے شرقی سرے پر ہتھے کے مانند ایک دستہ جس سے پھیرتے ہیں لگا رہتا ہے اور دوسرے سرے پر ایک پیچ ہوتا ہے جسکے گھمانے سے
لاٹھہ کھسک سکتی ہے اور ظاہر ہے کہ ستون جو گھرے کے عرض کے مطابق لاٹھہ کی لمبائی چار انچ کی ہوگی
پس دونوں سروں پر ایک ایک انچ چھوڑ کے لاٹھہ کے اوپر دو لکڑیاں پہنائی جاتی ہیں شرق کی طرف کی
لکڑی تو پیتل کی سوئی پر ہوتی ہے لیکن غرب کی طرف کی لکڑی آبنوس یا ہاتھی دانت کے چھلے پر جو لاٹھہ پر اوس
طرح کو چڑھایا جاتا ہے پہنائی جاتی ہے اس چھلے سے یہ فائدہ ہے کہ دونوں لکڑیوں کے درمیان کوئی
جسم جو بعید کہربائی کی حالت میں رکھتا ہو واقع ہو جاتا ہے تاکہ اثر کہربائی کا جو ایک لکڑی یعنی پیتل کی لاٹھہ
ہو کر دوسری لکڑی میں نہ پہونچ جائے چنانچہ اوس لاٹھہ اور پیتل کی لکڑی کی یہ شکل ہوتی ہے



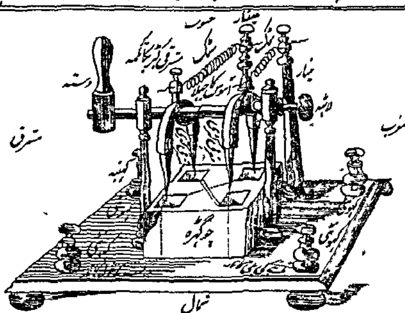

اسکے دونوں سروں میں اسباب کے کاٹنے یا دو کس ڈیڑھ ڈیڑھ انچ کے قریب لمبی جلی ہوتی ہیں اور
دونوں لکڑیوں کے درمیان دو انچ کا فاصلہ ہوتا ہے لکڑی کے اوپر جو گول سوراخ ہے اوسکی راہ سے
وہ لاٹھہ پہنائی جاتی ہے لکڑی کے اوپر کی طرف بھی ایک آڑا گول سوراخ اور ایک کسنے والا پیچ ہوتا ہے
اور اس میں ایک سنگ کا سرا دبایا جاتا ہے جب یہ لکڑیاں لاٹھہ پر اپنی حالت سکون میں ہوتی ہیں تو اونکی نوکیں
جو گھرے کے چاروں جانب کے بیچوں بیچ اور سترہ انچ کے دوری پر لٹکاتی ہیں لیکن جب لیا گردش میں جاتے تو اوسی طرف
لاکر کے تمامی کا ٹھوکو مار کر حد جو گھرے کے جانوں میں بھرے ہوئے ڈبو دیتے ہیں تو شرقی لکڑی میں اثر کہربائی موجبہ کا
دوسری لکڑی میں اثر کہربائی سالبہ کا آ جاتا ہے اور برخلاف اسکے اگر بھی برعکس ہوتا ہے چنانچہ اوس کی یہ شکل ہے



حالت سکون مین لاشیا اسطرح سے ہے کہ کبڑیون کی نوکین پارہ کے ماؤن سے اوٹہی رہین اور ضرورت کہ کبڑیان اونپہ
انصاف ہوجاے تاکہ کبڑیون کی کہربائی میناروں پر پہنچ جاوے اس موائد کے حصول کے واسطے
دو سلکون کا استعمال ہوتا ہے اون کی ترکیب یہہ ہے کہ قریب باد انچہ کے موٹے گول ول پرنگ کا موٹا ایک تار
تار نیچہ کے تار کیطرح لپیٹ کر اوسکی ایک مدور شکل مین انچہ لمبی اور آدہ انچہ موٹی جانے میں جیسا کہ اوسکی یہہ شکل ہے



اس سلک کا ایک سر کبڑی کے اوپر کے سوراخ مین اور دوسرا سر مینار کے اوپر کے سوراخ میں پیوست کیا جاتا ہے آلہ مبدل کی یہہ صورت ہے




آلہ مبدل کا یہہ فائدہ ہے کہ اس کے سبب سے دونون قسمون کے کہربائی مین سے جسکو چاہیں شرک کے
تار پر دوڑا کر دوسرے شہر کے مخبر مین اوسکا اثر پہونچا ئین اور اس تبدیل کو بہت جلد جلد صرف اونگلی ہلانے کے
اشارہ سے کر سکتے ہین یعنے دستے کو اونگلیون سے داہنے طرف ہلانیسے تار پر اثر کہربائی موجبہ روان ہوکر جہر
ڈاک مارکے مخبر کی نشانی کو داہنے ہاتھ کی طرف حرکت دیگا اور جب دستے کو چہوڑ دینگے تو سلکونکی لچک اور روسے
کبڑیون کی نوکین پارہ سے اوٹہی رہین گی اور کوئی اثر اس طرف کا شرک کے تار پر نہوگا چہارم منبع ہے اوس
آلہ کو کہتے ہین جس سے بجلی کا مادہ پیدا کر کے شرک کے تار پر روان کرتے ہین جیسے والٹا کا عمودی ستون اور ڈبیوں کا
بارہ لیکن اس بارہ مین ایک بڑی قباحت یہہ ہے کہ اسکا اثر ہمیشہ یکسان نہین رہتا یعنے ابتدا میں اثر بہت زور کا
ہوتا ہے اور آخر کو کم ہوتے ہوتے تہوڑے عرصہ مین بالکل زائل ہوجاتا ہے اس سبب سے کہ تیزاب کی تیزی سے

جست گل کر تانبے کی تختی پر بطور قلعی کے جم جاتا ہے اور تانبے کی تختی کو بھی مثل جست کی تختی کے بنا دیتا ہے
اور جو اثر مختلف دہاتوں کے ملانے سے پیدا ہوتا تھا موقوف ہو جاتا ہے اور اس قصور سے اوس بجلی کے کام میں
بڑا نقصان ہوتا ہے اور ڈانیال ایسی باڑہ ضرور ہے کہ جسکی قوت مدت دراز تک قایم رہے اور ہر ایک ڈولچی کا جسمین
جست اور تانبے کی تختیوں کے جوڑے رہتے ہیں رکن نام ہے اور اس طرح کے دو یا زیادہ ارکان کے سلسلے کو باڑہ کہتے ہیں
حکیموں نے کئی طرح کی باڑیں یکساں اور مستقل قوت کی ایجاد کی ہیں اون میں سے ایک باڑہ جو کہ ہر جگہ کم خرچ میں تیار
ہو سکتی ہے ہم بیان کرتے ہیں اسے حرف ہر دو ایک رکن میں جو مختلف دہاتو کی تختیاں لائی جاتی ہیں اون میں سے
ایک ہمیشہ جست کی ہوتی ہے اور دوسری خواہ تانبے کی خواہ چاندی کی خواہ پلاٹینا کی خواہ کوئلے کی ہوتی ہے
اب ہم جس باڑہ کا بیان کرتے ہیں اوسکو حکیم ڈانیال نے ایجاد کیا ہے اس باڑہ کے ایک رکن میں پانچ چیزیں ہیں
مفصلہ ذیل ہوتی ہیں ایک کانچ کی ڈولچی دوسرے جست کا خول تیسرے مٹی کی ڈولچی چوتھے تانبے کا تار اور پلی
پانچوین عرق اور ترکیب ان اجزا کی اس طرح پر ہے کہ کانچ کی ڈولچی کے اندر جست کا خول پایل جو دونوں
سروں سے کہلا ہوتا ہے اور اوس کے ایک سرے پر تانبے کا تار جہلا ہوتا ہے رکھا جاتا ہے اور جست کے
خول کے اندر مٹی کی ڈولچی جس کا ایک سو نہہ بند ہوتا ہے اور وہ دو انچہ چوڑی اور چھ انچہ اونچی
ہوتی ہے رکھی جاتی ہے اور مٹی کی ڈولچی کے اندر تانبے کا تار جس میں ایک پیالی بطور پلی کے
جہلی ہوئی ہے ڈالا جاتا ہے چنانچہ اون کی یہہ شکلیں ہیں ان کو بہ نگاہ غور دیکھو



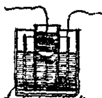








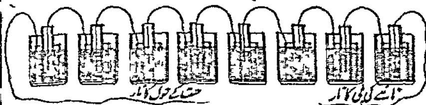




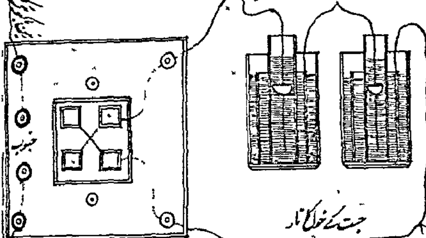

اس پیالی پر تہوڑی سی نیلے تہوتہے کی قلمیں یا ڈلیاں رکہکر کانچ اور مٹی کی دونوں ڈولچیوں میں
اوپر سے قریب آدہ انچہ کی دوری تک پانی بہر دیتے ہیں اور ایک ڈولچی کے پلی کے تار کو دوسری
ڈولچی کے جست کے خول کے تار سے ملا دیتے ہیں اگر کانچ کی ڈولچی کے پانی میں تہوڑا سا نمک ملا دیں تو
باڑہ کا اثر زیادہ تر قوی ہو جاتا ہے گا اور تانبے کی پلی پر اتنا نیلے تہوتہے کی قلمیں رکہنی چاہئیں کہ مٹی کی
ڈولچی کا پانی نیلے رنگ کا دکہلائی دینے لگے اور جب کبھی پانی کا رنگ زردی مائل ہونے سے اثر کمزور
تو تہوڑے سے نیلے تہوتہے کے ٹکڑے اور ڈال دینے چاہئیں اور ایک ہفتے پر
پانی بدل دینا اور تختیوں وغیرہ کو دہو ڈالنا ضرور ہے یہہ باڑہ مستقل اور دیرپا ہوتی ہے

جاری باڑہ یہہ تقسیم

دانیال کی بائرہ کا نقشہ




یہ بائرہ آلۂ مبدل کے جانب پیٹ شمال کے سمت رکھی جاتی ہے اور اس میں سے مطابق ضرورت کے
دو ڈوری لچیوں سے شوشک ارکان ہوتے ہیں اول ڈوری میں سے جست کے خول کا تار آلۂ مبدل کے اوس
کھونٹی میں دبایا جاتا ہے جو مبدل کے شمال مشرق کے کونے پر ہے اور آخر ڈوری میں سے تانبے کی نلی کا تار اوس
کھونٹی میں دبایا جاتا ہے جو مبدل کے شمال و مغرب کے کونے پر ہے اس ترکیب سے یہ بائرہ ہمیشہ کہربائی کے دونوں
اثر یعنی موجبہ اور سالبہ مبدل کے چاروں حلقوں میں جس بار سے بہتر رکھتی ہے اور ان حلقوں پر [illegible] یہ
گرمی کے تکمے اور مبدل اور کھونٹی پر ہو کر جست یعنی ایک قسم کا اثر تو سٹک کے تار پر سے دوسرے شہر کے ڈاکخانہ کو
روانہ ہوتا ہے اور دوسرے قسم کا اثر میں مالاب یا دریا کی زمین میں جاتا ہے یہ شکل مبدل اور بائرہ کی



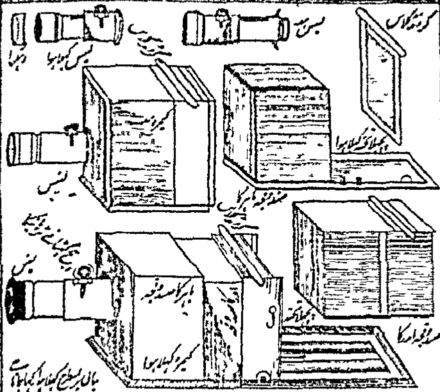

اے عزیز برادر یہاں تک ڈاک تحلی کے چاروں آلات کا یعنی منبع جواد بائرہ اور مبدل
اور مخبر اور راجع کا حال اور سر برسے جانے کی ترکیب مع شبیہات صاف صاف ہم
گوش گذار کر چکے اور یہ بھی سمجھا دیا ہے کہ قوت موجبہ اور قوت سالبہ کے باعث سوئی کو
دو طرح کی حرکت ہوتی ہے ایک داہنی طرف اور ایک بائیں جانب اب یاد رکھو کہ ان دونوں حرکتوں سے
حروف ابجد کی ترکیب پر یہ علامتیں شناخت حروف کے لئے انگریزی اور فارسی میں قرار دی گئی ہیں

## ٹیلی گراف کے حرفوں کی نشانی یہ ہے

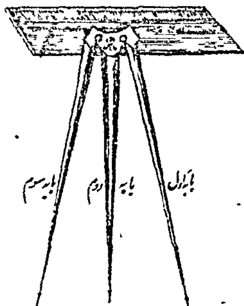
| نمبر | نشان سوزن | حروف انگریزی | حروف فارسی | نمبر | نشان سوزن | حروف انگریزی | حروف فارسی |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | / | A | ا ع | ۱۳ | \\\ | N | ن |
| ۲ | // | B | ب | ۱۴ | \\\\ | O | × |
| ۳ | /// | C | ث س ص | ۱۵ | /\ | P | پ |
| ۴ | //// | D | د ڈ | ۱۶ | /\\ | Q | ق |
| ۵ | \/ | E | × | ۱۷ | /\\\ | R | ر |
| ۶ | \// | F | ف | ۱۸ | /\\\\ | S | س |
| ۷ | \/// | G | گ غ | ۱۹ | /\/ | T | ت ٹ |
| ۸ | \//// | H | ح ہ | ۲۰ | //\\ | UV | و |
| ۹ | \/\ | IJ | ج | ۲۱ | \/\/ | W | × |
| ۱۰ | \\// | K | ک | ۲۲ | \\/ | X | خ |
| ۱۱ | \ | L | ل | ۲۳ | \\\/ | Y | ی |
| ۱۲ | \\ | M |  | ۲۴ | \\\\/ | Z | ذ ز ض ظ |

سوا اسکے ہیں علامتیں اور بہی اول یہ ⋀⋀ یہ سبب علامت نقطہ انتہائے پیغام کی ہے دوم یہ ⋁ یہ علامت ابتدائے کی سوم یہ /\ یہ علامت غلطی کی اسے غرض یہ ہے کہ زنا زیر قی کا کام ایسا چوہنچا ہے کہ گرد السورائن پل ابحار و بہنود ایک بس قلم برکام میں ایک نہ ایک نئی بات ایجاد کرتے چلے جاتے ہیں چنانچہ اسی قسم کسی مقام بیرک تجلی کا کارخانہ دیکھنے کو انگلستان گیا اور نظارہ تماشا شہزادہ مارک جمال بھی معائنے کیا کہ حضرت سلامت **ٹیلی گراف** کی کیفیت تو میں بخوبی سمجھ گیا مگر یہ فرمائیے کہ **فوٹوگراف** کیا شے ہے اسمیں بہی علم برق کچھ کام آتا ہے یا کسی اور ترکیب سے عمل کرتے ہیں فرمانے بعد کارخانہ فرمایا کہ اسکی ترکیب یہ ہے کہ یہ جو تصویر عکس کے ذریعے سے قائم کیجاتی ہے اوسکو فوٹوگراف کہتے ہیں اوسکی تین قسمیں ہیں اول **ڈگروٹیپ** جو تانبے کی تختی پر چاندی کا ملمع چڑھانیکے بعد تیار کرتے ہیں دوم **پازیٹو** جو آئینہ پر جیسٹ وانش بے روغن سیاہ کے ذریعے سے قائم رہجاتی ہے سوم **نیگیٹو** جو آئینہ پر ایک قسم کے کاغذ پر چھاپ لیا کرتے ہیں ایسی دو دوائیں استعمال کیجاتی ہیں جنکو شعاع آفتاب سے کسی نہ کسی نوع کا ایک خاص تعلق ہو تب **تصویر عکسی** ایک عجیب

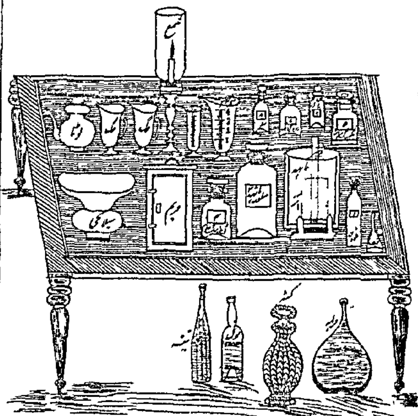
ذیل میں دو صورتیں بنا کر بتاتے ہیں کہ کس طرح کیمرہ بنایا جاتا ہے پہلے میں ہر ایک حصہ کا نام لکھا ہے اور دوسری
میں سہ پایہ کا بیان ہے جسکا نام گراؤنڈ گلاس ہے لینس اور گراؤنڈ گلاس ایک تصویر صندوقچہ میں ہوتا ہے




اس کیمرہ کو ایک عمدہ اور خوبصورت سہ پایہ پر رکھکر جس کی تصویر کا عکس لینا منظور ہوتا ہے اسکے سامنے
روبرو رکھتے ہیں اور ڈھکنا کھول کر اوسکے عکس کو گراؤنڈ گلاس پر نگاہ کرتے ہیں بنانے کی یہ صورت ہے



سیہ نباتی اور وہ دوربین باہر میدان مین رکہی جاتی ہے اور باقی سامان ایک تاریک کمرے مین رکہا جاتا ہے
جہان بالکل آفتاب کی شعاع کا اثر نہین پہونچ سکتا بلکہ شمع کی روشنی سے کام لیا کرتے ہین اب دیکہو کہ جسوقت
آدمی وغیرہ دوربین کے سامنے بیٹہتا ہے تو لینس کے اندر سے اوسکا عکس گذرتا ہوا گرونڈ گلاس پر اسطرح نظر آتا ہے کہ سر نیچے ہوتا ہے
اور پاؤن اوپر دکہلائی دیتے ہین علی ہذا القیاس درخت اور پہاڑ وغیرہ بہی معکوس نظر آتے ہین مگر اکثر اوقات اول
وہ عکس صاف نہین معلوم ہوتا اسواسطے لینس کے گہٹانے بڑہانیکا جو پیچ ہے اوسکو گردش دینے سے یا کیمرہ کے اندرونی
صندوقچہ کو آگے پیچھے ہٹانے سے چہرہ وغیرہ صاف نظر آنے لگتا ہے مگر دستور ہے کہ ایک سیاہ کپڑا کیمرہ پر اسطرح ڈال دیتے ہیں
کہ صرف لینس باہر رہجاتا اور جو شخص گرونڈ گلاس پر عکس دیکہتا ہے اوسکا سر تمام کیمرہ کے اوس پارچہ کے اندر پوشیدہ
ہوجاتا ہے غرض کہ جسوقت آنکہہ ٹہیک حسب دلخواہ صاف نظر آتی ہے تو اوس مقام پر پیچ قایم کردیتے ہین اور کیمرہ کو
یا تپائی کو کسی طرح کی حرکت نہیں دیتے بعد اوسکے حجرہ تاریک مین جاکر آئینہ کو انگریزی ادویات سے درست کرتے ہین

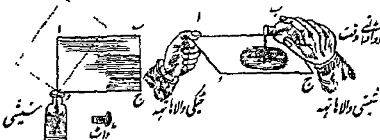



نمبر ۱۱۲

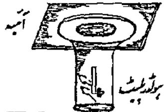
اوس اندہیری کوٹہری مین ایک میز پر تمام ادویات اپنے اپنے قرینے سے رکہی رہتی ہیں
چنانچہ ہم تمہارے سمجہانے کے لیئے ایک عمدہ جدول ترتیب دیتے ہین

| نمبر شمار | اسم دوائے مرکب | نام اُن مفرد دواؤں کا جو مرکب کیجاتی ہیں | | | | ترکیب استعمال دوا |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | پیکچر | [illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible] | ان سب کو ایک ٹرل میں آئینہ دھوپ کے واسطے ملا رکھنا |
| ۲ | ای تو ابیر گلو | [illegible] | [illegible] | | | ملاکر خوب ہلانا فوراً نکال کر ماتے تاریک میں رکھنا چھہ گھنٹے بعد کام لینا۔ |
| ۳ | سلور باتھ | [illegible] | [illegible] | | | پہلے نیترٹ سلور کا محلول [illegible] [illegible] |
| ۴ | ڈیویلپنگ سلوشن | [illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible] |
| ۵ | فکسنگ سلوشن | [illegible] | [illegible] | | | باریک چھلنی ... چھان لینا واٹ بند کرکے رکھنا \| تصویر ... جب ... ڈالنا |
| ۶ | ای [illegible] سلوشن | [illegible] | [illegible] | [illegible] | | پانی میں گھول کر چھان لیا بعد ... چار ڈرام پانی اَور ملا دینا۔ |
| ۷ | [illegible] سلوشن | [illegible] | [illegible] | [illegible] | | خوب ملا کر قیف سے چھان لینا اور ... کے چند قطرے ملا دینا۔ |
| ۸ | سلور سلوشن | [illegible] | [illegible] | | | ... میں ملانا اور چھان کر غلاف چڑھانا \| تصویر ... ڈالنا |
| ۹ | ال بومین | [illegible] | [illegible] | | | [illegible] ... استعمال میں لانا۔ |
| ۱۰ | [illegible] | [illegible] | [illegible] | | | [illegible] |
| ۱۱ | ٹوننگ باتھ | [illegible] | [illegible] | [illegible] | | پانی میں گھول کر رکھ دینا۔ |
| ۱۲ | فکسنگ باتھ | [illegible] | [illegible] | | | [illegible] ... کام میں لیا کرنا |

اے فرزند دلبند اب ہم ان ادویات کا ترکیب کرنا تو معلوم کر چکے مگر تصویر بنانے کا طریقہ ہنوز ہم نہیں سمجھے اسواسطے
ہمکو ضرور ہے کہ مختصر طور پر اوسکو بھی بیان کریں اول شیشہ پلیٹ یعنے بہت صاف آئینہ کو بذریعہ اول نمبر کی ٹرپلی
جو ایک قسم کی مٹی ہوتی ہے ملکر دہو ڈالنا پہر کیمیا لیس تھے کہ جو ایک قسم کا ولایتی ملائم چمڑا ہے یا کسی ریشمی رومال سے
خشک کرنا پہر یہہ سب سامان جس طریق سے ہم مہیا کر چکے ہیں ایک مکان تاریک میں میز پر رکھکر شمع روشن کرنا
اور جب کسی جگہ میں اتفاق پڑے اور بالکل تاریک ہاتھ نہ آئے تو اس طرح سے کسی قسم کے رنگین کپڑے کو نہ ہوا رنگ وغیرہ پہر کر
مثلاً ایک ایسی کوٹھری بنا لیتے ہیں کہ جسجگہ منظور ہو اوسی وقت نصب کر سکتے ہیں اور اوسکے اندر میز رکھکر تمام سامان
تصویر کھینچنے کا جمع کر لیتے ہیں اب اوسکو اس صاف آئینہ کو بائیں ہاتھ کی چٹکی میں اسطرح پکڑیں کہ سطح برابر رہے پہر سیدہے
ہاتھ سے اوسپر دوا نمبر دوم یعنے امی اوڈائیزڈ کلوڈین ڈالکر چاروں طرف پھیلا کے پہر اوسی شیشے میں جلد اوندیل لینا




سوا اس ترکیب کے لکڑی اور ربڑ کا ایک آلہ آئینہ کی گرفت کے واسطے مقرر ہے دیکھو اسکو ہولڈر پلیٹ کہتے ہیں یہہ آلہ معروف ہے
اسمیں ایک گول نلکی لکڑی کی اندر سے خالی ہوتی ہے اسپر ربڑ کی پیالی اسطرف پر لگا ہوا ہے اور اسمیں ہوا کھینچنے کی ایک کمانی موجود ہے




جب کلوڈین کو شیشی میں پہیر لیتے ہیں تو آئینہ تھوڑا خشک ہو جاتا ہے پہر اوسکو ڈیپر پر رکھکر آہستگی سے ہاتھ میں دوا ہن
ڈیپر ایک آئینہ کی لمبی پٹری قریب دو انچ کے چوڑی ہوتی ہے اور ہاتھ کے موٹہ سے دو انچ اونچی اسکے
ایک جانب بانو قدرے نوک اوسکی خمیدہ ہوتی ہے یا گٹا پرچہ جو ایک قسم کا گوند ہے اور حرارت کے وسیلے سے
پگھل جاتا ہے ایک آڑی پٹری آئینہ کی آدہ انچ چوڑی اور ڈیپر کے عرض برابر لمبی اوسکے ایک سرے پر جما لیتے ہیں اوسکے
سہارے سے آئینہ قائم رہ سکتا ہے پہر ہاتھ میں سلوسلوشن نمبر سوم پہر کر یہہ آئینہ ڈیپر کے وسیلے سے اوسمیں ڈبو دیں جب
ہاتھ آئینہ کا یا چینی کا ایک مستطیل خانہ اندر سے خالی بالکل مستطیل آئینے کے گہر کی صورت ہوتا ہے کبھی اسکو بک

علیحدہ کرتی ہے جو کٹنے میں قائم رکھتے ہیں اور کبھی سامان کے ہمراہ اس قسم کا آئینہ لیا جاتا ہے کہ جس میں صورت کے
علاوہ ایک طرح یہ بھی کا فائدہ ہے اسواسطے سو جب اسکے کبھی آئینہ کو کاٹنے کے لئے لگائی ہوتی ہے اور دو ہاتھ بچے ہوئے

پایہ نہ ٹوٹنے کا طریق

آئینہ کے چوکھٹے

ڈیری پر آئینہ اسطرح رکھتے ہیں کہ سب سطح برابر کاغذ پر بنا رہے اور پیچ کے ذریعہ پشت آئینہ کی ڈبے میں لگا دے پھر آئینہ کے سلوٹوں میں
آہستہ سے بکساری کی ڈوری باندھ دیتے ہیں بعد ڈیری کو باہر نکالکر دیکھنا اگر آئینہ پر چکنائی کیطرح جما ہوا نظر آئے تو پھر ایک ساعت کیواسطے
آئینہ میں نور کو دیا جاوے جسوقت آئینہ پر کچھ رنگ بساری کا ہو اور برابر پھیل جاوے اسوقت اسکو فریم میں رکھکر باہر نکالیں

فریم ایک جانب کھلا ہوا

فریم دونو طرف کھلا ہوا

یہہ فریم ایسا ہے کہ اگر اسکے دونوں ڈھکنے کھولدو تو وار پار سوراخ نکل جائیگا اور جو ایک ڈھکنا کھولو تو آئینہ اندر سے
نظر آئیگا اور دوسری طرف سے بند رہیگا مگر یاد رکھو کہ اس فریم کا ڈھکنا جو اپنی طرف اس نقشے میں موجود ہے اسکو
کھولکر یہہ آئینہ جو باہر سے نکالا ہے اور اسکے اندر اسطرح رکھتے ہیں کہ صاف کوڑیں پر سلوٹیں نہ آئیں اور اسکو نیچے
رخ پر رکھکر اسکی پشت پر ایک دوسرا کاغذ جسکو فلٹرنگ پیپر یعنی پانی جاذب کاغذ اور بلاٹنگ پیپر بھی کہتے ہیں
رکھکر کاغذ کو رکھنے کے بعد ڈھکنا بند کر دیتے ہیں چونکہ دوسری طرف فریم کے اندر جا کر کنارے پر ہوتے ہیں
ترچھے ہوتے ہیں اسواسطے وہ آئینہ اور ڈھکنا نیچے نہیں آ سکتا اور اس فریم پر دوہرا سیاہ کپڑا کیا ہے جس میں

ولایتی ڈاکٹر کیمرہ کے پاس لاتے ہیں اور اسکے سامنے جو شخص موجود ہوتا ہے اوسکا عکس پہرہ در میں میں دیکھکر درست کرتے ہیں
اسکا نام فوکس ہے انگریزی میں فوکس اوس نقطہ کا نام ہے جہاں روشنی جمع ہو جسکو فوکس درست ہو گیا تو گرونڈ گلاس کو
کیمرہ میں سے نکالکر آہستہ سے وہ ویم جو اوسی مقام [illegible] لاتے ہیں اسطرح کیمرہ میں رکہیں کہ وہ رخ آئینہ کا اندر کی
جانب ہے پہرہ در میں کا سوراخ بند کرکے نہایت سہولت سے ویم کا دوسرا ڈہکنا اوپر کہینچ کر پہر کیمرہ کا سوراخ کہول دیگی
کہول دیا مگر یہہ خیال رہے کہ جب وہ ماد کسی چیز کا عکس صحیح کرکے ویم رکہا جاے تو پہر اوس چیز کو حرکت نہ ہونے پائے جبتک
کہ تصویر ویم میں نہ کہنچ جاے اب یہہ وقت ہے تصویر عکسی قائم ہو جائیگا اسواسطے کہ وہ آئینہ جو کلوڈین ڈالنے کے بعد نائٹریٹ
نیتریٹ آف سلور کے سلوشن سے تر کرکے ویم میں رکہا ہے اب اوس میں عکس قبول کرنیکا اثر موجود ہے اگر اب یہہ آئینہ آفتاب کی
شعاع سے کچہہ بہی مطابقت ہو جائے تو فوراً سیاہ اور خراب ہو جائیگا لہذا کمال احتیاط کام میں لاتے ہیں اب جو پہرہ در
خیال کرتا ہے کہ وہ عکس جو لینس میں سے گذرتا ہوا گرونڈ گلاس پر عکس نظر آتا ہے اب گرونڈ گلاس نکالکر یہہ ویم اوسجگہ
رکہا اور ویم کا وہ سطرف والا ڈہکنا جو اوپر کہینچنے میں کہولنے سے یہہ آئینہ گرونڈ گلاس کی قائم مقام ہوا پس جو اسوقت
کیمرہ کے لینس کا ڈہکنا کہولا تو وہ عکس اس آئینہ پر پڑیگا پہر بہت جلد وہ ڈہکنا لینس کے سوراخ پر لگا دیا مگر دو تین
سکنڈ سے زیادہ نہ ہونے پاے [illegible] عکس لینا ضرور ہے اور یہہ کیفیت لینس کے آئینوں پر اور وقت اور موسم پر اور روشنی کے اعتبار پر
موقوف ہے دو تین بار امتحان کر لینے سے حال معلوم ہو جاتا ہے جسے اکثر کم وقت اور دو [illegible]

اور بعد اوسکے ویم سے آئینہ نکال لیتے ہیں اور تصویر کے عیوب نقصان پر غور کرتے ہیں عقل سلیم پر بہت جلد روشن ہو جاتا ہے
لحاظ جب در میں کا سوراخ بند کردیں تو ویم کا دوسرا ڈہکنا بہی برابر بند کرکے اوس سیاہ کپڑے میں لپیٹ کر اوسی
تاریک مکان میں لاتے ہیں اور ویم کا پہلا ڈہکنا کہولکر آئینہ کو آہستگی باہر نکالیں بہتر طریق یہہ ہے کہ بائیں ہاتہہ سے اوسکا کنارہ
پکڑکے داہنے ہاتہہ میں جو جام ہے **ڈولوپنگ سلوشن** کو بطور کلوڈین کے یکبارگی ڈالکر چاروں کناروں تک پہیلا دیا
جب غور کرکے نشان نظر آئے آئینہ پر جو دوا کو پہینکدے کہ وہ آئینہ ایک نل پانی سے آہستہ آہستہ دہو ڈالیں مگر یہاں
احتیاط رہے کہ پانی تیزی سے اوسکو نہ لگے اور یہہ نل کا منہہ آدہ دو انچ کے فاصلے سے رہے صرف [illegible] پانی کی دہار
اوسکا [illegible] کرکے صاف کردینے میں اب یہہ تصویر ایسی نظر آتی ہے کہ تمام بال جو سیاہ ہوتے ہیں وہ اور رنگین کپڑے بہی
سفید نظر آتے ہیں اور جو چیزیں سفید ہوتی ہیں اور بال اور چہرہ وغیرہ کا اصلی رنگ سیاہ معلوم ہوتا ہے اس
دوا پر تحریر ہے **فکسنگ سلوشن** ڈالا اور جلدی سے تمام آئینہ پر پہیلا دیا جب تصویر صاف نظر آئے تو
اسکو پہو [illegible] نل پانی سے دہو دیا اور اس دوا سے تصویر کے بال سیاہ اور چہرہ وغیرہ سفید ہو جائیگا اور تصویر
ایسی ہو [illegible] کہ جیسے وہی چیز ہے اور آئینہ میں مانند [illegible] عکس [illegible] ہو گئی ہے اسکو
سایہ میں [illegible] کریں اور حفاظت سے [illegible] اسلئے کہ ذرا سی رگڑ میں بالکل بگڑ جاتی ہے اوسکی

انضباط کو ایک پیچ عمدہ ولایتی ہوتا ہے اور ہر جگہ بسہولت بن جاتا ہے چنانچہ اوسکی یہہ صورت ہے

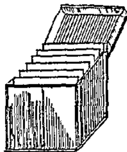
پیچ کہلاتا ہے

اس پیچ میں آئینہ موجود ہے

ایک کٹری میں کیل کی دو دو بان بنی بنی ایک فٹ کے فاصلے پر نصب کرتے ہیں اور اوسکے بیچ میں ایک
سوراخ کرکے کیل کا بچا جگہ لگاتے ہیں پھر ایک لکڑی کا دستہ بناکر اوس میں ایک لمبا پیچ ایسا کرتے ہیں جو اوس لکڑی
تحویل رواں ہو سکے پھر ایک فٹ کا دوسرا لکڑا لکڑی کا بناکر اوس میں بھی تین سوراخ اس موقع سے کرتے ہیں کہ یہہ چونا
بڑے کیل کے اوپر اور درمیانی پیچ کے سوراخ میں اور سطر کا پیچ لگا دیتے ہیں جس وقت اس دستہ کو جو بعدار
اون دونوں لکڑیوں میں ڈالکر پھراتے ہیں تو وہ ایک عجیب لطف کے ساتھ گردش کرکے اون دونوں لکڑیوں کو
باہم گھٹاتا بڑھاتا ہے اور ان دونوں لکڑیوں کے درمیان کیطرف انچہ کا آٹھواں حصہ کند اوڈال دیتے ہیں
روغن کیواسطے اڈہ ہوتا جاکہ اس آڑ میں یہہ تصویر خشک ہوتا تو اب اسکی دو صورتیں ہوتی ہیں اگر آئینہ پر بانہ ہو
رکہنا منظور ہے تو روغن سیاہ جو خاص اسی تصویر کیواسطے موضوع ہے اور انگریزی میں جیٹ وارنش کہتے ہیں اوس تصویر
آئینہ پر اور سطر پر ڈالدیتے ہیں مگر تمام ادویات کا استعمال کیا گیا ہے اور اسکو بہت جلد تمام آئینہ پر پھیرکر
اُلٹا جمع شیشی میں پھر لیتے ہیں یہہ روغن بھی بہت جلد خشک ہوجاتا ہے پھر اس آئینہ کو اولٹکر دوسری طرف
دیکھتے ہیں تو تصویر سیدھی اور بہت عمدہ اور نہایت درست دکھائی دیتی ہے اسکو تصویر کھینچنے کے فریم میں
بند کر دیتے ہیں اسے عمدہ بے دود تصویر پائیٹو کمال نفیس اور صاف طریقہ یہی ہے جو تمنے معلوم کیا اور تصویر کا
فائدہ اگر لینا منظور ہے مگر جو اس ترکیب سے متعلق ہے وہ یہہ ہے کہ جس وقت دواے نمبر تیرہ یعنے فکسنگ سلوشن ڈالا
حاصل ہو تو دواے نمبر شیشم یعنے **ای اوڈین سلوشن** نہایت تیزی سے اوس تصویر پر بہت نرم

بہیک و بنا اور فوراً ایک بوتل پانی سے دہو ڈالنا اب تصویر کی اصلی رنگت پر ایک تاریکی پہیل جائیگی اور اوسکے
...تی ٹہو ہو گی لیاقت پیدا ہو جائیگی پہر نمبر ہتیرہم سے پہر وگیا ایک سلوشن اوسی آئینہ پر ڈالکر تمام آئینہ پر
پہیلانا اور پہر ایک مجرگلاس میں اونڈیل کر دوا نمبر ہشتم سے سلو سلوشن کے چند قطرے اوسی مجرگلاس کی
دوامیں ملاکر پہر اوس آئینہ تصویر پر ڈالنا اور چند بار یہی عمل کریسے اوس تصویر عکسی پر ایک قسم کی سیاہی پیدا ہو جائیگی
اور جسوقت وہ آئینہ اوٹہاکر شمع کی روشنی سے مقابل کرینگے تو دیکہینگے اوسوقت وہ تصویر عجیب صورت سے نظر آئے گی
یسے اسود آنکہہ کی پتلی اور تمام سر کے بال وغیرہ سفید معلوم ہونگے اور رخسار اور پیشانی اور سفید کپڑے وغیرہ سیاہ دکہلائی
دینگے پس جب تصویر پر مرمی کے موافق سیاہ اور سفید نظر آنے لگے تو دوا مذکور پہینک کر دو بوتل پانی سے دہو ڈالنا
اور خیال رکہنا چاہیے کہ اگر تصویر کم سیاہ رنگی ہے تو کاغذ پر سیاہ چہپے گی اور بسبب سیاہ ہوگی تو کاغذ پر بہت
بہتر چہپے گی چنانچہ اسکا امتحان بہی دو چار بار کے تجربے پر منحصر ہے پس اب یہہ تصویر چہاپنے کے قابل ہوگئی اسکو
سایہ میں خوب خشک کرکے روغن سفید کہ جسکو انگریزی میں انبروارنس کہتے ہیں اور وہ امس سے موجود ہے
حیث روارنس کی طرح ڈالکر جلد اوسی تپسی میں اونڈیل کر پہریں اب یہہ تصویر بہی تیار ہوگئی اس ایک تصویر سے ہزاروں تصویریں چہاپ
سکتے ہیں اس قسم کی تصویریں ایک قسم کے صندوقچہ میں احتیاط سے رکہی جاتی ہیں اور جسوقت کسی تصویر کو چہاپنا منظور ہو نکالکر چہاپنے کے بعد پہر اوسی میں رکہدیں

یہہ صندوقچہ کہلاتا ہے



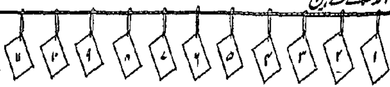
اسمیں آئینہ تصویر موجود ہیں

اب سنو کہ تصویر کیونکر چہاپے کو بہت عمدہ کاغذ درکار ہے اوس کو دوائے نمبر ہشتم
ال بومین میں جو نمک آمیز بیضہ مرغ کی سفیدی کا زلال ہے ایک وسیع قاب میں نکالکر
اس کے اوپر ایک رخ سے برابر بچہادین بعد نصف منٹ یعنی تیس سکنڈ کے بعد اوٹہاکر



قاب چینی یا بلور کی

کاغذ لٹکاتے گئے ہیں



جسوقت یہہ کاغذ خشک ہو جاوین تو انکو تاوین گو اتنے سے کہ کٹ سے یہہ مشکل پیش آتی ہے اسواسطے کسی مجلد کتاب
اوپاکر سیدہا کر لینا مناسب ہے ۔ اس کاغذ لانے کا کاغذ تیار ہی سامان تصویر کھینچنے کا ساتہہ ہم پہونچانے کے اکول پر بنیا ہوا
پیپر کہتے ہین اور اکثر مقامات پر حسب ضرورت سوداگرون کی دوکانونمین بہی ملجاتا ہے اب مکان تاریک مین دو تہائی
سیر پانی مین سلفیو یا تہہ کو شمع کے روبرو نکالو اور ایک ملوا چینی کی قاب مین بہر کر کاغذ کو رکو جسطرف
سپید رنگ کی سفیدی لگی ہے اوسطرف سے اس قاب کی دیوار سے آہستہ آہستہ بچہاد و کاغذ کی پشت پر دو تین بار
اسقدر احتیاط ضرورت ہے اس مدت کے بعد اوٹہاکر بطریق معلوم لٹکا دینا اسکی ہی جد صورتین ہین جیسے کاغذ کا ایک
کنارہ سوئی کی نوک سے اوٹہاکر دوسرے پہندے سے لٹکا دیتے ہین جیسے اوپر کے نقشہ مین تم دیکہہ چکے اور بعضے چاندی کا تار
بہت پتلا کر کے اوسکے دونون کنارے خم دیتے ہین اور اوسمین اسطرف کاغذ کی نوک لٹکا کر دوسری طرف سے کسی چیز مین
لٹکاتے ہین ایسا ایک قسم کی چٹکی ہوتی ہے اوسکی نوک مین کاغذ کا کنارا دبا کر دوسرا سرا ایک ٹانکے سے لٹکاتے ہین اور اوسکی دوسری شکل ہے اسطور پر

ص
ب
ج
و بند چٹکی
ب
ص
ط
تار خمیدہ
کاغذ
ص
ب
ج
و
و کہلی چٹکی
ب
ص
ط

ص ص لکڑی کے دو پترے ہین اور ج ایک تار کی کمانی شاک کی صورت ہے اسکے وسیلے سے باہم ملے ہوتے ہین
ط ایک تار خمیدہ ہے جسکے باعث یہہ چٹکی لٹکائی جاتی ہے ب ب اسکے دونون پچہلے سر کمانی کے زور سے خود بخود ہٹے
ہوئے رہتے ہین اور اس سبب سے و و دونون اسکے اگلے سرے بند ہوتے ہین جسوقت ب ب دونون سرے آہستہ دباکر
باہم ملادینگے تو و و دونون سرے کشادہ ہو جاوینگے اوسوقت کاغذ کا کنارہ اوسمین لاکر پچہلے سرے کہولنے سے وہ نوک
بند ہو جاویگی اور کاغذ اوسمین پکڑا جاویگا اور یاد رکہو کہ ہمیشہ یہہ کاغذ اندہیرے مین تیار کرکے خشک کرنا اور کسی
کتاب کے ورقون مین دباکر رکہہ دینا روشنی مین ہرگز نہ لانا تاکہ سیاہ ہو جاوینگے اب یہہ کاغذ اس قابل ہوگیا کہ وہ اپنے تصویر
عکسی کہینچے وسیلے چہپ سکتا ہے چہاپنے کیواسطے ایک آلہ مقرر ہے اوسکو انگریزی مین پرنٹنگ فریم کہتے ہین وہ ایک

جو کہ کاٹھ کا ایک مستطیل ہوتا ہے اور نیچے سے نکل جاتی مگر ایکطرف آئینہ جڑا ہوتا ہے اور دوسری جانب ایک تختہ قبضہ کیطرح کا بنا
ہوا سا لگا جاتا ہے کہ برابر دو ٹکڑے تختے کے برادگی کے وسیلے سے جوڑ دیتے ہیں اور جو کہ کٹنے میں دو پٹریاں بھی لگی
لگاکر ایسے رکھنے میں کہ جسا اوس آئینہ پر وہ ٹکبا برابر رکھکر دو پٹریاں لگادیں تو کمانیوں کے زور سے یا پیچوں کے سبب سے
دونوں ٹکڑے اوس تختے کے حسب خواہ ہٹائیں چنانچہ پرنٹنگ فریم کی تمام کیفیت اس نقشہ سے ظاہر ہے

حلقہ چوبی سیدھا

آئینہ سطر

تختہ پشت

پٹری اوپر کے

پیچ

حلقہ چوبی اولٹا

پٹریاں کیلی ہوئی

پرنٹنگ فریم پشت کیطرف سے مع حلقہ و پیچ

کمانی

پٹری نیچے کے

پرنٹنگ فریم مع آئینہ تصویر و کاغذ

اسمیں تصویر چھاپنے کا یہہ قاعدہ ہے کہ فریم کو تاریکی میں لیجاکر وہاں کھولتے ہیں اور تصویر کا آئینہ جسطرف کہ اوسکی
پشت ہے اوس طرف سے اسطرح رکھتے ہیں کہ جسطرف تصویر کا مصالحہ لگا ہے اور اسپر اوسکے برابر پہلے وہ اوپر سے
پھر وہی کاغذ جو مصالحہ دیا ہوا کتاب میں رکھا ہے اوسکو اوس آئینہ تصویر پر اوسطرح سے رکھتے ہیں جس سمت سے
فلک یا تہہ میں ڈالا گیا تھا پھر اوسکی پشت پر چند ورق فلٹر کے پیپر یا اور کسی کاغذ کے رکھکر ڈھکنا بند کرکے آہستہ آہستہ
پیچ کسدیتے ہیں بعد روشنی میں لاکر اوسکو دھوپ میں اسطور سے رکھدیتے ہیں کہ پرنٹنگ فریم کا آئینہ آفتاب سے
مقابل رہتا ہے اور شعاع اوسپر اپنا اثر کرکے تصویر کے آئینے پر ہوتی ہوئی اوس پیپر پر پہونچتی ہے اور اوسکی
ناہر سے آئینہ پر جو تصویری ہے اوسکا عدد بعینہ اوسطح عکس قبول کرلیتی ہے مگر [illegible] کے بعد پھر اوس کو
سایہ میں لاکر ایک پٹری کھولتے ہیں اور ایک جانب سے ڈھکنا اولٹ کر تصویر کا چہرہ دیکھتے ہیں پس اگر وہ تصویر حسب
اوسکی رنگت جیسی ہے تو اوسکو نکال کر پھر کتاب میں رکھدیتے ہیں اور اگر کم رنگ جمعیا ہے تو پھر فریم کا ڈھکنا برابر کرکے
تھوڑی دیر کیواسطے اور بھی دھوپ دیتے ہیں مثلاً کہ سیاہی اول گہری تصویر جیسے ہوتی ہے اسلیئے کہ پھر آئینہ دوسرے

اور یہ سب دوا اس کے باعث اوسکا رنگ کم ہو جاتا ہے غرض جس قدر تصویریں چھاپی منظور ہیں اونکو چھاپ
چھاپ کر تاریکی میں رکھدو اور اسکے بعد ایک قاب میں ڈالکر چند بار اوس تصویر کو آب صاف سے کھنگال کر دیکھ لو
جس وقت اس قاب میں پانی ڈالا جائیگا ہوئیا کاغذ تصویر پر جو نیٹریٹ آف سلور لگا ہے اوسکی تاثیر سے پانی کی رنگت
بالکل دودھ کی طرح سفید ہو جائیگی اور اس پانی کو پھینکدو اور دوسرا پانی ڈالکر قاب کو ہلاؤ پھر وہ پانی بھی پھینکدو پھر یہاں تک
کہ دودھ کے رنگ کا پانی نکلنا موقوف ہو جائیگا پھر اوس قاب میں پانی ڈالکر تھوڑا سا نمک جو کھانے میں مستعمل ہے اوس میں
شامل کرکے تصویروں کو ڈبو ڈالو پھر ایک خالی پانی سے صاف کرکے دوائے نمبر یازدہم جسے ٹوننگ باتھ میں
ڈالو اس دوائے مذکور کو علیحدہ ایک قاب میں نکالکر ان تصویروں کو پندرہ منٹ تک اوسمیں رکھو اس عرصہ میں
تصویر کی تاریکی دور ہو جائیگی اور جہاں سیاہ رنگ پایا یہ سیاہی کاغذ تصویر پر تھا وہ ایک خوبصورت اودا رنگ
بجنسہ جامن کے موافق نظر آنے لگیگا پھر ایک اور قاب لیکر دوائے نمبر دوازدہم جسے **فکسنگ باتھ** نکالو اور ان
تصویروں کو دوسری قاب میں ڈالکر ایک یا دو پانی سے خوب ہلا ہلا کر دھو لینے کے بعد نمبر دوازدہم میں رکھو جب انمیں
بھی پندرہ منٹ کے قریب وقت گذر جائے تو انہیں بھی نکالکر ایک قاب میں پندرہ پانی سے خوب صاف کرو یہاں تک
کہ دوائے نمبر دوازدہم کا اثر باقی نہ رہے اور پانی میں بھگو کر رکھدو گھنٹہ گھنٹہ بھر میں پانی بدلتے جاؤ بعد چند گھنٹے کے اون
کاغذوں کو پانی میں سے نکالکر کسی صاف کپڑے پر جدا جدا پھیلا کر خشک کر لیا مگر اوس وقت گرد و غبار کی حفاظت
نہایت لازم ہے اب تصویر عکسی تیار ہو چکی اور کسی عمدہ و مثلی چپکنے کے لایق یا کسی بہتر فریم میں کھینچنے کے قابل ہو گئی
عبارت مختصر فرزانہ روزگار عالیجناب فارسٹ صاحب بہادر نے الا گوہر کو اسطرح ریل گاڑی اور بیٹری گلٹ وغیرہ سے بھی خوب
واقف و مطلع فرما دیا اور یہ تماشا بھی تمام ہو چکا شوق تحریر بس ختم ہوا اور عقلِ مجسم کا بیان فسیح زمان تو جہ بس ادا کیا

## امتحانِ ہشتم

مؤلف

| | |
|---|---|
| اس تنگ نقطہ بس کو نہ آیا جز حساب بس | آنکھوں سے آج دیدۂ عبرت سے دیکھنا |
| صنعت گری مری ہے نہیں جادوگری سے کم | ہاں سرسری نظر سے نہ زنہار دیکھنا |
| از شعاع مہر سے باندھا ہے برق کو | جائے کہیں نہ بائے خیرہ دل دیکھنا |

جس وقت شہزادہ ارجمند بخت بلند اپنے اوستاد خجستہ نہاد کے ہمراہ خسرو نامدار کے دربار گوہر نثار
میں جا پہونچا عقلِ مجسم نے فرمایا کہ اے لختِ جگر و اے نور نظر اب تک کس چیز میں دستگاہ تازہ حاصل کی عرض
جواب دیا کہ علم برق اور علم دخان وغیرہ میں قدرے تمیز پیدا کی ہے مگر نظرِ عمیق اور فکر باریک سے غور کر اون



ہوں جنہوں کو ایک سحر ربّاری اور دوتیّ پیدا کیا کرتا ہوں بادشاہ نے ارشاد کیا کہ ہم بھی کچھ اونکا حال سنکر علوم
مذکورہ کی کیفیت معلوم کریں تو ہمارا وزیر نے ہمیشہ عرض کی کہ حضور اقدس فی الحقیقت اس حقیقت کا ماہیات عجیب
اور عجائبات حیرت انگیز ہوگا کہ کارخانہ قدرت کی نہایت بیزار اور قوی قوتیں ہر وقت ہماری آنکھوں کے سامنے موجود ہیں
اگرچہ یہہ تسلیم کرتے ہیں کہ وہ قوتیں ہمیشہ ہمکو محسوس نہیں ہوتیں اور اسی باعث سے ان قوتوں کو توہم محض کہتے ہیں
مگر کیفیات موجودہ میں تھوڑے سے تغیر و تبدل سے وہ قوتیں متحرک ہوجاتی ہیں اور اونکی بدولت عجیب اثروں کو
ہم دیکھنے لگتے ہیں اور بہت زیادہ تر ہو اساس کی اون عجائبات کے ظہور پر ہوتی ہے جنکو عجائبات برقیہ
کہتے ہیں حالانکہ بہت سی ایسی چیزیں ہیں کہ اگر اونکو آپس میں ملاکر زور سے دبائیں اور پھر الگ کریں تو اونمیں وہ خاص
اثر ظاہر ہوتا ہے جسکو ہم برق کہتے ہیں علاوہ اسکے اور بھی خاصیتیں ظہور پاتی ہیں جنکی حقیقت ٹھیک ٹھیک اب تک
دریافت نہیں ہوئی بلکہ یہہ خیال کرتے ہیں کہ انواع و اقسام کے تغیرات اور معمولی اسباب سے بجلی ظاہر ہوتی ہے جیسے
مختلف مادوں میں آپسکے باہم رگڑنے اور دبانے اور ملانے اور جسمانی چیزوں کی ترکیبوں اور حرارت اور روشنی کی
تبدیلیوں سے حالانکہ کسی چیز کے پگھلانے میں بھی علی ہذا القیاس اور بعضو ہر تیاد روشن و آشکار ہوگا کہ سنہ عیسوی سے
پورے چھہ سو برس پیشتر [illegible] نامی گرامی حکیم جوکہ تھیلس واقع یونان کا باشندہ تھا اوسکو کہربا کی یہہ
عجیب خاصیت دریافت ہوئی کہ اگر رگڑیں تو اوس میں [illegible]

ہوجاتا ہے جسکا باعث سے وہ نہایت حیران ہوا اور اوسنے یہہ خیال کیا کہ کہربا میں ایک طرح کی روحانیت ہوتی ہے
واسطے کسی کی صفت کہربا میں رگڑنے کے ذریعہ سے ظاہر ہوتی تھی اسلئے تمام اصطلاحات اس فن کی کہربا کے
لفظ سے بنائی گئیں اور چونکہ کہربا کو یونانی زبان میں **الکٹرن** اور رومی زبان میں **الکٹرم** اور اوس مخفی علت کو
جسے فعل کہربائی روحانیت تھا تھا **الکٹرسٹی** کہتے ہیں تو اسکے بعد علم برق کی جسقدر ترقی ہوئی اور جن جن
چیزوں میں اوس طرح کی خاصیت پائی گئی اونکو بھی کہربا کے اسم سمجھہ کہربائی چیزیں کہنے لگے اسی طرح جن چیزوں
میں رگڑنے کے ذریعہ سے جاذبہ قوت نمایاں لگنی تو تمام اونکا **معمولی کہربائی اثر** اور خاص اوس ترکیب کو
**کہربائی تحریک** اور جاذبہ قوت کو **کہربائی جذب** اور اون آلات کو جو بائیش قوت مذکورہ کی غرض سے بنائے گئے
**کہربا نما** اور اون کلوں کو جو اوس قوت کی ناپ تول کیلئے بنائی گئیں **میزان کہربا** کہا گیا چنانچہ حال کی خاکساری کی
رائے میں یہہ بات آئی ہے کہ **ٹیلیگراف** کو ہر آدمی **تار برقی** کہتا ہے اور اسیطرح اس قسم کے تمام اثروں کو
**بجلی کے اثر** کہتے ہیں نظر برین مناسب ہے کہ اسکی اصطلاحوں کو بجلی کے لفظ سے اصطلاح مشتق کریں کہ جیسے یونانی
اصطلاحوں کے مطابق کہربا کے معنے ہر اصطلاح سے مترشح ہوتے ہیں چنانچہ اوس اثر کی تاثیر عام کو **برق**
اور کل خاص سنت کے اثر کو **اثر جذب برق** اور اوسکے خاص مدافعت کے اثر کو **اثر دفع برق** کہا جاتا ہے

اصطلاحات کہربا

اور جس مجی حالت کو نہیلیڈ کہا ہے کہربائی روحانیت بھی اور اوسکا نام الکٹریسٹی رکہا ہے نام اوسکا برقی قوت
اور نام اون چیزوں کا جسمیں یہہ خاصیت پائی جاتی ہے اشیاء برقیہ اور نام اوسکا جسمیں رگڑنے سے یہہ قوت ظاہر ہوتی ہے
معمولِ برقی قوت اور نام اوس ترکیب کا جسکے ذریعہ سے وہ قوت پیدا ہوتی تحریکِ برقی اور نام اوسکے
اثر کا اثرِ جذبِ برق اور نام اوسکے دیکہنے کے آلات کا برق نما اور نام اون کلوں کا جس سے اوس کے
مقدار کی جانچ تول کیجاتے میزان البرق رکہا ہر چند کہ برق بہت کاموں میں عمدہ طور پر مستعمل ہے مگر علاوہ دنیا کے
کاموں میں سب سے زیادہ حیرت بخش استعمال اس برق کا یہہ ہے کہ جو لوگ ایک دوسرے سے سیکڑوں ہزاروں کوس کے
فاصلہ پر جدا ہوتے ہیں وہ دیکو پارات کو بسکہی جواب بات چیت کر سکتے ہیں اور بذریعہ ساعت کا نام و نشان بتادیتے ہیں
ایک دوسرے کو صلاح مشورت دیسکتا ہے اور عبادت اور تعزیت کی رسم ادا کر سکتا ہے اور بری بات نہ یہہ کر سکتا ہے
یہانتک کہ گویا وہ دونوں آدمی ایک جگہ میں بیٹہے ہیں اور جب یہہ ساری باتیں پوری ہو جاتی ہیں تو ایک آپ کہ
محدیس اور دوسرا اسکو اثر مرا ہیں پاتا ہے تھے کہا ہوں کوئی بات اس سے زیادہ عجیب و غریب ہیں اور یاد
رہے کہ وہ نتیجے کے ہیں کہ اسکے پیدا کر سکنے کے ذریعے لطایف خفیف در آسمان ہیں چنانچہ وہ اس سے سمجھتے ساد ہے قاعدہ
سنتے ہیں جو سنہ ۱۸۹۱ع میں دریافت ہوا ہے پہلے یہہ کہ ایک ایسی مقناطیسی سوئی جو اسطرح پر بلا تکلف گھوم سکے
وہ کسی ایسے تار کے پاس لائی جاتی ہے کہ جسمیں برقی موج گذرتی رہتی ہے تو وہ سوئی اوس تار کے ساتہ زاویہ قائمہ بنا
ہمارے مائل ہوتی ہے اور اوسکی حرکت خاص ایک قاعدہ کی پابند ہو جاتی ہے اور وہی موج برقی جو تار برقی پر
عمل کرتی ہے گہنٹے کو بہی بجادیتی ہے جسکی مدد سے رات کیوقت آدمی خبردار ہو جاتے ہیں اور قوتِ برقی کی دو صورتیں ہیں
ایک میں جذب کرنیکی خاصیت ہے اور دوسری میں دفع کرنیکی خاصیت پہلی کو جاذبہ اور مثبت اور دوسری کو دافعہ اور
منفی کہتے ہیں اور برق کے خواص میں سے ایک یہہ بہی ہے کہ اگر وہ ایک جگہ بہت ہو اور دوسری جگہ اوس سے کم یا
تہوڑی تو پہلی جگہ میں سے اوسکے کچہہ حصے دوسری جگہ میں چلے جاتے ہیں تاکہ دونوں مقام برابر ہو جائیں
مثلاً ایک بادل میں زیادہ بجلی ہو اور ایک میں کم تو جس وقت وہ دونوں بادل نزدیک پہنچینگے اوس وقت بہت والے
بادل میں سے کم والے بادل میں بجلی جاتی ہے اور ایک تیز روشنی اور مہیب آواز ہوتی ہے چنانچہ عوام اوس روشنی کو
بجلی اور آواز کو گرج کہتے ہیں اور جبکہ بجلی بادل سے زمین میں یا زمین سے بادل میں داخل کرتی ہے تو اوسے صدمہ ہی تک
مال طبعی میں آتا ہے پس طاقتِ کہربائی یعنی قوتِ برقی کا ظہور دو طرح سے ہے ایک قدرتی اور دوسرا مصنوعی قدرتی
جیسا بادلوں میں اور مصنوعی کئی طریق سے ہوتا ہے مثلاً ایک وہ جو رگڑنے سے ہو اوسکو کہربائی بالد
کہتے ہیں اور جو قوتِ کہربائی کہ جزو کی ترکیب سے پیدا ہوتی ہے اوسکا نام قوتِ کیمیائی ہے اور یہی قوت
کیمیائی ڈاک بجلی کے تاروں کام آتی ہے چنانچہ اوسکا یہہ طریق ہے کہ اگر کانچ یا مٹی کے ایک برتن یا ٹب کا

مالی یا مثلے تہوتے کا پانی یا ایک حصہ گندہک کے تیزاب کا دس حصے پانی میں ملاکر ڈالیں اور اوس برتن میں ایک طبق
جست کا اور ایک تانبے کا رکھیں تو اس ترکیب سے بجلی پیدا ہوتی ہے اور اگر بہت سے جوڑے طبقوں کے رکھے جائیں تو
زیادہ قوت حاصل ہوتی ہے اب اگر چاہیں کہ اس قوت کو جو اس ترکیب سے پیدا ہوتی ہے دور تک لیجائیں تو اوسکا طریق
یہہ ہے کہ لوہے یا تانبے کا یا کسی اور دھات کا تار لگا دیں یہہ تار جہاں تک جائیگا قوت برقی آسانی سے وہاں تک پہونچیگی
اور جب ایسے دونوں تاروں کے سروں کو ملائیں یا پاس لائیں تو درمیان میں ایک شعلہ بجلی کا سا دکھائی دیتا ہے اور اوسکے
ساتھہ چٹخ کی آواز ہوتی ہے اسیطرح اگر برابر تار کو الگ کرکے پھر قریب لائیں تو وہی کیفیت پیدا ہوگی اور اگر
ایک تار کو ایک ہاتھہ سے اور دوسرے تار کو دوسرے ہاتھہ سے چھوئیں تو ایک صدمہ ہوتا ہے اور اگر کئی آدمی اپنے اپنے
ہاتھہ پکڑ کر باہم کھڑے ہو جائیں اور ایکطرف کا اخیر آدمی ایک تار کو چھوئے اور دوسری طرف کا دوسرے تار کو چھوئے
تو ایک وقت سب آدمیوں کو جھٹکا لگیگا اور مادہ برقی کا بہت سا ہر جانب عام سرگرمی روش ہے جسکا عالم مصنوعات میں
دور دور تک ظہور ہے اور اوسکا اثر آیا ہے اونکی سرعت کو سبھی جانتے ہیں بلکہ جب آسمان کی گرج ہی ہوتی ہے تو بجلی ہی جانتے
ست ہو جاتے [illegible] بعض لوگ [illegible] جانتے ہیں کہ جب انسان کے استعمال میں آئے تو بیشتر اظہار
جانے والوں کو اسکا اثر عجیب ہوتا [illegible]
یعنی صنعتیں خالق کائنات کی ہیں اور جیسے کوئی مدت سے خالی نہیں مگر تماشا ہے کہ جو ہم دیکھتے ہیں انمیں اوپر بجلی
میں آیا اور جو لوگ دکھلائی دیتی ہیں وہ باعث حیرانی ہوتی ہیں علی ہذا القیاس یہہ قوت برقی کہ اسی تیزی سے بڑی
بڑی مسافتوں کو ذرا سی دیر میں قطع کرلیتی ہے انگلستان کے ایک حکیم نے تجربہ کی رو سے دریافت کیا ہے کہ قوت برقی
ایک پل میں دو لاکھہ اٹھاسی ہزار میل طے کرجاتی ہے اس سبب سے ایک شہر کی خبر دوسرے شہر میں جلد پہونچ جاتی ہے اور
اوسکے پہونچانیکے واسطے لوہے کا تار استعمال میں لایا گیا اور یہہ ضرور نہیں کہ تار علی الاتصال لگایا جاوے بلکہ اگر تار کے
دونوں سروں کو زمین کے اندر دب یا کنوئیں میں ڈالدیں تو ادل دونوں سروں کے بیچ میں جو زمین ہے وہ بھی بطرز ایک
تار برقی کے ہوجائیگی اور مادہ برقی الیکٹرک تار کے سرے سے گذر کر اور زمین میں نفوذ کرکے دوسری طرف کے سرے میں سرایت
کریگا اور وہی صورتیں پیدا ہونگی جو اگلے بیان کیے گئے ہیں اور جناب عالی تار برقی کا سلسلہ جب دریاؤں کے گذر تا ہے
تو اوسجگہ کئی طور کی تدبیریں عمل میں آتی ہیں اگر دریا کا پاٹ تھوڑا ہے تو دونوں کناروں پر بڑے کھمبے گاڑ کر اوپر تار کھینچتے ہیں
اور کہیں انکو بار و کر اونکے ستونوں پر اوس سلسلے کو لیجاتے ہیں اور جہاں کوئی ایسی ترکیب نہیں ہوسکتی وہاں تار کو دریا میں
ڈالکر دوسری طرف نکالدیتے ہیں اور ڈوبنے میں ایسی احتیاط کرتے ہیں کہ اوس پر کشتیاں گذرتی رہیں اسقدر اور [illegible] کرنا
لازم ہے کہ قوت کہربائی جس چیز کے ذریعے سے ایک جگہ سے دوسری جگہ میں پہونچائی جاتی ہے اوسکو موصل کہتے ہیں اور جس
چیز کے ذریعے سے نہیں پہونچ سکتی وہ غیر موصل کہلاتی ہیں بس ایسی تار کے لگانے میں یہہ بڑی قباحت تھی کہ اگر کوئی

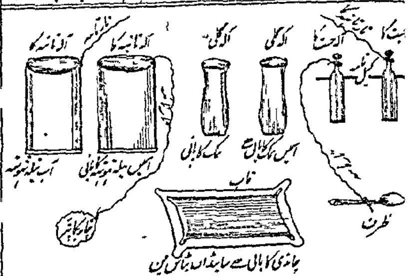
تے سے موصل قوت کہربائی اور اس سے لگاتے تو اوسکا اثر دوسری طرف رجوع کر جاتے اور ضرور کے ہو نہیں میں جب واقع ہوا چنانچہ
پانی موصل کہربائی ہے تو وقت تار کو دریا اور سمندر کی تہ میں بچھانا ہو تو پانی قوت کہربائی کو کھینچ لیگا اسلیے ضرور ہوا کہ مرطوب جو پانی جو تو ٹپ
تو اوسے ہر جگہ نقصان کا احتمال ہے اسواسطے لازم ہوا کہ کوئی غیر موصل سے حفاظت کیواسطے تار پر لگائی جاوے اور اسیواسطے
حریروں سگاپرچہ وغیرہ میں تر کرتے قسم کے ایک چیز کا گوند سے گٹاپرچہ کہتے ہیں اپنی مضبوطی کے سبب بہت بہتر ہے اوسکو
تار پر چڑھا لیتے ہیں اور اس گوند کے چڑھانے میں کمال خیال رکھتے ہیں کہ کہیں سے آہنی تار کھلا نہ رہے اور کانچ اور لاکہ اور ریشم
وغیرہ بھی غیر موصل ہیں مگر اس کام کیواسطے مفید نہیں اور مٹی وغیرہ میں وہ بہت تری موصل ہے غرضکہ تار برقی حضرت انسان کی ہستکاری کا
ایک اعلیٰ درجہ کا نمونہ ہے اور علم برق سے بہت کام لئے جاتے ہیں چنانچہ ملمع وغیرہ بہت سہل ترکیب سے ہر قسم کے ظروف از قسم
وغیرہ پر چڑھایا جاتا ہے اسے یہ ہیں کہ زمین وارنگ کا ایک بڑا حکیم دانشمند کہ جسکو باشندگان یورپ الیسیر صاحب کے لقب سے
اور وہ اس شہر پارس میں کیفیت امتحان کا مشاہدہ کرتے تھے وہ امر نہایت ظاہر اور خود برود کیطرف متوجہ ہو کر گویا ہوا کہ خداوند تعالیٰ
کس ترکیب سے ملمع کا ظہور حاصل کرتی ہے حرر ودرو برودرے کہا کہ اسکی دو صورتیں سہل الاصول ہیں اول یہہ کہ ایک صندوقچہ ملائی
عمدہ تیار ہیم پہونچتا ہے اور اسمیں چند آلات موجود ہوتے ہیں جسکو باٹری گلٹ کی کہتے ہیں اور اسکی اصل ہیئت یہہ ہے کہ ایک لکڑی کے
مستطیل تختے میں درجت کی تختیاں نصب ہوتی ہیں اور اونکے درمیان ایک ورق پلاٹینم کا جو ایک انگریزی قسم کا دہات
ہے لگا ہوتا ہے اور اوپر کی لکڑی میں دو پیچ ساتے جاتے ہیں ان دونوں میں تانبے کے دو تار دابے رہتے ہیں اور اسکے واسطے
ایک چارہ کانچ کا جو اوسی کا مقرر ہے اوسمیں سلفیورک السڈ کو آب میں حل کرکے بھر دیتے ہیں بعد درجت کی تختیاں اور پلاٹینم کا
ترجو ایک لکڑی میں جڑا ہوا موجود ہے ہیں سے ایک حصہ گندہک کا تیزاب وحصے آب میں ملایا جاتا ہے اور اسکے وسیلے سے بجلی کی طاقت
پیدا ہوتی ہے اور وہ جو دونوں تار اوپر کے پیچوں میں لگائے جاتے ہیں اوسمیں سے اوپر والے تار میں وہ چیز باندہتے ہیں جسپر ملمع چڑھانا منظور
ہوتا ہے اور پار وکی جانب جو تار ہے اوسمیں ایک تیر چاندی یا سونے وغیرہ کا باندہتے ہیں اور ان دونوں چیزوں کو ایک تشتری میں ڈبو دیتے ہیں
جسمیں سونے یا چاندی کا پانی جو تیزاب کے ذریعہ سے ترکیب دیا جاتا ہے بخوبی بہر دیتے ہیں چنانچہ میں ایک سرسری
نقشہ سارا آپکو بخوبی سمجھا دیتا ہوں ملاحظہ فرمائیے یہہ کہکر قلم دوات تو اول ہی سے موجود تہا فوراً ایک نقشہ اسطور پر تیار کیا

باٹری کا نقشہ

ملمع چڑھانیکے وقت

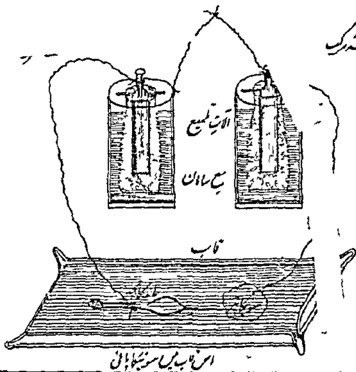
ظرف چاندی سونیکے پانی کا

دوم ہندوستانی طریق پر تمام سامان آسانی نا ہو سکتا ہے اوسکی یہہ صورت ہے کہ آلات مفصلہ نمونہ
ایک اوسکو باہم ترکیب دیتے ہیں چنانچہ اون آلات کے نقشے ہی یہاں کہینچا ہے آپکے روبرو پیش کرتا ہوں غور فرمائیے




چاندی کا پانی سے ساینڈاس بناکس مین

نقشہ ترکیب




اس تاب میں سونیکا پانی

نقشہ سطور میں موجود ہیں اونمیں سے اول جست کے دو آلے گہدر کی نکل میں اندسے شوہیں اور اونکا
دل گردان کے پاس جہلی ہوئی موجود ہے انگوشتی کے آٹے مین رکہدیتے ہیں اور مٹی کے آٹے اندسے خالی
اسین نمک کا پانی بہرا ہوتا ہے بیشے چار تولہ نمک کو ایک گلاس مین گہولکر اوسکو آدہ گلی میں بہر دیتے ہیں اور جست کا

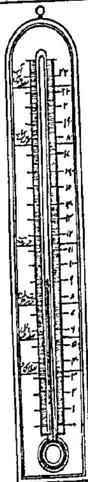
اسکے سوا بہت سے رنگ بنانے والی چیزیں ہیں جنکی تفصیل اس کتاب میں ممکن نہیں اس لئے ایک مرتبہ دیکھ
لینے سے مراد پوری ہو جاتی ہے مگر یہ تو ظاہر ہے کہ رکھنے میں مرادِ نادانی کے آگے بہت تھوڑے کام کی
ہوتی ہیں جیسے قلعی اور سیسہ ایک برتن میں گلا کر ملا لیتے ہیں جب دونوں آپس میں مل کر بیٹھ جاتے ہیں
تو ایک ذات کی شکل اور دوسری ذات کی رنگت کے تار ہو کر دونوں مل جاتے ہیں اور دونوں کی صفت
موجود رہتی ہیں۔ مثلاً ویسا ہی ہو جاتا ہے جیسا کہ تانبا اسطرح سے کہ انکا قیاس دوسری قسم کا
دونوں کے تار چاندی اور سیسہ وغیرہ مثلاً نکالتے ہیں اور ان دونوں چیزوں کو بہت زیادہ عطر اور چیز الگ
ملا کر ایک برتن میں ایک شیشہ میں ہر قسم کا تیزاب اور جس قسم کا ان اوصاف میں ہو کر ملا کر تیزاب میں ڈال
دینے سے اس ترکیب سے کہ ہر قسم کا رنگ سفید رنگ چاندی کی شکل ہوتا ہے اور اسکو الگ کر دیتے ہیں
یا اسی کو کہتے ہیں دو تولہ چاندی ایک برتن میں رکھیں اور چاندی تیزاب ما السطور ہو تو چاندی کا گلا دہ ایک تولہ
ہے وہ چاندی کے وزن سے مل جاتا ہے اسکو تو سی میں رکھ کر چاندی کا ایک تار میں اور ساتھ ایک تولہ
زرد رنگ اور دونوں کو ملا کر اس میں تھوڑی سی احتیاط رکھیں کہ وہ دونوں تار اور دونوں
باہم جمع ہو کر بالیں گلی کی طرح سے چاندی اور زرد کے جس حصہ سے ہو کر باریک اور پتلی تیل کی طرح دونوں کو
گرم کرنے سے اسطرح سونا بن جاتا ہے اگر سونا بنانا ہو تو نمک ایسڈ کے سبب سے ہوتا ہے اور تو
چاندی سونا اور سیسہ ساتھ سے اسطرح اول اور تیزاب کا نمک ڈال کر پھر کوئی اور چیز پڑتے ہیں اور تانبے کا
ساتھ ملا کر ایک برتن میں ملا ہوا ہو تو ایک جگہ مسکہ کا رنگ ہو جاتا ہے اور پانی
میں رکھیں پھر ایسڈ تیزاب آدھ پاؤ ملا کر چار گھنٹے پانی میں ڈال کر ایک کھال میں رکھیں
تیسرے دن اسکو ایک برتن میں رکھیں اور وقت کہ سرخ رنگ ہو جائے تو الگ اسکو اور یہ سونا بنتا ہے
جب تو ٹھنڈی میں گلا کر کے دو دو روز رکھ کر چھوڑ دیں پھر اسکو ملا کر اسمیں تیزاب ملا کر کریں گے
جس میں پانی ہو وہ اسکو گرم رکھیں اور گندھک ملا کر تیزاب ملا کر ہوگا اور سونا اگر اسی طریقہ سے کیا جائے
دوسرے سامان اور شورہ کے ساتھ ملا کر ایک طرف سونا اور دوسری جانب زیور وغیرہ مگر سونا پانی
سفید اور اسکو اسی طرح سات دن کہ سونے کا رنگ ہو اور سونے کو ایسڈ میں ڈال کر تو ذرا سا گل ہوتا ہے اور اسکو
سال میں ہو کر جو کچھ سے تمام کے گرد سے تمام پیتے ہیں جو پانی سے پاک رہتے ہیں اور سونے کو
اور گندھک میں ملا دیتے ہیں اور اسکو نکال کر پانی ایسڈ تمام کے ساتھ میں ہو جاتے ہیں مگر یہ مسئلہ مشہور ہے اور
معلوم ہو کہ سونا کی حقیقت معلوم ہو گئی تو جو کوئی کر سکتا ہو تو سامان سلطان کی طرح مشہور کر سکتا ہے
سونا کبھی بھی ذات کی وقت تجارت کے وسیلہ سے تجارت اور ایک مقامات میں اور یہ بات

روشنی برقی کے وسیلے سے برتنے کی تسبیدہ بہتر بنا دیتی ہے اور یہی تار برقی ریلگاڑی سے بھی متعلق ہے جیسے
سلاریل گاڑی میں کوئی شخص مجرم یا کوئی ورد عیار کہ کامل ایک منزل دور ہو گیا اور بعد روانگی ریل کے اطلاع ہوتی
تو پساں کام ہے کہ کسی سواری کی تیز رفتاری سے اسکو گرفتار کر سکے اور بارود یا تو کیا تاب اور کیا مجال ہے
لہذا موڑا برقی کے وسیلے سے اگلے مقام پر جہاں پہ ریل دم لیتی ہے خبر بھیجدے کہ یہ اسامی بھیجے جاوے وہاں
مسند تدارک ہو جائیگا پہر ریل گاڑی سو پہنچیگی اور نظلت حاصل ہو نہیں کچھ اندیشہ باقی رہیگا سلطان المعظم کی عقل مجسم سے
ارشاد کیا کہ ریل گاڑی کو تو دیکھو۔ اسقدر گرانباری کے کمال تیز رفتاری حاصل ہے جسے کوئی انسان بہ نقل کے
فائدے سمجھتا ہے کہ کوئی حیوان اپنی زور طاقت کا امتحان کرتا ہے پھر کیا سبب ہے کہ خود بخود یہ ایسی سرعت رفتار سے
آزاد ہو جاتے سارل اونشیع مراحل کرتی چلی جاتی ہے حضور پر نور ایک اخرے بوئیں کی کہ حالوالی پر جیسی تحویل وانف
دلگاہ سے کہ پانی جب کسی ظرف میں آگ پر ایسا گرم ہو کہ جوش میں آئے تو اوسمیں سے ایک قسم کا بخار اوٹہتا ہے جو اگر
اسطرح اوسکو تنگ برجوش دیتے رہیں تو پانی سکتا اس بخار کی حالت میں اوڑ رہیگا اور ظرف مذکور حسک
خالی ہو جائیگا اور یہہ بھی سب جانتے ہیں کہ اوس ظرف کے موبہہ پر اگر سرپوش رکھ کر بند کر دیں اور انکل
کرکے پھر اپنی اصلی صورت پر پانی ہو جائیگا اور یہہ ظرف مذکور میں ٹپک پڑیگا اور اس بات کی خاطر ہو
کہ جسوقت لکڑی یا کوئی چیز جوشی آگ میں جلائی جاتی ہے اوسمیں سے دہواں پیدا ہوتا ہے لیکن اوس دہوئیں میں
اور اس بخار میں جو کہ آب جوشاں سے پیدا ہوتا ہے بہت تفاوت ہے کیونکہ جو کوئی چیز دہوئیں میں لگائی جائیگی
وہ ہرگز تر نہوگی بلکہ کالی سیاہ ہو جائیگی پس جو دہواں کہ جلنے سے اجسام کے ظہور پاتا ہے اوسکو ہم اپنی اصطلاح
میں دہواں کہتے ہیں اور جو بھاپ کہ جوش سے پیدا ہوتا ہے اسکا نام دخان رکھتے ہیں علم طبیعیات کی تحقیقات سے
جو بہت سی عجیب و غریب اور فائدہ مند چیزیں ایجاد کیگئی ہیں اونمیں سے دخانی کل سب میں اصل ہے اسکے
وسیلے سے آدمیوں نے وہ طاقت حاصل کی ہے جو ناطقہ گمان سے باہر ہے اور جو کام خیال میں نہیں آتے ان کے
ذریعہ سے نہایت آسانی کے ساتھہ ہو جاتے ہیں انگلستانی ملک اور مستعمل میں دخانی کلوں کی قدر اس قدر
ہو چکی ہے اور روز بروز اصطلاح ترقی پاتی جاتی ہے کہ کیا امیر کیا غریب سب بروا جانتے ہیں کہ مال شوق دلی سے
اسکی طرف متوجہ ہوں ولایت میں دخانی کل کے وسیلے سے پانی نکالتے ہیں اور لکڑی کاٹتے ہیں
اور لوہے کے بہت اوزار بناتے ہیں اور اصل کل کے وسیلے سے کپڑا بھی طرح طرح کا اس آسانی اور جلدی کے
ساتھہ بنا جاتا ہے کہ بیان میں آ کر اس اندازی سے نکلتا ہے کہ تمام غربا اوسکو بہکراپنی حوش کرتے ہیں
اور آرام پاتے ہیں اور تیل بھی اس کل کے زور سے نکالا جاتا ہے اور گیہوں بھی اسی کے وسیلے سے
ہوتے ہیں اور گیہوں وغیرہ کے کھودنے میں بھی اسکو استعمال میں لاتے ہیں اور کبھی کبھی مارتی تاج وغیرہ

میں بھی اس کل سے پانی سینچتے ہیں اور دوسری دہات اسی سے کوٹتے ہیں اور لنگر بھی اسی کل کی قوت سے بہت بڑا
دریا و سمندر میں کشتیاں اور جہاز اسی سے چلتے ہیں اور وہ آلات لطیف جو دھاگے کاتنے میں مستعمل ہیں اور وہ کلیں
جولاہوں کی دھاگوں سے کپڑا بنتی ہیں اسی دخانی کل سے اپنی اپنی حرکتیں حاصل کرتی ہیں لکڑی کی تختیاں برابر چیرنا
کھودنا ریت پاک کرنی کام کیونکر اتنی ہوتا ہو جبتک اس عجیب و غریب کل کو دیکھیں کہ یہ کیسے داخلت معروف ہوگی اسکی
سبب لوہے کا مادہ ریت کا کر خالص لوہا بناتے ہیں پھر اسیکے وسیلے سے وہ لوہا لیکر جیسا ویسا بڑی لنگر جو طوفان
اور موجوں کی صدمے سے ڈرتے ہیں جہازوں کو سنبھالتے خواہ ایسی ایک آرام صوتی جو لطیف ترین کپڑے کی صنعت
کا حصہ ہے ہیں کام آتے ہیں تمامی ہیں سو سکیں یہ کل نہایت نازک اور پیچیدہ ہوتیکے باعث قابل توجہ اور لائق التفات ہے
منظر اسکی ایک حرکت میں وہ قوت ظاہر ہوتی ہے کہ جسکے وسیلے سے نمیاں کا بیچ کرکے چکنے چکنے سطح وغیرہ
سب کے لئے حل سلطنی میں ملا دیکی اور حرکتوں میں جو وہ قوامیں اول ہیں حرکت دیں اور وہ حرکت کو اسکی کی گردشہ اور
جوہر اعضا کے گرد کرتے ہیں انتظام تحت ہیں اور وہ ملی قوامیں جس دخانی کل کی حرکتوں کی بابت تعدد میں شمار
سمجھتے ہیں دشوار ملا ہیں اور نہایت مبہم ہیں اسے ہیں ایک مستعمل فرنگ کہ جسکو مسٹر نیری کہتے تھے
دریافتوں میں ماہر تھا استفسار کریگا کہ بھلا ارشاد فرمائیے کہ دخانی کس واسطے قوی اور جسیم ہوجاتا ہے اور وہ ہوا
جیسے کس باعث سے حرکت دیتی ہے وہ بزرگ کہا کہ اے حکیم کیا تم نہیں جانتے کہ جب حرارت کسی شے میں داخل کی جاتی
تو وہ شے گرم ہو کے پھولنے اور اپنی مساحت میں طول عرض اور عمق میں بڑھ جاتی ہے چنانچہ ایک لوہے کا تسمہ ایک
لمبی دھری جو ایسے سوراخ میں ڈالیں کہ جسمیں وہ لوہا بآسانی آسکے اور اسکو بطور بت آگ میں ڈالکر اسقدر
گرم کرو کہ سرخ ہوجائے پھر آگ میں سے نکالکر سوراخ مذکور میں ڈالو تو یہ ظاہر ہوگا کہ وہ لوہا اتنا بڑھ گیا ہے کہ اب اس
سوراخ میں مطلق سما سکیگا جبتک کہ سرد ہوکر اپنی حالت اصلی پر آجائے اور اگر حرارت تیزی بڑھتی جائیگی اور اتنی ہی لوہا بھی
بڑھتا جائیگا یہاں تک کہ گل جائیگا حکیم نے کہا کہ بیشک یہ بات درست ہے مگر آپ یہ فرمائیے کہ حرارت کی کمی و بیشی کا
اندازہ کیونکر کرسکتے ہیں تو وہ بزرگ کہا کہ یہ بہت سہل بات ہے تھرمامیٹر کے وسیلے حرارت کی درجے معلوم ہوتے
ہیں اگر تھرمامیٹر نہو تو ہم جان سکتے ہیں یہ سنکر فرمایا کہ تھرمامیٹر کیا چیز ہے وہ بزرگ بولے عرض کی کہ یہ ایجاد
ہوئی ہیں اسکو میزان الحرارت اور پارہ پیما بھی کہتے ہیں تا درجہ مناسب ہیں چنانچہ اسکی کیفیت یہ ہے کہ شیشے کی
بالشت بھر کی ایک نلی میں جسکا سوراخ بہت باریک ہوتا ہے اور ایکطرف آگ میں گلا کے اسکے باعث گرہ جو ندار کی صورت
اوسکے نیچے پیدا ہوجاتی ہے سیال خالص اسقدر بھر دیتے ہیں کہ گرہ مذکور لبریز ہوجاوے اور وہ سیماب نلی کی تہائی تک
پہونچے پھر جتنی ہوا اوس نلی میں باقی ہو اوسکو ہوشیاری تمام نکالکر نلی کے دہانے کو مضبوط بند کردیتے ہیں
پھر گرہ مذکور کو پانی میں جو کہ برف میں داخل کرتے ہیں اور سیماب اپنی حرارت کچھ کھو کر سمٹ جاتا

بنی نقطہ مرل شروع کرتا ہے پس جہان کہ حالت سیل میں سیماب کو قیام ہوجاتا ہے اوسمقام پر ایک نشان کرتے ہین اور اوسکا نام نقطۂ انجماد
آب ہے اسلیے کہ برودت کے سبب سے پانی منجمد برف ہوجاتا ہے پہر اوس کرہ کو جوش کہاتے ہوے پانی مین داخل کرتے ہین اور قوت سیماب حرارت
حاصل کرکے جسقدر بڑہتا ہے اور درجہ بدرجہ اوپر تا بلندی پہونچتا ہے اوپر بڑہنا موقوف کرتا ہے جب چڑہتے چڑہتے ٹہر گیا تو وہین نقطۂ موقوف پر دوسرا
نشان کرتے ہین اور اسکو نقطۂ جوش آب کہتے ہین اس سبب سے کہ اتنی حرارت پر پانی جوش میں آتا ہے بعد اوسکے ایک مثل کی تختی یا ہاتہی دانت کی
یا کسی جسم کی عمدہ لکڑی کا تختہ کہ جو طول میں ان دونون نشانون سے کچہہ زیادہ ہو لیکر اوسکی سطح مستوی پر ایک نقشہ حاوی ہے کی لمبائی کے برابر کہینچتے ہین اور اسکو
اسکیل کہتے ہیں بعد اسکے اسکیل کی سطح کو طول میں اسطور پر تقسیم کرتے ہین کہ اوسکے اجزا تین سو برابر ہون اور ان اول خطوط منقسم کے اسقدر ہون کہ نقطۂ
انجماد اور نقطۂ جوش کے درمیان میں کسیقدر خط کشیدہ ہوجاتے ہین اور اسکیل کے اجزا کو سیماب کی نلی سے اسطرح برابر کرتے ہین کہ نیچے کا خط نقطۂ انجماد کے
برابر ہوجاتا ہے بعض خط زیر نقطۂ جوش تک دو سو بارہ خط ہونگے اور ان خطوط کو درجے کہتے ہین اگرچہ اہین اور بہی چند نقطے ہوتے ہیں چنانچہ
نقطۂ اعتدال اور نقطۂ حرارت خون اور نقطۂ حرارت تپ اور نقطۂ جوش شراب وغیرہ مگر ان سب سے اوپر
درجۂ جوش آب ہے لیکن دخانی کل میں اسی نقطے سے زیادہ کام پڑتا ہے اسواسطے کہ پانی کے جوش سے بخارات
پیدا ہوجاتے ہین اور مقیاس الحرارت کے وسیلے سے جوش آب کا اندازہ بخوبی دریافت ہوسکتا ہے چاک اور اسکا نقشہ یہ ہے

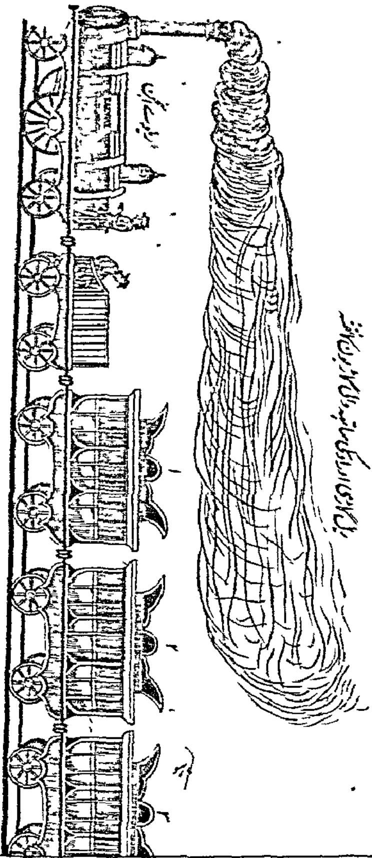
نقشہ تہرمامیٹر



مقیاس الحرارت

پھر بس کرے لگا کہ عموما اون سے ثابت ہوا کہ اگرچہ سب حرارت کے بہت زیادہ ہے اور جس وقت حرارت زیادہ ہو جاتی ہے تو
وہ بے ہوش ہوگا اور قیاس دیگر تمہارا حرارت آسمان دسواں درجہ پر پہنچ گیا پھر کسقدر اور زیادہ ہوئی تو حرارت
زیادہ ہو پھر کسی پانی نے شدت حرارت سے اپنی سطح اصلی چھوڑ کر بخار پیدا کیا اور دخان کی صورت پیدا کر دیا اور مجھ
اور یہی پانی حالت اصلی سے ایک ہزار سات سو حصے زیادہ جسم ہو جاتا ہے پھر اگر کسی چیز پر دو لٹ حملی پیدا کیا جاوے
بند کیا تھا کہ اوسکی حرارت دو سو ایک درجہ تک ہو تو بالفور پھر وہ دوبارہ پانی ہو جاتا ہے اور اوسی دخانی حالت کی
بابت کہتے ہیں وہ پھر پانی ہو گیا ایک ہزار سات سو حصہ مقدار میں کم ہو جاتا اور اوسی سے دخان ہوتا ہے تو وہ ہوا کی طاقت
پیدا کر لیتا اور دوسرے محققات بہ اس تجربے ثابت ہو چکا کہ ایک انچہ مربع پر اسقدر ہے اور چوڑے مکان پر پندرہ سو پونڈ
ساڑھے سات سیر ہوا کا رہتا ہے اس حساب سے جو چیز جسقدر لمبی چوڑی ہوگی اوسپر اوسیقدر بوجھ ہوگا مثلا کسی
وجہ اور جو آدمی کے جسم کو ناپا جاوے اگر ناپیں تو ہر ایک انچہ مربع کھینچا ہوگا اس سے اوسکے تمام جسم پر ہوا کا وزن
تین ہزار چھ سیر کا بوجھ رہتا ہے بہت سے ہی شخصوں نے سوال کیا کہ جب انسان کے جسم پر اسقدر بوجھ ہے
تو وہ دب کر کیوں نہیں مرجاتا اور اسکا تمام جسم پس کر کیوں نہیں ہو جاتا تھا اور [illegible] جواب دیا کہ
اسکی مثال یہ ہے جیسے کوئی غواص دریا عمیق میں غوطہ لگا کر پانی کی تہہ میں جا بیٹھے اور وقت صحیح و سالم باہر نکل آوے
[illegible] اصطلاح پر اون آدمی کا غوطہ لگا کر کے سلامت باہر آنے میں کوئی دکھ نہیں ہوتا ہے
مقام ہے کہ اوس پر کسقدر پانی کا وزن ہوتا ہے مگر وہ مطلق پروا نہیں کرتے اور کل جسم [illegible] ہوا کا
بہی کچھ ضرر نہیں ہو سکتا [illegible] اور اسکا وزن [illegible] سے علی ہذا القیاس پایا گیا
اور [illegible] اور آدمی کو صدمہ نہیں پہنچا پھر بادشاہ ولایت کی بابت [illegible] کیا اور کہنے لگا کہ ہوا ایک گہنٹے میں
جاتی ہے گر اوسی ایک گہنٹے میں سو میل تک جا سکتی ہے جیسے اوسکی تیزی تو [illegible] ہی زیادہ ہے بس دو سو
نقطہ پر رہتا ہے اصطلاح میں ایک ہوا کا زور برابر ہے اور دخان دو سو چھ نقطہ تک گرم کیا گیا تو ایک انچہ مربع پر
وزن پندرہ سیر کے ہوا کا ہوگا اور دو سو چھتیس نقطہ پر دو ہوا کا زور ہوگا جیسے ساڑھے تیس سیر اور دو سو
نقطے پر چار ہوا کا زور جیسے ساٹھ سیر وزن ہوگا اور [illegible] آٹھویں نقطے پر ساڑھے ستائیس سیر وزن [illegible] ہوا کا زور ہوگا
اور جبکہ اول ہی اول ایک حکیم نے دیکھا کہ ایک دیگ میں پانی جوش دیا جاتا ہے اوسکے سبب دیگ کا سرپوش خود بخود حرکت کرتا
تو حکیم کو کمال تعجب ہوا کہ سرپوش کو ایسی حرکت دینے والی کیا شئے ہے غور سے دریافت ہوا کہ اس جوش کھانے سے جو پانی سے
دخان پیدا ہوتا ہے یہی سرپوش کے متحرک ہونے کا باعث ہے اور اس تجربے سے قیاس کو ملا کر یہ نتیجہ پیدا کیا کہ دخان ایک
ایسی زبردست شئے ہے کہ کیسی ہی بہاری بہاری اور بڑی سے بڑی چیز ہو مگر اوسکے مقدار کے موافق دخان کا بند ہوگا
تو اوسکو بھی سرد رستہ اور حرکت دیگا اور اسکے نتیجے پہلے ایک تائم کی کہ جسوقت ریل چلانے کی طرف انکو سب حرارت آفتاب کے

در سو بارہ درجہ کی حرارت ہوتی ہے تو وہ جوش مار دھواں ہوجاتا ہے اور زیادہ حرارت کے سبب کئی ہوا کی طاقت پیدا کرکے
زمین ہو خواہ پہاڑ اوسکو شق کردیتا ہے اور جسقدر اوسکے زور و طاقت کی مقدار زیادہ ہوتی ہے اوسیقدر زلزلہ پیدا کرتا ہے
یہہ قیاس کرکے چند آلات ایسے بنائے کہ جسمیں بسبب بخار کے خود بخود بلا واسطہ کسی دیگر جانور کے ایک قسم کی حرکت
پیدا ہوگئی چنانچہ روز بروز اس ایجاد کی ترقی ہونے لگی اور رفتہ رفتہ یہہ بات دریافت ہوگئی کہ اس کل کو کسی گاڑی کے
پہیوں میں لگاویں تو اوسکی حرکت سے وہ پہئے گردش میں آئیں تو عجب نہیں کہ بیل اور گھوڑے وغیرہ کے بغیر وہ گاڑی خود بخود چلنے لگی
چنانچہ مطابق اس خیال کے عمل کیا اور اوسکا یہہ نتیجہ حاصل ہوا وہ یہہ کہ گھوڑا گاڑی میں جتا ہوا جو نہایت جلد چلا تو برابر ایک
گھنٹے میں پانچ کوس سے سوا نہ چلنے کا ثبوت ملا گو کبھی اور کبھی گرگھوڑے اور دخانی کل کی رفتار میں بہت تفاوت ہے کہ دخانی
گاڑی ایک گھنٹہ میں نہایت آہستگی کے ساتھہ بیدرہ کوس چلتی ہے اور بروقت ضرورت ایک ہی گھنٹہ میں چالیس
پچاس کوس چل سکتی مگر اسی شتابی رفتار جلتا ہے خشکی میں اسکی رفتار کا یہہ حال ہے اور تری میں بھی آمد و رفت کے واسطے
دخانی کل کا استعمال بڑی تیزی کا باعث ہوا ہے پہلے سب جہاز ہیں کہ جو بھی اور ہمارے جو دریا پر رواں ہوتے ہیں وہ باد و بان کے
زور سے چلتے ہیں بالکل ہوا کے تحت محبت سے اور ہواؤں کے زور سے لیکن سو کبھی آہستہ چلتی ہے اور کبھی موقوف ہی ہوجاتی ہے
اور کبھی باد مخالف چلنے لگتی ہے اور ملاحوں کا حال سخت ہے کہ کبھی شکست ہوجاتے ہیں اور کبھی بالکل تباہ ہی ہوجاتے ہیں
اسواسطے صاحبانِ ہنر نے یہہ تجویز کی کہ جہاز کے وسط میں ایک دخانی کل ایسا رکھا ہو کہ جو ہر وقت اور ہر جانب جہاز کو رواں
کرے چنانچہ اول دانشمندوں نے اس خیال کو انجام دیا اور جہاز میں دخانی کل رکھا کر کے دو پہئے ایسے متعلق کئے کہ اوسکے دو پہئے
خود بخود جب خواہ گردش میں آتے ہیں وہ پہئے جہاز کے دونو طرف اور پار لگے رہتے ہیں اور اوسکے دائرے پر بہت سی تختیاں لگی ہیں جو پانی
میں ایک ہاتہہ ڈوبکر گھومتی ہیں اور گھومنے گھومنے پانیکو مارکر اور موجکو اوٹہا اوٹہاکر مخالف ہوا کے اور
مخالف پانیکی دھارکے بھی جہاز کو بخوبی چلا سکتی ہیں دخانی گاڑی جسکو ریلوے کہتے ہیں اوسکے واسطے سڑک آہنی
بنائی جاتی ہے یعنے لوہے کی گول سلاخیں جنکا قطر ایک انچہ کے قریب ہوتا ہے سڑک کے دونوں اوس پر
دو طرف برابر نصب کیجاتی ہیں اور ریلوے کے پہیئے کا دائرہ کناروں پر سے اسقدر خالی ہوتا ہے کہ اون لوہے کی
سلاخوں پر کیفیت سے برابر چلسکے کہ وہ بالکل کسیطرف لغزش کرنے پاوے اور وہ دخانی گاڑی جو سب کے آگے ہوتی ہے
اوسکے پیچھے بہت سی گاڑیاں ایک قطار کے وسیلے لگائی جاتی ہیں اگرچہ اون میں کل نہیں ہوتی لیکن سب اوسی
شرکت ہونے میں جیسے کہ اوس کل والی گاڑی میں لگاتے گئے اور کبھی یہہ سلسلہ سو گاڑیوں سے زیادہ قائم
کیا جاتا ہے اور اونمیں ہزارہا من اسباب و اجناس وغیرہ کا بوجھ اور صدہا آدمیوں وغیرہ کا بار ہوتا ہے مگر
دخانی کل کے زور سے وہ سب کی سب گاڑیاں اوس کل والی گاڑی کے ساتھہ کھنچی ہوئی چلی جاتی ہیں
بہتر یہہ ہے کہ بیرونی قلم برداشتہ ایک نقشہ ریلوے کا بناکر ملاحظہ اقدس میں گذرانا





پھر کھمبے لگا کر جہاں جہاں ریل گاڑی چلتی ہے اوسکے ساتھ تار برقی بھی لگایا جاتا ہے تاکہ ایک اسٹیشن سے دوسرے اسٹیشن تک
جو کچھ معاملہ پیش آتا ہو فی الفور بھیج سکے مگر جب ریل گاڑی اسٹیشن سے باہر نکل گئی ہے تو دوسرے اسٹیشن پر پہونچنے تک کوئی
معاملہ اوس تک نہیں بھیج سکتا اسلئے ضرور ہوا کہ کوئی ایسی تدبیر نکالی جائے جس سے بابت ضروری پیغام رستے میں بھی
لگایا جائے اور جن نشانوں کا رستے میں لگانا ضرور ہوتا ہے وہ صرف تین مقام میں ایک یہہ کہ ریل گاڑی کو کہدیں کہ
وہ ٹہیر جائے آگے نہ بڑہے یا اوسکو یہہ کہا جاتا ہے کہ آہستہ آہستہ ہوشیاری سے آئے یا یہہ کہا جاتا ہے کہ خوب بے خطر دوڑتی چلی
آئے ان تینوں نشانوں کیلئے تین رنگ مقرر کئے ہیں سرخ رنگ اسلئے ہے کہ ریل گاڑی ٹہیر جائے آگے نہ بڑہے اور
سبز رنگ اسلئے ہے کہ آہستہ آہستہ ہوشیاری سے چلی آئے اور سفید رنگ اسلئے ہے کہ بے خطرہ دوڑتی ہوئی چلی آئے
ان تینوں نشانوں کے دکھانے کو دو تدبیریں نکلی ہیں ایک تدبیر رات کے لئے اور وہ یہہ ہے کہ ہر ایک اسٹیشن اور
چوکی پر شیشوں کی لالٹینیں لگی ہیں اور ہر ایک اسٹیشن کے پاس ایک بڑا اونچا ستون گاڑ کر لالٹین لگا دیا ہے جس میں سفید
پاس جو لالٹینیں ہیں اونمیں تین رنگ کے شیشے لگے ہوئے ہیں اور اوسکا منہ ایسا ہے جس رنگ کا شیشہ چاہیں سامنے ہو جاتا ہے
پس اگر گاڑی کو روکنا ہوتا ہے تو چپراسی لالٹین کا منہ اور شیشوں کی کل پھرا کر لال شیشہ سامنے کر دیتا ہے اور اگر جلد
دوڑانا منظور ہوتا ہے تو سفید شیشہ سامنے رہنے دیتا ہے اور جو آہستہ لانا منظور ہوتا ہے تو سبز شیشہ دکھایا جاتا ہے
دوسری تدبیر دن کے لئے ہے اور وہ یہہ ہے کہ ہر ایک چپراسی کو تین جھنڈیاں دیگئی ہیں اگر گاڑی کو روکنا ہوتا ہے تو
چپراسی لال جھنڈی سیدھی اونچی اوٹھا کر دکھاتا ہے اور اگر آہستہ آہستہ ہوشیاری سے بلانا ہوتا ہے تو سبز جھنڈی
دکھاتا ہے اور اگر بے کھٹک دوڑائے دیتا ہے تو سفید جھنڈی دکھاتا یا جھنڈی کو لپیٹ کر اور بغل سے لگا کر سیدھا
سامنے کھڑا ہو جاتا ہے اور ہر ایک اسٹیشن پر جو بڑا اونچا ستون کھڑا ہوتا ہے اور جسپر انکی لالٹین لٹکتی ہے اوسکے سرے پر
دو ہاتہہ یا ایک ہاتہہ لگا ہوتا ہے اور وہ ہاتہہ کل دبانے سے گر بھی پڑتے ہیں اور کھڑے بھی ہو جاتے ہیں اون
ہاتہوں کے ایک طرف سفید رنگ اور ایک طرف سبز رنگ ہوتا ہے پس اگر یہہ منظور ہے کہ گاڑی کسیطرف سے نہ آئے
تو دونوں ہاتہہ کھلے رہنے دیتے ہیں اور جو یہہ منظور ہے کہ ایک طرف سے تو جائے مگر دوسری طرف سے نہ آئے تو ایک
ہاتہہ کھلا رہتا ہے اور جو منظور ہے کہ آہستہ آہستہ اور ہوشیاری سے آئے تو ایک ہاتہہ جو ستون کے بائیں طرف ہوتا ہے
اوسکو جھکا ہوا یعنے آدہا اوٹھا ہوا اور آدہا گرا ہوا رکھتے ہیں اور اگر یہہ منظور ہوتا ہے کہ بے کھٹک دوڑتی آئے
تو دونوں ہاتہہ گرے چھوڑ دیتے ہیں اور علاوہ اسکے اور اور تدبیریں ہیں جیسے اگر جھنڈی نہ ہو تو کیونکر معلوم
ہو سکتا یا جاتا اور اسکے نشان اسطرح پر ہیں کہ اگر گاڑی کو رکنا منظور ہو تو چپراسی دونوں ہاتہہ اوٹھا کر
کھڑا ہو جاتا ہے اور اگر ہوشیاری سے آہستہ چلانا منظور ہو تو ایک ہاتہہ اوٹھا اور اگر بے کھٹک دوڑا دینا ہو تو
ایک ہاتہہ لٹکا اور ایک ہاتہہ سیدھا کرے پس یہہ وہ نشان ہیں جنکو لوگ ہمیشہ ریل پر آتے جاتے دیکھتے ہیں

اور اب انگلستان میں ایک ایسی ترکیب ایجاد ہوئی ہے کہ ہر ایک گاڑی میں سے جو مسافر چاہے محافظ یا انجن والوں کو آگاہ کر سکتا ہے اور فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ کسی گاڑی کے مسافر کو ضرورت ہے اور اوس گاڑی کو بھی پہچان لیتا ہے اس صورت میں اگر کوئی گاڑی سلسلہ ملحوظ ہو جاتے تو وسیم محافظ اور انجن والے کو خبر ہو جاتی کی غرضکہ سب گاڑیوں کو بہبودی کی اس بہدی کے ساتھ کھینچ لیجاتی ہے کہ دنوں کی راہ گھنٹوں میں طے ہوتی ہے اسی وسیلے سے دور دور کے مسافر تھوڑے وقت میں قطعِ مسافت کر کے ایک جگہ سے دوسری جگہ جا سکتے ہیں اگر ملک کے ایک جانب قحط ہوتا ہے اور دوسری طرف ارزانی تو اس کی بدولت دونوں جگہ کے رہنے والوں کو فائدہ پہونچتا ہے

## مؤلف

الحمد للہ کس قدر ہے بار کش — ہے یہ گاڑی یا کہ خشکی کا جہاز
خود بخود ہے استعانت غیر کر — قطع کرتی ہے رہ دور و دراز
اس میں سو سو طرح کا آرام ہے — یہ سواری ہے نہایت دلنواز
تیز رفتاری میں رات ماس سے — بیشِ اعتبار سے ہے سب سے بیش
ہے اوڑنی ناشبہ بدسول اسے — آخرش میں کام آگیا سوز و گداز

جب کہ شہزادۂ بلند اقبالِ ہمایون فال نے بانۂ بقدر پر و بلند پر کو اس قدر اوجِ ارتفاع پر بلند پایہ کیا اور چند نقشہائے مسلمِ برق و مسلمِ دخان بھی اپنے دستِ مبارک سے بنائے ہنگامۂ امتحان کا وقتِ معمولی قریب اختتام آ پہونچا حاضرینِ درگاہِ عالم پناہ نے بیشمار گوہرِ ثناہوار





ستایشِ آبدار نثار کئے سلطانِ عقلِ مجسم بھی زمانۂ روزگار کی توجہ بے نہایت اور سعی کا ممنون و مشکور ہوا اور خلعتِ فاخرہ عنایت کر کے





دربار شہنشاہ





## باب نہم موسوم بہ عقل دوم

### مؤلف

کروں جو صحبت گرم مشق مارسے جسکے سبب | خوشنویسی کو عطارد کا قلمدان چاہیے
وصلی افلاک پر مو مشق مہ خورشید و ماہ | انجم رریں سے احساں در احساں چاہیے
خوشنویسی کے واسطے لازم ہے نوک لب جو | مشق کو عید مشق رخسار غلماں چاہیے

خوشنویسی تحسین اسحاق فرمانروا روزگار اور شہزادہ نامدار ریست تحسین تصویر تعلیم ہوگی اوستادوں سے جو ہنر ور ہوئے وہاں کہ ہو ہر کس سررشتہ تعلیم علوم پھیلا اور جس حاصل ہیں کہ حسن محاورہ عوام میں خوشنوا مدرکہتے ہیں جیسے ثریا کہا ہیں اور کبو کہ ثریا ترتیب سے آیا ہے اور کمسا لکھنے سے اسے حرف ہیں جو آواز وہاں انسان سے پیدا ہوتی ہے اوسکی مختلف صورتوں کا نام حروف ہے جو کہ ایک حرف کی آواز سے دوسرے حرف کی آواز میں فرق ہے لہذا ہر حرف کیواسطے ہر قوم نے ایک خاص شکل مقرر کی ہے اور اوسکو جو حروف لکھتے ہیں اوسکا نام خط ہوتا ہے اور اون خطوں کی بھی کئی گانہ صورتیں ہیں چنانچہ خط ہندی وخط سریانی وخط یونانی وخط انگریزی وخط عبری وخط مغلی وخط کوفی وخط کشمیری وخط مسی وخط ریحانی وتعلیق ونسخ ومحقق ورقاع وتوقیع وثلث وغیرہ اور نستعلیق اور سیفہ اور شکستہ اردو وفارسی میں اور نسخ وتعلیق عربی میں اکثر موقع سو نسخ مروج ومستعمل ہیں اور انگریزی میں دو طرح کے حروف مکتوبی اور دو طرح کے کتابی اور ہندی میں حروف ناگری وغیرہ کارآمد ہیں اور ان اقسام میں طرح طرح کی ایجادات جدید اور مصنفین اور اصطلاحیں پیدا کرکے بہت کچھ صورتیں وضع کرلی ہیں ہر زبان کے حروف جدا ہیں اور ہر حرف کے قاعدے علیحدہ مگر سب کا اصل اصول جو کہ ہر حرف میں نمایاں ضرور ہوتی ہیں پانچ ہیں **اول** قامت یعنی حرف کا عرض وطول **دوم** قلم یعنی حرف لکھا جاوے کس نوک اور کیسے نقطے کہا تک ہو **سوم** ہموار یعنی حرف کی چال اور ایک حرف سے دوسرے حرف کا ملنا معلوم ہونا چاہیے **چہارم** کرسی یعنی حرف کی کس جگہ سے نقال ہو جو شخص ان پانچ سے نکلا ہو تو سمجھا جاوے کہ اوسکو اول ہی خط اور لکھنے کی **خوشنویسی** اور پانچواں پیدا کرتے ہیں اور خوشنویسی کے واسطے سامان عمدہ وبیش ضرور ہے

### مؤلف

خوشنویسی کا شوق ہو جس کو | خط کتابت سے ذوق ہو جس کو
سات باتیں ضرور ہوں جب تک | خوشنویسی محال ہے بے شک

| | |
|---|---|
| سپید لازم ہے جیسے کاغذ صاف | شکلِ رخسارِ مہوشان شفاف |
| دوسرے چاہئے مداد سیاہ | سنبلِ زلفِ نگار جیسے سیاہ |
| تیسرے چاقو ہے جو شتاب ہو تیز | تیغۂ شوخ کی صفت خونریز |
| چوتھے ہو کلکِ واسطی یک لخت | دلِ عاشق کی طرح نرم اور سخت |
| پانچوین ہو تعلیق زر و سناد | جس سے ہان اور وہ رہے زیاد |
| چھٹے ازبس ہو مائل و راغب | شوق و تجدید پر دلِ کاتب |
| ساتوین فضلِ ایزدِ متعال | رہے شامل و بار شاملِ حال |
| جب کہ ساماں یہ سب مہیا ہو | کیون نہ پھر خوشنویس یکتا ہو |

ای عزیز برور زمانہ سابق میں کاغذ نہ تہا اسواسطے پوستِ آہو پر اور درختوں کی چھال پر اور ورقِ بڑے بڑے پتوں پر لکھا کرتے تھے چنانچہ تا حال کہیں کہیں یہی طریقہ مروج ہے اور جب کاغذ ایجاد ہوا تو لکھنے والوں کو بہت آسانی میسر ہوئی کاغذ وہی عمدہ ہے کہ جو خوبی اور برکاری اور سفیدی اور صفائی اور دیرپائی میں بے نظیر ہو اگرچہ کاغذِ کشمیری اور خطائی اور سمرقندی اور دولت آبادی وغیرہ نہایت صاف ہوتے ہیں مگر ملکِ انگلستان میں اقسام اقسام کے کاغذ باریک سطح صاف اور برکار بنتے ہیں بلکہ دور دور تک برائے تجارت بالطریقِ تحائف بھیجے جاتے ہیں اور جو خوشنویس کہ کاغذ کی پائداری کے واسطے یہہ ترکیب نکالی ہے کہ دو چار کاغذ کو تہ بہ تہ نشاستہ کے وسیلے سے چپکا کر وصلی بناتے ہین اور اوسکو دو چار آٹھ روز سایہ مین خشک کرکے مہرہ کرتے ہیں وہ بھی خوشنویسی کے لئے نہایت کار آمد ہے اور اقسام کاغذِ رنگین میں رنگِ حنائی کمال خوشنما ہوتا ہے اور اسکی ترکیب یہہ ہے کہ برگِ حنا کو نیم کوفتہ آب گرم مین دو پہر تک بھگو رکھین پھر صاف کر کے اور رنگین رنگ وغیرہ علیٰ ہذا القیاس جس قسم کا رنگ منظور ہو کاغذ کو کسی رنگ مین خالی اور کسی مین پھٹکری ڈال کر کے غوطہ دیتے ہین اور کبھی پہر دو پہر تک رکھتے ہیں کہ حسب خاطر خواہ رنگین ہو جاتا ہے اور قلم اکثر ملکوں میں اور ہندوستان مین خصوصاً پنجاب میں بحالِ وانبال پور اور ٹھٹھہ میں کنارہ دریائے شور پر بہتر ہوتا ہے اور ولایت بصرہ قلم واسطی نہایت پختگی اور لطافت اور خوش نگاری کے ساتھہ میسر آتا ہے کہ اوس سے بہتر کہین نہین ہوتا واسط ایک مقام عراقِ عرب مین درمیان بغداد اور بصرہ کے واقع ہے وہان کے قلم کو بسبب لگاؤ کے واسطی کہتے ہیں اور قلم چند صورتوں پر بنایا جاتا ہے اول جلی یعنے بہت موٹے خط کا دوم سیرزائی یعنے اوسط خط کا جو نہ بہت موٹا ہو نہ بہت باریک سوم خفی یعنے جسکا خط باریک ہو ہر ایک کی تراش مختلف طور پر ہے کوئی گہرا بنا اور کوئی گاؤ دم اور ایک تراش قلم کی کبوتر دم کہلاتی ہے وہ بیچ مین پتلا اور نوک پر زیادہ عریض

اور نیز ان میں اسات کا زیادہ لحاظ رکھنا لازم ہے کہ ریشہ قلم کم نہو کیونکہ شگاف کی راستی میں فرق پڑے
اور یہہ اعتبار ہے کہ میدان قلم وسیع رہے یا تنگ مگر وسیع کے میدان میں روشنائی کی گنجائش زیادہ ہوتی ہے
اور اکثر قلم جلی میں زیادہ روشنائی آنے کیواسطے بعضے نیست قلم کو نوک کے قریب تھوڑے تراش دیتے ہیں اس سبب سے
قلم کی لوح اور رنگ میں اکثر کمی خوبی آجاتی ہے اور لازم ہے کہ قلم کی نرمی و سختی درجہ اعتدال پر ہو اور قلم کو رگ و
ریشہ سے صاف کریں کہ حروف کی صفائی میں خلل واقع ہو اور قلم کی نوک میں ایک شگاف لگاتے ہیں جسکے سبب ان قلم دو حصہ پر
منقسم ہو جاتی ہے حصہ راست کو انسی اور حصہ چپ کو وحشی کہتے ہیں اگر یہہ ایسی نسبت وحشی کا قدرے نرم ہو تو بہتر ہے چنانچہ تراش قلم کی یہہ صورتیں ہیں

مستوی — محرف پیرانہ — محرف — محرف مایل — شگاف تنگ میدان — شگاف وسیع میدان

ہندی کا قط بسمت راست نہایت محرف ہوتا ہے اور قط عربی کا اوس سے کم محرف اور قط فارسی کا قدرے محرف مائل مساوی
رہتا ہے اور قط انگریزی قلم کا برعکس ان قطوں کے بجانب چپ محرف ہوتا ہے اور تراش بھی قلم انگریزی کی بطرز دیگر ہے
یعنی طرح مذکور پر تراش کر بنشتر درست کر کے پھر دوبارہ کچھ اوپر سے تراش کر نصف میدان قلم پر چھوڑ دیتے ہیں

کوئل یا ہنس کے پر کا قلم

اسٹیل پن یعنی لوہے کا قلم

تحریر انگریزی کیواسطے پر کا قلم نہایت عمدہ ہوتا ہے اور یہہ پر بھی ایک ولایتی جانور کے ہوتے ہیں بلکہ
ہندوستانی پرند کے پر بھی بعض اوقات نایاب نہیں ہوتے کہ جو اوسکے مقابل شمار کئے جاتے ہیں اور مستعمل ہوتے ہیں

ایک جاتو سی خاص اس قسم کا ایجاد کیا ہے جسکے ساتھ مین پر کا قلم خود بخود بنکر درست ہوجاتا ہے اوسکو
لوگ اپنی زبان مین پین کٹ کہتے ہین سوا اسکے لوہے کی قلمین بھی تحریر انگریزی مین مستعمل ہین اسٹیل پین
نام سے موسوم ہیں اور ایک قسم کا قلم ہوتا ہے کہ اوسمین سیاہی کی احتیاج نہین پڑتی اوسکا نام انگریزی مین
پین سل ہے اوسکو مدور تراش کر مخروطی نوکدار بناتے ہین اور یہہ ہر قسم کے رنگین بھی بہم پہونچتے ہین سیاہ
کثرت مگر سرخ و سبز نیلے اور سرخ اکثر بکتے ہین لیکن تحریر سرسری مین اسکے نوک ٹوٹ حروف کی تحویل بد ایمن
ہوتی مگر فن مصوری میں یہہ قلم جزو اعظم سمجھا جاتا ہے اور تصویر میں رنگ بھرنیکا قلم ایک عجیب نوع سے بنا ہوتا
ہے اوسکو گلہری کی دُم سے بناتے ہیں اسطرح کہ گلہری کی دُم کو پانی مین بھگوکر سب بال برابر کر لیتے ہین اور
پراگندگی رفع ہوجاتی ہے اوسوقت سفید اسکے اونکو کترنیکے قاعدے پر باریک نوک خوبصورت اور نازک
نکالکر ایک مقدار اونکی کو ریشم خام سے باندھ لیتے ہیں اور کبوتر کے پر کا جو اندر سے خالی ہوتا ہے اوسکو جڑ سے قطع
کرکے اوسمین ایک اور ایک صاف کرتے ہین اور وہ بالونکی نوکدار لٹ جو ریشم سے بندہی ہے اوسکو اوس پر کے پولے
اوس میں ڈالکر پر کی نوک میں سے بالون کی نوک حسب ضرورت باہر نکال لیتے ہین اور ایک لکڑی
خوبصورت پکڑنیکے واسطے لگا دیتے ہین اس قلم کو مصورونکی اصطلاح مین موقلم کہتے ہین چنانچہ اونکی یہہ صورت ہے

پنسل

موقلم

غرضکہ ہر کام کیواسطے ایک قلم بطرز جدید بکار آمد ہے اور سیاہی کہ جسکو روشنائی اور مداد اور مرکب کہتے ہیں
اوسکا جزو اعظم کاجل اور گوند ہے مگر خوشنویسونکے روانی اور پائداری اور شوخی رنگ وغیرہ کیواسطے بہت سی
تدبیرین ایجاد کی ہین چنانچہ یاقوت مستعصمی خوشنویس نے نہایت رنگین و براق اور رواں سیاہی کیوا
جو روایت مرکب کی ہین وہ سب قسم کی سیاہیوں سے مفید و عمدہ ہین اونکی ترکیب یہہ ہے کہ کاجل چکنائی
کیا ہوا دس مثقال ببول کا گوند چار مثقال سونا مکھی سوختہ پانچ مثقال زنگار عمدہ ڈلی تین مثقال نمک
اور الوا دو دو مثقال ان سبکو سوائے گوند اور سونا مکھی کے ایک کہرل مین ڈالین اور سوددم پانی مین
گوند کے حساب سے گھولدین اور وہ پانی ڈال ڈال کر تا تحریر پانچ سے کم دو پہر خوب کوٹین اور حل کرین پہر سونا مکھی
سوختہ کو باریک پیسکر اوسمین ڈالیں اور پھر پانچ روز تک یا دو پہر تک اور کہرل کرین یہہ سیاہی ایسی رواں ہوتی
کہ بلا مبالغہ ایک قلم مین بیس سطرین تحریر ہوسکتی ہین اور کاجل بنانے کی عمدہ ترکیب یہہ ہے کہ نئے کورے کوزے سکورے
مین السی کا تیل یا تلی کا تیل ڈالکر کسی عمدہ کپڑے کا فتیلہ بناکر چراغ روشن کرین جسقدر فتیلہ قوی ہوگا کاجل زیادہ

سے کم او۔ ایک مٹی کا کوٹھا اوپر معکوس اسطرح کہیں کہ ہوا تمام بند نہو ورنہ چراغ گل ہوجائیگا نیچے اوسکے
چراغ کے گرد رکہکر اوسپر بگلی اور ڈہانکیں جب جانیں کہ کاجل جمع ہوگیا ہے ظرف کو آہستہ اوٹہا کر جو جمع ہے
جمع کرکے گرد و غبار سے محفوظ رکہیں اور اسطرح بقدر حاجت جمع کرلیں اور کاجل لینے وقت اگر فتیلہ کے ریزے
یا جاوس یعنی بیٹ کر جائیں تو سیاہی خراب ہوگی اور براق ایسی بنے گی کہ جسمیں سبزی کی موجیں نمودار ہونگی
اور کاجل میں اگر مٹی یا ریت وغیرہ شامل ہوجاتی ہے تو تھوڑا سا پانی ایک پیالے میں بھر کر کاجل اوسپر ڈالیں گرد و غبار
تہ نشین ہوجائیگا اور کاجل اوپر رہجائیگا آہستگی سے اوٹہالیں اور چربی نکالنے کا یہہ کہ کاجل کی چکنائی صاف
کریگا یہہ ہوتا ہے کہ کاجل کو کاغذ کے ایک لفافہ میں بھر کر خمیر میں رکہیں اور اوسکو گرم تنور پر ایک اینٹ کے
وسیلے سے حرارت دیں یا گرم بھوبل میں دبادیں جب خمیر بریاں ہوجاتا ہے تو باہر نکال لیں احتیاط شرط ہے کہ جل نہ جائے
اگر کئی بار یہہ عمل ہو تو زیادہ بہتر ہوگا اسواسطے کہ تھوڑی چکنائی بھی مفسد مداد ہے الحاصل یہہ ترکیب سب میں بہتر ہے
اور یوں تو ہر خوشنویس ایک نیا نسخہ اختراع کرلیتا ہے مگر متاخرین میں خوشنویس ولی محمد امیر پنجہ کش نے بھی
سیاہی کی ایک تحفہ ترکیب ایجاد کی ہے بلکہ وہ ہمیشہ اوسی سیاہی سے مشق کرتے تھے چنانچہ اوسکا یہہ انداز ہے
کہ تھہ سیخ آبدار جو کر کیا ہو ایک وزن اور ہججی عمدہ نصف وزن اور املوا ربع وزن جدا جدا کوٹ کر شب کو آب
میں بھگو رکہیں صبح کو کسی ظرف مسی یا برنجی میں جوشاندہ پر چڑہا کر اول تھہ کا پانی گرم کریں جس وقت جوش کہانے لگے
تو اوسمیں ہندسج ہججی کا پانی اور تھوڑا تھوڑا املوے کا پانی ڈالتے جائیں جب یہہ دونوں مل جائیں تو کفچہ سے حرکت دیتے رہیں
جب تمام تحریر کے قابل ہوجاتی ہے تو اوتار کر پارچہ ململ میں چہان لیں فی الحقیقت یہہ سیاہی بہت عمدہ اور خوش آب ہے
جس وقت کسی حرف میں بہر دیں تو خشک ہونیکے بعد بھی اسقدر براقی و آبداری باقی رہتی ہے کہ گویا ابھی تر ہے اور
نقطوں میں تو بعینہ جیسے نگینے ترش کر جڑ دیے ہیں خوشنویس مذکور کے اکثر قطعات بلکہ کل تعلیمیں اور وصلیاں اسی سیاہی کی
لکہی ہوئی ہیں جو اہل کمال ہیں کہ دستی وسیلے جداگانہ طور طریقے مقرر ہیں اور مشق عربی و فارسی میں حروف تحریر کی تعداد اسواسطے کم کی گئی ہے
کہ اکثر حروف صرف تبدیل نقاط سے نام بدل لیتے ہیں اور خوشنویسوں نے حروف مفردات کی دو سطریں
اسطرح مقرر کی ہیں کہ سطر اول الف سے فے تک اور سطر دوم قاف سے یے تک اور وہ لوگ یہ دونوں حرفیں لکہیں

سطر اول

ا ——— ف

سطر دوم

ق ——— ے

## حروفِ نستعلیق کی تشکیلیں

اسـ ـبـ ـج د ذ ر ز س ش ص ط ع ف
ق ک گ ل م ن و ہ ھ لا ی ے

ا ب ج د ذ ر ز س ش ص ط ع ف
ق ک گ ل م ن و ہ ھ لا ی ے

جو حروف قلم سے لکھے ہیں اوسی قلم کے نقطوں سے اون حروف کا اندازہ کیا جاتا ہے اسواسطے اول یاد رکھنا چاہیے کہ نقطہ کی پانچ قسمیں ہیں

نقطۂ چہار گوشہ منحرف — نقطۂ مربع ساوی — نقطۂ مائل بعلو — نقطۂ خمیدہ بہ پہلو — نقطۂ مدور

اور خوشنویسوں نے نستعلیق کے دوائر سات قسم پر بخیال کر سات نام علیحدہ مقرر کئے ہیں بیضاوی ترنجی آفتابی شلجمی معشوقی معنوی گنج سیب و پیوند مگر بیضاوی اور آفتابی طریقے انہیں زیادہ مروج و مستعمل ہیں

دایرہ بیضاوی — دایرہ آفتابی — دایرہ بیضاوی — دایرہ آفتابی

حروف نستعلیق کے سمجھانے کے لئے ہم نہیں اونکی تشکیلیں اور قاعدے اصطلاح سے دلنشین کرتے ہیں کہ تم اونکو دیکھتے ہی بخوبی سمجھ لوگے اور قواعد و ضوابط سے خاطر خواہ واقف و آگاہ ہو جاؤ گے یاد رکھو کہ تحریر میں ب اور پ اور ت اور ث اور ن اور ی سے جو وقت ابتدا یا اوسط میں کسی حرف سے ملائے جاتے ہیں تو سب کی ایک صورت ہوتی ہے علیٰ ہذا القیاس ج اور چ

اور ح اور خ وغیرہ مگر نقطوں سے شناخت اور حروف ہندی کیواسطے اوس حرف کے نیچے تین نقطے یا
اوپر ایک طوے یا ایک الٹا خط بنادیتے ہیں اور جیسے اوپر چار نقطے لگادیتے ہیں اور خوشنویسوں کا دستور ہے
کہ شین کے نیچے بھی اکثر تین نقطے خالی لگادیا کرتے ہیں کہ سطر ہندی کی خوبصورتی ہیں کیونکہ واقع ہوا ہے خود بخود حروف کا مدے بیچ میں

ا ب ـــــ ب ج ح ے د ر ر ر ز ن بسم ض

و و ع ع ح ط ط ص م ک س

ی ل ہ ن ل ا م ل ا ا ک م ق

کا ب ـــــ ف ب ـــــ ب ا ل ع ی ے لا و د

ش سد ش ج ج ج ج ج ج ب ب ب ب ا

ع ع ع ع ع ط ط ط ط ص ص س

م ہ ھ ھ ہ ہر ہر ہ ما ما ما ما مد ک ک قف ق و

اس کی مشق کا یہ طریقہ ہے کہ پیشتر حروف مقطعات کی اول دو متواری سطروں کی مشق کرتے ہیں
بعد ازاں ایک ایک حرف سلسلہ وار ملا کر لکھتے ہیں مصنف نے ۱۲ بارہ تختیاں مقرر کی ہیں چنانچہ وہ یہ ہیں

اول ا ب — دوم با بت — سوم حا حت
چہارم سا ست — پنجم صا صت — ششم طا طت
ہفتم عا عت — ہشتم فا فت — نہم کا کت
دہم ما مت — یازدہم ہا ہت — دوازدہم ھا ھت

جبکہ یہہ صاف ہوجاوین تو بعد اوسکے مرکبات کی مشق کرے جیسے اب لکھوے پہر مرکبی والت مین لام الف یا کرسی کی مشق کرو یعنی مشق کا ایک صفحہ صاف کر چکے بعد کرسی درست کر چکے تب ہر دو ترکیب اختیار کرنا چاہیے

ا با حا سا صا طا عا فا کا ما ہا ھا

علی ہذا القیاس سے جیم وغیرہ بہی برابر برابر لکھنا اور ابجد بموازی یہہ ہے

ابجد ہوز حطی کلمن سعفص قرشت ثخذ ضظغ
فتبارک اللہ احسن الخالقین والحمد للہ رب العالمین

جب یہہ حروف بہی درست ہوجاتے ہین تو کوئی شعر یا فقرہ یا قطعہ وغیرہ لکھتے ہین اوس کی یہہ صورت ہے کہ اگر ایک مصرعہ یا دو مصرعہ ہین تو یہہ لکہین گر

مشق شعر

امدی و آتشم بر جان زدی
رفتی و بر آتشم دامان زدی

اور قطعہ یا رباعی کے طور پر ہون تو چار سطرون مین یا زیادہ مین منحرف تحریر کریں

[illegible]

اور نستعلیق مین چند باتون کا لحاظ خوشنویس کو ہمیشہ رکہنا لازم بلکہ الزم ہے

| | |
|---|---|
| اول دایرے برابر ہون جیسے | دل ای گل ہی ی کی لی ل عن مین |
| دوم ب د ر د کشش مین جیسے | اب است ے خواب ے خوش |
| سوم دوایر معکوس جیسے | گل رخ　سی آج　گل رخ　ہی باغ |

اور کبھی حروف مفردات کی مشق ایک نہایت خوبصورتی سے کرتے ہین

ای خردپرور یاد رکہو کہ خط نسخ اور تعلیق سے نستعلیق ظہور مین آیا جسکا بیان ہم ابہی کر چکے ہین اور توقیع و رقاع سے خط تعلیق موضوع ہوا اور خط ثلث سے ثلث اور نسخ و محقق کی نشان ملا کر خط طغرا بنایا گیا اور خط شفیعہ جسکو شفیعی کہتے ہین محمد شفیع خوشنویس کی ایجاد ہے اسکو شکستہ و نستعلیق آمیز کرکے وضع کیا اور بعضون کی دانست مین خط ریحان سے نکالا

چنانچہ شفیعہ کی نشان یہ ہے

داغ بر صفحہ دارم لک صفحہ بستان لالہ زار
چار طبع از لالہ باغ ہست داون صد ہزار

داغ بر دل دارم اے ابر بہار لالہ زار　چار داغ از لالہ باغ ہست دارم صد ہزار

اور خط شکستہ کو جسکو خط دیوانی بہی کہتے ہین اوس کی نقشہ یہ ہے

خط شکستہ

امارت و ایالت تربیت حشمت شوکت سرکت شہامت وعوالی درجت [illegible]

امارت و ایالت تربیت حشمت و شوکت سرکت شہامت وعوالی [illegible]



شکستہ نمبر دوم

دولتخواہ خاص عقیدت اختصاص

دولت خواہِ خاص عقیدت اختصاص

شانِ عبودیت عنوان خداوندش سے را سوادنا

شان عبودیت عنوان خداوندش سے را سوادنا

شکستہ نمبر سوم

حضرت شاہنشاہ فلک بارگاہ گیتی پناہ قدر قدرت قضا توان خلد اللہ ملکہ

حضرت شاہنشاہِ فلک بارگاہ گیتی پناہ قدر قدرت قضا توان خلد اللہ ملکہ

شکستہ نمبر چہارم خط شفیعہ آمیز

اے نفس اگر طاعت ... روزی ... مغرور مکن

اے نفس ... تو ... راضی باش ... دیگر طلب مکن

اے نفس ... خدائے تعالیٰ ... دیگر ... بیرون رو

اے نفس اگر ... گناہ ... دیگر مکن

خط طغرا اوسے کہتے ہیں کہ کسی عبارت سے کوئی گل بوٹہ یا محراب وغیرہ یا کسی جانور کی

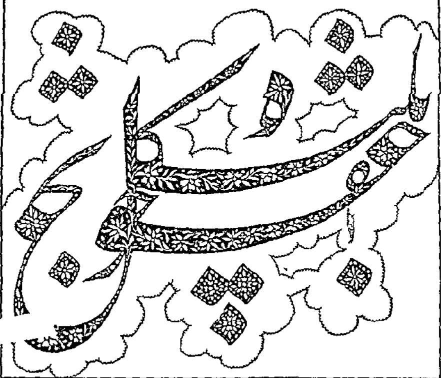
شکل بنائی گو کہ یہ طریق نستعلیق میں بہت کم مروج ہے اکثر شفیعہ میں ہے فارسی میں خوشنویسوں نے

محمد امیر پنجہ کش نے یہ طریقہ جاری کیا چنانچہ ایک طغرا یا حق اور ... بطور نمونہ ...

یا حق

اوسی خوشنویس کا دوسرا طغرا جو الیہ میں کل فتح عمیق کا شعر ہے

اے خرد پرور خطِ نستعلیق میں ہمنے ایک عجیب غریب طغرا ایجاد کیا ہے اور بہت بشمار اورا
اور تفرانِ تیز نظر کی نظر میں مستقیم اور اسے سلیم پر جلوہ گر ہوتے ہیں تائید ایزدی سے اس طغرے کو یہ شرف امتیاز
حاصل ہے کہ ہر شخص کی فکر رسا بقدر ہمت خود اس گنجینۂ گرانبہا سے ذخیرہ اندوز فیضِ سرمدی ہو سکتی ہے
یعنے اگر کوئی ناظم و ناثر بحرِ فکر میں غواصی کرتا ہے تو بیشک اس دریائے ناپیدا کنار سے کوئی نہ کوئی گوہرِ مراد ضرور ہاتھ آتا ہے



## نقشِ عشقِ حسنِ گلِ بلبل زداغِ رنج خواہ

ہم اسوقت پچیس شعر رسیل ہر قسم کے بیان کرتے ہیں دیکھو

### مثنوی دعائیہ

| | |
|---|---|
| خرد پرور اے بلبلِ باغِ عقل | تر و تازہ خندان گلِ باغِ عقل |
| زعونِ عنایاتِ پروردگار | نباشد ترا رنج در روزگار |
| بلند و بارگاہِ تو عرشِ برین | ترا دادہ حق رتبہ برترین |
| زخُلقِ تو گلِ خلق آباد باد | دلِ خیرخواہِ تو بس شاد باد |
| عدویت شود زار و خوار و زبون | سیہ جامہ اش بود غرقِ خون |

[illegible]

بجمال تو عشق [illegible] | [illegible] گل [illegible]

[illegible] | [illegible]

## شعر

[illegible] گل [illegible] | [illegible]

## لغت

[illegible] | [illegible]

[illegible] | [illegible]

## شعر

[illegible] | [illegible]

## متفرقات

حسن چو گل عشق چو بلبل بباغ | شد سبب [illegible] دل [illegible] داغ

دل ز غم عشق چو بلبل [illegible] | رخ جمال خندان [illegible] گل [illegible]

[illegible] گل [illegible] | بلبل از غم جدائی [illegible]

[illegible] ازل [illegible] | پرداخت [illegible] نقش [illegible]

[illegible] حسن گل [illegible] | دل بلبل [illegible] غم عشق [illegible]

## مستزاد

[illegible] | [illegible]

[illegible] | [illegible]

## دیگر

[illegible] داغ | [illegible] دل [illegible]

[illegible] | [illegible] دل [illegible]

## غزل

[illegible] دل [illegible] | [illegible]

[illegible] | [illegible]

دل جوشِ جنون دارد سودا الفزون دارد ‖ دریا بر یخ و کو گل حیران پریشان شد
شد گوش بسر باوش خوش دا تیمن دارد ‖ در گوشِ گل رعنا بلبل چو غزلخوان شد

از دردِ جسلہ گرایں وز سوزشِ دل بریاں
عقل خستہ و دانش بیکار جو نادان شد

اصطلاح ادبیت کچہ موجود ہے مگر اصل میں ایک سبع ہمارا بنایا ہوا ہے کہ جسکو ہمنے بشکل طغرا لکھدیا تھا اب ہم کہ خطِ گلزار چند
نمونہ تا اگر اصل اسکی سمجھ میں نہ آئے تو ہم ثقی سے مختروطی کی شکل پر جلفہ تحریر کرتے ہیں چنانچہ لفظ خرد اصطلاح پر

خرد

اور اسکے حروف میں پھول پتے اور بیل بوٹے وغیرہ لوازم گلزار سے بناتے ہیں خوشنویسی کا اشتاق ہے تو قلم سے بنا سکتا ہے
وہ ہیں تمام عمدہ بن سکتے ہیں اور اگر دوسرے حروف بھی اس شکل پر بن تو دل کا اندر قلم جلی سے لکھکر پھر انمیں جو پیش کشی
دیکھو خاکہ بھی کہتے ہیں اور اسکا بیان فنِ تصویر میں کرینگے تو ملاحظہ اس خط کی خوبی ہے گل و برگ بہت ہوں

خرد

اور اسی قسم میں سے خطِ غبار ہے اسمیں سب حروف و اوری شکل بریک نقطے لگا دیتے ہیں اور کوئی حرف نہیں لکھتے گر ہے جاتے میں اصطلاح

خرد

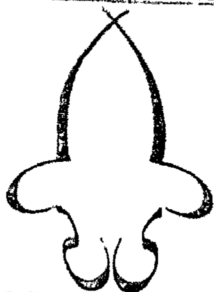
اور اسی قسم میں سے خطِ بہار ہے جسمیں قلم خفی سے عبارت لکھکر حروفِ جلی دکھاتے ہیں

خرد

اور اسی قسم میں سے خطِ ماہی ہے جسمیں ہر حرف میں شکل ماہی موجود ہوتی ہے جیسے بہت

خرد

[illegible]



قسم دوم یہ ہے کہ ہر حرف کو جب [illegible] پر تقسیم کرکے [illegible] ایک مشق [illegible]
[illegible]
[illegible] موسوم کرتے ہیں



[illegible]
[illegible] خوشنویسی [illegible] یاقوت رقم اور [illegible]
[illegible] چنانچہ [illegible]

ا ب ج د ہ ر س ش ص ض ط ظ ع ف
ق ک ل م ن و ہ ھ لا ء ی

با بت بج تد تد ند بد بر بری بز بس بص بط بع لف بق بک بل بم بن بو بہ بھ بلا بی

ا ب ج د ر س ص ط ع ف
ق ک ل م ن و ہ ھ لا

ھ ھ ھ ھ

کر لا ع ی ی ے ے

ک ے ط ج ہ ج

اور عبارت عربی اکثر اعراب کے ساتھ لکھی جاتی ہے اور کبھی غیر اعراب
اور اعراب کی بعض صورتیں قرار دی گئی ہیں ان کو بھی یاد رکھو

زبر زیر پیش دو زبر دو زیر دو پیش تشدید جزم مد

اور اسکے علاوہ اور بھی چند علامتیں مقرر ہیں اون کو وقف کہتے ہیں

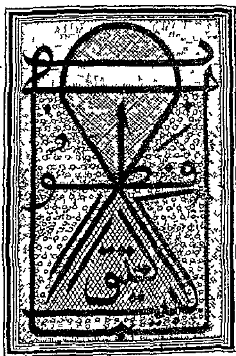
حط عربی

وَتعویذ الطفل اعوذ بکلمات اللّٰہ التامۃ من
شر کل شیطان وھامۃ ومن کل عین لامۃ

اور خط عربی میں قسم دوم خط ثلث ہے یہ خط قلم کی نہایا...
اور اسکے حروف عربی میں بالکل ایسے ہیں جیسے فارسی میں شفیعہ اور شکستہ کی طرز

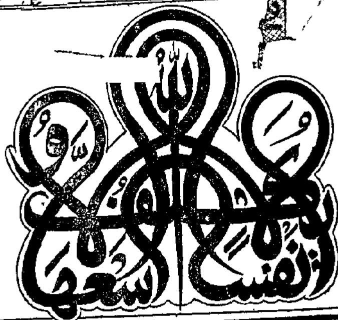
[illegible]

خط طغرا سے یہ لفظ کا اندازہ لگایا جاتا ہے

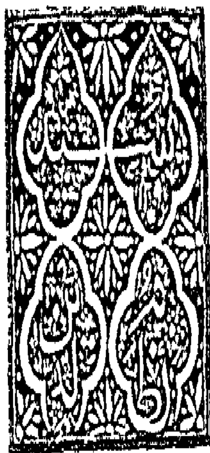


فردوسی مین [illegible] معر انہایت درجہ اعلیٰ پر پہنچ گیا چنانچہ الف کو جتنا چاہیے بڑھاؤ اور لکھو اور کشش کو جتنا چاہو بڑھاؤ یا خمیدہ بناؤ

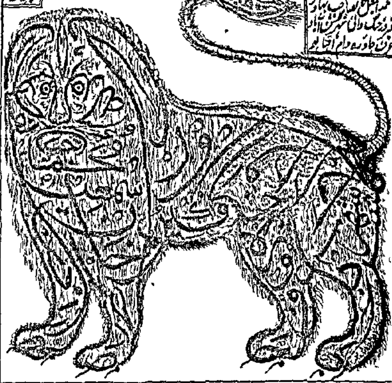
اور الف کو دائرہ کی صورت گردش دیکر طغرا بنانا منظور ہو تو اس طرح بناتے ہین



اور جب اب دو لفظ الف با لام وغیرہ یکجا ہر یہ ڈال کر اس صورت پر بنا دو



اور کبھی لفظ ایسے حرفوں سے جانوروں کی یا انسانوں کی صورت ظاہر کرتے ہو




جناب مستطاب معلی القاب
خطاب حضور فیض گنجور معتمد الدولہ نواب
غوث محمد خاں صاحب بہادر شوکت جنگ
فرمانروائے سابق الریاست جاورہ مرحوم و مغفور



اور کبھی کوئی پھول بوٹے وغیرہ کی قسم سے طغرا بہ ہیئت مجموعی نظر آ







ے حروف ہولناک باتیں فرست الیٰ نود شاد کیا کا سے حروف حروف درست
حروف خط و کتابت میں مروج ہیں اور دو قسم کے حروف ہماری کتابی ہیں کہ جو کتب مطبوعہ
اور قسم بھی دو قسم ہے ایک قسم کے حروف چھوٹے ہیں اور دوسری قسم کے بڑے
بیدا میں بڑا حرف اور اوسط و آخر میں چھوٹے حرف استعمال کئے جاتے ہیں اور حروف
ایک یا میں درست لکھتے ہیں وہ حروف جو خط و کتابت میں مروج ہیں وہ یہ ہیں

اول جیکہ زمانہ
دو قسم میں ...
انفعال دوسرے ...
اور باور رکھو کہ ...
انگریزی برطانیہ ...

## قسم اول کے بڑے حروف

*A B C D E ... H I J K L ... N O P Q R ... T U V W X Y*

## قسم اول کے چھوٹے حروف

*a b c d e f g h i j k l*

*n o p q r s t u v w x*



یہی کوئی پھول بوٹے وغیرہ کی قسم سے طغرا بہ ہیئت مجموعی نظر آتا



الحاصل جبکہ زمانہ رو ے حروف عربی کے بیان سے فرصت پائی تو ارشاد کیا کہ اب

چاہیئے تم سب اونچے سے حروف خط و کتابت میں مروج ہیں اور دو قسم کے حروف ان کی کتابی ہیں کہ حرکت سے

دلفریب وغیرہ میں مستعمل ہر قسم بھی دو نوع ہے ایک نوع کے حروف چھوٹے ہیں اور دوسری نوع کے بڑے

اور یاد رکھو کہ الفاظ ابتدا میں بڑا حرف اور اوسط و آخر میں چھوٹے حرف استعمال کئے جاتے ہیں اور حروف

انگریزی برخلاف کے بائیں طرف سے لکھتے ہیں وہ حرف جو خط و کتابت میں مروج ہیں وہ یہ ہیں

قسمِ اول کے بڑے حروف

A B C D E G

H I J K L M

N O P Q R S

T U V W X Y

قسمِ اول کے چھوٹے حروف

a b c d e f g h i j k l

n o p q r s t u v w x

## قسم دوم کے بڑے حروف

# A B C D E F G
# H I J K L M N O
# P Q R S T U V
# W X Y Z

## قسم دوم کے چھوٹے حروف

# c d e f g h i j k
# l m n o p q r s
# t u v w x y z

روف انگریزی کی چاروں مختلف صورتیں بھی ہیں جو ہمنے تمہیں بتائیں
بیت چھبیس حرف ملحوظ کرکے ربط عبارتیں بجا اعراب مقرر کئے ہیں انگریزی میں اونکا نام واول

## حروف علت

a e i o u y — w

ر سوا اس کے حروف ہیں اون کو انگریزی میں کانسنٹ

## حروف صحیح

GHJKLMNPQRSTVWXZ

وراں کی تحریر میں طرح طرح کے ایجاد کئے گئے ہیں جیسے ملکہ
اسم مبارک حروف انگریزی میں اس طور پر لکھا

# ...een Victoria.

جسے حرفوں کو کبھی لمبے اور پتلے کبھی چوڑے اور کوتاہ کر سکتے ہیں چنانچہ

VICTORIA.

VICTORIA

VICTORI

ریں انگریزی کبھی خط گلزار میں بھی لکھے جاتے ہیں اور وہ چند قسم پر ہے

VICTORIA

VICTORI

ھوری [illegible] سے حروف پیالوں اور گلاسوں میں رکھتے ہیں

QUEENVICTORI

صورت ہر طرح طرح کی صنعت و درستی کام میں لاتے ہیں اور اردو
ے کے ہندسے تو علم حساب میں تم دیکھ چکے ہو مگر انگریزی ہندسے یہ ہیں

0 1 2 3 4 5 6 7 8 9 10 11

پورا جس حرف انگریزی کے قاعدے پر جس حرف ہندی بھی تاہم
سے پڑھا جاتے ہیں اور ان میں بجائے اعراب کے کچھ اشارات
اور ان کے وسیلے سے عبارت نگارش کر سکتے ہیں اور اکثر اوقات ہندی
الفاظ اہم مرکب تحریر کیے جاتے ہیں چنانچہ حروف ہندی کی اس صورت سے دیکھو

श्री

अ आ इ ई उ ऊ ऋ ॠ ऌ ॡ ए ऐ ओ

ا آ ا اِی اُ اُو رِ رِی لِ لِی اے اَے او

औ अं अः

اَو اَں اَہ

क ख ग घ ङ च छ ज झ ञ ट

ک کہ گ گہ ناں چ چہ ج جہ ناں ٹ

ठ ड ढ ण त थ द ध न प फ

ٹہ ڈ ڈہ ناں ت تہ د دہ ن پ پہ

ब भ म य र ल व श ष स ह

ب بہ م ی ر ل و ش کہ س ہ

ळ क्ष ज्ञ

ل کش گن

اور ترتیب عبارت کے ان مین اعراب کی یہہ شکلیں مقرر کی ہیں مین

ि ी ु ू ृ ॄ ॢ ॣ े ै ो ौ

१ २ ३ ४ ५ ६ ७ ८ ९ १०

اور ہندی میں اکثر حروف باہم مرکب کیے جاتے ہیں اون کو بھی یاد رکھو

क्क क्त क्न क्म क्ल ग्न ग्य ख्य च्छ च्छ्व ज्ज ज्म ज्य झ्झ

ججھ جچ جم جج ججھو ججھ کھی گھی گن کل کم کن کت کگ

ट्ट ठ्ठ ड्ड त्त त्थ त्न त्य त्र त्व थ्य द्द द्ध द्म द्व द्र द्य

دم دبھ دل دوہ دری دگ دو ود تھر تھتھ تو تری تن تی تت ڈڈ ٹھٹھ ٹٹ

ध्य ध्न ध्म न्न न्य न्म न्स प्त प्न प्ल प्व ब्ब ब्ज भ्र

بھرہ بج بب پس پتو پو پل پب پن پت پپ نی نن دھم دھو دھدھ

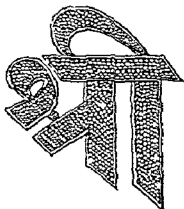
भ्न म्म म्य रु रू श्र श्च श्य स्न स्त स्त्व ल्ल ल्न ह्न ह्र ह्म

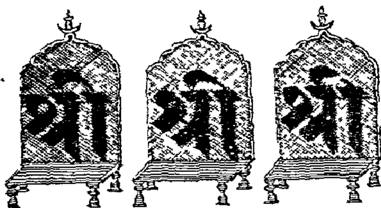
ہم ہر نہ وہ تس ستو سن ست شٹھ شٹ ور رکو رُ سبھ مم بھ

श्ल श्म श्व ज्ञ ङ्क ङ्ग ण्ग ह्ण त्त्व स्त्य स्थ

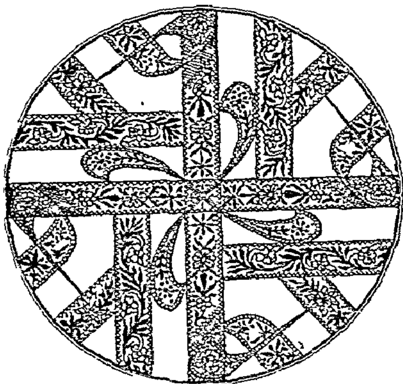
دیہ ببہ شبہ تسہد ذر گراں گن ۔ ٹک ٹج گکھ ٹم ٹل

اور حروف ہندی میں بھی خوشنویسی کے واسطے طرح طرح کی خوبصورتی پیدا کی ہے جیسے لہریہ دار حروف اور پھولداری اور تحت نشین وغیرہ چنانچہ ہم ان حرفوں میں سری کا لفظ لکھ کر تمھیں بتاتے ہیں





ورہنے ہندی میں ایک نقشہ انکالا ہے اوس میں جا ۔ پڑہی جب ا



اور یہہ کہ ہر قسم کے حروف میں ہر طرح کی صنعت ودستکاری ظاہر ہوسکتی ہے چنانچہ بعضے خوشنویس انواع و اقسام
شنگرفی رنگین کام میں لاتے ہیں بعضے نقش طرار جدول میں وطلائی اور گلکاری لاجوردی و میانی وغیرہ
سے تحریر کو رونق دیتے ہیں بعضے کاتب حروف کی شکل سفید اور کاغذ کی زمین سیاہ
بناتے ہیں بعض زبردست جدولوں کو بہت خوبصورت جالی کی طرح پر مقراض یا ناخن گیر سے
آراستے ہیں بعضے دستکار ہر قسم کے حروف اور گل بوٹہ وغیرہ کاغذ سادہ پر نوک ناخن سے
ابھارتے ہیں بعضے سنگتراش سنگ سفید کی لوح پر سنگ سیاہ کے حروف نہایت پچیں کاری سے
سطح قائم کرکے پائداری و یادگاری کیواسطے تعمیرات عالی و گرامی پر نصب کرتے ہیں علاوہ اسکے
بعضے نازک نظر صاحب علم وہنر ایسے ہیں وہ کیا اور کرینگے دیکھو سے تازہ بتازہ اور نو بنو کیسی ایجاد کرسکتا ہے
میں ہر قسم کے اعداد تحریر اور ہر حرف کے قواعد و ضوابط حروف مزبور کو بخوبی آگاہ ہو جاویں اور بہرا
ہمارے بھی فضل الٰہی سے مہارت عالی اور دستگاہ کامل پیدا کرلی بہر حروف اصطلاحی اور خطوط مروجہ کی تو
ان تمیزات سے ہوشیار رہا کہ اسکی بہت ضرورت سی ہے کہ بہ تمہید الحقیقت آگاہ رہے واسطے اعمال
بعض مطالب کے جنکا اعلان مناسب نہ تھا اکثر خطوط ایسے ایجاد کئے ہیں کہ عوام الناس جسے ناواقف محض ہیں
چنانچہ از انجملہ **اول** وہ خط ہے جو ابجد آدم سے وضع کیا گیا اور جسکا قاعدہ ایسے ہی تحریر کیا تھا
اے خرد مند یاد رکھو کہ ابجد آدم یہہ ہے **اَبُتِثْ جَحُخِدْ ذَرُزِسْ شَصُضِطْ ظَعُغِفْ**
**قَکُلِمْ نَوُہِیْ** اس ابجد سے **خط اشارہ** ایجاد ہوا اسکا طریق یہہ ہے کہ یہہ سات کلمے چار چار حرف ہیں
اور ہر کلمہ کا حرف اول **مفتوح** اور دوسرا **مکسور** اور تیسرا **مضموم** اور چوتھا **ساکن** ہے پس بموجب
ان کلمات کے ایک سے سات تک عدد سے تحریر کرکے جس حرف کی ضرورت ہوتی ہے اوسکا اعراب
اوس مرتبہ کے عدد پر لگا دیتے ہیں مثلاً **اَبُتِثْ** کیواسطے ایک عدد اسلئے لکھا کہ یہہ پہلا کلمہ ہے
(۱) اب اگر الف کی ضرورت ہے تو اس عدد پر زبر لگاؤ اور بے کیواسطے زیر اور تے کیواسطے پیش
اور ثے کیواسطے جزم وعلیٰ ہذا القیاس **جحخد** کیواسطے (۲) کا عدد لکھو جیم کے لئے زبر حے کے لئے
زیر خے کے لئے پیش دال کے لئے جزم الحاصل اسی طور پر سات تک عدد سے کفایت کرتے ہیں اور حروف فارسی
یا ہندی کیواسطے یہہ اصطلاح جدید اوس عدد کے جانب چپ ایک نقطہ دیتے ہیں جیسے پے اور ٹے
کیواسطے (۱.) (۱.) اسواسطے کہ بے اور تے کی یہہ صورت ہے (۱) (۱) چنانچہ ان حرفوں میں حرف مزبور
اصطلاح لکھا جائیگا ( ۲ ۳ ۱ ۱ ۳ ۲ ۲ ) **دوم خط طلسم** اور یہہ حروف طلسمات وعملیات وغیرہ میں
کارآمد ہیں اسکا قاعدہ یہہ ہے کہ ایک عدد سے نو تک تمام حروف کتابت کو لکھا کرتے ہیں چنانچہ پہلے ایک خط

سوہی کھیچکر اوسپر اعداد آحاد خطوط عددا اور عشرات تلے ہوتے اور تہنات خط کے نیچے تک اور ہزار کو انتہائے ہندسہ بر خط کے نیچے جانب راست قدرے کج لکھتے ہیں چنانچہ ایکسبدیہہ

(۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۲۰ ۳۰ ۴۰ ۵۰ ۶۰ ۷۰ ۸۰ ۹۰ ۱۰۰ ۲۰۰ ۳۰۰ ۴۰۰ ۵۰۰ ۶۰۰ ۷۰۰ ۸۰۰ ۹۰۰) ان میں ہزار کا ایک حرف ہے جو نیچے کی ڈال لکھا گیا اور خرد بردواسطے لکھتے ہیں

اور باصطلاح جدید حروف ہندی و فارسی کے سے اور ہر ایک نقطہ دیتے ہیں جیسے اور

(۳) سوم خط کنایہ اسکی صورت یہہ ہے کہ ہر حرف کے حصہ اول کے آخر میں ایک خط بطور الف گر دے زے وغیرہ کیواسطے ایک خط سیدھی طرف خمیدہ لکھتے ہیں کہ اوکی صورت میں دوسرے سے مشابہت پیدا ہو اور نقطوں کے واسطے اوسکی تعداد کے مطابق نیچے اور پر خط کے لکھتے ہیں چنانچہ

ان حرفوں میں خرد بزرگ باصطلاح تحریر کرینگے

چہارم خط سرو اسکا یہہ طریق ہے کہ ہر حرف کیواسطے اول ایک کھڑا خط بطور عمود کے اور اوس خط کے داہنی طرف کلمات ابجد کے شمار پر خطوط منحرف کھینچ کر لاتے ہیں اور بائیں طرف تعداد حروف موافق اوسطلح کے منحرف خطوط کھینچتے ہیں اور یاد رکھو کہ ابجد کے آٹھہ کلمے ہیں ابجد ہوز حطی کلمن سعفص قرشت ثخذ ضظغ ان میں چار کلمے چار حرفی ہیں پہلا چوتھا پانچوان چھٹا چار کلمے سہ حرفی ہیں دوسرا تیسرا ساتوان آٹھوان پس ظاہر ہے کہ داہنی طرف آٹھہ خطوط سے زیادہ نہو نگے یعنے اگر کلمہ اول ہے تو سمت راست ایک خط اور کلمہ دوم ہے تو دو اور کلمہ سوم ہے تو تین خط وعلے ہذا القیاس آٹھہ تک نوبت پہونچے گی اور جو اوس کلمہ کا پہلا حرف ہے تو جانب چپ ایک خط اور دوسرا ہے تو دو خط ہونگے اسطرح چار تک ہونگے چنانچہ اکا

حروف ہندی و فارسی کیواسطے خط عمود کے نیچے باصطلاح جدید ایک نقطہ ضرور ہے چنانچہ خسرو بر اسطرح لکھتے ہیں { } تنجیم دائرہ نظیرۂ ابجدی

یہ حروف دو سطر پر تقابل کئے جاتے ہیں سطرِ اول کو اساس اور سطرِ دوم کو نظیر کہتے ہیں ہر ایک کے دو متقابل حرف باہم تحریر ہوتے ہیں

| ا | ب | ج | د | ه | و | ز | ح | ط | ی | ک | ل | م | ن |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| س | ع | ف | ص | ق | ر | ش | ت | ث | خ | ذ | ض | ظ | غ |

اور ان حروف کا مبادلہ اصطلاح کیا جاتا ہے کہ اوپر کا حرف اپنے نیچے کے حرف سے اور نیچے کا حرف اپنے اوپر کے حرف سے بدل کر تحریر میں آتا ہے اور یہی قاعدہ بے منقوط کو اور غیر منقوط کو بھی لیکن اپنا مطلب اصطلاح میں مجوں ادا کرنے میں آتے ہیں منجملہ انکے سوا اسکے بھی بہت خط ایجاد کئے ہیں چنانچہ ان میں ایک خط رقیمۃ الاعداد ہے اور منجملہ حروف میں ایک مد کھینچکر اوسکے آخر میں رقوم عشرات شکلاً ایک حلقہ دیتے ہیں اور ابجا بجائے نقاط اوسکے مستقل رقوم آحاد کے شمار کا ہندسہ اوپر یا نیچے بنا دیتے ہیں چنانچہ وہ حروف یہ ہیں

ا ب ج د ه و ز ح ط ی ک ل م ن س ع ف ص ق ر ش ت ث خ ذ ض ظ غ

اور جب ان حروف میں عبارت لکھنے میں تو رقوم آحاد کی صورت حلقہ آخر نہیں لگاتے مگر جب لفظ پورا ہو جاتا ہے تو حلقہ دیا کرتے ہیں چنانچہ خرد بر اصطلاح کہیں گے حرف یے رویہ جبکہ شہزادہ والا خرد حروف اصطلاحی میں بھی یگانہ و طاق ہوگیا تو ہزار گز کرتا ایک اور قاعدہ ہے جسکو علمِ جفر کی اصطلاح میں بسط کہتے ہیں وہ ایک عبارت ہے کہ ایک حرف سے دوسرا حرف پیدا کریں قسمِ اول بسطِ تربیع اسکی تین قسمیں ہیں اول

حروف مطلوبہ کا درجہ آحاد سے درجہ عشرات میں اور درجہ عشرات سے درجہ مآت میں مثلاً لفظ واحد کے چار حرف ذات آحاد میں ہیں جبکہ اسکو تربیع عددی کیا تو و ا ح د کے عوض یہ حروف حاصل ہوئے س ی ن م لیجیے واو کے عدد چھہ ہیں درجہ عشرات میں ساٹھ ہوئے اوسکا حرف سین ہے الف کا ایک تھا دس ہوئے انکا حرف یے ہے اسیطرح حے سے نے اور دال سے میم ہوئے تربیع عددی جیسا اور یاد رکھو کہ یہ حرف صورت اعداد میں ہیں مگر سوائی میں الفع مکحلش ونیث ضنت تخ زغد ظصط دوم بسطِ تربیع حرفی یہ کسی حرف ابجد کو اوسکے حرف منسیت بدلنا جیسے لفظ واحد میں واو کو زے سے اور الف کو بے سے اور حے کو طوے سے اور دال کو ھے سے پس بجائے واحد کے یہہ حروف حاصل ہوئے ز ب ط ھ سوم بسطِ تربیع طبعی اور وہ عبارت ہے انقلاع حروف سے بحسب طبیعت کے چنانچہ حروف خاکی کو حروف آبی سے اور حروف آبی کو حروف بادی سے اور حروف بادی کو حروف آتشی سے اور چونکہ عنصر آتشی سے کوئی عنصر بلند نہیں ہے لہذا حروف آتشی کو

اوسی طرح قائم رکھتے ہیں اور طبعیت حروف کی نسبت اس طرح پر ہے

| حروفِ آتشی | ا | ہ | ط | م | ف | ش | ذ | + |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| حروفِ بادی | ب | و | ی | ن | ص | ت | ض | + |
| حروفِ آبی | ج | ز | ک | س | ق | ث | ظ | + |
| حروفِ خاکی | د | ح | ل | ع | ر | خ | غ | + |

چنانچہ بسطِ تریج طبعی کے قاعدے سے لفظ واحد کو تبدیل کریں تو ہمارے واج د م
حاصل ہونگے ح و آ ر ج اے حرف مرد امل جو ہے تم سے اقرار کیا تھا کہ ابجد نجوم کا
فنِ تحریر میں ہوگا لیکن ایسا نہیں ہے کہ اوسکے بیان سے درگذر کریں اگرچہ علمِ نجوم میں ہی تم بخوبی معلوم کر
کر سبیل سہل ہم بیان کرتے ہیں کہ سوائے چاروں اقسام میں سے ایک ایک حرف لیکر جمع کرا
اور اٹھائیس حروف کے سات کلمے قرار دیتے ہیں اسلئے کہ سات چوک اٹھائیس ہوتے ہیں چنانچہ وہ یہ ہیں
ابجد ہوزح طیکل منسع فصقر شتثخ ذضظغ الف میں حرفِ اول مضموم اور دوم مکسور اور سوم
مفتوح اور چہارم ساکن ہے قسم دوم بسطِ عددی ملفوظی یہ ہے ہر حرف کو ملفوظ کریں اور اوسکے عدد
حاصل کرکے دوسرے حرف بنالیں مثلاً حروفِ لفظِ واحد کو حسب ملفوظی کریں تو یہ صورت ہوگی واو
حا الف دال واو کے عددِ ملفوظی تیرہ ہیں اوسکے حروف ج ی اور الف کے عدد ایکسو گیارہ ہیں تو
حروف ق ی ا ہیں اور حا کے عدد نو ہیں اوسکا حرف ط اور دال کے عدد پینتیس ہیں اونکے حروف
ہ ل ہیں پس لفظِ واحد کے جو حروف قاعدہ بسطِ عددی ملفوظی سے حاصل ہوتے وہ یہ ہیں
ج ی ا ی ق ط ہ ل اور قسم سوم بسطِ تضاعف یہ ہے ہر حرف کے اعداد کو دوچند کرکے اوس
سے حروف حاصل کرتے ہیں قسم چہارم بسطِ التقوی اور اسکی بھی تین قسمیں ہیں اول ضرب باطن
دوم ضرب ظاہر کی باطن میں سوم ضرب ظاہر کی ظاہر میں پس باطن کو باطن میں ضرب دینے کا یہ طریقہ
کہ ہر حرف کے عدد کو اوسی کے عدد میں ضرب دیکر حاصل ضرب سے حرف بنالیں جیسے لفظِ واحد میں واو کے
عدد چھ ہیں اسکو چھ میں ضرب دیا چھتیس ہوئے اسکے حرف و ل اور الف کا ایک عدد ہے اسکو ایک میں
ایک رہا اسکا حرف بھی الف آیا حا کے آٹھ ہیں آٹھ میں ضرب دیا چونسٹھ ہوئے اسکے حروف
د س اور د کے چار ہیں اسکو چار میں ضرب دیا سولہ ہوئے اسکے حروف و ی ہیں پس مجموعہ اسکا
و ل ا د س و ی ہوا اور ظاہر کو باطن میں ضرب دینے کا یہ انداز ہے کہ اعدادِ حروف کو مراتبِ حروف
میں ضرب دیں جیسے عقل کا لفظ کہ عین قاعدہ ابجد اور ہیئت حساب سے سولھویں مرتبہ پر واقع ہے اور عدد

اسکے ستر مین سولہ کو ستر مین ضرب دیا گیارہ سو بیس ہوئے اسکے یہہ حروف ہین ک ق ع اور ق اوس
ابجد کے حساب سے انیسوین مرتبہ پر واقع ہے اسکے سو عدد مین سوکو انیس مین ضرب دیا تو انیس سو ہوتے
اسکے حروف ظ ط غ اور ل حساب ابجد سے بارہوین مرتبہ پر ہے اسکے عدد تیس ہین تیس کو بارہ مین ضرب دیا
تین سو ساٹھہ ہوئے اسکے حروف س ش ہین انکا مجموعہ ک ق غ ظ ع س ش ہوا اور طالبکو ظاہر ہو
ضرب دینے سے یہہ مراد ہے کہ جو حرف ابجد کی ترکیب سے جسقدر درجہ پر واقع ہو اوسی مین ضرب دیکر حاصل کرین
چنانچہ سعید کی لفظ مین ترتیب ابجد کے موافق س پندرہوین درجہ پر واقع ہے اسکو پندرہ مین ضرب دیا
دو سو پچیس ہوئے اسکے حروف ہ ک ر اور ع سولہوین درجہ مین ہے اسکو سولہ مین ضرب دیا دو سو چھپن
حاصل ہوئے اسکے حروف و ن ر اور ی دسوین درجہ پر ہے اسکو دس مین ضرب دیا سو ہوئے حرف ق ہے اور
د چوتھے درجہ مین واقع ہے اسکو چار مین ضرب دیا سولہ ہوئے اسکے حروف و ی پس ان حروفکا مجموعہ یہہ ہے
ہ ک ر و ن ر ق و ی قسم دوم بسط زبر بینات اور وہ اس سے عبارت ہے کہ بسط ملفوظی کو دو حصہ پر
منقسم کرین جیسے سعد کو بسط ملفوظی کیا تو یہہ حروف حاصل ہوئے س ی ن ع ی ن د ا ل ان مین حرف
اول کو زبر کہتے ہین اور حروف آخر کو بینات مثلا سین مین تین حرف ہین پہلے س یہہ زبر ہے پھر
ی اور ن یہہ بینات ہین اسیطرح ع زبر اور ی ن بینات اور د زبر اور ا ل بینات ہین قسم سوم
بسط تضعیف اسکا یہہ قاعدہ ہے کہ ہر حرف کے اعداد کو جہانتک کہ کسر نہ پڑے نصف کرکے اون عددون سے
حروف حاصل کرین جیسے لفظ قلم مین ق کے سو عدد مین اسکا نصف پچاس ہے اوس سے ن حاصل ہوا اسکا نصف
پچیس ہے اس سے ہ ک حاصل ہوا چونکہ پچیس کی تنصیف ممکن نہین کہ کسر واقع ہوتی ہے اسواسطے زیادہ عمل تضعیف
نہ کیا اور ل کے عدد تیس ہین نصف پندرہ اس سے حرف ہ ی حاصل ہوئے زیادہ تضعیف ناممکن اور م کے
چالیس ہین نصف بیس ہوئے ک حاصل ہے بیس کی تنصیف مین دس باقی رہے اسکا حرف ی ہے اسکا نصف پانچ
اس سے حرف ہ حاصل ہوا اس سے زیادہ تضعیف بسبب کسر ناممکن ہے پس تمام حروف جو قلم کی لفظ سے حاصل
ہوئے وہ یہہ ہین ن ہ ک ہ ی ک ی ہ الغرض اسیطرح سے علم جفر کے طریق پر بسط حروف کے تین سو
ساٹھہ قاعدے حسب دلخواہ سمجھا دیئے پھر فرمایا کہ اے خورد بردار اسوقت ہمکو ایک نہایت عمدہ بات یاد آئی ہے
جو نشو و نما اور پیدایش واسطہ مین اوسکا مروج ہونا ہزارہا فوائد عام پر مشتمل ہے یعنی جسم انسانی مین جو جو
سماعت خداداد مین اگر اونمین کسیطرح کا نقصان یا کوتاہی واقع ہو تو اوسکے پورے ظاہر کرنیکے واسطے
یہہ فن ایجاد کیا گیا ہے خصوصاً وہ قاعدہ کہ گونگے اور بے زبان جسکے وسیلے اپنے خیالات ظاہر کرسکیں
جسکا کارآمد ہونا ثابت ہوتا ہے اور اسوقت اوسکے بیان کا بھی نہایت عمدہ موقع ہے اسلیے ہم تمہین تعلیم کرتے ہین

یاد رکھو کہ اول یہ فن بموجب ملک ہسپانیہ میں سولہوین صدی کے آخر میں پیٹر پونس نامی ایک مرد نے ایجاد کیا اور سنہ ۱۷۹۰ء میں ملک سوئیڈن کے علامہ جان کان ریڈ آمن نے اوسکا ایک خاص طریقہ قرار دیا اور مقام انگلستان کے اندر میں اس فن گرامی کو شہرت بخشی پھر سو برس کے بعد سنہ ۱۷۵۲ء میں اس قسم کے لوگون کے واسطے تعلیم گاہ ایک مدرسہ مقرر ہوا چنانچہ اسوقت ہم بھی لوم و بیٹن سے مطابقت کرنے میں اور حروف انگریزی کی رعایت سے یہاں لکھا جاتا ہے

## گونگے بہرو کی تعلیم کے حروف

**A** اس حرف کے واسطے دستِ چپ کی انگشت کے سر کو دستِ راست کی سبابہ سے چھوئین



**B** اس حرف کے واسطے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں اکٹھی کرکے ملا کر پھر انگلیوں کے ناخن سے ناخن ملائین



**C** اس حرف کے واسطے دستِ چپ کی انگلیاں اور انگوٹھا نصف دائرہ کی صورت پر ایسا خمیدہ کرو کہ اوسکے پہلو نظر آنے لگیں



**D** دستِ راست کی انگلیاں اور انگوٹھا نصف دائرہ کے طور خمیدہ اور دستِ چپ کی سبابہ کو سیدھا کرکے اسطرح لاؤ کہ خطِ مستقیم قائم ہو



**E** دستِ چپ کے سبابہ کے سرے کو دستِ راست کے سبابہ سے چھوئین



**F** دستِ چپ کی دو اور دستِ راست کی بیچ سبابہ اور وسطیٰ کی پشت بر دستِ راست کی سبابہ رکھو



**G** اس حرف کے واسطے دونوں مٹھیاں بند کرکے ایک کو دوسرے پر رکھو





**H** دستِ راست کی ہتھیلی کو دستِ چپ کی ہتھیلی پر سطح رکھو کہ دستِ راست کی انگلیاں دستِ چپ کی انگلیوں کے آخر تک پہونچیں



**I** اس حرف کے واسطے دستِ چپ کے وسطے پر دستِ راست کی سبابہ رکھو ؛



**J** دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بند کرکے ان کو ایسی حرکت دو کہ **G** سے مشابہت پیدا ہو



**K** دستِ راست کے ابہام و سبابہ سے نصف دائرہ کی شکل بناؤ اور دستِ چپ کی ایک انگلی پر
دستِ راست کی انگلی کو ایسا قائم کرو کہ دونوں کا درمیان ایک خط پر آجائے



**L** دستِ چپ کی ہتھیلی پر دستِ راست کی سبابہ عمودا قائم کردو



**M** دستِ راست کی تین انگلیاں دستِ چپ کی ہتھیلی پر رکھو ؛ ؛ ؛ ؛ ؛



**N** اس حرف کے واسطے دستِ راست کی دو انگلیاں دستِ چپ کی ہتھیلی پر رکھو



**O** اس حرف کے واسطے دستِ چپ کی بنصر پر دستِ راست کی سبابہ قائم کرو



| | |
|---|---|
| **P** | دستِ چپ کے انگوٹھے اور سبابہ کو نصف دائرہ کی صورت قائم کر کے دستِ راست کی سبابہ کو نشانے دوسرے خط کے مقابل جماؤ |
| |  |
| **Q** | دستِ چپ کی انگلیوں اور انگوٹھے سے پورا دائرہ بناؤ اور دستِ راست کی سبابہ کو خلا کے بیچوں بیچ لا کر زمین کی طرف لٹکا دو |
| |  |
| **R** | دستِ راست کی انگلی کو نصف خم دے کر دستِ چپ کی ہتھیلی پر رکھیں + + + + + |
| |  |
| **S** | دونوں ہاتھوں کی خنصر کو خم دے کر باہم قلابے کی صورت ملا دو + + + + |
| |  |
| **T** | دستِ راست کی سبابہ کو سیدھا کر کے دستِ چپ کے پہلوے زیریں سے ملا دو |
| |  |
| **U** | دستِ چپ کے سرِ خنصر کو دستِ راست کے سبابہ سے اونچا کر ملا دو + + |
| |  |
| **V** | دستِ راست کی سبابہ اور وسطیٰ کو دستِ چپ کی کفِ دست پر بہت کشادہ قائم کریں |
| |  |
| **W** | دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو سطح برابر ملا دو کہ ایک ہاتھ کی انگلیوں کا سرا دوسرے ہاتھ کی گھائیوں سے ملا رہے ۔ + + + + + |
| |  |

اس حرف کیواسطے دونوں ہاتہہ کی سبابہ کو صلیبی شکل پر قایم کرو ۔



دستِ چپ کی سبابہ اور ابہام کو سیدہا استادہ قایم کرکے اوسکی کہائی میں دستِ راست کی سبابہ شامل کریں



Z ایک ہاتہہ موڑ کے بطریق تلمہ کرکے اوسکا ... دوسرا ہاتہہ کی کف دست پر رکہو



تعیینِ اعداد کے واسطے یہہ طریقہ ہے کہ ایک انگلی اوٹہانے سے ایک عدد سمجہا جاتا ہے اور دو انگلیوں سے علی ہذا القیاس پانچ انگلیاں پانچ کیواسطے اور دونوں ہاتہوں کی انگلیاں اوٹہانے سے دس شمار کئے جاتے ہیں



اسکی صورت برباشندگانِ انگلستان نے دو قسم کے حروف وضع کئے ہیں اور ایک سے
قسم اول کے حروف ایک ہاتہہ سے ادا ہوتے ہیں اور قسم دوم دونوں ہاتہہ سے



حروف یک دستی



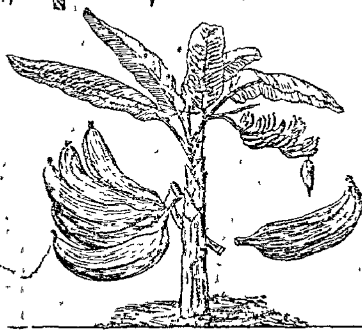
حروف دو دستی

اور یاد رکھو کہ خوشنویسی کا کمال فن مصوری و نقاشی پر منحصر ہے اور نقاشی و مصوری سے یہہ مراد ہے کہ شکل
بشریہ کی نقل اور انواع حیوانات و نباتات اور عمارات وغیرہ کی صورتیں کھینچے جس سے یہہ صنعت مقبول ہوئی تھی
اور انکو حضرت ملوک سلاطین اور فرمانروایان والا شکوہ عزیز رکھتے تھے اسواسطے کہ قلعہ و عمارات اور باغ و رش
اور انسان و حیوانات کی صورت حاصل کرسکتے تھے بادشاہان عالیوقار کو اس فن گرامی کے اہل کمال کی قدر
ہوتی ہے اور مصوروں اور نقاشوں کو نازکی دست اور روشنی چشم اور تیزی ہوش و حواس اور صفائی ذہن اور
حدت عقل جملہ ضروریات سے ہے اسواسطے کہ انکے قلم بدائع نگار سے صور مختلفہ اور اشکال عجیبہ اس خوبی کے
ساتھہ برآمد ہوں کہ اصل و نقل میں اصلا فرق باقی نہ رہے فن صورتگری کا کمال یہی ہے کہ جو شکل جیسی ہو خامہ
جادو رقم سے ویسی ہی صفحہ حریر پر تحریر کریں اور یہہ امر نہایت باریک و دقیق ہے اسلئے کہ تمام بنی نوع انسان
میں ہر ایک زن و مرد صحیح البدن کے سب اعضائے جسمانی سر سے پاؤن تک تعداد مین برابر ہین چنانچہ منہ
چشم اور ابرو اور گوش اور رخسار اور زنخ اور گردن اور سینہ اور ہاتھہ اور انگلیاں اور کمر اور پاؤن اور
وغیرہ ہر فرد بشر صحیح البدن کے عدد میں یکسان ہین اور باوجود اسکے قدرت کاملہ حضرت آفریدگار اس امر کی
مقتضی ہے کہ ہر چہرے کے ایک دوسرے سے مختلف ہے پس مصور کو لازم
اور شاعری بھی ایسا ہے کہ انکے قلم سے ایسا نام ہے کہ نقل مطابق اصل

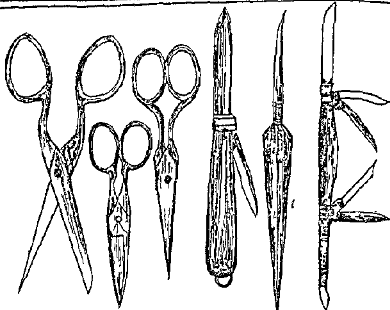
پائی جاتی ہے اور جو کوئی صحیح البدن ہو یعنے کوئی خلل اور نقصان اوسکے کسی عضو میں نہو تو نقل میں بھی
اوسیطرح نمودار ہو اور یہہ امر جبتک حاصل نہیں ہوتا کہ نقاش کا ہاتہ قادر ہو اور دست قدرت مشق کثیر پر
موقوف ہے اور استادون نے مشق کا یہہ قاعدہ مقرر کیا ہے کہ اول اشکال حیوانات و نباتات و عمارات وغیرہ
اوستادان کامل کے قلم صنعت رقم کی بنی ہوئی بکثرت بہم پہونچائیں پہر چربہ کشی سے مشق آغاز کریں
اور چربہ کشی کا یہہ طریق ہے کہ پہلے ہرن کی باریک جہلی جو ورق سازونکی دوکانون میں ہاتہ آتی ہے اوسکے
وسیلے سے کسی تصویر پر اسطرح جمائیں کہ وہ تصویر اوس جہلی میں سے بعینہ نظر آتی رہے پہر اوس تصویر پر
اگر تمام و کمال ہے تو سر سے پاؤن تک اور نصف ہے تو سر سے کمر تک اور جو فقط چہرہ ہے تو سر سے گردن تک
سوئی باریک سے اوسمین سوراخ کریں یعنے ہر عضو پر گرداگرد سوئی کی نوک سے نشان دیں مگر ضرور ہے
کہ وہ سوراخ ہموار و یکساں اور باہم برابر ہوں پہر شاخ تمر ہندی یعنے املی کی لکڑی جلا کر کوئلا بنائیں
اور اوس کوئلے کو خوب باریک پیسکر کپڑے میں چہان لیں اور اوس میں سے تہوڑا سا ایک باریک کپڑے
میں ذرا ڈہیلا باندہیں پہر اوس تصویر کے نیچے کہ جسمین سوئی سے سوراخ کئے ہیں ایک کاغذ سادہ بچھا کر جما کے
نیچے رکہیں اور اوپر سے وہ پوٹلی جسمین کوئلے پسے ہوئے بندہے ہیں اعضائے تصویر کے مقامات پر آہستہ
آہستہ رگڑیں کہ سوئی کے چہدے ہوئے سوراخ کی راہ سے وہ زغال سودہ کاغذ سادہ میں نفوذ کرے اور تصویر کی نقل بعینہ
کاغذ سادہ پر مرتسم ہو پہر وہ نقل احتیاط سے اوٹہا کر اور سیہ قلم سے یعنے پنسل سے خطوط کہینچیں کہ صورت تمام نمودار ہو
اسکو مصورونکی اصطلاح میں چربہ اور خاکہ کہتے ہیں پہر قلم اور رنگ سے خط و خال اور تمام دقائق تصویر کو اصل کے
مطابق آراستہ کریں اسی طریق پر چند سال کی مشق سے ہاتہ اور قلم قابو اور اختیار میں ہو جاتا ہے جبکہ مشق کی
نوبت اس مقام تک پہونچے تو پہر ہر قسم کی تصویر سامنے روبرو رکہکر ایک کاغذ سادہ پر اوسکی دیکہا دیکہی نقل کیا کریں
جب اسطرح بہی مہارت کامل حاصل ہو تو جس چیز کی تصویر اوتارنی منظور ہے اوسکو دیکہہ دیکہکے پنسل سے شبیہ
بنائیں اور جو اتفاقاً کوئی غلطی ہو اور موقع منجانے تو اوسکو ربڑ سے مٹائیں اور یہہ ربڑ پنسل کے خطوط کی تدبیر
محو کرنیکے لئے ایک مشہور و معروف چیز ہے جب اسطرح سے تصویر درست ہو جاتی ہے تو اسکو مصورونکی اصطلاح میں تا
گرہ اور سیاہ قلم کہتے ہیں پہر مطابق رنگ اصلی کے جابجا رنگ سے رنگ ملا کر موقع موقع موقلم سے بہرین اور ایسے
بہی کبہی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ کسی عمدہ و نایاب تصویر کا چربہ کہینچنا منظور ہے اور اوسکی خوبی و عمدگی اسبات کی
مانع ہے کہ ہرن سے اوسمین سوراخ کیا جائے تو کاغذ باریک اوسپر رکہکے پنسل سے نشان دے لیا کرتے ہیں اور
جو تصویر کاغذ میں صاف نظر نہیں آسکتی تو اوسکی دو صورتیں ہیں یا تو کاغذ کو روغن زردہ بیضہ سے چرب کرکے
تصویر پر رکہتے ہیں اور اس سبب سے نیچے کی تصویر اوپر نظر آتی ہے مگر روغن اسقدر کم لگاتے ہیں کہ چہاپ

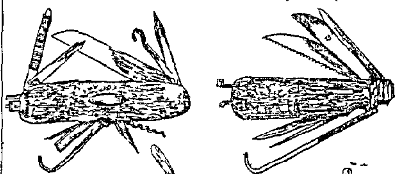
تصویر پر ایسی اوسکا عدد بر مطلق رہتے ہوے اور اوسپر رنگ عمدہ بہت ہی خرابی واقع ہوتی ہے اس لحاظ سے وہ بادی کا
سادہ پر اوسکا حال کہ مانا ضروری ہے مگر یہہ ترکیب اوسوقت کیجاتی ہے کہ تصویر اصلی ہاتھی دانت کی تختی یا دھلی پر ہو وہ تصویر
ایک شفافی آئینہ پر کہ یک دوسرا کا مدار سادہ اوپر رکھتے ہیں اور آئینہ اسطرح رکھا جاتا ہے کہ اوسکی [illegible]
جسکے سبب سے وہ تصویر ایک قد پر چسپیدہ معلوم ہوتا ہے اور جب ان دونوں ترکیبوں سے تصویر تیار ہو تو چہل کے
پھر بہ درست کر لیتے ہیں غرضکہ کثرت مزاولت اور مشق کے باعث چین کے تصویر کے دقائق و نکات خود بخود متحقق و ظاہر ہو
جاتے ہیں اور جب مشق کا اعلے درجہ حاصل ہوتا ہے تو جسکی شکل و صورت چاہتے ہیں بغیر دیکھے بنا لیتے ہیں
چنانچہ محمد شاہ بادشاہ کے عہد میں ایک بہت بڑا مصور گذرا ہے اوسکو مانی ثانی کے لقب سے ملقب کرتے ہیں اسکا
تصنیف سے علم مصوری میں ایک کتاب ہے موسوم بہ ارژنگ مانی در فن تصویر ہے اوسکو یہہ کمال تھا کہ چند پہلو پر
دائرے ایک ہاتھ سے ایسے بناتا تھا کہ جسکا قطر ٹھیک پانچ چہہ گرہ کا ہوتا اور جب اونپر پرکار رکھتے تو مال برابر
فرق نہ نکلتا اسیطرح خطوط دراز و کوتاہ کھینچتا اور وہ بھی سب کے سب مسطر و جدول سے راست اور برابر ہو
تو اور ایک مقعنہ مربع پر تمام کرہ زمین کی صورت بہ ہیئت مجموعی اسطرح بناتا کہ ہر اقلیم کے بلاد و مکانات اور جبال
و چار ربع مسکون علیحدہ دریا و جزائر وغیرہ باقی کے تین حصوں میں بہ تشریح و بسط مکشوف و ہویدا ہوتے تھے اور دیا
اپنی کمال الفاظی مرتعمہ بناکہ مصوری کا دعوی کرکے مصوری و نقاشی کو اعجاز قرار دیتا اسیطرح شاہ اسمعیل صفوی کے عہد
مہمیز اور یاما ایک بہت مشہور مصور تھا اور متاخرین میں بھی اکثر مصور و نقاش نامی و گرامی گذرے ہیں غرضکہ مصوری
بہت عمدہ ہے جسکے بغیر خوش نویسی اتمام رہجاتی ہے چنانچہ خواجہ عبدالصمد فارسی ایک واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ ہر
سکتے ہے کہ شخص بخوبی پڑھ لیتا اور ایک بار دو مصوروں کی باہم ملاقات ہوئی ایک کہا مجھمیں یہہ کمال ہے کہ میری
جانور فریب کہاتے ہیں دوسرے نے کہا میری تصویر پر انسان کو دھوکا ہوتا ہے غرضکہ امتحان کی نوبت آئی اور
بہت تمسک انی کر لئے اپنے مکان پر صنعت آزمائی کیجاتی ہے اور ایک روز کی مہلت مقرر ہوئی مصور
اول نے ایک خوشہ گندم یعنے گیہوں کی بالی تیار کی اور مصور ثانی کو اپنے مکان پر بلا کر دکھلا دیا کہ جو ہر جانور
اوس طرف سے گذرتا ہے بیساختہ اوسپر ٹوٹ پڑا اور منقار سے دانہ اوٹھانیکا ارادہ کیا اگرچہ آخرکو ناکام
اوڑ گیا اس کے بعد مصور ثانی اپنے ہمراہ مصور اول کو لے گیا اور ایک مقام پر پردہ پڑا
کہنے لگا کہ اس پردے کے پیچھے میرے ہاتھ کی تصویر ہے مصور اول نے پردہ اوٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا اور چاہا
کہ پردہ اوٹھاکر تصویر ملاحظہ کرے مگر پردہ نہ اوٹھ سکا اور غور کی نگاہ کی تو معلوم ہوا کہ دیوار پر فقط پردہ کی تصویر ہے تب نہایت
شرمندہ ہوکر مان گیا اسی طرح دیگر تصویروں میں ہوا اور ہواؤں وغیرہ کے بنانیکی ترکیب سنبلاہٹ ہیں نباتات و جمادات
اور حیوانات وغیرہ کی شبیہ بنانا انسانی تصویر کا قاعدہ اور چہرہ کی پیمایش اور مختلف الاعضا جسم کے قاعدے تعلیم کر

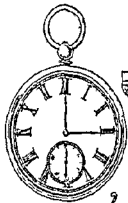




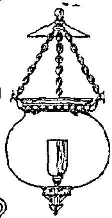








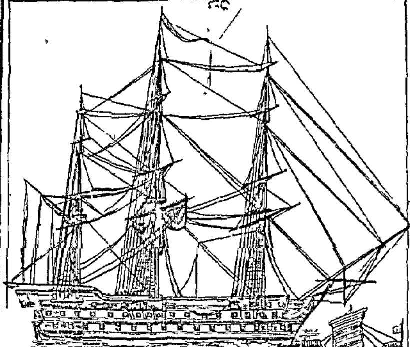


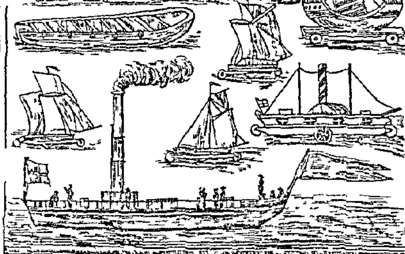


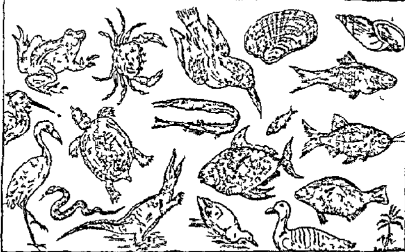








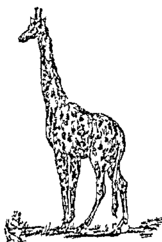














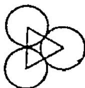




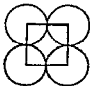
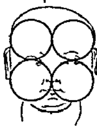


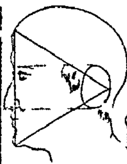


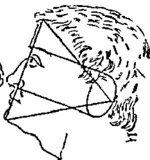
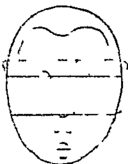
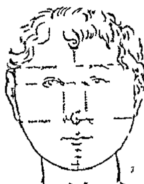




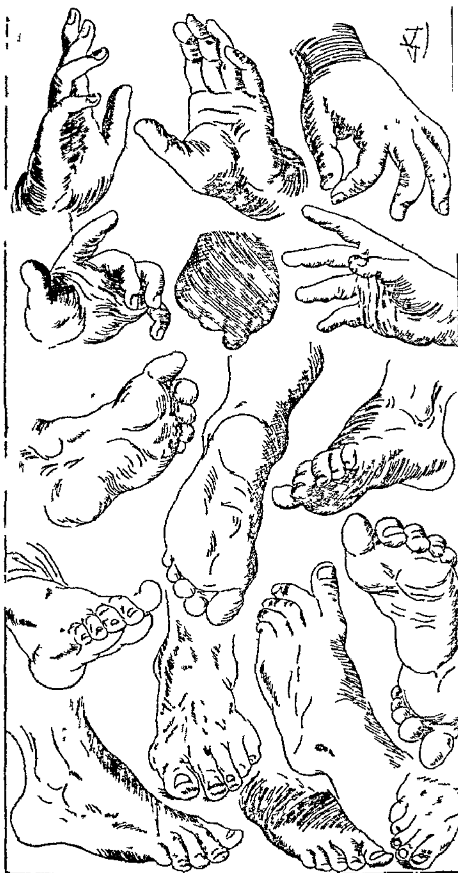























اے حق پرور یہ بات ظاہر ہے کہ جو بات جس شخص کے ذہن میں ہوتی ہے وہ چہرہ پر بھی ظاہر ہو جاتی ہے
چنانچہ کسی شخص کے ذہن میں کچھ فکر یا غم یا شکر گزاری یا خوشی یا غصہ یا حیرت یا ترس یا خوف یا حسد یا گریہ یا عصہ یا امید یا بے امیدی
یا محبت یا عداوت یا شوق یا عشق یا بے مروتی یا الفت یا نفرت یا مروت و تکلف وغیرہ کا اثر پیدا ہو تو اسکے چہرے پر بھی
صریح اوسکے آثار جلوہ گر ہوتے ہیں اگرچہ صانع ازل نے ہر چیز کو کمال حسن و خوبی آراستہ و پیراستہ کیا ہے مگر جو جمال و کمال
انسان کی صورت و شکل میں آشکار ہے کسی چیز میں نظر نہیں آتا اور اوسکے صانع کامل کی حکمت و وحدت اور صفت و قدرت کا ظہور
صورت انسان کی ذات جمیل الصفات میں بأتم الوجوہ پایا جاتا ہے اور جو مصور کہ انسان کی تصویر بخوبی کھینچ لیتا ہے
وہی کامل ہے اور وہی مصور ہے جو صداقت اور حسن و شباہت کا دار و مدار اسی پر ہے اور جس نے اسکا تصور کام بھی
نہیں کر سکتا ہر چند اس نے بہت کوشش کر کر سنے اور ہر ایک کا خیال بھی اوسے بے شک انتہا اسکی نہیں تک صورت انسانی
مرقع کرا دی اسے تصویر کے تصویر میں بھی نہیں لا سکتا اگر وہ حق بہت [illegible] کی کوئی تصویر کسی مصور سے گا گر اور
[illegible] بنا کر دکھلاتے تو وہ بھی اسی بات سے مناسبت رکھتی ہوئی ہو گی آدمی کی صورت وہ [illegible] جیسے
سامنے رہتی ہے جیسے ہم اور [illegible] کی نظر کرتے ہیں اور جیسے وہ ہماری راحت و خوشی کا سبب ہوتی ہے [illegible] بھی
اوسکو سب چیزوں سے زیادہ نگاہ رکھتا ہے اور یاد رکھو کہ مختلف الاعضا صورتوں کے بنانے کا سہل طریق یہ ہے کہ [illegible]
آدمیوں کو باہم جمع کر کے جدا جدا ہر شخص سے ایک ایک عضو بنانے کی درخواست کریں مثلاً اول ایک آدمی سے کہیں کہ تم ایک
تیر کا سر بناؤ جو تمہارے خیال میں آتے اور دوسرا شخص کوئی دھڑ بنادے جیسے سینہ اور شکم وغیرہ اور تیسرا آدمی ہاتھ جیسے
چاہے ویسے تیار کرے جو تیسا شخص اپنی مرضی کے موافق پاؤں کی تصویر بنائے [illegible] بعد اعضا [illegible]
ترتیب وار جمع کریں ایک وہ بھی مختلف الاعضا صورت قائم کریں پھر [illegible] اسی طرح [illegible]
اور رنگ بھرنیکا انداز بھی تعلیم فرما دیا اور ارشاد کیا کہ رنگ کے صندوقچے ولایت انگلستان سے آتے عمدہ
[illegible] اور بیش و کمی قیمت ہم پہنچتے ہیں اسواسطے اکثر مصورات خاص رنگ بنانیکا دردسر گوارا نہیں کرتے
اور وہ صندوقچہ خرید لیا کرتے ہیں اوسکو انگریزی میں کلر بکس کہتے ہیں اس بکس میں ہر قسم کا رنگ موجود رہتا ہے
اور جسکی جو ضرورت [illegible] رنگ سرخ کیواسطے شنگرف اور سیندور اور قرمزی وغیرہ اور رنگ زرد کیواسطے
ہڑتال یا پیوڑی وغیرہ اور رنگ سفید کیواسطے سفیدہ کاشغری اور رنگ کبود کیواسطے نیل اور لاجورد
وغیرہ اور رنگ سیاہ کیواسطے کاجل وغیرہ کار آمد ہے اور دو قسم کے رنگ باہم ملانے سے تیسرا رنگ حاصل ہوتا ہے
چنانچہ سفید و سیاہ سے بھورا اور سفید و سرخ سے گلابی اور سفید و کبود سے آسمانی اور سرخ و زرد سے سنہرا
اور سرخ و سیاہ سے اودا اور سرخ و کبود سے سوسنی اور کبود و زرد سے سبز وغیرہ بنتے ہیں اور اگر اختلاف
اوزان سے بھی اختلاف الوان پیدا ہوتا ہے چنانچہ اگر شنگرف سفیدہ میں تھوڑا حصہ ہو تو نارنجی اور جو تہائی ہو

بیان رنگ تصویر

گلابی اور صاف ہو تو گل انار میں سرخ گلابی ہوگا اسیطرح زردی کی تین مل چہارم حصہ ہو تو سبز ارغوان
حصہ ہو تو دھانی اور چوتھا حصہ ہو تو کاہی ہوگا غرض قیاس غور اور تجربہ شرط ہے غرضکہ اوستاد
یگانۂ روزگار نے عروس بدیع البیان کو رموز و نکات رسم الخط و املا طرازی اور دقائق و غوامض کتابت و
انشاپردازی سے حسب دلخواہ اوس سے بھی زیادہ واقف و آگاہ کر دیا اور شہزادۂ خورد و دانش پرور فن
خوشنویسی میں بھی طاق اور نہایت مشتاق ہوگیا اس اثنا میں روز امتحان جلوہ افروز ہوا اور وزیر اعظم
روشن ضمیر شعور حسب الحکم قدر توام سلطان فلک تحمل تشریف لایا اور وزیر کو اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ خسرو عالم پناہ میں حاضر ہو

## امتحان نہم ۹

### شعر

مرحبا کلک گہر سلک عطارد کردار ترے ہر نقش قدم پر ہے فدا نقش و نگار
عقدۂ خواب عدم گرچہ کوئی معضول ہو اوسے بے ساختہ کر دے تری شوکر بیدار
ترے ہر نقطہ پہ سو گوہر انجم قربان کہکشان سلسلۂ سطر پہ مسلسل بہ نثار

جبدم شہزادۂ نامدار و فرزانۂ روزگار رونق افزائے دربار شہریار ہوئے خسرو مہرور آداب بجا لایا اور چند قطعات
خوشنویسی کہ جو اس نے اپنے دست مبارک سے تحریر کئے تھے کحل الجواہر چشم ناظرین اولوالابصار فرمائے خط نسخ کی
ہر سطر بکمال سلیقہ رشک عقد لآلی آبدار و غیرت سلک گوہر شاہوار خط محقق بہ تحقیق تمام حقیقت کنائے توقیع
خطاطی صحائف صفحۂ روزگار خط توقیع سے امارت توقیع و منیع جہان مطلع عالم مطیع نمودار خط طغرا سے شان طغرائے
عزائے کشورستانی و فرمانروائی کی شان عظمت نشان آشکار خط رقاع رشک مرقع نقاش و بہزاد و دانی خط نسخ
تاریخ خطوط نستعلیق بے نظیر ولانانی خط ثلث کہ جسکی کرسی نشینی کے روبرو مثلثات افلاک مثلث نشین میں ایک
ملا تہ عناصر کی طرح زمین پیمائے شرارت کے سجدہ روش کرنے میں تعریض بخشا تھا اور دماغ کو کہ شکل مثلث ہے رائحہ
مثلث خوشبوئے کہ مشک و صندل و کافور سے مرکب ہوتا ہے معطر کرتا تھا خط غبار کا نظارہ نیم نظر ملحوظ و نظر
اہل نظر کا مربع کدورت دل عشق غبار خاطر خط ریحان محلت بخش خط ریحانی روئے نورانی گلرخان زمان
خط گلزار سراپا بہار گلشن بیاض نقش و نگار بہارستان جہان خط ماہی قلاب شوق روہین ماہی دل کو اپنی طرف
کھینچتا تھا خط شکستہ حلقہ شکست طرہ پر خم میں شکستہ دلوں کے طائر پر شکستہ نگاہ کو الجھاتا تھا خط شفیعہ شفیعوں
شغاف پر چشم بصیرت ہزار جان شیفتہ و دلدادہ خط توام سے دبدبہ بخش توام ہمیشہ توام رہے بیشتر
وانادہ خط شفیعہ سے تعلیق تعلیق ناظر چشم باریک بین تعلق خطوط اصطلاحی اپنی اپنی طرز و روش پر حسن بیان کی

مجموعہ خوبیہا کا مستغرق حروفِ ہندی و نگاری پر شیرینی و لطافت کا عجب عالم اور حسن و نزاکت کا طرفہ جوبن تہا
حروفِ انگریزی نہایت خوبصورت و دلکش گویا صنائع قدرت نے نوک سے سانچے میں ڈہال دیئے کشش و دوائر تو سنبلیا
ارلیانے گلشن گلستان و دوائر پیرا سے زیادہ شہبال رسیئے تو جسکے ہر حرف سے رنگینی تحریر نکلتی ہوئی لیب ہو تحط مشک
اور نقطہ مثالِ دُرِ سمیر کے سماں میں ستاہہا اور سبحان اوس عمیل کو ایک نظر دیکھا بیسا ختہ زبان سے لا ویرو برانہ حسرت و حیرت سے سرنگوں ہوا

فرد

اے تارہ رسم از سلیم کیست کہ بادا | صد جانِ گرامایہ فدائے رقم او

حاضرین دربار نے شہزادۂ عالی وقار کی نہایت تعریف و توصیف کی شہزادہ نے کہا

فرد

جمالِ ہمنشین در من اثر کرد | وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم

سلطانِ عقل مجسم کمال محظوظ ہوا اور فرزانۂ روزگار کی ستایش میں کلیدِ زبان سے قفل خزینۂ
فصاحت کہولا پھر خرد پرور کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے ایجس تقریرِ دلپذیر کے ہم مشتاق ہیں
اتنے میں سرو پیرِ دختر خرد وری نے کہ جس کا نام جوہر شناس تیز ہوش تہا عرض کی فرد
عمر تو ہزار سال بادا + اقبال تو بر کمال بادا ۔ فدوی جان نثار استفسار کرتا ہے کہ فن تحریر کس واسطے
موضوع ہوا اور اسکے ایجاد سے مقصد میں کی غرض کیا ہے حضرت پیر نے ارشاد کیا کہ اے دبیر عطارد صفت کتابت
اشرفِ صناعات ہے اور بہترین اختراعات چنانچہ کسی عرب کا قول ہے کہ الخط نصف العلم اور اسکے علیکم بحسن الخط
فانہ مفاتیح الرزق اور اسکے علیوا اولادکم الکتابۃ فان الکتابۃ اہم الملوک والسلاطین علیکم اور کسی شاعر نے کہا ہے

شعر

چو حسن خط اندر سر انگشت تست | کلید در رزق در مشت تست

اور اسکے

خطِ خوش ہر کہ دارد دلپذیر است | چو روح اندر تنِ برنا و پیر است
اگر منعم بود آسایش اوست | وگر درویش اورا دستگیر است

غرضکہ اس قسم کے بہت کلام ہیں جو کہ کلام کو ثبات نہ تہا مگر اوسیقدر کہ حافظہ میں رہے اور اسا
صورت میں حروفِ نسیان طاری تہا لہذا احباب باری نے صنعت کتابت عطا فرمائی تاکلام سہو سے بچا رہے
اور حاضر کلام غائب کو سمجھے اور متاخرین علوم متقدمین کو دریافت کریں جس وقت کہ مقدساتِ معنوی میں
مضامینِ علوی بارگاہِ علم ایزدی سے بسبب ایک نسبتِ خاص کے جو نفسِ ناطقہ کو خیابانِ سخن آفرین سے

میں آتے اور اوس جوہر لطیف پر جلوہ گر ہوتے ہیں تو او سدم منظورِ دل اوسکو شہرستانِ خیال میں بھیجہ دیتا ہے
اور وہ بغایتِ ہمت عوض دریاں بحرِ واروی کے ایک موج سے بیان تحریری نقش اور الفاظ بقید کتابت
کرتے ہیں پھر وہان کسی ایسے رسائل پر جوہر کردیتے ہیں گوش میں پہونچتے ہیں اور سرِ دل بسرِ دل ابلاغ حق ہوتے ہوئے
ہوتے ملکوتیہ دل پی داخل ہوتا ہے اور اوس مقام سے بہ درجہ تصرف تقدس کیطرف رجوع کرتے ہیں
اور کسی موثر روحانی آول اوس ساز آسمانی میں کو بغیر سامعتِ شہر زبان کے سیدہا باتوں کے صحرا وسیع کی قدرت
میدان کیطرف رواہ کرتا ہے پہر وہان سے سیاہی و قلم کے بحر و بر کا عبور کرکے سمت آبادی میں مقام کرتا ہے
اور پہر وہان سے رحمتِ سحر بادہ کر شاہراہ نامہ سے دار الملکِ حقیقت میں طبلِ رحیل کو بلند آوازہ کرتا ہے کہ حقیقت
خطوط اوستادانِ کار بردار کہ جس بوستانِ جلوہ گاہِ معنی کی لطافت میں نورِ یقینہ کامل انتخاب ہے اور جو بین
حقیقت شناس کی آنکھوں میں حقیقتِ مطلق کا عالم گیتی نما ہے بیشک ایک روشنہ روحانی ہے نقش نگار بانو
دستِ تقدیر اور الحق ایک ہستہ آسمانی ہے ہر کا علم قدرتیا سے جلوہ نما سے جمالِ دلپذیر ایک ظلمت ہے پر اوس
نور سے لبریز بلکہ ایک نور ہے واقع بر ظلمتِ سودا حیر العلیم آگاہی کا ایک نقش و نگار ہے بلکہ شہرستانِ معانی کا
ایک سوادِ اعظم ایک ابر سیاہ ہے قطرے باران روشنی برستا ہے بلکہ ایک شب تار ہے کہ لمعاتِ برقِ ہوش افزا
اوسے آشکار ہوتا اگر نقوشِ ناآشنا ہر گز رعدہ ہے ہیتا اور دلو لکو آگے زمانہ والوں کا تحفہ زہاہ رہ یونیکا ہر چند کہ صورتین
حروف کو ایک کامل کا تبلا سمجھتے ہیں مگر معنی وان فتیلہ چراغِ معرفت ہوتے ہیں ایک طلسم حیرت ہے
کہ باوجود افتادگی کے روانی رکہتا ہے اور باوجود خموشی کے گویائی اور باوجود پابندی کے بلند پروازی

بیت

| | |
|---|---|
| اگرچہ قیدِ کتابت بود کہ باشد | شگفتہ معنی رنگین و لفظ جان پرور |

کاتب وہ ہے کہ علمِ ادب خوب جانتا ہوا اور فنونِ علوم متنوعہ سے عاری نہو اور رسم کے اشعار کا مطالعہ
فرمائے اور ہر طرح کے ابیات کہ تحریر میں جنکا زیادہ اتفاق پڑے اوسکو بخوبی حفظ ہوں اور ہر فرقہ کے احوال
و اعتبارات واقف اور ہر ہر رو کے مراتبِ طبقات کا عارف ہوا اور ہر شخص کے مناسب حال تعریف کر سکے
اور اختصار کا محل اور طولِ کلام کا موقع حسبِ دلخواہ پہچانتا ہو کہ ناحق حسبِ حال ادا کرنے میں کسر نہ رہے جو لوگ کہ فصیح طبع
ہوں اونکے مقتضا اور ملال کا شیوہ عمل میں لاوے اور فاصلوں اور بولنے عبارت و الفاظِ غیر فصیحہ میں مکاتبہ و مخاطبہ کرے

رباعی

| | |
|---|---|
| تا باید نوازشیم کیش باید گفت | لا بد بزبان او سخن باید گفت |
| لا تفعل و افعل نکند چندین سود | چون با عجمی کن و مکن باید گفت |

جوہر شناس نے کہا کہ مرحبا اے جوہر پرور واقعی آپ کی تقریر بے نظیر تحریر کی تصویر ہے اور فصاحت کلام بلاغت
نظام پر بہ غایت دلپذیر مگر میں امیدوار ہوں کہ خط و کتابت کے قواعد و ضوابط اور مکاتبت کے شرائط وغیرہ
بھی کچھ بطریق اختصار بیان فرمائیں کہ حاضرین انجمن امتحان مستفید و مستفیض ہو کر لطف کامل و حظ وافی اٹھائیں
شہزادہ دلپسند بہادر نے ارشاد کیا کہ اے وزیر صاحب نظر شناسانِ نامہ نگار و کاتبانِ واقف کار کو چند باتوں کی رعایت
ضرور ہے حتی المقدور رعایت تقلیل و شکل اور عبارت غیر محاورہ اور تکرار الفاظ اور کلمات غیر فصیح اور دشنام و سخت گوئی
وغیرہ اور جو لفظ کہ مدح و ذم میں مشترک ہوں اون سے احتراز واجب سمجھیں اور حروف تمام و کمال واضح و درست
لکھا کریں اور جس طرز کا خط شروع ہو آخر تک اوسکی رعایت ملحوظ خاطر رہے اور ایک لفظ کو دو ٹکڑے
کر کے لکھنا مناسب نہیں کہ آدھا لفظ ایک سطر کی آخر میں اور آدھا لفظ دوسری سطر کے شروع میں خلاف قاعدہ
املا ہے اور یاد رکھنا چاہئے کہ خط کو مکتوب اور خط لکھنے والے کو کاتب اور جسکے نام پر خط لکھا جائے اوسکو
مکتوب الیہ اور جسکی طرف خط روانہ ہو اوسکو مکتوب بہ کہتے ہیں کاتب کو ضرور ہے کہ اول مکتوب الیہ کا مرتبہ سمجھ
لے کہ وہ بڑا ہے یا چھوٹا یا برابر اور مرتبہ کچھ عمر پر موقوف نہیں بلکہ کبھی مال پر کبھی کمال پر اور کبھی سن و سال پر خیال
کیا جاتا ہے چنانچہ کوئی امیر عمر میں چھوٹا ہو اور کوئی غریب مفلس بڑا ہو تو وہ شخص امیر کو لڑکا سمجھ کر برخوردار یا امیر
اوسکو چھوٹا جانکر قبلہ و کعبہ نہ لکھے گا پس معلوم ہوا کہ فضل و کمال کا خیال کرنا اعتبار میں اور سن و سال کا دیکھنا رشتہ
داری میں لازم ہے جیسے اگر کوئی شخص علم و فضل کی راہ سے رتبہ میں بڑا یا برابر ہو مگر جب کہ عمر میں چھوٹا ہو مگر الفاظ اوسکے
رتبہ کے موافق تحریر کرنا مناسب ہے علیٰ ہذا القیاس اوستاد اور پیر اور عالم و فاضل وغیرہ اور برادر خورد یا فرزند یا ہمشیرزادہ
یا برادرزادہ رتبہ میں بڑا ہو جیسا کہ باپ جاہل اور بیٹا فاضل یا بڑا بھائی فقیر اور چھوٹا بھائی امیر ہو تو وہاں رتبہ کا
لحاظ رکھا جائے گا فقط عمر نہ دیکھی جائیگی جیسے باپ بیٹے کو ہر حال میں فاضل ہو خواہ جاہل ہمیشہ برخوردار اور بڑا بھائی
چھوٹے بھائی کو عزیز از جان لکھے گا جب یہ امر ثابت ہوا تو اب سمجھنا چاہئے کہ خطوط نویسی دو قاعدوں پر مشتمل ہے
ایک طریقہ عوام الناس کا اور دوسرا کاتبانِ خاص کا پس اول ہم سہل الاصول طریقہ کہ جو مروجہ عام ہے بیان کرتے ہیں
اے جوہر شناسِ روشن قیاس سنیے اول میں مکتوب الیہ کی صفت پانچ قسم پر منقسم ہے **اول قرابت**
جیسے بھائی صاحب چچا صاحب ماموں صاحب خالہ صاحبہ ہمشیرہ صاحبہ وغیرہ **دوم خطاب** جیسے نواب صاحب راجہ صاحب
یا بیگم صاحبہ رانی صاحبہ وغیرہ **سوم صفات** جیسے منشی صاحب اور مولوی صاحب یا آخوند صاحبہ وغیرہ **چہارم**
**عہدہ** جیسے قاضی صاحب اور چودھری صاحب یا چودھرائن صاحبہ **پنجم ذات** جیسے شیخ صاحب میر صاحب
مرزا صاحب خان صاحب لالہ صاحب یا پانڈے صاحبہ وغیرہ اور اہل معقول شیخ کے بدلے اکثر جناب اور حضرت وغیرہ کا
لفظ بھی زیادہ کرتے ہیں اور اسکو مقدمۃ الالقاب کہتے ہیں اگرچہ مراتب مکتوب الیہ بہت اقسام ہیں از انجملہ

بہ ہمسر کو دیتے ہیں تین قسم سے خالی نہیں اول ہمسر یعنی کہ رتبے میں اپنے برابر ہو پس اگر ہمسر مرد ہے تو صاحب مشفق مہربان
کرم فرما مخدومان اور عورت ہے تو صاحبہ مشفقہ وغیرہ دوم وہ ہمسر کہ رتبے میں کچھ بڑا ہو تو اوسکو صاحب مہربان عالیشان
صدر نشین و احسان اور عورت کیواسطے صاحبہ مشفقہ مکرمہ وغیرہ سوم وہ ہمسر کہ رتبے میں کچھ کم ہے تو صاحب مہربان
قدردان اور عورت کو صاحبہ عصمت مآب کیساتھ لکھتے ہیں مگر القیاس بڑے کو بھی یہی حال ہے مثلاً اگر رتبے میں کچھ
بڑا ہے جیسے کہ برادرِ کلان یا ہمسر کلان تو مرد کو صاحب قبلہ و کعبہ قبلہ گاہ و خداوندان اور عورت کو صاحبہ کرم گستران
وغیرہ اور جو اوس سے بھی زیادہ ہے جیسے کہ باپ اور پیر اور ملا اور مراقی تو مرد کو قبلہ کونین و کعبہ دارین و مرشد
برحق اور عورت کو صاحبہ مکرمہ معظمہ وغیرہ اور جو بہت بڑا ہے جیسے کہ بادشاہ اور بادشاہ بیگم تو مرد کو قبلۂ عالم
و ظلِ سبحانی اور عورت کو جنابِ عالیہ خاتونِ مخدرات زمان و زمانیان وغیرہ کہتے ہیں اسی طریق پر اگر کم ہو تب
جیسے چھوٹا بھائی اور بیٹا یا چھوٹی بہن اور بیٹی تو مرد کو برادرِ عزیز از جان اور برخوردار نورِ ابصار اور عورت کو
ہمشیرِ عزیزہ اور نورِ چشمی و قرۃ العینی وغیرہ اور جو اوس سے بھی کم ہے جیسے رفیق و ملازم تو مرد کو عزیز القدر شرافت
پناہ اور عورت کو عصمت پناہ عفت دستگاہ وغیرہ اور جو بہت چھوٹا ہے جیسے غلام یا خدمتگار تو مرد کو سعادت
اور نوکری کو مس اور عورت کو عمدہ مس وغیرہ اور کبھی شخص کم رتبہ کا صرف نام لکھکر مطلب شروع کردیتے ہیں اور
ایسی تحریر جب ہوتی ہے کہ امرا اپنے ملازم کو رقعہ خاص لکھتے ہیں اسکو القاب کہتے ہیں اور یہ
القاب کے ایک جزو ہے اسکے طور پر کہا جاتا ہے جیسے ہمسر کیواسطے زاد لطفہ اور عنایتہ و ملکہ وغیرہ اور بزرگ
کیواسطے دام مرحمتہ و ظلہ العالی و ملکہ وغیرہ اور چھوٹوں کے واسطے طال عمرہ اور دولت باشد وغیرہ
و سلامت ایسا لفظ موضوع ہوگا کہ ہر درجہ پر اطلاق رکھتا ہے جیسے غریب پرور سلامت اور جناب قبلہ گاہ
سلامت اور صاحب مشفق مہربان سلامت اور عزیز القدر نورِ چشم راحت جان سلامت وغیرہ مگر اردو نثر
ملازم کیواسطے فارسی میں اسعد و اسعود باد اور اردو میں سعید الخدمت کو معلوم ہو کہتے ہیں اسکو ادعیہ
کہتے ہیں پس معدنت القاب اور القاب اور ادعیہ ملکر ایک القاب کہلاتا ہے اور اسکے بعد تحیت
اشتیاقیہ اور ملاقاتیہ اور صیغۂ ملاقاتیہ اور اظہار رسائل سکو کر آداب کہتے ہیں مثلاً ہمسر کو
سلام و نیاز اور بڑے کو بندگی و کورنش و تسلیم اور چھوٹے کو دعائے درازی عمر وغیرہ کہتے ہیں بعد تحیت
اور ہمسر کو شوق و اشتیاق اور بزرگ کو تمنا و آرزو اور خورد کو خواہش جو کہتے ہیں ہمسر کی اصطلاح میں
اسکو اشتیاقیہ کہتے ہیں اور لفظ اشتیاقیہ بعد ہمسر کیواسطے ملاقات و مواصلت اور وصال و معانقہ جمالی اور
بزرگ کیواسطے ملازمت اور حضوری خدمت اور قدمبوسی اور چھوٹے کے واسطے دیدار و دید و بوسی جو کہتے ہیں اسکا نام
رکھتے ہیں اور ملاقات کی صنعت ہیں جو نقرہ کیا جاتا ہے جیسے ملاقات کی بات اور ملازمت کیا باعث اور دیدار

فرحت آثار وغیرہ اوسکا نام صفتِ ملاقاتیہ ہے اور بعضے انشاپرداز اسکے ذیل مین ایک گاف مبالغہ کے بعد چند کلمات
مبالغہ زیادہ کرتے ہین جیسے کہ فارسی مین زیادہ از حد جان سیت اور اردو مین بے حد نہایت سے گرچہ بہی
اوسکے ضمن مین منضمن ہین اور جو تحریر مطلب کی خبر دیتے ہین جیسے ہمسر کو فارسی مین کشوف خاطر محبت مظاہر
باہنگ دامند اور بڑے کو بعرض میرساند اور بعرض عالی میرساند اور چھوٹے کو بمطالعہ نماید یا نگارش میرود
لکہا جاتا ہے اور اردو مین ہمسر کو لکہتا ہون اور بڑے کو فدوی عرض کرتا ہے اور چھوٹے کو واضح ہو
وغیرہ اسکو اظہاریہ کہتے ہین غرضکہ تحیت سے اظہاریہ تک سب آداب ہے اور اونے شخص کو خواہ
مرد ہو خواہ عورت آداب نہین کہا جاتا اور اسیطرح عورت کو اشتیاقیہ اور ملاقاتیہ لکہنا مناسب نہین مگر وجہ علاقے کے
واسطے قدمبوسی تک اور اگر مکتوب الیہ کا خط آتا ہے تو ہمسر کے خط کو الطاف نامہ اور محبت نامہ اور نامۂ نامی وغیرہ
اور بڑے کا خط ہے تو نوازش نامہ اور مفاخرت نامہ اور فرمان واجب الاذعان اور منشور کرامت منشور وغیرہ
اور چھوٹے کا خط ہے تو مکتوب مرغوب اور خطِ فرحت نمط اور رقیمہ مرسلہ وغیرہ نگارش کرتے ہین اور جو
مکتوب الیہ نے اپنا خط ارسال کیا ہے تو اوسکا بھی یہ قاعدہ ہے کہ ہر ایک درجہ کے مطابق اوسکو منسوب
کرین چنانچہ ہمسر کے ہمسر کو لکہا ہے تو اوسکے مقابلہ مین اپنے خط کو رقیمۃ الوداد اور رقیمہ نیاز اور اشتیاق نامہ
وغیرہ اور بڑے کے مقابلہ مین اپنے خط کو عرضی اور عرضداشت وغیرہ اور چھوٹے کے مقابلہ مین اپنے
خط کو قطعۂ خط کہتے ہین لیکن بہت ادنی کے مقابلہ مین اپنی تحریر کو رقعہ اور پروانہ لکہنا چاہیے یہ سب
اسماء خطوط کہلاتے ہین اور جو اپنے نام کسی کا خط پہونچے تو اوسکی رسید لکہنے کا یہ طریقہ ہے کہ اگر ہمسر کا خط پہونچا ہے
تو فارسی مین وصولِ فرحت نمود اور رنگِ وصول ریخت وغیرہ اور اردو مین محبت نامہ کے پہونچنے سے
نہایت سرور حاصل ہوا وغیرہ اور بڑے کیواسطے ورود فرمود اور شرفِ صدور بخشید اور نزولِ اجلال
فرمود وغیرہ اور چھوٹے کیواسطے رسید اور بمطالعہ گذشت رقم کرتے ہین اسکا نام رسید خط ہے
بعضے شخص کلماتِ تعزیہ و سرور بھی ان الفاظ کے ساتھ ملاکر اسطرح لکہتے ہین کہ وصول نمودہ
جمعیتِ ظاہر و باطن افزود اور پرتو ورود وانگندہ باعثِ مفاخرت گردید اور رسیدہ مسرور گردانید
وغیرہ چنانچہ اردو مین اسکی یہ طرز ہوگی کہ ہمسر کے واسطے محبت نامہ کے پہونچنے سے نہایت سرور
حاصل ہوا اور بڑے کے واسطے فرمانِ عالی کے ورود فرمانے سے عزت و سربلندی حاصل ہوئی اور چھوٹے کو
تمہارا خط پہونچا ہمکو نہایت خوشی ہوئی اور ادنی کو عرضی فرستادہ ملاحظہ سے گذری وغیرہ اور
فارسی مین اپنے خط کے پہونچنے کو ہمسر کے مقابلہ مین بملاحظہ درآمدہ باشد اور بوصول گردیدہ باشد
اور بڑے کے مقابلہ مین بملاحظۂ اقدس درآمدہ باشد اور از نظر فیض منظر باریابانِ حضور لامع النور

دِگرشتہ باشد اور چھوٹے کو بمطالعہ در آمدہ باشد یا رسیدہ باشد وغیرہ اور اردو مین ہمسر کو ملاحظہ مین آیا ہوگا
اور بڑے کو نظر سے گذرا ہوگا اور چھوٹے کو پہونچا ہوگا وغیرہ الی ودیگر جیسا کہ تمنا ہے گیارہ باتین جو
بیان کی ہین یعنے مقدمۂ القاب اور القاب اور ادعیہ اور آداب اور تحیت اور اشتیاقیہ اور ملاقاتیہ اور مسرت
ملاقاتیہ اور اظہاریہ اور اسماء خطوط اور رسید خط اور مکتوب الیہ تین مرتبے اور ہر مرتبہ کی تین مین درجے
جداگانہ بخوبی معلوم ہوا اب آگے جو مقامات ہم اظہار کرینگے اون مین تعریف مراتب تکلف سے خالی ہین
مدام بطریق اختصار بیان کرنے مین بہتر فرمایا کہ اب اکثر گیارہ چیزین اور باقی ہین اول اور اکثر بیت
خطوط کے مطلب سمجھنے کی عبارت جو لکھتے ہین مثلاً فارسی مین ہمسر کو اسطرح لکھا جاتا ہے مضمون مطوت
مسحون پیرایۂ ابتہاج یافت اور بڑے کو ارشاد فیض بنیاد مشرف ورود اور چھوٹے کو برحقیقت مندرجہ اطلاع
دست داد یا مدعا معروضہ معلوم شد اور اردو مین یہہ مطلب اسطرح لکھا جاتا ہے حقیقت مندرجہ کو بخوبی سمجھا
ارشاد فیض بنیاد سے وارد ہی آگاہ ہوا یا آگاہی حاصل ہوئی اور حال مندرجہ سے مطلع ہوا یا حقیقت سے واضح ہوئی
دوم کاتب یعنے فارسی مین خط لکھنے والا اپنی بہ نسبت ہمسر کے مقابلہ مین یہی مخلص اور این نیازمند وغیرہ
اور بڑے کے مقابلہ مین این فدوی این خادم این نمک پروردہ این کمترین وغیرہ اور چھوٹے کے مقابلہ مین
من اور یا آنجانب اور یا بدولت وغیرہ لکھینگے اور اردو مین ہمسر کے مقابلہ مین نیازمند و مخلص و بندہ و دوستدار
اور بزرگ کے مقابلہ مین فدوی و کمترین و غلام اور چھوٹے کے مقابلہ مین ہم اور داعی الخیر اور راقم اور دعاگو وغیرہ
تحریر کرینگے سوم نام مکتوب الیہ پس خط لکھنے والا اگر ہمسر ہے تو فارسی مین اگر مقرر اشفق المخدوم المکرم
الشفیق المہربان اور بڑے کو قبلہ حضرت انجناب المخدوم ... اور حضور اور بندگان عالی اور ملازمانِ ...
اور بندگان حضور اور چھوٹے کو عزیزان برادران برخورداران لخت جگران نور دیدہ آن سعادت مند ...
خاص وغیرہ اور اردو مین ہمسر ہو تو آپ اور بڑا ہو تو جناب اور حضور اور چھوٹا ہو تو تم لکھا جاتا ہے چہارم
صفت شخص غیر یعنے اگر خط مین دوسرے شخص کا مذکور منظور ہے تو اوسکے رتبہ کے موافق اوسکا القاب و نام
لکھتے ہین اور اگر نام اوس شخص کا مکرر لانیکی ضرورت ہو تو صاحب موصوف یا جناب ممدوح یا عزیز نامبردہ کنایت
کرتا ہے اور اکثر کاتب ہوشمند مکرم الیہ اور معظم الیہ اور مرتقی الیہ اور معوّل الیہ اور مشار الیہ رقم فرماتے ہین
پنجم اپنے آنیکا حال اوسکو اسطرح لکھتے ہین کہ ہمسر کے مقابلہ مین بندہ حاضر ہوا تہا اور بڑے کے مقابلہ مین
کمترین بشرف خدمت ہوا تہا اور کمترین ملازمت کو اور غلام قدمبوسی کو حاضر ہوا تہا اور چھوٹے کے مقابلہ مین
ہم تمہارے یہان گئے تہے یا مین تمہارے پاس آیا تہا حضور یا بدولت رونق افروز ہوئے تہے ششم مکتوب الیہ کے
آنے جانیکا حال پس اگر ہمسر ہے تو اوسکے آنیکو آپ نے کرم فرمایا تہا اور تشریف لائے تہے اور قدم رنجہ

فرمایا تھا اور جبکہ آپ یہاں تشریف لے گئے ہیں اور بڑے کو جناب یا حضور رونق افروز ہوئے یا جب سے
اوس طرف تشریف فرما ہوئے اور چھوٹے کو یہاں آئے تب یا جاتے تب اور جب سے اوس طرف سدھارے ہو
یا اودھر گئے ہو یا اوس طرف روانہ ہوئے ہو ہفتم کوئی چیز ارسال کریں پس اگر کسی کو بھیجی ہے تو لکھنا
چاہیے کہ آپکے پاس بھیجی یا روانہ کی اور بڑے کو لکھیں کہ خدمت عالی یا حضور والا میں ارسال کی اور چھوٹے کو
لکھیں کہ تمہارے پاس یا تمکو بھیجی ہے ہشتم کوئی چیز طلب کریں اگر بڑے سے طلب منظور ہے تو لطف و لیتے اور
بڑے سے طلب کریں تو مرحمت فرمائی اور چھوٹے سے طلب کیا ہے تو روانہ کرو اور بھیجدو وغیرہ نہم مطلب
میں فیدہ نکہت نہیں جیسے ہر شخص جدا گانہ مطلب تحریر کرتا ہے پس کاتب کو یہ بات ملحوظ خاطر رکھنی ضرور ہے
کہ واسطے مکتوب الیہ میں کس طرح کا تصور واقع ہو دہم خاتمہ اور اوسکا طریق یہ ہے کہ مطلب تمام ہونے کے بعد بڑے کو
لکھے کہ زیادہ کیا تصدیع دوں اور زیادہ کیا تکلیف دیجائے اور کیا عرض کرے اور خاتمہ میں بعد اسکے
بعد فقرہ دعائیہ اور بھی لکھا جاتا ہے جیسا کہ ایام حشمت و شادمانی مدام بکام باد اور عمر و دولت روز افزون
و ترقی تو برابر باد وغیرہ اور اردو میں جو دعائیہ فقرہ منظور ہو تو واسطے تحریر کریں خدا تمہاری عزت
اور عمر و دولت روز بروز زیادہ ہو اور اسیطرح بزرگوں کے واسطے زیادہ حد ادب اور زیادہ کیا عرض کرے اور
یا جب جانکر عرض کی اور سایہ آپکا ہمارے سر پر ہمیشہ رہے اور آفتاب دولت و اقبال تابان رہے اور چھوٹے کو
زیادہ کیا لکھا جاوے تاکید جانو اور تھوڑے لکھے کو بہت سمجھو اور لکھنے کے شوق کم نکلیں یازدہم لفافہ
یعنی جس کاغذ میں خط لپیٹا جاتا ہے اوسکو لفافہ کہتے ہیں وہ ایک طرف سے بالکل صاف اور دوسری طرف سے
بند ہوتا ہے اوسکو لاکھ اور چیپی اور سریش اور گوند اور لئی وغیرہ سے وصل کرتے ہیں جو صاف ہوتا ہے
اوس طرف پہلی سطر کے شروع میں لفظ انشاء اللہ تعالی یا بمنہ تعالی بالفضلہ و کرمہ وغیرہ کو لکھکر اوسکے برابر جو اوپر کی
سطر میں شہر اور نشان اور ملک اور مقام وغیرہ کا جہاں خط بھیجنا منظور ہے اور محلہ کا اور مکتوب الیہ کا نام مع
القاب لکھا جاتا ہے اور اوسکے نیچے ایک کنارہ کے متصل بطور معروف کہ خط پہونچنے کیواسطے دعا طور پر
جو لفظ علے قدر مراتب مقرر ہیں تحریر کئے جاتے ہیں چنانچہ بزرگوں کے واسطے بمطالعہ سامیہ یا بمطالعہ گرامی یا بمطالعہ
ابا سعادت یا گرامی خدمت صاحب مشفق کرم مظہر لطف و کرم فلانے زاد عنایتکم موصول باد اور بڑے
کیواسطے بنظر فیض اثر یا بشرف خدمت با برکت یا بحضور فیض گنجور جناب مستطاب قبلہ و کعبہ دو جہان
نور دیدگان فلانے دام ظلہم مشرف باد اور چھوٹے کیواسطے بسرور مطالعہ یا بمطالعہ صاحبجی برادر عزیز از جان قوت
بازوے ناتوان فلانے طال عمرہ برسد پس بعد القاب کے اول مکتوب الیہ کا نام ضرور ہے اور القاب سے
پیشتر مکتوب الیہ کے شہر و محلہ کا نام لفافہ پر تحریر کرنا لازم ہے اور کاتب کو مناسب ہے کہ اپنے نام سے پہلے

اور خط کا نام حسب لیاقت درج کرتے ہیں چنانچہ رقیمہ الوداد یا عریضہ نیاز یا تحریرہ یا المرقومہ وغیرہ اور اس مقام پر اپنا
نام لکھتے اور اوسکے بعد ایک نقطہ دو نقطہ یا تین نقطے قرار دیا جاتا ہے جیسے عفی لہ یا عفی عنہ وغیرہ اور اوسکے نیچے اوس
شہر کا نام لکھتے ہیں کہ جس مقام سے خط روانہ کیا جاتا ہے اور بعد تاریخ اور مہینا اور سنہ اور روز وغیرہ
کمرتبہ یا برابر یا ادنی کے نام کا جو خط ہوگا اوسکے لفافہ پر مطالعہ اور عریضہ وغیرہ یہ جو خط ہوتے ہیں اوسکے [illegible] ہیں
نہیں لکھا جاتا مگر پتہ اور القاب اور نام لکھتے ہیں یہ کیا رہ ہی بیان تمام ہوچکیں بس [illegible]
تحریر میں کاتب کو خیال مراتب کیواسطے کافی ہیں اب ایک بات اور کہنی باقی ہے یعنے اہل اسلام کا دستور ہے
کہ جب کسی پیغمبر کا نام لکھتے ہیں تو اوسکے بعد علیہ السلام اور اپنے پیغمبر کے نام نامی کے ساتھ صلے اللہ علیہ وسلم
اور اونکے اصحاب کیواسطے ایک ہو تو رضی اللہ عنہ اور دو ہیں تو رضی اللہ عنہما اور تین یا زیادہ ہوں تو رضی اللہ عنہم
اور اولیاء اللہ کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ یا قدس اللہ سرہ وغیرہ اور کوئی شخص انتقال کر گیا ہو تو مرد کو
مرحوم و مغفور اور عورت کو مرحومہ و مغفورہ اور بادشاہ کے لیے جیسے حضرت خلد مکان اور جنت آرامگاہ یا [illegible]
جو لقب اونکے واسطے مقرر ہوا ہو جیسے عرش آشیانی وغیرہ اور ہندو مر گیا ہو تو ہندو کے واسطے بیکنٹھ باشی
اور عوام کے لیے سورگی یا اینجہانی لکھنے کا دستور ہے مگر بعضے بسبب اختصار کے صرف اشارہ کر دیتے ہیں جیسے
صلعم اور رض اور عم اور رح اور قدہ وغیرہ اور تحریر خطوط کی طرز مروجہ میں عوام کا یہ دستور ہے کہ ہمیشہ اور جو
ایک کاغذ مستطیل پر یعنی [illegible] دیکر پیشانی پر ایک الف یعنی یا سات سو چھیاسی کا ہندسہ سطر [illegible] بنا دیتا
(۷۸۶) یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اعداد ہیں اور پیشانی چھوڑ کر ایک طرف سے سیدھی سطریں متوازی لکھیں اور
کنارہ بہ رعایت راست کے جانب ترچھی سطریں نگارش کریں اور پیشانی کے حد کی صورت [illegible] ہو
یعنے دونوں طرف حاشیہ چھوڑ کر پیشانی چھوڑ کر پہلی سطر کے یعنی القاب اور اوسکے بعد سب سطریں سیدھی
متوازی لکھتے ہیں یا توڑی لکھی جاتی ہے یعنے اول سیدھا ایک خط کھینچکر اوسکے اوپر القاب اور نیچے سیدھی
سیدھی سطریں لکھتے ہیں اسے [illegible] پس ایک طریقہ تحریر کا مکاتبات کا ہے دوسرا یہی ہے چنانچہ اسکو دستاویز
کہتے ہیں یعنے جسوقت کہ دو یا چند شخصوں میں جو کچھ معاملہ قرار پاکر کوئی کاغذ لکھا جاتا ہے تو اوسکو وثیقہ
اور دستاویز کہتے ہیں اور اس زمانہ میں اسکا رواج بکثرت ہے چنانچہ جو دستاویزات عوام الناس
میں بالفعل مروج ہیں اونکی تفصیل یہ ہے تمسک اقرار نامہ مچلکا بیعنامہ رہن نامہ ہبہ نامہ نکاح نامہ مہر نامہ
مختار نامہ وکالت نامہ سرخط پٹہ قبولیت ضمانتی عاریت نامہ امانت نامہ تملیک نامہ رسید [illegible]
فارخطی راضی نامہ صلحنامہ فیصلہ نامہ وصیت نامہ تقسیم نامہ وغیرہ چونکہ یہ جس قسم کے کاغذ مروج و مشہور ہیں
لہذا ہم اسکا سرسری بیان کرتے ہیں چنانچہ تمسک اوس دستاویز کو کہتے ہیں کہ کوئی کسی کچھ روپیہ

قرض لینے کی دستاویز کو کہتے ہیں قرض دینے والیکو دائن اور قرضخواہ اور قرض لینے والیکو مدیون اور قرضدار اور دین کو
دین اور وام کہتے ہیں اور قرض دینے والا جو مانگے تو اوسکو تقاضا اور لینے والا جو دیوے تو اوسکو ادا اور صبح
و شام کا وعدہ کرے تو اوسکو لیت و لعل اور حیلہ حوالہ اور ٹالے بالے کہتے ہیں اقرارنامہ اوس دستاویز کو کہتے
کہ کوئی کسی بات کا قول و اقرار کرے اور اسکا عہد کرے اور ٹھیکہ اور اسکا لفظ تمسک کے طور سے مچلکا اور اقرارنامہ
دونوں طرح تحریر میں یکساں ہیں مگر یہ فرق ہے کہ اقرارنامہ کبھی آپس ہی میں لکھا جاتا ہے اور مچلکا اکثر حاکم کے
حضور میں لکھتے ہیں بیعنامہ اوس دستاویز کو کہتے ہیں کہ کسی چیز کی فروخت کا اقرار بیچنے والیکیطرف سے
خریدار کے نام لکھا جاتا ہے بیچنے والے کو بائع اور لینے والیکو مشتری اور بکی ہوئی چیز کو مبیع اور قیمت کو
ثمن کہتے ہیں اور جو حاکم کسی جایداد کی فروخت کا حکم دیتا ہے اوسکو نیلام اور جو وہ جائداد لیتا ہے اوسکو خریدار
نیلام اور نیلام دار اور اوس بیع کی سند کو قبالہ نیلامی کہتے ہیں بیعنامہ یا قبالہ نیلامی میں مکانکا رقبہ اور کیفیت
اور ہر کمرہ اور حدود اربعہ وغیرہ تفصیل وار تحریر کرتے ہیں بیعنامہ مالک مکان کیطرف سے گواہوں کے روبرو لکھا جاتا
اور قبالہ نیلامی حاکم کیطرف سے اور اس دستاویز پر عاملِ نیلام اور حاکم محکمہ کے دستخط اور عدالت کی مہر لازم ہے
رہن نامہ اوس دستاویز کو کہتے ہیں کہ جب کسی چیز کو گرو کر کے اسکا مالک روپیہ کسیقدر لے لیتا ہو اور اسکی
کئی صورتیں ہیں مگر دستاویز میں رہن اور مدت کا ذکر ہوتا ہے اور جو دیتا ہے اوسکو راہن اور جو چیز گرو رکھی
لیتے ہیں اوسکو مرتہن اور اوسکو مرہون کہتے ہیں ہبہ نامہ اوس دستاویز کو کہتے ہیں کہ جس میں کسی طرح سے
کسیکے نام کسی چیز کے تحفۃً کا حال لکھا جاتا ہے ہبہ کرنے والیکو واہب اور جسکے نام ہبہ کیا ہو اوسکو موہوب لہ
کہتے ہیں ہبہ کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ صرف کوئی شے بلا عوض کسیکو بخشے اوسکو صرف ہبہ کہتے ہیں اور جو واہب
موہوب لہ سے ایک تھوڑا سا معاوضہ روپیہ نقد وغیرہ لیکر کوئی چیز مثلاً ایک باغ یا ایک گاؤں یا ایک مکان
وغیرہ ہبہ کر دیا تو اوسکو ہبہ بالعوض کہتے ہیں مگر اس دستاویز کی تحریر میں کچھ فرق نہیں صرف ہبہ اور ہبہ بالعوض
کی عبارت ہے رہن نامہ اور ہبہ نامہ دونوں بیعنامہ کی طرز پر لکھے جاتے ہیں نکاح نامہ جس کا عہد میں صورت
نکاح اور تعیین مہر کا حال لکھا جاتا ہے اوسکو نکاح نامہ یا کابین نامہ یا مہر نامہ کہتے ہیں دولہا کو ناکح اور دولہن کو منکوحہ
لکھتے ہیں اور اسکا نمونہ یہ ہے کہ نکاح کی حوالی اور ناکح و منکوحہ اور وکیل اور دو گواہوں کا نام اور اقرار
نکاح اور تعداد مہر اور اگر کوئی شرط قرار پائی ہو تو وہ شرط اور قاضی شرع کی مہر و دستخط اور حاضرین محفل کی گواہیاں
ہوتی ہیں محضر نامہ کسی احوال کو ثابت کرنے کے واسطے حکام عدالت کے واقعہ کا ذکر کی مہر اور گواہیاں لکھی جاتی ہیں
اور اسکو محضر نامہ اور محضر کہتے ہیں مختار نامہ وہ ہے کہ کسی کام کے واسطے مختار کرکے مختاری کی سند اوسکو لکھدیں
اور جسطرح کا اختیار منظور ہو اوسکا ذکر اوس میں ثبت کریں وکالت نامہ وہ ہے کہ کوئی شخص کسی محکمہ میں حاکم کی

جانب سے مختار بکے عہدہ پر مقرر ہوا اوسکے نام وکالت کی سند لکھی جاتی ہے وکیل کا محنتانہ جو عدالت سے مقرر ہے دینا پڑتا ہے
یا وعدہ کرکے راضی کرتے ہین اور جو شخص اپنی طرف سے وکیل مقرر کرتا ہے اوسکو موکل کہتے ہین سرخط
اوسے کہتے ہین کہ جو کوئی کسیکا مکان کرایہ پر لیکر اوسکو دستاویز لکھدیے یا اوسی قسم کے لوگون کو نوکر رکھکر
اونکی نوکری کا کاغذ لکھے پٹہ سرکار جو زمیندار کو گاؤن کی بابت یا زمیندار رعیت کو اراضی کی بابت یا سرکار
یا زمیندار کسی گاؤن یا کسیقدر زمین کا محصول مقرر کرکے کسیکو اجارہ دیکر دستاویز لکھدے تو اوسکو پٹہ کہتے ہین
اور اوسی قسم کے معاملہ کو اجارہ اور ٹھیکہ اور اوس اجارہ دینے والیکو محرر اور لینے والیکو مستاجر اور ٹھیکہ دار
کہتے ہین قبولیت رعیت یا مستاجر وغیرہ جو قول و اقرار کی دستاویز کسی زمیندار کو یا ٹھیکہ دار کو اور
زمیندار سرکار کو لکھدیے اوسکو قبولیت کہتے ہین ضمانی کسیکی طرف سے کسی بات یا کسی چیز کیواسطے اپنی
ذمہ داری لکھدے تو اوسکو ضمانی اور لکھنے والیکو ضامن کہتے ہین اور اسکے چند اقسام ہین یعنے کسیقدر روپئیکا
ذمہ دار ہوکر دستاویز لکھے تو مالی ضمانی ہے اور اس شرط سے کہ جسقدر روپیہ شخص تصرف کریگا ہم اوسکو ادا
کرینگے تو اسکو تصرف ضمانی کہتے ہین اور یہہ تحصیل مین ہوتی ہے یا عدالت مین کسیکے حرجہ وغیرہ کی ذمہ داری
لیجاتی ہے اور جو کسیکے حاضر کردینے کا ذمہ لیتا ہے تو حاضر ضمانی اور کسی کام کی ذمہ داری کی ہے تو فعل ضمانی
عاریت نامہ یعنے کسی سے کوئی چیز اپنی ضرورت کیواسطے مانگ لیجاتے اور اوسکی دستاویز لکھی ہو تو اوسکو
عاریت نامہ کہتے ہین امانت نامہ وہ ہے کہ اگر کسیکی کوئی چیز اپنے پاس رکھکر دستاویز لکھدے تو اوسکو
امانت نامہ کہتے ہین اور ان دونونکی ایک صورت ہے تملیک نامہ یا تملیک یہ ہے کہ کوئی چیز کسیکو ملک کر
دینے مین اوسکی دستاویز جو لکھی جاتی ہے اوسکو کہتے ہین رسید کچھ روپیہ خواہ کوئی چیز کسی سے لیکر جو دستاویز
لکھدی جاتی ہے اوسکو کہتے ہین اور یہہ دستاویز کبھی رقعہ کے طور پر بھی لکھی جاتی ہے قبض الوصول بھی رسید کے
طور پر ہے مگر جو تنخواہ یا کوئی وجہ معین مثل ششماہی یا سالانہ وغیرہ کے وصول کا اقرار لکھا جاتا ہے اکثر اوسکو قبض الوصول
کہتے ہین فارغخطی کسی سے لین دین کے حساب کا تصفیہ اور روپیہ بیباق ادا اور بیباق کرکے لکھوائی جاتی ہے یا
لوگ بے حساب سمجھکر دستاویز لکھدیتے ہین بیباقی نامہ بھی اوسکو کہتے ہین راضی نامہ کوئی کسی پر نالش کرے اور پھر کسیطرح
راضی ہوکر جو دستاویز لکھدے اوسکو کہتے ہین لیکن جو نالش سے دست بردار ہوکر خود باز آئے تو اوسکو باز نامہ
کہتے ہین صلحنامہ راضی نامہ کے مانند ہے لیکن دونون مین فرق ہے کہ راضی نامہ مین کبھی مدعی آپسے راضی ہوکر یا
کبھی مدعا علیہ راضی کرکے رضامند ہوجاتا ہے اور صلحنامہ بغیر دونون طرف کے صلح نکرنے نہین ہو سکتا فیصل نامہ
ہر چند کہ حاکم جس مقدمہ کو فیصل کرے وہ بھی فیصلنامہ ہے مگر بیچ لوگ جو قضیہ چکاکر فیصل کرتے ہین اوسکو فیصلنامہ
نامی کہتے ہین کبھی اوسکا مضمون مع حقیقت حال مقدمہ کے طول ہی ہوتا ہے اور کبھی حاصل مطلب ہی

کہنے کا دستور ہے اور کبھی مقدمہ طرفین کی رضامندی سے کسی خاص عدالت کے ثالثوں کو سپرد ہوتا ہے اور کبھی
فریقین بلا ذریعہ عدالت کے اپنا قضیہ فیصلہ کیواسطے ثالثوں کو سپرد کرتے ہیں تو اوسکے فیصلہ نامہ میں کسی حاکم کے
حکم میں فیصلہ ہونیکا ذکر نہیں ہوتا وصیت نامہ اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں اپنے وارث یا کسی دوسرے
شخص کو اصطلاح حکم دے کہ میرے بعد یہہ کام اس طور پر کیجیو یا اس مال کو اس طریق پر دیجیو اوسکو وصیت کہتے ہیں
اور جو اس مضمون کا کاغذ لکھا جاتا ہے تو اوسکو وصیت نامہ کہتے ہیں تقسیم نامہ اگر دو یا کئی شخص شریک شرکت کا
مال آپس میں یا آپ ہی یا حاکم کے حکم سے بانٹ لیں اور اوسکا کاغذ لکھا جاتا ہے تو اوسکو تقسیم نامہ اور قسمت نامہ
کہتے ہیں الغرض جبکہ شہزادہ نامدار دستاویزات کی تمام صورتیں بیان کر چکا تو فرمایا کہ اے جوہر شناس
تحریر دستاویزات سے یہہ مراد ہے کہ لکھنے والا اپنا اقرار سے پھر نجائے اور لکھوانے والا برخلاف اوسکے کچھہ
نجاہے اور اگر ایسا ہو تو حاکم کے سامنے کسیکا فریب پیش نجائے اور کسیکی حق تلفی نہونے پائے پھر جو اوسمیں
یہہ بھی ممکن نہ تھا کہ کوئی ضد اور عداوت سے کسیکے نام سے دستاویز اپنے گھر میں بنالے اور جہوٹے گواہ بہم
پہونچائے تو اوسکے واسطے تحقیقات اور اشٹامپ اور رجسٹری اور مختاری اور گواہی اور تصدیق
وغیرہ اور نالش اور تصفیہ کے قاعدے کہ جسکو قانون کہتے ہیں مقرر کئے گئے اور نالش کیواسطے عدالت
دیوانی تجویز ہوئی اور چونکہ ریاست بے سیاست ممکن نہیں اسواسطے چوری اور ڈاکہ اور رہزنی اور مارپیٹ
اور ہر طرحکے فساد اور ہنگامہ اور دنگا کیواسطے اور مجرم کے سزا دینے کو عدالت فوجداری مقرر ہوئی کہ
رعیت پر رعب قائم رہے اور زبردست کسی زیردست کو ستانے نہ پائے اور اگر کوئی کسیکو مار ڈالے تو اوسکے
عوض قاتل کو پھانسی دیتے ہیں یا دائم الحبس کرتے ہیں نالش کرنے والیکو مدعی اور جسپر نالش ہو اوسکو
مدعا علیہ اور جو مدعی اور مدعا علیہ دونوں کا ایک ساتھہ ذکر ہو تو اونکو فریقین اور طرفین اور متخاصمین
اور جس چیز کا دعوے ہو اوسکو شئے مدعا بہا یا شئے متنازعہ کہتے ہیں اور جو کاغذات اور دستاویزات
طرفین کیطرف سے عدالت میں داخل ہوں اوسکو مقدمہ اور اونکے تمام مطلب کو روئداد کہتے ہیں چنانچہ
یہہ بالقصہ جو مجملاً میں نے اسوقت تقریر سرسری میں بیان کیا عوام الناس کی تحریر کا دستور ہے اور قسم دوم
جو کہ زبانِ خاص سے متعلق ہے اوسکا اصل الاصول بھی اگرچہ وہی مضامین اور وہی مطالب ہیں مگر طرزِ بیان
اور حسنِ لطافت جداگانہ ہے اور انشاپردازی و عبارت آرائی اور فصاحت و بلاغت اور سلاست و متانت
اور رعایت و براعت کا لحاظ اور سب قواعد و روابط اور قوانین و ضوابط وغیرہ کا مقدمہ ہے جوہر شناس
تیز ہوش نے عرض کی کہ اے دانشور ہوشمند واے خرد پرور بخت بلند آجتک کسی اعلم الفضلا و افضل العلما نے
ترکیبِ مراسلات کا خلاصہ اس خوبی سے نہیں لکھا ہے آپکی تقریر بے نظیر کہ جسکا ہر سخن تاجِ کلام اور ہر کلام

سو ہیچ ہے گویا ایک عجائب خانہ علوم اور نگارخانہ فنون سے یہ نیاز کیش خیر اندیش بلکہ کل حاضرینِ محفل
بہشت شمائل یہ وہ بات ہے جو خود پیرو نے ارشاد کیا یعنی وجہ لطف است انکہ تا بن می نمائی وہ لب نازک
بہ پرسش یکتائی کیونکر فرمایا کہ متقدمین محاورہ دان اور محققینِ اہلِ زبان کے نزدیک مکتوب دو قسم ہے خطابی
یا جوابی خطابی کی بناء بارہ ارکان ہے اول افتتاح دوم صفاتِ مکتوب الیہ سوم القابِ مکتوب الیہ
چہارم ادعیہ بنسبت مکتوب الیہ پنجم ذکرِ کاتب ششم عرضِ تحیات ہفتم اظہارِ اخلاص ہشتم شرحِ شوق نہم
ذکرِ زمانِ کتابت دہم ذکرِ مکانِ کاتب یازدہم اختتام دوازدہم عنوان وارکان اور جوابی کیواسطے
سات رکن مقرر ہیں اول افتتاح دوم مقدمہ باقرار پہنچنے مفتتح اور وصف اور تتمہ سوم تعریفِ مکتوب
چہارم تعظیمِ مکتوب پنجم نتیجہ ششم مقابلہ ہفتم شکریہ پس مناسب ہے کہ اول ہم بیانِ مکاتیبِ خطابی سے
فرصت حاصل کریں اول افتتاح وہ دو قسم ہے نوعِ اول کسی اسمائے الٰہی سے آغازِ کتابت کرنا اور اسمیں
براعتِ استہلال کی رعایت لازم ہے یعنے کاتب ایسا اسم تلاش کرے کہ مضمونِ مکتوب سے مناسب ہو
مثلاً جو مکتوب فتح پر مشتمل ہو اوسمیں ہو الفتاح اور عیادت میں ہو الشافی اور طلبِ عفو میں ہو الغفور علیٰ ہذا القیاس
یا مکتوب الیہ کا نام ملحوظِ خاطر ہو جیسے عبدالعزیز کیواسطے ہو العزیز اور محمد محسن کیواسطے ہو المحسن اور معز الدین
واسطے ہو المعز یا مکتوب الیہ کی صفات و مراتب کا لحاظ مدنظر ہو جیسے بادشاہ کیواسطے ہو الملک اور نیز
واسطے ہو الامر اور حاکم کیواسطے ہو الحاکم اور یہ بنسبت علماء و حفاظ و حکماء کے ہو العلیم اور ہو الحفیظ اور ہو الحکیم
اور اس قسم کا تعرف منشی کے ذہن سے تعلق رکھتا ہے مگر افتتاحات کے نوعِ دوم کا میدان وسیع ہے اور
ہر گروہ نے اپنے مقتضائے طبیعت کے موافق جداگانہ طریقہ اختیار کر لیا ہے اور اوسکے بیان سے پہلے یہ
بات بھی ظاہر کرنی ضرور ہے کہ مکتوب الیہ کا رتبہ کاتب سے بڑا یا چھوٹا یا برابر ہوگا مکاتیبِ قسمِ اول کو مرقعات
کہتے ہیں اور وہ طبقاتِ ثلثہ پر منقسم ہیں اول طبقۂ اعلیٰ دوم طبقۂ اشرف سوم طبقۂ اوسط اول
طبقہ کے لوگ اربابِ حکم ہوتے ہیں جیسے سلاطین و امراء و وزراء وغیرہ اور یہ طبقہ آٹھ قسم پر منقسم ہے
قسمِ اول ملوک و سلاطین قسمِ دوم اولادِ ملوک قسمِ سوم خاتون و بیگمات قسمِ چہارم امرا
قسمِ پنجم صدور و مقربانِ شاہی قسمِ ششم اعاظم وزراء و امیرانِ ملک قسمِ ہفتم دیوان و مختار کار قسمِ ہشتم
اہلِ قلم و تمام ملازمین ملوک وغیرہ اور دوسرے طبقے کے لوگ اشرف الناس ہیں جیسے سادات و ملکات
و علمائے اہلِ اسلام و مشائخ و فضلاء وغیرہ اور یہ بھی آٹھ قسم پر منقسم ہیں قسمِ اول نقبائے عظام
و ساداتِ ذوی الاحترام قسمِ دوم ائمۂ اہلِ اسلام قسمِ سوم قضاۃِ محکمۂ شریعت قسمِ چہارم مشائخ
دین و ملت قسمِ پنجم اربابِ علومِ شرعیہ قسمِ ششم اہلِ مناصبِ شرعیہ قسمِ ہفتم اربابِ علومِ عقلیہ قسمِ ہشتم

مستار عوام اور بستر طبقے کے لوگ احباب ولایت مثل دوستان قبائل و معارف شہر و تجار و دیانین وغیرہ اور یہ چہار قسم پر منقسم ہیں قسم اول اعزہ و احباب قسم دوم معارف و مشاہیر قسم سوم منزرین قسم چہارم عوام الناس وغیرہ اور خطوط قسم دوم کو مراسلات کہتے ہیں اور قسم سوم کے لوگ اخوانیات کہلاتے ہیں اور رقعات سے خصوصیت رکھتے ہیں چنانچہ تذکرۂ طبقات کے بعد ہم اخوانیات کا بیان کرینگے اول ہم طبقۂ اعلیٰ کے مکاتیب کا بیان کرتے ہیں اے دبیر دانش پذیر جس فقرہ سے مکتوب شروع کیا جاتا ہے اوسکو منشیونکی اصطلاح میں **افتتاح** کہتے ہیں چنانچہ افتتاح کی بہت صورتیں ہیں کہ ہم اکثر اونکے موقع پر اونکو بیان کرینگے **اول افتتاح مشہور** یہ ہے کہ کوئی دعائیہ مضمون مکتوب الیہ کے مناسب تحریر کرکے کوئی بیت اس قسم کی کہ زیب و زینت سے آراستہ ہو نگارش کریں کہ عبارت کو رونق دوبالا حاصل ہوجاتی ہے ❊

**نظم**

افسر نثر را بزینت نظم — بیشک آرایش دگر باشد
نثر چون زر بود زر بی عیار — نظم در حسن چون گہر باشد
گوہر و زر جدا جدا خوب است — چون شود جمع خوبتر باشد

طبقۂ اعلیٰ کیواسطے جو القاب مقرر ہے اونکی طرز خاص ہم بیان کرتے ہیں اور ہماری دانست میں ہر قسم ایک ایک مثال ہر قسم کی کافی ہے اسواسطے کہ اونکی روش تحریر مکاتب کے دیباچہ

اور وہ اگر عبارت رکھتا ہے تو بہت جلد اس ترکیب پر اوسکا عادی ہو سکتا ممکن ہے **قسم اول طبقۂ اعلیٰ** ملوک و سلاطین کیواسطے ہے **مؤلف** تو آفتاب فلک ہے اور سایۂ آلہ تیرے عروج قدر سے پست اوج ماہ ❊ آفتاب عالمتاب کشورکشائی اور ماہ جہان افروز فرمانروائی حضرت شاہنشاہ ظل اللہ کا مشارق دولت و اقبال مشارق و مطالع اور مطالع عظمت و اجلال سے طالع و لامع رہے **قسم دوم طبقۂ اعلیٰ** اولاد ملوک کیواسطے ہے **مؤلف** ہے قبلۂ ملوک جہان آستان ترا ❊ فخر سپہر ہے تخت جوان ترا ❊ رایات دولت جہانبانی شہزادۂ عالم و عالمیان اطراف و اکناف جہان میں منصوب اور آیات شوکت گیتی ستانی اوراق جرائد روزگار و صحائف لیل و نہار پر مرقوم و مکتوب رہے **قسم سوم طبقۂ اعلیٰ** خاتون و بیگمات کیواسطے ہے **مؤلف** ہے غبار راہ ترا سرمۂ چشم حیا ❊ ذات میں ہے تری عفت جیسے انجم میں ضیا ❊ سایۂ چتر عز و علا اور ظل مہد سپہر اساس رونق مسند عصمت زینت سریر عظمت حضرت شاہنشاہ بیگم کا تا ابد سر بزرگان عالم اور پشت و پناہ اکابر اولاد آدم فیض الٰہی و فضل پادشاہی سے مکرم و محترم رہے **قسم چہارم طبقۂ اعلیٰ** امرا و ارکان دولت کیواسطے ہے **مؤلف** تری نسیم خلق سے تازہ جان خلق ❊ ہے نوک خامہ تری بشارت رسان خلق ❊

توجہ سعادتِ آسمانی اور وجود تابیداتِ جاودانی درگاہِ فلک جاہ اور آستانۂ رفعت نشانہ حضورِ افادہ
ملجوۂ پیرِ مرام ہے اور عتبۂ والا و بارگاہِ معلّٰے قبلۂ حاجاتِ اہلِ مشارق و مغارب اور کعبۂ مرادات امام دار الفخار
علی الدوام قسم پنجم طبقۂ اعلیٰ صدور و مقربانِ ملوک کیواسطے مؤلف ہے تو نبات خشم جہان
حاکِ یاتری ہو مردم کیطرح دیدہ مردم میں ماثری + جلوۂ آیاتِ مجد و کرامت اور لمعۂ رایاتِ مدارِ
و شہامت بسیطِ فضائے کامگاری اور وسطِ میدانِ بزرگواری میں افقِ بختیاری اور مطلعِ نامداری
پایندہ و تابندہ رہے قسم ششم طبقۂ اعلیٰ وزرائے اعظم وارکانِ سلطنت کیواسطے مؤلف جنہیم
دولت ہے ترے جلوۂ رخ سے روشن + صحنِ گلشن جیسے ترے ابرِ کرم سے گلشن + انتظام دین و دولت
اور انصرامِ ملک و ملت وزیرِ اعظم دستور المعظم کی رائے عالم آرا عقدہ کشا سے متعلق و وابستہ مخلد و مستدام ہے
اور درگاہِ آصف بنیاد سعادت دستگاہ ہمیشہ ملاذ بزرگانِ عالیمقام اور معاذ اکابرانِ ذوی الاحترام کی مرجع
کلیاتِ اسلام و معظماتِ مہام خواص و عوام رہے قسم ہفتم طبقۂ اعلیٰ دیوان و مختار کارکیواسطے
مؤلف ملک کو ہے کلکِ کی تیرے بشارت کارسازِ خلق کو ہے عدل کی تیرے بشارت دلنواز ہو عنان
انتہیدِ اصلاحِ کار اہلِ عالم اور سرانجام و رتقِ امورِ جمہورِ بنی آدم قبضۂ اقتدار مختار کار عالیمقدار میں مربوط و مضبوط
اور سایۂ جلیلِ رعایت و ظلِ ظلیلِ حمایت مفارقِ جہان و جہانیان و رؤسِ زمان و زمانیان پر بعدِ رسا
کارسازی و صفتِ دلنوازی منبسط و مبسوط رہے قسم ہشتم طبقۂ اعلیٰ اہلِ علم و تمام ملازمین کیواسطے
مؤلف زرفشان خامہ جن سے ترے صفحہ محضر + رقمِ کلک تری زونقِ اوراقِ سپہر + اوراقِ دفتر خانۂ
عزت و اقبال اور صفحاتِ روزنامۂ آمال و آمال دبیرِ کبیر و دانائے خبیر کا قلم مشکین رقم اور خامۂ عنبرین شمامہ
مرقوم اور صحائفِ ایام و لیالی مثلِ جرائد فضائل و معالی رسوم کفالت و رقوم کفایت سے مسطور و مرقوم رہے
اور اہلِ علم کے ماسوا ملازمین عموم کیواسطے ایک طرز نیا وہ ہے کہ جسکو ضمیمۂ قسم ہشتم تصور کرنا چاہیے
مؤلف نوالِ جہانکے تئے ہے باعثِ تمکین + ہے ذات تری زینتِ درگاہِ سلاطین + نہالِ اقبال
و تعظیم اور دوحۂ اجلال و تکریم تقاطرِ امطارِ افضالِ پروردگار سے تُف تہِ ہمارے نامی اور درختِ دوامِ عیش
و آرام کے بفیضِ نصرتِ الٰہی ہمیشہ حصولِ عشرت و شادکامی رہے بیان تک ہم طبقۂ اعلیٰ کی
کیفیت و کمیّت بشرح و بسط بیان کر چکے اب طبقۂ اشرف کا حال گوش گذار حاضرین
دربار کرنے میں یہ طبقہ منسوب ہے اشرفِ انسانات سے جیسے کہ سادات و تقات و علماء و مشائخ و فضلاء وغیرہ
اور منقسم ہے آٹھ قسم پر چنانچہ قسم اول طبقۂ اشرف نقبائے عظام و ساداتِ کرام مؤلف رخ
روشن ترا خورشید ہے برجِ سیادت کا + دلِ دانا ترا مہر ہوا ہے برجِ سعادت کا + مسندِ عالی شرافت

ونجابت اور سریر شریف سیادت ونجابت آپکی ذات اشرف اعلے سے مزین ومحلی اور آئینہ ضمیر اکا ایام
واماطم ایام صیقل الالطاف ماعطاف تعاود وہاں صدہا سال سے مستور ومحلی رہے قسیم دوم طبقہ
اشرف ائمہ اسلام ❊ مؤلف ❊ آوارہ آپکا سب استہار دین ❊ وابستہ ذات پاک سے کل کاروبار دین ❊
صدر شریعت پروری ومسند فضیلت گستری ودرایں اماثل ومحافل عمائد آپکی ذات تکلی صفات اور وجود
اشرات سے مزین وزین اور حقایق اصحاب علوم ودقایق ارباب فہوم حضرت کی تلقین افادت وتعلیم
امامت سے منتج وموضح اور اکتساب رموز دقایق واستفتاح ابواب حقایق کیواسطے آپکی درگاہ عالم پناہ
میں رجوع مقتدایان امم وپیشوایان عالم مقرر ومعین ہے قسیم سوم طبقہ اشرف قضاۃ محکمہ شریعت ❊ مؤلف ❊
توپادشاہ شرع کا قایم مقام ہے ❊ ہادی ورہنمائے گروہ امام ہے ❊ ظل اعلے جایگاہ وسایہ والا پایگاہ عالی
جناب شریعت پناہ اسلام بارگاہ کا معارق اہل ایمان پر مبسوط اور حصول برکات عدل وصفات آپکی احکام
عدالت انجام کی کفایت سے مسوط ومربوط رہے قسیم چہارم طبقہ اشرف مشایخ دین وملت ❊ مؤلف ❊
ضمیر صاف تراز روان عالم عیب ❊ زبان پاک کلید حقایق لاریب ❊ باطن منور قدس کے انوار اسرار
میں اقدس سے قلوب طالبان سالک طریقت آئینہ بشارات لوامع غیبی اور صدور سالکان مسالک
حقیقت محل ملاحظات لوامع لاریبی رہے قسیم پنجم طبقہ اشرف ارباب علوم مرتبہ اول مفسران
❊ مسالہ آپ رمز شناس کلام رب قدیر ❊ ہے ذہن آپکا مفتاح محرز تعبیر ❊ وسیلہ حقایق تعبیرات کلام
حسن الہی پر سے الہی سے پراستہ رہے دوم محدثین ❊ مؤلف ❊ ز روایت
آپکے اسناد سے بلیغ وصحیح ❊ منزلت صحت کمال سے ❊ کلام ملک حرکات آپکی کہ حریم راویان
احادیث واخبار اور حریم ناقلان اسناد وآثار سے بانوار وتجلیات مبدء ❊ الی السائل رہے
سوم فقیہہ ❊ مؤلف ❊ از شرع متین ورہنمائے انام ❊ صاحب فقہ قدوۃ اسلام ❊ مجلس علم وفنون اور
دنیوی حضرت مسائل جاہی کی سودالطاف الہی رہے قسیم ششم طبقہ اشرف اہل منصب شریعت مثل خطیب
وواعظ وناصح ومحتسب وحافظ وقاری وائمہ مساجد اور اسکے واسطے بھی القاب مختلف ہیں مگر ہم جواہی
طبقہ پنجم میں اوسکی طرز تحریر بیان کر چکے لہذا ایک دو مثالیں کفایت کرتی ہیں چنانچہ محتسب وغیرہ کیواسطے
❊ مؤلف ❊ ہو تم اے گل باغ دین متین ❊ بہار گلستان شرع مبین ❊ وہاں قضا جیسا اور حکم محکم قدر نوازم
حضرت عالی ہم کار امع اعلام احکام اوامر ونواہی اور موانع رسوم مذموم ملاعب وملاہی رہے اور حافظ
وقاری وائمہ مساجد وغیرہ کیواسطے ❊ مؤلف ❊ لحن داودی عیاں ہے آپکی آواز سے ❊ طرز روا نداز
تلاوت کم ہے اعجاز سے ❊ برکت قراءت کلام رب انام کہ آپکی ذات مبارک سے ظاہر وآشکار ہے جام حرم

اور اہلِ امام سے ہر ماہ و سال شاملِ حال رہے قسم ہفتم طبقۂ اشرف ارباب علوم حکمیہ مثل حکما
و اطبا و منجمین و شعرا و خطاطان و نقاش و اہلِ موسیقی وغیرہ چنانچہ حکیم و طبیب کیواسطے ہمؤلف آپکے نطق سے
اعجاز مسیحا پیدا + آشکار ہے اشارات سے قانونِ شفا + برکتِ انفاسِ مبارک اور یمنِ اقدام شریف سے تو
مخزنِ علم و حکمت کی کہ اسبابِ صحت و سلامت اور علاماتِ عافیت و کرامت کیواسطے ستۂ ضروریہ کا رکن
مقیم ہے نجاتِ نفوس و رہائی کالِ بیمارستان حیرت کے لیے تا قیامِ قیامت مبسوط و ممتد اور رہے
اور منجم کیواسطے ہمؤلف آپکی تقویم سے روشن رخِ خورشید و ماہ + مشتری و زہرہ دونوں نیک بختی پر گواہ +
آثار سعود فلکی اور انوار اتصالات اجرام علوی کا شرف سعادت حضرت کیوان منزلت کے قرین اوقات
و ایام خجستہ انجام رہے اور شاعر کیواسطے ہمؤلف جوہر شاہد کلام نظم سے تیرے آبدار + جلوہ گر بحرین
طبع سے تیری آبدار + طبع گوہر فشان اور یمن لطافت لسان آپکا مخزن اسرار الٰہی اور ضمیر منیر رموز الہام
پذیر مطلع انوار نامتناہی رہے خطاط و نقاش کیواسطے ہمؤلف دیکھ کر تیرے قلم کے نقشہائے دلپذیر
ہوں خجل بہزاد و مانی منفعل آثار و سیر + صحائفِ صدور مستعدان اور جرائد قلوب مستعدان آپکے آثار قلم گوہر نگار
اور خامۂ زرنگار سے مزین و مجلی اور مرصع و محلی رہے اہلِ موسیقی کیواسطے ہمؤلف آپکے نغمۂ جانبخش میں
راحت گستر + آپکے زمزمہ میں روح فزا جان پرور + باطنِ اصحابِ حضور اور ضمیرِ اربابِ صدور آپکے نواہائے جنت
آئین والحان طرب انگیز سے شاد و مسرور رہے وعلیٰ ہذا القیاس قسم ہشتم طبقۂ اشرف ممتاز عوام مثل سجادہ نشین
و حاجی و زاہد و صالح و تجرد نشین و اہلِ فقر وغیرہ چنانچہ حاجی کیواسطے ہمؤلف طواف آپکے کوچہ کا حجِ اہلِ صفا
حریم کعبۂ وصلت سے قبلۂ وفا + حرم احترام سامی و حریم احتشام گرامی آپکا طوافِ بیت الحرام کی برکات
مقام تعظیم و تکریم طائفان روضۂ رضا و تسلیم رہے مجاہدانِ جرار کیواسطے ہمؤلف ہے دم کن عدو
دمِ شمشیر آپکا + پیک نوید فتح و ظفر تیر آپکا + آیات فتح مبین آپکے کلک نصرت قرین سے صفحات معرکہ
جدال و قتال پر مرقوم رہے زہاد و صلحا کیواسطے ہمؤلف اے سراپا زہد و تقویٰ قبلۂ اہل یقین + آپکا
ہر قول صدق و راستی سے ہمقرین + برکت قیام و قعود اور یمن رکوع و سجود آپکے مریدانِ اعتقاد مند سے
شاملِ حال اور خجستہ زہد و عبادت و تقویٰ و ریاضت منزل آب زلال تشنگان زلال کمال ہے اور فقیر و مسکین
و فقرا کیواسطے ہمؤلف شاہ صاحب آپ ہیں و سجادہ نشین بادشاہ + آپکے زیر نگین روئے زمین کے بادشاہ +
آپکے ایام عبادت و ریاضت انجام کی برکت ہمیشہ رفیق روزگار مجموع خواص و عوام اور قرین احوال
طبقات انام رہے آئے و برجیس طبقۂ اشرف کا حال سنا تو نے اب طبقۂ اوسط کی حقیقت سے بھی
آگاہ کرتے ہیں اس طبقہ کے لوگ اعیان ولایت ہوتے ہیں جیسے رؤسائے قبائل و تجار شہر و تجار

ودوالقاب وغیرہ اور یہہ طبقہ چار قسم پر منقسم ہے **قسم اول طبقہ اوسط** بزرگان شریف القوم **مؤلف**
ذات شریف مجمع فضل وکمال ہے ۞ عہد مبارک آپکا فرخندہ فال ہے ۞ مراتب رفعت ومناصب عزت کو
یوماً فیوماً ترقی وازدیاد روز افزوں اور تائیدات الٰہی و توفیقات نامتناہی اوقات سعادت سمات سے وہمدم
مقرون ہے **قسم دوم طبقہ اوسط** سادات ومشائخ **مؤلف** میں آسمان شرافت کے آپ مہر منیر ۞ نہیں
زمین پہ کوئی آپکا عدیل ونظیر ۞ آفتاب کمال بیزوال مشرق اقبال سے طالع اور ماہ جمال جلال افق مجد ومعالی
ساطع ولامع رہے **قسم سوم طبقہ اوسط** معززین عوام **مؤلف** فخر شرف اولاد آدم آپ ہیں ۞ انتخاب
اہل عالم آپ ہیں ۞ اسباب شادمانی وآثار کامرانی جناب میں ہمیشہ موجود اور امداد عنایت ربانی وحمایت
حضرت سبحانی ہر روز موجود ممدوح رہے **قسم چہارم طبقہ اوسط** عوام الناس **مؤلف** شفیق من ہمیشہ کارسازی
ہوتی ہے ختم تمہیر دلنوازی ۞ ابواب شادمانی روئے مبارک پر کشادہ اور اسباب کامرانی وجود شریف کے لیے
آمادہ رہے یہانتک افتتاح مشہور کا بیان تمام ہوچکا اب ہم **افتتاح مقبول** کا ذکر کرتے ہیں مخفی نرہے
کہ ایک قسم افتتاح کی **افتتاح مقبول** ہے اور وہ اسطریق پر مبنی ہے کہ مکتوب الیہ کی نہایت تعریف
توصیف کو اوصاف والقاب کے اختصار کا وسیلہ قرار دیں اور یہہ چند قسم پر منقسم ہے چنانچہ **اول** کاتب مکتوب الیہ کی
تعریف اس طرح پر کرے کہ عقول وافہام اوسکی ذات وصفات کی توصیف تک متعذر ہیں اور اس امر کو ذریعہ
اختصار قرار دیکر نعت وصفات سے درگذرے اور جلد اپنا مطلب شروع کردے **دوم** اوسکے اشتہار وشہرت کو
وسیلۂ ترک توصیف مقرر کرے اسطرح پر کہ جناب مکتوب الیہ اسقدر شہرۂ آفاق ہے کہ تعریف کی احتیاج مطلق نہیں
رکھتا بلکہ بذات خود اہل عالم کی تعریف سے بے پرواہے اسواسطے کہ سب اوسکے رتبۂ رفعت اور منصب عزت سے
واقف ہیں اور یہہ نہایت درجہ تعظیم وتکریم کا ہے **سوم** اوسکی کثرت صفات کمالیہ کو سبب اختصار ٹہراکر یہہ
اظہار کرے کہ جوصفتیں حد حساب سے باہر اور جو چیز حیز شمار سے افزون ہے وہ کسطرح معرض بیان میں آسکتی ہے
**چہارم** اوصاف مکتوب الیہ کا عرض کرنا اپنی لیاقت سے زیادہ جانے اور عجز وقصور کا اعتراف کرکے القاب
واوصاف سے شروع نکرے الغرض جو یہہ تمام اقسام مانع تحریر اوصاف ہیں پس ربط کلام کے لیے کوئی لفظ رتبہ
مکتوب الیہ کے مناسب جیسے حضرت خلافت پناہی یا عالیجناب نقابت انتسابی یا جناب افاضت شعاری یا عالی
جناب ارشاد مآبی یا حضرت مخدومی وامیدگاہی وغیرہ سے مخاطب کریں باقی راے کاتب پر منحصر ہے اور **سوابق** کہ
جن کلمات سے مکتوب شروع کیا جاتا ہے بغیر **لواحق** کے کہ جنپر اختتام کلام ہوتا ہے چارہ نہیں اور سوابق پر
اگر کوئی بیت رعایت افتتاح کے موافق مقدم لائیں تو موجب مزید حسن کلام ہے اور ہر لواحق کے آخر میں بھی
ایک بیت مناسب حال لانی زیبا ہے اور کاتب کو اختیار ہے کہ جس موقع پر جو بیت پسند آوے کام میں لاوے

**نوع اول افتتاح مقبول** ÷ **مؤلف** ÷ لکھوں میں کیا کہ نزار نزاع نامہ قدر ÷ قلم جو لکھنے کے اوس سے
ہراسان ہے ÷ **سوابق** رفعت جناب اعلیٰ اور عظمت عتبہ علیا اسقدر ہے کہ زبان نطق سیرت ادا کرنے
اور سکے بیان نمحہ تعریف کی اصلا قوت گفتار نہیں ہے اور پائے عقل فلک پیما کو اوس کی راہ تحقیق مکنہ توصیف
مطلق طاقت رفتار نہیں ہے **لواحق** پس بہ مضمون حضرا پائے فکر قصیر اور بسان کبیر التقصیر کسطرح نگارش
کر سکتا ہے اور جستجو سے عقل نارسا گفتگو سے نطق گم کردہ مدعا سے کیونکر گذارش کر سکتا ہے لازم ہوا
قاصر و دہم عاجز سے کام نہ لیا اور ادب نے یار بنا کسا طریقہ سکوت اختیار کیا لیسانی عاجز فاعتمدک اول
نبت جگونہ مح توگویم کہ دست تعظیمت ÷ لعوس ما لطفہ راعقد بزبان الکبد ÷ **نوع دوم افتتاح**
**مقبول** ÷ **مؤلف** کیا کروں تعریف تو جو د شہرۂ آفاق ہے ÷ حاجب صیقل نہیں آئینہ جو سیدکو ہو
**سوابق** صدائے صیت دولت و کامگاری اور غرۂ آوازۂ حشمت و بختیاری گرد و نواح ملاد و امصار اطراف
و اکناف روزگار میں گونجی اہل جہاں ہے اور لمعات صفات ذات جامع البرکات کا ہر اہل بصیرت و دیدۂ عقل الیقین پر
ہے **لواحق** پس بہر صورت راہ اختصار سے انحراف کرنا شرط ادب سے دور ہے اور اداراہ اوسکے قدم مارکنا
سراسر مقصود ہے بیت جمال و صف تو از شرح عقل مستغنی ست ÷ چہ حاجت ست کہ خورشید را بما راہید
**نوع سوم افتتاح مقبول** ÷ **مؤلف** تمام اہل جہاں ہوں اگر عقیل و فہیم ÷ نہ ہو سکے تری مدحت میں
میں عشر عشیر تحریر و تصور ÷ اعتلائے مراتب اقتدار اور ارتفاع درجات اختیار اسقدر نہیں ہے کہ سفیر اندیشہ
اوسکے جانب بساط و الا تک جا سکے اور بزیر فلک اوسکے عہدہ تحریر سے کیسوئے شاہد تک پہنچ سکے بیت
مرح او صاف تو محض بہت سفید ورکسے ÷ کاں معالی سر بسر اندر حد آید بیاں ÷ **نوع چہارم افتتاح**
**مقبول** ÷ **مؤلف** خوبیاں ہو ہزار زبانیں ہو بیاں تو کسطرح جانئے دو زباں اوسکو کہہ سکے ÷ ÷
تقریر مناقب عالیہ اور توصیف مراتب زاکیہ لا زبان آدمیں واسطے ایک کمیں بے بضاعت کے لائق
حال اور مجاز قلیل الاستطاعت کے ذرا خو بفال نہیں ہے بیت جائیکہ نسیم وہ نسیم از تعریف و وصف ÷
نال ۔ ۔ در تقریر ما کجد ۔ ۔ در تحریر ما ÷ قسم سوم **افتتاح اہل** اور طریقہ اوسکا یہ ہے کہ اول کوئی دعا جو
اہل ساعت کے مناسب لطیف آتے مکتوب الیہ کیواسطے تجویز کرکے بعد اوسکا لقب تحریر کریں اور ادب لطف کے
مد ملاحظہ کرنا چاہئے کہ اگر مکتوب الیہ کا درجہ نہایت رفیع ہے پس مطلقا نام لکہنا روا نہیں اور اگر بہت
ال جاہ ہے تو محمد وما اور مستظہارا اور اعتصادا وغیرہ لکہدیں مگر باقی کیواسطے نام نگارش کر سکتے ہیں اور
دعیہ افتتاح اہل کے محاورہ میں دعائے عربی مستعمل ہے پس بہتر یہ ہے کہ اگر نثر ہو تو عربی ہو اور دعائے نظم
خواہ عربی ہو یا فارسی یا اردو مگر جو دعا نثر میں ہو لازم ہے کہ زیور فصاحت و زینت بلاغت سے آراستہ

ورنہ اسنے اور القاب لکہنے جو رواج ہے پاک صاف ہوا اور اگر صیغۂ اشتقاق کی رعایت کریں تو جملہ سے بدل
ہو گئی یا دعا میں معمولی خط کا اشارہ پایا گیا جیسے طریقہ بھی بہرچند مستحسن ہے یا دعا کو کثرت الفاظ سے نامرغوب
متروک کر دیا کہ یہ ہیچ مدان [illegible] ہے یا نام اور لقب دونوں ذکر کئے ہوتے ہیں کہ یہ طریق بھی عمدہ ہے اور کبھی
دعا بطور مباحات واقع ہوتی ہے جیسے نواب [illegible] علی الامام ظلال جلالتہ ؎ اگرچہ اصناف اہل کا بیان
بہت شرح و بسط کے ساتھ ہو سکتا ہے مگر ہم اونکو صرف سی بات پر ختم کرتے ہیں کہ کاتب صناعت و علامت
اشتقاق و رعایت کی طرف بہت توجہ مصروف کرے جسکے قدر مراتب طریق احسن و طریقہ احسن اختیار کرے
لہذا ہم ملفوفات [illegible] کی قسم اول پر اکتفا کرتے ہیں چنانچہ طبقۂ اعلے کی قسم اول سلاطین ہیں انکے
واسطے **دعای نثر عربی** رتب اللہ سریر الخلافۃ الزاہرۃ بمباس ذاتہ وقدر [illegible] السلطنۃ الباہرۃ بلوامع
انوار صفاتہ **نظم عربی** لازالت فی الملک فخر السلاطین ◊ [illegible] **نظم فارسی**
تا اساس فلک [illegible] باد ◊ [illegible] **نظم اردو** اے شہنشاہ جہاں گردوں سریر
جاکر رہے ◊ [illegible] اور دن [illegible] ◊ **طبقۂ اشرف** کے [illegible] بھی یہی طریقہ ملحوظ رکھا
جاتا ہے چنانچہ قسم اول لقب علما و سادات کرام ہیں اونکے واسطے **دعای نثر عربی** خلد اللہ ظلال
جلالہ [illegible] مشارق [illegible] و [illegible] علی [illegible] ◊ **نظم عربی** لازالت [illegible]
[illegible] ◊ **نظم فارسی** آفتاب [illegible] باد ◊ [illegible] دعایت
[illegible] ◊ **نظم اردو** اساس [illegible] استوار رہے ◊ [illegible] پائدار رہے ◊
**طبقۂ اوسط** کی قسم اول اصول ہیں شریف القوم کیواسطے یہ طریقہ ہے **دعای نثر عربی** اتم اللہ
نعمائے علیہ [illegible] السعادات [illegible] **نظم عربی** زادہ اللہ [illegible] و جلالا ◊ [illegible]
**نظم فارسی** خدائے ہر دو جہاں ناصر [illegible] باد ◊ دعائے [illegible] سال [illegible] باد ◊ **نظم اردو**
جاہ و اقبال [illegible] رہے ◊ [illegible] ◊ [illegible]
ملحقات کا بیان تمام ہوا اب اخوانیات کی کیفیت سنو سنیے **اخوانیات** کیواسطے جو **افتتاح**
مقرر ہیں وہ بھی چند اقسام پر منقسم ہیں چنانچہ پانچ صورتیں ہم اسوقت بیان کرتے ہیں **اول** تقدیم تحیات
تسلیمات **دوم** حوالہ حالات **سوم** [illegible] **چہارم** [illegible] ملاقات پس واضح ہو
کہ قسم **اول** تحیات کاتب دو نوع پر منقسم ہے ایک وہ کہ ذکر [illegible] کے بعد مذکور ہو جیسے [illegible]
سلام شوق عرض کرتا ہے اور یہ ایک رسم [illegible] ہے اس نوع میں مراتب اہل طبقات کا لحاظ لازم ہے
دوم یہ کہ جب معلوم ہو گیا کہ اخوانیات میں کاتب و مکتوب الیہ کا مرتبہ مساوی ہوتا ہے پس [illegible] ہے

برابر والون کو اس افتتاح سے مکتوب تحریر کرسکتے ہیں اور طرز اوسکی یہ ہے کہ کوئی بیت مشتمل بر سلام و تحیت
ابتدائے مکتوب میں داخل کریں اور اسکے بعد تسلیمات و تحیات کامحل ہے پھر مکتوب الیہ کی صفت جسطرح مناسب
ہاتھ تحریر کرکے سخن کو ابلاغ پر تمام کریں اور تحیت و سلام کے ابیات بھی دو صورت پر منقسم ہوتے ہیں ایک صورت
یہہ کہ اوسی بیت میں مکتوب الیہ کا حوالہ موجود ہو جیسے **بیت** سلامی چو بادِ صبا مشکبار ۔ بر آن آفتاب
سپہر وقار ۔ اسی شعر کو ابتدا لکھتے ہیں دوسری صورت یہہ کہ مکتوب الیہ کا بیان اوس بیت میں نہو جیسے
**بیت** سلامے چون کعبۂ موسیٰ منور ۔ سلامے چون دم عیسیٰ معطر ۔ اور اس صورت میں بیت کو بجائے
ساتھ کسی لفظ کے دیدہ سے باہم ربط دیتے ہیں جیسے ہمراہ تحیات و دعا وغیرہ کے ارسال کرتا ہے اور اس
صورت کا نام **اقتران** ہے اور ممکن ہے کہ نوعِ اول کا شعر مہا لعابت کرتا ہے اور کبھی شمال یا نسیم یا صبا
وغیرہ کو مخاطب کرکے ارسالِ تحیات اور اسکے حوالے کرتے ہیں اور اس صورت میں بھی تحیات بر سبیلِ ابتدا تحریر
کرتے ہیں اور اسکا قاعدہ عربی و فارسی و اردو وغیرہ میں یکسان ہے چنانچہ **عربی** یا ایّہا النسیم اذا زرت بابہ
فخ تحیتی و سلامی خبابہ **فارسی** نسیمِ صبح سلام بران حباب رسان ۔ نیاز ذرّہ مسکین بآفتاب رسان ۔
**اردو** اے صبا گر ہو کبھی تیرا گذر سوئے وطن ۔ عرض کیجو خدمتِ احباب میں میرا سلام ۔ کاتب کو مناسب ہے
ہر فقرہ کے اول حرف لائقِ مکتوب الیہ نظر آئے اوسکو موقع خاص پر تحریر کرے **افتتاح بطریق ابتدا**
مؤلف کبھی اے بادِ سحر جائے جو تو جانب گل ۔ کہیو عرض بصد شوق سلام بلبل ۔ **تحیات** و دعائیں تسلیمات
مبنی شعاع لمعۂ برکت و زہی عارض جو کہ فروغ نور کے مانند تابان ہو اور وہ نفیس تحیات کہ جنکا قطرۂ زلال
نفحات روضۂ خلد برین میں جوئے سلسبیل کیطرح رواں ہو ابلاغ اوس بارگاہ کی خدمت میں لیل و نہار ارسال
کرتا ہے **شعر فارسی** صبا آدم کرسکو اوسیانِ حرم بر بندی ۔ سلامے عرض فرما باجبانے آرزو مندی ۔
در **افتتاح بطریق اقتران** اسطرح ہے **مؤلف** باد بہار ساجو معنبر سلام ہو ۔ مشک بار سا جو عطر سلام ہو
**تحیات** ہمراہ اور تحیاتِ دلکشا سے عنبر نسیم کے کہ جنکا و اس صفوت غبارِ حوت وریا سے ہمراہ معراج ہو
ورسانہ اوس خدماتِ جانفزائے عنبر شمیم کے جنکی جیب لطافت جواہر زواہر پر صدق و صفا سے مزین و مجلّی
بلاغ آستانِ عالیشان پر بسرو من وابصال اور ابلاغ و ارسال کرتا ہے **مؤلف** اے صبا گر تجھ جا ہمین
جو تیرا گذار ۔ عرض کر میرا سلام شوق با صد انتظار **قسمِ دوم افتتاحِ حوالہ حالات** اس افتتاح کو
یا اس امر سے ہے کہ کاتب اپنی صورتِ اخلاص اور صفتِ اختصاص مکتوب الیہ کے آئینہ ضمیر پر جلوہ گر کرے
اور اسطرز سے ظاہر ہو کہ کاتب کی صدقِ نیت مکتوب الیہ کی خاطر پر مخفی نہین ہے پس شرح خلوص
[illegible]

حالی ہیں اسواسطے کہ مکتوب الیہ کی روشنی ضمیر و صفائے خاطر کی تعریف و توصیف شامل ہے اسصورت میں کسی بیت سے
افتتاح مناسب ہے بعد مقدمہ تفویض لکھیں اور بیانِ حال کے بعد تتمہ سخن ادا کریں اور ان افتتاح
کسی مصرع یا بیت پر ختم کرتے ہیں چنانچہ اوسکی کیفیت اس مثال سے ظاہر ہو جائیگی ابتدائے کلام ؂ مولف
جامِ جہان نما ہے ضمیرِ منیر دوست ؂ اظہارِ عرضِ حال کی حاجت نہیں مجھے ؂ مقدمہ تفویض حضرتِ آگاہی
لوحِ ضمیرِ انور اور آئینہ خاطرِ ضیا گستر ہر کہ مظہرِ فیوضِ لایزالی اور مطلعِ انوارِ جمالی و جلالی اور مصباح مشکوٰۃ حکمت و فراست
اور مفتاح ابوابِ فطانت و کیاست ہے بیانیہ صدورِ تجالِ اس دعاگوی رضاجو کی اظہر من الشمس اور کیفیت اوس
دستہ ۔۔ رہ کی تتمہ بہرحال اس مقال کی قیل و قال اعلامِ معلومات
اور ایضاحِ واضحات تصور کرتا ہے مولف مرا احوال ۔۔ تتمہ ۔۔ حال ۔۔ لِ
پروانہ روشن ہے ؂ قسمِ سوم افتتاحِ قربِ معنوی یہہ افتتاح احباب پر ہمیشہ
دوری جسمانی کیطرح قربِ مکانی اور اتصالِ روحانی کی مانع نہیں اگرچہ بصورتِ ظاہر شرفِ دیدارِ سے
مہجور ہے لیکن بحسب معنی وصالِ دوام شاد و مسرور ہے پس مکتوب الیہ کو حاضر تصور کرکے مخاطب قرار دیں اور بعد
بیانِ شوق کے عرضِ حال کیطرف متوجہ ہوں اس افتتاح کیواسطے ابتدا اور مقدمہ اور بیانِ قرب
اور تتمہ اور اتمام ہے چنانچہ اس مثال سے ظاہر ہوگا سنگار ہے شعر ابتدائیہ ؂ مولف جاتا نہیں ہے میرے
دم بہر خیال تیرا ؂ آنکھوں کے روبرو ہے نقشِ جمال تیرا ؂ مقدمۃ القرب ہر چند عرصہ مدید اور زمانہ بعید منقضی ہوا
کہ دوری ضروری حجابِ دیدۂ شوق ہے اور تمنائے ملازمت فیض درجت ہر درجہ بلند سے فوق ہے مگر اس
قانون کے موافق اور اس قاعدے کے مطابق کہ بمصرعہ روح کو روح سے تعلق ہے ؂ بیانیہ جان و دل خدمت
عسر میں واصل ہے اور بے منتِ چشم شرفِ مشاہدہ حاصل ہے مولف گرچہ غائب ہے نظر سے مری اے دم جسم
ہے دلِ غمزدہ و دیدۂ بیدار میں تو ؂ تتمہ لہذا شکایتِ مفارقت مناسب نہیں جانتا اور زبانِ حال سے بمضمون
ادا کرتا ہوں ؂ مولف کیا ہوا دور سے غائب ہے اگر جسمِ کثیف ؂ ہے وہ دولت ہے حاضر جانِ روحِ لطیف
قسمِ چہارم افتتاحِ دوامِ ذکر اس افتتاح سے کثرتِ محبت نمودار ہے اور ذکرِ الحبیب طبیب القلب کا
مضمون اخلاص مشحون اظہار ہے اول کسی شعر سے ابتدا کرتے ہیں پھر بعد مقدمہ کے دوامِ ذکر کا بیان کرکے
کسی بیت پر اختتامِ کلام ظہور پاتا ہے ابتدا ؂ مولف نہیں اک لحظہ خالی تجھ سے پر دل و درون میرا
کہ دم میں یاد ہے تیری زبان پر نام ہے تیرا ؂ مقدمہ حضرتِ حکیم الخبیر و جنابِ سمیع البصیر کہ علم اوسکا قدیم ہے اسبات کا
دانا و علیم ہے بیانِ دوامِ ذکر کہ لیل و نہار صفحۂ دہان و زبان اور صحیفۂ دل و جان نقوشِ توصیفِ مکارم
و فضائل اور رسومِ تعریفِ حسنِ شمائل سے آراستہ و پیراستہ کرکے ہمیشہ دعاگوئی و رضاجوئی میں رطب اللسان

وعدۂ البیان یعنی بنائے حتمِ کلام + مؤلف ہے روز و شب خیال تراہبر ماں مجھے + بے ملال مرثیہ
ورد زبان مجھے + قسیم تخمیم افتتاح اظہارِ محبت قبل ملاقات بیہ اصلاح بہایت خوب، ورحقیقت ربیع
کہ حضرت حق سبحانہ کو منظور ہوتا ہے کہ دو شخصوں میں باہم محبت روحانی تام ہو تو اونکے دلوں میں تعبیہ محبت پیدا
کرتا ہے کہ ملاقاتِ صوری سے پہلے مرتبہ اجتماعِ احوال و اخبار اشتیاقِ معنوی جلوہ گر ہوتا ہے اور یہ گویا نتیجہ
گویا تعارفِ ازلی او بیاساقی میثاق کا نتیجہ ہے اسواسطے کہ جب وہ لباسوں میں مرد اول محبت مقرر ہو گیا
پس بہر صورت یہ امر ضروری ہے کہ اوسکا پرتو روشن جلوہ افگن ہو اور مواصلتِ جسمانی سے پہلے اور سکے آثار و نشانات
ظہور میں آئیں الحاصل اگر بحسب مواصلاتِ جسدیہ بعید ملاقاتِ حاصل نہ ہو تو ارسالِ مکاتبات وابلاغ نامہ جات
قاعدہ بحسب دنیا والفت مضبوط و مستحکم کرتے ہیں کہ آبیاری قلم کی حرکت سے رلینِ مہر و محبت کو ہمارا وہ
مادہ ملی ہوں اس افتتاح کی بنا تعارفِ روزِ میثاق پر ہے یا اتباعِ ارسالِ حسن اخلاق پر

دیں جانا تو یکا لحاظ لازم ہے ابتدا اور بیان حال اور مستلزم اور انتہا جنانچہ اونکی مثال
استطراق پر قیاس کی جاتی ہے ابتدا + مؤلف تو صیف سکے مانیِ حسن و جمال ہوں + تو بیعت سکے
بحر و محو خیال ہوں + اگرچہ وعدہ رود رسیدہ مجلس خاص التفیدت شرف لقائے رنگتا و جمالِ جہاں آرا
سے شرفیاب نہیں ہے مگر صورت مدید و مدتِ بعید تواتر تصدیق علم و شہامت اور زبان تصدیق فضل و کرامت و ہیا
ناسندگان عرصۂ غبرا اور دیار ساکنان قبۂ حضرت ربوبیت ہوش عبودیت گوش ہو چکی اس نسبت
دلِ مشتاق مرا اشتیاق کو نمائش و بیان پایہ الاطوار اندازہ تحریر و تقریر سے بعد چند ایم ول اور دیدۂ دیدار
طلب آرزوے مشاہدۂ جمالِ باکمال سے ہر دم و ہر ساعت مقرون ہے مستلزم + مؤلف ہے وہ دانت
پہلے جو ساوصفِ حبیب + خشم ہر گوش کو مشرح نہ کیوںکر ہو نصیب انتہا حضرت باری سے امیدوار ی
کہ عنقریب تا پیدا مال ملاقاتِ جسمانی عنقریب میسر ہو اور یہ حقیر بے نور قمر ہر تو مہر میر سے مہر منبع
جلوہ گر ہو الحق مہیب ہے خورشید مراد + بجھی رہے کہ مثالِ فصاحت لسان و کاتمانِ بلاغت عنوان نے
مکاتبات و مراسلات میں اوصاف مکتوب الیہ و وسعت آباد سے عنانِ توسنِ قلم کو معطوف کرکے میدانِ اکسار
و اختصار میں مصروف کیا ہے اور فی الحقیقت بہ صورت قوانین ادب نہایت اقرب اور رعونت کمال اولیٰ
واسب ہے پس ہم اس مقام پر کلمۂ چند تعریف و توصیف مکتوب الیہ میں کہ جنکے قبول سے طبعِ سلیم انکار کرے
بیان کرتے ہیں مگر کاتب کو لازم ہے کہ صفاتِ مکتوب الیہ سے جو مناسبِ حال نظر آئے اس طرح کہ اسم
اور بجانب علوِّ آل اور حیواناتِ لفظی و معنوی سے معرا و مبرا ہو اعتبار فرمائے مثلاً رتبۂ سیادت کے ہمراہ
شرف علم شامل ہو خواہ کوئی اور دو سے مرتبہ و دو یا زیادہ باہم مجتمع ہوں اس صورت میں ہر جانب کا لحاظ

اور ہر طرف کی رعایت مرکوز خاطر ہے اور ہر مرتبہ کے بعد اگر کوئی بیت شمول ہو تو البتہ فائدہ عظیم و نفع
کریم اور اسکے تاکید و تمہید کو مکمل کریگا چنانچہ **سلاطین کیواسطے** یہ طرز القاب ہے حضرت جم جاہی خلافت
پناہی صاحبقرانی سلیمان مکانی دارا دستگاہ جمشید فر فریدون خورشید منظر جہاندار سپہر اقتدار خلاصہ سلاطین روزگار
شاہنشاہ ملک رکاب شہریار کیوان جناب قطب فلک بختیاری مرکز دایرہ جہانداری آفتاب تابان فلک
جہانبانی ماہ درخشان سپہر گیتی ستانی قوت بازوے شہریاری غرۂ ناصیہ کامگاری خجستہ طالع و ہمایون بخت
فرزند تاج و سریر آرای تخت سکندر جاہ سلطنت پناہ کیخسرو سپاہ خلافت دستگاہ جہانگیر عالم آرای عدو بند
کشور کشای **فرد** شہریار شہریاران آفتاب ملک و دین و خسرو دشمن شکن شاہنشہ روی زمین ۔ **اولاد**
**ملوک کیواسطے** شہزادہ جمشید سریر سلیمان جاہ آصف تدبیر مہر سپہر سلطنت و جہانبانی زیور سریر
مملکت و گیتی ستانی سلطان ابن السلطان مظہر انوار بذل و احسان خلاصہ اولاد خواقین زبدۂ ابنائے
ملوک و سلاطین گوہر تاج شہریاری اختر برج کامگاری قدر قدرت قضا صولت کیوان رفعت مشتری
سیرت بہرام سطوت خورشید شوکت ناہید بہجت عطارد فطنت قمر طلعت سہیل سمت **متولف** ذی شکوہ
ذی حشم ذی رتبہ و ذی اقتدار کامبخش و کامیاب و کامران و کامگار ۔ **بیگمات کیواسطے** ملکہ
عصمت شعار مالکہ عفت و ناموس فروغ باصرۂ دین و دولت چراغ افروز شبستان ملک و دولت زبیدہ عصر رابعہ
دہر نقاوۂ ملکات عالم خلاصہ مخدرات آدم تخت نشین حجلہ عفت و کرامت زیور بخش حجرۂ عصمت و طہارت
سہیل یمن نامداری ناہید فلک کامگاری **فرد** حضرت بلقیس ثانی عصمت دنیا و دین ۔ زہرۂ چرخ شرافت
مریم عفت قرین ۔ **امرای عظام کیواسطے** اعظم الامرا امیر العظما مقبول دولت سلطانی منظور
حضرت خاقانی عالیقدر عالیشان مسند نشین شاہ نشان بانی کشانی جہانبانی ممہد قواعد ملک ستانی مظہر
انوار نامداری مصدر آثار کامگاری **فرد** خجستہ طالع و فرخ رخ و ہمایون فال ۔ سپہر شرف آفتاب اوج کمال
**وزرا کے واسطے** وزیر آصف نشان آصف سلیمان مکان عالی رای عالم آرای کافی مہمات مملکت
ناظم مہام ملک و ملت مدبر امور دین و دولت **فرد** حضرت دستور اعظم صاحب جمشید فر ۔ اختر اوج وزارت
خواجہ والاگہر ۔ علی ہذا القیاس ہر گروہ کیواسطے صفت شایان تحریر کرنی زیبندہ و شایاں ہے اور معلوم کرنا چاہیے
کہ تسمیہ لوازم و تکمیل مراسم عزت کیواسطے تحریر القاب نہایت مناسب ہے اور اس باب میں ہر گروہ کا قاعدہ جداگانہ
مگر فصحاے عرب و عجم کی اصطلاح میں لقب ایک لفظ ہے مضاف طرف ملک یا ملت یا دولت یا شریعت
یا اسلام یا دنیا یا دین وغیرہ کے جیسے عمدۃ الملک اور امین الملت اور عضد الدولہ اور صدر الشریعہ اور
فخر الاسلام اور حسام الدین اور امام الدنیا وغیرہ اور کبھی القاب بھی ہوتا ہے کہ ایک لفظ کو چند کلمات سے لاتے ہیں

جیسے علاء الملۃ والدولۃ والدنیا والدین اور کبھی لفظِ مذکور ایک جماعت کیطرف مضاف ہوتا ہے جیسے شمس الائمہ اور عین القضاۃ اور سلطان العلما اور شیخ المشایخ اور ملک الشعرا وغیرہ اور تعریف کُنیت مدحیہ ساتھ بھی کمالِ تعظیم و توقیر کا موجب ہے اور کنیت سلاطین کیواسطے بھی لکھتے ہیں جیسے ابو الغازی اور ابو المظفر اور ابو الفتح وغیرہ اور سادات و مشایخ و علما کیواسطے بھی ہے جیسے ابو المعالی اور ابو المحامد اور ابو المفاخر اور فی الحال بلغاے عجم بغیر ملوک و سلاطین کے کیلئے واسطے کنیت نہیں لکھتے اور وہ بھی ایک بادشاہ کیطرف سے دوسرے بادشاہوں کو تحریر کرتے ہیں اور آداب کتابت یہہ ہے کہ آبا و اولاد باہم مکتوبوں میں صفات و القاب نہیں لکھتے ہیں اور موالی و عبید میں بھی یہی رعایت ملحوظ رکھی جاتی ہے بلکہ اولاد و عبید اپنے موالی و آبا کی خدمت میں عرضداشت لکھتے ہیں اور آبا و موالی اپنے فرزندوں اور بندوں کو رقعہ تحریر کرتے ہیں اور اسکے بعد یہہ امر بھی دریافت کرنا چاہیے کہ مکاتیب میں دعا دو نوع ہے **دعاے معین** اور **دعاے غیر معین** معین چار محل پر ہوتی ہے افتتاحِ مکاتیب اور اختتامِ مکاتیب اور بعد نام مکتوب الیہ اور بعد استدعاے دوامِ ایامِ دولتِ مکتوب الیہ یا اوسکی درخواستِ ملاقات کے بعد اور غیر معین کتابتِ احوال کی اثنا میں تحریر کیجاتی ہے اور وہ یا بعد ذکرِ لازم التعظیم یا بعد مذکورِ واجب التحقیر کے واقع ہوتی ہے اور دعواتِ افتتاحیہ دو قسم ہے **مشہور** اور **سہل** چنانچہ ہم دونوکا بیان منشرح کر چکے ہیں اور جو دعا اسم مکتوب الیہ بعد ہو اوس میں یہہ شرط ہے کہ صدرِ مکتوب میں دعا تحریر نکریں ورنہ دعا اثناے دعا میں واقع ہوگی جسکو دعا در دعا کہتے ہیں جیسے فارسی میں آفتابِ دولتِ حضرت مدظلہ العالی از مطلعِ اقبال تابان باد اور قدمانے یہہ طریقہ نامستحسن شمار کیا ہے اسواسطے کہ دعاے اول کے تمام ہونے سے پہلے دعاے ثانی اوسکے انقطاع کا وہم پیدا کرتی ہے غرض خلاصہ یہہ ہے کہ دعا ہمیشہ کاتب کی خواہشِ دلی پر اور مکتوب الیہ مضمونِ بہتری پر مشتمل ہوتی ہے اے دبیر کبیر واضح و لائح ہو کہ **فقراتِ افتتاحیہ** کے بعد ذکرِ کاتب کا محل ہے پس **طبقات** میں وہ تواضع و عجز و انکسار اور **اخوانیات** میں متضمن محبت و اخلاص بیشمار چونکہ اہلِ **طبقۂ اعلےٰ** آٹھہ قسم پر منقسم ہیں لہذا کاتب پر واجب ہے کہ اپنا وصف ہر قسم کے مناسب تحریر کرے اور مکتوب الیہ جسقدر مرتبے میں زیادہ ہو اوسی درجہ اپنا رتبہ کم کرنا لازم ہے چنانچہ طبقۂ اعلےٰ کی نسبت ذکرِ کاتب اس مثال سے ظاہر ہوگا کہ **ملوک کیواسطے** بندۂ کمترین بندگان فلان کہ حلقۂ بندگی در گوش و غاشیہ ہواداری بر دوش ہے **اولادِ ملوک کیواسطے** بندۂ جان نثار فلان کہ سرِ بندگی زمین پر او داغِ عبودیت جبین پر رکھتا ہے **بیگمات کیواسطے** کہترین مجاوران درگاہِ جہان پناہ و کمترین ملازمانِ بارگاہِ گردون اشتباہ **امرا کیواسطے** خادم کمینہ و چاکرِ دیرینہ **صدور کیواسطے**

خادم کمترین فلان کہ قوانینِ حق گذاری وقواعدِ جان سپاری میں نہایت ثابت قدم ہے وزرا کیواسطے
چاکرِ قدیم کہ صحیفۂ ہواداری ودیباچۂ فرمانبرداری کو ہمیشہ نقوشِ خدمت وملازمت سے منقوش رکہتا ہے
اربابِ قلم کیواسطے دولتخواہِ دیرینہ کہ دعاے اجابت مقرونِ ترقی مدارجِ دوراوروں وہ وزیران وظیفۂ
جان رکہتا ہے تمام ملازمین کیواسطے مخلصِ بے اشتباہ کہ ہردم دعا ودولتخواہی جسکا وظیفہ ہے پس بالقیاس
طبقۂ اشرف کے سے لیے دعاگوے نیازمند، بااخلاص ترین ہواداران وغیرہ اور طبقۂ اوسط کیواسطے محبِ صادق الاخلاص
باستعدادِ کمال الاختصاص یا مخلصِ آرزومند وغیرہ نگارش کرنا لازم ہے **قسمِ دوم ذکرِ کاتب** بہ اخوانیات
یہہ صورت مشتملِ محبت ومجالست دو قسم پر منقسم ہے **اول** کاتب اپنی صفت کو اتحاد واعتقاد کے ساتہہ شمول
کرے جیسا کہ **طبقات** میں ابہی گذر چکا ہے **دوم** ذکرِ کاتب کے بعد کوئی بیت وصفِ اخلاص ومحبت میں کہ
جسکے لئے بابِ حال منظور ہو کہبی ضرور ہے چنانچہ نظم ونثر دونون کی یہہ مثال ہے نثر مخلصِ معتقد کہ گنجینۂ سینہ کو
جواہرِ زواہرِ یکانگی سے مشحون رکہتا ہے اور صفحاتِ اوراقِ ایام ولیالی کو ارقامِ ادعیۂ مزید اسبابِ اقبال ومعالی سے مزین

**نظم**

| | |
|---|---|
| وہ کہ جسکے صفحۂ جان پر ازل کے روز سے | لکہہ چکا نقشِ محبت کلکِ نقاشِ قضا |
| وہ کہ جو حاضر وغائب ہے برابر تجہے | وہ کہ جو ظاہر وباطن سے ہے تمناگر ترا |
| وہ ترا احسان شناس وفدوی تمام | جو رکہتا ہے جبین پر داغِ اخلاص |

اور کاتب کا نام چار محل پر تحریر کیا جاتا ہے **اول** جس سطر میں ابتدا کرے جیسے بندۂ کمترین یا کمترین
بندگان اور اس مقام پر نام تنہا داخل کرے یہہ صورت طبقۂ اعلے کیواسطے انسب اولی ہے **دوم** سطرِ آخر کے
ذیل میں اور یہان تنہا نام نہ لکہے بلکہ کوئی صفت مشتملِ تواضع اوسکے ساتہہ لکہنی ضرور ہے عبدالاقل یا داعی مخلص
یا محبِ مخلص وغیرہ یہہ نوع رسائلِ طبقۂ اشرف کیواسطے مناسب ہے **سوم** مکتوب کا حاشیہ بردستِ راست کیجانب
اور اس محل پر بہی تنہا نام شایان نہیں بلکہ کوئی صفت محبت ویاری اور شوق وہواداری کی اوسکے ساتہہ
شامل کرے جیسے کہ محبِ مشتاق بااخلاص ہواخواہ وغیرہ یہہ قسم اخوانیات کیواسطے مخصوص ہے اور سلاطین بہی اپنی
اصطلاح لکہتے ہیں **چہارم** مکتوب کی پشت پر اور یہہ نہایت ادب کی رعایت ہے یہہ نام کنارۂ کاغذ سے جسقدر
کاتب کیجانب جب نزدیک ہوگا تواضع کے طریق پر زیادہ دلیل ہے اور اس مقام پر بہی نام کے ہمراہ کوئی وصف
مناسبِ حالِ کاتب نگارش کرنا لازم ہے اور نامہ نگارانِ عرب نام کو سطورِ مکتوب میں داخل کرکے تحریر کرتے ہیں
چنانچہ محب المشتاق فلان بعد عرض الخیر کذا وکذا **اداے تحیت** ذکرِ کاتب کے بعد مقامِ تحیت ہے اور یہہ صورت
طبقات میں ہوسکتی ہے اور اخوانیات سے جس مکتوب میں کہ تحیت کے ساتہہ افتتاح نہ کیا ہو اور مخفی نہیں ہے

کہ درجاتِ تحیات میں خدمت و عبودیت سے سلام و تحیت تک نہایت تفاوت ہے اور طبقاتِ ثلثہ میں سے
ہر طبقہ کیواسطے تحیات اوسکے حسبِ مراتب چاہیے **اول تحیاتِ طبقۂ اعلیٰ** چنانچہ بندگی و زمین‌بوسیِ عبودیت
و اظہارِ غلامی وغیرہ **ملوک** و شاہانِ زمین عبودیت اور حاشیۂ بساطِ خدمت کو لبِ ادب سے بوسہ دیکر لوازمِ خدمت
بجالاتا ہے اور سرِ اطاعت جبین سائی و آستان بوسی ادا کر کے مراسمِ اطاعت پیش پہونچاتا ہے **اولادِ ملوک** خاکِ
عتبۂ عالیہ کو سرمۂ چشمِ فرمانبرداری اور گلگونۂ رخسارِ خدمتگذاری کر کے گوہرِ نیازمندی سلکِ عرض میں منسلک کرتا ہے
**معظمات** مراسمِ خدماتِ بندگانہ و لوازمِ عبودیاتِ چاکرانہ کہ سرِ دفتر اوراد و کار ہے لیکن نہار آستانۂ حریمِ محترم
تعظیم پر تبلیغ کرتا ہے **امراء کرام** سرِ جان نثاری خطِ خدمتگاری پر رکھتا ہے اور نقوشِ بندگی سے صفحاتِ
اوقات کو مزین کر کے قواعدِ عجز و انکسار کو رواج دیتا ہے اور یہی طریقہ ہے واسطے صدور و وزراء و دیوان و ملازمین
وغیرہ کے اور **طبقۂ اشرف کیواسطے** یہہ طرز ہے کہ دعا و ثنا شامل ہوتی ہے جیسے دعواتِ معطر نسیم
و تحیاتِ عنبر شمیم یا وہ ہدیۂ دعوات کہ جسکی نسیم عنبر شمیم خوشبوی اخلاص سے معنبر ہو اور وہ تحفۂ تحیات کہ جسکی ہوائے
دلکشا نکہتِ اختصاص سے معطر ہو لا زبانِ آستانِ رفعت نشان کی خدمت میں ابلاغ کرتا ہے اور طبقۂ اوسط
**کیواسطے** وہ سلام کہ خلوصِ عقیدت پر مشتمل اور وہ تحیت کہ خونِ محبت پر منطوی اور نورِ آشنائی کیطرح پرتو
روشنائی اور مردمِ چشم کیصورت چشمِ مردم کی بینائی ہو نقشِ ارسال سے منقوش کرتا ہے اور اسمیں ایک نکتہ اور بھی ہے
یعنے طبقاتِ مکتوب الیہ کے تحیات کا منصب ملاحظہ کر کے براعتِ استہلال کے طریق پر اوسکے موافق الفاظ
لائے جائیں تو بہر حال مزید حسنِ لطافت کا سبب ہے مثلاً **قاضی کیواسطے** وہ تحیت کہ کاتبانِ دار القضائے
ازل نے جسکے مضمون کو صدقِ دعوائے مودت و ولا سے مسجل کیا ہو اور وکیلانِ محکمۂ قدرت نے روزنامۂ لم یزل میں
گواہیِ محبت و وفا سے مدلل کیا ہو مجلسِ اعلیٰ پر نثار کرتا ہے اور **اطبا کیواسطے** وہ نسیمِ خدمات کہ جسکی خوشبو
انفاسِ مسیح کے مانند دافعِ علل و امراض اور شافیِ اسقام و امراض ہو علیٰ ہذا القیاس مفسر اور محدث اور فقیہ
اور خطیب اور واعظ اور محتسب اور قاری اور حافظ اور معرف اور ادیب اور حکیم اور منجم اور شاعر اور خوشنویس
اور حاجی وغیرہ کیواسطے بھی سمجھنا چاہیے **تحیتِ مناسبِ اخوانیات** جو دعا کہ نسیمِ وفا شمائمِ جانبین سے ہو یکجا
اور جو ثنا کہ غنچۂ صدق و صفا کو جیبِ دل و جان میں کھلاتے نسیمِ سحری کے ہمراہ خدمتِ مبارک میں ارسال کرتا ہے

**بیانِ عرضِ اخلاص** رسائلِ بلغا و مکاتیبِ فضلا میں اداے تحیت کے بعد عرضِ اخلاص کا محل ہے اسکی
دو قسمیں ہیں **قسمِ اول** مناسبِ طبقات **قسمِ دوم** مناسبِ اخوانیات **مناسبِ طبقات** جو دو پر
منقسم ہے **عرضِ اخلاص** اور **ختمِ کلام** چنانچہ ملوک کیواسطے عرضِ اخلاص بعد اداے مراسمِ فرض حضرت
مبدعِ السمٰوات والارض کے بانحق والانصاف حضرت فیاضِ علی الاطلاق سے خلوصِ نیت اور صفاے طویت سے

دوام عہدِ سلطنت و جہانبانی اور قوامِ مدد و خلافت و سلطان نشانی کا مستدعی رہتا ہے تمام الکلام
در قدر اس مراد کا بفیضِ فضلِ رب العباد ہمیشہ طرازِ ناصیۂ مستجیبا گشتے سطر یا و اعزازاً و فوقی استجب لکم سے منور ہے
و علے ہٰذا القیاس اولادِ سلاطین ہنگام سحرگاہ حضرت الٰہ سے چاہتا ہے کہ ہمیشہ ربع مسکون زیرِ فرمانِ
ہمایوں اور آئینۂ سلطنت زنگارِ زوال سے محفوظ و مصئون رہے مصرعہ تمام الکلام اس دعا کو اسطے
روح الامین آمین کہے **لکات** حضرت مجیب الدعوات و واہب العطیات سے کہ بخشنے والا سعادتِ
جاودانی کا اور برلانیوالا حاجاتِ دو جہانی کا ہے مزیدِ جاہ و حشمت اور دوامِ عصمت و عظمت حضرت کی درخواست
کرتا ہے واللہ یتمتع بمجنسباً برشیع و یحبب امرا و حکام دعائے مقدس و ثناے اقدس کا کہ کافۂ انام پر
عینِ فرض اور فرضِ عین ہے لیل و نہار ورد رکھتا ہے اور ترقی دولتِ بندگان حضرت امارت پناہی کی
دعائے نیم شبی و سحرگاہی میں عنایتِ بے نہایتِ الٰہی سے چاہتا ہے مصرعہ تمام الکلام امیدوار ہوں
کہ دعا مستجاب ہو ❊ اور صدور و ارکانِ دولت اور وزرا اور اعیانِ حضرت اور اہلِ دیوان و اربابِ قلم
اور تمام ملازمینِ والا ہمم کیواسطے علے قدرِ مراتب یہی طریقہ بہتر ہے **عرضِ اخلاص طبقۂ اشرف** کے
واسطے جیسے نقبا و سادات اور ائمۂ ثقات اور قضاۃِ والا و مشایخِ کبری اور اربابِ علوم وغیرہ اور
اصحابِ مناصبِ شرعیہ اور حکما و فضلا وغیرہم کیواسطے بھی یہی قاعدہ ہے اور طبقۂ اشرف ہی میں داخل
میں شامل ہیں ہر ایک مرتبہ کا لحاظ ملحوظِ خاطر رہے **عرضِ اخلاص لائق اخوانیات** حضرت مسبب الاسباب
و مفتح الابواب جل جلالہ و عم نوالہ سے ہمیشہ تضرع و زاری و عجز و انکساری آپکے دوامِ ایامِ کامگاری و انتظام
اسبابِ نامداری کی طلبگاری ہے اور ترقی دولتِ ہمایوں و تزایدِ اقبالِ روزافزوں کی امیدواری ہے
شعر تمام الکلام یہ وہ دعا ہے جو صحنِ سحر کا قصد کرے ✝ فلک سے صیغۂ قبول آئے بہرِ استقبال ✝
**شوقیات** عرضِ اخلاص کے بعد اسکا محل ہے اور اکثر مراتبِ کتابت اسپر متفق ہیں کہ ذکرِ شوق مکاتیبِ
ملوکی میں مناسب نہیں اور مکاتیبِ معظماتِ حجاتِ سلطنت اور مخدراتِ حرمت و حشمت میں بھی نہیں چاہیے
مگر اہلی رسائلِ طبقات میں متوقع پاتا ہے اور اخوانیات میں نہایت مناسب ہے اور **بیانِ شوق** شرحِ
ملاقات ہے اسواسطے کہ بعضے مکاتیب میں حسبِ مقتضاے مقام ذکرِ شوق اور بعضے میں ذکرِ فراق لازم ہے
اور یہ امر ضروری ہے کہ ذکرِ شوق میں تمناے مواصلت کا اظہار اور ذکرِ فراق میں صدمۂ جدائی کا بیان
ہوتا ہے چنانچہ **بیانِ شوق براے اخوانیات** آرزومندی مشاہدۂ طلعتِ ❊ مکشا و آفتابِ و ہلالِ
جمالِ جہان آرا اوس درجہ سے گذر چکا ہے کہ وہمِ دور اندیش جسکی سرحد تک گذرے سعادات
اور اسکو سلکِ بیان میں منسلک کر سکے ✝ موقف اسی وقت ہے طولِ عہد داستانِ شوق

زبانِ قلم سے بیانِ شوق ٭ فقراتِ فراقیہ و ابیات تجدید لایزال انجمنِ اشتیاق کا اعداد
اشتعال ہے کہ سوائے ملالِ وصال کے تسلی ہونا محال ہے اور تقریر حکایتِ اشتیاق و تحریر شکایتِ
فراق اوس سے ہزار درجہ زیادہ ہے کہ سفینۂ فہم تیز رنگ اور قاصدِ وہم دنگ ہوکر بہ امدادِ زادِ قصور وہ اوافکر
اوسکے بیان کا پایان طے کرسکے ٭ مولف تیرے فراق میں اک دل ہے اور ہزاروں درد ٭ تری
جدائی میں اک سینہ ہو ہزاروں داغ ٭ قطعۂ مولف ٭ قسم اوسکی کہ جسکی قدرت سے ٭ سخت و دشوار
سہل و آسان ہے ٭ کہ مجھے نیستی غربت میں ٭ زندگانی و مرگ یکسان ہے ٭ دعای ملاقات و قسم
ایک بعد فقراتِ شوقیہ کے اور ایک بعد کلماتِ فراقیہ کے اور اوسکا قاعدہ بھی بموافق فقراتِ شوقیہ و فراقیہ
جداگانہ ہے چنانچہ قسم اول بعد فقراتِ شوقیہ حضرت واہب المواہب عزشانہ و عظم سلطانہ
ملاقاتِ اشرف کی دولتِ غیر مترقب کہ عنوانِ جرائدِ سعادات اور دیباچۂ دفاترِ مرادات ہے کمینِ غیب
و مخزن لاریب سے بوجہ احسن روزی فرمائے ٭ قسم دوم بعد فقراتِ فراقیہ حضرت جامع المتفرقین اپنے
احسانِ قدیم و فضلِ عمیم سے ایامِ غم انجام دوری و ہنگامِ نحوست فرجامِ مہجوری کو ساعاتِ مسرت آیاتِ
وصال اور اوقاتِ بہجت سماتِ اتصال سے مبدل فرمائے ٭ بیانِ تاریخ کتابت ٭ متقدمین نے تعین تاریخ
کتابت میں بہت مبالغہ کیا ہے اور متاخرین نے اوسکو نسیاً منسیاً جانا مگر اصل حال یہہ ہے کہ ذکرِ تاریخ کتابت
متضمنِ فوائدِ بے نہایت ہے کسواسطے کہ اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ ایک حال ایک تاریخ معین پر کسی
وقت تحریر ہوتا ہے اور اوسکے برخلاف دوسرے وقت کوئی اور خبر لکھی جاتی ہے پس اگر تاریخ معین نہو تو دو
مکتوب کا مضمون جسکو ایک شخص نے اوقاتِ مختلف میں لکھا ہو مخالف نظر آتا ہے اور اس وجہ سے کہ ہر ایک
بمقتضاے وقت لکھا گیا ذہنِ انسان نارسا ہوجاتا ہے اور دوسری یہہ بات ہے کہ اگر کوئی شخص مکتوب
لکھے اور وہ کسی ہیچ راہ یا بغفلتِ قاصد وغیرہ کے بسبب مکتوب الیہ کے پاس ایک مدت کے بعد پہونچے
اور مکتوب الیہ اوسکے جلد آنیکا منتظر ہو تو اس صورت میں خواہ مخواہ کاتب سے ملول ہوتا ہے لہذا تاریخ ثبت
ہونیکے باعث عذرِ کاتب واضح ہے ٭ مثلاً بتاریخ یکم محرم الحرام فاضت برکاتہ علی الانام یہہ صحیفۂ فراعت
رقیم الطاعت سے مرقوم ہوتا ہے یا صبح یوم عید الفطر لا زال رائج العطر اس صحیفہ کے وسیلے سے سلسلۂ اتحاد
قدیمی کو تحریک دیتا ہے علی ہذا القیاس ہر شہر کے واسطے بھی ایک فقرۂ صفاتیہ یا دعائیہ تحریر کیا جاتا تو بہت
مناسب ہے ٭ ذکرِ مکانِ کتابت ٭ اور یہہ بھی بے فائدہ نہیں ہے اسلئے کہ مکتوب الیہ حالِ کاتب سے زیادہ تر
وقوف حاصل کرلیتا ہے اور بلادِ دور دراز میں شاید کہ وہان کاتب کے ہونے سے مکتوب الیہ کو کسیطرحکا فائدہ عائد ہو
بہرحال اس امر کی اطلاع موجبِ سرورِ خاطر ہے اور رسائلِ افاضل میں ایسا نظر سے گذرا ہے کہ ذکرِ زمان مکان

مثال زیب رقم ہوتا ہے چنانچہ بعد صحیفہ ولائے وقت فلانے موضع سے تحریر ہوا جو کہ ذکر زمان یعنی تاریخ و وقت
مراد ہے اور ہم ابھی اوسکا طریقہ بیان کر چکے لہذا صرف ذکر مکان کے قاعدے پر اکتفا کرتے ہیں جیسے بعد تحریر
محبت اسلوب شہر شاد ہمرہ بانش آباد لطائف بنیاد سے آستانہ عالی کیطرف متوجہ ہوتا ہے اور یہ پوشیدہ
نہین ہے کہ تاریخ زمان اور ذکر مکان کے بعد جو حال اور دعا خاص تحریر کرتے ہیں اہتمام پر اوسکے مثال کی احتیاج
نہین اسلئے کہ حقیقت وہی مضمون تحریر مکتوب کا سبب ہوتا ہے گو صرف یہی بات یاد رکھنی کافی ہے کہ
مضمون دلکو اون الفاظ مین کاتب ادا کرے کہ جو مکتوب الیہ کے حسب مدارج ہون اور تفاوت مراتب کا خیال
ہر لفظ سے واضح و آشکار ہوتا رہے اور تعین مراتب میں اول سے آخر تک کسی مقام پر فرق واقع نہو الغرض جبکہ
احوال تمام ہوتا ہے محل اختتام ہے اور اختتام مشتمل ہے مقدمہ و دعا پر اور دعا نثر مین ادا کیجاتی ہے اور یا بیت
کہ منظوم ہو مقدمہ کی بنا عذر و معذرت پر مبنی ہے اور بعد عذر و معذرت دعا کیواسطے ایک تمہید
مناسب ہے جیسے زیادہ مجال جرأت نہین کہ تصدیع دایرۂ ادب سے خارج اور اختتام کلام دعا دوام دولت و اختتام
انسب و اولیٰ جانتا ہے یہ مصرعہ دعا پر مناسب ہے ختم کلام + اور مقدمات منظومہ مین قسم ہین اول
طرح اختصار اور دعا باہم ہو اور مکتوب کو اوس بیت پر ختم کرین دوم بعد اختصار کے دعا کیطرف ایما کیا جاے
اور دعا نثر یک نہو اس صورت مین دعا منثور مناسب ہے سوم ذکر اختصار پر اکتفا کرے دعا کا ذکر نکرینگے مگر لازم ہے
کہ اسکے بعد بھی دعا منثور ہو **نوع اول** نعت و دعا رسید سخن مختصر کنم + عالم بکام باد و سعادت مدام باد +
**نوع دوم** تا نگذرے ملیح و الا بر ملال + اب دعا پر خوب ہے ختم مقال + **نوع سوم** چون ز حد بگذشت جرأت
مختصر سازم سخن + بیش ازین تصدیع دادن شیوۂ خدام نیست + **دعوات طبقۂ اعلیٰ اعظم سلاطین**
رایات ظفر نگار نصرت شعار فتح موہ تک سعود باد و آیات جہانبانی محائف ادوار و اوراق روزگار پر تا ہنگام نشور
منشور رہے + **مولف** نور بخش مہر انور ہو تیرا بخت بلند + بوسہ گاہ چرخ اخضر ہو تیرا نعل سمند + **وزرا و ارباب**
وزارت و سایۂ جلالت صدمۂ زوال و آفت انتقال سے محفوظ رہے + **مولف** بسیط خاک زمین ہو جاودان
کہ تو خلاصہ ترکیب چار ارکان ہے + و علی ہذا القیاس **دعاے اختتام طبقۂ اشرف علما و فضلا**
لوح محفوظ خاطر اشرف کہ آئینۂ اسرار غیبی و عکس پذیر انوار لاریبی ہے مہبط فیض سبحانی اور مجمع فضل ربانی رہے
**مولف** حفیظ رحمان تیرا نگہبان ہو + تو نگہبان دین رحمان ہے + **زہاد و صلحا** اوقات طیبات
و ساعات بابرکات انتظام امور جمہور انام مین مصروف رہے + **مولف** نکہت فیض و لطف سے تیرے +
جان روحانیان معطر ہو + **طبقۂ اوسط** کیواسطے صفحۂ قبول و اقبال نقوش جاہ و جلال سے ہمیشہ
آراستہ اور صحیفۂ عشرت و شادمانی رقوم دولت و کامرانی سے پیراستہ رہے + **مولف** ذیل راہ تری ہو غبار

ازلی ؛ قرینِ حال ہے نور لطفِ لم یزلی ؛ عوام اوقاتِ شریف بخیر و خوبی گذران باد مؤلفؔ مددگار ہو رب
داور تیرا ؛ ہمیشہ رہے تخت پاور تیرا ؛ اخوانیات کیواسطے سعادتِ ابدی امدِ کرامتِ سرمدی قرین ایام
ہمایون اور رفیقِ اقبالِ روز افزون ہے مؤلفؔ ہمیشہ مہرِ شرف تیرا بیزوال رہے ؛ دعا گوئے نشان
رہینِ حال رہے اور عنوانِ مکاتیب یعنے سرنامہ خطوط کیواسطے طریقِ قدما شروع ہے بعضے تعریف
و توصیفِ مکتوب الیہ بلکہ لقب و اسم کو بھی بروجہہ تعظیم لکھتے ہیں اور بعضے صرف لقب پر اکتفا کرتے ہیں اور بعد از
ادب سے بہت قریب ہے اور یہیے نام و لقب سے سر نامہ ممکن ہوتے بلکہ صرف کوئی لفظ مشتمل بعجز و انکسار و عبودیت
وافتقار ملتمسات میں اور قسمِ بر محبت و اخلاص و مودت و اختصاص اخوانیات میں نگارش کرتے ہیں
یہہ طریقہ مشہور ہے اور اس وقت میں نام یا لقب مکتوب الیہ کا ایک کنارہ پر دعا کیطرح بجائے عنوان رقم
کرتے ہیں اور اکثر ایسا دیکھا ہے کہ اخوانیات میں کوئی بیت یا نثر کہ جس سے اظہارِ خصوصیت ہو لکھتے ہیں چنانچہ
ہم یہیں دونوں کی مثال دیتے ہیں باقی بھی اسکا پر قیاس کر لیا جائے فارسی میں یہہ مشہور ہے کہ شرف
از مطالعہ خداوندی ابد المجید و الحسنی با بحضرِ مرحمت آراستہ باد بالعز و الکرامۃ یا ملازمانِ حضرتِ عالی بزودی عزت
سروش گردانند یا بخدامِ عتبہ سپہر احتشام بسرعتِ عرض رسانند اور اردو میں ملازمانِ حضرتِ عالی عزت کرامت
شرفِ التفات سے مشرف کریں اور نظم کی مثال یہہ ہے فارسی میں شعر در وصفِ دوست حاجتِ عنوانِ نیست
مکتوبِ دلِ محبِ ارادت مشحون کی ہیت ؛ شعر کاتب کے خود نامہ خود بودے ؛ تا بجان در گریبان نسخ سودے ؛
اور اردو میں یہہ دو مثالیں کافی ہیں ؛ مؤلفؔ اے خطِ شوق جا کے وہاں دستبوس ہو ؛ میں سمجھا ہون
تجھکو کسکی جناب میں ؛ مؤلفؔ ای نامہ جبین خاک پہ ادل بعجز و ادب سے ؛ ہو سجے تو اگر خدمتِ عالی میں کسی کی
جبکہ شہزادہ خورد پرور اس مقام تک تقریر بیان کر چکا تو ارشاد کیا کہ ہمنے اسقدر مکتوبِ خطابی کا بیان کیا
اور اب مکتوبِ جوابی کا بھی تھوڑا سا تذکرہ کرتے ہیں اے دبیرِ خبیر و اے منشی کبیر دانانِ جملہ سخن الی
ہم آہنگِ انشا و مراسلات اور اہل کار نیہہ سنجان قواعد ابداعِ مکاتبات پر مخفی نہیں ہے کہ تمام ارکانِ مخاطبات
سوائے اختتامات کے مکاتیبِ جوابی سے بطرزِ جداگانہ ہیں اور خاص جوابیات کیواسطے سات رکن
مقرر ہیں اول افتتاح دوم مقدمہ باتوابع یعنے مفتتح اور وصف اور تتمہ سوم تعریفِ مکتوب چہارم
تعظیمِ مکتوب پنجم نتیجہ ششم مقابلہ ہفتم شکایت اول افتتاح اور وہ دو قسم ہے اصلی اور رسمی
اصلی وہ ہے کہ دیباچہ کتابت حضرت بدیع الانام کے نامِ فرخندہ انجام سے مزین و محلی ہو اور اگر وہ بطریق
براعتِ استہلال کہ جسکا بیان خطابیات میں مذکور ہوا تحریر کیا جائے تو بہتر ہے اور جوابیات میں جیسا سنا
معلوم ہو چنانچہ ہو الذی انزل الکتاب وغیرہ اور یہی سمجھے کہ اول کوئی بیت یا قطعہ مشتمل بر ذکر وردِ خط

کہ جسکا جواب لکھنا مطلوب ہے نگارش ہو خواہ طبقات میں خواہ اخوانیات میں اور اس سجع پر مراتب طبقہ
اعلےٰ چار پر اور طبقہ اشرف چھہ پر اور طبقہ اوسط دو پر منقسم ہوا ہم ہر طبقہ کیواسطے علے الاجمال
ایک دو شعر بطریق تمثیل بیان کرتے ہیں اور یہہ اشعار اگر مکاتیب اردو میں بھی بزبان فارسی تحریر ہوں تو
بہت مناسب ہے اسواسطے کہ ہمیشہ اساتذہ متقدمین نثر فارسی میں نظم عربی لکھتے ہیں سلاطین و خواقین
کیواسطے اے صبا منشور شاہ کامران آوردۂ ٭ مژدہ از حضرت شاہ زمان آوردۂ ٭ امرا و صدور
مقربین کیواسطے عنایت نامہ آورد قاصد از جناب او ٭ دلم آسودہ گشت و تازہ شد جان از خطاب او ٭
وزرا و اراکین دولت کیواسطے لخلخہ مہر و وفا از گلشن دولت وزید ٭ یعنے از نزدیک آصف نامۂ نامی رسید ٭
لوگ ہمایون کتابے چو پر خوشاب ٭ رسید از جناب وزارت مآب ٭ تمام ملازمین کیواسطے آنجا اے
باد صبا در کلبہ احزان ما ٭ انجمن منشور لیث از کجا آوردہ ٭ اور درجہ اشرف کیواسطے نقبا و سادات
وائمہ و قضات ہمایون نامہ آمد کہ از وے تازہ شد دلہا ٭ مہ بخشندہ طالع گشت در روشن شد از لمعاتش
مشائخ و زہاد کیواسطے آمد پیام آنکہ بیاش مبارک است ٭ جانم فدا کہ نامۂ ناش مبارک است ٭
ارباب مناصب شرعیہ کیواسطے لا اد نا اصل زمانہ خطاب ہے مرا رسید ٭ گوئے دلم بار دیگر خویشتن رسید
حکما و فضلا کیواسطے نزہے سعادت یمن لم یزل مرحمت
اور درجہ اوسط کیواسطے اعیان و مشاہیر مکتوب جانفزائے تو نزدیک من رسید ٭ آخر دلم بار زو
خویشتن رسید ٭ عوام الناس کیواسطے پیک مبارک است نسیم سحرگہی ٭ مشتاق را امید بر آرد الٰہی ٭
اور اخوانیات کیواسطے اشعار دوستانہ کی تحریر مناسب ہے خواہ ابیات ہوں خواہ قطعات چنانچہ ہم چند شعر ان
دونوں صورتوں پر بیان کرتے ہیں ابیات برائے اخوانیات

اے صبا این خط مشک افشان زمین آوردۂ ٭ یا نشان جا ستہ آن نازنین آوردۂ
آورد صبا از طرف یار پیامے ٭ الحمد للہ کہ رسیدیم بکامے
بحمد اللہ کہ آن یار گرامی ٭ مرا از نامہ خود ساخت نامی
ہزار جان گرامی فدائے نامہ دوست ٭ کہ نور دیدہ دل در رقوم نامۂ اوست
باد نوروز شمیم گل رعنا آورد ٭ یعنے از دوست پیامے بسوئے ما آورد
اے صبا لطف نمودی و صفا آوردی ٭ کہ ز جانان خبر مہر و وفا آوردی

قطعات برای اخوانیات

سہ خندہ قاصدے کہ رسید از دیار یار ٭ با نامۂ مشتمر زبان کلک مشکبار

یعنے مخاطبۂ نامی اور نامۂ گرامی نے وصف کہ جان بخشی میں اعجازِ مسیحائی کا دم بھرنیوالا اور نسیم صبح کیطرح غنچۂ دل شگفتہ کرنیوالا تھا تمہ مخلصوں کے روضۂ امید کو بہارِ مراد سے طراوت و نظارت بخشی نشاطِ عظام ہے مقفّیٰ

فتوحاتِ عالمِ اوب اور فیوضاتِ عرصۂ مقدس کہ بشارتِ کلام ہدایت انجام سے اشارت ہے وصف مشتمل معانی نہ آلیا بنا پنطق علیکم بالحق تمہ افقِ غیب اور تیغِ لاریب بوجہ حسن و حسنِ تحسین چہرہ کشا جلوہ نما ہوا اہلِ مشغب تسریعہ مقفّیٰ نسیم الطافِ الٰہی اور شمیم اعطافِ نامتناہی یعنے خطابِ مستطاب وصف روائح ریاحین سے زیادہ معطر اور فوائح لبانین سے زیادہ عنبر تمہ ودیعت مسعود اور زمانِ محمود میں تازگی بخشِ گلشنِ قلوب میں صدور ہوا ارباب حکمت کیواسطے ہے مقفّیٰ برکاتِ انفاسِ حکمت شعار اور نفحاتِ الہامِ الہام آثار یعنے مخاطبۂ شریف نے وصف کہ خاصیت اکسیرِ اعظم بلکہ برکتِ اعجازِ عیسیٰ مریم رکھتا تھا تمہ ورود اجلال سے جانِ تازہ بخشی اہلِ فضیلت کیواسطے صحیفۂ لطائفِ معانی و سفینۂ جواہرِ زواہرِ روحانی یعنے کتابِ بیمثال و خطابِ بیمثال نے وصف کہ آرایشِ علم و افضال سے پیراستہ اور پیرایۂ فضل و کمال سے آراستہ تھا تمہ سعادتِ نزول سے مسرتِ تازہ اور دولتِ درجۂ بیحد بے انداز بخشی طبقۂ اوسط کہ وہ منشکا ہے اصول واعیان کیواسطے ہے مقفّیٰ معاوضہ عزیز و کریم

و ملاطفۂ لازم الاعزاز و التکریم سے وصف

فوائد ... اور مایۂ حاوی

وخصوص کا سبب ہوا او ساط الناس ہے مقفّیٰ ملاطفہ مرغوب و معاوضہ مطلوب وصف

ہولے بوستان اور طرب افزائی وصالِ دوستاں تمہ خوب ترین اوقات اور بہترین ساعات میں سرکن احوانیات کیواسطے بھی بہ طرز ہے مقفّیٰ کلام مبارک پیام اور جامِ سعادت انجام کرامت ترجام وصف کہ گلدستۂ قدسی کی طرح دلآویز اور عنایۂ مجلس انس کے مانند طرب انگیز تھا تمہ مخلصانِ قدیم پر شرفِ نزولِ اقبال فرمایا اور پایۂ افتخار کنگرۂ افتخار پہونچایا اور فارسی میں بہ طریقۂ سلیس ہے چنانچہ مقفّیٰ مفاوضہ عنایت سمات و مخاطبۂ رعایت صفات وصف چون طلعتِ مشتری فرخندہ و چون چہرۂ ناہید درخشندہ تمہ بشعر بد توجہِ التفات انداخت و چشم احباب را منور ساخت و علیٰ ہذا القیاس قسم سوم تعریف مکتوب اور اسکا محل تمہ کے بعد ہے اور یہی وصف بجائے وصفِ جزئی بھی تحریر ہو سکتا ہے اور ظاہر ہے کہ مکتوب کی تعریف درحقیقت کاتب کی تعریف ہے پس جسقدر اوسمیں مبالغہ ہو سکے اتنی تعظیم زیادہ ظاہر ہو اور تعریف یا خطِ مکتوب سے منسوب ہوگی مثلاً جودتِ حروف اور لطافتِ ترکیب و صورت یا سلامتِ الفاظ و معانی فصاحت و بلاغت وغیرہ کا وصف اور یا کاتب سے نسبت دیجائیگی مگر بہتر یہی ہے کہ کل تعریف تحریر ہو اور خط و بلاغت کی تعریف ملوک و امرا و حکام کے مکاتیب میں شایانِ حال نہیں ہے اسواسطے کہ وہ تعریف اونکے



چنانچہ طبقۂ اعلیٰ کی مثال جیسے ملوک و سلاطین و بیگمات اور صاحبانِ عالی کا فروغِ انوارِ سخن
کلام الملوک ملوک الکلام کے اسرار اربابِ بصیرت پر آشکار کرتا تہا طبقۂ اشرف کیواسطے اور نوید بخشی کا
طلوع اور صبحِ کامگاری کا طلیعہ نور معتقدانِ قدیمی اور ارادتمندانِ صمیمی کیواسطے سبب تہیۂ اسبابِ سرفرازی اور مورد
نتیجۂ مقدماتِ سعادت و کارسازی ہوا فرد سعادتمنکہ ہمی جستم از خزانۂ غیب ٭ ہمان زمان کہ عطا از رسید
اخوانیات کیواسطے خدا علیم ہے کہ دماغِ عقل اور روائحِ اتصال کے نتائج سے معطر ہوا اور دیدۂ روح
اور جوامعِ قبول و اقبال سے منور ہوا فرد جانہ لطفِ تو آن نامۂ نامی کہ نوشتہ ٭ مرسانید بشامِ ال ما کو نشستہ

قطعہ

تعالی اللہ چہ نامہ ہست ایکہ از راہِ شرف باشد ٭ زلالِ فضل را منبع نہالِ لطف را گلشن
ز نیرش گشت غم زائل ز لطفش یافت جان راحت ٭ ز لطفش گشت دل تازہ ز خطش دیدہ روشن

قسمِ ششم مقابلہ اور نتیجہ کے اوسکا محل ہے اول یہہ کہ مقابل اون مضمونکے جو مکتوب سے حاصل
ہوے ہیں بمقابل اون عطوفت و رحمت کے مضمون مکتوب جسپر مشتمل ہو دیباچہ کلمے خدمت و عبودیت کے ہمراہ اسلام
تحیت کے علی قدر مراتب لکھے جاتے ہیں دوم یہہ کہ بطریقِ مقدرت اختیار ارسالِ تحفات و تحیات سے متعرض ہوں
اور بہ صورت ادب ہے ترتیب چنانچہ ہم ہر ایک کی مثال جداگانہ بیان کرتے ہیں مقابلہ نوعِ اول بمناسبت طبقات
و اخوانیات طبقۂ اعلیٰ کیواسطے مراحمِ خسروانہ اور عواطفِ بادشاہانہ کے مقابل میں وظائفِ اطاعت اور لوازم
ضراعت موقفِ عرض میں معروض رکہتا ہے طبقۂ اشرف کیواسطے ہر حرف کے برابر میں ہزار جواہر
خدمت و دعا اور ہر کلمہ کے مقابل میں ہزار درر غرر مدحت و ثنا بے ریب و ریا بصدق و صفا پیشکش کرتا ہے
اخوانیات کیواسطے آپکے لطف و کرم کے مقابل میں صورت اخلاص و دولتخواہی بصورت ہر کہ نقشبند ازل
خامۂ تقدیر سے لوحِ خاطر پر تسطیر کی تہی جلوہ گاہِ ظہور میں آئی مقابلہ نوعِ دوم اعتذار میں طبقۂ اعلیٰ کیواسطے
اس عواطفِ سلطانی اور مراحمِ خسروانی کا عذر و معذرت کہ اس نمک پروردۂ قدیمی اور بندۂ صمیمی کو جسسے سرافراز
رہا تہا حیزِ تقریر سے خارج اور حدِ تحریر سے متجاوز ہے شعر مولف ٭ ہوا زمانِ عمالِ سایہ گستر فرقِ احقر پر شہ اوسے
یہہ کمترین بندگان خلق ہما سمجہا ٭ طبقۂ اشرف کیواسطے عذر اس نامۂ شریف کا کہ فی الحقیقت تشریفنامہ اس
فقیرِ بے سیف کا ہے کس قلم سے رقم اور کس زبان سے بیان ہو سکے فرد مولف گرچہ اس لائق نہ تہا فدوی مگر امی الکرم
نوال و عال جہاں ہے انکا خلقِ اتم ٭ اخوانیات کیواسطے مخلص نوازی و فقیر پروری اور دولتخواہانِ قدیم
الطاف گستری اوس یگانۂ آفاق کے کرم و اخلاق سے بعید و غریب او بدیع و عجیب نہیں ہے منت مولف
لطف تجہسے ونی خود نصیب بوستان ٭ دیکہی باتیں نہیں ہیں بلکہ ہے رسم قدیم ٭ قسم ہفتم شکر میں اور وہ

اور ہمہ محبت خلیفہ شکر گزاری ہمارا سپاسداری کی مکتوب اب سے مشتاق احوال کاتب اور ازدیاد مناسبت نعمت بر ترتیب اور محبت سپاس
اور عنایت مکرمت رتبہ پر کہ مکتوب جو مضمون مفہوم ہوا ہو طبیعت مبتہا عالی کیواسطے جو کہ ترتیب قرین اور مشتمل بیچ
مضمون کرامت مشحون کے مسودۂ انتظام مہام امر فرمایا اور امر واحکام سے آگہ اور اک سبب انسجام ہاں مراتب سپاسداری
میں ہو چکا ما اور شکر جناب الٰہی ہوا ما بہ الحمد للہ حمداً تاماً ابداً اور شکر علی کمال حقیقۃ اشرف کیواسطے
جو کہ صحیفہ عالیشان معانی نشان سے مضامین سعادت زینت مملو اعلام رفعت اور ترقی جاہ و حشمت کا اول زیب
محض دعاگو صداقت سے تجدید شکر ادا کرتا ات اخوانیات کیواسطے جو کہ مکتوب مرقوم سے معلوم ہوا
کہ اسباب دولت واقبال اور سامان حشمت واجلال موجود ہے اور خیر بخت یاور فرخندہ مسعود ہے زمین
مسرت کو ترشحات حمد ربانی اور شکر سبحانی سے تازہ و سیراب اور سرسبز و شاداب کرتا ہے اسی ہر خطے فرحت
سے کہ جواب مکتوب میں اظہار عجز ہی کاتب کی تعریف کامل ہے اور لازم ہے کہ بیان عجز مکتوب جواں کے
اول لکھا ہے جو اور بنا بر اختصار کر کے جلد تر شرح احوال میں مشغول ہوں اور بہ تقریب شی کے ذہن میں علاوہ زینت
چنانچہ اوسکی مثال ایسے ہے جیسے قطرہ سرگردان جواب دریاے گوہر فشاں میں بے ادبی ہے اور ذرہ بیمقدار سے
خطاب خورشید عالم آرا محض بوالعجبی ہے نظم مولف کسی سے بھی کا ہرگز رقم جواب نہوا کوئی جواب لکھے بھی
تو با صواب نہو جبکہ تقریر دلپذیر شہزادہ ذیجاہ عالم پناہ کی اس مقام تک پہونچی فرمانروائے روزگار نے ارشاد کیا
کہ اے خرد پرور کہانتک کلام کو طول دوگے اور کبتک سلسلہ سخن کی رشتی دراز کروگے بس اب حاضرین مجلس کی
سمع خراشی کا خیال کرو اور دیکھو کہ کسقدر وقت منقضی ہو چکا ہے خرد پرور نے سکوت اختیار کیا اور تمام حاضرین دربار کیطرف
متوجہ ہو کر فرمایا کہ ای زمرۂ علما و مجمع فضلا اے گروہ امرا و اے جمعیت بلغا ایک ایام تمام ایک عجیب عالم محویت میں گذرا ہے
بحر زخار و طلاطم دریائے ناپیدا کنار حیرت میں تہا کہ خدا کا شکر ہے پہونچا اور تمہاری اوقات عزیز میں خلل انداز ہوا مگر
الحمد للہ کہ میں بہت جلد خبردار ہوگیا اور تمہارا وقت بہی زیادہ ضائع نہونے پایا سب نے عرض کی کہ اے زینت جمال
ولے غیرت حسان ہم اوسوقت کو اپنی عمر گرامی کا نتیجہ تصور کرتے ہیں اور اوقات عزیز کا خلاصہ جانتے ہیں کہ حضرت
آپ کے فیض ہمکلامی سے خرد افروز اور آپکے استماع تقریر سے بہرہ اندوز
ہوتے ہیں مولف تحریر کی تصویر سے تقریر تمہاری لو اب ہم ہوں
کہ تنہیں یا ہمہ تن چشم لو بادشاہ عرش بارگاہ نے فرزانہ روزگار کو
ہزار تحسین و آفرین خلعت گرانمایہ
مشرف کیا اور دربار برخاست

# باب دہم موسوم بہ عقل اول

## مؤلف

عالم مستی میں ہیں مدہوش رند بادہ نوش | فصل زہد و شور سے اور موسم جوش و خروش
ساقیا کیوں دم چراتا ہے ذرا میداں میں آ | جینے کی بات کیا ہے او نگاہ تیغ زن

جب ہیئت شہزادہ خورشید پیکر پہلوان نیز ذہن امتحان کے ریگستان میں رونق افزا ہوا طریقہ مشہور کے موافق فرزانہ روزگار غالب نامدار کے روبرو بامید حصول تعلیم جلوہ فرما ہوا اوستاد فرخ نہاد نے زبان ہدایت بیان سے ارشاد کیا کہ اے سعید کونین دام وجود داریں اب تم نے علوم اعلیٰ اور فنون اشرف میں ضروری کارروائی کے لائق دستگاہ لیاقت پیدا کرلی ہے اور عنایت بے نہایت حضرت رب العزت سے کسی مقام پر بند نہ ہوگے یہہ تمام باتیں تعلیم روحانی سے متعلق تھیں اب تعلیم جسمانی سے بھی بہرہ اندوزی نشان نصرت و فیروزی ہے یاد رکھو کہ قوت و توانائی ایک بڑی نعمت الہی ہے جو انسان قوی و زورمند ہوتا ہے اوسکی ذات سے کارہائے سخت انجام پاتے ہیں اور مہمات عظیم الانصرام قبول کرتے ہیں اور جو کوئی ضعیف و ناتوان ہوگا اوس سے ہرگز محنت و مشقت اور زور و قوت کے کام ہو سکیں گے اسلیئے کہ مرد ناتوان کو بار سر بھی وبال دوش ہوتا ہے پس بار مہمات کا کس طرح متحمل ہو سکے کا اوسکا رہا تے زور و قوت کو کس صورت سے انجام دیگا الغرض سواری اسپ تیز رفتار اور سگانہ گیر و دار امداد ہیں دولت بے زوال سے سوکہ جدال و قتال اور تمام کاروبار دنیا اور معاملات عقبیٰ زور و توانائی کے محتاج و حاجتمند ہیں علمائے دین اور حکمائے حکمت آئین نے کسب قوت کے لیئے ورزش و ریاضت کیطرف اشارت فرمائی ہے اسے خورشید پیکر مرد عاقل کو لازم ہے کہ سرانجام امورات دنیا اور انصرام مہمات عقبیٰ کیواسطے کسب قوت پر توجہہ مصروف رکھے اور یہ بھی مناسب ہے کہ زور و توانائی کے غرور سے عاجزوں اور ناتوانوں کا نتیجہ نہ مڑوڑے اور زور و ظلم سے زیر دستوں کو آزار نہ دے زیر دستوں کو رنج پہونچانا اور ضعیفوں کو آزار دینا شجاعوں کا کام نہیں بلکہ نامردوں کا شیوہ ہے اور شریفوں کا طریقہ نہیں بلکہ رذیلوں کا پیشہ ہے وحوش و طیور میں بھی کسی ذی روح کی ایذا رسانی کرتے آزار کا اندیشہ ہو مردمی و مردانگی سے بعید ہے بلکہ دشمن کیطرف سے بھی جبتک کچھہ ضرر نہ پہونچے نہ ستائیں اور جبتک کہ نقصان کو مال سے دفع کر سکیں جان کو خطرہ میں نہ ڈالیں اور بے آبروئی کے مقام پر کہ جہاں بے گناہ عزت جاتی ہو اگر جان کا دریغ نکریں تو جائز ہے کہ اہل عزت و حرمت ہرگز بے آبروئی و بیحرمتی کی زندگی نہیں گوارا کرتے چنانچہ یہہ مثل مشہور ہے **مثل** جان کی خیر مال اور عزت کی خیر جان اور بزرگوں کا قول ہے **قول** ایکدن کا شیر ہو کر جینے

اور سودان بیشتر ہو کر نہ جئے شجاع وہ ہے کہ سختی و مصیبت اور غم والم کے وقت خودکشی نکرے اور وہ جو
دانستہ اپنی جانِ عزیز کو معرضِ ہلاکت میں نڈالے کہ اس موت کا نام حرام موت ہے کہ جسکے باعث سے
مرکر بھی انسان عذابِ آخرت میں گرفتار ہوتا ہے مرد شجاع کا نشان عجب ہے کہ تکلیف و صعوبت کی حالت میں
ثابت و مستقل رہے اور بار شدائد و آلام کا متحمل ہو کلمات دانشمند کا قول ہے کہ ورزش سے رگ پٹھے چست
و درست ہوتے ہیں اور محنت و ریاضت کے باعث فضول بدن تحلیل ہوتا ہے اور عداوت جلد [illegible] ہو جانا
اور ہار یابی کہ جس میں ہمہ وجوہ رضائے الٰہی ہے زود ہو کی لئے نہایت الزم ہے اسواسطے کہ نقصانِ زور
و ورزش ہرگز مخفی نجو کیطرف میل و التفات نہیں کرنے کہ اعمالِ صحیحہ عمل ورزش کو باطل اور [illegible] عمل کو سبب
باطل کردیتے ہیں سوم ورزش مادہ نگا موسم ورزش کیواسطے بہتر ہے کہ حرارتِ موسم کے نہونے سے
عمل ورزش بوجہ احسن ادا ہو سکتا ہے جو لوگ ورزش کے مقید ہیں وہ گرمیوں میں بالکل موقوف تو نہیں کرتے
مگر تقلیل ضرور عمل میں لاتے ہیں اہل ورزش کی غذا دودھ اور گھی اور بیضۂ مرغ اور گوشت اور بادام
بھگو کر ورزش کیوقت بقدر خواہش اوسکو منہ میں رکھنا اور چبانا چاہیے اور خشک میوہ جیسے کہ بادام پستہ
اور اخروٹ اور کشمش و منقہ تقویت بدن اور تقویت اعصاب ہے اور نانِ گندم اور گوشت حلوان بقدر
اشتہا کھانا اور ترشی سے احتیاط ضرور اکھاڑا آلتِ ورزش کیواسطے ایک جگہ مقرر کرکے اوسکا نام
اکھاڑا قرار دیتے ہیں اور اوسکا یہ طریق ہے کہ سارے زمین کو ہاتھ بھر گہرا کھود کر اوسکے گرد اینٹیں
کرتے ہیں بالشت بھر احاطہ بلند ہو جاتا ہے بعد چیزیں لطیف اور پاکیزہ کو خوب باریک مٹی میں چھانکر تمام
زمین میں اسقدر بچھاتے ہیں کہ ایک بالشت سے کچھ زیادہ بھر جاتی ہے اسکے بعد دودھ اور تیل کا [illegible]
میں ملا کر مٹی کو اوسپر چھڑکتے ہیں یہانتک کہ وہ خاک ان چیزوں سے پرورده ہو جاتی ہے پھر اوس زمین میں کشتی
و ورزش کرتے ہیں اور ورزش کے رفت ہونے سے وہ مٹی بازوں اور بدن پر ملتے
اور مٹی کی یہ تاثیر ہے کہ جسم کو فربہ اور تر و تازہ کرتی ہے ورنہ خاک بالخاصیت خشک ہے مگر اس خاک
پرورده کا مزاج معتدل ہو یبوست زائل ہو جاتی ہے اور اس مٹی میں گرنے پڑنے اور چوٹ سے نقصان نہیں ہوتا
بلکہ نفع حاصل ہوتا ہے اور ورزش کی بہت قسمیں ہیں چنانچہ ڈنڈ اور اسکی بھی مختلف صورتیں ہیں سینہ کے بل
ہاتھ بلند اور پاؤں ہاتھوں سے زمین پست میں رکھکر ڈنڈ کرتے ہیں اس قسم کے ڈنڈ سے اعضائے اسفل
میں زیادہ قوت حاصل ہوتی ہے اور اعضائے اعلے میں کمتر لیکن بہتر و مقبول شکل ڈنڈ کیواسطے جو حکیموں
اور عقلمند پہلوانوں نے پسند کی ہے اور جسمے تمام اعضا اور رگ و پٹے اور استخوان و مفاصل میں
زیادہ قوت کامل ہوتی ہے کہ ہموار و سطح زمین پر ڈنڈ کریں ڈنڈ کا قاعدہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو

ایک دوسرے کے مقابل مین بالشت کشادہ اور دونون پیرون کو ہاتھونکی نسبت تھوڑا سا نزدیک اڑہائی
بالشت کے فاصلے پر رکھین ہاتھون اور پیرونکے درمیان پانچ بالشت کا فاصلہ رکھکر ڈنڈ شروع کرین اور
احتیاط شرط ہے کہ دست و پا اور پیٹ و گردن اور سر وغیرہ کو ڈنڈ کرنیکے وقت کج نکرین اپنی وضع اصلی پر
رکھین کہ یہہ امر اس فن کے آداب مین داخل ہے اور جب ڈنڈ کرین تو سر و سینہ کو آگے زیادہ تر نہ کھینچین اور
موںہہ بند رکھین اور سانس کو دیر دیر مین آہستگی و آسانی کے ساتھہ سوراخ بینی سے باہر نکالین اور ابتدا
مین زیادہ تر جلدی نفس نکرین کہ اوس سے امراض پیدا ہوتے ہین اور بہتر ہے کہ ڈنڈ کرنے وقت کہانڈ کی
ڈلی یا لطیف چیز کہ مقوی و تسکین بخش ہو موںہہ مین رکھین اسلئے کہ اگر خالی دہن رہکر ڈنڈ کرین تو حلق کی
خشکی لاحق ہوتی ہے اور آنکھون مین حلقہ پڑجاتے ہین الحاصل اس ترکیب سے روز اول پانچ ڈنڈ کرین اور بمقدار
طاقت ہر روز زیادہ بڑہاتے جائین یہانتک کہ بتدریج سو دو سو پانسو ہزار دو ہزار کی نوبت پہونچے اور بڑا
فائدہ اسکا یہہ ہے کہ ایک دفعہ جسقدر ہو سکین اوسقدر ڈنڈ کرین اوسکے بعد ایستادہ ہوکر دم لین اور بازو
اور کہنی اور کلائی کو مالش دین اور ٹہلتے جائین کہ دم درست ہو اور بدن کی گرمی کم پڑے بعد ازان پہر مشغول
ہون اور اگر یہہ جسقدر ڈنڈ کر سکین کرتے جائین اور دیکہین اونکا شمار مناسب ہے پہر بدستور اول کہڑے ہوکر دم
راست کرین اور آرام لین ڈنڈ کا فائدہ یہہ ہے کہ تمام اعضا اور رگ و پے اور استخوان و مفاصل کو طاقت
و قوت حاصل ہوتی ہے اسکے سوا ڈنڈ کی مختلف صورتین اور بھی ہین چنانچہ شیر ڈنڈ اور چکر ڈنڈ اور
ہنومان ڈنڈ وغیرہ اور ایک قسم ڈنڈ کی کہ جسکو ناگ ڈنڈ کہتے ہین سب مین زیادہ مشکل ہے اسکا
یہہ طریق ہے کہ چارپائی پر کچھ وزن اپنے جسم سے زیادہ رکھکر دونون پاؤن اوسکی رسی مین پہنسا کر تمام
بدنکو ڈنڈ کے طریق پر پڑا رہتے ہین اور ہاتھہ کا سہارا کسی چیز پر نہین دیتے فقط جسطرح سانپ لہراتا ہے
اسیطرح صرف پنجون کے بل تمام بدن کو معلق لہرا کر سمیٹ لیتے ہین اور یہہ نہایت سخت ڈنڈ ہے جب تک
بدن کمال مشق اور لوچ حاصل نہین کر لیتا اوسوقت تک نہ کرین۔

یہہ رکھکر ڈنڈ پیلتے ہین اور بعضے کہ
اسقدر کہینچکر نیچے جہکاتے ہین کہ ڈالی تک کے اندر زمین روند ہو جاتا ہے اور بعضے آدمی ہتہی پر ہاتہہ
جما کر ڈنڈ کیا کرتے ہین یہہ ہتہیان ایک وزن دار لکڑی کی بنائی جاتی ہین چنانچہ اون کی شکل یہہ ہے





اور بل توڑ اس کثرت کیواسطے ایک عمدہ آلہ ہے جسکے دونون جانب لکڑی کے تختے ہوتے ہین اور بیچ مین ایک
لمبی سی لگائی جاتی ہے کہ دونون طرف ہاتہ سے پکڑ کر سینہ تک لیجاتے ہین اور جس وقت عمل ہوتا ہے تو ہاتہ زور سے اور سینہ و بازو مین قوت

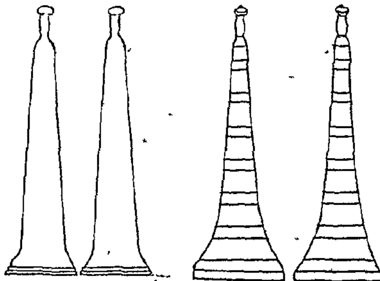
بیٹہک اسسے پنڈلیان اور رانین پر قوت ہوتی ہین اس ورزش کا قاعدہ کر تک پہونچا ہے بیٹہک کا
قاعدہ یہہ ہے کہ دونون پاؤن زمین پر برابر قائم کرکے سر کو بطور سیدہ ایستادہ ہوکر کمال راستی سے
گردن اور سر اور پشت ہموار رہے جلسہ کے قریب زمین کے نزدیک بیٹہنے کا ارادہ کرکے پہر کہڑے ہوجائین
اور دونون پاؤن اپنی اپنی جگہہ سے پیچہے ہٹائین پہر دونون پاؤن یکبارگی اول جگہہ پر لیجاکر نصف
جلسے کے قریب نیچے ہوکر بدستور سابق پیچہے ہٹ جائین اور اسیطریق پر ہم متواتر سو دو سو بلکہ ہزار
دو ہزار بیٹہک لگاتے ہین اگرچہ اسکے اور بہی چند مختلف طریقے ہین لیکن سب مین یہی طرز بہتر و پسندیدہ ہے
موردچال اس ورزش سے ہاتہ کے نیچے اور کلائیان اور بازو اور شانے اور گردن وغیرہ فربہ
و تنومند ہوتے ہین اور سر و دماغ مین بہی قوت پہونچتی ہے اسکی یہہ ترکیب ہے کہ دونون ہاتہ زمین پر
برابر ٹیک کر اپنے جسم کا تمام وزن اون پر سنبہالتے ہین بعد سارا جسم الٹ کر
بالکل دونون پاؤن بلند کردیتے ہین اور صرف ہاتہون کے بل کہڑے
ہوکر اسطرح چلتے ہین ابتدا مین اس کی مشق کے واسطے پاؤن کو کسی دیوار پر ٹیک
سہارا دیتے ہین یہان تک اس ورزش کو کرتے ہین اور جسم کو جس وقت
ہاتہون پر اوٹہا لینے کی قوت بہم پہونچتی ہے تو پہر ہاتہون کے بل چلنا شروع
کرتے ہین اب اس کا نام موردچال ہے اور بدن کے توڑنے کے لئے اوسی طرح
پاؤن کو دوسری جانب خمیدہ کرکے زمین کے قریب لانے سے کمر مین
لوچ اور لچک اور قوت پیدا ہوتی ہے چنانچہ دونون اندازون کی یہہ صورت ہے



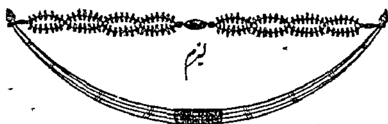




مگدر اس کثرت سے ہاتھہ اور بازو اور شانے اور گردن اور اچلے سینہ تیار و توانا ہوتے ہین
مگدر کے ہاتھہ دو طرح کے مشہور و معروف ہین ایک رومالی دوسرے بغلی رومال ہاتھون سے شانے تیار
ہوتے ہین اور بغلی سے بغلین اور مگدر ہلانے کیوقت بہی حبس دم کی رعایت ضرور ہے انکو بہی بتدریج زیادہ
کرین کہ ہزار دو ہزار کی نوبت پہونچے اور پیشتر ہلکے مگدر سے شروع کرکے بہاری مگدر کی مشق بڑہاتے جائین
ان ہاتھون کے سوا چرخی کے ہاتھہ اور چوتکے وغیرہ چند قسمین اور بہی ہین اور بعضے مشاق مگدرون مین
سلاخہائے آہنین لگاتے ہین اور اون خاردار گران وزن مگدرون کو نہایت خوبصورتی کے ساتھہ
جسم سے بالکل علحدہ ہلاتے ہین اور صنعتگری سے اپنا تمام بدن بچاتے ہین چنانچہ مگدر کی تصویر یہ ہے

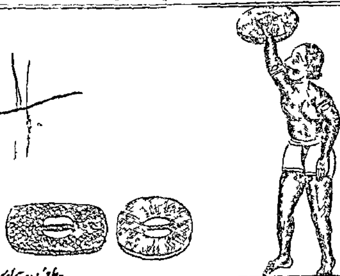


لیزم کی کثرت سے تقویت اعضائے اعلے کو سینے کمر سے سر تک قوت حاصل ہوتی ہے ستار
کی ورزش بہی انواعِ مختلف اور اوضاعِ گوناگون پر اختراع کی ہے بعضے اس ورزش مین لیزم کی
آواز سے کلمۂ طیب ادا کرتے ہین اور بعضے تمام اعضا کو جداگانہ طریق پر کمان لیزم سے باہر نکالتے ہین
اور عجیب وغریب صنعتین ظاہر کرتے ہین لیزم ہلانے سے فوراً جسم پر موزونیت کا اثر پیدا
ہو جاتا ہے اور بدن مین جامہ زیبی کی صفت آجاتی ہے لیزم کی صورت یہہ ہے




زور آزمائی کے واسطے چند قسمین اور بہی ہین چنانچہ پنجہ اور کلائی وغیرہ پنجہ یہہ ہے کہ
داہنے ہاتہہ کی اونگلیون مین اپنے داہنے ہاتہہ کی اونگلیان ڈالکر خوب گانٹہہ لیتے ہین اور اپنی
چہنگلی کیطرف زور کر کے انگوٹہے کیطرف سے ہاتہہ کو گردش دینی شروع کرتے ہین اسکے واسطے
بہی بہت کچہہ داؤ پیچ مقرر ہین مگر اصل اصول یہہ ہے کہ پیشتر حریف کی طاقت سنبہالنے کا قصد کرے
اور خود زور نکرے بیٹہے جبکہ حریف کی طاقت پوری ہو چکے تو اوسوقت اپنا زور کر گذرے
چونکہ یہ عمدہ پیچ پنجی ہے یعنے حریف جسوقت زور کر کے پنجے کو ریلنا شروع کرے تو خود بہی
آہستہ اپنا ہاتہہ ہٹاتے جائین جب وہ سمجہے کہ اب مینے ہاتہہ دبا لیا ہے اور خوب ریلے تو
یکبارگی جہٹکا دیکر اپنے سامنے کہینچ لائین اور اوسکے ہاتہہ کو بے قابو کر کے پنجہ مروڑ دین اور جب
وہ پنجی کرنیکے واسطے ہاتہہ کہینچنے کا ارادہ کرے تو خود اپنا ہاتہہ آگے بڑہاتے ہوئے دفعتہ موقع پاکر
پنجی کر جائین اور بعضے لوگ ہاتہہ ہاتہہ سے بہی پنجہ کرتے ہین مگر پنجے مین اکثر اوقات اونگلیونکا ضرر
ہو جایا کرتا ہے کلائی کا زور بہی علے ہذا القیاس کچہہ عمدہ زور نہین اسکا یہہ طریق ہے کہ جو
کلائی کی گرفت کرتا ہے تو اوسوقت اپنے ہاتہہ کی گادی سے اوسکی کلائی کو اوتار کراتے
ہین اور اسکے واسطے بہت کچہہ گاوزوری کرتے ہین لیکن اکثر دیکہا ہے کہ جو شخص پنجہ یا کلائی کا
زیادہ رسکتے ہین تو اوسکے جسم کی تمام قوت اونکے ہاتہہ مین آجاتی ہے اور جسم کمزور ہو جاتا

نال ایک بھاری پتھر کا میٹھا حالی ہوتا ہے ... ریاضت کرتے وقت ایک ہاتھ سے کہتے ہیں اسکو بلند کر کے ہاتھ سے اوٹھاتے ہیں اور سر سے بلند کر کے سیدھا نال اوٹھاتے ہیں۔ ہر ایک ریاضت وزن ملیگی



...طرف رہے اور

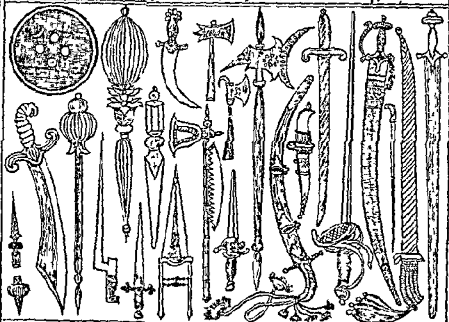
کشتی ایک عمدہ فن ہے اسکے تین سو ساٹھ مدعا جرہ صحت ہیں مگر ایک اصول ہے واہنے طرف وہ رہتے ہیں جب حریف سے کشتی ہونے لگے تو اوسکے مد میں آنکھ پر بکر سیف کو ہاتھ میں محرف آنکو دیدہ و دانستہ حریف کے حوالہ کر دیں یہانتک کہ حریف ترقی رہے اور کلائی کو ملائم کر کے جانب ... مستقل ایسا حریف پر قائم کرے اوسکو کھاٹ سپر ہولی ہے اوسکو سیدھا لٹکا کر اسطرح حرکت دے کو سامنے لاتے ... پیچھے لیجاتے اور دونون زانو خمیدہ رکھے اور پا چپ پر تمام جسم کا دلیل پائے راست کو سبک رکھے اور چشم کو چشم حریف سے چار کر کے نہایت زور و قوت سے حریف ... لگاتے اور پا چپ کو اسقدر محکم رکھے کہ میخ کیطرح اپنے مقام پر قائم رہے اور مطلق جنبش نکرے ... پا راست کو نرم رکھے کہ حریف پر حملہ کرتے وقت آگے بڑھ جاتے اور حریف کی چوٹ روکنے کے ... پائے چپ کے برابر آجاتے جبکہ بند اس وضع سے ایستادہ ہوتا ہے تو اوسکی شکل و صورت سے لطف عالی نظر آتا ہے سینے اور سکا سر عین کی جگہہ اور جس ہاتھ میں سیف ہے وہ لام موافق اور نیچے کا دہڑ پائے سکوس کے طور پر ظاہر ہوتا ہے سوم قواعد ضرب کہ جسکو داؤ کہتے ہیں اسے جزو بزرو اصل مین داؤ چہرہ مین طمانچہ باہرہ کرک پالٹ سر ہول طمانچہ وہ ہے کہ داہنی طرف سے اعضائے اعلے پر لگائیں اور باہرہ بائیں طرف سے اعضائے اعلے پر لگائیں اور کرک وہ ہے کہ داہنی طرف سے اعضائے اسفل میں اور پالٹ بائیں طرف سے اعضائے اسفل مین لگائیں اور سر وہ ہے کہ سر پر لگائیں

سیف بازی نہایت برگزیدہ اور ستودہ فن ہے اس فن میں جسقدر قصے اور کہاوتیں ہیں اونکا
بیان دشوار ہے اگر اس فن کے کامل سے ایسے سو آدمی جو اس فن سے بیخبر ہوں تیغ و خنجر اور تیر و کمان اور
گرز و سنان سے اوسپر حملہ کریں تو کسیصورت غالب نہیں ہو سکتے اور وہ جب کسی پر حملہ آور ہو تو قدرت رکھتا ہے
کہ مقتول و مجروح کرے لیکن بندوق سے عاجز ہے اسلئے کہ دور سے اوسکا کام تمام کر دیتی ہے اس فن بزرگ
اس فن گرامی کا اہلِ اصول چار باتیں ہیں اول جانگری کہ جسکو سیف بازیئے بیکیت اپنی اصطلاح میں
پینترا کہتے ہیں دوم قواعد جانگری کہ جسکو اونکے محاورہ میں وہج کہتے ہیں سوم حریف کی ضربونکا
بچاؤ کہ جسکو روک کہتے ہیں چہارم حریف کو مارنیکا طریقہ کہ جسکو ہنرمندونکی اصطلاح میں داؤ کہتے ہیں
اسکے سوا اور بھی بہت کچھہ اصطلاحیں مقرر ہیں مگر فنِ سیف کی بیخ و بنیاد انہیں چار قاعدوں پر مبنی ہے
پہلے پینترا اور اسکے واسطے زمین وسیع و فراخ چاہیے کہ جائے تنگ میں پینترے چلنا دشوار ہے پس
جبکہ حریف مقابل ہو تو ہنرمند کو لازم ہے کہ اپنی آنکھہ اوسکی آنکھہ سے لڑاوے اور حریف سے غافل بلکہ
کہ غفلت و بیخبری سے چشم زدن میں اپنا کام پورا کرلیتا ہے اور پینترا چلنے والا ایک مقام
زور آزمائی کیواسطے جہد . اور جستجو سے ایک مقام سے دوسرے مقام پر جست کرتا ہے اور تمام ہوشیار
جاتے ہاتھہ کی اونگلیوں میں کہ ضربِ حریف سے خود محفوظ رہے اور اپنی ضرب ہر طرح حریف پر
چھنگلی کیطرف زور کرکے انگوٹھے کیطرف ہنرمند توانا سے بوجہ احسن ظہور میں آتا ہے اور مرد ناتوان
بھی بہت کچھہ داؤ پیچ مقرر ہیں مگر اہلِ اصول نے پہلے انکو مناسب سمجھا کہ ہنرمند ورزش سے
اور خود زور نکر بیٹھے جبکہ حریف کی طاقت پوری ہو چکے تو اوسوقت سے داؤ پیچ اور ہنر کی داؤ
بچوں نہیں عمدہ پیچ پنجی ہے یعنے حریف جسوقت زور کرکے پنجے کو ریلتا ہے تو ہنرمند اپنا ہاتھہ ہم
آہستہ اپنا ہاتھہ ہٹانے جائیں جب وہ سمجھے کہ اب میں نے ہاتھہ دبالیا ہے اور خوب بڑھون انہوں نکو
یکبارگی جھٹکا دیکر اپنے سامنے کھینچ لائیں اور اوسکے ہاتھہ کو بے قابو کرکے پنجہ مروڑ دیں اگر اسمین
وہ بھی کرنیکے واسطے ہاتھہ کھینچنے کا ارادہ کرے تو خود اپنا ہاتھہ آگے بڑھاتے ہوئے دفعتہ
بھی کر جائیں اور بعضے لوگ ہاتھہ اپنا ایسے بھی پنجہ کرتے ہیں مگر پنجے میں اکثر اوقات اونگلیونکا ٹوٹنا
ہو جایا کرتا ہے کلائی کا زور بھی علیٰ ہذا القیاس کچھہ عمدہ زور نہیں اسکا یہہ طریق ہے کہ جب حریف
کلائی کی گرفت کرتا ہے تو اوسوقت اپنے ہاتھہ کی گادی سے اوسکی کلائی کو اوتار کر اپنی کلائی چڑھا
ہیں اور اسکے واسطے بہت کچھہ گاؤ زوری کرتے ہیں لیکن اکثر دیکھا ہے کہ جو شخص پنجہ یا کلائی کا ربط
زیادہ رکھتے ہیں تو اونکے جسم کی تمام قوت اونکے ہاتھہ میں آجاتی ہے اور جسم کمزور ہو جاتا ہے

انہون کو سر کے برابر دراز رکہے اور حریف پر متواتر چوٹین لگاے اور جب حریف حملہ کرے تو جست
کرکے اوسکا وار خالی دے گا دوم مکہہ ورج اسکا یہہ دستور ہے کہ سیف و سپر کے دونون ہاتہہ برابر
اور کشادہ ہون اور گردن کو حریف کیطرف خم و بکر شمشیر و سپر کے ہاتہون کو گردش دیتا ہوا اپنی ضربین
حریف پر لگاتے اور حریف کی ضربین خالی دے چہارم ورج اسکا یہہ انداز ہے کہ جسوقت میدان مین حریف سے
مقابلہ ہو تو جسم اپنے اختیار مین رکہے اور قابو کے ساتہہ کبہی قدم آگے بڑہاتے اور کبہی پیچہے ہٹاتے اور
اپنا تمام بدن چست و درست کرکے سیف و سپر دونون ہاتہہ سینے کے مقابل دراز کرکے ہنرا چلے
اور حریف پر ضرب لگا کر بجلی کیطرح جست کرکے ضرب حریف سے علحدہ ہوتا جاے پنجم علیمد اور یہہ ورج
سب مین بہتر ہے اس ورج مین سب سے زیادہ عجیب و غریب یہہ بات ہے کہ اس وضع مین ہنرا چلنے
والیکے تمام جسم سے لفظ علی نمایان ہوتا ہے اسکا یہہ طریق ہے کہ رو بقبلہ ایستادہ ہو کر بایان پاؤن
اسطور پر رکہے کہ ایڑی شمال کیطرف اور پنجہ جنوب کیطرف رہے اور داہنا پاؤن مغرب کیطرف
اس طور پر رکہین کہ اوسکی ایڑی بائین پاؤن کے ٹخنے سے مقابل ہو پشت مشرق کیطرف رہے اور
دونون پیرو مین نو یا دس گرہ کا فاصلہ ہو اور دست راست کہ جسمین سیف ہوتی ہے داہنے طرف
سینے سے ایک بالشت آگے رکہے اور کلائی کو بائین طرف تہوڑا سا خم دیکر سیف کو ہاتہہ مین منحرف
قائم کرے اور پہلوے راست کیطرف سے حریف سے آنکہہ لڑتی رہے اور کلائی کو لام کرکے جانب
بائین ذرا سا پیچ دے اور دست چپ کہ جسمین سپر ہوتی ہے اوسکو سیدہا لٹکا کر اسطرح حرکت دے
کہ کبہی سپر کو سامنے لاتے کبہی پیٹہہ کے پیچہے لیجاتے اور دونون زانو خمیدہ رکہے اور پاے چپ پر تمام جسم کا
وزن دیکر پاے راست کو سبک رکہے اور چشم کو چشم حریف سے چار کرکے نہایت زور و قوت سے حریف پر
ضرب لگاتے اور پاے چپ کو اسقدر محکم رکہے کہ میخ کیطرح اپنے مقام پر قائم رہے اور مطلق جنبش نکرے
اور پاے راست کو نرم رکہے کہ حریف پر حملہ کرنیکے وقت آگے بڑہ جاے اور حریف کی چوٹ روکنے کے وقت
پاے چپ کے برابر آجاے جبکہ ہنرمند اس ورج سے ایستادہ ہوتا ہے تو اوسکی شکل و صورت سے لفظ علی
نظر آتا ہے یعنے اوسکا سر عین کی جگہہ اور جب ہاتہہ مین سیف ہے وہ لام کے موافق اور نیچے کا دہڑ یے
معکوس کے طور پر ظاہر ہوتا ہے سوم قوائین ضرب کہ جسکو داؤ کہتے ہین اے خرد بزرگ اصل مین داؤ
چہہ مین طمانچہ باہرہ کڑک پالٹ سر ہول دطمانچہ وہ ہے کہ داہنی طرف سے اعضای
اعلیٰ پر لگاتین اور باہرہ بائین طرف سے اعضاے اعلیٰ پر لگائین اور کڑک وہ ہے کہ داہنی طرف سے
اعضاے اسفل مین اور پالٹ بائین طرف سے اعضاے اسفل مین لگاتین اور سر وہ ہے کہ سر پر لگائین

اور ہول دیئے کہ برق کیطرح سینہ پی سیف اور شکم پر لیا اسی سبب سے ہاتھ آگے بیا اور باقی
نوع بکثرت اور استاد وہی جانتے ہیں جو دونوں کی سرے اور انہی تمام اونچاس داؤ نکالے ہیں
اور یہ چہرہ بھی اونچاس داخل ہیں اس چہرہ سوا سینتالیس داؤ میں چہارم قاعدہ حفظ میں روک
ابھی ہے جو بیان کیا کہ اونچاس داؤ میں چہرہ اول میں یہ ہے طمانچہ باہرہ کڑک بالٹ سپر ہول
اس اس چہرہ داؤ کی روک بھی کہ تمام روکوں کی اصل ہے یاد رکھنی چاہئے جب حریف طمانچہ پر
سیف لگاتے تو اوسکے روک کا یہ قاعدہ ہے کہ فی الفور ہاتھ راست کو اپنے سینے متصل کرکے
قبضہ سیف و سپر کو طمانچہ کے قریب لاتے کہ حریف کی چوٹ سپر پر پڑے اور پھلوٹے جب حریف کی
آنکھ میں آنکھ وقت چوکے رہے اور حریف باہرہ لگاوے بائیں طرف کو طمانچہ تو اوسکو بھی اسیطرح سے
اور اگر حریف کڑک لگاتے اور تا رسیع ہو تو برق کیطرح حرکت کرکے پیچھے ہٹ جاوے ورنہ سپر کو گردن کے
مقابل میں برقائم کرے اور پاؤں اوٹھاکر ہٹائے تاکہ ضرب حریف سیف پر پڑے اور حریف
بالٹ لگاتے بائیں طرف کی ٹرپ تو اوسکو بھی جانے گڑپ کیطرح روکے اور حریف سر اپنے
سینے سر پر چوٹ لگاتے تو فی الفور ہاتھ راست کو اوٹھاکر اپنے چہرے پاس لاتے اور سیف کو اپنے
کاندھے پر رکھکر سپر کو سر پر لاتے اور کمر اور دونوں زانو خمیدہ کرکے اپنی آنکھ حریف کی آنکھ پر رکھے
ضرب حریف کو سپر پر لے اور حریف ہول مارے تو اوسکی دو صورتیں ہیں اگر اعضائے اعلی کیطرف
فی الفور پیش پر شبہ کرکے سیف و سپر سے ضرب حریف کو رد کرے اور جو حریف سینہ و شکم پر ہول
دے تو لازم ہے کہ چیرا دیکر یا ویر تو اکبرا ہو کہ حریف کی ہول خالی جاتے اسے ضرب پر یورش الحاصل
فن سیف بازی میں چستی و چالاکی اور قوت اعضا اور جولانی ہوش و حواس اور تیزی چشم کہ آنکھ کی
پتلی ہر طرف گرداں ہو نہایت لازم و ضروری ہیں اور اصل مطلب اس ہنر کا یہی ہے کہ حریف کی ضرب
خالی دے یا سپر پر پڑے اور اپنی ضرب جسم حریف پر پہونچ جاتے اور یا اوسکا کام تمام کرے وعلے ہذالقیاس
سینتالیس داؤ کی روک کو بھی سمجھنا ہو قاعدہ ہے قبضہ سیف کی گرفت اس طریق پر ہے
کہ قبضہ جسکو زبان ہندی میں تیلی کہتے ہیں پانچ اونگلیوں سے پکڑ کر اونگلیوں کا سرا ہتیلی سے جدا
رکہیں اور سر انگشت کو سبابہ پر رکہکر اسقدر زور و قوت سے قبضہ پکڑیں کہ جنبش تک نہ ہو اسلئے
کہ اگر قبضہ ہاتھ میں سست ہوتا ہے تو ہتیلی کو صدمہ پہونچتا ہے اور بسا اوقات ضرب کیوقت
سیف بھی ہاتھ سے گر پڑتی ہے اور سیف سار کے پیچ کا جوڑ سیف کی دھار سے مقابل رہے کہ ورنہ
اور سپر بھی چوٹ پڑے اگرچہ سبب اس فن کی بابا استادان تمکو سکھلائی ہیں یہی جنرل الصح

اور داؤ اور روک گراب اور سنو کہ انکی اصطلاح میں فن سیف دو قسم پر مشہور و معروف ہے اول انگ دوم
دو انگ انگ وہ ہے کہ صرف بغیر سپر کے تنہا سیف سے جنگ کرے اور حریف کی چوٹ اپنی سیف پر روکے اور
دو انگ وہ ہے کہ شمشیر و سپر دونوں سے جنگ کرے گو اس فن کے کمال والوں کا یہہ قول ہے کہ انگ [illegible] ہے اور دو
انگ [illegible] جنگ کرے اور دو انگ سے یہہ مطلب ہے کہ سوار ہو کر لڑائی میں مصروف ہوا مقصود ہے کہ انگ زبان اہل ہند میں
جسم کو کہتے ہیں پس انگ پیادے کے جسم واحد سے اور دو انگ سوار و اسب دونو کے جسم سے مقصود ہے اور
کہائی اسے عبارت ہے کہ وہ چہہ چوٹیں جو اصول ہیں اونکو علی الترتیب لگاویں چنانچہ اول طمانچہ پھر بانہہ اور [illegible]
مونڈ [illegible] اور [illegible] پھر سر اور پہول ان سب ضربوں کو ترتیب وار کہائی کہتے ہیں اور چھپا نشان وار مار اور [illegible] سے عبارت ہے



اسے خرد مرد اور استادان کامل نے چھوٹے ہتھیار روک کے بچنے کے واسطے جیسے کہ خنجر اور چھری وغیرہ ہیں
ایک فن ایجاد کیا ہے اور اسکو بانک کہتے ہیں بانک بھی فن عجیب و غریب ہے اس فن والا بغیر بندوق کے
کسی ہتھیار سے زخمی نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ تیر و کمان کو بھی اپنی صنعت و ہنر سے روک لیتا ہے اور شمشیر و خنجر
اور سنان و سنگ فلاخن وغیرہ کو باسانی بچا کر محفوظ رہ سکتا ہے بانک باز اگرچہ مرد تنخی ہو اور حریف اس فن سے
بیخبر ہر چند کہ قوت بازو میں رستم ثانی ہو مگر جس وقت بانک والے کے پیچ میں آ جاتا ہے تو [illegible] یہہ حال ہوتا ہے
جیسے جو بالی کے پنجے میں اسیر ہو گیا بانک کے پیچ تمام و کمال پچاس ہیں اور ان میں چار گہائیاں اور
[illegible] نامتن طرح کے اور آٹھ پیچ سامنے کے اور تین پیچ مختلف ہیں [illegible]
[illegible] یہہ چار گہائیاں ہیں اور داہنی طرف کے [illegible]

کاٹنا بیٹھک اڑمی اندرا جھکا پنجہ بند کاٹنا پلٹا ٹالنا جتا جھکا اڑنا اوچھال دوہرا
دشمن کش مار بند بال ساگر امنگ بند بنگ بند اونٹا جگ بٹ تنا جیلا وا اور بائین طرف کے
تیرہ پیچ یہہ ہین چور بگا پتا فتح پیچ جھپکی نغلی بغلی پہانسی اڑنا اوچھال بند انا اڑنا اوچھالا ادھم
حرامی کش دو پیچہ گلجند انگوٹھا اور سامنے کے آٹھ پیچ یہہ ہین شیر زور دستبند کہنی بند
اسپنا دہولی پاٹا سینا جکر سلطانی اور مختلف پیچ یہہ ہین کمر کی رسی کپڑے کا پیچ
اور بانک والونکی اصطلاح مین حریف کے پیچ کو رد کرنیکے واسطے سات باتین مقرر ہین ایک بگاڑ
دوسرے بیٹھ تیسرے اڑکا چوتھے توڑ پانچوین جوڑ چھٹے بند ساتوین پیر بند
بگاڑ اوسکو کہتے ہین کہ جب حریف کوئی پیچ کرے تو یہہ اپنے دونوں ہاتھوں مین خم دیکر بیٹھے کوئی پیچ
نہو سکے گا بیٹھ اوسکو کہتے ہین کہ جب حریف کوئی پیچ کرے تو یہہ اوسکا ہاتھ چھوڑ دے پیچ کی
اصل ہی جاتی رہے گی اڑکا اوسکو کہتے ہین کہ جب حریف کوئی پیچ کرے تو یہہ اپنا پیر یا ہاتھ بڑھا کر اس
طرح بیچ مین حائل کر دے کہ اوسکا پیچ نہو سکے توڑ اوسکو کہتے ہین کہ جب حریف کوئی پیچ کرے تو یہہ اوسکے
پیچ کے درمیان مین اوسکا دفعیہ کر جاے جوڑ اوسکو کہتے ہین کہ آپ پیچ کرے اور حریف توڑ کرے
تو یہہ پھر اوسپر کوئی پیچ کر جاے بند اوسکو کہتے ہین کہ حریف پیچ کرے اور یہہ توڑ کرنے وہ اوسپر
جوڑ کرے تو یہہ پھر اوسپر کچھہ کر جاے پیر بند اوسکو کہتے ہین کہ آپ پیچ کرے اور حریف توڑ کرے یہہ اوسپر
جوڑ کرے وہ اوسپر بند کرے تو یہہ پھر اوسپر کوئی بات کر جاے اور بانک کی ایک قسم مل بانک ہے چنانچہ اوسکا ایک ایک پیچ
سلسلہ وار ہر مجلس میں بیچ پر ختم ہوتا ہے اور اسکے علاوہ چہوٹ کے لچھے ہین یعنے اگر کوئی شخص چوٹین چلا کر حربہ کرے تو اوسکو
رد کرین یا خود حریف پر چوٹ چلا کر لگائین اور خود اوسکی ضرب سے بچین چہوٹ کے اصول یہہ ہین اول جب حریف
سامنے بیٹھہ کر چوٹین چلاتا ہے اور اوس چلانے مین اپنا داہنا ہاتھہ اوپر کو تانے تو یہہ جانے کہ چوٹ بہری
مارےگا اگر مارے تو یہہ خالی دے دوم جس وقت حریف سامنے بیٹھہ کر چوٹین چلاتا ہے اور اپنا داہنا ہاتھ
بغل کی طرف لا کر تانے تو یہہ جانے کہ چوٹ بہری مارےگا اگر مارے تو خالی دے یہی دو طرح بہری چوٹ
مارنے کی ہین سوم جس وقت کہ حریف کو دیکھے کہ بہت چالاک لڑتا ہے تو یہہ اوسکو چلنے دے جب
خوب نزدیک آجاے جب اوسکو مارے چہارم جس وقت حریف بہت چلا کر چوٹین مارے تو یہہ اوس سات
سینہ پر جھکے جب اوسکو مارےگا پنجم جس وقت سامنے حریف کے بیٹھے اور وہ چوٹ نہ کرے اسکو مارے
اور یہہ اوس سے بچے کیونکہ چوٹ بہری ہے اگر جا لگا تو مار کہا لیگا اور جسکہ اوسکا ہاتھ کھینچے تو لازم ہے
کے نیچے ہوتے ہاتھ سر اپنی چوٹ مارے کوتاہی نکرے چوٹ بہری کہ جس تاک چوٹ

تو خالی نہین جاتی اور بہت زبردست پڑتی ہے **ششم** جس وقت کہ سامنے حریف کے
بیٹھے اور دیکھے کہ اوس کی چوٹ اپنے اوپر پڑتی ہے اور اپنی اوس پر نہیں پڑتی تو یہہ
ایکوائی میٹھہ کر چوٹ مارے اوس پر چوٹ پڑجائیگی **اکوائی** اسکو کہتے ہین کہ حریف کے سامنے
نیر چھپا ہوجاتے اور اپنی جھپری کے اندر بدنکو چھپالے چنانچہ بانک کا یہہ انداز ہے









فنِ بانک باری اور سیف بازی کے کاملوں نے **پٹہ بازی** کا ہنر فیل سے اختراع
کیا ہے یعنے جس طرح ہاتھی اپنی سونڈ کو داہنے بائین اور سامنے اور سر پر گردش
دیتا ہے اسی طرح خرطومِ فیل کے قاعدے پر **پٹہ باز** بھی پٹے کو یمین و یسار گھوماتا ہے
کہ حریف اوس پر قابو حاصل نکرسکے اور ادھر سکے ورپے نہو فنِ پٹہ بازی کا یہہ
کمال ہے کہ اس کا کمال والا ہزاروں آدمیوں کی صف کو جو سیف بازی
اور بانک باری اور پٹہ بازی کے قوانین و قواعد سے بےخبر ہوں شکست دیکر
معرکہ سے بجان سلامت بچالیتا ہے اور ایک پینترا نہایت ہیبتناک ہے کہ جسکے
دیکھنے سے حریف پر ایک عالم خوف طاری ہوتا ہے اوس کو **جلاّدی پینترا**
کہتے ہین یہہ وار کبھی خطا نہین کرتا اور ایک ہی ضرب مین گردن علیحدہ ہوجاتی ہے
چنانچہ جس وقت بارگاہِ سلاطین مین کسیکے قتل کا حکم نافذ جلاّدکو دیا جاتا ہے
تو اوس وقت گنہگار واجب القتل کو دوزانو بٹھاکر ایک ہی ضربِ سیف مین جلاّد سر اوڑا دیتا ہے

## تصویر جلاد و مقتول



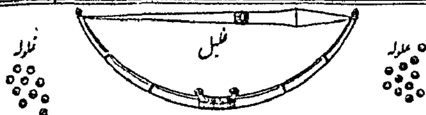
اے خرو پرور فنون سپہگری مین ظفر پیہنک بن آوٹ نہایت شریف و سودمند
اور سب فنون مین بمنزلہ بادشاہ و نیجاہ کے قدر و منزلت رکہتا ہے اسکے جیترے کو تولیہ کہتے ہیں
اس فن گرامی کے ذریعے سے انسان رومال سے تلوار چھین لیتا ہے بلکہ رومال کو ہتیار بنا کے
اور خالی ہاتھ تمشیر چھین لیتا ہے اور اہل تبوڑنے مرادآدمیوں سے جان سلامت بچالینے کیواسطے
ایک نئی ترکیب نکالی ہے اسکو بہی اصطلاح مین فرہنگ کہتے ہین اسکا یہہ انداز ہے کہ صاحب فن

ہوتا ہے دونوں ہاتھوں میں سیف لیکر ایک ہاتھ سینے کے ساتھ اور دوسرا پشت کے پیچھے اور دونوں قدم
پس و پیش رکھکے سپاہ شجاعت میں عجب شان و شوکت سے ایستادہ ہوتا ہے اور تلوار کو شعلۂ جوالہ کیطرح گردش دیکر
نہایت چستی و چالاکی کے ساتھ دونوں ہاتھوں سے چپ و راست ہاتھ ہوا پر جھکاتا ہوا آگ کیطرح بھڑک اٹھتا ہے اسکی
ہیبت و رعب سے کسیکی ہمت نہیں پڑتی کہ مقابل ہوسکے اور اوسکے ہمراہ جنگ کی تاب لاسکے چنانچہ اوسکا یہ انداز



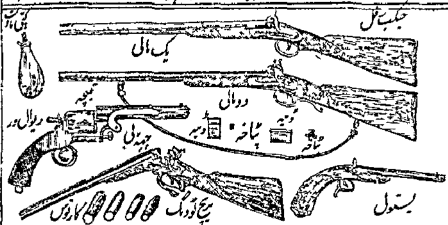
اب غور پرور بیان تک اون ہتیاروں کا ذکر تہا کہ جو رو برو مقابلہ پر کارآمد ہیں اب اونکا حال بہی
معلوم کرنا ضرور ہے کہ جو دور سے حریف کی خبر لیتے ہیں غلیل الہند کے محاورہ میں غلیل کی ایک کمان
ہوتی ہے اوسکے سینہ کے مقام پر دو چلّے باندہے جاتے ہیں غلیل کی مشق کا یہ قاعدہ ہے کہ اول نرم غلیل سے
شروع کرکے آہستہ آہستہ سخت غلیل اختیار کریں اور سختی کی انتہا یہ ہے کہ غلیل انداز کی قوت سے
نصف ہو اور تیر اندازی سے غلیل اندازی آسان ہے نرم غلیل کیواسطے نرم غلولہ کمہار کے چاک کی مٹی سے
بناتے ہیں اور سخت غلیل کیواسطے غلولہ بہی سخت و گران وزن چاہیے غلولہ بنانیکی ترکیب
عمدہ یہ ہے کہ لوہے کا میل جو لوہاروں کی دوکانوں میں بہت پڑا ہوا ملتا ہے لاکر لوہے کے ہاون دستہ
میں خوب باریک کرکے کپڑے میں چہان لیں اور اسمیں سے ایک حصہ لیکر دو حصے کمہار کی مٹی اور تہوڑی سی

روئی باہم مخلوط کرکے سوائے گرہ بنا کر چھاؤن میں ملائم ہاتھ سے شام تک ایک آن پر ہونٹ سیلے کو میں جیب بکلائے سے
تو غلولہ بنا کر آفتاب میں خشک کر لیں یہ غلولہ مشاق کامل کے ہاتھ سے لوہے کا توا
اور سپر دشمن کی استخوان کو شکستہ کرتا ہے چنانچہ غلیل اور غلولہ کی یہ صورت ہے

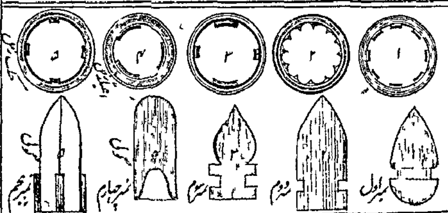



تیر و کمان بھی بندوق کی طرح عمدہ ہتھیار ہے مگر برسوں کباوہ کشتی کی مشق کرے کہ دست و
بازو میں قوت پیدا ہو پھر قول خاک تو وہ پھر تیر لگاتے کہ کمال مشق و ربط کے سبب تیر ہدف
مراد پر پہونچے اور نشانہ بیخطا ہو مگر ہم اسکا ماحصل اس خوبی سے بیان کرتے ہیں کہ بہت جلد تمکو دستگاہ
کامل حاصل ہو جاوے اے عزیز برادر قبضہ کمان کی گرفت چار طرح پر ہے اول گرہ مشت دوم
چنگل باز سوم بہرام شست چہارم شیروان گرہ مشت کا یہ انداز ہے کہ قبضہ کمان کو ہاتھ کی
مٹھی میں مضبوط پکڑیں اس طرح کہ چاروں انگلیاں باہم متصل اور ملحق رہیں اور سر انگشت کو ساتھ کے
اوپر رکھیں اور ہاتھ کو کاندھے سے مٹھی تک تیر کی طرح سیدھا قائم کریں کہ کسی جگہ خم نہ رہے چنگل باز کا
یہ طریق ہے کہ قبضہ کمان کو فقط تین انگلیوں سے گرفت کریں یعنی ابہام اور وسطے اور بنصر سے اور
کف دست قبضہ کمان سے علیحدہ رہے بہرام شست کا یہ طریق ہے کہ قبضہ کمان کو اونہیں تینوں سے
مضبوط تھام کر ہاتھ کو تیر کی طرح سیدھا رکھیں مگر کلائی کو تھوڑا سا نیچے کی طرف قبضہ کمان کی جانب خمیدہ
رکھیں شیروان کا یہ طریق ہے کہ اوسکی گرفت بعینہ بہرام شست کے مانند ہے مگر اسقدر فرق ہے
کہ بہرام شست میں کلائی خمیدہ رہتی ہے اور شیروان میں برابر رکھتے ہیں اور اصل یہ ہے کہ گرہ مشت کے
سوا کمان کی تینوں طرح کی گرفت میں تمکو قاعدہ کلیہ بھی سمجھنا چاہئے کہ تینوں انگلیوں کو
جو سبابہ اور وسطے اور بنصر سے مراد ہے سست نہ چھوڑیں یعنی زور اونہیں تینوں انگلیوں پر رہے
اور شست کمان اور سوفار تیر کے واسطے گرفت کے دو قاعدہ ہیں اول سبابہ و ابہام سے دوم
سبابہ و وسطے سے اول قاعدہ پر سبابہ و ابہام کو چسپ رکھنا لازم ہے کہ ان دو انگلیوں سے
خوب گرفت ہو سکتی ہے مگر اس صورت میں اکثر اوقات ناتجربہ کار سے تیر خود بخود نکل جاتا ہے لہذا
دوسرے قاعدے پر تیر کو اس طرح رکھتے ہیں کہ سبابہ و وسطے کو خمیدہ کرکے چلہ کے اندر ڈالتے ہیں

لیکن تہہ کلہ بندوق میں چقماق وار نے زیادہ قدر و منزلت پیدا کی اور جب سے کہ کپ
سے ٹوپی دار بندوقیں نکلیں اوس وقت سے اُس قسم کی بندوقیں اعلےٰ درجہ کی شمار نہیں کیجاتیں
یاد رکھنا چاہیے کہ بندوق کی نال دو قسم ہے ایک خاردار دوسری بیخار خاردار سے گولی بہ
طریق پیچدار اوڑتی ہے اور بیخار بندوق چھرے کے واسطے مناسب ہے خاردار بندوق سے چھرے
ہرگز نہ لگاتیں کہ چھرے خاروں میں پہل کر بیس تیس قدم تک ہی بخوبی مین جاتے انفیلڈ رفل
اور جیکب رفل کی گولیوں دوسری پہلوؤں کی بہ نسبت زور اور پلہ زیادہ ہوتا ہے اور تجربہ سے ایسا ثابت ہوا
کہ جس رفل کے خار کم ہوتے ہیں چنانچہ چھ یا چار یا دو تو یہ رفل زیادہ خاردار سے بہت زبردست
اور پلہ کس ہوتا ہے لیکن گولی بہرتے وقت اسبات کا خیال ضرور چاہیے کہ موم جامہ کا باریک
ٹکڑا گولی پر بالکل سوبہہ پر رکھا جاتا تاکہ خار اور گولی میں خلا نہ رہے اور اگر صرف گولی ہوگی تو بیشک خلا رہیگا
اور خلا کے باعث گولی کمزور ہو جاوے گی بھر یہ نہ اوڑ جاوے گی اور رفل میں جو خار
ہوتے ہیں اونکو سیدہ نہ تصور کریں بلکہ پیچ کے طور پر لہریہ دار ہوتے ہیں بندوق کا نقشہ یہ ہے




اب ہم خاردار اور بیخار بندوقوں کے اور جیکب رفل اور انفیلڈ رفل بریچ لوڈنگ کے چند نقشے تمہیں دکھلاتے ہیں کہ جسے بخوبی کیفیت معلوم ہو



نمبر اول کی گولی بہت دور جاتی ہے اور نشانہ بہت سیدھی لگتی ہے اور زخم بہت چوڑا آتی ہے
نمبر دوم اور نمبر سوم کی گولی اس سے زیادہ زخم کشادہ کرتی ہے اور دور بھی زیادہ جاتی ہے اور
سیدھی بھی پہونچتی ہے لیکن سینے پر تھوڑا زور اور دھکا دیتی ہے اور یہہ بات بھی یاد رکھنے کے
قابل ہے کہ جس نل میں خار زیادہ ہونگے اوس میں ان تینوں نمبروں کی گولیاں بہت اچھی طرح
چل سکتی ہیں مگر انفیلڈ اور جیکب کے کام کی نہیں ہوتیں اور جیکب کی گولی بہت سے خاروں کے نل میں یا گول نل کام آتی نہیں
بلکہ اور کسی نل میں بھی کام نہیں دیتی صرف جیکب کے واسطے مخصوص ہے اور انفیلڈ کی گولی انفیلڈ میں عمدہ چلتی ہے
اور بہت سے خاروں کے نل میں اور جیکب میں بھی کام آسکتی ہے لیکن کما حقہ برابر کام نہیں دیتی
اور ایک قسم کی کوٹھی دار نل کا دہانہ بیضاوی ہوتا ہے چنانچہ اس نقشہ سے ظاہر ہے



اس بیضاوی سوراخ کے نل کی گولی سب سے زیادہ سیدھی جاتی ہے اور یاد رکھو کہ بہت سے خار والے نلوں میں جب
نل کے خار بہت باریک ہوتے ہیں وہ سب سے بہتر ہے چنانچہ نمبر دوم کا نل اور سب نلوں سے زیادہ بہتر ہے اور انفیلڈ کا نل
بہت سے انفیلڈ نل سے دو چند زور جیکب نل میں ہے انکے علاوہ اور بہت سے نل ہیں چنانچہ کئی ایک خاردار دہانے یہہ ہیں









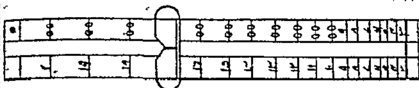

اور بے خار بندوقوں کے دہانوں کی صورت ان چند نقشوں سے آشکار ہے

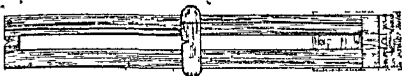




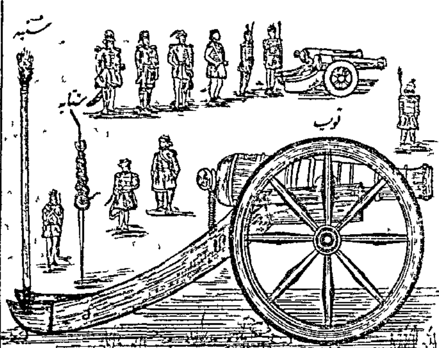



اور جس شے کے وسیلے سے رفل کا نشانہ صحیح کرتے ہیں اوسکو دیدبان کہتے ہیں





اس دیدبان کے بیچ میں جو نشانہ ہے اوسکو رفل کی نوک پر جو بلند نما ہوتا ہے اوسسے لاکر نشانے سے مقابل کرتے ہیں اور اوس بلند نشان کو رفل کی مکھی کہتے ہیں اور اس قسم کے حربوں میں سے لشکر شکن اور قلعہ کن حربہ توپ ہے چنانچہ توپ کا یہہ نقشہ ہے




اے خود پرور نبرد آزمائی اور کشور کشائی کیواسطے ان حربوں اور ورزشوں کے علاوہ سواری اسپ تیز رفتار کی مشق بھی لازم ہے اور گھوڑونکی بہت قسمیں ہیں چنانچہ عربی کاٹھیاواری. مارواڑی دکھنی پنجابی جنگلی ولایتی مالوی وغیرہ اور سواری کے دو طریق ہیں ایک یہہ کہ زین کسکے دوسرے یہہ کہ کاٹھی باندہ کر سوار ہوتے ہیں اور یاد رکھو کہ گھوڑے کی چال بھی چند قسم ہے چنانچہ گام دوگام سہ گام شہ گام ابیہ راہوار پرغان خوش خرام ان سب میں شہ گام

بہتر حال یہ ہے کہ جسطرح سوار کو تکان اسلامین ہوتی بلکہ آسایش ملتی ہے اسی حال کا گہوڑا نادر و کمیاب ہوتا ہے
اور قابل سواری ملوک و سلاطین ہے اور گہوڑے کی دوڑ دو قسم مشہور ہے ڈوکی اور چہار تنگ ڈوکی مین سوار کو
تکلیف و زحمت پہونچتی ہے اور چہار تنگ مین اوسکی بہ نسبت آرام حاصل ہوتا ہے اثبات کا خیال سوار کو
بہت ضرور ہے کہ جسوقت گہوڑے پر سوار ہو تو اپنا زور دونون رکابون پر رکہے اور رانون مین خوب مضبوط رہے
اگرچہ لگام کی گرفت سے گہوڑا ہر قسم کا کام دیسکتا ہے لیکن سوار کا کمال یہ ہے کہ گہوڑا اوسکی ران کا اشارہ
سمجہنے لگے اور اشارے سے ہر قسم کا کام دینے لگے اور سواری کے وقت رعایت عنان اور ہمواری ران کو
ہر لحظہ ملحوظ خاطر رہے اور سوار کو چاہیے کہ نیزہ بازی کا ربط بہی بہم پہونچائے کہ گہوڑے پر بعد حربہ نیزہ کا رآمد ہے

نیزہ

الحاصل اسیطرح فرزانہ روزگار نے شہزادہ آموزگار کو رفتہ رفتہ ہر بات میں طاق اور ہر فن میں مشاق بنا دیا
اسلحہ خانہ شاہی مین سلاح حرب و پیکار اور نامی و گرامی ہتیار موجود تہے اوسکا لگانا اور روکنا بتا دیا اسپان تیز رفتار
صبا کردار کی سواری بہی خاطر خواہ سکہلائی وست وکوہسار مین اپنے ہمراہ بہر سیر و شکار کی ترکیب تعلیم فرمائی اسوقت مین
روز میل آزمون امتحان بہی آپہونچا اور حسب ارشاد بیت بتیاد سلطان مجمع معتمد بزرگ و قدیم شعور سخن رس درگاہ خسرو پروین
حاضر ہوا اور حسب عظمت نشان کے مطابق وزیر کو بعزت و احتشام اور بہزار تعظیم و اکرام خسرو عالیمقام کے دربار عام مین لیگیا

## امتحان دہم

### مؤلف

| | |
| --- | --- |
| بیجا ہے مین خوب ہمین سالکان دیر | ہر ہون رہے ہین خدمت پیر مغان مین ہم |
| وہ کون ہے جو ہمسے مقابل ہو وقت کار | ثابت قدم ہین معرکہ امتحان مین ہم |

جسوقت وزیر روشن ضمیر کے ہمراہ فرزانہ روزگار مع خسرو بہرور نامدار بزم شہریار مین داخل ہوئے تقبل و تحیہ
شرائط عظمت و تکریم بجا لایا اور نظیر فیاضہ جو ہر فرزند سعادتمند کے بشرہ مبارک اور چہرہ ہمایون پر نگاہ کی
تو کیا دیکہتا ہے کہ آثار ہمت و دلاوری آشکار اور انوار جرأت و بہادری نمودار مین جسم لطیف و نازنین
مشق و ورزش سے ایسا نظر آتا تہا کہ گویا صانع قدرت نے اوسکے سانچہ مین ڈہال دیا ہر عضو بدن ایک زور خداداد
آئینہ شکیل ہے تنومند اور سرو قامت نہایت حسن و لطافت سے مثل سنبل کیطرح جہوم رہا تہا سر اپا حسن علی دلیری و نجابت کا پتلا معلوم ہوتا

## مؤلف

اسقدر پر ہو نہ سکا اوس سے چارا کب | اعضون کو اپنی اٹھے دو کو ر کب
ہوگا جسم میں شور جو اس زد و تسو کا | رنج کو تن میں ذوب کے فرصت رنگ

جسم جو پر تن بصورت تنفیہ اور نخبت جو کر اس کو غور سے لاحظہ فرمایا بے اختیار تحسین و مرحبا
ہنسے بکثرت جوش الا او مبالغہ میں اکمال کے خیال سے آیہ وان یکاد پڑھ کر اوسکے پیچ اوپر
دم کیا اور حاضرین محفل بہشت تشاکل نے سو سو ہے دل اور اپنی آنکھوں کا تل دونوں کو سپند بنا کر اوسپر سے تصدق کیے
آتش رشک پر جلایا غرض وہ قطعے نگین اور اوسکے نہ قدر پارو کو نہ بہ ترک کبوتر کے زخم جگر کو دیکھنے میں
شہنشاہ دوران پناہ نے فرمایا کہ اے عزیز باتمیز آج کس چیز میں امتحان دینے کا قصد ہے خدیو ذی جاہ کی خدمت میں
عرض کی کہ حضور [illegible] امتحان تمام بمنصب تعالی نے فنون سپاہگری کے قوانین و قواعد میں دسترس حاصل کی ہے اگر
کسیکو کوئی امر اس باب میں مد نظر ہو تو وہ بلا تامل استفسار میں صبح کرے سلطان [illegible] نے اشارہ
ارشاد کیا کہ پہلا حریف پرتاب ہو جسکے واسطے بہتر طریقہ کونسا ہے شہزادہ بلند اقبال نے کہا کہ اسکے واسطے بہت
قاعدے مقرر ہیں چنانچہ اسپر تیغ جو [illegible] کو [illegible] مشق صفر خانی کرتا جوڑی ہوتی ہے علیحدہ آپ چند نمونہ
کرائی سب میں نقش لطف جسکا نبوٹ کو نہایت عمدہ اور اعلی درجہ کا فن تعریف پایا شہنشاہ
عالم پناہ نے فرمایا کہ نبوٹ کسکو کہتے ہیں اور اس ہنر کو دوسرے فنون سپاہگری پر کیونکر ترجیح و شرف حاصل ہے
شہزادہ نے بیان کیا کہ [illegible] یہ فن گرامی ایجاد ہوا اول ایک شخص کہ جسکا نام سلطان صاحب مشہور تھا
مقام [illegible] میں سنہ ۱۲ ہجری مقدسہ میں پیدا ہوا اور خود اپنے شوق دل سے ہر فن سپہ گری میں
دستگاہ کمال حاصل کر کے تمام زندگی میں [illegible] انام پیدا کیا مگر کسی طرح اونکی اطمینان خاطر نہوئی اور ہمیشہ اسی
فکر میں محزون رہا کرتے تھے کہ بابت اس فن کی کچھ انتہا ہی چاہیے آخر ایک روز اسی
رنج و تردد میں آنکھ لگ گئی اور خواب میں دیکھا کہ حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ عالم رویا میں جلوہ افروز ہوئے
اور بزبان کرامت بیان کے ارشاد فرمایا کہ اے شائق فن سپہگری اور شہسوار میدان [illegible]
ہم تجھے ایک ہاتھ ایسا تعلیم کرتے ہیں کہ جسکی برکت سے تو ایک نیا فن ایجاد کریگا [illegible] طاقت حاصل کرے گا
یہ کہکر ایک ہاتھ سکھلایا اور فرمایا کہ اسکا نام ضرب حیدری ہے اس وار میں یہ بڑا وصف ہے
کہ ایک ہی وار میں حریف برابر دو ٹکڑے ہوجاتا ہے اور وہ دونوں ٹکڑے اگر ترازو میں وزن کیے جائیں
تو ذرا برابر فرق نہوگا اور اسکے وسیلے سے حریف [illegible] آدمی [illegible] پایا [illegible]
حریف کے سلاح جنگ تیرے قبض و تصرف میں آ گیے اور [illegible] تو اوس [illegible] اور

تجربون پر جا لا سکتے ہین مگر تو ہر ایک فنِ سپہگری کے واقف کار اور خبردار بہادر جرار بہ منصور و مظفر اور فیروز مند
و فتحمند ہوگا آج سے ہمنے تجھے سلطان فتح الملک دستور خطاب دیا یہہ سنتے ہی سلطان صاحب
جنابِ ولایت مآب کے قدم مبارک پر گر پڑے اتنے مین آنکہہ کہل گئی تو دیکہتے ہین کہ تلوار ہاتہہ مین ہے اور صحن کا سیر
ایستادہ ہین اس کیفیت سے نہایت تعجب ہوا اور تمام رات عالمِ حیرت مین بیدار رہے صبح کو یہہ خواب اپنے فرزند
بزرگ سے کہ مخدوم صاحب جنکا نام تہا اور سلطان صاحب کے شاگرد رشید تہے بیان کیا اور حرب جندی کی
تعلیم فرمائی اور مشقِ کثرت اور ایجادِ طبیعت سے ایکہتر پیچ ایجاد کیے اول حریف کے حملے سے محفوظ رہنے کے سو ہاتہہ
دوم حریف کو زندہ گرفتار کر لینے کے سو ہاتہہ سوم رومال سے تلوار چہین لینے کے سو ہاتہہ چہارم خالی ہاتہہ سے
تلوار چہین لینے کے سو ہاتہہ ششم گہوڑے پر سے حریف کو مارنیکے سو ہاتہہ ہفتم حریف سے کسیطرح نزدیک ہوکر
ایسے جان ستان قبضِ روح کے کہ سو ہاتہہ ہشتم اگر حریف سامنے سے آکر وار لگاتے تو بیٹہے بیٹہے اور لیٹے
لیٹے اوسکو مار لینے کے سو ہاتہہ نہم اگر غفلت کے عالم مین حریف گردن پر تلوار رکہدے یا پیٹ پر چہری
لگا بیٹہے یا سینے پر سوار ہو جاتے تو اوس آفت سے بچنے کے سو ہاتہہ دہم ہر قسم کے بکہیت اور کیتا اور فنِ سپہگری کے
واقف کار کسی موقع پر گہیر لین تو اون پر غالب آنے اور جان بچا لیجانے کے سو ہاتہہ غرضکہ اس قسم کے ہزار ہاتہہ
ایجاد کرکے اسکا نام بن اوٹ قرار دیا اوٹ زبانِ ہندی مین روک کو کہتے ہین اور جن حریف تیغ سے
بس واضعِ فن کرے لگا دینے کہ اسکی روک نہین پہر مخدوم صاحب نے یہہ فن حضرت شاہ قادری کو کہ جو اونکے
بہانجے اور حضرت صاحب کے نام سے مشہور تہے اور غلام رسول کو کہ جو اونکے فرزند اور رسول صاحب
کہلاتے تہے تعلیم کیا ان دونون صاحبون نے ہندوستان مین اسکا ایسا نام روشن کیا کہ آفتاب کی شہرت سے زیادہ
مشہور ہوئے پہر حضرت صاحب سے یہہ فنِ گرامی جناب میر امیر علیصاحب قبلہ فرخ آبادی نے
حاصل کیا اور انکی ذاتِ بابرکات سے کثرتِ بنوٹ نے وہ رونقِ روز افزون پائی کہ جسکی گرم بازاری سے
ہر قسم کی کثرت کا بازار سرد ہو گیا اور اکثر امرائے والاشان اور رؤسائے بلند مکان مالوہ و ہندوستان اونکے
سلسلۂ شاگردی مین منسلک ہوئے میر صاحب مرحوم و مغفور نے اس کثرت کو تین قسم پر منقسم کیا اول
امیرانہ اور دوم سپاہیانہ اور سوم اوستادانہ اور پیچ کو تین چیزون پر ترتیب دیا ہات اور گہات
اور بات اور کثرتِ بنوٹ کے پیترے کو اس اہلِ فن کی اصطلاح مین کولہ کہتے ہین جنابِ والا کثرین نے
اس فن کی وضعون مین سے شیر دو پیچ کو بہت پسند کیا ہے شیر دو پیچ کا عجب عجیب انداز ہے یعنے حریف کو
یہہ ثابت ہوتا ہے کہ گویا اوسکے مقابل شیرِ برآن پہونچا اور اوسپر اسقدر خوف و ہراس دفعتہً غالب ہو جاتا
کہ اپنے ہتیار پہینک کر سامنے سے بہاگ نکلتے ہین اور ہزار ہاتہون مین سے مدوحی نے سو ہاتہہ انتخاب

کہتے ہیں چنانچہ وہ سونبد ہاتہ بنوٹ بیہ ہیں بنوٹ کے **ہاتہونکا نام ہی واسم سامی**
علی جبرک انی قوابی انی مواتجے کی انی قمچی انی دو نمرانی دست گردش انی کفن بنوٹ انی دستکشیدانی
مسک جنانی انی انگوٹانی سیدہی دارانی اوٹتی دہارانی جگ مہابانی تترہ دشرکیانی جلدانی انی ار
داو دشنگرانی انی دار۔ وارانی یحلی کرکسانی کہم کا ہاتہہ گردان توڑ قلابا یکہ چہین باز کی روک
بازوکی روک سوجہین بازوکا اڑنگا بازوکا اڑنگا پیچ جتّا بازوکا اڑنگا پٹ کہنی اڑنگا چہاتی کا اڑنگا چہاتی کا
سج باندہی ڈاب اڑگ ڈاب کی سوک کرک کی روک انی دوہری دار دوہرا ڈاب دوہری کرک دوہری
باندہی یموڑ اہی ٹرپ بنگا پیچ ہاتہ ہیندارا جبرو ضربہ دستبل گوگیر اوپٹ نل کٹ گلہ
نہاب نال آے کا ہاتہہ حاصدان کا ہاتہہ باگہرراج کہنبہ بے ضرب راج ہندہ نشستہ بے سر نشستہ
گردن دہارا چہین ہاتہی خالی ہاتہہ چہین نغلی ہنگو ٹے کی جہین کہنی تو ڑکی چہین جہین ڈاب کی
جہین کرک کی جہین جکڑکی جہین لنگوٹ کی بہوٹ جٹ چہین کستان کی تہسکی اندرکی تہسکی باہرکی
بہالک کا ہاتہہ سرنگی دہنارے کا ہاتہہ نشالی رومال کا ہاتہہ ہوش گم سیدہی باندہی اوٹی باندہی
دست بقبضہ پانچ ہاتہہ گہورتے کو مارنیکے پانچ ہاتہہ بنتی کے پانچ ہاتہہ بیدہاتے کٹار کے پانچ ہاتہہ جمدہر
تو ڈنکہ سو ہاتہہ منتخب یہہ ہین سوا انکے کچہہ اور ہاتہہ بہی نامی گرامی ہین چنانچہ **مسند کے دس ہاتہہ**
اور **کٹار کے نو ہاتہہ یعنے پانچ تہاب** اور **چار ملٹے** اور **رومال** کا ... بہی اور
**پانچ جہلین** وغیرہ اور **محفل میں سے آدمی کو جو ڑ لیجانیکے دس پانچ** نہایت عمدہ ہین
الحاصل فن بنوٹ کا واقفکار ہر قسم کے حربہ ہا انسان سے محفوظ رہ سکتا ہے بلکہ تیروکمان اور غلیل کا تیر بہی
اوسپر کارگر نہیں ہو سکتین شعور یحن رکن نے کہا کہ غلیل اور کمان کا بہی کچہہ حال بیان فرمایئے خسرو پرور نے
ارشاد کیا کہ اے وزیر اعظم یہہ دونون ہتیار مشہور و معروف ہین اگر **غلیل** کی مشق مین انسان
کمال حاصل کرے تو اسکی ضرب کچہہ تیر و تفنگ سے کم نہیں اور اسمین کچہہ زیادہ صرف بہی نہیں پڑتا اگرچہ کم خرچ
بالا نشین ہے لیکن اسقدر فرق بہی ہے کہ دو سو قدم سے زیادہ حریف پر غلہ کارگر نہیں ہوتا اور تیر و تفنگ
دو پانچ سو قدم تک بلکہ اس سے بہی زیادہ پلے پر خبر لیتے ہین اور **کمان** ملکِ ہندوستان مین
ملتان اور گجرات اور لاہور اور سرہند کی خوبی و لطافت مین مشہور ہے اور انکے بعد بہار اور پٹنہ اور
حاجی پور کی کمان بہی شائستگی رکہتی ہے مگر بانس اور فرخ آباد کی کمان کو ہیں بہونچتی او شام حاجی
کہ جسکو تاشقندی بہی کہتے ہیں وہان کی کمان نہایت نامی گرامی ہوتی ہے اور تیر اندازونکی اصطلاح
مین پانچ پیچ وزن کو ٹانک کہتے ہیں بس جو کمان ایسی ہو کہ اوسکی شست مین آٹہ پانچ سیر وزن

باندھتے ہین اور وہ اسقدر خمیدہ ہو کہ جسقدر شست کو کان کی نوک تک کہینچنے مین خمیدہ ہوتی ہے تو ایسی کمان کو
**ایک تانک کی کمان** کہتے ہین اور کمان ایک تانک سے کم اور پانچ تانک سے زیادہ نہین ہوتی اور ایک سے
پانچ تک اسی پر قیاس کرنا چاہیئے تو پچیس سیر وزن ہوتا ہے یعنے اگر پچیس سیر وزن لٹکا کمان کی نسبت مین باندھین
تو اسقدر خم ہو جسقدر شست کو پہنچکر نزدیک گوش تک لانے مین کمان خم کہاتی ہے کماندار کے زور سے کمانکا زور
آدھا ہونا چاہیئے بلکہ آدھے سے بہی کم ہو تو بہتر ہے کہ تیر لگانے مین صنعتہاے عجیب خوب ظاہر ہو سکین اور
جو سخت کمان کہ کماندار کی طاقت سے قوی تر ہوگی تو تیر پریشان جائیگا اور کماندار ہرگز قادر انداز نہ ہوگا
اور تیر بہی کمان کے موافق ہونا چاہیئے اسلئے کہ اگر تیر سبک کو کمان سخت و قوی مین سرکرین تو شکستہ ہو جانے کا
احتمال ہے اور تیر گران کو کمان نرم مین رکہین تو ہرگز تیر محل مقصود پر نہ پہونچیگا اور مدعا حاصل نہوگا بس بہتر
یہہ ہے کہ جو کمان کے قابل ہو اور قبضہ کمان کے تہامنے مین نہایت کوشش لازم ہے کہ قبضہ ہاتہہ مین قایم رہے
اور کلائی مین بہی کجی نہ آنے پاوے کہ بڑا سخت عیب ہے اور کمان کہینچنے کے وقت کہڑے ہونیکا یہہ طریق ہے
کہ پاے چپ پاے راست کو تہوڑا آگے رکہو ہاتھے اسقدر کہ دونون پہلون مین آٹہہ دس گرہ کا [illegible]
خط مستقیم
اور سینہ و پانون آسا منحرف رکہین کہ [illegible] ب وسط [illegible]
اگر اس قاعدہ پر کہڑے ہون تو چپ و راست اور پیش و پس ہر طرف تیر مار سکتے ہین پہر سلطان والا شان کیطرف
مخاطب ہو کر عرض کرنے لگا کہ قدیم زمانہ مین خنجر و شمشیر اور گرز و سنان اور کمند و فلاخن اور تیر و تبر وغیرہ آلات کے
ہتیار کہلاتے تہے مگر اس زمانہ مین اہل فرنگ نے تفنگ کو بکثرت رواج دیا ہے اور حق تو یہہ ہے کہ دفع دشمن کے
واسطے اور گزند حریف سے امن رہنے کے لئے آلات حرب مین کوئی آلہ اس سے زیادہ وقعت اور فوقیت نہین رکہتا
اگرچہ تیر و کمان بہی جانگداز ہے کہ دور سے دشمن کا کام تمام ہو جاتا ہے مگر یہہ ممکن انسان کو اسکا کمال حاصل ہوتا ہے
اور وہ بہی جب کہ مدتون تک استاد شفیق کے روبرو اوسکی مشق و مزاولت نہایت سرگرمی کے ساتھہ کی ہو اور
**تفنگ اندازی** کا ہنر بہ نسبت تیراندازی کے بہت آسان ہے اور جو کام تیر سے نکلتا ہے اوس سے زیادہ تفنگ سے
نکل سکتا ہے اور فدوی کی دانست مین اگر چالیس روز تفنگ اندازی کی مشق کیجائے تو بیشک نشانہ بیخطا
لگانیکی قدرت پیدا ہو جاتی ہے اگرچہ بندوق کی بہت قسمین ہین اور پیشتر ہندوستان مین توڑیدار اور پتہرکلہ
یعنے چقماق دار وغیرہ کا رواج تہا اور لاہور مین توڑیدار بندوقین بہی عمدہ بنتی تہین اور جب بندوق کی گولی
بڑی ہوتی اوسکو رنل کہا کرتے تہے مگر جب سے اہل فرنگستان نے ٹوپی دار بندوقون کو ایجاد کیا ہے اوس وقت سے
عمدہ رنل اور دونالی بندوقین اور انفیلڈ رنل اور جیکب رنل وغیرہ کی گرم بازاری ہوئی توڑیدار بندوق مین
یہہ نقصان تہا کہ ہر دم توڑا روشن رکہنے کی ضرورت تہی اور چقماق دار مین یہہ عیب ہے کہ کسی وقت تبدیلی کے

آگ نمیشت سے بندوق بگاڑ دیتی ہے اور ان دونوں میں ایک نقص قباحت یہ بھی کہ اول تو طلب
ہر وقت آدھ کے برابر انگشت جھانی کو میں ضرور ہوتا تھا اور اکثر اوقات بارش یا سردی کے موسم میں
بارود سیل کر جاتا ہے ہم جانتے ہیں آتش کا اندر اور نے کا ممکن نہیں ہوتا اور اسوقت بین رفتہ رفتہ بندوق کی
آتش بھی دشوار ہو جاتی تھی مگر کپ کے توڑے دار بندوقوں کی ان عیوب کو بالکل رفع دفع کر دیا مگر
افسوس یہ کہ بہت سی ترکیبوں میں جو خاص چاندی کی بارود اور کپ کا تیار کرنا
مرکب ہے کلوریٹ آف پٹاس اور سرمہ یا گندھک ساوی کا آہستہ آہستہ باہم پیسکر اور کی صورت
تیاری میں ہوا کرتی ہے کیونکہ ان دونوں کے پیسنے میں کمال احتیاط لازم ہے اگر جدا جدا باریک پیسکر تیار کرین
[illegible] پیچ نکالنے کے واسطے اول چاہیے کہ نال بندوق کو بخوبی صیقل کرے [illegible]
ہاتھ سے یا چوب سے یا انسانی [illegible] خوب صاف کرین پھر نال بندوق کے پیچ نکالنے کی
ترکیب یہ ہے کہ نیلا تھوتھہ چھ ماشہ آب [illegible] پانچ تولہ ملا کے ہوتے کو باریک [illegible]
لا کر کسی [illegible] ظرف کی میں آگ پر قدرے گرم کرین کہ ہاتھ نہ ٹھہرے اور [illegible]
نال بندوق پر لگائیں ایک گھڑی کے بعد [illegible] اور پانی سے نال کو مانجھ ڈالیں [illegible]
عمل کرین جبکہ حسب دلخواہ پیچ نمودار ہو جائیں تو نال بندوق کو خوب صاف کرین کہ [illegible]
[illegible] پانی نہ رہے پھر رنگ لگانا چاہیے اگر رنگ نال بندوق کے بھی بہت نسخے ہیں مگر ایک
عمدہ نسخہ جو فدوی کا بارہا آزمودہ و مجرب ہے حضور میں گذارش کرتا ہے ترکیب تیاری رنگ نال
بندوق مقدار یک بوتل اول سات ماشہ نیلا تھوتھہ باریک پیسکر ایک بوتل آب باران [illegible]
[illegible] پھر کروسیو سبلی منٹ دو ماشہ پیس کر اوسی بوتل میں داخل کرین بعد اسکے اسپرٹ آف وین ایک
[illegible] اوسی بوتل میں ڈالیں پھر سپرٹ آف [illegible] ایک [illegible] اوسی بوتل میں حل کرین اب یہ دوا تیار ہو گیا
اسکو تھوڑا سا لگا کر [illegible] نال بندوق پر مالش کرین اور [illegible] کے بعد نال [illegible] کو [illegible]
صاف کرین پھر برش پھیرین اور دوبارہ وہی روغن بطریق مذکورہ [illegible] سے [illegible]
دو مرتبہ یعنی صبح اور شام لگایا کرین اگر بار بار لگائیں تو رنگ نال سیاہ ہو گا اور ایک [illegible]
تو رنگ نال بھوری ہو گا اور روغن کندہ کی عمدہ ترکیب یہ ہے کہ اسپرٹ آف وین ایک
بوتل [illegible] ایک اونس چندرس ایک اونس جیتری ایک اونس [illegible] [illegible]
[illegible] ان سبکو باریک پیسکر کپڑے میں چھان لین پھر اسپرٹ آف وین میں ملا کر بوتل [illegible]
اور دس بارہ روز دھوپ میں رکھین کہ اس عرصہ میں گوند وغیرہ تمام حل ہو جائیگا [illegible]

چاہئے دوسری بوتل مین بھر رکھین اور کُندہ کو ریگ مال سے صاف کرکے لگائین لیکن رنگ اُسکی صفائی
مین یہانتک احتیاط کیجائے کہ اگر پانی سے بھی لکڑی کو تر کرین تو ریشہ ظاہر نہو ورنہ چند بار پانی سے
کُندے کو دہوکر ریگ مال سے صاف کرین یہانتک کہ پانی کے دہونے سے بھی ریشہ ظاہر نہو پھر پتہ دمن
اسفنج سے کُندے پر جلد جلد ملین جب خشک ہو جائیگے تو ایک پارچہ تیل مین ترکرکے اوسپر لگائین کہ آب و
تاب ظاہر ہو پھر دوبارہ اوسپر پتہ دمن لگائین اور تیل کی مالش کرین جبکہ مرضی کے موافق روغن چڑہ جائے
اور رنگ خوشنما نظر آئے تو تیل ملکر رکھدین مگر روغن لگانیکے وقت یہہ خیال ضرور ہے کہ سب جگہہ برابر پہنچے
اور **تفنگ اندازی کا طریقہ** یہہ ہے کہ بندوق بھرکر قاعدہ معروف پر اوٹھائین اور کُندے کو داہنے
بازو کے کاندہے پر جماکر ایک آنکھہ بند کرین اور دوسری آنکھہ سے براہ دیدبان دیکھین جسوقت دیدبان کی
لکھی نشانہ کے برابر ہو تو فوراً سانس روک کر فیر کرین کہ گولی نشانہ پر لگے اور جو سطح کچھہ دنون لطف
مشق رہے تو نشانہ بہت جلد صحیح و درست ہو جاتا ہے اگرچہ دشمن بدخواہ کو آماجگاہ تفنگ بناتے ہین
مگر حریف کشی کے علاوہ بندوق مین یہہ وصف کسقدر عمدہ ہے کہ صید و شکار کیوقت دشت و کوہسار مین
اس سے زیادہ کوئی رفیق و شفیق نہین شعور سخن رس نے کہا کہ اے نورچشم سلطنت و اے قرۃالعین خلافت
کیا یہہ بات غلط ہے کہ شکار کا بیکاران ست کیا اس شغل مین انسان قتل جان کشی و بیرحمی کا مرتکب نہین ہوتا
شہزادہ خرد پیرونے کہا کہ اے دستور المعظم اگرچہ شغلِ شکار لہو و لعب سے زیادہ نہین مگر اکثر عقلا و حکمائے مصلحتاً
واسطے سلاطین و امرائے خداوندِ جاہ اور پہلوانانِ کینہ جو و رزم خواہ کے بہاتِ جہانداری اور واجباتِ
خدا پرستی کے بعد لازم و جائز رکھا ہے اور بعض چند فوائد اور منافع بھی مضمر ہین چنانچہ یکجا نشینی کی کاہلی کہ
جس سے خفقان کا اندیشہ متصور ہے رفع کرتا ہے اور فربہی غیر طبعی کو کہوتا ہے اور رطوباتِ ردیہ تحلیل ہو جاتے
اور مادۂ بلغمیہ دفع ہوتا ہے اور چستی اعضا اور چالاکی بدن اور صفائی اشتہا اور رنگینی تن بھی زیادہ ہوتی ہے
اور کوہ و صحرا کی آب و ہوا ہر طرح شہر و قصبات کی آب و ہوا سے مفید و بہتر ہے خصوصاً شیر کے شکار مین
سپاہگی و دلاوری اور جرأت و بہادری اور آدابِ جنگ و سرعتِ آہنگ اور اپنی حفاظت کی تدبیرین
اور دشمن سے بچنے کی گہاتین معلوم ہوتی ہین اور قواعدِ حرب و ضوابطِ ضرب و مشقِ مشقت و دوررسی محنت
وآئینِ رزم و قانونِ حزم و اندازِ ہوشیاری و اطوارِ اسواری و استقلالِ مزاج و اجتماعِ حواس برا گاہی
کماحقہ حاصل ہوتی ہے غرض اس عادات سے اگر کال ہی ہے تو رستم دستان ہو جاتا ہے اور جو شیر قالین
تو شیر نیستان اور بہت بڑا فائدہ یہہ ہے کہ اکثر دام و دد مثلِ شیر و گرگ اور خوک و جرغ وغیرہ ناہین صحرا
نشین کچھ مویشی و کشت زار کو برباد و تلف کرکے بہت تکلیف و ایذا پہونچاتے ہین اور بادیہ نوردان

وسلاطین کو توپ تیر و برچھی سے ستانے میں لیکن بدنما تھے رئیسوں کو ایسی ورزشیں موجود رہتی
اور بحفاظت رعایان مخلوقات منایا ہے گرد ہتہ عالیہ اور نگاہ رعایا کی حفاظت و حراستِ جان و مال ذکر میں بہت
ہیں اور دولتِ حکومت اور سرسبک حرام ہے اسلئے ایسی ایذارسانی سے پرہیز مندی کا خیال بالضرور
لازم ہوچکا مگر اسکے واسطے جوہرِ شجاعت درکار ہے اور شجاعت دو قسم ہے ایک شجاعتِ عاقلانہ کہ خود
کو حریف سے محفوظ رکھکر دشمن پر غالب آئے دوم شجاعتِ جاہلانہ کہ عدو پر غالب ہوا ہو مگر اپنی جانِ
عزیز کو ہلاکت میں ڈالدے یہ شجاعت اہلِ خرد کے نزدیک مقبولیت نہیں رکھتی بلکہ نتیجہ بدنامی اور اتلافِ عمر و
بھی ہے کہ اپنا آوارہ بیکاری سے کر جو دیا ہے گوشِ خاطر کو ملال اس کو مسرت و نشاط کرتے عمرو جو فتح رنگ میں
عدو پر تو بطرف ہے کہ مدار و وفات رنج و ستال ہوا اگر کیا ہو ہر شخص کو لازم ہے کہ اول اپنا حفظِ جان مقدم
سمجھے پھر قتلِ موذی پر کمر باندھے اور شکار کھیلنے کے لئے ہاتھی کی سواری سے کوئی طرح بہتر نہیں اول
تو سبب بلندی کے شکار دور سے نظر آتا ہے اور کوئی شے روکے حائل نہیں ہوتی دوم جو بیٹھکرے اوسکو
ماندگی کی زحمت اوسمیں بالکل نہیں آتی ہے سوم دو چار ضرب پاس رکھے اور ایک دو آدمی مددگار بیٹھ سکتے
ہیں اسواسطے ہر طرح کی مدد کو یہاں گنجایش ہے چہارم ہر شیر کو ہودج تک حملہ کرنیکا حوصلہ نہیں ہوتا اور اگر جرأت
کرے اور ہی لپٹا تو بندوق تین اوسکو ہمت گرندہ نہیں دیتیں مگر یاد رکھنا چاہیے کہ جسوقت کوئی شیر دلیر ہاتھی کے
پاؤں یا سونڈ سے لپٹ جاتا ہے تو اوسوقت سوارانِ فیل کی گولی بھی نہیں لگتی تھا اور اوس لڑائی کے جھٹکے سے
ہاتھی بھی چیخ اوٹھتا ہے بلکہ شکارنا بھاگ نکلتا ہے اور سامنے جھاڑ اور پہاڑ اور کنواں اور گڑھا
اوسکو کچھ نہیں سوجھتا اسواسطے لازم ہے کہ شکار میں ہاتھی کارآمودہ و شکار دیدہ سواری میں رکھیں کہ نہایت ہی
ناتجربہ کار عجب نہیں کہ کسی مہلکہ میں ڈالدے اور شکار میں بڑی گولی کی بندوق لیجائیں اور بندوق وغیرہ کا
سامان بھی بہت درست و تیار رکھیں کہ وقت پر خطا نکرے اور انسان کو مناسب ہے کہ فقط ہرن
خرگوش کبوتر فاختہ کے مارنے پر شکارِ شیر کا عزم کر بیٹھے بلکہ اپنی ہمت مردانہ اور جوانمردی و دلاورانہ کا بھی
امتحان کر بیٹھے کہ بروقتِ کار اوسکی ہیبت و صولت سے اوسان باختہ ہوجاتا کہ دھکے لرز جیسے ہاتھ پاؤں
کانپنے لگتے ہیں اسصورت میں گولی کو نشانہ سے کوسوں کا فاصلہ پڑجاتا ہے اور شکار فرار ہوجاتا ہے بلکہ حملہ
کرکے گھبرا دیتا ہے جو بیرو دریہاں تک شعورِ حسن نے بیان کرکے سلطانِ عقلِ مجسم کیطرف پھر متوجہ ہوا
اور گذارش کرنے لگا کہ حضورِ اقدس ہرچند سواریِ فیل کوہ تمثیل شان و شوکت اور جاہ و حشمت کی دلیل ہے
مگر فوجِ نبرد آزما کے برخلاف اوسپر اپنا اعتبار کم رہتا ہے اسی لئے کہا ہے کہ عنانِ فیل دستِ فیلبان
اور جسقدر تیز رفتاری و سبک خرامی اور چستی و چالاکی گھوڑے سے ممکن ہے فیل سے ہرگز ممکن نہیں مقدور کو

ہوا ہے کہ فیل نہایت کینہ ور جانور ہے اگر کسی پر غضبناک ہوتا ہے تو ہمیشہ اوسکی گہات مین رہتا ہے
اور موقع پاکر وقت فرصت ہلاک کرتا ہے گہوڑا جس وقت سوار پر غصہ ہوتا ہے وہان ہمیشہ تغافل کیا دیتا ہے
سلطان مغفل مجسم نے ارشاد کیا کہ فیل کی عمر نہایت طویل ہوتی ہے یعنے سو ڈیڑہ سو بلکہ دو سو برس تک
زندہ رہ سکتا ہے اور گہوڑا اسقدر ہرگز نہین جیتا بلکہ فیل کی نسبت چہارم حصہ بہی اسکی عمر نہین ہوتی خرد بزرگ
عالی دماغ نے جواب دیا کہ حضور یہ بہت صحیح اور بہا مت درست فرمایا اسیا د مشہور تہا مگر اسقدر طول عمر تجربہ کار ہونے
سے بہت مناسب ہے اور فیل بجز شکار شیر کے کسی بات کا تجربہ نہین کر سکتا ہے اور یہی باعث ہے کو موتا ہے کہ
سوائے فیل کار آزمودہ و شکار دیدہ شکار شیر کیواسطے کوئی سواری بہتر نہین اور اسی لیے نیا ہاتھی با تجربہ کار ہوتا ہے
مگر ملوک و سلاطین کیواسطے تمام رائین پشت اسپان تیزگام و توسنان خوشخرام سے بہتر کوئی مقام نہین اور دانایان کہنہ
دکھاتے بازو بنگشتہ انسانونکی عمر سے عربی گہوڑون کی عمر کو باہم ملایا ہے تو اس طریق بر مطابق آیا ہے

## نقشہ مطابقت عمر انسان بعمر اسپان

| عمر اسپ | عمر انسان | عمر اسپ | عمر انسان | عمر اسپ | عمر انسان |
|---|---|---|---|---|---|
| ۱ سال | ۴ سال | ۶ سال | ۲۴ سال | ۱۵ سال | ۵۰ سال |
| ۲ سال | ۸ سال | ۷ سال | ۲۸ سال | ۲۰ سال | ۶۰ سال |
| ۳ سال | ۱۲ سال | ۸ سال | ۳۲ سال | ۲۵ سال | ۷۰ سال |
| ۴ سال | ۱۶ سال | ۹ سال | ۳۶ سال | ۳۰ سال | ۸۰ سال |
| ۵ سال | ۲۰ سال | ۱۰ سال | ۴۰ سال | ۳۵ سال | ۹۰ سال |

عربی گہوڑے ملک عرب سے جو اقلیم ہندوستان مین آتے ہین اون مین سے **قسم اول قوم نجدی**
نجد ملک عرب مین حجاز و عراق کے درمیان ایک مقام کا نام ہے زمین وہانکی بلند اور گہوڑے سواری و گہوڑدوڑ کے
واسطے مرغوب و پسند **قسم دوم قوم کہلان** یہہ گہوڑے عربی خاص ہین نجدی کے مطابق افعال
و خواص مین **قسم سوم قوم انیزہ** اس قوم کے گہوڑے پیشانی و قامت بلند اور ناک کا بانسا ہی اونچا
رکہتے ہین اسکی وجہہ یہہ ہے کہ بروم مین اسپان ولایتی کی آمد و رفت سے عربی گہوڑون مین ولایتی کی
نسل شامل ہوگئی ہے **قسم چہارم قوم بدو** یہہ گہوڑا صحرائے عرب مین پیدا ہوتا ہے نہایت مضبوط
و زبردست اور عریض الجسم اور نجدی و انیزہ کی بہ نسبت کان بہی چوڑے ہوتے ہین اکثر سواری و شکار کے
قابل ہوتے ہین مگر کم دوڑنیکے باعث گہوڑدوڑ مین نہین شامل ہوتے ہین **قسم پنجم قوم عراق** اس قوم کے گہوڑے

بہت خوبصورت وخوش رفتار مگر گہردوڑ مین بیکار ہوتے ہین عراقی وہ گہوڑے ہین کہ جنکی نسل ایرانی
گہوڑون سے ملی ہو اس قسم کے گہوڑے بصرہ و بغداد کیطرف بکثرت ہوتے ہین **قسم ششم قوم گلف**
اس قوم کے گہوڑے بہی عراقی کی طرز پر بروسہ وعجم کے درمیان پیدا ہوتے ہین عربی کی نسبت تنومند
لیکن قابل گہردوڑ کے کمتر ہین اور اسپانِ عربی مین یہہ رنگ عمدہ شمار کیے جاتے ہین سبزہ سرخہ سرنگ
کمیت نیلہ اور ہرانی ترانی اوس رنگ کو کہتے ہین کہ سرخ و سفید بال تمام بدن اسپ پر ملتے رہتے ہین
سرخہ کمیت سرنگ یہہ رنگ قابلِ اعتماد ہین مگر نیلہ اکثر کم ہوتا ہے اور ملک عرب مین نقرہ ابلق سمند
نہین ہوتا عربی گہوڑا پانچ برس کی عمر سے پچیس برس تک لائقِ کار اور قوی و طاقت ور رہتا ہے اسپان
قومِ عربی اکثر بمبئی مین دستیاب ہوتے ہین بعضے سوداگر اندور گوالیار اکبرآباد اور کانپور مین لاتے ہین لیکن جو
گہوڑا بمبئی مین پانسو روپے تک ملجاتا ہے وہ اس ملک مین بارہ سو روپے سے کم نہین آتا اور عربی گہوڑے
قسم چارجر جیسے سواری کے پانسو روپے سے ہزار روپیہ تک اور قسم ریسر جیسے گہردوڑ کے سے گہوڑے
تخمیناً آٹھ ہزار روپیہ بلکہ دہ سو تک اور قسم ہنٹر جیسے شکار کے گہوڑے چار سو روپے سے آٹھ سو تک
اور قسم کیلوے جیسے میانہ قد کہ جو دو مٹہی کے نیچے ہون دو سو روپے سے چار سو روپیہ تک دستیاب
ہوتے ہین اور ملک ہندوستان مین کاٹہیاواڑی گہوڑونکی یہہ گیارہ قومین عمدہ تر مشہور ہین بادریا
الکیا ماکہیا تاجنیا ریڑیا ہرنیا کہیا نشنیا کمریا بوڈلیا بہوتریا اسکے سوا دو چلہ قومین اور بہی ہین
مگر جیدان شہرت نہین رکہتین کاٹہیاواڑ کے گہوڑے خوبصورتی مین لاجواب اور کودنے پہاندنے مین
بیمثال اور دوسری قسمون کے گہوڑون پر فوق رکہتے ہین یہہ گہوڑے قد کے چہوٹے عمدہ ہوتے ہین
مگر نفاست کمتر نعمت بہتر اور کاٹہیاوار مین کئی کہیت ہین مگر پنچال کے کہیت سے کوئی کہیت
بہتر نہین پنچال کے بارہ گانون کہ جہان عمدہ گہوڑے بہم پہونچتے ہین کاٹہی لوگون سے آباد ہین اسملک مین
سمند قلہ صندلی سبزہ گلبار ودرمیہ بورنہ اس رنگ کے گہوڑے اکثر ہوتے ہین ہرچند جو صفات
کوردکار مین وہ ان گہوڑونمین پائے جاتے ہین مگر اسپانِ عربی کیطرح دم بلند اور اعضا و استخوان ایک
سے نہین رکہتے اور دوڑ مین یا دوسل بہی عربی کی ہمسری نہین کرسکتے اور اس گہوڑے کے مزاج مین غصہ
بہت ہوتا ہے جسسے عداوت رکہتا ہے اوسکو جان سے کہوتا ہے خوراک کم دینے والیکا بہی دشمن ہے
اور تہوڑی سی مار مین بہت برا مانتا ہے دلمین بغض و کینہ رکہتا ہے اور اکثر کاٹہیاواڑ کے گہوڑے
سونہہ کے ہلکے ہوتے ہین اور گندبلے بہی ہوتے ہین گندبلے کی وجہ تسمیہ یہہ ہے کہ زبانِ ہندی مین بوکو گند
کہتے ہین پس یہہ گہوڑا اپنے سائیس کی بو پہچانتا ہے اور بو سے آشنا ہونیکے باعث اوسکو کچہہ نہین کہتا

اور دوسرا شخص قریب جا کر نوار کی بو پا کر نہایت حسب سے ہنہناتا ہے اور موقع پا کر کاٹ بھی کھاتا ہے
اور کاٹھیاوار کے متصل ایک علاقہ کاٹھیاباری ہے وہاں کا گھوڑا بہ نسبت اسپ کاٹھیاوار کے بلند قامت
وحریف ہوتا ہے لیکن چہرے کی خوبصورتی میں اوسکے برابر نہیں ہو سکتا کاٹھیاوار کا گھوڑا چار برس کی
عمر سے بارہ برس کی عمر تک عالم شباب میں خوب زور و شور پر رہتا ہے اکثر یہ گھوڑے بنگال میں کابلی
لوگوں کے گھر ہاتھ آتے ہیں اور چار سو روپے سے بارہ سو روپیہ انکی قیمت ہے مارواڑ کے گھوڑے اسپان
کاٹھیاوار کی بہ نسبت پیشانی بلند اور گوش دراز اور بلند قامت اور مضبوط و زبردست ہوتے ہیں گرگانا
راج دھڑا بالوترا تلواڑہ یہ چار پرگنے وہاں مشہور ہیں انمیں جودھپور کی عملداری ہے اکثر قلعہ
سمند سبزہ نقرہ ابلق اس رنگ کے گھوڑے بکثرت ہوتے ہیں سواری میں نازک و ملائم اور نہایت
خوب اور پسند اہل ہند سواری دیتے ہیں اور سخت سواری سے برا نہیں مانتے اپنی وضع پر بہت خوبصورت
اور طرحدار اور نہایت مردم ہوتے ہیں مگر گھڑ دوڑ کے قابل نہیں چار برس کی عمر سے سولہ برس تک تندرست
اور چالاک وچست رہتے ہیں دو سو روپے سے ہزار روپیہ تک انکی قیمت ہے پوکہر اور تلواڑہ کے میلے میں کمال
ملتے ہیں پوکہر کا میلا برسات کے بعد کاتک میں اور تلواڑہ کا میلا پھاگن کے مہینے میں ہوا کرتا ہے
دکھن کے گھوڑے دو ضلعے مشہور ہیں عرب کے گھوڑے اور کاٹھیاوار کی گھوڑیوں سے انکی نسل جاری ہے
چنانچہ اس گھوڑے میں دونوں صفتیں موجود ہوتی ہیں عربیت و خوبصورتی اور چالاکی بدرجہ اوسط رکھتا ہے
مگر گھڑ دوڑ کے قابل نہیں اور ملک دکھن کے گھوڑے اکثر سمند کمیت سرنگ مہوہ مشکی لاکھوری رنگ کے
ہوتے ہیں بھیمراندی کے کنارے جو گاؤں بستے ہیں اونمیں دکھن کے گھوڑے ملتے ہیں اور وہاں وکیس
اور گنگا گوداوری ندی کے کنارے اکثر گاؤں میں دکھنی گھوڑوں کی نسل ہاتھ آتی ہے لیکن مانڈیس کا
گھوڑا بہ نسبت بھیمراندی کے گھوڑوں کے دراز گردن و بلند قامت ہوتا ہے اور ملک مالوہ میں اکثر شہروں میں
بھی دکھن کی نسل پیدا کی ہے خصوصاً اندور سے دس بارہ کوس کے فاصلہ پر بسمت جنوب مقام سیمرول
اور تلور وغیرہ میں مرہٹوں کے گھر بچھیرے وشاداب ہوتے ہیں لیکن جو خصوصیت اور وصف کہ دکھن کی
پیدائش کے گھوڑے رکھتے ہیں وہ انمیں ہرگز نہیں پائے جاتے البتہ بعضے گھوڑے عمدہ نکل آتے ہیں
دکھن کا گھوڑا پانچ کی عمر سے بیس برس کے سن تک زبردست رہتا ہے عمدہ گھوڑا پانسو روپیہ سے بارہ سو
روپیہ تک فروخت ہوتا ہے اور اچھا بچھیرا عمر سہ سالہ دو سو روپے تین سو روپیہ تک بکتا ہے ملک
سندھ و پنجاب اور جنگل کے گھوڑے اکثر سرنگ کمیت مشکی سبزہ نقرہ سنجاب خنگ بوز
ابلق جیسی رنگ کے ہوتے ہیں اور ایرانی گھوڑے ہندوستانی گھوڑیاں خواہ ہندوستانی گھوڑے

اور ایرانی گھوڑیوں سے ان کی نسل جاری ہے اسلئے یہہ بھی دوغلے کہلاتے ہین
اور مارواڑ کے گھوڑون سے مشابہت رکہتے ہین مگر اونکی نسبت ہاتھہ پاؤن زیادہ خشک ہوتے ہین لیکن
بعد عربی کے یہی گھوڑے سب ہند کے گھوڑون سے دوڑ مین تیز پا اور گاڑی کیواسطے موزون ہوتے
ہین اور سندہ و پنجاب و جنگل مین یہہ کیپ مشہور ہین ساتہو و دہنی گھیب پشندہ ساتہو کے جنگل کا
گھوڑا بہت خوبصورت و بہتر ہوتا ہے اور دہنی و گھیب علاقہ پنجاب مین واقع ہین جو گھوڑے اس
گرد و نواح مین رہتے ہین اونکو بھی دہنی و گھیب کہتے ہین یہہ گھوڑے جنگل کے گھوڑون سے چہوٹے
اور خوبصورت اور چالاک اور کاٹہیاوار و مارواڑ کے گھوڑون سے بہتر ہین مگر بہت دوڑانیکے قابل نہین
اور پشندہ کہ جسکو جنگل کہتے ہین پٹیالے کا علاقہ ہے وہان کے گھوڑے بہی بلند قامت و زبردست
ہاتھہ پاؤن بھاری اور طاقتور ہوتے ہین پانچ برس کی عمر سے بیس برس تک مضبوط و قابل کار
اور شراب شباب سے سرشار رہتے ہین سندہ کا گھوڑا دو سو روپیہ سے چھہ سو تک اور جنگل کا گھوڑا پانسو
روپیہ سے ہزار روپیہ تک ہاتھہ آتا ہے اور ہردوار کے میلے مین لگتا ہے یہہ میلا ماہ چیت کی
تیرہوین تاریخ سے شروع ہوکر آخر مہینے تک تمام ہوجاتا ہے ولایت انگریزی کے گھوڑے
یعنی آئرلینڈ اور اسکاٹ لینڈ اور انگلینڈ مین تین قسم پر ہوتے ہین قسم اول سواری کیواسطے سواری
گھوڑے ہاتھہ پاؤن اور جلد کے باریک چہریرے خوبصورت ہوتے ہین ہندوستانی سواری گھوڑونکی بہ نسبت
ان گھوڑونکا قد و قامت بہت بلند ہوتا ہے چنانچہ پیمایش مین سترہ مٹھی تک بلندی رکھتا ہے قسم دوم
گھوڑدوڑ کیواسطے گھوڑدوڑ کا گھوڑا بہی سواری کے گھوڑونکا ہمشکل اور ہمقوم ہوتا ہے لیکن قیمت مین زیادہ ہے
یعنے یہہ بیش قیمت ہوتے ہین قسم سوم بارکشی کیواسطے بارکشی اور ہل وغیرہ کا گھوڑا زبردست بڑے
کان کا اور ہاتھہ پاؤن اور مونہہ اوسکے بہاری رکہتا ہے اور بہت تہکا کہ سست رفتگی اور قدم کے برگہ جہاتک
نہین چلتا ولایتی گھوڑے جو گھوڑدوڑ مین دوڑتے ہین وہ نہایت زبردست ہوتے ہین جو دوڑ مین اگرچہ بہت
چالاک تو نہین ہوتے لیکن عربی گھوڑے اتنی دوڑ بھی نہین کر سکتے بلکہ عربی گھوڑے دو دو مین میل یا ساڑھے
تین میل سے زیادہ دوڑنیکی طاقت نہین رکھتے چنانچہ بعضے صاحب لوگ جو ولایتی گھوڑے عربی گھوڑون کے
ساتھہ گھوڑدوڑ مین دوڑاتے ہین تو اکثر پہلے پر ولایتی گھوڑے بسبب دوری کے شرط جیت لیتے ہین
ولایت اسٹریلیا کے گھوڑے بہی گھوڑدوڑ مین دوڑتے ہین ولایت کیپ کے گھوڑے توپ اور گاڑی کے
قابل ہوتے ہین اور کیپ کے گھوڑونکا قد و قامت ولایت اور اسٹریلیا کے گھوڑون سے کم ہوتا ہے اور ان گھوڑونکی
ایک نشانی یہہ بہی ہے کہ اونکے سرین پر بارہ ایک داغ بشکل داغ چیچک نظر آتے ہین اسکا سبب یہہ ہے



لہ اکثر مچھر جنگل میں چرتے ہیں اور وہاں ایک قسم کی مکھی ہوتی ہے جب وہ انکے پیٹ پر بیٹھتی ہے
تو اس مقام پر نیش زنی کرکے خون پی لیتی ہے اسلئے داغ پڑجاتے ہیں اسپانِ ولایتی چھ برس کی عمر سے
بیس برس کی عمر تک جوانی کے زور و شور پر رہتے ہیں ولایتِ انگلستان کے گھوڑے اکثر بندر کلکتہ میں
آتے ہیں بہت صاحب لوگ شرط کے لئے اور بعضے سواری کے واسطے خرید کرتے ہیں ولایتی گھوڑے
آرنسی رل وغیرہ کے عمدہ و بہتر تین سو روپیہ میں اور اسپانِ قوم دار و تیز رفتار کہ جو سواری و شکار کے
کام میں آتے ہیں پندرہ سو روپیے اکیس سو روپیہ تک ملتے ہیں اور جو گھوڑا بہت خوبصورت و مضبوط
صرف سواری کیواسطے خرید کیا جاتا ہے تو اوسکی قیمت چھ سو روپیے سے ہزار روپیہ تک ہے اور گھوڑدوڑ کے
گھوڑے ناتربیت یافتہ ہزار بارہ سو روپیہ میں آتے ہیں اور تعلیم یافتہ پانچ پانچہزار چھ چھ ہزار روپیہ میں
فروخت ہوئے ہیں اور اُنکی قیمت کا کچھ اندازہ معین نہیں چنانچہ ایک گھوڑا ساٹھ ہزار روپیہ میں بکا یہہ
سب قیمتیں خاص ولایت کی ہیں اور جو شخص ہندوستان سے ولایت کا گھوڑا طلب کرے تو قیمتِ
ولایت کے علاوہ مقامِ بمبئی تک خواہ وہ نر ہو یا مادہ یا آختہ پندرہ مٹھی قد اور چھ برس کی عمر والیکا خرچ
مع خوراک و خرچہ سائیس و کرایہ جہاز سات سو روپیے ہوتے ہیں نقصانِ جہاز کا بیمہ اور کاغذ بیمہ کا
خرچ فیصدی قریب پچیس روپیہ کے اور لوازمہ اسپ جیسے نوبڑا اگاڑی پچھاڑی جھول کھریرہ برش کنگھی وغیرہ
کیواسطے اکیس روپیے دینے پڑتے ہیں **اسپانِ ملکِ مالوہ** کی کوئی خاص قسم مقرر نہیں
اسلئے کہ رجواڑوں میں مارواڑ اور کاٹھیاواڑ کے گھوڑے اور دوسری قسم کی گھوڑیاں بکثرت موجود ہیں
جو اونکی نسل سے پیدا ہوتا ہے اوسکو مالوہ کا گھوڑا کہتے ہیں مگر انسان کو گھوڑوں کی شناخت کیواسطے
بخوبی احتیاط لازم اور تجربہ درکار ہے اسلئے کہ بظاہر اکثر گھوڑے نہایت خوبصورت و چالاک نظر آتے ہیں
مگر قوم وار نہیں ہوتے چنانچہ گھڑدوڑ کے گھوڑوں میں یہہ جو وصف موجود ہوں خرید میں شایانہ اسپ راز
اگلے پاؤنوں کی نلیاں خشک اور گھٹنوں سے نیچے چھوٹی استخوانِ تنگ ٹخنے دھوتک ہموار پیٹ کی جھول
نہ زیادہ نہ کم پسلیاں کولے کی ہڈی سے قریب کمر چھوٹی رانیں اور پٹھے چوڑے دم کی ڈنڈی پتلی سانچی
کشادہ نتھنے فراخ اور چڑھے ہوئے پچھلے پاؤں ٹخنے سے سم تک سیدھے گامچی سیدھی اور چھوٹی سم اوسط
درجہ کی سم نہ خرسمہ جلد پتلی اور بال و دم کے بال باریک و ملائم ہوں اور جس گھوڑے کو گھڑدوڑ کیواسطے
تیار کرنا منظور ہو تو اوسکا یہہ طریقہ ہے کہ اگر موسم سرما ہو تو ایام شرط سے تین مہینے پہلے اور جو ہنگام
بارش ہو تو چار مہینے پیشتر تعلیم دینی شروع کریں اسلئے کہ اکثر بسبب کثرتِ بارش کے گھوڑے کی
کثرت ناغہ ہوجاتی ہے اور قبل از تعلیم گھوڑے کو مسہل دیں اوسکا یہہ طریقہ ہے کہ اول دو روز تک

وانہ سیدا کریں اور یہ بہر سو ساعت کو سیر بہر شام کر لیا ہو گی کرتے رہیں اور کچھ خشک گھاس سے بہری کہاس میں رہے بسوم

**سہل کی دوا** دیگر کوشٹے کو ہر جگہ میں کسی جہان بہت ہو ہوا اور ایک جہول بہی اور سبزی میں اگر زیت دہ ہون تو گرم جہول اور گرمی کے دن ہوں تو شہد بہا جہول اُنکی مناسب ہے اور یہ سہل کی چند صورتیں میں جنانچہ

**اول** سو تہیہ میں ڈرام الیوا جار ڈرام ایک مہین اور تہہ سے شہد میں گولی بنا کر جسم کہلا دین زیروت کہو ڈے کے الیواسات ڈرام تک دینا بہی معائقہ نہیں اور بعضے اس ترکیب میں روغن زیرہ بہی زیادہ کرتے ہیں دوم الیوا جار ڈرام السم سالٹ پانچ اونس دیتے ہیں سوم السم سالٹ پانچ اونس السی کا تیل میں اونس پلاتے ہیں اب شہور تحقیق ہر سنکہ کہا کہ آپ ہمیشہ انگریزی اور دوا انگریزی کا وزن بہی انگریزی طور پر بیان فرمایا کرتے ہیں پس اگر کسی انگریزی دوا کا ہم سوچالی تو اس وزن کا اندازہ کس طریق پر کرینگا خود پروردگار جواب دیا کہ البتہ یہ سوال بہت مناسب ہے اور اسکیواسطے ہم ایکبار بتلاتے ہیں اور اسکو سمجھ لیجے کبہی کام سے رہیگا یہ کہکر ہو نا قلم دوات اور کاغذ اوٹھا لیا اور یہ شکل بر نگ نقشہ تیار کیا

| وزنِ انگریزی | نام وزن | تولہ | ماشہ | رتی |
|---|---|---|---|---|
| ابتدا | ۱ گرین | + | + | ۰ رتی |
| + | ۲ گرین | + | + | ۱ رتی |
| ۲۰ گرین | ۱ اسکروپل | + | ۱ ماشہ | ۲ رتی |
| + | ۲ اسکروپل | + | ۲ ماشہ | ۴ رتی |
| ۳ اسکروپل | ۱ ڈرام | + | ۳ ماشہ | ۶ رتی |
| + | ۲ ڈرام | + | ۷ ماشہ | ۴ رتی |
| + | ۳ ڈرام | + | ۱۱ ماشہ | ۲ رتی |
| + | ۴ ڈرام | ۱ تولہ | ۳ ماشہ | + |
| + | ۵ ڈرام | ۱ تولہ | ۶ ماشہ | ۶ رتی |
| + | ۶ ڈرام | ۱ تولہ | ۱۰ ماشہ | ۴ رتی |
| + | ۷ ڈرام | ۲ تولہ | ۲ ماشہ | ۲ رتی |
| ۸ ڈرام | ۱ اونس | ۲ تولہ | ۶ ماشہ | + |
| ۱۲ اونس | ۱ پونڈ | ۳۰ تولہ | ۰ آثار | + |
| ۲۰ اونس | ۱ پائنٹ | ۵۰ تولہ | ۰ آثار | ر پاؤ |
| ۱۵ پونڈ | ۱ اسٹون | ۷ آثار | ۰ آثار | + |

پہر سلطانِ کشورستان کیطرف مخاطب ہوکر عرض کی کہ جنابِ مقدس واسطے جوڑون انگریزی مرتج مین
اونکا حساب ایک گرین سے شروع ہوتا ہے آدہی رتی کا ایک گرین بیس گرین کا ایک اسکروپل تین اسکروپل کا
ایک ڈرام آٹھہ ڈرام کا ایک اونس سولا اونس کا ایک پونڈ پندرہ پونڈ کا ایک اسٹون ہے الحاصل گہوڑے کو مسہل
دینے کے بعد چہہ گہنٹہ تک اوسکے مونہہ پر چہیکا چڑہا رہیں چہہ گہنٹے کے بعد سوکہا گہاس چار سیر گہوڑے کو دین
اور شام کے وقت سیر بہر دانہ دلا ہوا اور سیر بہر بہوسا دین دوسرے روز بہی کہانیکی احتیاط لازم ہے جلاب کے
بعد اسپ کہ گہوڑے کی خوراک چہہ سات سیر دانہ ہے اور چہہ سیر گہاس چہتیس بوتل پانی دینا چاہیے
ایک مہینے کے بعد دوسرے مہینے مین پانچ سیر گہاس چالیس بوتل پانی ہے اور قدرے دانہ زیادہ کرین دوسرے مہینے کے
بعد تیسرے مہینے مین تا وقتِ گہوڑدوڑ چار سیر گہاس بتیس بوتل پانی دین اور دانہ تہوڑا قدرے زیادہ کرین
اور جو گہوڑا چہوٹا ہو تو سیر بہر گہاس کم دین اور پچیس بوتل پانی اور چنے کا دانہ بقدر مضیعت مناسب ہے
مضیعت سے یہہ مراد ہے کہ لید اچہی طرح سے کہ یعنی سرگین اسپ مین دانے برآمد نہوں جب گہوڑا
مسہل سے فارغ ہوچکے تو چار روز تک سواری نکرین صرف ہواخوری کیواسطے شام کو بہیجا جاے اور
ہمیشہ وقتِ صبح قبل از طلوعِ آفتاب اصطبل مین گہوڑے کو دیکہین اگر گہوڑا سوتا ہو تو آواز سے یا ٹہوکے
سے جگا دین جبتک وہ خود بیدار نہو اور جسوقت جاگ اوٹہے تو فی الفور چہیکا اوسکے مونہہ پر چڑہا دین
اسلئے کہ اگر اوسوقت گہاس کا ایک تنکا بہی کہا لیگا تو بہت مضر ہوگا پہر ایک ساعت کے بعد اصطبل سے
باہر نکالکر سواری سے پہلے جو دوا کہ اوسکے سمون مین لگی ہے اوسکو رومال خشک سے خوب صاف
کرڈالین وہ دوا یہہ ہے مرہم بہیڑکے گردے کی چربی ایک پونڈ شوگر آف لیڈ دو اونس چربی کو گہلاکر
اوسمین شوگر آف لیڈ ملائین اور نو بجے کے بعد گہوڑے کے پاؤن دہوکر اوسکے سمون پر اس مرہم کی
مالش کرین جب وقتِ شام گہوڑے کو ہواخوری سے لائین تو اوسکے پاؤن نکالکر مرہم خوب صاف کرین
اگر سمون مین خفیف سا شگاف بہی نظر آئے تو دس روز جکڑ دوڑنا موقوف کردین اور دن بہر اوسکے واسطے
پاؤن پر یہہ پوٹلس باندہین پوٹلس تہوڑی چربی اور تہوڑی السی اور تہوڑا بہوسا اور گاجر استعمال کرنا
اور بیرہ کا اگر انہین ہے جو دستیاب ہو لیکر سبکو جوش دیکر پوٹلس بنائین اور یہہ پوٹلس کہولنے کے بعد
پہٹکری سوختہ سفیدہ اور گیلو تین یا دو تین ہموزن ملاکر گہوڑے کے پاؤن کو صابون اور آبِ گرم سے
دہوکر یہہ دوا سم کے شگاف مین بہردین اور صبح کو پہر صاف کرڈالین کہ اگر یہہ دوا لگی رہجائیگی تو گرد کے
ہونٹ اور بہی نقصان ہوگا اور قبل از سواری تہان پر پانچ منٹ تک برش سے مالش کرین پہر
جہول اور کنٹوپ ڈالکر زین کسین اور سوار ہوکر جگہہ پر لیجائین اور جلاب کے پانچوین روز سے ایک مہینے تک

جب گھوڑے کو گھوڑ دوڑ کے پہل چکی اور چھوٹے گھوڑے کو دوڑا آہستہ آہستہ پسینہ کے ساتھ اس
طرح پھرائیں کہ پہلے حصہ میں ایک میل یا ڈیڑہ میل اور دوسرے حصہ میں دو میل اور تیسرے حصہ میں تین
میل تک کثرت دیں اور ہلکی جہار رنگ سے تھوڑی تھوڑی جہار تک پھرائے جائیں اور بعد تمام ہونے چکر کے
گھوڑے کو تھان میں مضبوط باندھ کر مالش بدن کی کریں یہاں تک کہ اوسکا پسینہ خشک ہو جائے اور اوسکے بعد طرح طرح
لا کر آب گرم سے چاروں ہاتھ پاؤں دہولائیں اگر جاڑے کا موسم ہو تو نور پس کا جل کہلا کر مقدار دس ہو گی
سیر گرم پانی پلائیں پہر ایک گھنٹے تک تپی اور برش سے مالش کرکے دو سیر چنے کا دانہ اور دانہ کے بعد دو سیر
گہاس دیں پہر دو گھنٹے کے بعد بقدر بیس بوتل کے تازہ پانی پلا کر طبیلے کی کوٹھری میں پہر اگاڑی پچھاڑی
بند کرکے دو پہر کے بعد پہر ایک گھنٹے تک مالش کریں بعد مالش کے دو سیر دانہ دیں اور تین پہر کے وقت
پندرہ بوتل پانی دیکر خوب مالش کریں پہر ٹہلا کر ہواخوری کے واسطے بہیجیں جب ہواخوری سے آئے تو
اوسوقت جسقدر دانہ باقی رہا ہو کہلا کر چار سیر گہاس اوسکے سامنے ڈالدیں غرض ایک مہینے تک یہی دستور
رکہیں اور دوسرے مہینے میں گردے کی تیل کی ڈالکر تیز جہار تک دوڑائیں اگر گھوڑا قوی تجربہ تو عرق پسینے کیواسطے
تیل کی گردے ڈالیں کہ ایسا گھوڑ بیٹھ تمام جسم پر آجاتا ہے پہر اوس پسینے کو مالش کی کہاج تنے مونچھیں ورنہ
ملکے پارچہ کی گردے کافی ہے اور تیسرے مہینے میں گردے اور ایک ڈالکر تیز دوڑائیں پہر چند روز کے بعد تغیر
دولی کے خوب سیر چکر دیں مگر گھوڑے کو تعلیم دینے کے وقت کبھی بجز وقت امتحان کے تیز دوڑنا چاہئے اگر
گھوڑ دوڑ میں میل دوڑانا منظور ہو تو بروقت تعلیم چار میل کا چکر دیں اور ایک میل کی بیٹ منظور ہو تو دو میل کی
بیٹ اور جو ڈیڑہ میل کی بیٹ چاہیں تو دو میل کی بیٹ دیں اور مناسب ہے کہ ڈیڑہ گھنٹے تک گھوڑے کو
تیز قدم سے پھرائیں پہر چند روز کے بعد اوسکی جہول اوتار کر جہار تک سے چکر دیا کریں بعد چکر کے گھوڑے کو
اصطبل میں باندھ کر گہاس یا پیال سے دو سائیس یہاں تک مالش کریں کہ اوسکے جب روئیں چمک جائیں
پہر ہاتھ کی گدی سے مالش کریں کہ بال اوسکے بدن سے اتریں اول مالش سینہ و پشت سے شروع کریں
اور بالوں کو ہمیشہ اولٹی گدی لگائیں اور چاروں پاؤں کی نلیوں کو خوب سوتیں یہاں تک کہ گھوڑا گرم ہو جائے
پہر برش اور کپڑے سے صاف کریں گرمیوں میں ٹھنڈی جہول اور جاڑوں میں گرم جہول اوڑھائیں اور
دس گیارہ بجے تک کہیں اور اسی عرصہ میں اوسکو دانہ گہاس بہی کہلادیں پہر بعد گیارہ بجے کے جہول
اوتاریں اور گھوڑے کو طویلے میں لاکے وقت بعد مالش کے پٹی پارچہ گرم کی تل کرتی یا فلالین یا باریک
بانات وغیرہ کے بقدر چار انگشت کے گامچی سے زانو تک باندہیں اور وقت شام جب گھوڑا ہواخوری سے
آئے تو پٹی کہولدیں اور جو گھوڑا طاقت ور پر گوشت اور قوی ہیکل ہو تو بہتر ہے کہ وقت شام اوپر سوار ہو کر

ہواخوری کیواسطے لیجاتے ہیں اور بعض صاحب گھوڑے کو اگر وہ کی ہیلت و پاک رہے اور سیر و سیاحت فقط
رہیں کسکو خالی ہواخوری کو لیجاتے ہیں غرضکہ اہلِ گھوڑدوڑ کے آنے تک اسی طریقے پر عمل کرتے رہیں اور
گھوڑدوڑ کے روز اگر وقت سحر گھوڑا دوڑانا منظور ہو تو جب وہ گذشتہ رات آئی رہے اوس وقت گھوڑے کے
منہ پر چھینکا چڑھادیں اور دوڑ کے وقت سے ایک گھنٹہ پیشتر آدھ سیر دانہ کھلادیں اسلئے کہ خالی شکم
گھوڑا بے طاقت ہوجاتا ہے اسیطرح پر اگر دن کے وقت دوڑانا منظور ہو تو دو گھنٹے پیشتر سے چھینکا اوسکے
منہ پر چڑھادیں اور ہر روز گھوڑدوڑ میں تراتی و بلندی بہت ہوشیاری سے کریں اور بہ نسبت دوسرے
ملکوں کے گھوڑدوڑ کے نعل بہت سبک اور ہلکے لگاتے ہیں اور اسپ گھوڑدوڑ کو تعلیم دینے سے پہلے حالت
صحت میں لاتے ہیں کہ اوسکا صحیح و سالم رہنا نہایت ضروری ہے جس لائق دار گھوڑے کے محنت زیادہ نہوگی تو
اوسکے پاؤں خراب ہوجانے کا اندیشہ ہے مقصود ہے گھوڑے کی تیاری و لاغری لطر پر موقوف ہے جو حالت
گھوڑے کی بہتر نظر آئے اوس حال پر رکھا جاتا ہے اسکے واسطے غور و تامل درکار ہے اول سائیس
کو تعلیم کے دنوں میں گھوڑے کو بنگاہِ غور لاحظہ کریں اگر تیاری زیادہ ہے تو دوڑ کے قابل نہیں اوسکو
اس طرح پر دبلا کریں کہ طاقت فرو نہو اور زیادہ کثرت محنت کے سبب پاؤں پر کچھ صدمہ نہ آجائے
اور پانو نہ کھایا جائے تاو کھانے سے یہہ مراد ہے کہ محنت سے گھوڑے کے دل پر کوئی صدمہ اسطرح کا
نہ ہو جیسے کہ وہ کھانا پینا ترک کردے خصوصاً جو گھوڑا کہ خرید تعلیم کیا جاتا ہے تو اوسکے واسطے زیادہ احتیاط
لازم ہے اور تیار گھوڑا بہ نسبت اوس گھوڑے کے جو بذاتِ خود چالاک و نیم گوشت ہو جلد لاغر ہوتا ہے
اسپانِ گھوڑدوڑ کی تعلیم کیواسطے ایسا چابکسوار درکار ہے کہ جسکا وزن ساڑھے سات اسٹون رہے
اور نوبرس کے گھوڑے کے واسطے ساڑھے آٹھ اسٹون وزن بھی کچھ مضایقہ نہیں رکھتا عربی گھوڑے کے
لئے جو وزن مقرر ہے وہ اکثر منتظمانِ گھوڑدوڑ کی تجویز پر منحصر ہے چنانچہ بلند قامت اور زیادہ عمر کے
گھوڑے پر زیادہ وزن اور کم عمر و کم قد پر کم رکھتے ہیں عربی اونچے گھوڑے پر بارہ اسٹون سے
کبھی زیادہ وزن نہیں رکھا جاتا اور چھوٹے گھوڑے پر سات اسٹون سے کم نہیں رکھتے اسپانِ
ولایت مثل ایرلینڈ و اسکاٹ لینڈ و انگلینڈ و آسٹریلیا و کیپ وغیرہ کے جو بلند قامت اور تندرست
ہوتے ہیں اسواسطے عربی گھوڑوں کے وزنِ مقررہ سے چودہ پونڈ وزن زیادہ اوٹھاتے ہیں چنانچہ
بعضے اوقات او نپر پندرہ اسٹون وزن رکھا جاتا ہے اور کم عمر و کم قامت پر دس اسٹون لیتے ہیں
کر اسپ آختہ اور مادیان پر بہ نسبت نر کی تین پونڈ وزن کم ہوتا ہے اور یہہ وزن مع سوار
و زین و لگام وغیرہ کے شمار کیا جاتا ہے اور سوار سات اسٹون کے وزن کا بہت کمتر نکلتا ہے

اور گھوڑدوڑ کا سر بھی جو ابھی رو سپیہ بہر کا قرار دیا گیا ہے اور مناسب ہے کہ جو وزن گھوڑدوڑ کے وقت رکھا جاتے
وہی وزن کے ساتھ گھوڑے کو تعلیم کے وقت بھی معمولی جگہ پر پہیرتے ہیں اور اوس اندازہ سے زیادہ وزن رکھیں اسلیے
کہ اگر نازک گھوڑے پر جسکے استخوان اور پشت زبردست نہو تو ضرور ہے کہ دوڑنے کے وقت باعث وزن کے اوسکی رفتار
اوسکا قدم وزن کچھہ کم پڑیگا اور حساب کیا جاتے تو ڈیڑھ میل دو میل میں پانچ چھہ قدم کا فاصلہ واقع ہونیکے سبب
گھوڑا پیچھے رہجاتا ہے اور جب گھوڑے کے پشت کی استخوان مضبوط پشت تک برابر اور پاؤن بھی مضبوط
ہوں تو اوسپر ایک پونڈ زیادہ وزن ہوجانیکا بھی اندیشہ نہیں اور جو گھوڑے گھوڑدوڑ مین ہمیشہ دوڑتے
ہوتے ہیں خواہ جیتتے ہوں خواہ ہارتے اونکو **ویلٹر** کہتے ہیں اور جو گھوڑے گھوڑدوڑ مین کبھی
دوڑے نہیں ہوتے اونکو **میڈن** کہتے ہیں میڈن کی بہ نسبت ویلٹر پر ہمیشہ زیادہ وزن رکھتے ہیں
اور گھوڑدوڑ چند قسم پر ہوتی ہے چنانچہ رینک گھوڑدوڑ ٹونی گھوڑدوڑ ویٹر سینڈی کپ تہین سینڈی کپ
چارجر اسٹیپک ہنڈل ریس ہیٹ گورن ٹیک وغیرہ **رسینک** گھوڑدوڑ اوسکو کہتے ہیں کہ سب صاحب لوگ
باہم تجویز کر کے گھوڑے کو نیلام کرتے ہیں اور وہ گھوڑدوڑ مین دوڑتا ہے **ٹونی** گھوڑدوڑ اوسکو کہتے ہیں
کہ جسمین فقط ٹٹو دوڑاتے جاتے ہیں **ویٹر سینڈی کپ** وہ ہے کہ جو گھوڑے سب شرطون
جیتے ہوتے ہوتے ہیں اونکو باہم دوڑاتے ہیں **تہین سینڈی کپ** وہ ہے کہ سب شرطین ہارے ہوئے
گھوڑے اونکو باہم دوڑاتے ہیں **چارجر اسٹیپک** اوسکو کہتے ہیں کہ صاحب لوگ اپنی پریٹ کی سواری کے گھوڑے
بغیر تعلیم یافتہ گھوڑدوڑ مین دوڑاتے ہیں **ہنڈل ریس** اوسکو کہتے ہیں کہ جگہ مین ٹٹیان باندھ کر گھوڑے
دوڑاتے جاتے ہیں اکثر صاحب لوگ ایک میل میں چار ٹٹیان لگاتے ہیں ان ٹٹیون کی بلندی تین فٹ
چار پانچ انچ تک ہوتی **ہیٹ** اوسکا نام ہے کہ آدہ میل یا پاؤ میل دوبارہ گھوڑے دوڑاتے ہیں دونون
مرتبہ جو گھوڑا شرط جیتے اوسکو جیتا تصور کرتے ہیں مثلاً پہلے ایک گھوڑا بڑہا دوسری بار دوسرا گھوڑا
آگے نکلا تو پھر تیسری دفعہ دوڑانا ضرور ہوتا ہے بس جو گھوڑا دو بار بڑھ جاتے وہی شرط جیتتا ہے **گورن
ٹیک** اوسکا نام ہے کہ جس صاحب کا گھوڑا جس گھوڑے سے بازی جیت لیتا ہے اوس گھوڑے کو وہ صاحب
شرط مین لے لیتا ہے اور اگر شرط ہار جاتا ہے تو اپنا گھوڑا دیدیتا ہے غرضکہ صاحبان کمپنی کو شرط کے
نام رکھنے کا اختیار ہے وہ اپنی خوشی سے جو نام چاہتے ہیں مقرر کرتے ہیں گھوڑدوڑ مین صاحب لوگون نے
ایک طریق جواز بھی رکھا ہے چونکہ طرفین کی شرط حرام مطلق ہے اور شرط کو جوا بھی کہتے ہیں اور جوا سب
قومون میں بد اور حرام ہے اسواسطے اس کھیل میں یہہ طریقہ مقرر کیا ہے کہ جب چھاؤنی میں صاحب لوگون کو
گھوڑدوڑ مقرر کرنی منظور ہوتی ہے تو اول تمام افسران چھاؤنی کو بذریعہ تحریر اطلاع دیتے ہیں اور وہ سب

بصیح الطبع کیواسطے اپنے حوصلہ کے موافق روپیہ دیتے ہین وہ روپیے ایک جگہہ جمع کیے جاتے ہین
جسکو انگریزی مین فنڈ کہتے ہین بعد اسکے جو صاحب لوگ اپنے گھوڑے دوڑاتے ہین اونسے بھی سوای
زرِ سابق کے فی اسپ کچھہ روپیہ ٹھہرا لیا جاتا ہے اور اوسکا مقرر کرنا صاحبانِ کمیٹی پر موقوف ہے
ہر گھوڑدوڑ مین انعام بھی اوس فنڈ سے مقرر ہوتا ہے اور فنڈ مین روپیہ کم داخل ہو تو ہر ایک گھوڑدوڑ کے
روپیون مین سے فیصدی کچھہ روپیہ لیا جائیگا اور گھوڑدوڑ کے قاعدے یہہ ہین کہ جو صاحب کمیٹی مین شریک ہون
اور گھوڑدوڑ مین اپنا گھوڑا شامل کرین تو کم سے کم تیس روپیے فنڈ مین داخل کرنے پڑینگے اور شریکان
گھوڑدوڑ کے سوا جو لوگ مامور ہیگے واسطے بطریق انعام روپیے دین تو وہ بھی فنڈ مین جمع ہوتے ہین
جبتک اور بعد گھوڑدوڑ مین چندہ روپیے فنڈ کیواسطے کافی ہین اور اکثر صاحب لوگ جنکے نام پر لاٹری کی
رو سے گھوڑا نکلتا ہے اوسیدم نیلام کرکے روپیہ لیتے ہین اور جو شخص نیلام مین گھوڑا لیتا ہے وہ اپنے
پاس سے روپیے دیکر اوس شرط کا مالک ہوجاتا ہے مگر اوسکو وہ چند روپیے دینے پڑتے ہین مثلاً ایک
صاحب ہین کہ جنکے نام گھوڑا نکلا تھا دوسرے صاحب نے نیلام مین پچاس روپیہ کو خرید کیا تو خریدار کو سو روپیے جو
جیتنے سے گھوڑا مول لیا ہے اوسکو پچاس روپیے دیکر فنڈ مین بھی پچاس روپیے جمع کرنے ہون گے
اور جو شخص شرط جیتتا ہے اوسے وزن اور ترازو کیواسطے پانچ روپیے دلواتے جاتے ہین اور جو گھوڑا
گھوڑدوڑ کے وقت جگہ پر دوڑایا جاتا ہے تو اوس دوڑ مین کے بھی پانچ روپیہ لیتے ہین اور جو خرچہ گھوڑدوڑ کی تیاری
و درستی مین پڑتا ہے تو فی اسپ سوائے پانچ روپیہ کے وہ بھی فنڈ سے دیا جاتا ہے اور جدا جدا اصطبل کے تین
گھوڑے دوڑین تو روپیہ فنڈ مین سے دیا جائیگا نہین تو نہین یعنے ایک اصطبل کے گھوڑے دوڑاتے جائین تو روپیہ
نہیں دیا جاتا اور جس صورت مین گھوڑدوڑ کی پوری بھرتی نہو تو مہتمم لوگون کو اختیار ہے کہ اوسکے تالبوس وہ
از سر نو دوسری گھوڑدوڑ مقرر کرین تمام تحسین اور تکرارین مہتمم کی راے پر انفصال پاتی ہین اور ایک شخص
سر مہتمم ہوتا ہے کہ سب مہتمم اوسکے حکم کی پیروی کرتے ہین جس حجت کا جو فتوی سر مہتمم دیتا ہے بوجہ
نامنظور نہین ہوسکتا بہرحال قبول کرنا پڑتا ہے ہر دوڑ کے گھوڑدوڑ کی ترتیب مہتمم کی راے پر منحصر ہے اور
اوسکو اختیار ہے کہ خرابی موسم کے باعث ایک دو روز کیواسطے گھوڑدوڑ ملتوی رکھے جس روز گھوڑدوڑ کی
رسم بوسی ہوتی ہے اوسی روز اوس روپیہ کی بھی تعداد مقرر کیجاتی ہے جو فنڈ سے بطریق انعام ملتا ہے
اور فی اسپ جسقدر روپیہ گھوڑے کے مالک سے لیتے ہین وہ بھی اوسی روز ٹھہرا لیا جاتا ہے چنانچہ
بڑی شرطون مین اگر فنڈ سے ہزار روپیے انعام ملے تو فی اسپ سو روپیے تک لیتے ہین اور سو روپیہ
انعام ہو تو دس روپیے تک لئے جاتے ہین اور گھوڑدوڑ مین کوئی چیز سوار کے پاس سے گر جاتے بس

اگرچہ اوسکا گھوڑا سب سے پہلے بھی آوے تو اوسکو شرط نہیں ملتی اور جو گھوڑا گر پڑے یا جگہ سے باہر نکل جاتا یا پلٹنے کیوقت
جھک کر پیچھے آوے تو ان عذروں سے دوبارہ نہیں دوڑایا جاتا اور جسوقت گھوڑے کا رنگ لکھا جاتا تو اوسکے سوار کا جو لباس ہو
اوسکا رنگ بھی تحریر کیا جاتا ہے جو شخص ایک رنگ لکھوا کر دوسرے رنگ کے کپڑے پہنے اور سوار ہو تو اوس سے پانچ روپیہ
جرمانہ لیا جاتا ہے اور جو رنگین پوشاک لکھوا کر سفید لباس پہنے اور کپڑے بالکل رنگین نہوں تو اوس سے دس روپیہ جرمانہ
ہوتا ہے اور جو شخص گھوڑدوڑ کے وقت بغیر حکم اوسکے گھوڑا باہر کر نکل جاوے اور دوسرے صاحب حکم کے منتظر رہیں
تو بیشک جو کہ اول گھوڑا دوڑ کر نکلتا ہے اوسکو دوبارہ اول گھوڑوں کے ساتھ جو کہ نہیں دوڑے تھے پھر دوڑانا
پڑیگا اور جو وہ صاحبوں نے بغیر اجازت حکم پر گھوڑے دوڑا دیتے اور دو مالک نے حکم کا انتظار کیا تو وہ شرط بھی مقبول
نہیں ہوتی اور اگر گھوڑدوڑ کے وقت دو شخص باہم بازی بد کر مہتمم سے اپنے گھوڑے دوڑانیکا حکم لیں تو اوسکے
گھوڑے بھی دوڑ سکتے ہیں اور گھوڑدوڑ کے وقت بجز افسروں اور سکوٹ کی کمیٹی والوں کے اوس جگہ میں کوئی
اور شخص چل پھر نہیں سکتا اور گھوڑدوڑ سے ایک روز پیشتر **لاٹری** مقرر کرتے ہیں اور دوسرے روز گھوڑدوڑ ہوتی ہے
اسیطرح آخر تک ایکدن لاٹری دوسرے دن گھوڑدوڑ ہوا کرتی ہے اور کمیٹی کے صاحب لوگ جن گھوڑوں کے نام
مقرر کرتے ہیں اونکے واسطے سب صاحب شریک ہو کر باہم **ٹکٹ** خواہ ایک روپیہ کا خواہ دو روپیہ کے
مانگتے ہیں اور اختیار ہے کہ جسکی جتنی مرضی ہو اوتنے ٹکٹ لے سب نام نمبروار ٹکٹ پر لکھے جاتے ہیں
اور وہ سب ٹکٹ ایک برتن میں رکھکر رومال سے ڈھانک دیتے ہیں جسقدر یہہ ٹکٹ جمع ہوتے ہیں اوسیقدر
خالی ٹکٹ مع نام ہاے اسپ جو گھوڑدوڑ کیواسطے مقرر کئے گئے دوسری طرف میں ڈالتے ہیں اور ایک صاحب
دونوں ظروف میں سے ٹکٹ نکالتے جاتے ہیں جسکے نام کے ساتھ جو گھوڑا نکلا وہ گویا اوس صاحب کا ہو چکا
اب ان گھوڑوں میں سے جو گھوڑا جیتیگا اوسکو یہہ فنڈ کا جمع کیا ہوا روپیہ ملیگا یعنے جس صاحب کے نام پر وہ جیتا
گھوڑا نکلا تھا اور اکثر صاحب اوس لاٹری میں اپنا گھوڑا نیلام بھی کر دیتے ہیں چنانچہ یہہ خاکسار بھی بیا
کرچکا ہے اور جو گھوڑے گھوڑدوڑ کی محنت کے بعد ہاتھہ پاؤں سے صاف نکلیں تو اونکا امتحان اس طریق
کہ جو گھوڑا بہت تیز دوڑتا ہے اوسکے واسطے نہایت خیال رکھنا چاہئے کہ زیادہ تپہ پر بھی شروع کرنیکے وقت
دم رکھتا ہے یا نہیں کیا سبب کہ اکثر چالاک گھوڑے زیادہ تپہ سہیں اوٹھاتے اور آخر میں وہ تیزی نہیں رہتی
جو ابتدا میں ہوتی ہے چنانچہ **عمدہ گھوڑوں کا ٹائم** یعنے وقت گذرنیکے سکنڈ اور منٹ سے بخوبی
دریافت ہوسکتا ہے عمدہ گھوڑا ایک میل کے چکر کو دو منٹ پانچ سکنڈ خواہ دو منٹ آٹھہ سکنڈ کے عرصہ میں
بخوبی طے کرتا ہے اور ڈیڑہ میل کو دو منٹ پچاس سکنڈ میں اور دو میل کو تین منٹ میں طے کرتا ہے
اور یہہ وقت یعنے ٹائم بہت عمدہ عربی گھوڑوں کیواسطے مقرر کیا گیا ہے جسوقت شہزادہ بلند مقام کا

درجۂ کلامِ کمال نظام اس مقامِ دلپسند آغاز و حسرت انجام تک پہونچا اور حرف حرف عالی دماغ کی تقریرِ
دلپذیر سے سلطانِ والاشان کا دلِ تقدس منزل باغ باغ ہوا عقلِ مجسم سے وزیرِ اعظم کیطرف
اشارہ فرمایا سعودِ سحر بیانی نے شہزادہ روشن ضمیر کو وصفِ ہمہ دانی اور صفتِ حقائق بیانی میں عندلیبِ
زبان کو شاخسارِ بیان پر نغمہ سنجِ ستایش رطب اللسان کیا اور فرزانہ روزگار ذوی الاقتدار کی
خوبیِ طرزِ تعلیم اور حسنِ اندازِ تربیت کی ستایش سے بہاجتِ محفلِ گوشِ سامعینِ اہلِ ہوش کو لبریز
گوہرِ شاہوار بنایا اور حاضرینِ دربار گہربار نے بھی زیورِ ناپیدِ کلام سے عروسِ مدحت کو آراستہ و پیراستہ
کر کے تعریف و توصیف کا جلوۂ نورانی دکھایا پھر شاہنشاہِ اقدس بارگاہ نے ایسا خلعتِ گرانبہا کہ خراجِ
ہفت اقلیم بھی جسکے ساتھ کا سزاوار نہ تھا مرحمت فرمایا اور خود بھی زبانِ معجز ترجمان سے جواہرِ مثال سوا کہ
اے استادِ نامدار تو ہی فرزانہ روزگار ایک وہ روز تھا کہ اس دولت کے آئینہ ضمیر پر حرف پروری کی تعلیم و تربیت کا
حال عکس نہ پڑا اور یہہ انکا اشکالِ حروف کیصورت شناسی سے بالکل ناواقف دیا آخر سامنے محض تھا اور
سعودِ سحر بیانی نے آپکو تکلیف دی اور آپنے بھی قدم رنجہ فرمایا اس مرتبۂ بلند تک آپکو عزت زینت اور
آبرو و عزت بخشی اور آپکی بدولت ایک یہہ دن ہے کہ اس نہالِ نوخیزِ سلطنت کو تمام اہلِ سیف اور اہلِ قلم سے زیادہ تر
لائق و فائق پاتا ہوں اور یہہ سب کچھ آپکے لطف و عنایت اور توجہِ بیغایت کا ثمرہ اور فیضانِ صحبت اور تعلیم و تربیت کا نتیجہ ہے

### مؤلف

| | | |
|---|---|---|
| تیرا ادا ہوے شکر بھلا کیا کرے کوئی |  | پہلے زباں شکر تو پیدا کرے کوئی |
| دولت اگرچہ ہم نے بھی کی ہو نصیب | | تیرا احسان پاک ہی دیکھا کرے کوئی |

فرزانۂ روزگار نے کہا کہ اے جہاندارِ عالیمقدار و اے شہریارِ والااقتدار جس دن یہہ درویش آزاد گلشن
دانش آباد میں وارد و صادر ہوا تھا شہزادہ کامگار کی عمر عزیز چھ برس کی تھی تاریخ مرس درس تمام ہوا اور
تعلیم و تعلم میں صرف ہوئی فی الحال باقبالِ امیدِ لایزال اس نونہالِ چمنستانِ اقبال کو بارہواں سال ہے
اور باوجود کم سنی و ناتجربہ کاری سے حرف برزبان رکھنے کو ہر علم و فن میں کمال ہے اسلئے میں اس وقت دو شکر
ادا کرتا ہوں اول شکر اوس معبودِ شکور کا کہ جس کام کے اہتمام و سرانجام کیواسطے یہانتک آنے کی
ضرورت ہوئی اوسکے انتظام و التزام کی صورت اوسنے بوجہ احسن دکھلائی میں حصولِ مطلب دل
خوشحال ہوا اور اپنے کار و بار ضروری سے فارغ البال ہوا دوم شکر حضورِ لامع النور کا کہ جنکے
لطفِ عمیم نے انکسارِ خلقِ عظیم کا لطف دکھایا اور خلقِ عظیم نے صدقہ سے دام و درم بنایا

### مؤلف

ابنا دہن گلاب سے دھویا کرے کوئی  وردِ زبان جو اسم سے لے کرے کوئی
ہو خاکسارِ ننگِ خلائق سے کب ادا تیرا بیانِ وصف جو شایاں کرے کوئی

اب سلطانِ کیوان نشان کو اس زاویہ نشینِ عزلت گزین کا وداع فرمانا لازم ہے کہ اپنے منزلِ تصور و
ہو بیکہ گوشۂ تنہائی مین لیلائے ریاضت سے ہمدوش اور سلمائے عبادت سے ہم آغوش ہو عقلِ مجسم فرمایا
کہ بہت بہتر اور نہایت مناسب ہے مگر دلِ اخلاص منزل صدمۂ مفارقت اور رنجِ مہاجرت کی تاب نہ لائیگا
اور آپکے غمِ جدائی کا مارا جانکاہ رنجیدہ رہیگا اور ستایا جائیگا اسواسطے میں چاہتا ہون کہ سلطنت کا تاج و تخت شہزادۂ
فیروز بخت کے نذر کرکے عمرِ باقیماندہ کو یادِ الٰہی مین تمام کرون خاتمہ بخیر ہونیکا سرانجام کرون فرزانۂ روزگار نے
کہا کہ اگر حضرت کو یہی منظورِ خاطر ہے تو بسم اللہ مگر چالیس روز اور توقف کیجیے پاسِ خاطرِ نفیس بظاہر بہ نوامیس کے
خیر البیں بھی ادا سعد راس شہر وحید الدہر مین اوسے قبول کرتا ہے کہ خرد پرور والا گوہر کو آئین جہانبانی و
جہانداری بتادے اور قواعد و ضوابطِ شہریاری مین ہوشیار و تجربہ کار بنادے اور سلطانِ رفیع الشان کے حکم
تمام قلمروِ سلطنت اور دیار و امصارِ مملکت مین اس مضمون بابت تحویل کا ایک اشتہارِ فیض آثار جاری ہو
کہ آج سے چالیسوین روز شہزادہ کامگار خرد پرور نامدار تاجِ سلطانی برسر اور لباسِ خسروانی
دربر سریرِ جہانبانی پر جلوہ گر ہوگا اگرچہ بارہ برس کا سن و سال ہے مگر ہر علم و فن مین کمال ہے
ماشاء اللہ الٰہی جو حسد سے چشمِ بد دور صاحبِ ہنر ہے تمام روئے زمین پر جو
سوالِ مشکل جس کسی سے حل نہین ہوا ہے اور جو عقدۂ لاینحل کسی کے ناخنِ تدبیر سے
نہین کھلا ہے اوسکا جواب باصواب حاصل کرسکتے ہیں اگر اس بارگاہِ عرش اشتباہ مین
حاضر ہو تو خرد پرور کی ادنیٰ توجہ سے اوسکے غوامض و دقائق کے تفصیلے کا
سرِّ مخفی ظاہر ہوا اور اس محفلِ شاہی و عشرت افزا و حبیبِ دافع المسرت کی
دید سے بھی دیدۂ بصارت کو روشنی اور چشمِ بصیرت کو نور عنایت
کرے * شاہنشاہ ذیجاہ نے بسر و چشم منظور فرمایا
اور خرد پرور والا نسب کو سینہ سے لگا کر پیار کیا
اور پیار بھر سرِ نازنین پر دستِ شفقت
پھیر کر خندہ پیشانی رخصت کیا
دربار برخاست
ہوا

# خاتمہ کتابِ عقل و شعور موسوم بہ جوہرِ فرد

## مؤلف

وہ سامنے نظر آتی ہے منزلِ مقصود — مسافرِ قلمِ تیز پا نہ گھبرانا
چلا ہے سر کے بل اس راہ میں جو تو دس کوس — چل اور چار قدم دیکھنا نہ گھبرانا
ہر ایک کوس میں دو میل طے کئے تو نے — تو اب سبیل ہوئے مرحبا نہ گھبرانا
جو آج صبح سے تجھکو سفر میں شام ہوئی — مقام ہے یہہ پڑے تک کا نہ گھبرانا

نظامِ زار سے سن لے وہ صبحِ غربت تھی
اور اب یہہ شامِ وطن ہے ذرا نہ گھبرانا

جسوقت فرزانۂ روزگار اور خرد پرورِ ہوشیار دربارِ خسروِ جہاندار سے باہر آئے اور بشعور سابق و طرزِ قدیم اوس قصرِ نادر العصر درس و تعلیم میں تشریف لائے اوستادِ فرخ نہاد نے شاگردِ والا نژاد سے ارشاد کیا کہ شہریارِ عالیوقار نے آج بر سرِ دربار جب مرحمتِ ولی کا اظہار فرمایا ہے تمنے بخوبی سنا اب تمکو تختِ خلافت اور تاجِ سلطنت مبارک ہو ہرچند کہ تمہاری خاطرِ عزیز کے باعث چالیس روز تک اور بھی اس دیارِ غربت میں مقیم ہوں مگر یادِ وطن کا پنجۂ شوق بے اختیار دامنِ دل کھینچتا ہے فرد سفر کا اپنے تو اسباب ہو گیا تیار + وداع کرنے میں اب تمکو شب بخیر جسوقت خرد پرورِ ہوشیار نے حرفِ رخصت فرزانۂ روزگار کی زبانِ اعجاز بیان سے سنا تو شیر کیا نگاہِ حسرت اوستادِ والا منزلت کے رخِ نورانی کو تکتا رہ گیا اور چشمِ گوہر بار سے قطرۂ اشک برسا کر یہہ شعر آبدار پڑھا

شعر ہماری آپ کی اب کوئی دن ہوئی فرقت ہے + میسر ہو بھلا دیدار جو دم بس غنیمت ہے +

اوستادِ شفیق نے بہت کچھ تسلی و تشفی دی اور فرمایا کہ حضرت آفریدگار تمکو عمرِ گرامی سے برخوردار کرے اب تم خرد فرزانۂ روزگار بنگئے میرا ہونا نہونا برابر ہے بیت من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری + اسوقت قبل میں حسبِ اشتہار تمام صغار و کبار حاضرِ بارگاہِ شہریار ہوجاینگے اوس وقتِ سعد اور ساعتِ سعید میں سریرِ سلطنت پر اجلاس فرمانا اور سب اہلِ عالم کو اپنے جمالِ باکمال اور تقریرِ دلپذیر سے خورسند و مسرور اور ممنون و مشکور بنانا ایک نہایت عمدہ موقع اور دلچسپ ہنگام ہے جبتک تم بھی جسقدر خیالاتِ انسانکی وسعت کا ابداع ہے اوسکی سیر سے دل سیر ہوجاؤ تاکہ جسکے ذہن میں جو بات گذرے گویا وہ پیشتر سے تمہارے ذہن میں موجود تھی اور جسکو کسی عقدۂ مشکل میں جو دشواری

پیش آئے اوسکو گویا کہ تم نے اول ہی سے حل کر رکھا ہے اور یہہ بات اوسوقت حاصل ہوتی ہے کہ جب علم
ارواح رلیوس کا آفتابِ گیتی فروز ساحتِ دل پر لمعہ افگن ہوتا ہے اور علم فراست و قیافہ شناسی کا علم نورانی
بر جمیع موہر کے بیج و باح پر منعکس کیا جاتا ہے حکایت چنانچہ معلم ثانی حکیم **ابونصر فارابی** نے آوارہ
گردی و صحرانوردی مین تکلیفِ گرسنگی و شدتِ فاقہ کشی سے تنگ آکر ایکدور ملکِ شام مین یہہ تجویز کی
کہ سلطانِ عالیشان کے واسطے جو عمارتِ عالیہ کسی مقام پر تعمیر ہوتی تھی وہان جا پہونچا اور مزدورونمین
شامل ہوکر مٹی کی ٹوکریاں ڈھونے لگا معمارِ عمارت ہر ٹوکری پر پانچ دام اجرت دیا کرتا اور ابونصر فارابی برابر
اوسکو ٹوکر کہا لیتا پھر دوسری ٹوکری اوٹھاتا اتفاقاً اوسروز سلطان بھی عمارت کی کیفیت لاحظہ و [illegible]
معہ وزیر تشریف لایا اور سیر کرتے کرتے ایک مقام پر ایستادہ ہوکر کچھہ گفتگو مین مشغول ہوا اور تماشا
یہہ تھا کہ بادشاہ نے ایک فنی زبان اپنے دل سے ایجاد کرکے وزیر کو تعلیم فرمائی تھی اور اسباب مین تاکید
تاکید کلی تھی کہ خبردار کوئی آدمی اس رازِ مخفی سے ہرگز واقف نہو ورنہ تجھکو مع تیرے زن و فرزند کے مع
سامان و مکان آتشِ سوزان میں جلا کر خاکِ سیاہ کردونگا اس خوفِ جانستان سے وزیر بھی اوسکے اخفاء
مین بہت زیادہ سعی وکوشش عمل مین لاتا تھا ونیز سلطان نے اوسی بولی مین وزیر سے ایک سوال کیا وزیر کو اوسکے
جواب مین کسقدر تامل ہوا ابونصر فارابی نے دیکھا کہ وزیر سے کوئی جوابِ معقول بن نہین پڑتا دوبارہ جب
ٹوکری لیکر اوسطرف سے نکلا تو اوسی زبان مین ایسا شائستہ جواب دیا کہ بادشاہ و وزیر دونون حیرت مین غرق ہوگیا اور
جبکہ وہ دور نکلگیا تو وزیر سے کہا کہ مینے کہا تھا کہ تجھے اس رازِ مخفی کو پوشیدہ رکھنے کی تاکید بلیغ نہین کی تھی اور تونے
عدول حکمی و نافرمانی کی راہ سے اسقدر شہرت دی کہ ادنا ادنا مزدور و نوکر بھی اسپر آگاہی رکھتا ہے جاہل سے وزیر
بید کے مانند لرزنے لگا اور دست بستہ عرض کی کہ جہان پناہ سلامت غلام کو بھی کمال تعجب ہے کہ اس شخص نے
جواب کسطرح ادا کیا اور سوال کیونکر سمجھہ گیا مگر فدوی کی رائے ناقص اس امر کی مقتضی ہے کہ ہو نہو یہہ حکیم
ابونصر فارابی ہے اسواسطے کہ اسملک مین وہ فقیرانہ طور بادیہ آوارہ طریق پر اوقاتِ عزیز بسر کرتا ہے اتنے مین
دوبارہ اوسکا گذر بادشاہ کے پاس ہوا سلطان نے فرمایا کہ آپ فارابی ہو اوسنے کہا کہ ہم سلطان نے پوچھا کہ تمکو
زبانین جانتا ہے فارابی نے کہا کہ مینے شہر بانو کو حسب دلخواہ سیکھا اور ہزار زبانین قبل سے زور سے سمجھہ گیا
اور اب جو کوئی نئی زبان مینے آجاتی ہے اوسکو فراست کے وسیلے سے بے تامل معلوم کرلیتا ہون بادشاہ نے
کہا کہ یہہ زبان بجز میرے اور اس وزیر کے کوئی دوسرا نہین جانتا پھر تونے کیسے وقوف پایا ابونصر فارابی نے کہا
کہ اے سلطان مجھے علم فراست مین کمال ہے اور مین انسان کے قیافے سے اوسکا مفصل حال دریافت
کرسکتا ہون تیری صورت پر جسوقت نگاہ پڑی تو فوراً ظاہر ہوگیا کہ جو شخص اس شکل و شمائل کا ہوگا وہ اس شے کو

اس لفظ سے تعبیر کریگا اور اوس چیز کا تو نام لیگا پس تو نے جو زبان ایجاد کی ہے وہ بادی النظر میں میرے
آئینۂ خاطر پر منعکس ہو گئی اب تجھسے زیادہ اس زبان پر مجھے دسترس ہے اور نئی نئی اصطلاحیں میں بوجہ احسن
ایجاد کر سکتا ہوں بادشاہ نے اوسکے فہم و فراست پر ہزار تحسین و آفرین کی اور اپنے ہمراہ صفۂ مصلےٰ میں لیجاکر
رسم مہمانداری بجالایا اور فرمایا کہ آپ کبھی کبھی تشریف لایا کیجئے فارابی نے کہا کہ اگر بادشاہ دو شرطیں قبول فرمائیے
اول میں جسوقت یہان آؤن کوئی مجھے نہ روکے دوم جب جاؤن تو اوسوقت کوئی نہ ٹوکے بادشاہ نے
ارشاد کیا کہ بہتر ہے حکیم فارابی فوراً اوٹھہ کھڑا ہوا اور اپنا راستہ لیا بادشاہ دیکھتا رہگیا اور کچھہ نہ کہہ سکا
پھر وہ کبھی نہ آیا جو کوئی اوسکو روکتا جب فرزانہ روزگار نے اس بیان سے فرصت پائی تو پھر اصل مطلب
کیطرف متوجہ ہوا اور ایک مہینے دس روز کی مدت میں تمام ہنرمندان خرد ور اور صناعان باخبر کی بیگاری
صنعت اور پیشہ و حرفت کی ماہیت و حقیقت سے خبردار اور قواعد و قوانین مناظرہ و مباحثہ سے بخوبی
ہوشیار فرمادیا اور ہر قسم کے علوم و فنون میں کامل و ہمہ دان بنادیا اتنے میں وہی روز فیروز عالم افروز
آپہونچا صبح سعادت و اقبال نے اپنا جمال باکمال دکھلایا اور خورشید بے زوال جاہ و جلال نے افق عظمت
و اجلال سے بہزار جلوہ فرخ فال طلوع فرمایا غرض ازل کے روز سے جسدن کی گردونکو تمنا تھی وہ وہی یوم
مبارک آج باعیش و مسرت ہے وہ تمام شہر دانش بہر آئینہ بندی سے آراستہ و پیراستہ کیا گیا اور سلطان
عقل مجسم نہایت کروفر اور کمال شان و شوکت کے ساتھہ دربار ظل اللہ منعقد فرماکر زینت بخش تخت خلافت و زیب افزائے افسر سلطنت ہوا

نظم

| | |
|---|---|
| ہوا رونق فزائے تخت شاہی | سحر کو وہ شہ ظل الٰہی |
| حضوری میں سبھی پابوس آئے | ادب سے بخت و دولت سر جھکائے |

شاہنشاہ ظل اللہ نے شعور تمکین رس کیطرف اشارہ فرمایا وہ فوراً زمین ادب پر بوسہ دیکر آداب بجالایا اور درسگاہ خرد دانش کی
جانب روانہ ہوا وہانسے اون دونو نکو اپنے ہمراہ لیکر باہزاران عز و جاہ درگاہ عرش اشتباہ میں حاضر ہوا

مؤلف

بیٹھے جن کی تخت نشینی کی آج رہین ہیں
ابھی وہ نام خدا بارھوین برس میں ہیں

جبکہ فرزانہ روزگار اور خرد پرور نامدار اوس بزم شاہانہ اور جشن ملوکانہ میں پہونچے سلطان عقل مجسم نے
بقواعد مستمرہ و قوانین مقررہ لوازم تعظیم و مراسم تکریم ادا کرکے کرسی ہائے مرصع کار جواہر نگار پر نشست کا حکم دیا
شہزادہ ارجمند بخت بلند نے آنکھہ اوٹھاکر چاروں طرف نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک جانب اہالی موالی

ارکانِ دولت اعیانِ سلطنت امیر و وزیر ندیم و مشیر سردارانِ نامدار رئیسانِ کامگار جوانانِ تیغ زن و صفدر بہادرانِ تہمتن و دلاور گُردانِ گردن کش و قوی بازو یلانِ خنجر گذار و جنگجو فصیحانِ ہوشمند بلیغانِ دانش پسند موقع بموقع اپنے مقاموں پر متمکن ہیں اور دوسری طرف ساتوں اقلیم کے علما و فضلا اور پانچوں برِ اعظم کے حکما و عقلا اور ہر قوم کے اکابر و عمائد اور ہر ملک کے سفرا و سیاح اور دنیا کے ہنرمندانِ بیمثال اور ہر بلاد و امصار کے صنعتگرانِ باکمال پایہ بپایہ و درجہ بدرجہ موجود و حاضر اور وارد و صادر ہیں غرض جہانتک نظر کام کرتی ہے ایک عجیب و غریب از دحام ہے انبوہ کثیر و جمّ غفیر کا ہجوم عام ہے

مؤلف

| | |
|---|---|
| ہر اہلِ نظر ہے ہمہ تن چشم تماشا | وہ کون ہے جو طالبِ دیدار نہیں ہے |
| سب ہیں مددِ دولت بیحد بیانی کے مشتاق | وہ کون ہے جو حاضرِ دربار نہیں ہے |

سب نے باداب تمام جھک جھک کر تسلیم و کورنش ادا کی اور ترقیٔ عمر و دولت اور تزایدِ جاہ و حشمت کی ابتدا دل و جان سے دعا کی شہزادہ عالیجناب خسروِ پرورِ دانش آب اپنی کرسیٔ زرینِ جواہر نگین سے اوٹھ کر سرو قد ایستادہ ہوا اور حاضرینِ بارگاہِ عالم پناہ کی سمت مخاطب ہو کر ارشاد کیا کہ اے ساکنانِ ہندوستان و اے صاحبانِ انگلستان و اے باشندگانِ عرب و عجم و اے اربابِ سیف و اصحابِ قلم و اے معشرِ علما و اے مجمعِ فضلا و اے زمرۂ اوبا و اے جمہورِ عقلا تم میں سے جس کسی کو حسبِ زبان اور حسبِ بیان اور حسبِ لغت اور حسبِ اصطلاح اور حسبِ علم اور حسبِ فن اور حسبِ ہنر اور حسبِ صنعت اور حسبِ پیشہ میں جسطرح کی قیل و قال اور حسبِ حقائق و دقائق اور غوامض و نکات اور رموز و کنایات میں جسطور کا سوال منظورِ نظر اور مرکوزِ خاطر ہو وہ سامنے آئے اور مجھسے استفسار کرے بعنایتِ ایزدی و تائیدِ سرمدی جواب باصواب بہرہ اندوز ہو کر اپنا دامنِ سعی گل ہمیشہ بہار سے بھرے

مؤلف

| | |
|---|---|
| اور اگر ہنگے جو ہم گفتگو سے برجستہ | ہر ایک عقدۂ تقدیر برمحل ہوگا |
| عیان فصاحتِ لفظی و معنوی ہوگی | بری عیوب سے ہر لفظ بے بدل ہوگا |
| کسی سے کھل نہ سکا ہو جو عقدۂ مشکل | ہماری ناخنِ تدبیر سے وہ حل ہوگا |

شہزادۂ روشن ضمیر یہہ تقریرِ دلپذیر بزبانِ مبارک بیان سے ارشاد فرما کر پھر اپنے مقامِ فرحت انجام پر جلوہ افروز ہوا اور حاضرینِ دربارِ میمنت آثار میں سے جس کسی نے جو سوال کیا اوسکا جوابِ معقول نہایت شائستہ و بایستہ طریق پر دیا کہ سامعینِ خردگزین کے صدفِ گوش کو دُرِّ غررِ فصاحت سے بھر دیا اور درجِ ہوش کو جواہرِ زواہرِ بلاغت سے لبریز کر دیا اوسوقت بیساختہ جوشِ نشاط اور فرطِ انبساط

باعث محبت تحفہ بکمال فرحت و شادمانی والہانہ بہجت و کامرانی اس طرح گویا ہوا

**مولف**

دیدارِ نورِ یار کے حسنِ فروغ نے — آنکھوں کو رشکِ مہر منور بنا دیا
نغمہ دلپذیر نے اے غیرتِ چمن — کانوں کو رشکِ گوشِ گلِ تر بنا دیا

احقر الانام نظامِ ناکام کہ جو اس ہنگامِ عشرت آغاز مسرت انجام میں اس بزمِ سعادت انعام میں موجود تھا فوراً سب سے پیش قدمی کر کے آگے بڑھ گیا اور دُر پروری والا گوہر سے حضورِ انور میں بآوازِ بلند و بہ انداز دلپسند اس ترانہ بانفراست بلبلِ نغمہ خوان کی روش ترنم ریز ہوا

**مولف**

سخن ہے سحر تو سحر آفریں ہے — سخن ہے وحی تو عرشِ برین ہے
سخن ہے جسم اور تو جانِ شیریں — سخن انگشتری ہے تو نگین ہے
سخن گلشن ہے اور تو گلشن آرا — سخن خوشبو ہے اور تو یاسمین ہے
سخن دانش ہے اور تو دانش افروز — سخن بینش ہے اور تو دوربین ہے
سخن ہے آبِ حیوان خضر ہے تو — سخن شانِ عسل تو انگبین ہے
سخن ہے انجمن تو شمعِ روشن — سخن ہے چرخ تو مہرِ مبین ہے
سخن آئینہ تو مثلِ سکندر — سخن ہے جام تو جم بالیقین ہے
خدا پرور جزاک اللہ خیرا — سخنور مرحبا صد آفرین ہے

نظامِ کمترین کے دل سے پوچھے — سخن جس طرح تیرا دلنشین ہے

شہزادہ سخن سنج نے یہ اشعارِ آبدار فی البدیہہ سنکر سرور آمیز تبسم فرمایا اور براہِ سخندانی و قدر شناسی انعام و اکرامِ بیشمار کا امیدوار بنایا قصہ کوتاہ شاہنشاہِ آسمان بارگاہ سلطانِ عقلِ مجسم دانش پناہ اپنے تختِ سلطنت پر بادشہ کر ایستادہ ہوا اور تمام حضارِ دربارِ فیض آثار کی جانب متوجہ ہوکر اس طرح ارشاد کیا کہ اے امرا و وزرا و اے مصاحبین و ملازمین و اے رعایا و برایا جملہ بدانید و آگاہ باشید کہ حضرت پروردگارِ عالم جلشانہ کی جب کسی پر کمال مہربانی ہوتی ہے اوسکو فرزندِ سعادت مند مرحمت فرماتا ہے کہ جو پدرِ بزرگوار کا نامِ نیک روشن کرے اور تمام کاروبار سنبھالے اور بعد اوسکے دنیائے فانی میں یادگار رہے وہ شخص بہت کم نصیب ہے کہ جو پسرِ ناخلف کا پدر ہو جیسے حضرت شیخ سعدی شیرازی نے کیا خوب کہا ہے

قطعہ

زبانِ یار وا ایسے حرز ہشیار | اگر وقت ولادت تار یا شد
ازان بستہ بہ نزدیک خرد شد | کہ رفتہ زمانِ نا ہموار نا شد

خوشا نصیب اور زہے قسمت اوس شخص کے کہ جسکی تقدیر یاوری کرے اور درگاہ الہی سے اوسکو فرزند لیاقت مند کہ نورِ نظر او لختِ جگر بلکہ جانِ پدر سے عبارت ہے عنایت ہو شعر عجب بود اگر از زر بہتر از پدر باشند * کہ عطر صندل از دود تر ز صندل سپید بود * یا ایہا الناس ہم اسوقت ہزارہا شکر اس نعمتِ عظمےٰ اور موہبتِ کبریٰ کا بجالاتے ہیں کہ خسرو پرویز نیک اختر کو نہایت تشفیق اور کمال ادب پاتے ہیں اور بخوبی انکی فراست و ہوشمندی اور سعادت و بخت بلندی کا بخوبی امتحان ہو چکا ہے پس آج اس زمانِ مبارک آفتاب میں ہم اسکو اپنا وارث و جانشین بناتے ہیں اور تختِ سلطنت پہ بٹھلاتے ہیں اور تاجِ خلافت و جہانبانی پہناتے ہیں اور تم سبکو بہ حکمِ محکم سناتے ہیں کہ اسکو ہمارا قائم مقام سمجھو اور بالاستقلال اپنا شاہنشاہِ عالم پناہ جانو اب تک جسطرح ہمارے حضور میں ہواداری بانیٹی اور جان نثاری و عقیدت کیشی سے مطیع و محکوم رہے اسی طرح برطبلیہ سے بھی زیادہ اسکی ہواداری و حقگذاری میں دل و جان ہمہ تن مصروف رہنا اپنے فرائض عمری کا سب سے بڑا دین و ایمان تصور کرو اب ہم اپنے خسرو پرویز رشک قمر کو حافظِ حقیقی کی نگہبانی میں دیتے ہیں اور تمکو خسرو پرویز کے سپرد کرتے ہیں تم اس کی خیر سگالی و نمک حلالی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا اور یہ بہرحال تمہارا حامی و مددگار اور ہمدرد و غمگسار رہیگا یہ کلام ہدایت نظام ارشاد فرماکر سریر خلافت مصیر سے نیچے اوترا اور شہزادہ خورشید طلعت کو اپنے آغوشِ عاطفت میں اوٹھا کر تختِ شاہنشاہی پر متمکن فرمایا اور اپنے جلوسِ میمنت مانوس سے کرسی زرین کو غیرت کرسی افلاک بنایا اوسوقت فرزانہ روزگار اپنی کرسی مرصع کار سے اوٹھ کر شہریار کامگار یعنے خسرو پرویز نامدار کے پایہ تختِ زرنگار کے برابر جا کھڑا ہوا اور تمام سروقد ایستادہ ہوگیا اور یہ تقریر دلپذیر بطرز دلپذیر ادا کی

## گفتارِ گوہر بار فرزانہ روزگار بدربارِ شہریارِ خسرو پرویز جہاندار

بندہ حکیم بسکی صواب است محض خیر
فرخندہ بخت آنکہ بسمع رضا شنید

شاہنشاہ عالیمنزلت کو ارکانِ دولت اور سرداران سلطنت اور ملازمین مجلس کے بغیر چارہ نہین ہے امین سلطنت
چار شخصون ہین **اول** وہ امیر کہ جو اطراف مملکت کی محافظت کرکے دشمنون کی شر سے شاہ و رعیت کو محفوظ رکھے
**دوم** وہ وزیر کہ جو مہماتِ سلطنت کا منتظم ہو اور مال ایک جگہہ سے وصول کرکے دوسری جگہہ خرچ مین
لاوے **سوم** وہ حاکم کہ جو بادشاہ کیطرف سے خلق اللہ کا خبرگیران ہو زبردست سے کمزور کا بدلا لاوے اور اہل
فسق و فجور کو مجمل و مقہور کرے **چہارم** وہ صاحب خبر کہ جو امانت دار ہو اور ہمیشہ اخبار شہر و ولایت
و حالاتِ امرا و رعیت بارگاہِ خسروی مین عرض کرتا رہے اور تین چیزین زوال مملکت کا باعث ہین **اول**
بادشاہ سے خبر کا پوشیدہ رہنا **مولف** ہے اگر ملک رعیت سے شہنشہ بیخبر / یا سلطنت مین ہو مبارک
باجت ہر باشوند بسر **دوم** کمینون کو منصب کرنا **مولف** جاہ ہر سفلہ جو پاوے دسترس / تو سر ہو بار ادبِ
سلطان اور بس **سوم** عاملِ ظالم تعین کرنا **مولف** ظلم عامل جہان خراب کرے / دلِ مظلوم کو کباب کرے
سلطان والاشان کو دو قسم کی جماعت سے کام پڑتا ہے ارباب سیف جیسے کہ امیر اور ایلچی اور سپاہی وغیرہ یا اصحاب قلم
جیسے کہ وزیر اور دیوان اور اہلکار اور دبیر اور عامل وغیرہ پس ان سب کے تربیت کی یہہ صورت ہے کہ سب کو نظر
شفقت اور نگاہِ عاطفت سے دیکھو اور ہر ایک کی حاجت روا کرو جو اپنا کام بخوبی انجام دے اوسپر
نوازش رکھو جو سستی و غفلت کرے اوسکو اول نصیحت سے دھمکاؤ اور نہ مانے تو نصیحت سے گوشمالی دو
لیکن سبب نہ کہو لو لازمونکی خوشی کے ساتھہ اپنی خوشنودی و رضامندی اور انکے رنج و مصیبت کے ساتھہ
اپنا اندوہ و ملال ظاہر کرو ہر ایک کو ایک خاص مرتبہ بخشو کہ شرکت سے باہم کینہ و حسد پیدا نہو اور جو اونمین
بعضے باہم بیر جھگڑا فساد واقع ہو تو جلد دفع کرو کہ دشمنی کا مادہ قوی نہو جاوے امیرون اور وزیرون کی نزاع
و تراع باہمی زوال مملکت کا باعث ہے **مولف** نہون متفق گر اراکین شاہ / تو ہو کار شاہ و رعیت تباہ
لازمونکی تربیت دو چیزون پر منحصر ہے ایک لطف اور ایک قہر ہمیشہ اثر قہر اور نظر لطف خدم و حشم پر
برابر رہے کہ قہر سے دلیر اور لطف سے ناامید نہون اگر نرمی و آہستگی سے کام نکلے تو سختی و درشتی نکرو
اور سختی و درشتی کے مقام پر نرمی و آہستگی مناسب نہین **مولف** جراحت جو ہے لائق نیشتر / کبھی اوسپہ
مرہم نہو کارگر / جو آجاوے مرہم کا سودمند کہین / تو نشتر لگانا مناسب نہین / جسکو تربیت کرنی چاہو اوسکو
پہلے آزمالو اگر قابل تربیت ہے تو بہتر ورنہ زنہار تربیت نکرو کہ آئینِ سلطنت سے بعید ہے کسیکو خاک
ذلت سے اوٹھانا اور جلد تر نظر سے گرانا سطوتِ شاہی کے لئے مضر ہے اوسکو تربیت دینی چاہئے کہ
جو اہل ادب ہو یا صاحب نسب کسواسطے کہ ہر شے اپنی اصل کیطرف رجوع کرتی ہے دو کام ایک آدمی کو
سپرد نکرو کہ سب ملازم امیدوار رہتے ہین اور ایک کام دو آدمیونکو بھی نہ دو کہ شرکت مین حسب دلخواہ

نہیں ہوتا اے سلطانِ عالی شان تربیت تین قسم ہے قسم اول اولاد کی تربیت سب پر مقدم ہے
کہ وہ صفاتِ پسندیدہ سے متصف اور فضائلِ نکوہیدہ سے منحرف ہو اسکے واسطے آٹھ باتین ضرور ہین
اول نام نیک رکھنا چاہیے کہ نام ناموافق ہو تو مدت العمر کراہت رہتی ہے دوم دایہ نہایت معتدل مزاج
خوشخو پاکیزہ سیرت مقرر کرنی چاہیے سوم جب زمانہ شیرخوارگی منقضی ہو تو مردم پاکدین و خوش اخلاق
اونکی خدمت پر ماسور رہین کہ طبیعت اونکی صفت نیک اختیار کرے چہارم بچون کی طبیعت کسی چیز کی طرف اول راغب
ہوتی ہے لہذا اوس مین تاکید اعتدال کی رعایت ملحوظ خاطر رہے پنجم معلم پرہیزگار و دیندار معین کرین کہ جو احکام شرعی سکہلاوے اور علم کہ دین و دنیا مین
مفید و نافع ہو یاد کرواوے اور بہتر تادیب یہہ ہے کہ جماعتِ سفلہ مع طبع کی آمیزش سے بچاتین اور مردم
خوش وضع لطیف طبع صالح و متقی کو مصاحب بناتین اور ہمیشہ اونکے سامنے عالمون اور فاضلون کی تعریف
کرتے رہین کہ اونکی محبت دلون مین نقش جماے اور بدکار بدچلن لوگون کی مذمت کرین کہ اونکے نام سے طبیعت کو
نفرت آجاے ششم جب تمیز پیدا ہو تو کسی مرد عالی ہمت صاحبِ تجربہ کو جو بادشاہون کی صحبت مین رہا ہو
مقرر کرین کہ آمد و رفت اور نشست و برخاست کے آداب تعلیم کرے اور اسباب مین کمال سعی و کوشش فرمائے
کہ آثار فہم و ادب اور علو ہمت اور اخلاق ملوک آثار ظاہر ہون ہفتم جب قوت آجاے تو سپاہیانِ دلیر اور
اوستادانِ کار آزمودہ کو حکم دین کہ آئین سواری اور قانونِ حرب و ضرب جو سلاطین کیواسطے کار آمد ہین تعلیم
کرین ہشتم جب ہوشیار ہو تو خدمتِ مشایخ و صحبتِ علما کی ہدایت فرمائین تاکہ بزرگانِ دین کی
نظر توجہ سے فیضیاب ہو قسم دوم امیر و مصاحب کہ رکنِ قصر سلطنت اور ستونِ نظام دولت ہین انکے
فوائد تعلیم مین سعی راہ نپاے ہر کام مین انکی راے ہے اور تدبیر شامل کرد اور مصلحت ملک کے باب مین جو صلاح
دین اوسکو گوشِ دل سے سنو اور ایلچی کو زبانِ سلاطین سمجھو کہ ہر بادشاہ کی حالت اوسکے ایلچی کے اطوار سے
معلوم کر سکتے ہو پس ایلچی ایسا چاہیے کہ حکیم و دانا سخنگو شیرین زبان فصیح بیان خوبصورت خوش سیرت بزرگ
ہمت صاحبِ جود و مروت ہو اور لشکریون کی تربیت بہی ضروریات سے ہے کہ اسمے چار چیزین نگاہ رکہنا ضرور
اول بادشاہ کی قوت و ہیبت دوم دشمنون کو دفع کرنا سوم رعایا کو امن مین بیخوف و خطر رکہنا چہارم
دزدون کا تدارک اور راستون کی حفاظت اور انکو بہی چار شرطین بجالانی ضرور ہین اول بادشاہ کے تابع فرمان
رہین اور بے حکم کوئی کام نکرین دوم بادشاہ کے ساتہہ یکدل و یکزبان رہین سوم آپسمین اتفاق رکہین
چہارم کارزار مین مردانگی و فرزانگی کا لحاظ رہے اور بادشاہ کو بہی انکے ساتہہ چار باتین لازم ہین
اول انکے لیے سواری اور ہتیار مہیا کرے دوم ہر ایک کا مرتبہ پہچانے اور عزت و آبرو نگاہ رکہے
سوم مردانِ کار کو فوج مین سربلند کرے چہارم لشکرِ دشمن سے جو مالِ غنیمت ہاتہہ آوے اوس مین سے انکو بہی حصہ دے

قسیم سوم وزیر کہ جو پیرایۂ ملک اور خزانۂ مال اور استحکام بنائے سلطنت اور انتظام امورِ مملکت کا باعث ہین
انکی تربیت یہہ ہے کہ شرفِ التفاتِ سلطانی سے سرفراز اور عزتِ عنایتِ خاقانی سے مشرف رہین کہ
جمیع خاص و عام مین مکرم و معظم نظر آئین اور اوسکے قول پر اعتماد اور فعل پر اعتبار ہو اور مقرب دائمی
اور محرمانِ خلوت کی تربیت یہہ ہے کہ ہر شخص کو ایک خاص کام پر مقرر کرو اور خدمت کی قدردانی کرکے
اوسکے لائق نوازش فرماؤ اور اسکو گستاخ نہونے دو کہ بادشاہ کی ہیبت و سطوت اوسکے نظر مین کم ہو جائے
اسکو مقام اوسکے اور مرتبہ ہی مین نگاہ رکھو اور چونکہ ملازمینِ شاہی مین اکثر باہم رشک حسد ہوتا ہے اسلئے
کسیکی بات ایک دوسرے کے باب مین نہ سنو بلکہ اسکو دوستی و موافقتِ باہمی کی ترغیب دلاؤ اور تنازع و
مخالفت سے ڈراتے رہو اور غلام و بندگان زر خرید کا یہ حال ہے کہ ہاتھ پاؤں اور تمام اعضا مین جیسے
آنکہ ہے کوئی وہ کام کرے کہ جسمین خود ہاتھ پاؤں کی احتیاج ہوئی تو وہ ہاتھ کا قائم مقام ہے اور جو کوئی
وہ کام بجالائے کہ جسمین قدم رنجہ کرنیکی ضرورت پڑی تو اوسنے پاؤں کی محنت سے باز رکہا باقی اسی پر قیاس
کرو اور اس جماعت کے ہونے پر شکرگذاری لازم ہے اور چونکہ انکو ہی کثرتِ کار و بارِ خدمت کے باعث
ماندگی و سستی پیدا ہوتی ہے اسواسطے کام لینے مین رعایتِ انصاف مناسب ہے انکی خورش و پوشش
مین خلل راہ نپائے اور بندونمین صفتِ حیا و دانائی نہایت ضرور ہے اور جب کسی مین دزدی و مکر و حیلہ کا اثر پاؤ تو
جلد اوسکو دفع کرین اور کسیسے کوئی بڑی خیانت یا کوئی گناہِ زشت سرزد ہو کہ جو تادیب و تنبیہ سے اصلاح پذیر
نہوسکے تو اوسکو فوراً اخراج کرین کہ دوسرے بندون مین اوسکی صفتِ بد کا اثر نہ پہونچے

**مؤلف**

صحبتِ شخص مفسد و بدکار — مردم نیک کو تباہ کرے
دیکہ کوئلہ ہمنشین ہو جو کوئی — اپنی پوشاک خود سیاہ کرے

اور سلطان جسکو کسی کام پر مامور کرے تو اوسکو چار طرف کی رعایت لازم ہے اول رعایتِ جانبِ حق
دوم رعایتِ جانبِ بادشاہ سوم رعایتِ جانبِ خود چہارم رعایتِ جانبِ رعیت رعایتِ جانبِ
حق کیواسطے پانچ شرطین ہین پہلے شکرِ نعمتِ الٰہی بجالانا کہ فیض نامتناہی زیادہ ہو دوسرے مراسم
طاعتِ الٰہی کو خدمتِ بادشاہی سے بہتر ادا کرنا کہ چشمِ اہلِ نظر مین عزیز اور دلِ خلائق مین مقبول ہو
تیسرے رضائے الٰہی کو رضائے بادشاہ پر مقدم جاننا کہ حق سبحانہ تعالیٰ خوشنود ہو تو دوسرون کے غضب سے
کچھ نقصان نہین ہوسکتا اور عیاذاً باللہ خدا تعالیٰ غضبناک ہو تو تمام خلق کی خوشنودی سے
فائدہ نہین ہوسکتا چوتھے بادشاہ کے خوف سے زیادہ خدا کا خوف رکہنا اسلئے کہ جو خدا سے ڈرتا ہے

اور جب بھی مفید مطلب نہو تو اوسکی ہمنشینی و مصاحبت سے ہاتھہ اوٹھائے سترہوین جو کار پردہ ہو
اوسمین غفلت نکرے اور حتی المقدور حاضر رہے جسوقت بادشاہ طلب کرے فوراً اوسکی خدمت مین پہونچے
اور ہروقت حضوری و ملازمت سے بھی احتراز کرے اٹھارہوین محبت اور رضامندی سلطان پر
اعتماد کرے اور اپنی بہت کچھہ خدمتگاری پر بھی مغرور نہو اسواسطے کہ بادشاہ کسی کی خدمت سے
ممنون نہین ہوتا بلکہ ہمیشہ اپنے آپ کو سزاوار خدمت جانتا ہے اونیسوین عرض حاجات کا محل
نگاہ رکھے کہ کوئی حاجت بےموقع روا نہین ہوتی اور اسقدر بھی حاجتین عرض نکرین کہ جبین سلطان پر
اثر ملال ظاہر ہو بیسوین اگر بادشاہ کسی کو عزیز رکھے تو اوسکو مناسب ہے کہ مقربان بارگاہ سلطانی پر
فوقیت نہ ڈھونڈھے اور اونکے اعزاز و مراتب کا لحاظ رکھے اکیسوین بادشاہ کے ستم سے رنجیدہ
نہو اور اوسکی سختی و درشتی کو دلجوئی و دلخوشی سے قبول کرے اور اگر از روے ناز کہ جو لوازم سلطنت سے ہے
کسیکو دشنام دین تو اوسکے عوض دعا مین مشغول ہو اور اونکی سختی کو ملائمت شمار کرے بائیسوین
اگر عتاب سلطانی مین گرفتار ہو تو زنہار کسی طرح سے شکایت نکرے اور کینہ و عداوت دل مین
نرکہے اور اپنا قصور سمجھے اور اس امر مین کوشش کرے کہ کسی سبب سے عتاب سلطانی زائل ہوجائے
تیئسوین اگر بادشاہ کسی سے نارضامند ہو یا کسی کے نزدیک تہمت کا اندیشہ ہو تو چاہیے کہ اوس سے
اجتناب کرین اور جو شخص متہم ہو چکا ہو اوس سے اختلاط نکرے اور اوسکی مجلس مین شریک نہو جبتک
کہ وہ مورد عتاب سلطانی رہے چوبیسوین بادشاہ کی رضامندی حاصل کرنے مین کوشش کرے
و سلطان کی خوشنودی چار چیزون سے میسر ہوتی ہے اول بادشاہ کے ہر قول کی تصدیق
کرے دوم اوسکی رائے اور تدبیر کی ستائش کرے سوم اوسکی نیکی و خوبی ہمیشہ ظاہر کرے
بدی اور برائی اوسکی ہمیشہ پوشیدہ کرے پچیسوین اسرار سلطانی اور راز بادشاہی
اور یہہ سب شرطون سے بہتر و عمدہ شرط ہے اور رعایت جانب خود مین سات شرطین ہین اول یہ
جس جگہہ سے کوئی چیز نہین لینی چاہیے نہ لے اور جہان نہین دینی چاہیے نہ دے تاکہ دنیا مین
ناکام و بےمقدار اور آخرت مین ذلیل و شرمسار نہو دوم حتی المقدور سب کو نیکی پہونچائے اور
بدی رفع کرے سوم ہمت بلند رکھے کہ ہر شخص کا اعتبار بقدر ہمت ہے جسکی ہمت بلند ہوگی
ہرگز اپنے نفس نفیس کو مال و منال دنیا کی طمع مین کہ نہایت خسیس ہے رسوا و خوار نکریگا چہارم
ذات پر سختی گوارا نکرے اور نہ خلق اللہ کو سخت گیری سے تکلیف دے پنجم اختیار و اقتدار
قدر و قیمت جانے اور موت کی مہلت سے پہلے اپنا ذکر جمیل اور اثر خوب یادگار چھوڑے

اپنے جاہ و اختیار پر مغرور نہو اور عزت و احترام پر تکبر نکرے کہ زمانہ غدار اور سپہر ناسازگار جفا جوئی اور
تندخوئی میں مشہور و منسوب ہے ہفتم جہانتک ہوسکے آدمیوں سے نیکی کرے کہ بادشاہ کے مقرب ہونیکا فائدہ یہی ہے
کہ تمام خاص و عام پر سلوک و احسان پیش آئے اور ہر چھوٹے بڑے کو فیض پہونچائے اور [illegible] رعیت کی
دو چیزیں ہیں اول انکی محافظت میں نہایت اہتمام بجالائے کہ اپنے کام سے باز رہیں اور اپنے مقامات سے [illegible]
دوم انسے مالگذاری کا مطالبہ کرے کہ رعیت بجاے گوسفند ہے اور اہلِ اختیار بجاے شبان اور بادشاہ گوسفندوں کا
مالک ہے کس طرح کہ مالک اون بکریوں کو چرواہے کے حوالہ کرتا ہے کہ درندہ وغیرہ کی زیانکاری سے نگاہ رکھے
وغیرہ چراگاہوں میں فربہ کرے اور نتیجہ وغیرہ حاصل کرکے مالک کے پاس لاوے اسیطرح ارکانِ دولت کو لازم ہے
رعایا کو گرگانِ ستمگار اور ضرر پہونچانیوالوں کے آزار سے بچا کر [illegible] کام میں کہ جس [illegible] ویرانہ [illegible]
[illegible] کسب و صنائع کی خبر بادشاہ کو پہونچائے [illegible] سلامت اور ارکانِ دولت
علی العموم یہہ گفتگو [illegible] امرا و وزرا و اہل قلم [illegible] جانب روئے سخن کیا کہ اے امیران اہل ہمت
سے اعیان دولت و سلطنت تم پر لازم ہے کہ پانچ فائدے ہمیشہ پیش خاطر رکھو اول حق سجانہ تعالی کی
شکرگذاری اس سے زیادہ کرو کہ خلق اللہ جسقدر تمہاری فرمانبرداری کرے دوم اپنے خداوند ولی نعمت کے
حقوق نعمت نگاہ رکھو کہ کفرانِ نعمت کا نتیجہ بد ہے سوم اپنی تربیت [illegible] اہل [illegible] کے سبب
[illegible] کرو اور بادشاہ کے اہل کو طمع کی نظر سے نہ دیکھو کہ اہل ہر ایک کا محبوب ہے اور جو کوئی کسی [illegible]
کی نگاہ سے گھورتا ہے وہ رقیب ہونیکے سبب دشمن شمار کیا جاتا ہے چہارم تمام احتیاجات اہل [illegible]
[illegible] کی غرض مقصود ہو [illegible] بادشاہ اور [illegible] سپاہ و بارگاہ [illegible] سواری و [illegible]
[illegible] بادشاہ کی ہمسری [illegible]
[illegible] ششم جو کام بادشاہ سے صادر ہوا ہو [illegible] دیکھو [illegible]
[illegible] قسم میں [illegible] ہوگا باید ہر کام کے لیے ایک عمدہ توجیہ تلاش کرکے اوسکو بادشاہ سے
منسوب کرو اور جو مصلحت سے بعید ہو تو حکیمانہ تدبیر سے خاطرنشان کرنا مناسب ہے ہفتم اگر بادشاہ کی کوئی رای
ہمارے نفس کے مخالف یا کوئی سخن مکروہ طبع معلوم ہو تو اوسے بھی اتفاق کرو کہ وہ سلطان ہے اور تم چاکر ہو
کو بادشاہ کی متابعت ہر حال میں لازم ہے ہشتم اپنے جاہ و تقرب پر مغرور اور بادشاہ کے اکرام
[illegible] پر گستاخ نہو اگر بادشاہ تم میں سے کسیکو بھائی کہے تو تم اوسکو خداوند سمجھو اگر وہ فرزند کہے تو تم اپنے
[illegible] خادم جانو اور جسقدر وہ عظمت زیادہ کرے تم خدمت زیادہ کرو نہم جو امورِ سپاہ امیر [illegible]
[illegible] لازم ہے کہ [illegible] بادشاہ کو ہمیشہ متوجہ رکھے کہ اوسکا لشکر آراستہ و پیراستہ [illegible]

# قطعۂ تاریخ اختتام نسخۂ عقل و شعور از مؤلف ہیچمدان سراپا عجز و قصور

[illegible]

سنہ ۱۲۹۰ ہجری

سب مشغول ہوتے ہیں مہر پرور شمائل مراد ہے آتش شوق کو تیز
... کی نزاکت پیدا ہوتی ہے گردش ہے جس کی دیدۂ غزالت اور آنکھ
... ایسا کرے کہ اگر حجر الاسود کعبہ کی دیوار اور نیز فضیلت مشتری کے سیر بزرگوار کے گویے
... رنگ طرح ہیں اور ہے اندازہ تم اور حسن تماشات محبوب کی جسم پر لباس زرین ...
... کی صورت انگشت اور ہے سر کا نشان ہے اور ماہی کے موقلم ہاتھ سے اور عطارد کا نقش ...
قلم سے اور ہر دم کی شراب ساغر سے بلکہ شراب کی تیزی نشہ سے باقی نہ رہے

## مؤلف

عجب ہے تازہ و شاداب یہ گل | فریفتہ جس کی خوشبو پر ہے بلبل
عجب یہ شمع بزم دلبری ہے | کہ جس پر شکل پروانہ پری ہے
عجب یہ حقۂ یاقوت اس میں ہے پنہاں | نبات ہے خضر طوطی اس شکر کا
عجب ہے واہ یہ موزوں صنوبر | کہ جھکا اہل نظر قمری ہے جس پر
عجب شب تاب ہے یہ گوہر نایاب | کہ شو جان سے جسکو اسکا ہے مہتاب
عجب لیلی ہے یہ آشوب محفل | کہ مجنون جس پہ ہے ہر ایک عاقل
عجب شیرین ادا ہے یہ جگر بند | کہ ہے فرہاد جس کا ہر خردمند

الغرض یہ تحفہ ذخیرۂ دانشمندی و ہنروری ہے اور گنجینۂ فرزانگی و خرد پروری ہے کہ جسکے
... ذوق نواز کی لذت شکر سے طوطی کے منہ میں پانی بھر آتا ہے اسلیئے شیرین زبانی سے لا جواب
... رنگین بیانی گلشن پرواز کی بہار سے گل تر کو بلبل زار کے آشیانے تک پہنچایا ہے اسواسطے نرگس غزل سرائی
... ہے ہر ایک مست کو یاد دلایا ہے اسلئے گریبان چاک کرتا ہے آئینہ ایک سادہ رو کو دکھایا اسواسطے
... جو صفات جمال خود روشنی پر احسان دھرتا ہے حسن کسی شعلہ عذار کا بزم افروز ہے کیا تاب کہ پروانہ ...
... جلا ہے اور جمال کسی آئینہ رخسار کا عالم سوز ہے کیا مجال کہ ہر ایک شبستان ...
ہمارے نفس کے مطابق ہو تو حسن کمر وہیں ... اوج عطارد کا ... عجب حبشی کے نام میں ...
مرکو بادشاہ کی متابعت ہر حال میں

## بیت

... بادشاہ ہم ... بیانی ہم ... و گر نہ ...
... جانو اور جسقدر ہو عظمت ... لطف است ... اسدم ...
... ہے کہ ...

END

خاتمۃ الطبع دلپسند برچکیدۂ کلکِ جادو تحریر خوش نسب سریع الطبع
صاحب الولا سید محمد مصطفیٰ حسن حبیب شعوی الملوی غریب آشنا و سیم

للّٰہ الحمد ای رحیم و غفور
تازہ طبع سے ہوا گلشن
ہی یہ اک گلشنِ ہمیشہ بہار
اس صحیفہ کی جو مؤلف ہیں
ناظمِ خوش کلام غیرتِ میر
حضرت مولوی نظام الدین
اونکو ہر شے میں دستگاہِ کمال
وضعِ نقش و نگارِ تصویرات
اونکی تعریف میں قلم قاصر
ہیں وہ اعجاز اثرِ اخبار
خانِ دوران بہادر آفاق
راجہ سرجیت سنگھ عالیجاہ
الغرض ایم کمشن ایم اے
ہوئی جس وقت یہ کتاب عجیب
تب سو نسخہ مبلغ انعام
اور مؤلف نے بہرِ طبعِ کتاب
سیدِ مصطفیٰ حسین شریف
طبع کے اہتمام میں گرم
ای خرد بخش یہ خرد نامہ

شکر ہے شکر ای خدائے شکور
اب ہزار اوس کا رخِ پرنور
ہیں حسین جسمیں سب کی خوبی اونکا سطور
جن سے منقول شعر کا ہی ظہور
ناشرِ گنجِ رنگِ سرور
ابنِ سید امیر علی مغفور
اونکو ہر چیز علم و فن کی عبور
ختم اونپر ہے وید ہند و دور
اونکی تصنیفیں ان سے صدور
پیشگاہِ حضور سے امور
اختر اللہ بادہ عیش نثور
زینتِ تاباں جیش مغفور
دائرہ کشور جو ہیں کرم گنجور
روبرو اوسکے باربابِ حضور
دیتے ہیں کہ شعلۂ تعلیم جور
ہوسکے بے اختیار و مجبور
بندۂ معترف بعجز و قصور
تہا سب ورد زبان جمہور
ہو خرد پرور اناث و ذکور

جب کے تیار ہوئی یہ کتاب
ہی یہ خوشبوئے علم و عرفان
ہی یہ کوزہ میں ایک دریا بند
عمدۂ ناظمانِ اہلِ خرد
سرو سرگروہِ سخن سنجان
چہرۂ انوارِ فضل ہی روشن
ہیں وہ جادو نگار ہفت قلم
بحث ہو یا مناظرہ کچھ ہو
بہرہ جو سطیع رتن کرشن
شہرۂ تمام کی جو ہیں سرنوشت
اہلِ حاجت کو اونکی خدمت ہیں
ہیں با اقبال حاکمِ مطلق
نگرانِ سررشتۂ تعلیم
قدر دانی اونہوں نے فرمائی
پانسو جلد کی خریداری
راہ میں باوجود صرفِ کثیر
ہی جو سچ مچ نویس نامہ سیاہ
دیر کا تھا غم انجام
سنۂ تحریر کی دو ہیں تاریخیں

نام انکی ہی جنکا عقل و فہم
ظلمتِ جہل کیوں نہو کافور
ہیں علم و ہنر میں سحر
زبدۂ شاعرانِ اہلِ کمال
سرگروہ و سرآمدِ جمہور
سینہ اسرارِ علم سے معمور
فخرِ بہزاد و مانی و شاپور
سب ہیں سب سے مظفر و منصور
متعلق بہ بندگانِ حضور
ہیں شہا علی ندوی تعلقہ
سحر و شام سب بہ رجوعِ امور
حکمرانِ ریاستِ مذکور
ملکِ نور جمال میں مشہور
ہی جواد و کرم سخی دستور
کی گورنمنٹِ ہند کی منظور
خود بھی کی جانفشانی موفور
کاتبِ بدخط خرد مسطور
زینتِ انجامِ طبع ہی مسرور
ذیل میں دو ہیں مصرعہ مسطور

ہی عجیب ابتدائے ہوش و تمیز ۱۲۹۲
لاجواب انتہائے عقل و شعور ۱۲۹۲

## قطعۂ تاریخ ہجری و صنعت منقوطہ از مؤلف کتاب

...ل و شعور میں کے عروج پہ مری خیال — آراستہ ہے زیور عقل و شعور سے
...بعد اسکے ہے ہمہ تن دانش و خرد — ہمہ استعمال ہے عقل و شعور سے

تاریخ جو ہے بے نقط اسے نظام
عقل و شعور و فہم عقل و شعور ہے

**سنہ ۱۲۹۰ ہجری**

...ل الٰہی سے کی رقم تو نے — ہمہ داستان عجیب و غریب عقل و شعور
...تمام جو اسا نہ حسد و سرور — کہا خرد نے کتاب عجیب عقل و شعور

**سنہ ۱۲۹۰ ہجری**

... خستہ جگر — ختم افسانۂ حسد و پرور
...سا کر — زیر و زبر حسد و پرور

**سنہ ۱۲۹۰ ہجری**

...گلستاں ہے جو خوش دلپسند — عمدہ مقدمہ ہے دو باب خاتمہ
...ہے یہ نسخہ عقلی کی اے نظام — دیباچہ و مقدمہ دہ باب خاتمہ

**سنہ ۱۲۸۰ فصلی**

شعور اس جو گلستان رنگ بہار گلشن — نو صحیح بیک و لوحہ احسن در لغتہ ہوشمند یاد آمد
...تسمیہ آں گوش ہوش نظام ناداں — حروف وحی سری یزداں ذخیرۂ ہوشمندی آمد

**سمت ۱۹۳۰ بکرمی**

...اک نگار ہے ایا بحار ہے — گلشن لاکھ سے ہے ورق اس میں کی سیر
...ہے اس میں مظہر وجہ نجم و شمس و قمر — ارض و سما و حق و ملک انس و وحش و طیر
...ہیں بہت اونکے ستم — خوب ہیں صنم پرست ہمہ او ملے لئے ہے دبیر
...کائنات سے نقطہ پڑے مری — اندیشہ نگاہ سے مجھکو یہ خوب عیب

عقل و شعور ختم ہوئی حیرت سے نظام
تاریخ عیسوی ہے کہ ہے خاتمہ بخیر

تمت